سیر الاخیار

محفلِ اولیاء

مؤلف

حضرت (علامہ) شاہ مراد سہروردی

کتب خانہ امجدیہ دہلی

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ
5194

سیر الاخیار

محفلِ اولیاء

ستر سے زیادہ اولیاء کرام کے حالات زندگی۔ ان کے
احوال باطنی، کرامات، پاکیزہ وطیب سیرتوں کا بیان

مؤلف
عارف شریعت وطریقت
حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی
مارہرہ شریف

تدوین جدید
پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔ ۶

Marfat.com

81293

© K.K. AMJADIA

کتاب	:	محفل اولیاء (سیر الاخیار)
مصنف	:	عارف شریعت وطریقت حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی، مارہرہ شریف۔
طبع اول	:	1000
سن اشاعت	:	۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء
مطبع	:	نفیس آفسیٹ، دہلی
صفحات	:	۵۵۲
قیمت	:	Rs. 140

ناشر

کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۴۳۱۸۷

ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ امجدیہ، نزد ٹاؤن کلب، پکہ بازار، بستی۔ یوپی

☆ نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، بمبئی۔۳

☆ مکتبہ اہل سنت وجماعت، عقب مسجد چوک۔ حیدرآباد

☆ ناز بک ڈپو، بھنڈی بازار، بمبئی۔۳

☆ این بی ٹریڈرس، اسلام آباد (اننت ناگ) کشمیر

Marfat.com

نگاہ اولین

بزرگانِ دین کے ملفوظات، مکتوبات، مکاشفات، تعلیمات اور حالات و کیفیات کا پڑھنا، سننا اور اسے دوسروں تک پہونچانا یوں تو ہر زمانہ میں مبارک اور مستحسن عمل رہا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ ہر انسان نفس پرستی، ہوس رانی، رشوت ستانی، وعدہ خلافی اور مذہبی بے راہ روی کا شکار ہے ان بزرگانِ دین کے مخلصانہ کردار، حسن عمل، اخلاص و نیک نیتی، مذہبی رواداری۔ حق گوئی اور راست بازی جیسی طرز زندگی سے باخبر کرانا کسی نفلی عبادت سے کم نہیں۔ قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جو مادیت کے اس دور میں ایسی کتابوں کی تالیف اور اس کی نشر و اشاعت کا اہتمام کرتے ہیں۔

بزرگانِ دین اور علمائے سلف کے تذکروں کو قلم بند کرنے کا رواج اگرچہ صدیوں پرانا ہے مگر اس کی افادیت ہر دور میں یکساں رہی ہے۔ عالم اسلام میں بزرگانِ دین کے حالات کو قلم بند کرنے کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہو جاتا ہے۔ شیخ ابوعبدالرحمان محمد بن الحسین السلمی نیشاپوری کی تصنیف ''طبقات الصوفیہ'' کے نام سے پہلا تذکرہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس کے بعد دسویں صدی ہجری تک متعدد تذکرے لکھے گئے۔ برصغیر میں صوفیا کے تذکروں کو جمع کرنے کا سلسلہ دسویں صدی ہجری میں شروع ہوا، مورخین کے بقول شیخ جمالی کا مرتب کردہ ''سیر العارفین'' وہ پہلا تذکرہ ہے جو فارسی زبان میں لکھا گیا۔ یہ کتاب ۹۳۸ھ اور ۹۴۱ھ کے درمیان لکھی گئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی "اخبار الاخیار" محمد غوثی شطاری مانڈوی کی ''گلزار ابرار'' داراشکوہ کی "سفینۃ الاولیاء" محمد حسین چشتی کی ''مراۃ الاسرار'' مفتی غلام سرور لاہوری کی "خزینۃ الاصفیاء" بعد میں یکے بعد دیگرے منصۂ شہود پر آئیں۔ یہ واضح رہے کہ یہ تمام تذکرے فارسی زبان میں لکھے گئے جو اس زمانہ کے تقاضے کے عین مطابق تھے لیکن جب اردو زبان کا غلبہ ہوا جہاں جہاں فارسی زبان کا تسلط تھا وہاں وہاں اردو اور ہندی نے اپنے قدم جمانے شروع کردئے تو ضرورت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ عہد حاضر کے لوگوں کو صوفیاء کے زریں

Marfat.com

خیالات اوران کی دینی وتبلیغی خدمات سے باخبر کرانے کے لیےاردو یا ہندی زبان میں کتابیں لکھی جائیں یا قدیم عربی وفارسی تذکروں کا اردو اور ہندی ایڈیشن شائع کیا جائے تاکہ موجودہ زمانہ کے ہندوستانی لوگ بھی ان بزرگوں کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔ حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی علیہ الرحمہ مارہرہ شریف کی تالیف "محفل اولیاء" جس میں ستر سے زائد اہم صوفیا و مشائخ کا تذکرہ ہے۔موجودہ دور میں اس کی اشاعت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔اس کتاب میں آغاز اسلام سے لے کر عہد مصنف تک کے تمام اکابر صوفیاء کا تذکرہ بڑی خوش اسلوبی سے جمع کردیا گیا ہے۔ یہ کتاب پاکستان میں تو اس سے قبل شائع ہوچکی ہے مگر ہندوستان کے وہ لوگ جو بزرگان دین سے عقیدت اور اپنے اسلاف سے محبت رکھتے ہیں وہ ابھی اس کتاب کے مطالعہ سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس کتاب کی اشاعت کی توفیق رفیق بخشی اور میں نے اسے اس حسن نیت سے شائع کردیا تاکہ بزرگان دین سے والہانہ عقیدت اور نیازمندانہ محبت رکھنے والے حضرات اس کتاب کے مطالعہ سے اپنی آنکھوں کو روشناس اور دلوں کو شاد کرسکیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور بزرگان دین کی بے ریا عبادت اور اتھاہ نیکیوں کے طفیل ہمیں اور ہمارے قارئین کو دین و دنیا کی ابدی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

انوار احمد قادری امجدی

خادم ☆ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج، بستی
☆ کتب خانہ امجدیہ، دہلی ٦

١٨ صفر المظفر ١٤٢٤ھ

٢١/ اپریل ٢٠٠٣ء

Marfat.com

فہرست مضامین محفلِ اولیاء رحمتہ اللہ علیہم

مضامین	صفحہ نمبر
۱۔ ذکر حضرت خواجہ حسن بصری	۱۷
کرامت	
حضرت حسن بصری کا ارشاد موت کے بارے میں	
۲۔ ذکر حضرت رابعہ بصریہ	۲۶
کرامت	
حضرت رابعہ بصریہ کا حضرت ابراہیم ادہم کو جواب	
مہمان نوازی	
فضائل وکرامات	
حضرت رابعہ کا آخری وقت	
قبر میں منکر نکیر سے مباحثہ	
۳۔ حضرت ابراہیم ادہم	۴۰
دربار شاہی میں حضرت خضر کا ورود	
مجاہدات ومشاہدات	
فضائل واخلاق	
رزق حلال کی انتہائی اہمیت	
نکات وتعلیمات	
کرامات وخوارق عادات	
مرتبہ وبزرگی	
۴۔ حضرت فضیل بن عیاض	۴۷
ڈاکہ زنی وغربانوازی	
سچی توبہ وحصول کمال	
خلیفہ ہارون رشید کو نصائح	
تعلیمات وارشادات	
خوف وعبادات	
۵۔ حضرت حبیب عجمی	۵۳
سود خوری اور توبہ	
عشق وعبادت	
کرامات وخوارق عادات	
بلندیٔ مرتبت	
۶۔ حضرت بشر حافی	۵۹
بسم اللہ کا احترام اور مے خواری	
مے نوشی وتوبہ	
زہد واتقاء	
کرامات وتعلیمات	
بزرگی ومرتبہ	
۷۔ حضرت مالک دینار	۶۳
ایک رات کی مخلصانہ عبادت کا پھل	
ریاکارانہ نمازیں اور توبہ	
ارشادات وتعلیمات	
مراتب وکرامات	
۸۔ حضرت بایزید بسطامی	۶۷
ماں کی خدمت نے اوتاد بنا دیا	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
حضرت امام جعفر کی خدمت	
ارشادات عرفانی	
کرامات و خوارق عادات	
تعلیمات و جلالت شان	
۹۔ حضرت شفیق بلخی	۷۶
تجارت و توبہ	
موعظت و نصیحت	
اشارات و کرامات	
تعلیمات و ہدایات	
۱۰۔ حضرت سہیل بن تشتری	۷۹
بزرگی و عظمت	
سلطان عمرو بن لیث کو نصیحت	
کرامات و اشارات	
ثواب جوع و مصیبت اور اکل حلال	
نکات و تعلیمات	
توکل الٰہیہ کی فائز المرامیاں	
مسئلہ جانشینی و انتقال	
۱۱۔ حضرت ذوالنون مصری	۸۵
توکل و توبہ	
غیبی انتباہات	
کرامات و خوارق	
قید و بند کے مصائب	
ایک گبر پر نظر کرم	
تعلیمات و نکات	
ہمشیرہ ذوالنون کے کمالات عرفانی	

مضامین	صفحہ نمبر
بندگان خاص اور حضرت ذوالنون	
۱۲۔ حضرت داؤد طائی	۹۶
بندگی و عظمت	
علم و فضل اور حق شناسی	
شہنشاہِ وقت کی ملاقات	
تعلیمات و نکات	
کرامات و اشارات	
وصال و انتقال	
۱۳۔ حضرت معروف کرخی	۱۰۲
اسلام و عبادت	
عظمت و جلالت	
اخلاق و الطاف	
جذبہ خدمت عیال اللہ	
نکات و تعلیمات	
وفور شوق و وصال	
۱۴۔ حضرت سری سقطی	۱۰۸
تجارت و عبادت	
راہ عام و خواص	
نکات و تعلیمات	
وصال	
۱۵۔ شیخ وقت احمد خضرویہ	۱۱۴
عظمت و بزرگی	
اہل عرفان کے اسرار	
جذبۂ خدمت اہل اللہ	
ضرورت مند کی حیرت انگیز امداد	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
نکات و تعلیمات	
زوجہ محترمہ کے عارفانہ کمالات	
حضرت فاطمہ اور حضرت بایزید کی ملاقات	
حضرت فاطمہ کے فضائل و اخلاق	
۱۶۔ حضرت یحییٰ معاذ	۱۲۰
امید و رجا کے پیکر	
صاحبزادی کی خدادوستی	
نکات و تعلیمات	
سخاوت و دریادلی	
واعظانہ کمالات	
۱۷۔ حضرت ابو تراب نخشی	۱۲۵
راز و نیاز عشق	
کرامت و خوارق عادات	
نکات و تعلیمات	
۱۸۔ حضرت حاتم اصم	۱۲۹
بزرگی و عظمت	
نکات و اشارات	
کرامات و تعلیمات	
دل کی اقسام و تشریح	
۱۹۔ آفتاب خراسان احمد بن حرب	۱۳۵
شانِ اتقاء	
بچہ کو توکل کی تعلیم	
آتش پرست بہرام کے سوالات	

مضامین	صفحہ نمبر
۲۰۔ پیر وقت ابو سلیمان دارائی	۱۳۹
عبادت و عظمت	
نکات و اشارات	
تعلیمات	
۲۱۔ فلک عبادت عبداللہ بن مبارک	۱۴۲
رہبری عشق اور بزرگانہ طاعت	
زہد اتقاء	
خدمت اہل اللہ کے شاندار مظاہر	
سیدوں اور پاکباز غلاموں کی عظمت	
خدمت اہل اللہ کو شکوہ آرائی	
مشاہدہ حور و کرامات	
نکات و تعلیمات	
اللہ سے معاملہ اور بیوی سے علیحدگی	
شاندار زندگی سے شاندار سبق	
۲۲۔ حضرت سفیان ثوری	۱۵۱
زہد و عبادت	
عبرت اور خوفِ خدا	
خلیفہ سے ملاقات و کرامات	
نکات و تعلیمات	
شفقت مخلوق و وصال	
۲۳۔ حضرت یوسف حسین	۱۵۷
خوفِ خدا سے گناہ نہ کرنا	
حسین کنیز سے عشق و نصیحت	
اللہ کی محبت	
نکات و تعلیم	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
۲۴۔ کعبہ کمال حضرت ابوحفص	۱۶۳
عشق و جادو اور توبہ	
ترتیل قرآن کا معجزہ	
حضرت جنید سے عرفانی گفتگو	
مہمانی و ضیافت کی بہترین تعلیم	
مریدوں کی تہذیب و تادیب	
اشارات و کرامات	
خوف دل کا چراغ ہے	
۲۵۔ امام طریقت جنید بغدادی	۱۶۹
جلالت شان و عظمت	
چار سو مشائخ کے جلسہ میں تقریر	
عرفانی	
عبادات و مجاہدات	
وعظ و تقریر کا سحر و کمال	
خلیفہ وقت کی مخالفت اور اس کا انجام	
اشارات	
نکات و تعلیمات	
وصال و انتقال	
۲۶۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی	۱۸۱
عبادت و عظمت	
فرزند اکبر کی جلالت شان	
دختر اختر کا کمال عرفانی	
وصال و تعلیمات	
۲۷۔ حضرت ابوالحسن نوری	۱۸۵
مرتبہ و بزرگی	
بے دینی و کفر کا الزام و مخالفت	
حکم قتل اور خلیفہ کا عجز و تحیر	
اشارات و کرامات	
تعلیمات و وصال	
۲۸۔ حضرت ابوبکر شبلی	۱۹۰
امارت و اقتدار اور توبہ	
حضرت جنید کی بارگاہ میں حاضری	
دیوانگی عشق کے مظاہر	
پاگل خانے میں قیام	
اشارات و جوش	
وعظ و تقاریر	
نکات و تعلیمات	
وصال کے وقت وصال	
۲۹۔ حضرت منصور حلاج	۱۹۸
غلط فہمیوں کا ہجوم	
علم و فضل اور زہد و عبادت	
مواعظ و تقاریر	
انا الحق کے نعرے	
قتل کا دردناک منظر	
ہجوم خلق کو آخری نصائح	
جرم عشق کی ہولناک سولی	
کرامات و خوارق عادات	
نکات و تعلیمات	
۳۰۔ حضرت ابوالحسن خرقانی	۲۰۷
مرتبہ و عظمت	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
راز و نیاز محبت	
کرامات و خوارق عادات	
نکات و تعلیمات	
۳۱۔ حضور محی الدین عبدالقادر جیلانی	۲۱۱
ولادت باسعادت	
عبادات و وعظ درس	
کرامات و خوارق و عادات	
افادۂ خلق اور فیوض و برکات	
گیارہویں شریف اور اس کی برکات	
سیرت و عظمت	
حضرت عبدالقادر جیلانی کی کرامات	
رافضیوں کی آزمائش	
عجمی قافلے کی دستگیری	
خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری	
شیخ منصور واسطی واعظ کی روایت	
ایک لڑکی کی جنات سے رہائی	
غوث پاک کے خادم کا حیرت انگیز واقعہ	
صاحبزادہ یحییٰ کی ولادت	
آپ کے قدمی ہذہ کہنے پر سوائے شیخ صنعان اصفہانی کے تمام اولیاء کا گردن جھکا دینا	
۳۲۔ شیخ شہاب الدین سہروردی	۲۲۴
حضور غوث پاک کی دعا اور ولادت	
علم و فضل اور شوق اور استغراق	
عبادات و عرفانی کمالات	
خانقاہ عالیہ کی عظمت و رفعت	
فراوانی دولت و طاعت	
کرامات و خوارق عادات	
خلفاء کرام	
۳۳۔ حضرت بہاؤالدین زکریا	۲۳۱
خاندانی حالات و علم و فضل	
رسول کریم ﷺ نے خرقہ خلافت دلایا	
دارالاسلام ملتان کا سہروردی مدرسہ	
روحانی تربیت و تعلیم کا شاندار اہتمام	
دیوانہ خانہ سرکار میں دیباو قاقم کے فرش	
اشاعت اسلام کا مہتمم بالشان نظام	
امیر ناصرالدین قباچہ کا سرِ غرور قدموں پر	
کرامات و خوارق عادات	
امیرانہ شان دیکھ کر حسن قوال کا خطرہ	
عبادات و کمالات	
سہروردی معیار کمال	
آفتاب ہدایت و عرفان کا غروب	
حضرت بہاؤالحق زکریا ملتانی کی کرامات	
شہزادی کو بچا لیا	
عذاب قبر سے نجات	
شیخ الاسلام بخارا میں	
جذامیوں کے لئے دعا	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
سراندیپ کا سفر	
۳۴۔ شمس العارفین شاہ بیابانی	۲۴۸
سلطان التمش کی نیاز مندانہ استدعا	
ترک امارات و مجاہدات	
زیر بغل دریائے مورج کا نظارہ	
کرامات و خوارق عادات	
۳۵۔ شیخ وقت صدرالدین عارف	۲۵۱
جوش فروغ اسلام	
سات لاکھ اشرفیاں کھڑے کھڑے لٹادیں	
خلق و کمال	
کرامات و خلفاء	
۳۶۔ عارف جلیل رکن الدین سہروردی	۲۵۴
شیخ اسلام کی تعظیم و بشارت	
شریعت و طریقت کی تبحر	
اخلاق و تمول	
حضور سلطان المشائخ سے محبت و دوستی	
کرامات و خوارق عادات	
عظمت و وصال	
خلفائے کرام کی جلالت شان	
۳۷۔ قاضی حمید الدین ناگوری	۲۶۳
علم و فضل اور بیعت و خلافت	
قطب الاقطاب سے دوستانہ تعلقات	
عالمانہ ظرافت و کمال	
ہندوستان میں سماع و حال کی تاسیس	
سماع پر سلطان سے تصادم	
مجاہدات و مقبولیت	
۳۸۔ خواجہ بدرالدین موئے تاب	۲۷۰
بدایوں اور اس کی روحانی عظمت	
پسینہ کے عوض اپنا خون بہایا	
حضرت شیخ شاہی کی خانقاہ	
حضرت قطب الاقطاب کا خطاب	
عالمگیر شہرت و فیض رسانی	
ایک ولی پر عتاب	
شیر اور روح اللہ کی نقل	
شیر شاہ سوری کا دیوان اور خلافت	
نصف گھنٹہ میں پورا قرآن ختم	
دربار نبوت سے پروانہ	
۳۹۔ عارف زمان مرزا بادل بیگ	۲۸۰
خاندان و وسائل معاش	
مجاہدات و عبادات	
بیعت اویسی کا دل افروز نظارہ	
دربار سلطانی کی ہدایت	
تقسیم اوقات و طاعات	
فاضل وقت مولوی کی بیعت	
آنولہ میں معاندین سے مقابلہ	
تحصیلدار کی بیعت اور سلیم اللہ شاہ کا تحیر	
کرامات و خوارق عادات	
نکات و اشارات	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
علوم ظاہری اور اویسیت	
تعلیمات	
۴۰۔حضرت شاہ عبدالقادر خان سہروردی	۲۹۳
علمی حالت	
نواب خان بہادر خان کی فوج میں بھرتی	
مقدمہ کی ابتلائے عظیم و بریت	
سرکاری ملازمت و ٹھیکہ داریاں	
مجاہدات اور عبادات	
بزرگی و جلالتِ شان	
مجذوبان کامل سے مقابلے	
مریدوں کا عارفانہ انجام	
حضور نبی کریم ﷺ اور غوث پاک کی زیارت	
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سفارش و ہدایت	
کرامات و خوارق عادات	
نظر اٹھتے ہی قلب ذاکر	
وصال سے پیشتر وصال کی اطلاع	
نکات و تعلیمات	
روحانی عظمت و کمال	
خلفاء و مریدین	
۴۱۔حضرت شیخ جلال الدین تبریزی	۳۱۱
ترک شاہی اور خدمت پیر	
ملتان و دہلی میں ورود	
بدایوں میں قیام و تمکن	

مضامین	صفحہ نمبر
کفرستان ہگال میں سکونت	
عظمت و مراتب	
پنڈ دہت خانہ سرنگوں	
فقراء اور علماء کی نماز	
کرامات و خوارق عادات	
قطب الاقطاب صاحب اور شیخ کی باتیں	
حضرت بابا صاحب کا استفاضہ	
۴۲۔مخدوم جہانیاں جہانگشت سہروردی	۳۲۳
بچپن اور سیاحی عالم	
عظمت و شان	
حاکم اوچ کو ولی بنادیا	
ایک لمحہ میں پنجاب سے ہگال	
کرامات و احیائے موتی	
خلفاء کی جلالت شان	
فرزندان جلیل اور انکی قطبیت	
بندگان عشق کے راز و نیاز	
امراء اور عوام و خواص کا ہجوم	
۴۳۔سماء الدین زبیری سہروردی	۳۳۰
خاندان علم و فضل	
طاعت و عبادت	
مدرسہ و خانقاہ	
فضائل اخلاق	
سلطان بہلول لودھی کی نیازمندانہ عقیدت	
سلطان سکندر لودھی کو دعائے سلطنت	
کشف و کرامات	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
انتقال و کمال	
مقبرہ و خانقاہ	
۴۴۔ حضرت خواجہ غریب نواز چشتی	۳۳۹
خاندانی حالات و عظمت	
سیاحی و بیعت	
عبادت واستغراق	
ارض ہند میں ورود سعید	
ملازمان راجہ و جادوگروں سے مقابلے	
سلطنت اسلام کا قیام و بشارت	
کرامات و خوارق عادات	
قیام لنگر خانہ اور تعلیمات	
تبلیغی مساعی اور انتقال	
۴۵۔ حضرت خواجہ قطب الدین	۳۴۹
ولادت و تعلیم	
دہلی میں رجوعات خلق	
کرامات و خوارق عادات	
وصال وانتقال	
فقر و فاقہ	
۴۶۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر	۳۵۵
ولادت و علم و فضل	
خوفناک مجاہدات و ریاضات	
کشف و کرامات	
سلطان بلبن پر بارش کرم فرید	
اخلاق و معاشرت	
تعلیمات و تبلیغ اسلام	
۴۷۔ حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی	۳۶۲
ولادت و خاندانی حالات	
دربار گنج شکر سے خلعت کرم	
دہلی کی نظامیہ یونیورسٹی	
کشف و کرامات	
وصال وانتقال	
سلاطین سے بحث و مقابلے	
خلفائے سلطان المشائخ	
تبلیغی و روحانی نظام	
سلاطین و امراء اور سلطان المشائخ	
سلطان قطب الدین کی مخالفت و تباہی	
سلطان غیاث الدین کا حشر	
محمد تغلق و فیروز شاہ کو دعا	
سلطان علاؤالدین کو عطائے سلطنت	
تعلیمات	
۴۸۔ حضرت علاؤالدین صابر کلیری	۳۸۰
بچپن میں اظہار کرامات	
کلیر کی رونق و عظمت	
جلال صابری کا ظہور	
استغراق و محویت کا عالم	
حسن قوال کی حاضری	
کشف و کرامات	
فیض مرقد انور	
۴۹۔ حضرت داتا گنج بخش	۳۸۶
وجہ تسمیہ	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
نسب	
بیعت	
ورود ہند	
رائے راجو کی کہانی	
۵۰۔ حضرت امیر خسرو	۳۹۱
خاندانی حالات	
دنیوی ترقیات کی معراج	
عشق وادب	
حضرت مخدوم کلیری سے ملاقات	
۵۱۔ حضرت شیخ نصیر الدین	۳۹۵
زہد وعبادت	
اخلاق کریمانہ کے شاندار مظاہر	
سلطان محمد تغلق کی مخالفت	
خلفائے کاملین	
نکات وتعلیمات	
۵۲۔ حضرت سید اشرف جہانگیر	۴۰۱
سلطنت وترک سلطنت	
دشمنان مشائخ سے مقابلے	
کشف وکرامات	
سیاحی عالم وزیارت مشائخ	
وجد وانتقال	
۵۳۔ حضرت بو علی شاہ پانی پتی	۴۰۷
علم وفضل	
مجاہدات واستغراق	
حضرت علی سے استفاضہ	
امیر خسرو کی حاضری	
واقعہ بو علی پانی پتی	
۵۴۔ حضرت شمس الدین ترک	۴۱۳
خاندانی حالات	
شاہی فوج میں ملازمت	
سلطان بلبن کی حاضری	
کشف وکرامات	
پانی پت میں ورود	
۵۵۔ حضرت جلال الدین پانی پتی	۴۱۸
دولت وثروت کی انتہا	
دین ودنیا کی بخشش	
عظمت وبزرگی اور ایک سادھو کا اسلام	
کشف وکرامات	
مخدوم جہانیاں سے ملاقات	
۵۶۔ حضرت احمد رودولوی	۴۲۳
خاندانی حالات اور شاندار بچپن	
ایک بزرگ بڑھیا اور تیمور کا حملہ	
خلفاء کے کمالات عرفانی	
۵۷۔ حضرت شاہ مینا چشتی	۴۲۶
حضرت سارنگ سے استفاضہ	
مجاہدات وعبادات	
دعائے شیخ کا ثمر شیریں	
عشق کافر میں زنار بندی	
۵۸۔ حضرت عبد القدوس گنگوہی	۴۲۹
بچپن کی عبادتیں	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
مجاہدات واستغراق	
ہندو جوگی سے مقابلہ	
۵۹۔ حضرت جلال الدین تھانسیری	۴۳۲
علم و فضل اور معلّی و فتویٰ	
بزرگی و عظمت	
اکبر اعظم کی حاضری	
تعلیم و نصیحت	
راجہ بیربر کی عقیدت	
خلفائے کرام اور ان کی عظمت	
شیخ نظام الدین بلخیؒ	
شیخ عبدالشکور بلخیؒ	
مقتدائے وقت احباب اور سلاطین	
۶۰۔ حضرت شیخ سلیم چشتی	۴۳۹
کرامت بوقت ولادت	
علم و فضل وارادت	
عرب و حجاز میں شہرہ	
اکبر کی عقیدت اور شہزادے کی ولادت	
فتح پور سیکری کی آبادی و تعمیر	
سلطنت سور کی تباہی و کرامات	
خلفاء کی عظمت	
حضرت شیخ فتح اللہ ترین سنبھلی	
۶۱۔ حضرت محمد داؤد گنگوہی	۴۴۵
بزرگی و عظمت	
داراشکوہ سے محبت و مودت	
اورنگزیب کا اعتقاد اور بحث سماع	
انتقال و وصال	
خلفائے کرام اور شاہ عالمگیر	
حضرت شیخ سوندھا	
سید غریب اللہ	
۶۲۔ حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی	۴۵۰
علم و فضل اور زہد و عبادت	
سلطان دہلی کے مرشد گرامی کا آستانہ	
نظام الملک کی بیعت اور تھوک سے اکسیر	
شمالی و جنوبی ہند میں انوار الٰہیہ کی تجلیاں	
کرامات	
۶۳۔ حضرت سید میراں بھیک	۴۵۵
عبادت و مرتبت	
وقت ضیافت مردہ بچہ زندہ ہو گیا	
محمد شاہ بادشاہ کی درخواست و نذرانہ	
کرامات و خوارق عادات	
۶۴۔ حضرت فخر الدین دہلوی	۴۵۹
بزرگی اور علم و فضل	
سلاطین و بیگمات مغلیہ کی ارادت	
اکبر شاہ اور نظام الملک بحیثیت ولی	
کرامات و خوارق	
خلفائے کرام اور ان کی عظمت و خدمات	
۶۵۔ حضرت حسین لاہوری	۴۶۵
مجاہدات و عبادات	
کرامات و خوارق عادات	
گرفتاری اور کوتوال کا حشر	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
دربار اکبری میں حاضری	
عشق مرید اور راجہ مان سنگھ کی ملازمت	
مدینہ میں اعتکاف	
۶۶۔ سلطان الاولیاء میاں میر	۴۷۱
عبادات و مجاہدات	
مجتہد ایرانی سے حضرت کی بحث	
کرامات و خوارق عادات	
شاہ جہاں اور دارا شکوہ کی ارادت	
خلفائے کرام کی عظمت و شان	
شجر و حجر سے باتیں اور کمال باطنی	
۶۷۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی	۴۷۴
ولادت و جلالت شان	
جہانگیر کا عتاب و اعتقاد اور قید	
کرامات و خوارق عادات	
اورنگزیب کے مرشد کی دعا سے	
دارا شکوہ کو زحمت	
مریدوں کی امداد کو ہر جگہ موجود	
۶۸۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ	۴۸۳
عبادات و مجاہدات	
خانقاہ معلیٰ کی فیض رسانیاں	
عالم خواب میں حضرت ابو حنیفہ سے ملاقات	
ایک نظر میں ولی بنا دیا	
جہانگیر کے دربار میں تشریف آوری	
مرنے کے بعد تہبند باندھ لیا	

مضامین	صفحہ نمبر
امام عید گاہ بددعا کا شکار	
کرامات	
۶۹۔ حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخش	۴۸۹
بزرگی و عظمت	
مجاہدات و ریاضات	
کرامت و خواب	
اندھا بینا ہو گیا	
ایک نظر قلب ذاکر	
جیلخانہ میں نگاہ ڈالتے ہی چکیاں چلنے لگیں	
نادر شاہ کی لوٹ میں ایک ماہ پارہ کا انجام	
مصنوعی جنازہ اصلی جنازہ بن گیا	
کرامات	
۷۰۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں	۴۹۶
علم و فضل	
بیعت اور ہدایت خلق	
کرامات و خوارق عادات	
قبائے زربفت میں ٹاٹ کا پیوند	
وصال و شہادت	
نازک مزاجی و فضائل اخلاق	
مریدوں کی امداد کو ہر جگہ موجود	
رکن الدولہ وزیر اعظم کا ثمرہ غرور	
ذکر قلب اور انوار تجلیات	
تعلیمات و نکات	

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۷۱۔ حضرت شاہ برکت اللہ	۵۰۵	حضرت سرمد دربار عالمگیر میں	
خاندانی حالات اور بزرگان سلسلہ		شہزادی زیب النساء اور حضرت سرمد	
سید عبد الجلیل قطب		ایک سلفہ میں قصر خلد کی فروخت	
علم و فضل اور تصانیف		کشف و کرامات کی دھوم	
مجاہدات و عبادت		حضرت سرمد کی شہادت	
قوم گوندل پر بددعا کا اثر		۷۳۔ حضرت سلطان العارفین محمد باھُو	۵۲۴
حضور غوث اعظم کی ہدایت		آپ کے والد کی سرکاری عہدے	
نواب بنگش اور پچیس گاؤں کا عطیہ		سے کنارہ کشی	
ایک ضیافت میں سو سو قسم کا کھانا		ناظم شہر کے دربار میں تشریف آوری	
کا سگنج کی آبادی کا حکم		بازید محمد کی غیر معمولی شجاعت پر	
پیر لاکھوں میں مرید کو پہچان لیتا ہے		ناظم شہر کی حیرانگی	
ایک لمحہ میں بیس سال گذر گئے		یاد خدا کے لئے وقف	
نکات و تعلیمات		حضرت سلطان العارفین کی ولادت	
۷۲۔ حضرت سرمد شہید	۵۱۶	ماں کی تربیت	
عظمت و جلالت شان		حضرت علی سے ملاقات	
خاندانی حالات۔ قبولیت اسلام		دعوت قبور	
کاروباری مشاغل		مرشد کی تلاش	
عشق مجازی عشق حقیقی بن گیا		مال سے نفرت	
جذب و استغراق اور عریانی		دہلی میں خانقاہ پر حاضری	
ہردل عزیزی اور رجوع خلائق		شور کوٹ پہنچ کر تبلیغ	
عنایت خاں کو توال کی تفتیش		وفات کے بعد فیض	
حضرت سرمد دربار شاہجہانی میں		☆☆☆☆☆	

Marfat.com

شیخ المشائخ امام طریقت مقتدائے صوفیاء

حضرت خواجہ حسن بصری

نقشبندیوں کے سوا تمام صوفیاء اپنا سلسلہء ارادت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاتے ہیں۔ طریقت میں حضرت حسن بصری مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اگرچہ دوسرے مراتب بھی حاصل ہیں۔ مگر ان کا تصوف ان کے دوسرے مراتب عالیہ کے ساتھ ساتھ دنیا کے سامنے زیادہ نمایاں ہے۔

حضرت حسن بصری شیخ المشائخ تھے۔ صحابہء کرام کے بعد ابتداء اسلام میں جو مسلمان علم و معرفت کے اعتبار سے ممتاز ہوئے۔ اُن میں حضرت حسن بصری کا بڑا درجہ ہے۔

حضرت حسن بصری دربار رسالت ﷺ میں

حضرت حسن بصری شیخ المشائخ کی والدہ حضرت ام سلمہؓ کی کنیز تھیں۔ والدہ کام میں ہوتیں۔ اور حضرت حسن بصری روتے تو حضرت ام سلمہ اپنا دودھ پلا دیتیں تھیں۔ دودھ پلاتے پلاتے حضرت حسن بصری سے حضرت ام سلمہ کو ماں کی سی محبت ہو گئی تھی۔ اور حضرت ام سلمہؓ حضرت حسن بصری کے لئے ماں کی طرح دست بہ دعا رہتی تھیں۔

ایک دفعہ حضور سرور کائنات ﷺ حضرت ام سلمہ کے یہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت حسن بصری کے حق میں دعا فرمائی۔

ایک دفعہ بچپن میں حضرت حسن بصری نے حضور ﷺ کے پیالہ میں سے پانی پی لیا حضور ﷺ نے پانی کم دیکھا تو حضرت ام سلمہ سے پوچھا کہ پانی کس نے پیا ہے؟ حضرت ام سلمہ نے کہا۔ "حسن نے" ارشاد ہوا۔ اس نے پانی نہیں پیا۔ بلکہ وہ میرے علم کے جز سے

Marfat.com

سیراب ہو گیا۔

ان حالات میں حضرت حسن بصری کو شیخ المشائخ اور شیخ اعظم ماننے میں کون انکار کر سکتا ہے۔ اس دور کا ہر مسلمان ولی اللہ تھا۔ حضرت حسن بصری ولیوں کے ولی تھے۔ اندھوں میں آنکھوں والے نہیں۔ آنکھ والوں میں تیز نظر تھے۔

طریقۂ تبلیغ جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ عروج بخشتا ہے تو اس قوم کے افراد آپس میں کام تقسیم کر لیتے ہیں۔ کوئی حکومت سنبھالتا ہے۔ کوئی صنعت اور کوئی کھیتی باڑی۔ کوئی تجارت کرتا ہے۔ اور کوئی خلق اللہ کے تزکیہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ غرض ہر فرد جداگانہ ذریعہ سے قوم کا عروج بر قرار رکھتا ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے خدمت کرنے والوں کے ہاتھ میں بلاشبہ خلقت کی باگ ڈور بھی رہتی تھی۔ اور حکومت کرنے والوں پر بھی وہ نگاہ رکھتے تھے۔ ریاضتوں اور مشقتوں سے وہ حضرات اوّل اپنے اوپر قابو پاتے تھے۔ پھر زندگی کا پاکیزہ ترین نمونہ پیش کر کے ایک طرف غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے عوام اور مسلمان حکام کی بے اعتدالی اور غلط روی کو حکمت و موعظت سے روکتے تھے۔ امراء حکام اور بادشاہ، ان فقراء کے پاس آتے تھے اور ان کی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز مسند آرائے خلافت ہوئے۔ تو انہوں نے حضرت حسن بصری کو لکھا کہ نہایت اہم ذمہ داری میرے سپرد کر دی گئی ہے آپ مجھے کوئی نصیحت کر دیجئے۔ اور کوئی محتسب بھیج دیجئے۔ جس کی نگاہ سخت اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی دل سے نہ نکلنے دے۔ اور اطمینان قلب کا باعث ہو حضرت حسن بصری نے جواب دیا "آپ جس قسم کا آدمی چاہتے ہیں۔ وہ سچ مچ اس قسم کا ہوا تو آپ کے ہاں نہیں ٹھہرے گا۔ اور جو آدمی ٹھہرنے کی ہاں کرے گا وہ آپ کی ہاں میں ہاں ملائے گا۔ اس کی صحبت بے کار ہے۔ میں واقف ہوں امیر المومنین کس طبیعت کے انسان ہیں۔ میری نصیحت آپ کو یہ ہے۔ کہ جو آج اللہ سے نہیں ڈرتا اسے کل ڈرایا جائے گا۔ اور امیر المومنین! جو اللہ سے شرماتا ہے۔ دنیا اس سے شرماتی ہے۔ اور جسے اللہ کی شرم نہیں ہوتی۔ دنیا اس پر شیر ہو جاتی ہے۔

"امیر المومنین اللہ سے مدد مانگئے، وہ آپ کو مخلوق کا محتاج نہیں ہونے دے گا۔ آپ نے بے شک اہم ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ لوگ سہارے کی تلاش کرتے ہوئے آپ تک پہنچیں گے۔ ضرورت مندوں اور بے کسوں کو اپنے جیسا انسان سمجھئے۔ اور ان کے ساتھ

Marfat.com

وہ سلوک کیجئے۔ جسے آپ اپنے واسطے پسند کرتے اگر آپ ان کی جگہ ہوتے۔"

حضرت حسن بصری ہفتہ وار وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مشہور ظالم و جابر گورنر حجاج بن یوسف شمشیر برہنہ لئے ہوئے مجلس وعظ میں آگیا۔ یہ امتحان کا موقع تھا حضرت وعظ کہتے رہے۔ اور وعظ ختم کر کے منبر سے اترے اور حجاج نے بڑھ کر حضرت سے مصافحہ کیا۔ اور لوگوں سے کہا۔ "تم مرد کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھو۔"

کرامت

کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ بغرض حج روانہ ہوئے۔ اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدت سے پیاس لگی۔ چنانچہ راستہ میں ایک کنواں دکھائی دیا لیکن اس پر رسی اور ڈول کچھ نہ تھا۔ اور جب حضرت حسن بصری سے صورت حال بیان کی گئی۔ تو فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ چنانچہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو اچانک کنوئیں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا۔ اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی۔ لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی ایک کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت سے کنوئیں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر آگے روانہ ہوئے تو راستہ میں سے کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں اور جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش خرید اور صدقہ بھی دیا۔

نقل ہے کہ ابو عمر لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ ایک خوبصورت بچہ ایک دن ان کے پاس قرآن مجید پڑھنے آیا۔ اسے دیکھ کر ان کی نیت بدل گئی۔ نیت کا بدلنا تھا۔ کہ تمام قرآن پاک اس کے ذہن سے اتر گیا۔ اور ایک آگ سی لگ گئی۔ ابو عمر اسی بے قراری کی حالت میں دوڑے دوڑے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تمام واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا حج کا وقت ہے۔ پہلے حج کرو پھر مسجد خیف میں جا کر بیٹھنا وہاں ایک بزرگ محراب میں بیٹھا ملے گا اس کا وقت ضائع نہ کرنا۔ عبادت سے جب وہ فارغ ہو۔ تو دعا کے لئے اس سے التجا کرنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا بصرہ سے روانہ ہو کر مکہ پہنچا اور حج کے بعد مسجد میں بیٹھ گیا۔ وہاں اس بزرگ کو پایا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ ایک بزرگ سفید پوش تشریف لے آئے۔ دونوں بزرگوں نے باہم ملاقات کی۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ سفید پوش بزرگ چلا گیا۔ اور دوسرے سب لوگ بھی چلے گئے۔ بوڑھا بزرگ تنہا رہ گیا۔ ابو عمر نے قریب جا کر سلام کیا۔ اور تمام ماجرا بیان کیا۔ یہ سن کر وہ

Marfat.com

بزرگ بہت غمگین ہوا اور آسمان کی طرف نگاہ کی ابھی اس نے نگاہ نہ پھیری تھی۔ کہ ابو عمر کو تمام قرآن پاک یاد ہو گیا۔ ابو عمر نے فرط مسرت سے بزرگ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ میرا پتہ تجھے کس نے بتایا۔ اس نے عرض کیا۔ کہ خواجہ حسن بصری نے یہ سن کر انہوں نے فرمایا۔ حسن نے میری پردہ دری کی اور مجھے رسوا و مشہور کیا میں بھی ایسا ہی اس کے ساتھ سلوک روا رکھوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اس سفید پوش کو تم نے دیکھا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں فرمایا کہ وہ حسن بصری تھے۔ جو ہر ایک نماز سے قبل یہاں مجھ سے ملتے اور واپس بصرہ جا کر وقت پر سب نمازیں ادا کرتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جس کا امام حسن بصری ہو اسے میری دعا کی کیا حاجت۔

(۲) ایک آتش پرست شمعون نامی آپ کا ہمسایہ تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اس کی موت کا وقت جب قریب پہنچا تو لوگوں نے آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا۔ کہ آپ کا ہمسایہ ہے۔ اس کی خبر لیں یہ سن کر آپ اس کے پاس گئے۔ دیکھا کہ آگ دھوئیں سے اس کا رنگ سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمام عمر تو آگ اور دھوئیں میں برباد کر دی اب آخری وقت میں تو خدا سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تجھ پر نازل ہو اُس نے کہا تین باتیں مجھے اسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ تم دن رات دنیا کی برائی کرتے رہتے ہو۔ مگر پھر بھی دن رات دنیا ہی کی طلب میں لگے رہتے ہو۔ دوسرے یہ کہ موت کو برحق سمجھنے کے باوجود تم اس کا کوئی سامان نہیں کرتے تیسرے یہ کہ باوجود یہ کہ تم سمجھتے ہو کہ اللہ کا دیدار ہو گا۔ پھر اس کی رضا کے خلاف کام کرتے رہتے ہو۔ آپ نے سنا تو فرمایا، کہ اگر مومن لوگ ایسا کرتے ہیں۔ تو تم کیا کرتے ہو۔ تم نے ساری عمر آگ کی پوجا میں گزاری میں آگ کی پوجا نہیں کرتا۔ اگر تھوڑی دیر بھی آگ میں ہاتھ ڈالیں تو وہ تمہاری ستر سالہ عبادت کی قدر اور لحاظ کئے بغیر ہم دونوں کو جدا کر دے گی لیکن میرا خدا چاہے تو آگ کی کیا مجال کہ میرا بال بھی بیکا کرنے پائے۔ آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں کہ آگ کی کمتری اور اللہ تعالیٰ کی قدرت تم پر ظاہر ہو جائے۔ اتنا کہہ کر آگ میں آپ نے ہاتھ ڈالا اور کافی دیر تک آگ میں رکھنے کے باوجود مطلق اثر نہ ہوا۔ شمعون نے یہ دیکھ کر آہ لی اور کہنے لگا۔ کہ تمام عمر تو میری آتش پرستی میں بسر ہوئی اب کیا کر سکتا ہوں صرف چند سانسیں باقی ہیں۔ فرمایا۔ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا۔ کہ مجھے عہد نامہ لکھ دیں کہ اگر مسلمان ہو جاؤں تو مجھ پر

Marfat.com

اللہ تعالےٰ عذاب نہ کرے گا۔ یہ سن کر آپ نے خط لکھ دیا۔ اور معززین شہر کی گواہی بھی نیچے درج کر دی۔ شمعون نے خط دیکھا اور ایمان لے آیا اور روتے ہوئے وصیت کی کہ مرنے کے بعد میرے ہاتھ میں یہ خط دیدینا۔ اس کے بعد کلمہ پڑھا اور جان دیدی اس کی وصیت پوری کی گئی۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے غسل دے کر قبر میں اتارا اور وصیت کے مطابق اس کے ہاتھ میں خط دے دیا تمام رات اسی فکر میں گزر گئی۔ کہ میں نے یہ کیا کیا مجھے تو اپنا بھی انجام معلوم نہیں تو دوسروں کو عہد نامہ کیوں لکھ دیا اسی فکر اور سوچ بچار میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون سنہری تاج پہنے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کیا حال ہے ؟ اس نے جواب دیا۔ مجھے حق تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ آپ اپنا خط لے لیں مجھے اس کی ضرورت نہیں رہی۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو وہ خط آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے خط دیکھ کر کہا یا الٰہی تیرے کام فضل و کرم سے ہیں۔ کسی علت سے نہیں۔ تو مومن کو کیونکر محروم رکھے گا۔ جب کہ ستر سالہ آتش پرست کو ایک کلمے کے عوض بخش سکتا ہے۔

فرمودات کسی نے حضرت حسن بصری سے پوچھا۔ ”دین کیا ہے“؟

فرمایا ”تقویٰ اور پرہیز گاری“۔

سوال کرنے والے نے پھر پوچھا۔ ”تقویٰ اور پرہیز گاری کو روکنے والی کیا شے ہے“؟

فرمایا۔ ”طمع، طمع دل کے اندر ہو تو تقویٰ اور پرہیز گاری دور رہتے ہیں۔ اور تقویٰ اور پرہیز گاری آ بھی جاتی ہے۔ تو طمع اسے نکال دیتی ہے“۔

کسی نے پوچھا ناقص کامل کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ فرمایا کیا مریض طبیب کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو ناقص کامل کو نفع کیسے پہنچا سکتا ہے۔ حضرت مالک بن دینار حضرت حسن بصری کے ہمعصر تھے۔ انہوں نے حضرت حسن بصری سے پوچھا انسان کے لئے سب سے زیادہ خرابی کی بات کیا ہے۔ فرمایا ”دل کا مر جانا“

حضرت مالک نے دریافت کیا ”دل کیسے مر جاتا ہے ؟ فرمایا دل میں دنیا کی محبت جگہ کرے تو دل مر جائے گا۔ ایک روز فرمایا۔

میرا صبر اور میری پرہیز گاری تو عذاب جہنم کے ڈر اور ثواب آخرت کے شوق کی

Marfat.com

وجہ سے ہے۔ اچھا صابر وہ ہے۔ جو محض اللہ کے حکم کی تعمیل میں صبر کرے۔

آپ فرماتے تھے کہ "علم نافع اور عمل کامل کسی کو میسر ہو۔ اور اخلاص، قناعت اور صبر جمیل کی صفات بھی اللہ تعالےٰ اسے عطا فرما دے تو پھر کیا بتاؤں کہ قیامت کے دن اس کا مقام کتنا بلند ہوگا؟

فرمایا "انسان کو بھیڑوں سے سبق سیکھنا چاہئے۔ بھیڑیں چرواہے کی آواز سن کر چرنا چھوڑ دیتی ہیں۔ اور جدھر وہ اشارہ کرتا ہے ادھر چل پڑتی ہیں۔ مگر انسان اپنے نفس کے حکم کے آگے اللہ کا حکم بھی نہیں مانتا۔"

ایک روز ارشاد ہوا۔ قانع آدمی دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جس نے تنہائی اختیار کر لی اسے سلامتی ملی، جس نے خواہش نفس کو ٹھکرا دیا اسے آزادی نصیب ہوئی۔ جس نے زبان پر قابو پالیا۔ اس کا دل جلنے لگا۔ اور اس کی زبان میں اثر آگیا۔

پرہیزگاری کے تین درجے ہیں۔ ایک یہ کہ غصہ کی حالت میں جھوٹ زبان سے نہ نکلے دوسرے یہ کہ ایسی باتوں سے بچے جن سے بچنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے۔ تیسرے یہ کہ اوامر کی پابندی کرے۔

مومن نفلی عبادت لوگوں کے سامنے نہیں کرتا۔ مومن بردبار ہوتا ہے۔ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دنیا کا کیا رنگ رہے گا۔ تو بہت آدمی مر چکے ہیں۔ دیکھو ان کے مرنے کے بعد دنیا میں کیا تبدیلی آئی؟

ایک دفعہ آپ روم میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے وزیر سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا۔ ابھی بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ کہ وزیر نے کہا۔ ہم ایک جگہ پر جاتے ہیں کیا ہمراہ چلو گے۔ آپ نے کہا ہاں! چنانچہ آپ کے لئے بھی سواری کا انتظام کر دیا گیا۔ جب یہ لوگ جنگل میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک خیمہ رومی اطلس کا کھڑا ہے اور طنابیں اس کی ریشمی اور میخیں زر خالص کی ہیں۔ سپاہیوں کا ایک لشکر مسلح اس کے اردگرد پھر کر واپس چلا گیا۔ پھر چند عالموں اور صاحب شوکت و مرتبت بوڑھوں کی ایک جماعت خیمہ کی طرف گئی اور طواف کے بعد واپس چلی آئی پھر چار سو کے قریب فلاسفر دانا اور حکیم گئے اور طواف کر کے واپس چلے گئے۔ اس کے بعد دو سو کی تعداد میں پری پیکر خوش جمال عورتیں زرق برق لباس پہنے جواہرات سے بھرے ہوئے تھال لے کر ادھر گئیں۔ اور طواف کر کے واپس

8129 3

Marfat.com

لوٹ آئیں اس کے بعد خود بادشاہ اور وزیر خیمے کے اندر گئے اور باہر چلے آئے۔ آپ نے بہت سوچا کہ یہ کیا ہے۔ مگر سمجھ نہ سکے۔ آخر وزیر سے دریافت کیا تو اس نے بتایا۔ کہ قیصر روم کا ایک جوان اور حسین بیٹا مر گیا ہوا ہے۔ جو اس خیمے میں دفن ہے سال میں ایک دن ہم اسی ترتیب سے قبر کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ پہلے مسلح سپاہیوں کا لشکر طواف کرتا اور کہتا ہے کہ اے شہزادے جو حالت تم پر وارد ہوئی ہے۔ اگر لڑائی سے دور کی جاسکتی تو ہم حاضر تھے مگر معاملہ ایسے شخص کے ساتھ ہے۔ جس سے کوئی جنگ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد فلسفیوں داناؤں اور حکیموں کی باری آتی ہے۔ وہ طواف کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ اے شہزادے اگر حکمت اور علم کے زور سے تمہاری رہائی ہو سکتی تو ہم ہر طرح کوشش کر سکتے تھے۔ پھر بوڑھے اور معززین طواف کر کے کہتے ہیں۔ کہ آپ کی حالت اگر منت وزاری اور سفارش سے بدل سکتی تو ہم بدل و جاں حاضر ہیں۔ لیکن معاملہ اس ذات سے تعلق ہے جس کے ہاں سفارش کام نہیں دے سکتی عورتیں کہتی ہیں۔ کہ اے شہزادے اگر مال دولت اور حسن و جمال سے تیری حالت بدل سکتی۔ تو ہم سب حاضر ہیں۔ لیکن یہ حالت اس سے وابستہ ہے۔ جسے مال اور جمال کی پرواہ نہیں پھر بادشاہ اور وزیر خیمے میں داخل ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے شہزادے! تمہاری خاطر میں لشکر اور نامور حکیم و فلاسفر بزرگ مال و دولت اور حسن لایا اور خود بھی حاضر ہوا۔ اگر تمہاری قسمت بدلنا ممکن ہو سکتا تو میں حتی الامکان اس امر میں کوشش کرتا لیکن یہ معاملہ ایسی مقدس ذات سے وابستہ ہے کہ تمہارا باپ تو در کنار تمام کائنات بھی اس کے مقابلہ میں عاجز اور بے وقعت ہے۔ اب دوسرے سال تک تم پر ہمارا اسلام ہو۔ یہ تقریر سن کر آپ کے دل میں ایک خاص جذبہ اور اثر ظاہر ہوا۔ آپ اپنا کاروبار چھوڑ کر واپس بصرہ تشریف لے آئے۔ اور قسم کھالی کہ اب دنیا میں کبھی نہ ہنسوں گا۔ اس کے بعد آپ ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ یہاں تک کہ ستر سال تک آپ پر یہی کیفیت طاری رہی دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشین بن گئے۔ اور اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے۔ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ جس کسی کو دیکھتے اسے اپنے سے بہتر خیال کرتے ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے گزر ہوا۔ دیکھا کہ ایک حبشی ایک عورت کے ہمراہ بیٹھا بلوریں صراحی میں کچھ پی رہا ہے۔ اس وقت آپ کے دل میں

Marfat.com

خیال گزرا کہ گو میں گنہگار ہوں۔ لیکن اس شخص سے اچھا ہوں۔ ابھی آپ اسی خیال میں تھے۔ کہ سامنے سے ایک کشتی دکھائی دی۔ اور بھنور میں چکر کھانے کے بعد غرق ہو گئی۔ اسی کشتی میں سات آدمی سوار تھے وہ بھی غرق ہو گئے یہ منظر دیکھتے ہی وہ حبشی فوراً دریا میں کود پڑا۔ اور چھ آدمیوں کا باہر نکال لایا۔ اور پھر آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے امام المسلمین! اگر آپ مجھ سے بہتر ہیں تو میں نے چھ آدمیوں کو غرق ہونے سے بچایا باقیماندہ ایک آدمی کو ہی بچالو۔ میں تو تمہارا امتحان لے رہا تھا۔ تم اندھے ہو یا کچھ نظر بھی آتا ہے۔ یہ عورت میری ماں ہے اور صراحی میں شراب نہیں بلکہ پانی ہے۔ یہ سن کر آپ اس کے پاؤں پر گر پڑے اور معذرت چاہی اور عرض کیا۔ اے اللہ کے بندے تو نے ان لوگوں کو دریا میں غرق ہونے سے نجات دلائی مجھے بھی دریائے غرور میں غرق ہونے سے نجات دلا اس نے کہا تمہاری آنکھیں روشن ہوں اس کے بعد آپ نے پھر کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ ایک دن ایک کتے کو دیکھا فرمایا کہ کاش خداوند مجھے قیامت کے دن اس کتے کے ساتھ ہی اٹھاتا کسی نے آپ سے پوچھا آپ بہتر ہیں یا کتا۔ آپ نے فرمایا اگر نجات پا جاؤں تو میں بہتر ہوں ورنہ مجھ سے ہزار درجہ کتا بہتر ہے۔

حضرت حسن بصری کا ارشاد موت کے بارے میں

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے۔ اور اس کے گھر والے رونا شروع کرتے ہیں۔ تو ملک الموت اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس کی روزی نہیں کھالی۔ (یہ اپنی روزی ختم کر چکا تھا میں نے اس کی عمر کم نہیں کر دی۔ مجھے تو اس گھر میں پھر آنا ہے۔ اور بار بار آنا ہے اتنے تک کہ سب ختم نہ ہو جائیں۔) حضرت حسن فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر گھر والے اس وقت اس فرشتہ کو دیکھیں۔ اور اس کی باتیں سن لیں تو مردہ کو بھول جائیں اور اپنی فکر میں پڑ جائیں۔ جب وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ ہنسے (کبھی کسی شخص نے آپ کو ہنستے نہ دیکھا تھا۔) آپ فرما رہے تھے۔ کونسا گناہ کونسا گناہ؟ اور جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا۔ کہ عمر بھی تو آپ کبھی نہ ہنستے وفات کے وقت ہنسی کا کیا سبب تھا؟ فرمایا موت کے وقت میں نے آواز سنی کہ

Marfat.com

ملک الموت! سختی کر کیونکہ ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے۔ مجھے اس خوشی میں ہنسی آگئی اور میں نے پوچھا کونسا گناہ اتنے میں موت واقع ہو گئی۔ جب آپ فوت ہوئے تو اسی رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے تمام دروازے کھلے ہیں۔ اور منادی ہو رہی ہے۔ کہ حسن بصری اپنے خُدا کے ہاں پہنچ گئے۔ اور خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ شہزادہ داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ ۸۹ سال کی عمر میں ۵ رجب المرجب ۱۱۰ھ مطابق ۷۲۸ء فوت ہوئے۔ مزار قدیم بصرہ میں آج تک مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

کشتۂ عشق الٰہی

حضرت بی بی رابعہ بصریہ (رحمتہ اللہ علیہا)

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ کے والد اس قدر غریب تھے۔ کہ گھر میں روشنی کے لئے چراغ تک نہ تھا۔ جس روز حضرت رابعہ پیدا ہوئیں۔ اس روز گھر میں نہ جلانے کو تیل تھا نہ خرچ کے لئے ایک پیسہ۔ حضرت رابعہ چار بہنیں تھیں۔ حضرت رابعہ چونکہ سب سے چھوٹی تھیں اور اپنی بہنوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہوئیں تھیں۔ اس لیے والدہ ماجدہ نے نام رابعہ رکھا اور اسی نام سے مشہور ہو گئیں۔

حضور سرور عالم ﷺ کی بشارت جس روز حضرت رابعہ پیدا ہوئیں۔ گھر والوں نے آپ کے والد سے کہا جاؤ ہمسایہ کے یہاں سے روشنی کے لئے اور حضرت رابعہ کی ناف پر لگانے کے لئے تیل لے آؤ۔ پیسہ پاس تھا نہیں کہ بازار سے لے آتے۔ ہمسایہ کے مکان کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور دروازے کے کواڑوں پر ہاتھ لگا کر واپس آ گئے۔ آپ کے والد نے قسم کھا رکھی تھی کہ خواہ کتنی ہی حاجت کیوں نہ ہو کسی سے سوال نہ کروں گا۔ گھر والوں سے کہہ دیا کہ ہمسایہ تو دروازہ نہیں کھولتا۔ اس رات کو آپ کے والد کو ناداری کا سخت احساس ہوا۔ رنج و غم کی حالت میں سو گئے۔ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا۔ غمگین کیوں ہو۔ تمہاری لڑکی بڑی نیک بخت لڑکی ہے۔ میری امت کے اکہتر ہزار گنہگاروں کی خدا سے شفاعت کرے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے امیر بصرہ کے نام ایک خط لکھو۔ جس کا مضمون یہ ہو کہ تم روزانہ رات کو سو مرتبہ اور جمعہ کی شب کو چار سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے کیا بات ہے۔ جمعہ گذشتہ کی شب کیوں بھول گئے۔ اس کا کفارہ یہ ہے

Marfat.com

کہ حامل مکتوب ہذا کو چار سو دینار مال حلال کے ادا کر دو۔

حضرت رابعہ کے والد خواب سے بیدار ہو کر رونے لگے۔ کاغذ قلم دوات لے کر خط لکھا اور اس کو لے کر امیر بصرہ کے پاس گئے۔ چوکیدار کے ذریعہ خط اندر پہنچایا اور جواب کے منتظر رہے۔ خط پڑھتے ہی امیر بصرہ نے حکم دیا کہ دس ہزار درہم فقرا کو صدقہ کر دو اور اس سے کہنا میرا جی تو چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے پاس اندر لاؤں لیکن چونکہ تم رسالت مآب ﷺ کا پیغام لے کر آئے ہو میرا جی چاہتا ہے کہ میں خود تمہاری زیارت کے لئے آؤں اور تمہارے آستانہ کی خاک کو اپنے سر اور داڑھی پر لگاؤں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب روپیہ کی ضرورت ہو میرے پاس آجایا کرو۔ حضرت رابعہ کے والد وہ روپیہ لے کر ضروری سامان خرید کر گھر آئے۔

حضرت رابعہ جوان ہو گئیں۔ والدین کا انتقال ہو گیا۔ بصرہ میں سخت قحط نمودار ہوا چاروں بہنیں قحط کی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں۔ حضرت رابعہ بھی بصرہ سے چل دیں۔ راستہ میں کسی ظالم نے آپ کو گرفتار کر کے لونڈی بنا کر بعوض چند درہم فروخت کر دیا۔ آقا ان کو اپنے گھر لے آیا اور محنت مشقت لینے لگے۔ ایک دن کا واقعہ ہے۔ آپ کہیں جا رہی تھیں۔ سامنے کوئی غیر محرم آ گیا۔ آپ اسے دیکھ کر بھاگ پڑیں۔ بھاگتے ٹھوکر لگ کر گر پڑیں۔ ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی آپ زمین پر سر رکھ کر خدا سے عرض کرنے لگیں۔ یا اللہ میں غریب لڑکی ہوں میرے ماں باپ بھی انتقال کر گئے اس غم میں تیری رضا کی طالب ہوں۔ یا اللہ میں سب تکلیفیں تیری لئے ہی برداشت کر رہی ہوں۔ اے خدا تو مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔ ندا آئی فکر مند مت ہو۔ کل تمہیں وہ مرتبہ ملنے والا ہے۔ کہ آسمان کے مقرب فرشتے بھی تم پر فخر کریں گے۔ یہ جواب سننے کے بعد حضرت رابعہ اپنے آقا کے مکان پر آ گئیں۔

حضرت رابعہ بصریہ کی یہ حالت تھی کہ ہمیشہ روزہ سے رہتی تھیں۔ اپنے آقا کی خدمت سرانجام دیتی تھیں اور تمام رات نماز پڑھا کرتی تھیں۔

ایک روز کا واقعہ ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ رات کو نماز میں مصروف مناجات تھیں الٰہی میری خواہش ہے کہ تیرے حکم کی فرمانبردار رہوں اور میری آنکھوں کی روشنی تیری درگاہ میں حاضری سے عاجز ہے اگر میرے بس کی بات ہوتی تو تیری خدمت سے ایک

Marfat.com

منٹ بھی محروم نہ رہوں الٰہی تو نے مجھے عاجز اور زبردست پیدا کیا ہے اس لئے تیری خدمت میں حاضری دیر سے نصیب ہوتی ہے کہ سوتے سوتے ان کے آقا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت رابعہ سربسجود ہیں سر پر نور الٰہی کی قندیل روشن ہے۔ سارا مکان نور سے معمور ہے۔ صبح ہوئی تو آقا کہنے لگا الٰہی عبادت گزار لونڈی سے خدمت لینی مناسب نہیں۔ میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔ اگر تم میرے ہاں رہو میں تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہوں ورنہ آپ کو اختیار ہے۔

حضرت رابعہ اجازت لے کر باہر آ گئیں اور عبادت خداوندی میں دلجمعی کے ساتھ مصروف ہو گئیں۔

ایک ہزار رکعت نماز حضرت رابعہ بصریہ دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں۔ کبھی کبھی حضرت خواجہ حسن بصری کی مجلس میں بھی تشریف لے جایا کرتی تھیں۔

کرامت آزادی کے کئی سال بعد حضرت رابعہ حج کے لئے تشریف لے گئیں۔ ایک گدھے پر سامان باندھ کر آپ ایک قافلہ کے ہمراہ جا رہی تھیں ایک جنگل میں پہنچیں تو آپ کا گدھا مر گیا۔ قافلہ والوں نے کہا۔ کہو تو تمہارا سامان ہم اٹھالیں حضرت رابعہ نے فرمایا نہیں لوگو تم روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہارے بھروسے پر نہیں چلتی۔ قافلہ روانہ ہو گیا۔ حضرت رابعہ جنگل میں تنہا رہ گئیں حضرت رابعہ نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کیا ایک عاجز اور غریب عورت کے ساتھ بادشاہ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ تو نے مجھے اپنے گھر پر آنے کی دعوت دی۔ اثنائے سفر میں میرا گدھا بھی مروادیا اور میں جنگل میں تنہا کھڑی رہ گئی۔

ادھر حضرت رابعہ بصریہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ادھر آپ کا مرا ہوا گدھا دوبارہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت رابعہ گدھے پر اپنا سامان لاد کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ رابعہ بصریہ جب دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئیں تو خانہ کعبہ آپ کے استقبال کے لئے آیا حضرت رابعہ بصریہ نے فرمایا مجھے رب البیت کی ضرورت ہے بیت کو کیا کروں مجھے تو اس استقبال کی ضرورت ہے جو من تقرب شبراً تقربتُ الیہ ذراعا جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے۔ میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت رابعہ کا حضرت ابراہیم ادھم کو جواب

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے تھے آپ کو خیال پیدا ہوا کہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ اپنے مکان سے دو رکعت نماز ہر قدم پر ادا کرتے ہوئے چل دیئے چودہ سال بعد مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں بیت اللہ نظر نہ آیا۔ حیران رہ گئے یہ کیا ماجرا ہے؟ کیا میری آنکھوں میں فتور پیدا ہو گیا۔ کہ بیت اللہ کی زیارت سے محروم رہا۔ غیبی ندا آئی تیری آنکھوں میں کوئی خلل نہیں ہے۔ بیت اللہ ایک ضعیف عورت کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم ادھم پر غیرت طاری ہوئی حضرت رابعہ بصریہ سے ملے فرمایا اے رابعہ تو نے یہ کیا کر رکھا ہے۔ چار دانگ عالم میں تیرا شہرہ ہے۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا غلط بات ہے دنیا میں شہرت تمہاری ہو رہی ہے۔ چودہ سال میں بیت اللہ تک پہنچے ہیں۔ حضرت ابراہیم ادھم نے فرمایا رابعہ میں نے چودہ سال نماز پڑھتے پڑھتے قطع مسافت کی ہے۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا کہ تم نماز میں مشغول رہے۔ میں نیاز میں مشغول رہی۔ حضرت رابعہ بصریہ حج ادا کر کے رونے لگیں خدا تعالےٰ سے عرض گذار ہوئیں الٰہی تو نے ادائیگی حج پر خیر و خوبی کا وعدہ کیا ہے۔ اب بھی اگر میرا حج قبول نہ ہوا تو میرے لئے بڑی مصیبت ہے۔ کیا اس مصیبت کا بھی ثواب ملے گا۔ حضرت رابعہ بصریہ حج سے فارغ ہو کر بصرہ واپس آکر عبادت میں مشغول ہو گئیں۔ اگلے سال ایام حج کے موقعہ پر کہنے لگیں کہ پچھلے سال تو خانہ کعبہ میرے استقبال کے واسطے آیا تھا۔ اس سال میں خانہ کعبہ کا استقبال کروں گی۔ حضرت شیخ علی فارمدی کا بیان ہے کہ آپ حج کے قصد سے گھر سے نکل کھڑی ہوئیں اور آخر سات سال بعد عرفات پہنچیں۔ وہاں ندائے غیبی آئی اے عورت یہ کیا طریقہ ہے اگر تجھے میری طلب ہے تو میری طلب میں سرگرم ہو جا۔ میں تجھ پر اپنی تجلی ڈالوں۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا۔ یارب العزت رابعہ کے پاس اتنا سرمایہ نہیں کہ تیری تجلی کا بار برداشت کر سکے مجھے فقر مطلوب ہے۔ ندا آئی اے رابعہ فقر کے راستہ کو طے کرنے کے بعد کہیں ہمارا وصال حاصل ہوتا ہے۔ تیرے لئے ابھی تو ہم تک پہنچنے میں ستر حجاب ہیں جب تک یہ حجاب دور نہ ہوں گے۔ ہمارا فقر تجھے حاصل نہیں ہو سکتا۔ آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھ حضرت رابعہ نے جونہی نگاہ اوپر اٹھائی خون کا دریا ہوا میں معلق نظر آیا۔ آواز آئی یہ خون ہمارے ان عاشقوں کی

Marfat.com

آنکھوں کا ہے۔ جو راہ طلب میں پہلی ہی منزل میں پہنچ کر نیست و نابود ہو گئے۔ حضرت رابعہ نے عرض کیا الٰہی ان لوگوں کی کوئی ایک صفت بھی بیان فرما۔ اسی وقت حضرت رابعہ کو ماہواری آنے لگی۔ ندا آئی ان کا پہلا مقام یہ ہے کہ سات سال پہلو کے بل چل کر وہ ہمارے ایک ڈھیلا یا پتھر کی زیارت کو پہنچتے ہیں۔ اور یہاں پہنچ کر اس علت کی وجہ سے ان کے لئے آگے جانے کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ حضرت رابعہ نے عرض کیا۔ یا الٰہی تیرے گھر میں رہنے کی بھی مجھے اجازت نہیں۔ بصرہ میں تیری طلب کی وجہ سے نہ رہ سکی۔ اب کیا کروں۔ کچھ دیر توقف کے بعد حضرت رابعہ بصرہ واپس آکر ایک گوشہ میں معتکف ہو گئیں۔

مہمان نوازی

تذکرۃ الاولیاء میں ہے۔ کہ دو بزرگ حضرت رابعہ سے ملاقات کے لئے آئے۔ یہ دونوں بزرگ بصرہ کے تھے۔ انہوں نے رابعہ سے کہا کہ اگر حلال کھانا میسر ہو تو لاؤ ہمیں بھوک لگ رہی ہے۔ اس وقت حضرت رابعہ کے پاس ایک روٹی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت رابعہ نے اس روٹی کے دو ٹکڑے کئے۔ اس خیال سے کہ آدھی آدھی روٹی مہمانوں کے سامنے پیش کر دی جائے۔ اسی دوران میں کسی سائل نے ندا دی۔ آپ نے روٹی کے دونوں ٹکڑے سائل کو دیدیئے۔ یہ دونوں بزرگ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اتنے میں ایک لڑکی گرم گرم روٹیاں لے کر آئی۔ حضرت رابعہ نے فرمایا۔ بیٹی جاؤ یہ روٹیاں لے جاؤ۔ شاید تمہاری بی بی نے کسی اور کے پاس بھیجی ہوں گی وہ لڑکی روٹیاں لے کر واپس چلی گئی۔ بی بی نے دو روٹیاں اور دے کر بھیجیں حضرت رابعہ نے شمار کر کے رکھ لیں۔ اب وہ تعداد میں بیس تھیں حضرت رابعہ نے وہ روٹیاں مہمانوں کے آگے رکھدیں۔ کھانا کھانے کے بعد مہمانوں نے پوچھا۔ یہ کیا بات تھی تم نے روٹیاں کیوں واپس کر دیں تھیں۔ حضرت رابعہ نے فرمایا جس وقت تم میرے پاس آئے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم بھوکے ہو میرے پاس ایک روٹی رکھی تھی۔ میں نے اس روٹی کے دو ٹکڑے اس خیال سے کئے کہ آدھی آدھی روٹی تمہارے سامنے رکھدوں سائل نے ندا دی میں نے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی لئے وہ روٹی سائل کو دے دی۔ اور خدا تعالیٰ سے مناجات کی کہ الٰہی تو نے فرمایا ہے۔ جو ہماری راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ہم اس کا دس گناہ عطا کرتے ہیں۔ الٰہی میں نے تیری راہ میں دو روٹی رضا حاصل کرنے کیلئے سائل کو دی۔ اب یہ لڑکی اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی تو میں سمجھ گئی کہ یا تو یہ روٹیاں میرے پاس نہیں بھیجی گئی ہیں۔ یا لانے والی نے اس میں

Marfat.com

تصرف کیا ہے اس لئے میں نے روٹیاں واپس کر دی تھیں۔ چنانچہ دوبارہ حسب وعدہ خداوندی بیس روٹیاں آگئیں۔ والحمد للہ علی ذالک۔

فضائل و کرامات

حضرت رابعہ بصریہ رات کو نماز پڑھ رہی تھیں۔ بے پناہ شوق و استغراق میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ حضرت رابعہ کے جسم پر ایک چادر تھی۔ ایک چور چوری کی نیت سے آیا۔ ڈھونڈا بھالا کچھ نہ ملا تو حضرت رابعہ کے جسم پر سے چادر اتار کر چلنے کا قصد کیا نابینا ہو گیا۔ چور نے چادر پھینک دی بینائی بحال ہو گئی۔ چور نے کئی بار اس طرح کیا۔ اسی دوران میں عبادت خانہ کے ایک گوشہ سے آواز آئی او بے وقوف کیوں مصیبت مول لیتا ہے۔ کئی سال ہوئے۔ رابعہ نے خود کو میرے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے پاس تو شیطان تک کو آنے کی ہمت نہیں چور کی تو کیا مجال ہے اس حرکت سے باز آجا۔ ایک دوست اگر محو خواب ہے۔ دوسرا دوست تو بیدار ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ کو کھانا کھائے ہوئے کئی روز ہو گئے تھے۔ آپ کی خادمہ کھانا پکا رہی تھی۔ بھگار کے لئے پیاز کی ضرورت تھی۔ پیاز موجود نہ تھی خادمہ نے پوچھا اگر آپ اجازت دیں تو ہمسایہ کے گھر سے پیاز مانگ لاؤں حضرت رابعہ نے فرمایا کہ چالیس سال سے میں نے خدا سے عہد کر رکھا ہے۔ کہ تیرے سوا کسی چیز کے لئے غیر سے سوال نہ کرونگی میں اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتی اگر پیاز نہیں ہے تو نہ ہو مجھے سوال کرنا پسند نہیں۔

ایک روز حضرت رابعہ بصریہ پہاڑ پر بیٹھی ہوئی تھیں آپ کے اردگرد وحشی جانوروں کا ہجوم تھا۔ اتنے میں حضرت خواجہ حسن بصری تشریف لے آئے۔ تمام جانور حضرت خواجہ حسن بصری کو دیکھ کر بھاگ پڑے۔ حضرت خواجہ حسن بصری یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ فرمایا اے رابعہ کیا بات ہے یہ جانور تم سے اس درجہ مانوس ہیں۔ کہ میری شکل دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ حضرت رابعہ نے پوچھا آج آپ نے کیا کھایا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے جواب دیا۔ یخنی۔ حضرت رابعہ نے فرمایا جب تم ان جانوروں کا گوشت اور چربی کھاتے ہو۔ پھر وہ تمہیں دیکھ کر نہ بھاگیں تو اور کیا کریں۔

عام طور پر حضرت خواجہ حسن بصری بالاخانہ پر مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت رابعہ نے پرنالے سے پانی ٹپکتا دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ حسن بصری کی گریہ وزاری سے یہ پانی بہہ نکلا ہے آپ نے فرمایا کہ آنکھوں

Marfat.com

کے آنسو بہانے سے کیا فائدہ۔ آنسوؤں کی حفاظت کرنی چاہئے تاکہ وہ اندر ہی اندر ایک دریا کی شکل اختیار کر لیں۔ اور اس دریا میں تمہارا دل گم ہو جائے۔ تلاش کرے پر اگر ملے تو خدائے عزوجل کے پاس۔ یہ بات اگرچہ بہت سخت حضرت رابعہ نے کہی تھی۔ پھر بھی حضرت خواجہ حسن بصریؒ خاموش رہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری دریائے فرات کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے مصلےٰ پانی پر بچھا کر فرمایا آؤ رابعہ دو رکعت نماز پڑھ لیں حضرت رابعہ نے فرمایا اے حسن دنیا کے بازار میں اہل آخرت کو اس شان سے رہنا چاہئے۔ کہ دوسروں کو وہ بات حاصل نہ ہو۔ حضرت رابعہ نے اسی وقت اپنا مصلےٰ ہوا میں پھینک کر فرمایا حسن یہاں آؤ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر نماز اچھی طرح ادا ہوگی۔ حضرت رابعہ نے حضرت خواجہ بصری کا دل رکھنے کے لئے فرمایا کہ تم نے جو کچھ کیا۔ یہ کام مچھلیوں کا ہے۔ اور میں نے جو کچھ کیا وہ مکھیوں کا ہے۔ عبادت نہ اس طرح ہوتی ہے نہ اس طرح اس کا طریقہ ہی کچھ اور ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری نے فرمایا ہے کہ میں ایک شب حضرت رابعہ بصریہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت رابعہ نے طریقت اور حقیقت کی وہ باتیں مجھ سے بیان کیں جن کا خطرہ بھی کبھی میرے دل پر نہیں گذرا تھا۔ جس وقت میں ان کے پاس سے اٹھ کر آیا تو میں نے اپنے آپ کو تہی دست پایا۔ ایک شب خواجہ حسن بصری دوستوں کے ہمراہ حضرت رابعہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ گھر میں اندھیرا تھا۔ اندھیرے کے باعث اندر جانے سے معذور رہے حضرت رابعہ نے اپنی انگلی پر پھونک ماری تو شمع کی طرح روشن ہو گئی۔ روایت ہے۔ کہ ایک روز حضرت رابعہ بصریہ نے حضرت خواجہ حسن بصری کے پاس موم کا ایک ٹکڑا ایک سوئی اور ایک بال بھیجا اور فرمایا۔ دیکھو موم روشنی پیدا کرتا ہے۔ گھر میں اجالا ہو جاتا ہے۔ مگر خود جل کر فنا ہو جاتا ہے۔ تمہیں بھی خدمت خلق میں اسی طرح فنا ہو جانا چاہیے۔ سوئی ہمیشہ تیز رہتی ہے۔ خواہ اس سے کتنا ہی کپڑا کیوں نہ سیا جائے۔ اسی طرح تمہیں بھی رہنا چاہیے۔ یہ سب کام کرنے کے باوجود تمہیں بال جیسا ہو کر رہنا چاہیے۔ تاکہ تمہیں نعمت حاصل ہو اور وہ برقرار رہے۔

ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری نے حضرت رابعہ سے کہا کہ حق تعالےٰ نے تمہیں جو بلا واسطہ علم عطا فرمایا ہے۔ مجھے اس علم کی کوئی بات بتلاؤ۔ حضرت رابعہ نے کہا کہ

Marfat.com

میں نے ایک روز ایک رسی بانٹی تھی۔ اس خیال سے کہ اسے فروخت کر کے ضروریات پوری کروں گی۔ چنانچہ وہ رسی دو درم میں فروخت ہوئی۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک درم لے لیا۔ اس خیال سے کہ اگر ایک ہاتھ میں میں نے دو درم لے لئے۔ تو میں راہ سے بے راہ ہو جاؤں گی۔

حضرت رابعہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا اے رابعہ تم مجھ سے محبت رکھتی ہو یا نہیں؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ بھلا کوئی مسلمان ہے۔ جو آپ سے محبت نہ رکھے میرے دل میں خدا کی محبت اس قدر جاگزیں ہے کہ غیر کی جگہ میرے دل میں باقی نہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جس خدا کی عبادت کرتی ہو۔ اس خدا کو دیکھا بھی ہے یا نہیں میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ اگر میں اسے نہ دیکھتی تو عبادت نہ کرتی۔

حضرت رابعہ بصریہ موسم بہار میں گھر سے باہر نہیں نکلا کرتی تھیں۔ خادمہ نے کہا کہ کسی وقت تو گھر سے باہر آکر خدا کی صنعت کاری دیکھ لیا کرو۔ موسم بہار ہے ہر طرف ہریالی سے پھول لدے ہوئے ہیں حضرت رابعہ نے جواب دیا مجھے خدا کے مشاہدہ ہی سے فرصت نہیں۔ اس کی مصنوعات کو مشاہدہ کر کے کیا کروں۔

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریہ نے سات دن تک روزہ افطار نہ کیا۔ آٹھویں روز بھوک کی شدت سے نفس نے فریاد کی کہ مجھے بھوکا مرتے سات دن تو ہو گئے۔ کب تک مجھے بھوکا مارو گی تھوڑی دیر بعد کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ اور کھانے کا ایک پیالہ حضرت رابعہ کی خدمت میں پیش کیا۔ گھر میں اندھیرا تھا۔ حضرت رابعہ پیالہ رکھ کر چراغ جلانے اٹھیں ابھی چراغ نہ جلا چکی تھیں۔ کہ بلی نے کھانے کا پیالہ گرا دیا۔ رابعہ بصریہ یہ دیکھ کر کہنے لگیں اچھا ایک کٹورہ پانی کا لے آؤں۔ روزہ تو افطار کر لوں پانی لینے گئیں تو چراغ گل ہو گیا۔ ابھی آپ نے پانی سے روزہ افطار نہیں کیا تھا کہ پانی کا پیالہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ حضرت رابعہ نے ایک آہ جگر سوز نکالی کہنے لگیں۔ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ ندا آئی تم دنیا چاہتی ہو یا آخرت جس کی تمہاری خواہش ہو پوری کر دی جائے ایک دل میں دنیا اور خدا کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

حضرت رابعہ فرماتی ہیں کہ میں اسی روز سے دنیا سے دل برداشتہ ہو گئی پھر کبھی دنیا

Marfat.com

کی طرف رخ نہیں کیا میری ہر وقت یہی دعا تھی یاالٰہی مجھے اپنی حضوری میں مشغول رکھ ایسا نہ ہو کہ دنیا تیری حضوری سے محروم کردے۔

روایت ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ ہر وقت رویا کرتی تھیں۔ لوگوں نے رونے کا سبب دریافت کیا فرمایا بظاہر مجھے تکلیف یا بیماری نہیں لیکن میرے دل کو ایک آزار لاحق ہے۔ اور میرے سینہ میں ایسی آگ روشن ہے جس کے علاج سے طبیب بھی عاجز ہیں۔ میرے زخم کا مرہم وصال الٰہی ہے۔

ایک روز عابدوں کی ایک جماعت حضرت رابعہ کے پاس آئی حضرت رابعہ نے ان لوگوں سے کہا اچھا یہ بتاؤ تم خدا کی عبادت کس لئے کرتے ہو؟ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے دوزخ کے سات طبقے پیدا کئے ہیں۔ خدا جانے میں کس طبقہ میں جاؤں میں تو دوزخ کے عذاب کے خوف سے خدا کی عبادت کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے خوش ہو کر عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے۔ دوسرے شخص نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے جنت کے آٹھ درجے پیدا کئے ہیں۔ ہر درجہ دوسرے درجہ سے بڑھ کر ہے اور ہر درجہ میں ہر قسم کی راحت و آسائش کا سامان ہے حضرت رابعہ نے فرمایا جو شخص کسی طمع یا خوف سے خدا کی عبادت کرتا ہے اس سے بدتر کوئی خدا کا بندہ نہیں۔ ان لوگوں نے دریافت کیا تو پھر تم کس خیال سے خدا کی عبادت کرتی ہو۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا۔ کہ میں خدا کی عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں نہ جنت کی طمع ہے۔ مجھے تو خدا مطلوب ہے۔

ایک روز ایک بزرگ حضرت رابعہ کے پاس آئے حضرت رابعہ کے کپڑے بہت بوسیدہ تھے۔ اس بزرگ نے کہا کہ اگر تم کہو تو کسی رئیس سے کہہ کر تمہارے لئے کپڑوں کا انتظام کیا جائے۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا کہ مجھے اس ذات سے شرم آتی ہے۔ جس کی ملکیت ساری دنیا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کے سامنے کیوں ہاتھ پھیلاؤں جن کے ہاتھوں میں دنیا بطور عاریت ہے۔ وہ بزرگ حضرت رابعہ کی بلند ہمتی پر حیران رہ گئے۔

روایت ہے کہ علماء کی ایک جماعت حضرت رابعہ کا امتحان لینے آئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ حق تعالےٰ نے شرافت اور بزرگی مردوں ہی کو عطا فرمائی ہے۔ عورتیں اس شرافت سے محروم ہیں۔ دنیا میں جتنے پیغمبر حق تعالےٰ کے آئے۔ ان میں ایک بھی پیغمبر عورت نہ تھی۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا۔ ہاں بات تو یہی ہے۔ لیکن جو بڑائی اور خودی

Marfat.com

مردوں کے دماغ میں ہوتی ہے۔ عورتوں کے دماغ میں نہیں ہوتی کسی عورت نے انا ربکم الاعلی کا نعرہ نہیں لگایا۔ اور نہ عورتوں میں کوئی مخنث پیدا ہوا۔ یہ بات سن کو وہ لوگ حیران رہ گئے۔ اور حضرت رابعہ کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

ایک موقع پر حضرت رابعہ بصریہ بیمار ہو گئیں۔ بیماری کا سبب یہ تھا کہ صبح کے وقت ان کے دل میں جنت کا خیال آ گیا تھا۔ اس بات پر خدا کی طرف سے گرفت ہوئی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری ان کی مزاج پرسی کے لئے آئے۔ جس وقت حضرت خواجہ حسن بصری حضرت رابعہ کے مکان پر پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ مکان کی چوکھٹ پر ایک رئیس سر رکھے پڑا ہوا ہے اور سامنے دیناروں کی ایک تھیلی رکھی ہوئی ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری کے قدموں کی آہٹ سن کر اس رئیس نے سر اٹھایا حضرت خواجہ حسن بصری نے پوچھا کیوں رو رہے ہو کیا بات ہے؟ اس رئیس نے جواب دیا کہ رابعہ عابدہ زاہدہ کی خدمت میں دیناروں کی ایک تھیلی پیش کرنے کے لئے آیا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ انکار نہ فرمادیں۔ اگر میری سفارش فرمادیں۔ تو آپ کا بہت شکر گذار ہوں گا۔ حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں اندر مکان میں گیا۔ اور حضرت بی بی رابعہ کو اس رئیس کا پیغام پہنچایا۔ حضرت رابعہ نے ان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے ہوئے کہا حسن تمہیں معلوم ہے کہ جو شخص خدا کو برا بھلا کہتا ہے۔ خدا اس کا رزق نہیں چھینتا۔ لیکن جو لوگ خدا کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ ظاہری رزق سے محروم رہتے ہیں نہ معلوم وہ دینار حلال کمائی کے ہیں۔ یا حرام کے میں کیوں قبول کروں۔

حضرت رابعہ نے فرمایا ہے کہ ایک روز میں نے سرکاری روشنی میں کھڑے ہو کر اپنا پھٹا ہوا پیراہن سی لیا۔ اسی وقت سے میرے دل میں ایک گرہ سی لگ گئی اور جب تک اس سیئے ہوئے کو چاک نہیں کر دیا اس وقت تک وہ گرہ دور نہ ہوئی۔

حضرت عبدالواحد عامر کا بیان ہے کہ میں اور سفیان دونوں حضرت رابعہ کی مزاج پرسی کے لئے گئے وہ اس وقت بیمار تھیں مجھ پر ان کی ہیبت اس قدر طاری ہوئی کہ میں ان سے بات نہ کر سکا حضرت رابعہ نے سفیان سے کہا کہو کیسے آنا ہوا۔ حضرت سفیان نے کہا رابعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تاکہ یہ مصیبت تمہارے اوپر ہلکی ہو جائے۔ حضرت رابعہ نے فرمایا سفیان تمہیں معلوم نہیں کہ یہ تکلیف خدا داد ہے۔ سفیان نے جواب دیا۔ ہاں آپ نے فرمایا

Marfat.com

جب تم یہ جانتے ہو کہ تکلیف خدا داد ہے۔ تو میں اپنے دوست کے منشاء کے خلاف اس سے کس طرح درخواست کروں۔ حضرت سفیان نے کہا۔ تمہاری کوئی خواہش ہے۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا۔ تم اہل علم ہوتے ہوئے ایسی بات کہہ رہے ہو۔ بارہ سال سے میری طبیعت چھوہارے کھانے کو چاہ رہی ہے۔ اور بصرہ میں چھوہارے پیدا نہیں ہوتے۔ میں نے بارہ سال سے چھوہارے نہیں کھائے۔ میں تو غلام ہوں۔ غلام کی کوئی آرزو نہیں ہوتی اندریں حالات اگر میں کسی چیز کی خواہش کروں اور خدا کو منظور نہ ہو تو یہ کفر نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ حضرت سفیان نے کہا میں آپ کے معاملہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ میرے متعلق کچھ فرمائیے۔ حضرت رابعہ نے فرمایا کہ اگر تم دنیا کو دوست نہ رکھتے تو بہت اچھے آدمی تھے حضرت سفیان نے پوچھا وہ کیسے۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا جاہلیت کی باتیں تو کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت سفیان پر رقت طاری ہوگئی۔

ایک روز حضرت مالک بن دینار حضرت رابعہ بصریہ کے پاس گئے حضرت رابعہ کے سامنے ایک ٹوٹا ہوا کوزہ پانی کا رکھا ہوا تھا۔ آپ کوزہ سے پانی پی رہی تھیں اور وضو بھی کر رہی تھیں آپ کے حجرہ میں ایک بوسیدہ چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ تکیہ کے بجائے سرہانے اینٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت مالک بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت رابعہ کی یہ حالت دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔ میں نے حضرت رابعہ سے کہا کہ میرے کئی دوست احباب مالدار ہیں اگر تم کہو تو ان سے تمہارے متعلق کچھ کہا جائے حضرت رابعہ نے جواب دیا۔ مالک ایسی غلطی نہ کرنا کیا مجھے اور انہیں روزی دینے والا ایک نہیں ہے میں نے کہا ہاں کیوں نہیں حضرت رابعہ نے کہا روزی رزق دینا ہم درویشوں کو بسبب ہماری درویشی کے بھول گیا ہے۔ اور بسبب تونگری کے مالداروں کو یاد رکھتا ہے میں نے کہا نہیں حضرت رابعہ نے فرمایا۔ جب تمہیں یہ بات معلوم ہے تو اس کی رضا پر راضی ہیں جو وہ چاہتا ہے۔ ہم اس پر خوش ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری اور مالک بن دینار حضرت رابعہ کی خدمت میں گئے صدق وصفا کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری نے فرمایا۔ **لیس بصادق فی دعواہ من لم یصبر علی ضرب مولاہ** وہ آدمی اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے جو خدا کے پہنچائے ہوئے زخم پر صبر نہ کرے رابعہ نے کہا اس بات میں خودی کی بو آتی ہے۔ حضرت بلخی نے فرمایا **لیس بصادق فی دعواہ من لم یشکر علی ضرب**

مولاہ وہ آدمی اپنے دعوے میں سچا نہیں جو خدا کے پہنچائے ہوئے زخم پر شکر ادا نہ کرے حضرت رابعہ نے مالک بن دینار سے فرمایا تم بھی کچھ کہو۔ انہوں نے فرمایا جسے اپنے دوست کے دیئے ہوئے زخم سے لذت محسوس نہ ہو۔ وہ اپنے دعوے میں سچا نہیں اس کے بعد ان تینوں حضرات نے حضرت رابعہ سے کہا اب آپ اپنی رائے بیان فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا

لیس بصادق فی دعواہ من لم ینس الم الضرب فی مشاھدۃ مولاہ۔

وہ آدمی اپنے دعوے میں سچا نہیں جو اپنے محبوب کے مشاہدہ میں اس کے پہنچائے ہوئے زخم کی تکلیف محسوس کرے۔ حضرت رابعہ نے فرمایا۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھ کر پھل کی بجائے ہاتھ زخمی کر دیئے تھے۔ اور ذوق نظارہ میں انہیں اس زخم کی تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔ اگر کسی شخص کی حالت خدا کی محبت میں ایسی ہو جائے تو اس کا کیا کہنا۔

من احب شیئا اکثر ذکرہ

ایک روز بصرہ کے کوئی شیخ حضرت رابعہ کے سرہانے بیٹھ کر دنیا کی مذمت بیان کرنے لگے۔ حضرت رابعہ نے فرمایا۔ دنیا کی کیا مذمت بیان کرتے ہو تم پکے دنیا پرست اور دنیا دوست ہو۔ اگر تمہیں دنیا سے محبت نہ ہوتی تو دنیا کا ذکر بار بار نہ کرتے آدمی کو جس چیز سے محبت ہوا کرتی ہے۔ وہ اس کا ذکر بار بار کیا کرتا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ظہر کے وقت حضرت رابعہ کے پاس گیا حضرت رابعہ نے اسی وقت گوشت پکانے کے لئے ہانڈی میں چڑھایا تھا۔ ہمیں باتیں کرتے کرتے عصر کا وقت ہو گیا۔ عصر کی نماز پڑھ کر حضرت رابعہ خشک روٹی کے چند ٹکڑے اور دو کوزے ٹھنڈا پانی لے کر چولھے کے پاس بیٹھ گئیں۔ مجھے بلا لیا۔ حضرت رابعہ نے پکا ہوا گوشت ایک رکابی میں اتار کر سامنے رکھا۔ وہ گوشت اتنا مزیدار پکا ہوا تھا۔ کہ اس سے زیادہ لذیذ گوشت میں نے کبھی نہیں کھایا تھا۔

حضرت سفیان رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں بعد مغرب حضرت رابعہ کے مکان پر گیا۔ حضرت رابعہ نماز پڑھنے لگیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں بھی ایک گوشہ میں مصروف عبادت ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت رابعہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ تو نے ہمیں بھی اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائی اب دن میں اس نعمت کے شکریہ میں روزہ

Marfat.com

رکھوں گی۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت رابعہ خدا تعالےٰ سے مناجات کیا کرتی تھیں۔

اگر تو نے قیامت کے دن مجھے دوزخ میں بھیجا تو میں ایک ایسا راز آشکار کردوں گی کہ دوزخ بھی مجھ سے ایک ہزار سال کی مسافت پر بھاگ کر چلی جائے گی۔

یاالٰہی تو نے دنیا میں ہماری قسمت میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کو دے اور آخرت کی نعمتیں جو کچھ لکھی ہیں وہ اپنے دوستوں کو عطا کر اور مجھے تو بس تو ہی کافی ہے۔ اے خدا اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں جلا۔ اور اگر میں جنت کی طمع سے کرتی ہوں تو جنت کو میرے اوپر حرام قرار دے دے اور اگر میں تیری صرف تیرے لئے پرستش کرتی ہوں۔ تو اپنے جمال لازوال سے مجھے محروم نہ رکھ۔

اے خدا اگر تو نے مجھے دوزخ میں ڈالا تو میں فریاد کروں گی۔ کہ میں تجھے دوست رکھتی تھی تو نے اپنے دوست کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ندا آئی لا تظنی بنا ظن السؤ (میرے متعلق برا گمان نہ رکھ۔)

اے خدا دنیا میں میری تمام آرزو تیری یاد ہے۔ اور آخرت میں تیری ملاقات۔ اے خدا میری گذارش بس یہی ہے۔ اب جو تیرا جی چاہے کر۔ تجھے اختیار ہے۔

کبھی کبھی مناجات میں یہ عرض کیا کرتی تھیں۔ "اے خدا میرے دل کو حاضر کر۔ میری غیر حضوری (بے دل) نماز کو قبول فرما۔

حضرت رابعہ کا آخری وقت

جس وقت حضرت رابعہ کی وفات کا وقت قریب آیا آپ کے سرہانے بڑے بڑے بزرگ تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا تم یہاں سے اٹھ جاؤ اللہ کے قاصد آرہے ہیں۔ تمام حضرات آپ کے پاس سے ہٹ گئے۔ اسی وقت آواز بلند ہوئی۔ یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية. حضرت رابعہ کا وصال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ۱۰ محرم ۱۲۲ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار بغداد کے بیرونی حصے میں واقع ہے۔

Marfat.com

قبر میں منکر نکیر سے مباحثہ

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ وصال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہو منکر نکیر سے کیسی گزری؟ حضرت رابعہ نے فرمایا جس وقت منکر نکیر نے مجھ سے پوچھا من ربک (تیرا رب کون ہے) میں نے ان سے کہا جاؤ خدا سے جا کر کہو کہ جب تو نے اپنی کروڑوں مخلوق میں سے مجھ بڑھیا ضعیفہ کو فراموش نہیں کیا۔ اور نہ میں نے دنیا میں تیرے سوا کسی چیز کو اپنا محبوب رکھا۔ بھلا ایسی حالت میں تجھے فراموش کر سکتی ہوں۔ پھر ان لوگوں کو میرے پاس بھیج کر یہ سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ من ربک (رحمها الله بغفرانه)

Marfat.com

شیخ المشائخ۔ اُمانُ اللہ فی الارض

حضرت ابراہیم ادہم

سلطنت دے کر درویشی خریدی

دربارِ شاہی میں حضرت خضر کا ورود

حضرت ابراہیم ادہم فرمانروائے بلخ تھے اور بڑے شکوہ و جلال کے ساتھ سلطنت کرتے تھے۔ کہ ایک روز دربار عام میں ایک شخص بے باکی سے اندر چلا آیا، تمام اعیان حکومت، ارکان سلطنت اور خدام میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی جو اسے روکے کہ اس کے چہرے سے ہیبت نمایاں تھی، تخت کے آگے کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے پوچھا تو کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے بولا اس سرائے میں ٹھہرنا چاہتا ہوں فرمایا یہ تو محل ہے بولا اس سے پہلے اس میں کون رہتا تھا، فرمایا میرا باپ، بولا ان سے پہلے کہا میرا دادا۔ اسی طرح وہ سوال کرتا رہا اور آپ نام بتاتے رہے، بولا پھر یہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا اور آپ تخت سے اٹھ کر پیچھے گئے اور جا کر پوچھا یہ فرمائیے کہ آپ کون بزرگ ہیں۔ جواب تھا۔ خضر، یہ سنتے ہی آپ کے قلب میں ایک آگ لگ گئی اس کے بعد آپ گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی طرف چلے۔ دل میں ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ برابر غیبی صدائیں سنتے چلے جا رہے تھے۔ ہرن، گھوڑا، زین پوش، جدھر دیکھتے یہ صدا سنتے کہ ابراہیم تو اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ متنبہ ہو کر سنبھلے، رقت طاری ہوئی۔ دل ٹوٹا اتار دیئے کہ کپڑے تر ہو گئے اب جو دیکھتے ہیں۔ تو یک وقت لاہوت طے کر کے عالم ملکوت میں تھے، توبہ ورقت کے ساتھ ہی حجاب اٹھنے شروع ہو گئے۔ تمام عالم ملکوت نگاہوں کے سامنے تھا۔ اس سلطنت

Marfat.com

کے مشاہدے نے دنیوی سلطنت کا خواب بھلا دیا۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ دنیائے عرفان کی تجلیات کی جھلک میں وہ سرشاریاں ہیں کہ دنیا کی تمام لذات بحیثیت مجموعی بھی ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتیں آپ نے اپنا زرتار لباس اور نگارین تاج چرواہے کے لباس میں بدل لیا۔ اور جنگلوں اور وادیوں میں گھومنے لگے معاصی کو یاد کر کے روئے اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے عجب حالت طاری تھی، دنیا اور دنیا والوں سے بیزار تھے۔

مجاہدات و مشاہدات بلخ کے مرغزاروں کو چھوڑ کر گھومتے پھرتے نیشاپور پہنچے یہاں پہاڑ کے اندر مشہور اور خوفناک غار تھا اس کے اندر جا بیٹھے اور نو برس متواتر مجاہدانہ ریاضات کرتے رہے ہر جمعرات کو غار سے باہر آتے جنگل سے لکڑیاں چن کر صبح کو بازار میں فروخت کر آتے، نماز جمعہ پڑھ کر لکڑیوں کی قیمت سے ایک روٹی خریدتے نصف کسی فقیر کو دیدیتے اور نصف خود کھالیتے نو برس گزرنے پر آپ کی شہرت جو ہوئی تو یہاں سے نکل کر غائب ہو گئے شیخ ابو سعید اس غار کی زیارت کو آئے تو معطر پایا۔ فرمایا۔ اللہ کے دوست کے اس میں قیام کا ثمرہ ہے، غار سے نکلے تو جنگل میں حضرت خضرؑ مل گئے ان سے بیعت ہو کر کچھ نعمت باطنی پائی، یہاں سے آپ ہر ہر قدم پر دو دو رکعت پڑھتے ہوئے چودہ برس میں کعبہ شریف پہنچے مشائخین حرم استقبال کو نکلے۔ آپ جھٹ قافلہ سے آگے بڑھ گئے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ ہی ابراہیم ہیں۔ فرمایا تم کس زندیق کو پوچھتے ہو، انھوں نے ایک تھپڑ رسید کیا۔ تو کون ہے جو ایسے بزرگ کو زندیق کہتا ہے، زندیق تو تو ہے، فرمایا بالکل درست ہے، نفس سے بدلے تو بہت خوش تھا کہ مشائخین استقبال کرینگے۔ تھپڑ کھا کے بھی عقل آئی یا نہیں۔ آخر آپ مکہ معظمہ میں ہی مقیم ہو گئے، بہت سے لوگ بیعت ہوئے۔ آپ لکڑیاں لا کر فروخت کرتے کھیتوں اور باغوں کی نگرانی کرتے اور اس کی اُجرت سے گذارہ کرتے آپ کا بیٹا اپنی ماں کو ساتھ لے کر شاہانہ طمطراق سے حج کو گیا۔ آپ لکڑیاں لینے گئے ہوئے تھے بیٹا ملا آپ نے بھی محبت کی نظر سے اس کی طرف دیکھا ندا آئی۔ ہماری دوستی کا مدعی ہو کر غیر کو محبت سے دیکھتا ہے آپ نے دعا کی۔ اسی وقت بیٹے کی روح قبض ہو گئی۔

فضائل و اخلاق کسی نے سوال کیا۔ کہ آپ نکاح کیوں نہیں کرتے فرمایا میرے پاس کیا رکھا ہے جو کھلاؤں کوئی عورت بھی بھوکی ننگی رہنے کے لئے کسی سے

Marfat.com

شادی کرے گی۔ ایک درویش نے کہا تھا۔ کہ جس شخص نے شادی کی وہ کشتی میں بیٹھ گیا۔ اور جب بچہ پیدا ہوا۔ گویا غرق ہو گیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلطنت دے کر درویشی خریدی ہے، پھر بھی اس سودے میں فائدہ ہی فائدہ رہا ہے۔

ایک شخص ہزار درہم لے کر آیا۔ فرمایا درویشوں سے میں کچھ نہیں لیتا۔ بولا میں تو امیر ہوں فرمایا کیا اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں بولا ہے فرمایا تو پھر اسے لے جا تو خود فقیروں کا سردار ہے۔ عطار سلمی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے پندرہ روز تک محض ریت پر گذارہ کیا۔ کہ پاس کچھ نہ تھا۔ اور ایک سفر میں چالیس روز تک مکہ میں رہے مگر کھجور نہ کھائی۔ دن بھر مزدوری کرتے اور شام کو سب مریدوں پر خرچ کر دیتے۔ آپ ایک باغ میں ملازم تھے۔ مالک نے ایک روز شیریں انار مانگے۔ جب وہ کھٹے نکلے تو بولا تجھے ابھی تک ترش و شیریں کا بھی فرق معلوم نہیں ہوا۔ فرمایا آپ نے باغ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے، نہ کہ انار کھانے کو بولا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابراہیم ادہم ہیں، یہ سن کر آپ باغ سے چلے گئے۔

ایک بار ایک جنگل میں ایک سپاہی نے پوچھا۔ تو کون ہے اور آبادی کدھر ہے فرمایا بندہ ہوں۔ آبادی کے لئے گورستان کی طرف اشارہ کر دیا اس نے دُرّا مارا اور باندھ کر لے چلا۔ اور سر پھوڑ دیا۔ لوگوں نے جو دیکھا چلائے یہ کیا غضب کیا یہ تو ابراہیم ہیں وہ قدموں میں گر پڑا اور معافی چاہی۔ فرمایا تجھے نہیں معلوم کہ تیرا یہ سلوک میری بلندئ مرتبت کا باعث بنا۔ اسی روز ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ حوریں جیب و دامان میں موتی بھرے کھڑی ہیں اور پوچھنے پر بولیں ہمیں حکم ہوا ہے کہ ابراہیم کا سر پھوٹ گیا ہے وہ جنت میں آئے تو اس پر موتی نثار کرنا۔

رزق حلال کی انتہائی اہمیت

لوگوں نے آپ سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں فرمایا وجہ یہی ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کو جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی ان کی اطاعت اور متابعت نہیں کرتے قرآن پڑھتے ہو اور اس پر عمل نہیں کرتے اس کی نعمتیں کھاتے ہو اور شکر ادا نہیں کرتے، دوزخ کو سمجھتے ہو۔ مگر اس کی آگ سے بچنے کی سعی نہیں کرتے۔ جانتے ہو کہ موت آنے والی ہے لیکن اس کا سامان نہیں کرتے اپنے اعزا و احباب کو اپنے ہاتھوں دفن کرتے ہو۔ مگر عبرت

Marfat.com

پذیر نہیں ہوتے، اپنے عیوب ترک نہیں کرتے اور دوسروں کے عیوب دیکھتے رہتے ہو۔ پھر بھلا دعا کیونکر قبول ہو ایک شب کو بیت المقدس میں آپ مقیم تھے کہ چالیس ٹاٹ پوش درویش آئے اور نماز پڑھی۔ ایک بولا آج یہاں ایک اور شخص چھپا ہوا موجود ہے جو ہم میں سے نہیں ہے۔ ان کے پیر نے کہا ادھر ہم بیٹھا ہو گا۔ آج چالیس روز ہو گئے اُسے عبادت میں مزا نہیں آتا۔ آپ یہ سن کر فوراً سامنے آئے اور فرمایا۔ خدا کے لئے اس کی وجہ تو بتلایئے فرمایا فلاں روز تم نے بصرہ میں کھجوریں خرید کر کھائی تھیں اور گری ہوئی کھجور کو اپنی کھجور سمجھ کر کھا لیا تھا۔ آپ بصرہ پہنچے کھجوروں کے مالک سے معافی مانگی وہ کھجوروں والا یہ قصہ سن کر اتنا متاثر ہوا کہ سب کچھ ترک کر کے فقیر ہو گیا۔ اور ابدال کا رتبہ پایا اسی طرح آپ ایک جوان کے یہاں تین روز مہمان رہے۔ دیکھا واقعی بہت ریاضت و عبادت کرتا ہے مگر لذت ندارد آپ اسے اپنے پاس مہمان لے آئے یہاں جو کچھ تھا وہ بھی غارت ہو گیا بولا یہ آپ نے کیا کیا فرمایا بھائی تیری روزی حلال کی نہیں ہے حلال اندر گیا تو باطن اصلی حالت میں آگیا شیطانی پردہ پڑا ہوا تھا۔ خوب سمجھ لو کہ تمام کام کی بنیاد ہی حلال روزی ہے۔

آج بھی ہر ایک عدم قبولیت دعا اور عدم لذت عبادت کا شکوہ کرتا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں نہ طاعت میں دلیری و مستعدی ہے اور نہ حلال روزی ہے اور نہ احتیاط، پھر شکوہ سنجی ہے بے حد احتیاط چاہیے کہ ہمارے اندر کوئی لقمہ مشتبہ نہ جائے جب تک روزی حلال نہ ہو گی نہ دعائیں قبول ہوں گی اور نہ عبادت اور نہ ہی بندگی میں کوئی لطف حاصل ہو گا۔

نکات و تعلیمات

فرمایا جس کا دل تین مواقع پر حاضر اور رجوع نہ ہو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس پر دروازے بند ہو چکے ہیں اوّلاً نماز کی حالت میں دوسرے کلام اللہ کی تلاوت کے وقت تیسرے ذکر و اذکار کے عالم میں۔

فرمایا حجابوں کے اٹھ جانے سے سالک کے دل کے دروازے کھل جاتے ہیں اوّل دو عالم کی سلطنت لے کر بھی اظہار مسرت نہ کرے، دوسرے اگر اس کا سب کچھ چھن جائے تو غمگین نہ ہو۔ تیسرے کسی قسم کی عطا و تعریف پر فریفتہ نہ ہو۔ کیونکہ مسرور ہونے سے اس کا حریص ہونا، غمگین ہونے سے اسیر مال و زر اور کمین ہونا۔ اور تعریف پر فریفتگی سے کم عقلی ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

ایک شخص سے فرمایا۔ جماعت اولیاء میں شمولیت کی آرزو ہے تو دنیاو آخرت کی بال برابر بھی پرواہ نہ کرے اور خدا کے سوا کسی کا خیال دل میں نہ لائے اور عبادت میں مصروف رہے اور حلال روزی کھائے۔

فرمایا خواہ تجھے صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کا شرف حاصل نہ ہو اور اگرچہ رات بھر نماز پڑھنے اور دن بھر روزہ رکھنے کی توفیق نہ ہو۔ مگر جو کھائے وہ حلال روزی سے پیدا کیا ہوا ہو۔ کسی شخص کو بھی بلند مرتبہ نماز روزے حج اور جہاد سے نہیں ملا۔ بلندی اسے ہی حاصل ہوئی اور معرفت اسے ہی ملی۔ جس نے اپنی روزی کو پاک رکھا۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ وہ کیا کھاتا ہے۔ حرام لقمہ سے نہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور نہ اطاعت و عبادت میں ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے یہ کتنی اہم تعلیم ہے اور آپ روزی حلال پر کتنا زور دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اسے ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔

آپ نے زندگی بھر گھاس اور لکڑیاں فروخت کر کے اپنی روزی پیدا کی اور نگ زیب اور سلطان ناصر الدین محمود جلیل القدر بادشاہ ہونے کے باوجود اسی لئے اپنی روزی محنت سے پیدا کیا کرتے تھے اور رسول کریم ﷺ نے بھی اسے افضل الجہاد اور افضل العبادت فرمایا اور بتایا ہے۔ ایک عیالدار آدمی کو دن بھر کی محنت اور تگ و دو کے باوجود کچھ بھی نہ ملا شام کو نہایت فکر مند اور غمگین چلا جا رہا تھا۔ آپ کو بیٹھے دیکھ کر بولا ابراہیم مجھے آپ کے اس اطمینان پر رشک آتا ہے آپ فارغ بیٹھے ہیں اور میں متفکر ہوں، فرمایا میں نے اپنی تمام خیرات اور عبادات تجھے بخشیں، تم ان لمحوں کا غم مجھے بخش دو۔ اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ حلال روزی کا غم عبادتِ مقبولہ سے بھی بہتر ہے۔ یہ گویا افضل العبادت کی شرح ہے۔

لوگوں نے پوچھا دل پر اللہ کی طرف سے حجابات کیوں طاری ہیں۔ فرمایا وجہ یہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کو دوست رکھتے ہیں۔ جنہیں اللہ پسند نہیں کرتا۔ لہو لہب دنیوی میں مبتلا ہیں۔ اور آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔ اسی لئے لوگ زندگی اور اس کی لذت سے محروم ہیں جو غیر فانی ہے۔ فرمایا جب تک تو اپنی بیوی کو بیوہ، بچوں کو یتیم نہ سمجھے اور خاک پر کتوں کی طرح نہ سوئے اس وقت تک مردوں کی صف میں بیٹھنے کی آرزو نہ کر اس کا رزق کھا کر اس کی نافرمانی نہ کر یہ ایک عاشق ربانی کی تعلیمات کا ایک اجمالی خاکہ ہے اسے آنکھیں کھول کر پڑھیے۔

Marfat.com

کرامات وخوارق عادات

ایک دفعہ دیکھا۔ کہ راہ میں ایک شخص نشہ شراب میں بدمست پڑا ہے۔ منہ پر خاک لگی ہوئی ہے آپ نے اسی وقت اسے دھویا اور فرمایا۔ جو جگہ ذکر ربانی کی ہے اس کو خاک میں آلودہ کر رکھا ہے شرابی کو جو ہوش آنے پر معلوم ہوا تو اس نے توبہ کرلی اس شب کو خواب میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے تو نے ہمارے مست بندے کا منہ دھویا۔ اس کے عوض ہم نے تیرا دل دھویا یہ ہے صلہ اہل اللہ کی خدمت کا۔

آپ پہاڑ پر کھڑے تھے کسی نے دریافت کیا کہ مرد کے کمال کی علامت کیا ہے؟ فرمایا اگر پہاڑ کو حکم ملے تو چل نکلے، پہاڑ اسی وقت چلا نکلا۔ فرمایا تو کیوں چلتا ہے میں نے جو کچھ کہا ہے مثالاً کہا ہے، آپ کسی کشتی پر سوار چلے جارہے تھے کہ ہوا تیز و تند چلنے لگی اور موجوں نے قہاری اختیار کرلی۔ آپ نے قرآن کریم بلند کر کے عرض کیا۔ الٰہی تیری کتاب ہاتھ میں ہے اور تو اس حالت میں ہمیں غرق کر رہا ہے طوفان اسی وقت بند ہو گیا۔

آپ کشتی میں سوار ہو کر کہیں جانا چاہتے تھے پاس کچھ نہ تھا۔ ملاح نے اجرت طلب کی آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر کہا خداوند ملاح مجھ سے اجرت طلب کرتا ہے اسی وقت دریا کا کنارہ سونا بن گیا۔

آپ ایک روز دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گودڑی سی رہے تھے ایک شخص دیکھ کر بولا ابراہیم سلطنت بلخ چھوڑ کر کیا پایا۔ آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور فرمایا میری سوئی مجھے دے۔ اسی وقت ہزارہا مچھلیاں سنہری سوئیاں منہ میں لے کر نکلیں اور سامنے ڈال دیں بولے جو میں نے پایا اس کی حقیر تر اور کمتر چیز یہ ہے۔

ایک روز درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک مقام پر قیام کیا۔ ایک بولا یہاں پانی اور لکڑیاں سب موجود ہیں۔ اگر حلال گوشت ملتا تو بھون کر کھاتے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت ہے کہ ابھی گوشت بھیج دے اتنے میں دیکھا کہ ایک شیر غراتا چلا آرہا ہے آگے آگے گورخر ہے۔ انہوں نے اسے پکڑ کر ذبح کیا۔ کباب بنائے اور شیر بیٹھا دیکھتا رہا۔

ایک مرتبہ آپ حج کیلئے جارہے تھے۔ دورانِ سفر لوگوں نے عرض کیا کہ زادراہ ختم ہو گیا۔ فرمایا خدا پر بھروسہ رکھو اور اس درخت کو دیکھو، نظر جو اٹھائی تو درخت سونے کا تھا۔

Marfat.com

مرتبہ اور بزرگی

آپ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں اکثر شریک ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ جو گئے تو امام صاحب کے دوستوں نے آپ کو حقارت سے دیکھا لیکن جب امام صاحب نے آپ کو سیدنا ابراہیم کہہ کر مخاطب کیا تو سب متحیر ہوئے اور پوچھا کہ انہیں یہ سعادت کہاں سے نصیب ہوئی؟ بولے ہم تو اور کاموں میں لگے رہتے ہیں اور آپ اللہ کی طاعت وعبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؒ نے سلطنت کی شان وشکوہ چھوڑ کر فقیری اختیار کی فقر وفاقہ میں تمام زندگی بسر کی محنت ومزدوری سے گذارا کیا بوسیدہ اور دریدہ لباس پہنتے رہے۔ سج دھج اگرچہ بالکل فقیرانہ تھی تاہم آپ سے ہزارہا بندگان خدا کو فیض پہنچا حضرت جنید فرمایا کرتے تھے کہ اس جماعت کے تمام علماء کے علم کی کلید حضرت ابراہیم ہیں نہایت متقی زاہد عبادت گذار اور صاحب عرفان بزرگ تھے۔ صدیقیت کا مرتبہ رکھتے تھے۔ بڑے بڑے مشائخین اور علماء آپ کا ادب کرتے تھے آپ کی تعلیمات اور عشق الٰہی سب کچھ سبق آموز ہے ظاہر میں یہ زندگی بہت مشکل اور راہبانہ نظر آتی ہے لیکن عشق میں کس کی حالت درست رہی ہے اور کسے تن بدن کا ہوش رہا ہے جو آپ کو رہتا۔ قیس وفرہاد کو عشق مجازی ہی نے دیوانہ بنا رکھا تھا۔

آپ تو عاشق ایزدی تھے۔ آپ کا انتقال شام میں ہوا۔ اور وہیں حضرت لوط کے جوار میں آپ کا مزار ہے۔

تاریخ وصال ۲۶ ربیع الاوّل ۱۶۶ھ ہے۔

Marfat.com

مرکز انوار و تجلیات، شیخ المشائخ

حضرت فضیل بن عیاض

ڈاکہ مارتے مارتے خدا مل گیا

ڈاکہ زنی و غربا نوازی

حضرت فضیل بن عیاض بڑے زبردست اور یگانہ روز ولی گذرے ہیں اللہ کی دین ہے پہلے ڈاکہ زنی کرتے تھے توبہ جو کی تو چودہ طبق روشن ہو گئے ابتداء میں عجیب حالت تھی ایک گھنے جنگل میں نگاہوں سے دور خیمہ زن رہتے پشمینہ کی ٹوپی ٹاٹ کے کپڑے گلے میں تسبیح، نماز کے اتنے پابند کہ کبھی بلا جماعت نماز نہ پڑھتے اور ساتھیوں میں سے بھی جو نماز نہ پڑھتا اسے اپنے سے علیحدہ کر دیتے جتنے خدام تھے وہ بھی نمازی تھے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ عبادت میں گونہ انہماک بھی تھا نفلی نماز اور نفلی روزے بھی ایک دو یا دس نہیں بکثرت رکھتے سب کے سب چور ڈاکو اور سب کے سب نمازی و عبادت گزار بڑے بڑے قافلے لوٹتے، ڈاکو لوٹ کا سارا مال لاکر آپ کے سامنے رکھ دیتے۔ چونکہ آپ سردار تھے آپ ہی تقسیم کرتے اور حسب پسند مال اپنے لئے رکھ لیتے ایک روز ایک بڑا قافلہ ادھر سے گذرا۔ ڈاکو اس پر حملہ آور ہوئے ایک شخص قافلہ سے الگ ہو کر اپنی نقدی کسی محفوظ جگہ جنگل میں دفن کرنے نکل گیا۔ اس نے جو دیکھا۔ کہ خیمہ میں ایک شخص تسبیح و مصلے سمیت بیٹھا ہے تو اس نے بزرگ سمجھ کر روپیہ اس کے سپرد کر دیا۔ اور قافلہ میں آگیا۔ قافلہ کے لٹ جانے کے بعد جو وہ خیمہ کی طرف روپیہ لینے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ڈاکو وہاں بیٹھے ہوئے لوٹ کا مال تقسیم کر رہے ہیں۔

وہ بہت پریشان ہوا کہ میں نے اپنی نقدی اپنے ہاتھوں ڈاکوؤں کے حوالے کر دی۔

Marfat.com

وہ خوف سے پیچھے ہی پھر گیا حضرت فضیل نے دیکھ کر دور سے آواز دی۔ یہ ڈرتا ڈرتا گیا پوچھا کیوں آیا ہے آہستہ سے رک رک کر کہا اپنی امانت لینے آیا تھا۔ آپ نے اس کی امانت بلا تکلف اس کے سپرد کر دی، ڈاکوؤں کے استفسار پر آپ نے اس کی یہ وجہ بیان کی کہ اس شخص نے میرے متعلق نیک گمان کیا تھا۔ اور میں بھی اللہ تعالیٰ پر نیک گمان کرتا ہوں میں نے اس کا گمان سچ کر دیا تا کہ اللہ میرے گمان کو سچ کر دے۔

اس کے بعد دوسرا قافلہ گذرا اور وہ بھی لوٹ لیا گیا۔ قافلہ ہی کے ایک شخص نے پوچھا تمہارا سردار کہاں ہے بولے دریا کے کنارے پر نماز پڑھ رہا ہے کہا نماز کا وقت نہیں ہے۔ بولے نفلی نماز پڑھ رہا ہے پوچھا وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شامل نہیں بولے روزے سے ہے۔ کہا رمضان تو نہیں، بولے نفلی روزہ رکھے ہوئے ہے۔ یہ شخص متعجب ہو کر آپ کے پاس آیا اور پوچھا حضرت نماز اور روزہ کی یہ دھوم دھام اور اس پر چوری اور ڈاکہ زنی؟ فرمایا کیا تو نے قرآن کی وہ آیت نہیں پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے "کہ جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور، نیک و برے دونوں قسم کے اعمال کئے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ انہیں بخش دے اور ان کے گناہ معاف کر دے۔"

نہایت دلیری اور جری ہونے کے ساتھ نہایت ذی مروت باہمت اور غربا پرور بھی تھے۔ اور بے کسوں اور ضعیفوں کی امداد میں بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ قافلوں میں جن کے پاس تھوڑا مال ہوتا اس سے نہ لوٹتے بلکہ غریبوں کو اپنی طرف سے تھوڑا تھوڑا مال دے کر رخصت کرتے، قافلوں میں کبھی کسی عورت کو نہیں لوٹا، ہمیشہ مالداروں ہی پر ہاتھ ڈالا اور بھلائی کی طرف نظر رہی، خراسان کے ملک میں ڈاکے ڈالتے تھے اور یہیں کے رہنے والے تھے ایک ماہ پیکر عورت پر عاشق تھے ڈکیتی اور رہزنی و غارت گری سے جو کچھ حاصل ہوتا اسے پہنچا دیتے۔ گاہے بگاہے اس کے پاس بھی جاتے اس کی محبت نے قلب میں آگ لگا رکھی تھی۔ اس کے فراق میں رویا بھی کرتے، غرض آپ کی ابتدائی زندگی عشق و محبت غربا پروری ضعف نوازی اور ظلم و رہزنی اور عبادت و بندگی کا ایک عجیب نمونہ تھی۔

سچی توبہ اور حصول کمال

عشق نے قلب میں آگ لگائی، غربا نوازی نے کشش پیدا کی، عبادت و ریاضت نے دل کو نرم کیا آقائے حقیقی کا کرم ہوا، شب کے وقت ایک قافلہ ادھر سے گذرا۔ ایک شخص اونٹ پر بیٹھا ہوا قرآن شریف

Marfat.com

پڑھتا چلا جارہا تھا۔ کہ یہ آیت آپ کے گوش زد ہوئی۔ الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم بذکر اللہ وما نزل من الحق. یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ایمانداروں کے دل اللہ کے ذکر سے لرزنے لگیں۔

ایک برق تھی جو کہ کوندگئی۔ ایک تیر تھا جو جگر میں پیوست ہو گیا۔ ایک چنگاری تھی جس نے آگ لگادی۔ آپ "آگیا" "آگیا" کہتے ہوئے بے تابانہ نکل کھڑے ہوئے زار زار روتے تھے اور جنگل میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے تمام معاصی گذشتہ سے توبہ کی جس جس کا مال لوٹا تھا اور اسے آپ جانتے تھے فرداً فرداً اس کے پاس پہنچے اور قصور معاف کراتے انہی میں ایک شقی القلب یہودی بھی تھا۔ وہ کسی طرح معاف کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا پہلے اس نے ریت کے ایک بڑے ٹیلے کو اٹھا کر پھینک دینے کی شرط لگادی جو ایک ہوائے غیبی سے راتوں رات فنا ہو گیا۔ پھر بولا میں قسم کھا چکا ہوں۔ کہ جب تک تو میرا مال نہ دیگا میں معاف نہ کروں گا میرے سرہانے روپوں کی تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ زمین سے نکال کر مجھے دیدے۔

آپ نے اسی وقت تھیلی نکال کر اس کے حوالے کی، یہودی یہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا بولا میں نے توراۃ میں دیکھا ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ اگر مٹی پر بھی ہاتھ ڈالے تو سونا ہو جاتی ہے میں نے آزمائش کے لئے ایک تھیلی خاک سے بھر کر رکھ لی تھی اب مجھے علم ہو گیا۔ کہ تیری توبہ سچی ہے اور دین بھی حق ہے، پھر آپ نے ایک امیر سے جا کر کہا۔ کہ میں نے بے شمار گناہ و جرم کئے ہیں۔ مجھے بادشاہ کے سامنے پیش کرو کہ مجھ پر حد جاری کرے اور مجھے سزا دے۔ لیکن بادشاہ کے سامنے جو گئے تو اس نے الٹا عزت کی اور پورے احترام و اعزاز کے ساتھ گھر بھیج دیا۔ گھر پہنچے اور بیوی سے بولے کہ میں تو مکہ معظمہ جا رہا ہوں اگر تمہاری رائے ہو تو تمہیں آزاد کر دوں۔ وہ بولی نہیں آپ جہاں چلیں گے وہیں چلوں گی اور آپ کی خدمت کرتی رہوں گی، چنانچہ بیت اللہ شریف کو روانہ ہو گئے اور حرم کی مجاوری کرنے لگے۔

خلیفہ ہارون رشید کو نصائح

مکہ معظمہ میں عبادت و ریاضت کرنے سے آپ کی باطنی آنکھ کھل گئی بڑے بڑے اولیائے کرام سے فیض اٹھایا، پھر آپ نے حضرت ابو جنید کے پاس ایک مدت رہ کر علم حاصل کیا۔ اور آخر الامر ولایت و

Marfat.com

عرفان کے منصب رفیع پر فائز ہو گئے اور آپ کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا۔ چنانچہ ایک روز خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے وزیر اعظم فضل برمکی سے کہا میرا دل اس شکوہ و طمطراق سے اکتا گیا ہے چاہتا ہوں کہ کسی بزرگ کے پاس چلوں، پہلے دونوں حضرت سفیان کے پاس پہنچے، فرمایا کون ہے؟ جواب ملا امیر المومنین فرمایا مجھے اطلاع کیوں نہ کردی کہ میں خود ہی حاضر ہو جاتا۔ امیر المومنین بولے کہیں اور چل دونوں حضرت فضیل بن عیاض کے دروازے پر پہنچے، آپ اس وقت تلاوت میں مصروف تھے اور آیت زبان پر تھی۔ اَمْ حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا و عملوا الصالحات (جو لوگ بد اعمالیوں میں ہیں وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر مرتبہ دینگے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں) خلیفہ نے کہا نصیحت کے لئے تو صرف یہ آیت ہی کافی ہے اس کے بعد دروازہ کھٹکھٹانے پر اندر سے آواز آئی۔ کون ہے۔ جواب ملا امیر المومنین۔ فرمایا امیر المومنین کو مجھ سے اور مجھ کو امیر المومنین سے کیا سروکار بہتر ہے کہ مجھے دوسری طرف مشغول نہ کریں فضل نے کہا فضیل امیر المومنین صاحب امر ہیں ان کی اطاعت آپ پر فرض ہے فرمایا مجھے امتحان میں مبتلا نہ کیجئے وزیر اعظم نے کہا اجازت سے اندر آجائیں یا حکم سے فرمایا اجازت تو دیتا نہیں حکم سے آئیں تو آپ کی مرضی ہے خلیفہ اندر چلا گیا۔ آپ نے فوراً چراغ گل کر دیا۔ کہ آپ کی نظر خلیفہ کے چہرے پر نہ پڑے۔

اندھیرے میں خلیفہ کا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر پڑ گیا۔ فرمایا کیا نرم ہاتھ ہے مگر دوزخ سے محفوظ رہے یہ کہا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے سلام پھیرتے ہی خلیفہ نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آخرت کی بات تو کیجئے۔ فرمایا تمہارے باپ، آقائے دو جہاں ﷺ کے چچا تھے ان کی اس استدعا پر کہ مجھے کسی قوم کی سرداری عطا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا میں نے تم کو تمہاری جان پر امیر بنا دیا کیونکہ ایک سانس اگر اطاعت الٰہی میں گزرے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ لوگ ہزار سال تک تمہاری فرمانبرداری کریں۔ "لِاَنَّ الامارة یوم القیامة الندامة" کیونکہ امارت سے قیامت کے دن بجز ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہارون الرشید نے کہا کچھ اور بھی نصیحت فرمایئے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے احاد بن صبوان، سالم بن عبداللہ اور محمد بن کعب کو بلا کر کہا، کہ اب مجھے کوئی راہ عمل بتلایئے اس پر ایک صاحب نے کہا اگر نجات کی آرزو ہے تو

Marfat.com

بوڑھوں کو باپ جوانوں کو بھائی چھوٹوں کو فرزند اور عورتوں کو ماں بہن اور بیٹی سمجھئے۔ خلیفہ نے کہا اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے تیار رہ۔ کل بروز قیامت ایک ایک مسلمان کے متعلق تجھ سے سوال ہو گا اور کہیں ایک ضعیف بڑھیا بھی کسی رات کو بھوکی سو گئی تو حشر کے دن تیرا دامن پکڑے گی یاد رکھ بہت سے امیر دوزخ میں جائیں گے اور کہیں تو بھی ان میں نہ ہو۔

خلیفہ زار و قطار رو رہا تھا۔ اتنا رویا کہ آخر میں بے ہوش ہو گیا۔ فضل نے کہا بس کیجئے آپ نے تو امیر المومنین کو مار دیا۔ فرمایا خاموش رہ تو نے اور تیری قوم نے خلیفہ کو مار ڈالا۔ ہارون رشید نے جوش میں آکر کہا۔ کہ آپ قرض دار ہیں؟ فرمایا ہاں اللہ کا۔ عرض کیا میں مخلوق کے متعلق سوال کر رہا ہوں۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے اس کی دی ہوئی ہر نعمت موجود ہے ہارون رشید نے ایک ہزار اشرفیاں سامنے ڈال دیں فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر میری نصائح کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا یہ کہا اور دروازہ بند کر لیا۔ ہارون رشید نے باہر نکل کر برمکی سے کہا کہ در حقیقت مرد تو فضیل ہے۔

تعلیمات وارشادات

فرمایا جب اللہ تعالیٰ بندہ کو دوست بناتا ہے تو بہت سی تکالیف دیتا ہے اور جب دشمن بناتا ہے۔ تو دنیا اس پر فراخ کر دیتا ہے۔ ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ غم ہے۔ جس پر خوف الٰہی غلبہ پالیتا ہے اس کے منہ میں سے کوئی فضول اور غیر مفید بات نہیں نکلتی اور دنیا کی غیبت کو ترک کر دیتا ہے اور اللہ سے ڈرنے والے سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو اس سے نہیں ڈرتا اس سے کوئی نہیں ڈرتا اور بندہ کا حلم اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے اس وقت تک دنیا میں کسی کو کوئی چیز نہیں ملتی جب تک کہ آخرت کے توشے اس کے لئے کم نہ کر لئے گئے ہوں فرمایا تین چیزوں کی تلاش ہے کہ وہ نایاب ہیں۔ اوّل ایسا عالم جس کا عمل اس کے علم کے برابر ہو۔ دوسرا ایسا عامل جس کا اخلاص اس کے عمل کے مساوی ہو، تیسرے ایسا بھائی جو بے عیب ہو، زبان سے اظہار مروت کرنے اور دل میں دشمنی رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت پہنچاتا ہے۔ فرمایا جوانمردی یہ ہے کہ کسی سے امداد نہ طلب کرے توکل یہ ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ رکھے۔ اس کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے اور زاہد وہ ہے جو پیکر تسلیم و رضا ہے خواہ وہ کچھ کرے، متوکل وہ ہے جو اللہ پر یقین و اعتبار رکھتا ہو اور س کی شکایت نہ کرے فرمایا جب کوئی تجھ سے پوچھے کہ اللہ کو

Marfat.com

دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ کہ انکار کریگا تو کافر ہو جائے گا اور اقرار کرے گا تو تیرے عمل دوستوں جیسے نہ ہوں گے اور یہ محض جھوٹ ہوگا۔

بہت سے لوگ طہارت گاہ سے پاک ہو کر آتے ہیں اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بیت اللہ شریف سے باہر آتے ہیں تو پلید ہو کر آتے ہیں عقلمندوں کے ساتھ جنگ کرنا بے وقوفوں کے ساتھ حلوہ کھانے سے بہت آسان ہے، دو عادتیں دل کو فاسد کر دیتی ہیں، بہت سونا اور بہت کھانا فرمایا، اگر مجھے حکم دیا جائے کہ ایک دعا مانگ لے وہ ضرور مقبول ہوگی تو میں بادشاہ کی اصلاح کے لئے دعا مانگوں۔ کیونکہ اس کی اصلاح مخلوق کی اصلاح ہے اور اس سے ایک دنیا کو فائدہ پہنچتا ہے۔

خوف و عبادت

آپ پر ہمیشہ خوف الٰہی طاری رہتا تھا تیس برس تک کسی نے آپ کے لبوں پر تبسم نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک قاری کو پوری خوش الحانی کے ساتھ قرآن شریف پڑھتے سنا فرمایا اسے میرے بیٹے کے پاس لے جاؤ مگر سورہ القارعہ اس کے سامنے نہ پڑھنا اس میں قیامت کا ذکر ہے اور اس میں اس کے سننے کی طاقت نہیں اتفاق سے قاری نے سورہ القارعہ ہی پڑھنی شروع کر دی صاحبزادہ نے ایک نعرہ مارا اور دم توڑ دیا۔ آپ نے اپنے وصال کے وقت بیوی سے کہا۔ کہ میں دو بیٹیاں چھوڑ رہا ہوں۔ جب میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو انہیں کوہ بوقبیس پر لے جاکر آسمان کی طرف منہ کرنا۔ اور کہنا بار الٰہا تیرے فضیل نے وصیت کی ہے کہ میں جب تک زندہ رہا تیری ان امانتوں کو اپنے پاس رکھا اور اب کہ تو نے مجھے زندان گور میں محبوس کر دیا ہے۔ میں انہیں تیرے سپرد کرتا ہوں نیک دل بیوی نے یہی کیا، بہت روئی دعا مانگی، گڑگڑائی اسی وقت امیر یمن اپنے دو بیٹوں سمیت ادھر سے گذرا، عورت کو روتے دیکھ کر حال پوچھا اس نے تمام سرگذشت کہہ سنائی، امیر نے کہا نہ گھبرایئے میں اپنے دونوں بیٹوں سے ان کا عقد کئے دیتا ہوں چنانچہ وہ رضامندی حاصل کر کے انہیں یمن لے گیا اور ان کی شادی دس دس ہزار حق مہر پر اپنے بیٹوں کے ساتھ کر دی۔

حضرت فضیل بن عیاض مشائخ کبار میں سے تھے جس دن سے توبہ کی اللہ کی عبادت میں مشغول رہے، فقر و فاقہ میں زندگی بسر کی ۳ ربیع الاول ۱۸۶ھ کو وصال ہوا مکہ میں مزار ہے۔

Marfat.com

مہبط الطاف ربانی

حضرت حبیب عجمی

ایک زمانے تک سود کھاتے رہے پھر اللہ کو پالیا

سود خوری اور توبہ

حضرت حبیب عجمی بہت بڑے صاحب نسبت افضل اولیاء میں سے تھے۔ ابتدا میں نہایت بدنام اور سخت دل تھے اللہ نے بہت کچھ دے رکھا تھا، بہت متمول اور صاحب ثروت تھے مگر جتنی دولت بڑھتی جاتی تھی، بخل و قساوت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ سود پر روپیہ دیتے تھے اور بڑی ہی قساوت و بیدردی کے ساتھ وصول کرتے تھے۔ ہر روز صبح اٹھتے اور قرضداروں کے پاس تقاضے اور سود کی وصولی کے لئے پہنچ جاتے اور قرضدار کے ہاں خواہ کچھ کھانے اور دینے کو ہو یا نہ ہو یہ لئے بغیر نہ ٹلتے۔ قرضدار صورت سے ڈرتے تھے ایک دفعہ آپ ایک شخص کے ہاں گئے سود کا تقاضا کیا گھر والی نے کہا۔ کہ میرا شوہر تو باہر گیا ہوا ہے۔ میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے ایک بکری ذبح کی تھی اب بچوں کے کھانے کے لئے صرف ایک سری رکھی ہوئی ہے اور کچھ نہیں۔

بولے میں نہیں جانتا سری ہی مجھے دیدے سری لا کر بیوی کو دی کہ یہ سود میں ایک جگہ سے ملی ہے آج اس کو پکا۔ سری پک رہی تھی ایک فقیر نے دروازے پر صدا لگائی بولے جا ہمارے ہاں تیرے لئے کچھ نہیں جو ہم تجھے کچھ دیں۔ اس سے تو کچھ مالدار نہ ہو جائے گا۔ مگر ہم غریب ہو جائیں گے۔ فقیر مایوس ہو کر چلا گیا۔ بیوی نے دیگچی کھول کر دیکھی تو سری کے بجائے زندہ خون اس میں بھرا ہوا تھا اس نے شوہر سے ذکر کیا یہ حالت دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے اور دل میں ایک دھواں اٹھا۔ وقت آ گیا تھا۔ قسمت بیدار ہو چکی

Marfat.com

تھی۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اسے کیا ادا پسند آگئی تھی۔ بیوی سے بولے۔ آج میں نہ صرف سود لینے سود کھانے بلکہ تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ دوسرا دن جمعہ کا دن تھا۔ گھر سے اپنا روپیہ واپس لینے کے لئے نکلے بچے کھیل رہے تھے دیکھتے ہی بولے ہٹو ایک طرف ہو جاؤ دیکھو حبیب سود خور آرہا ہے مبادا اس کے پاؤں کی گرد ہم پر پڑے اور ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں یہ سن کر دل میں اور شعلے بھڑک اٹھے۔ لوگوں کے پاس جانے کی بجائے سیدھے حضرت خواجہ حسن بصری کی بارگاہ اقدس میں پہنچے انہوں نے چند باتیں جو کہیں تو دل کی پوری دنیا بدل کر رکھ دی۔ انہی کے ہاتھ پر صدق دل سے توبہ کرلی۔ اب حبیب وہ حبیب ہی نہ تھے کچھ سے کچھ ہو چکے تھے دل میں روشنی پیدا ہوگئی تھی اور جان وروح میں ایک نئی آگ لگی ہوئی تھی۔ واپسی میں ایک قرضدار نے آپ کو دیکھا اور دیکھتے ہی بھاگ اٹھا آپ نے پکار کر کہا بھاگنے کا وقت بیت چکا۔ اتفاق سے راہ میں پھر کھیلتے ہوئے بچے ملے دیکھتے ہی بولے حبیب آرہے ہیں دور ہٹ جاؤ۔ کہ ہماری گرد ان پر نہ پڑے کہ یہ توبہ کر کے پاک ہو چکے ہیں آپ پر اسی وقت رقت طاری ہوئی بولے بار الہا تیری شان بندہ نوازی پہ قربان تجھ سے صلح کئے ہوئے ایک ہی دن گذرا ہے کہ تو نے اس کی خبر اپنے دوستوں اور بچوں تک پہنچادی اور میرا نام نیکی کے ساتھ مشہور کر دیا۔ جھومتے تھے اور روتے تھے۔ آپ نے ماہ محرم ۲۸۳ھ میں وفات پائی۔ ۸۰ سال کی عمر پائی۔

عشق و عبادت

اسی روز اپنے شہر میں منادی کرادی کہ جس جس کا مال میرے پاس رہن رکھا ہے وہ آکر لے جائے مجھے اپنے روپے کی بھی ضرورت نہیں گھر میں جو کچھ تھا وہ سب راہ خدا میں لٹادیا۔ انتہا یہ کہ مانگنے والوں کو اپنا پیراہن اور بیوی کی چادر تک دے ڈالی اور دونوں برہنہ ہو گئے۔ اب گھر میں اللہ کے سوا اور کچھ نہ تھا بصرہ کا ایک دولتمند آن کی آن میں امیر سے فقیر ہو گیا۔ اور خوش تھا کہ دولت دیکر بڑی دولت پائی۔ اس کے بعد آپ دجلہ کے کنارے ایک جھونپڑی ڈال کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے، پھر یہ کیا۔ کہ دن کے وقت تو حضرت خواجہ حسن بصری کی مجلس میں جا کر اور حاضر رہ کر علم سیکھتے پڑھتے۔ اور رات بھر نماز میں مصروف رہتے کچھ روز تو بیوی کے پاس اس کے باقیماندہ اور ڈھکے چھپے زیور سے جو اسے جہیز میں ملا تھا۔ گذر ہوتی رہی۔ آپ تو عشق الہی میں محو تھے کچھ ہوش ہی نہ تھا۔ کہ کہاں سے آرہا ہے کیا ہو رہا ہے کیسے گذر ہو رہی

Marfat.com

ہے اس کے بعد ایک دن بیوی نے کہا کہ بال بچوں کے لئے کھانے کی ضرورت ہے فرمایا ٹھہر جا صبر کر مزدوری کرنے جاتا ہوں، یہ کہہ کر صبح گھر سے نکل گیے اور جنگل میں جا کر عبادت شروع کر دی دن بھی نماز میں مصروف رہے شام کو گھر آئے تو بیوی نے کہا، کچھ کما کر لائے، فرمایا۔ میں جس کی مزدوری کر رہا ہوں وہ نہایت شریف و کریم ہے، مجھے اس سے مزدوری مانگتے شرم آتی ہے خود ہی کہتا ہے کہ میں دسویں روز مزدوری دیا کرتا ہوں وہ وقت پر خود ہی بلا مانگے دے دیگا۔

دس روز بھی یونہی گذر گئے۔ آپ دن بھر عبادت کر کے شام کو گھر آجاتے، دسویں روز فکر ہوئی کہ آج بیوی کو کیا جواب دونگا۔ آپ شرمندہ و نادم گھر میں آئے، دروازے پر جو پہنچے تو گھر کے اندر سے کھانے کی خوشبوئیں آئیں متحیر اندر گیے بیوی آپ کو دیکھ کر سامنے آئیں اور نرمی اور منت سے کہا کہ آپ کس کی مزدوری کرتے تھے واقعی وہ بڑا کریم ہے آج دوپہر ہی کو اس نے ایک مزدور کے ہاتھ ایک بوری آٹا۔ ایک مذبوحہ بکری کچھ شہد اور گھی اور تین سو درہم مجھے بھیج دیئے اور کہلا بھیجا۔ کہ حبیب سے کہہ دینا۔ کہ ان کے مالک نے کہا ہے کہ اپنے کام میں ترقی کریں تاکہ مزدوری و اجرت میں ترقی و زیادتی ہو، بولے واقعی میرا آقا بڑا کریم ہے، یہ سب سامان اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ بھجوایا تھا۔

اس کے بعد آپ ہمہ تن مصروف عبادت ہو گئے حجابات اٹھتے اور مقامات کھلتے چلے گئے ولایت کے درجہ پر پہنچ کر مستجاب الدعوات ہو گئے ایک روز آپ اپنے صومعہ میں مصروف نماز تھے کہ خواجہ حسن بصری تشریف لے آئے اور خود بھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے، آپ عجمی تھے عربی الفاظ کا تلفظ صحیح نہ تھا۔ آپنے الحمد کو الدپڑھا خواجہ حسن بصری نے فرمایا حبیب تمہارے پیچھے نماز جائز نہیں، چنانچہ انہوں نے پھر علیحدہ ہو کر نماز ادا کی اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ دربار ایزدی قائم ہے عرض کیا بار الٰہا تیری رضا کس امر میں ہے، حکم ہوا حبیب کے پیچھے نماز پڑھنے میں جن کا تو نے صحت لفظی کا خیال کیا صحت نیت پر نظر نہ گئی تجھے کیا خبر کہ ہمیں اس کی زبان سے یہ لفظ کیسا پیارا معلوم ہوتا تھا حبیب عجمی کا رتبہ اور یہ منزلت کیوں نہ ہو آپ کے قلب میں محبت الٰہی کا ایک تنور گرم تھا، عشق کی آگ لگی ہوئی تھی۔ اور اللہ زبان نہیں دل اور نیت ہی دیکھتا ہے۔

Marfat.com

کرامات و خوارق عادات

ایک دفعہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل دونوں تشریف لائے کہ حبیب عجمی سامنے سے ظاہر ہوئے موخر الذکر نے فرمایا کہ آج ہم ان سے کچھ پوچھیں گے اول الذکر نے جواب دیا جانے بھی دیجئے یہ تو لوگ ہی عجیب الخلقت ہیں۔ آخر آپ کے تشریف لانے پر امام احمد بن حنبل نے پوچھا۔ کہ اس شخص کی نمازوں کے متعلق کیا کہیں گے جس کی پانچوں نمازوں میں سے ایک قضا ہو گئی اور اسے خیال نہیں رہا کہ وہ کون سی نماز ہے۔ فرمایا اسے خدا سے غفلت برتنے کے جرم میں انتہا کرنا چاہیے۔ اور کہنا چاہیے، کہ وہ پانچوں وقت کی نماز قضا ادا کرے امام احمد دنگ رہ گئے اور امام شافعی بولے میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ کہ ان سے کوئی سوال نہ کرنا چاہیے ان کے رتبے اور ہیں۔ اور آنکھیں اور۔

حجاج ظالم کسی امر پر حضرت خواجہ حسن بصری سے اظہار حق پر ناراض ہو گیا اس نے ان کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔ وہ حضرت حبیب کے عبادت خانے میں آکر روپوش ہو گئے، حجاج کے سپاہی پیچھے پیچھے آئے، ہر طرف دیکھا۔ مگر انہیں نظر ہی نہ آئے بولے حبیب حسن کہاں ہے آپ نے فرمایا کہ اندر ہے سپاہی اندر گئے لیکن کچھ نہ پایا اور آکر کہا کہ حبیب! حجاج تم سے جو سختی روا رکھتا ہے تم اسی کے مستحق ہو۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو عبادت خانے میں ہے اگر تمہیں نظر نہ آئے تو میرا کیا قصور ہے۔ سپاہیوں کے جانے کے بعد خواجہ نے کہا۔ کہ حبیب خوب حق استادی ادا کیا۔ کہ میرا پتہ بتا دیا۔ فرمایا میرے صحیح بولنے سے ہی نجات ملی ورنہ دونوں گرفتار ہو جاتے میں نے دعا کی تھی کہ خدایا میں نے حسن کو تیرے سپرد کیا ہے تو اس کی حفاظت کر۔ دیکھ لیجئے خدا نے کیسی حفاظت کی۔ کہ آپ سامنے بیٹھے رہے اور کسی کو نظر نہ آئے۔

ایک عورت نالاں و گریاں حاضر ہوئی اور کہا میرا بیٹا گم ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ چاندی ہو تو اسے اللہ کی راہ پر دے اس نے دو درہم خیرات کر دیئے فرمایا جا تیرا بیٹا گھر پر موجود ہے۔ گھر جا کر دیکھا تو بیٹے کو موجود پایا بیٹے نے کہا کہ میں بہت دور ویرانے میں تھا۔ مالک نے مجھے گوشت لینے بازار بھیجا۔ کہ یکایک ایک ہوا آئی جس نے اٹھا کر مجھے یہاں ڈال دیا میں نے ایک آواز سنی ضرور تھی۔ کہ اے ہوا اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دے بہت سے لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے جس دن آپ کو عرفات میں دیکھا تھا اس روز معلوم ہوا

Marfat.com

کہ آپ بصرے میں ہی تھے۔ ایک روز آپ اپنی پوستین چھوڑ کو وضو کیلئے چلے گئے واپسی میں دیکھا۔ کہ حضرت حسن بصری وہاں کھڑے ہیں۔ بولے تم یہاں پوستین کس کے بھروسہ پر چھوڑ کر چلے گئے تھے فرمایا اس کے بھروسہ پر جس نے آپ کو اس کی نگہبانی پر مامور کیا۔

ایک دفعہ بصرہ میں قحط پڑا۔ آپ برابر کھانا تقسیم کرتے رہتے تھے ایک تھیلی بھر سرہانے رکھ لی تھی۔ جب لوگ تقاضا کرنے آتے اور جنس کی قیمت طلب کرتے آپ اس میں سے نکال کرانہیں قیمت دے دیتے اور یہ بھری ہوئی نکلتی حالانکہ یہ بالکل خالی تھی۔

ایک روز خواجہ حسن بصریؒ آپ کے پاس آئے اس وقت آپ کے ہاں جو کی روٹی اور نمک کی چند کنکریں موجود تھیں وہی آپ کے سامنے رکھ دیں۔ اتنے میں فقیر نے جو صدادی آپ نے سامنے سے وہ روٹی اٹھا کر فقیر کے حوالے کر دی۔ خواجہ نے فرمایا حبیب تم بہت بزرگ ہو، لیکن تھوڑا سا علم بھی ہوتا تو بہتر تھا۔ کہ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ کھانا سامنے سے نہیں اٹھانا چاہیے۔ بلکہ ایک ٹکڑا دینا چاہیے آپ خاموش رہے اتنے میں ایک غلام خوان لئے حاضر ہوا۔ جس میں قورمہ، حلوہ، مرغن، روٹیاں اور پانچ سو درہم تھے آپ نے درہم اسی وقت تقسیم کر دیئے اور کھانا دونوں نے کھایا۔ بعد کو آپ نے فرمایا۔ حسن! علم کے ساتھ یقین کی بھی ضرورت ہے۔

بلندی مرتبت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری کو دیکھا۔ کہ وہ دجلہ کے کنارے کشتی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ فرمایا میں نے علم آپ سے پڑھا ہے مگر آپ بھی ذرا یقین سے کام لیجئے یہ کہا۔ اور قدم دریا پر رکھ کر چل دیئے۔ حضرت خواجہ بھی بہت بڑے بزرگ تھے یہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ اور لوگوں کے استفسار پر فرمایا۔ اگر کل قیامت کے روز آواز آئی۔ کہ پل صراط سے گذرو تو ہم اسی طرح عاجز رہ جائیں گے۔ تو کیا کرینگے۔ حبیب سے پوچھا تم نے یہ درجہ کہاں سے حاصل کیا، فرمایا۔ آپ کاغذ کو سفید کرتے ہیں۔ میں دل کو سفید کرتا ہوں، خواجہ بولے میرے علم سے دوسروں نے فائدہ اٹھایا ایک مرتبہ ایک قاتل کو دار پر لٹکا دیا گیا۔ اسی شب کو لوگوں نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ جنت میں مصروف خرام ہے پوچھا تجھے یہ مرتبہ کہاں سے مل گیا۔ جواب میں کہا۔ میرے پھانسی پر چڑھتے وقت حضرت حبیب نے مجھے گوشہ چشم سے دیکھ لیا تھا۔ اور ان کے قلب میں رحم کے جذبات پیدا ہوئے تھے یہ سب اسی کی برکت ہے۔ اللہ کا کرم ہے وہ اپنے دوستوں کو اتنا

Marfat.com

نوازتا ہے، کہ پھر کوئی حد باقی نہیں رہتی۔ جو اس کا ہو جاتا ہے اس کی ہر بات کو وہ بڑھاتا ہے۔

یہ حالت تھی کہ آپ عجمی تھے، عربی سے واقف نہ تھے۔ مگر جب آپ کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا، تو زار زار روتے۔ کسی نے پوچھا آپ تو عربی سے واقف نہیں فرمایا زبان واقعی عجمی ہے۔ مگر میرا دل تو عربی ہے مشغولیت کا یہ علم تھا۔ کہ آپ کے گھر میں ایک کنیز تیس سال تک مسلسل رہی۔ مگر آپ نے اس کے چہرے پر نظر نہیں ڈالی۔ ایک روز آپ نے اس سے کہا کہ اے عورت ذرا میری کنیز کو تو بلادے بولی حضور کنیز میں ہی تو ہوں۔ فرمایا کہ اس مدت میں حق تعالیٰ کے ساتھ اتنا مصروف رہا کہ تیرا چہرہ دیکھنے کا خیال ہی نہ آیا ساری زندگی فقر وریاضت اور عشق الٰہی میں گذاری۔

Marfat.com

صاحب اسرار و کمالات

حضرت بشر حافی

بسم اللہ کا احترام اور مے خواری

مے نوشی و توبہ

حضرت بشر حافی نہایت بزرگ اور صاحبدل تھے، مرو میں پیدا ہوئے تھے اور بغداد میں وطن اختیار کر لیا تھا، بہت مالدار تھے اور معاصی و شراب و کباب میں مصروف رہتے تھے، شراب پیتے تھے اور ہمہ وقت مخمور رہتے تھے ایک دفعہ مست ہوئے چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ پڑا ہوا نظر آیا اس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی، تڑپ گئے، فوراً اٹھایا چوما آنکھوں سے لگایا۔ اسی وقت عطر خرید کر اسے معطر کیا اور تعظیم سے ایک بلند جگہ پر رکھ دیا۔ اسی شب کو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ اللہ کی طرف سے اسے حکم دیا جا رہا ہے کہ بشر حافی سے جا کر کہہ دو کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی، ہم بھی اس کے صلہ میں تجھے پاک کر کے تیرا رتبہ بلند کرینگے آقا بہت کریم ہے کہ ادا پسند آگئی نواز دیا۔ اس کے گھر میں کیا کمی ہے بزرگ نے یہ سمجھ کر کہ بشر تو ایک فاسق و فاجر انسان ہے شاید غلط فہمی ہوئی ہو۔ اس کا ذکر نہ کیا جائے، مگر سوئے تو پھر بھی ہدایت ہوئی، متواتر تین روز تک خواب دیکھتے رہے حضرت کی شراب نوشی اور معصیت کاری اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ یقین آنا محال تھا۔ آخر چوتھے روز اُس بزرگ نے بشر کو بلایا معلوم ہوا کہ مے خانہ میں رندوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے مصروف ناؤنوش ہیں۔

پھر یہ بزرگ گھر پر گئے تو معلوم ہوا نشہ شراب میں مدہوش پڑے ہیں، بزرگ نے کچھ دیر انتظار کیا۔ اور پھر گھر والوں سے کہا۔ کہ بشر سے کہدو۔ کہ میں انہیں ایک پیغام

Marfat.com

پہنچانے آیا ہوں، بشر نے ملازم سے کہا۔ پوچھو کس کا پیغام ہے، بزرگ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں گھر پر ہی رندوں کی صحبت تھی حکم الٰہی تو ہو چکا تھا آپ یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے، بولے خدا جانے کیا پیغام ہے، عتاب نازل ہوا ہے یا عذاب ہونے والا ہے دوستوں سے کہا جایئے، ہمیشہ کے لئے رخصت، دروازہ پر جاکر پیغام جو سنا دل میں ایک آگ سی لگ گئی۔ کہ الٰہی مجھ رند پر معاصی پر یہ کرم ہے تو نیکوکاروں پر کیا کچھ نہ ہوگا یہ کہا اور بیہوش ہو گئے، اسی وقت توبہ کی۔

زہد واتقا اپنے ماموں کے مرید ہو گئے اور عبادات و مجاہدات شروع کر دیئے۔ مشاہدہ حق کے غلبہ اور ادب کی بنا پر جوتے پہننے بھی ترک کر دیئے تھے برہنہ پا رہتے تھے، فرماتے تھے۔ جس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے مصالحت کی تھی میں اس وقت ننگے پاؤں تھا۔ اب مجھے شرم آتی ہے کہ جوتا پہنوں۔ اور اللہ کی زمین کا ادب نہ کروں، بہت جلد آپ کے زہد و کمال کا شہرہ ہو گیا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو آپ کی ذات گرامی سے بہت عقیدت تھی وہ آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے تھے آپ کے شاگردوں نے ایک روز حضرت امام احمد بن حنبل سے کہا۔ آپ اتنے بڑے مجتہد و امام ہو کر ایک دیوانے کے پاس جاتے اور اپنا وقت ضائع کرتے ہیں یہ امر آپ کی شان کے منافی ہے، حضرت امام نے کہا بیشک میں صاحب علم ہوں مگر صاحب حال حضرت بشر ہی ہیں لکھا ہے کہ حضرت بشر حافی تعلیم یافتہ بزرگ تھے اور حدیث سے خوب واقف تھے ایک روز آپ کہیں باہر سے گھر آئے ایک قدم اندر تھا۔ اور ایک باہر اسی حالت میں صبح تک ساکن و متحیر کھڑے رہے۔

آپ نے ایک روز اپنی ہمشیرہ کے ہاں جانے کا ارادہ کیا، ہمشیرہ منتظر تھی آپ ایک جوش کے عالم میں گھر آئے اور زینہ پر چڑھ گئے چند سیڑھیاں طے کرنے پائے تھے کہ ایک ساتھ ٹھہر گئے اور صبح تک وہیں مبتلائے حیرت کھڑے رہے، بہن نے پوچھا کیا حال تھا۔ فرمایا زینہ پر چڑھتے وقت مجھے یکایک خیال آیا۔ کہ بغداد میں اور بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا نام بشر ہے۔ ان میں یہودی، مجوسی اور عیسائی بھی ہیں میرا نام بھی بشر ہے۔ آخر مجھ میں کیا بات تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام اور دولت عرفان سے نوازا۔ اور ان دوسروں نے کیا قصور کیا تھا۔ جو وہ اس نعمت سے محروم رہے نہ مجھ میں کوئی خاص خوبی ہے اور نہ ان میں کوئی خاص عیب اس کشمکش و پیچ میں حیران کھڑا رہ گیا آپ کا جذبہ بہت بڑھا ہوا تھا۔

Marfat.com

کرامات و تعلیمات ایک روز آپ حضرت معروف کرخی سے ملنے تشریف لے گئے راستہ میں دریائے دجلہ حائل تھا۔ آپ سطح آب پر اس طرح چلے جس طرح کوئی خشکی پر چلتا ہے۔ صبح تک حضرت سے باتیں کرتے رہے اور پھر واپس چلے آئے۔

فرمایا فقیر تین قسم کے ہوتے ہیں اول وہ جو کسی حالت میں کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے اور کوئی دے بھی دے تو لیتے نہیں اور لوگوں سے بھاگتے ہیں اور جو کچھ خدا سے طلب کرتے ہیں فوراً ملتا ہے۔ اگر یہ روحانی جماعت خدا کو کسی امر کے لئے کہے تو فوراً پورا کر دیتا ہے۔ دوسرے وہ جو کسی سے خود کوئی سوال نہیں کرتے مگر انہیں کوئی کچھ دیتا ہے تو اسے قبول کر لیتے ہیں۔ یہ اوسط درجہ کے فقرا ہیں انہیں اللہ پر پورا بھروسہ ہے اور اسی کے توکل پر قائم ہیں۔ تیسرے وہ جو صبر کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں اور ان سے جس حد تک ہوتا ہے اپنے اوقات کی حفاظت کرتے ہیں اور خواہشات نفسانی کو ترک کر دیتے ہیں۔

ایک شخص نے عرض کی میں نے دو ہزار درہم حلال ذرائع سے جمع کئے ہیں اور حج کو جانا چاہتا ہوں فرمایا تیرا مقصد حج نہیں محض سیر ہے اگر تجھے خدا کی رضا درکار ہے تو اس روپے سے کسی غریب کی امداد کر، یا کسی عیالدار کو دیدے کہ وہ اپنے بال بچوں کو اس سے پرورش کرے کیونکہ اس طرح تجھے جو خوشی حاصل ہوگی اور ان لینے والوں کو جو مسرت ہوگی وہ سوحج سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اس نصیحت میں کتنی بصیرتیں پوشیدہ ہیں۔ یہ دل بدست آور کہ حج اکبر است کی زندہ تفسیر ہے۔ وہ بولا میرے دل میں حج کی خواہش بہت زیادہ ہے فرمایا اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ تو نے اس مال کو وجہ حلال سے پیدا نہیں کیا اور جب تک تو اسے حرام میں نہ خرچ کر لے گا صبر نہ پائے گا۔ آپ نے فرمایا مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ نے نصیحت کی ہے کہ امیروں کے لئے درویشوں سے شفقت کرنا بہتر ہے اور درویشوں کا تونگروں سے روپے کے معاملہ میں تکبر کرنا اس سے بھی اچھا ہے، دنیا میں عزیز بن کر رہنے کی تین صورتیں ہیں ایک تو مخلوق سے کوئی حاجت نہ رکھے، دوسرے کسی کو برا نہ کہے، تیسرے کسی کے ساتھ مہمان نہ جائے۔

فرمایا۔ اگر تجھ میں اللہ کی عبادت کی طاقت نہیں تو اس کا گناہ بھی نہ کر تجھے کسی شے پر غرور ہو تو خاموش رہ اور اگر خاموشی پر غرور ہو تو ضرور بات کر۔ شہرت کی تمنا ہے تو سمجھ

Marfat.com

لے تجھے دنیا کی محبت ہے، تنگدستی میں سخاوت جس سے ڈر ہو اس سے بات کرنا۔ اور خلوت میں پرہیزگاری یہ تین کام سخت مشکل ہیں۔ تقوی یہ ہے کہ تمام شبہات سے بچو اور ہر لمحہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔ فرمایا سیاحت کرو کہ رواں پانی صاف رہتا ہے اور ٹھہرا ہوا پانی متغیر ہو جاتا ہے۔

بزرگی و مرتبہ حضرت خضر آپ سے ملاقات کے لئے آتے رہتے تھے۔ مستند حقیقت ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے کسی چارپائے نے آپ کی حرمت کی وجہ سے سرِ راہ لید نہ کی۔ کیونکہ آپ برہنہ پا پھرا کرتے تھے ایک دن ایک بزرگ نے راستہ میں لید دیکھی بول اٹھے کہ شاید آج بشر حافی کا انتقال ہو گیا۔ بعد وفات کے لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھ پر عتاب کیا اور کہا تو دنیا میں مجھ سے اس قدر ڈرتا کیوں تھا۔ کیا تجھے خبر نہ تھی کہ کرم بھی میری صفت ہے، پھر بخش دیا اور فرمایا۔ کہ تم مجھے اگر آگ میں بھی سجدہ کرتے تو بھی اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے تھے کہ میں نے لوگوں کے قلوب میں تیری عزت پیدا کی آپ کی بہن نے ایک روز امام بن حنبل سے آ کر پوچھا۔ کہ میں نے خلیفہ کی مشعل کی روشنی میں سوت کات لیا ہے کیا وہ جائز ہے، فرمایا تم بشر حافی کی بہن ہو؟ اثبات میں جواب پا کر زار زار روئے اور فرمایا تمہارے لئے جائز نہیں، یہ تقوی بشر کے گھر والوں کے لئے ہی ہے۔ آپ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ جو اللہ کے نام کی عزت کرتا ہے اور اس کا ہو جاتا ہے وہ بھی اسے نوازتا ہے اور اتنا نوازتا ہے کہ اس کا بھی متحمل نہیں ہوتا کہ بندہ صرف اسی سے ہر وقت لرزتا رہے۔

Marfat.com

صاحبِ تجرید و توکل

حضرت مالک دینار

ایک رات کی مخلصانہ عبادت کا پھل

ریاکارانہ نمازیں اور توبہ

حضرت مالک دینار بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ ابتداء میں بڑے دولتمند اور وجیہہ و شکیل تھے آپ کی آرزو تھی کہ جامع مسجد دمشق کی تولیت حاصل ہو جائے کیونکہ یہ شاہی مسجد تھی اور اس کے ساتھ بڑی جائداد وقف تھی اور اس کا متولی بڑے اعزاز و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی مقصد کے لئے حرص عہدہ میں آپ اس مسجد میں جاکر معتکف ہو گئے اور پورے ایک سال تک برابر مصروف عبادت رہے کہ لوگ آپ کو ہر وقت نماز میں مشغول پاکر خلیفہ سے آپ کے تقدس کا ذکر کریں اور آپ کو تولیت کا اعزاز حاصل ہو جائے ایک روز آپ نے دل میں کہا۔ میں ایک سال سے منافقانہ عبادت کر رہا ہوں اور یہ بہت شرمناک حرکت ہے کیوں نہ میں مخلصانہ عبادت کروں۔ دوسرے روز آپ نے خود بخود توبہ کرلی اس روز آپ نے مخلصانہ عبادت کی۔ جب کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ ضرور اسے نوازتا ہے، چنانچہ دوسرے روز لوگوں نے ایک متولی کی ضرورت محسوس کی اور آپ کے پاس آئے کہ آپ اس مسجد کی تولیت قبول کرلیں۔ آپ نے دل میں کہا بار الٰہا میں ایک رات تیری طرف دل سے متوجہ ہوا تو نے اکٹھے بیس آدمی میرے پاس بھیج دیئے، اب میں بھی تیرا ہی ہو کر رہوں گا۔ چنانچہ آپ مسجد سے اسی وقت اٹھ کر چلے آئے اور تولیت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

دل کی دنیا بدل چکی تھی آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ عبادت میں مصروف ہو گئے دن

Marfat.com

کو روزے رکھتے تھے، رات کو نماز میں مصروف رہتے کئی سال تک یہ دستور رہا کہ آپ نان بائی کی دکان پر جاکر صرف ایک روٹی خرید لیتے اور اس سے روزہ افطار کرتے آپ کا نفس برابر گوشت کی آرزو کرتا رہا۔ لیکن بیس سال تک آپ نے گوشت کو ہاتھ نہ لگایا چالیس سال بصرے میں رہے لیکن خرمے کو ہاتھ نہ لگایا زہدو اتقا میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

ارشادات و تعلیمات

جب آپ ایاك نعبد و ایاك نستعین پڑھتے تو زار زار روتے اور فرماتے کہ اگر یہ آیت قرآن شریف میں نازل نہ ہوتی۔ تو میں اسے کبھی نہ پڑھا کرتا کیونکہ کہتے تو ہیں کہ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" اور پوجتے نفس کو ہیں۔ کہتے تو ہیں کہ ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور لوگوں کے دروازے پر جاتے ہیں اور ان کا شکریہ و شکایت کرتے ہیں افسوس نعمت تو خدا کی کھاتے ہیں اور فرمانبرداری شیطان کی کرتے ہیں، فرمایا اس دنیا سے بچو کہ اس نے علما تک کے دل مسخر کر لئے ہیں میرے نزدیک سب سے بہتر عمل اخلاص ہے۔

فرمایا ایک روز ایک قریب الموت شخص کی عیادت کو گیا۔ میں نے بار بار کلمہ شہادت پڑھنے کو کہا مگر زبان سے نہ نکلتا تھا۔ بولا یا شیخ ایک پہاڑ ہے جو کلمہ کا قصد کرتے ہی میری طرف بڑھتا ہے، پوچھا تیرا پیشہ کیا تھا؟ بولا فروخت مال میں دھوکے سے کام لیتا۔ کم دیتا اور کم تولتا تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے امت محمدی کو دو ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی کو بھی اس سے پیشتر نہ ملی تھیں۔ فاذکرونی اذکرکم دوسری ادعونی استجب لکم (یعنی تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور جب تم دعا مانگو گے قبول کروں گا۔) فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو عالم دنیا کو دوست رکھتا ہے۔ سب سے کم پاداش جو اسے ملتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے دل سے ذکر و مناجات کی حلاوت فنا کر دیتا ہوں ایک شخص نے آپ سے نصیحت کی استدعا کی۔ فرمایا کارساز حقیقی کی کارسازی پر راضی رہ۔ تاکہ تجھے نجات حاصل ہو۔ آپ کا مناظرہ ایک دہریہ کے ساتھ ہوا اور قرار یہ پایا کہ دونوں کے ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا جائے جسے آگ جلا دے وہی کاذب ہے، دونوں بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈال دیئے گئے مگر سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آگ خود بخود ٹھنڈی ہو گئی اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ جلا، لوگوں نے فیصلہ کر دیا کہ دونوں حق پر ہیں۔ مگر آپ بہت پریشان ہوئے اور اسی وقت سجدہ میں گر کر دعا مانگی۔ کہ الٰہی ستر سال سے تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔

Marfat.com

لیکن آج معلوم ہوا کہ میں اب دہریہ کے برابر ہوا ہوں۔ مگر اللہ کی اللہ ہی جانتا ہے۔ ہاتف غیبی نے ندا دی کہ مالک یہ صرف تیرے ہی ہاتھ کی برکت تھی کہ دہریہ کا ہاتھ آگ میں جلنے سے محفوظ رہا۔ اگر وہ تنہا ہاتھ آگ میں ڈالتا۔ تو ضرور آگ جلاتی۔

مراتب و کرامت

آپ کے پڑوس میں ایک شخص رہتا جو نہایت ظالم و سخت گیر اور با اقتدار تھا۔ آپ کو بھی اس سے سخت تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر آپ صبر سے کام لیتے تھے۔ اور کبھی کسی سے کچھ نہ کہتے تھے ایک روز چند افراد نے آپ سے آکر کہا۔ کہ یہ شخص ہمیں بہت تنگ کرتا ہے آپ اس کو سمجھانے گئے تو اس نے کہا۔ کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بادشاہ کا خاص آدمی ہوں۔ کسی کی مجال نہیں جو مجھے کچھ کہہ سکے، فرمایا تو میں بادشاہ ہی سے شکایت کروں گا۔ بولا کر دیجئے مگر بادشاہ نہ سنے گا فرمایا تو رحمٰن و کریم سے تو شکایت کی جا سکتی ہے بولا جناب وہ بہت مہربان اور رحمدل ہے وہ مجھے ہرگز اپنی گرفت میں نہ لے گا مجبور ہو کر آپ واپس چلے آئے۔ مگر اس کے مظالم حد سے زیادہ متجاوز ہو گئے اور کچھ لوگ پھر اس کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئے۔ اس مرتبہ آپ نے سخت تنبیہ کرنے کا عہد کر لیا۔ اور اسی عزم و ارادہ سے آپ روانہ ہوئے۔ لیکن آپ کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی جب آپ نے ایک غیبی آواز سنی کہ دیکھو مالک وہ ہمارا دوست ہے اس سے کچھ نہ کہنا۔ آپ اس کے پاس پہنچے تو بولا اچھا اب آپ پھر دوبارہ میرے پاس آئے ہیں۔

فرمایا آیا تو ہوں۔ مگر اس دفعہ آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں تجھے ایک نئے معاملہ سے آگاہ کروں اس کے بعد آپ نے آواز کے متعلق کیفیت بیان کی۔ بولا اچھا یہ بات ہے اور وہ مجھے دوست کہتا ہے۔ تو میں بھی دوست کی راہ میں سب کچھ نثار کئے دیتا ہوں یہ کہا اور سب کچھ لٹا کر جنگل کو نعرے مارتا ہوا نکل گیا۔ ایک عرصہ کے بعد آپ نے اسے مکہ معظمہ میں دیکھا۔ آخری وقت تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس نے مجھے دوست بنایا تھا۔ میں بھی دوست کی راہ میں نکلا اور اس کی رضا و طاعت میں زندگی ختم کر دی یہ کہا اور دم توڑ دیا۔

ایک دفعہ آپ کشتی میں سوار ہو گئے، بوسیدہ لباس پہنے ہوئے تھے ملاحوں نے آپ سے کشتی کا کرایہ طلب کیا۔ فرمایا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے آپ کو اس شدت سے مارا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے تھے اور جب ہوش آتا تھا۔ تو پھر مارتے تھے۔ آخر بولے کرایہ دے ورنہ ہم ابھی دریا میں پھینکے دیتے ہیں۔ اتنے میں بہت سی مچھلیاں دینار منہ

Marfat.com

میں لئے ہوئے ظاہر ہوئیں آپ نے ان سے ایک دینار لے کر انہیں دے دیا۔ وہ یہ کرامت دیکھ کر پاؤں پر گر پڑے۔ آپ اسی وقت دریا میں کود ے اور پانی پر چل کر نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ اسی وجہ سے آپ مالک دینار مشہور ہو گئے۔

بصرے میں ایک ماہ پیکر امیر زادی نے آپ سے نکاح کی خواہش کی، فرمایا۔ میں تو دنیا کو طلاق دے چکا ہوں کسی اور کو ڈھونڈ۔

انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہیے وہاں آپ پر کیا گذری۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے گناہوں کے باوجود اس حسن ظن کے باعث جو مجھے اس کے ساتھ تھا بخش دیا۔

بڑے جلیل القدر بزرگ گذرے ہیں۔ نہایت آزاد زندگی بسر کی، حضرت حسن بصری کے ہم صحبت تھے۔ اور ریاضات و کرامات میں بہت شہرت رکھتے تھے۔

Marfat.com

مقتداء السالکین، سلطان العارفین

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

ماں کی خدمت نے اوتاد بنادیا

حضرت امام جعفر کی خدمت

حضرت بایزید بسطامی نہایت بزرگ اور اکابر مشائخ میں سے گذرے ہیں اور مادر زاد ولی تھے۔ بطن مادر سے ہی ظہور کرامات شروع ہو گیا تھا۔ کبھی اتفاق سے آپ کی والدہ کے منہ میں کوئی مشتبہ لقمہ چلا جاتا تھا تو اسی وقت ان کے شکم مبارک میں درد شروع ہو جاتا۔ اور آپ اندر ہی اندر تڑپنے لگتے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو پورے ناز و نعم کے ساتھ پرورش کر رہی تھیں کہ گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ تھا جب آپ نے ہوش سنبھالا تو ماں نے شوہر سے کہا۔ کہ اب بچہ کو تعلیم دینی چاہیے آپ کے باپ بھی بہت بزرگ تھے انہوں نے ابتدائی تعلیم دینی شروع کر دی چونکہ وہ بہت عدیم الفرصت تھے اس لئے شفیق ماں نے آپ کو مدرسہ میں بٹھادیا۔ آپ قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ سورہ لقمان کی اس آیت پر پہنچے ان اشکرلی و لِوَالِدیك. میرا بھی شکریہ ادا کرو۔ اور اپنے والدین کا بھی استاد سے اس آیت کے معنی دریافت کر کے نہایت متاثر ہوئے۔ استاد سے گھر جانے کی اجازت مانگی اور گھر آکر ماں سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ میرا بھی شکر ادا کرو اور والدین کا بھی۔ تو میں آپ سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ تنہا مجھ سے دو گھروں کا انتظام تو ہو نہیں سکتا۔ مجھ پر اس آیت نے اثر بہت کیا ہے اب یا تو تم اپنے ہی لئے مجھے خدا سے مانگ لو کہ تمہاری خدمت کے لئے وقف رہوں یا پھر مجھے خدا کے سپرد کر دو کہ اسی کا ہو رہوں۔ والدہ بھی بزرگ تھیں بولیں جا میں نے تجھے اپنا حق بخش دیا۔ اب اللہ ہی کا کام کر۔

Marfat.com

یہ سنتے ہی آپ بسطام سے نکل کھڑے ہوئے اور پھرتے پھراتے شام پہنچے وہاں کے جنگلوں میں مجاہدات شروع کر دیئے اور پورے تیس سال اس مجاہدہ و ریاضت میں صرف کر دیئے رات تک عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے زندگی میں ۱۱۳ اولیائے کاملین سے فیض حاصل کیا۔ جب آپ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوری محبت کے ساتھ انہیں اپنے پاس رہنے کی اجازت دی ایک روز حضرت امام نے فرمایا ذرا طاق سے کتاب تو اٹھا لاؤ، بولے کون سے طاق سے؟ فرمایا اتنے دن یہاں رہتے ہوئے ہو گئے طاق کا پتہ نہیں؟ آپ نے عرض کیا مجھے طاق سے کیا کام میں آپ کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں نہ کہ نظارہ و تماشہ کرنے۔ حضرت امام بولے یہ حالت ہے تو بسطام چلے جاؤ کہ تمہارا کام پورا ہو چکا۔

آپ گھر پر جو واپس پہنچے تو آپ نے سنا کہ ماں وضو کر رہی ہیں اور بیٹے کو دعا دے رہی ہیں۔ آپ پر یہ سن کر رقت طاری ہو گئی آپ کے دروازہ کھٹکھٹانے پر والدہ نے دروازہ کھولا اور دیکھتے ہی گلے لگا کر رونے لگیں اور فرمایا بیٹا تیری مفارقت میں تو میری بینائی بھی جواب دے رہی ہے۔

خود ہی فرماتے ہیں۔ کہ جس امر کو میں نے اپنے نزدیک موخر سمجھا تھا۔ آخر الامر وہی مقدم نکلا۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ مقدم مجاہدات و ریاضات ہیں۔ لیکن جو بات میں ان میں حاصل نہ کر سکا وہ میں نے ماں کی رضامندی و خدمت میں حاصل کر لی۔ ایک دفعہ شب کے وقت والدہ کو پیاس لگی۔ پانی مانگا۔ اتفاق سے اس وقت نہ صراحی میں پانی ملا۔ نہ گھڑوں میں دوڑ کر نہر پر پہنچا۔ اور وہاں سے کوزہ میں پانی لایا۔ اسی دوران میں والدہ سو گئی تھیں۔ گو سردی شدت کے ساتھ پڑ رہی تھی مگر میں نے بہ نظر ادب نہ جگایا اور ہاتھ پر پیالہ رکھے ساری رات سرہانے کھڑا رہا حتیٰ کہ سردی کے باعث وہ پیالہ میرے ہاتھ پر جم گیا رات کے پچھلے پہر والدہ بیدار ہوئیں اور پریشان ہو کر فرمایا۔ بایزید تو نے مجھے بیدار کیوں نہ کر لیا پانی رکھ کیوں نہ دیا۔ عرض کی آپ کی تکلیف سے ایسا نہیں کیا۔ پھر ایک اور دفعہ والدہ نے کہا بیٹا آدھا دروازہ کھول دو، دروازہ کے قریب پہنچ کر خیال ہوا۔ کہ دروازہ نصف دائیں طرف سے کھولنا چاہیے یا بائیں طرف سے ایسا نہ ہو کہ ان کے حکم و منشا کے خلاف کوئی امر وقوع میں آ جائے اسی شش و پنج میں صبح تک متحیر کھڑا رہا۔ والدہ نے جو دیکھا تو میرے لئے دعا کی اور جو چیز مجھے

Marfat.com

ریاضت و مجاہدہ سے نہ ملی تھی وہ والدہ کی اطاعت سے حاصل ہو گئی مسلمان ذرا اس جذبہ اطاعت مادر کو آنکھیں کھول کر پڑھیں اور درس بصیرت حاصل کریں۔

مجاہدات و عبادات فرماتے ہیں مسلسل بارہ سال تک میں نفس کو مجاہدہ کی آگ میں جلاتا رہا۔ اور اس مدت میں ہر قسم کی محنت و عبادت کی۔ آپ نے حج کو جانے کا ارادہ کیا۔ مگر چند منزل گئے ہونگے کہ راہ میں ایک شمشیر بدست ملا۔ بولا۔ ابھی واپس جاورنہ تیرا سر یہیں قلم کردوں گا۔ خدا کو تو بسطام چھوڑ آیا۔ اور بیت اللہ جارہا ہے، آپ زیادہ تر سر بزانو رہتے اور جب کبھی سر اٹھاتے آہ کرتے ہر وقت آپ پر ایک جذبہ طاری رہتا "فنافی اللہ" کا درجہ تھا۔ ایک مرتبہ مراقب بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ زبان سے بیساختہ نکلا "سبحان ما اعظم شانی" اس وقت آپ پر جذب غالب تھا کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی، سکون کے بعد مریدوں اور خادموں نے جو اس حالت سے آپ کو مطلع کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

اب سنو تو ضرور قتل کر ڈالنا ہرگز تامل نہ کرنا آخر کار پھر آپ پر وہی حالت طاری ہوئی خدام و مرید ہدایت و حکم کے مطابق چھریاں لئے ہوئے جسم مبارک کو پارہ پارہ کر دینے کے لئے بڑھے۔ مگر کیا دیکھتے ہیں کہ نہ صرف آپ کا خلوت کدہ بلکہ تمام مکان بایزید ہی بایزید نظر آتے ہیں۔ چھریاں مارتے ہیں تو پار ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اللہ کو منظور نہ تھا۔ کہ اس کا دوست یوں قتل ہو جائے اس لئے تمام مکان ایک آئینہ خانہ بن گیا اور یہ کرامت ظہور میں آئی۔

چالیس سال تک آپ نے اپنی پشت دیوار سے نہیں لگائی۔ اتنی ہی مدت آپ دنیاوی نہیں غیبی غذا پر بسر کرتے رہے جب خدا کو یاد کرتے تو یہ حالت ہوتی کہ قارورے میں خون ہی خون ہوتا۔ ذات الٰہی کی پہنائیوں میں اس درجہ غرق ہو گئے اور فنائیت کے اس مرتبہ پر پہنچ گئے تھے۔ جہاں پہنچ کر انسان کچھ نہیں رہتا، ہر طرف ایک ہی ایک نظر آتا ہے، پہلی مرتبہ حج کو گئے تھے، تو کعبہ شریف دیکھا۔ اور دوبارہ حج کو گئے۔ تو کعبہ کو نہیں رب کعبہ کو دیکھا تیسری مرتبہ جو گئے تو انتہائی منازل طے کر رہے تھے نہ کعبہ نظر آیا نہ کعبہ والا دریائے حقیقت میں بالکل گم ہو چکے تھے، ہر طرف حق ہی حق تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔ کسی نے دروازے پر آکر آواز دی۔ پوچھا کس کی تلاش ہے؟ بولا بایزید کی فرمایا مجھے تو تیس برس بایزید کو تلاش کرتے گذر گئے۔ لیکن نہ ملا۔ تجھے کیا ملے گا یہ تھی محویت اور آپ کی شان فنائیت۔

Marfat.com

یہ استغراق تو ملاحظہ فرمایئے ایک مرید بیس سال تک خدمت کرتا رہا جب بلاتے اس کا نام پوچھتے حضرت ذوالنون مصری سے کسی نے آپ کے استغراق و فنا کی کیفیت بیان کی۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں بخشے کو وہ فقرا کی اس جماعت میں سے تھے۔ جو ذات احدیت کی پہنائیوں اور وسعتوں میں بالکل گم اور غرق ہو کر رہ گئی تھی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام بلند پر فائز کر دیا ہے کہ جہاں میں نے تمام مخلوق کو دو انگلیوں کے درمیان سے دیکھا۔ کسی نے پوچھا آپ رات کو نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا مجھے فرصت ہی کہاں ہے میں تو ملکوت کے گرد گھومتا پھرتا ہوں اور جہاں بھی وہ نظر آتے ہیں ہاتھ پکڑ لیتا ہوں۔

ایک دفعہ فرمایا کہ میں دنیا کو تین طلاق دے کر یگانہ کا یگانہ بن گیا دربار میں جا کھڑا ہوا اور کہلبار الہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں اور جب تو میرا ہے تو سب کچھ میرا ہے لوگوں نے پوچھا۔ آپ کی عمر کتنی ہے فرمایا "چار برس" دریافت کیا کیونکر فرمایا ستر برس تو دنیا کی تلاش میں گذر گئے صرف چار برس ہوئے کہ اسے اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ معرض بیان میں نہیں آسکتا جو زمانہ حجابات کی نذر ہو گیا وہ عمر میں شمار نہیں ہو سکتا انتہا یہ تھی کہ کسی نے آپ سے پوچھا عرش کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں پوچھا لوح و قلم کیا ہیں؟ فرمایا وہ بھی میں ہوں۔ اس نے چڑ کر پوچھا۔ اللہ کے بہت سے برگزیدہ بندے ہوئے ہیں۔ انبیاء وغیرہ۔ فرمایا سب میں ہی ہوں وہ دم بخود ہو گیا۔

پھر فرمایا ذات احدیت میں جو فنا ہو جائے اور خودی درمیاں سے اٹھ جائے تو حق ہی حق رہ جاتا ہے اور وہ سب کچھ خود ہی کو سمجھنے لگتا ہے۔ فرمایا میں انتہائی پرواز ترقی کے بعد اولیاء اللہ کے درجہ انتہا کو پہنچ گیا۔ پھر غور جو کیا تو خود کو انبیاء کے درجہ کی ابتدا پر بھی نہ دیکھا، پھر میں اتنا چلا کہ کوئی نہ چلا ہو گا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام طے کیا۔ تو اپنا سر انبیاء کے قدموں پر پایا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ اولیاء اللہ کے درجہ کا آغاز ہے اور ان کے عروج و ترقی کی کوئی انتہا نہیں۔ انتہا یہ تھی کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو معراج روحانی بھی حاصل ہوئی۔ سب کچھ دیکھا اللہ ہی جانتا ہے کہ آپ ذات احدیت کی وسعتوں میں کہاں تک پہنچ گئے ہم خاک نشین تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ آپ منتہائے کمال پر پہنچ چکے تھے۔

ارشادات عرفانی

جب آپ مدینہ منورہ سے واپس گئے تو اپنی والدہ کی خدمت و زیارت کا خیال آیا۔ اور وطن بسطام کی طرف روانہ ہو گئے لوگوں نے

Marfat.com

جو یہ سنا جوق در جوق آپ کے استقبال کے لئے نکل کھڑے ہو گئے آپ نے یہ خیال کر کے کہ ان کی مدارت بھی مجھے اللہ کی طرف سے غافل کر دے گی آپ نے ایک روٹی خرید کر کھانی شروع کر دی۔ حالانکہ رمضان کا مہینہ تھا، تیر نشانہ پر پڑا یہ دیکھ کر سب کے سب آپ سے منحرف ہو گئے۔ اس وقت آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ تم نے دیکھا شریعت کی اہمیت کس قدر ہے صرف ایک رکن شریعت کے ترک پر خلق نے مسترد کر دیا۔

حضرت ابو تراب کا ایک صاحب حال اور گرم رو مرید تھا۔ حضرت اس سے اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ تجھے بایزید سے ضرور ملنا چاہیے اور انہیں دیکھنا چاہیے ایک روز اس نے عرض کیا۔ کہ جو شخص بایزید کے خدا کو ہر روز سو بار دیکھے وہ بایزید کو دیکھ کر کیا کرے گا۔ فرمایا اب تو اپنی حالت کے مطابق دیکھتا ہے مگر اس کے سامنے تو ان کی حالت کے مطابق دیکھے گا۔ آنکھوں آنکھوں میں فرق ہو تا ہے، آخر پیر و مرید دونوں بسطام روانہ ہو گئے آپ پانی لینے گئے ہوئے تھے، گھر سے یہ اس طرف چلے آرہے ہیں۔ جونہی آپ کی نظر اس مرید پر پڑی تھر تھر کانپنے لگا۔ گرا اور روح پرواز کر گئی۔ حضرت ابو تراب نے کہا یا شیخ ایک ہی نظر میں خاتمہ کر دیا۔ فرمایا اس کی فطرت میں غیر معمولی چیز پیدا ہو گئی تھی۔ نظر پڑتے ہی مجھے کشف ہوا اس میں برداشت کی طاقت نہ تھی مر گیا۔

بسطام کے ہی بزرگوں میں سے ایک بزرگ حاضر باش تھے ایک روز بولے کہ تیس سال سے دن کو روزے رکھتا ہوں اور رات کو نماز پڑھتا ہوں۔ لیکن ہنوز میرے باطن میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوا۔ فرمایا تیس برس کیا۔ تین سو برس بھی کرے تو بھی تجھے کچھ حاصل نہ ہو گا کیونکہ تیری ترقی کے درمیان تیرا نفس حجاب اکبر بنا ہوا ہے اس کا علاج پوچھنے پر فرمایا بتائے دیتا ہوں۔ مگر شاید تو اسے قبول نہ کرے گا فرمایا گدڑی پہن اور اخروٹوں کی ٹوکری لے کر ان لوگوں کے درمیان بیٹھ جا جو تجھے جانتے ہوں، پھر لڑکوں کو جمع کر کے کہہ جو مجھے ایک تھپڑ لگائے گا اسے ایک اخروٹ ملے گا، تمام شہر میں اسی طرح گشت لگا جہاں تیری واقفیت سب سے زیادہ ہو۔ وہیں بیٹھ جا، یہی تیرا علاج ہے اس نے یہ سن کر کہا سبحان اللہ لا الہ الا اللہ۔ فرمایا اگر کافر کلمہ پڑھے تو مسلمان ہو جائیگا۔ مگر تو اسے پڑھ کر مشرک ہو گیا۔ کیونکہ اس وقت تو نے کلمہ اللہ کی تعظیم کے لئے نہیں اپنی تعظیم کے لئے پڑھا، بولا یہ تو ضرور مجھ سے نہ ہو سکے گا کوئی اور علاج بتائیے فرمایا اس کے سوا تیرا کوئی علاج نہیں اور میں تو پہلے ہی

Marfat.com

کہہ چکا تھا کہ یہ تو نہ کرے گا۔

لوگوں نے ایک گبر سے کہا۔ کہ مسلمان ہو جاؤ۔ بولا اگر اسلام وہ ہے جو بایزید پیش کر رہے ہیں تو میرے اندر اس کی طاقت نہیں، اور اگر وہ ہے جو تم میرے اور دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہو تو یہ میرے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔

ایک شخص آپ کی عظمت کا منکر تھا ایک روز آپ سے کہا کہ آپ جو کرتے ہیں۔ وہ میں بھی کرتا ہوں مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہتا ہوں۔ لیکن آپ تو باتیں کچھ ایسی کرتے ہیں جو میری فہم سے بالاتر ہیں آپ نے اس پر نظر ڈالی تو پاجامہ نجاست آلود ہو گیا۔ اور دو تین روز بے ہوش رہا۔ جب دوبارہ غسل کر کے خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا۔ اب تو تیری سمجھ میں آگیا کہ ہاتھیوں کا بھار گدھوں پر نہیں لادا جا سکتا۔

ایک شخص کو دیکھا۔ کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے فرمایا اگر نماز کو خدا رسی کا ذریعہ خیال کرتا ہے۔ تو یہ غرور اور غلط ہے۔ اگر تو نماز پڑھے گا تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر اس پر ذرہ بھر بھی اعتماد کرے گا۔ تو مشرک ہو جائے گا۔ کتنی پاکیزہ بات کہی ہے۔ بھروسہ صرف فضل ایزدی پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام صاحب نے پوچھا کہ نہ تو آپ کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ کچھ کام کرتے ہیں۔ پھر آپ کی گذر کس طرح ہوتی ہے۔ فرمایا صبر کر پہلے میں نماز دوبارہ پڑھ لوں، پھر جواب دوں گا۔ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رزق دینے والے کو نہ جانتا ہو۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک مرید کو کانپتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ بولا میں واقف اسرار ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ تیس برس تک راہ حق میں گامزن رہ اور اپنی ڈارھی سے مزاروں کی خاک صاف کر، اور اندوہ و غم اٹھا۔ تو تو سمجھے گا۔ کہ مردوں کی حقیقت کیا ہے تو ایک ہی روز میں واقف اسرار ہونے کی سعی کرتا ہے۔

کرامات و خوارق عادات

ایک مرتبہ رومیوں سے مسلم لشکر مصروف جنگ تھا اور قریب تھا۔ کہ اسے شکست ہو جائے اتنے میں آواز آئی بایزید مدد کر۔ اسی وقت خراسان کی جانب سے ایک آتش پیدا ہوئی۔ کفار میں ایک دہشت پیدا ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

ایک روز حضرت ابو تراب اور شفیق بلخی دونوں حاضر ہوئے آپ کھانا کھانے لگے ابو تراب نے مرید سے کہا تم بھی کھالو۔ بولا میرا تو روزہ ہے ابو تراب نے کہا کھالے اور ایک مہینہ کا ثواب حاصل کر لے بولا نہیں میں روزہ نہیں توڑ سکتا۔ شفیق بلخی نے کہا کھول دے اور ایک سال کا ثواب حاصل کر لے وہ پھر بھی راضی نہ ہوا۔ آخر آپ کے منہ سے نکل گیا۔ کہ جانے دو یہ راندہ درگاہ ہے، چنانچہ کچھ روز بعد گرفتار ہوا اور چوری کے الزام میں ہاتھ کٹ گیا۔

ایک دن ایک منکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ کہ فلاں مسئلہ کا انکشاف مجھ پر کر دیجئے فرمایا تم فلاں پہاڑ کے غار میں پہنچ کر ہمارے دوست سے اس مسئلہ کا حل کروالو غار میں جاکر دیکھا تو ایک خوفناک اژدہا نظر آیا جسے دیکھ کر اس کا پاخانہ خطا ہو گیا اور ننگے پاؤں وہاں سے بھاگا۔ اور آکر پاؤں پر گر پڑا فرمایا ایک مخلوق کی ہیبت سے تمہارا یہ حال ہو گیا خالق کی ہیبت کیونکر برداشت کرو گے جو کشف کے آرزو مند ہو۔

کچھ افراد نے آپ سے بارش کے لئے استدعا کی فرمایا جاؤ بارش آرہی ہے ۲۴ گھنٹے تک متواتر بارش ہوتی رہی۔ ایک دفعہ آپ حج کو چلے تو آپ نے اپنا اور اپنے مریدوں کا سامان ایک اونٹ پر لاد دیا۔ ایک شخص بولا آپ نے غریب اونٹ پر اتنا بوجھ لاد دیا ہے یہ تو سراسر ظلم ہے فرمایا غور سے دیکھو کہ آیا یہ اسباب واقعی اونٹ کی پشت پر ہیں، اس نے پھر جو نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اسباب پشت شتر سے ایک ہاتھ بلند نظر آیا، فرمایا تم بھی عجیب لوگ ہو تم پر حالت ظاہر نہ کروں تو اعتراض کرتے ہو۔ ظاہر کروں تو تمہارے اندر برداشت کی طاقت نہیں دیکھتا۔

ایک مقتدر شافعی عہدیدار اپنے تبحر علمی کی بنا پر ازراہ غرور مذمت کیا کرتا تھا۔ اور آپ کی عظمت کا منکر تھا۔ اس نے چاہا کہ خلوت میں آپ سے کسی طرح گفتگو کرے۔ لوگوں نے کہا جامع مسجد میں آپ سب سے پہلے پہنچتے ہیں آپ بھی وقت نکال کر پہنچ جائیے، پہنچ گئے اور قریب بیٹھ گئے خطبہ میں غنودگی جو طاری ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ قیامت قائم ہے۔ ایک شخص نے آکر اس کا دامن بھی پکڑ لیا۔ کہ میرا وہ مزدوری کا درہم تو دلوائیے، ڈانٹا بولا یہ میدان حشر ہے، آخر حکم ہو گیا۔ اور دوزخ میں جھونکنے کے لئے فرشتے اسے پکڑ کر لے گئے، دہشت طاری تھی۔ لرز رہے تھے اچانک دیکھا۔ کہ دوزخ کے دروازے پر آپ ایک ٹاٹ کا ٹکڑا بچھائے ہوئے بیٹھے ہیں جس پر دینار درہم چنے ہوئے ہیں۔ فرمایا کیا ہے یہ تو ہمارے ہاں کا امیر ہے اسے کیوں پکڑ رکھا ہے۔ بولے ایک درہم اس پر واجب ہے نہیں دیتا۔ فرمایا بس

Marfat.com

اتنی بات ہے آپ نے سامنے سے ایک درہم اٹھا کر دیدیا، فرشتوں نے چھوڑ دیا۔ اسی وقت اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی سب نماز کیلئے کھڑے ہو گئے آپ نے اس کے کان میں کہا میں نے چھڑا لیا ورنہ اس وقت دوزخ میں پڑے بُھن رہے ہوتے اس وقت تو جواب کا موقع نہ ملا۔ فراغت کے بعد وہ امیر پاؤں پر گر پڑا معافی مانگی، مرید ہو گیا اور خدمت میں حاضر رہنے لگا۔

تعلیمات اور جلالت شان

لوگوں نے پوچھا راہ طریقت میں کس چیز کی ضرورت ہے فرمایا دردِ دل کی۔ کہا یہ حاصل نہ ہو۔ فرمایا ''چشم بینا'' ہو۔ پوچھا یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا ''گوش شنوا'' کی۔ کہا اگر یہ بھی نہ ہو، فرمایا تو اس کے لئے مرگ مفاجات بہتر ہے فرمایا میں نے عرصہ تک خانہ کعبہ کا طواف کیا لیکن جب واصل بحق ہو گیا۔ تو میں نے اسے اپنے گرد طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

فرمایا مرید کی طاعت و عبادت میں حلاوت ملنے لگتی ہے لیکن جب وہ اس حلاوت پر خوش ہونے لگتا ہے تو وہی حلاوت قربت حق میں حجاب بن جاتی ہے عارف کا سب سے کمتر درجہ یہ ہے کہ اس میں صفات حق پائی جائیں۔

فرمایا معرفت الٰہی کا ایک ذرہ عارف کے قلب میں وہ لذات اور سرشاریاں پیدا کر دیتا ہے کہ بہشت کے ایک لاکھ محل بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ معلوم ہونے لگتے ہیں فرمایا گناہ تمہارے لئے اس درجہ مضر ہر گز نہیں جتنا درجہ مضر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا ذلیل کرنا ہے ان دونوں امور کو ہر وقت نور نظر رکھئے کہ یہ ایک جلیل بزرگ کی جلیل تعلیم ہے۔

فرمایا حق کا بوجھ اٹھانے والوں کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ کہ وہ مجاہدے کی سختیاں اور مشاہدے کی ریاضتیں اٹھائی ہوئے ہوتے ہیں جس نے خود کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔

جسے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کو تین خصلتیں بخشتا ہے دریا کی طرح سخاوت آفتاب کی طرح شفقت اور زمین کی طرح تواضع، علوم میں ایک علم ایسا ہے جسے علما نہیں جانتے اور زہد میں ایک ایسا زہد ہے کہ زاہد جس سے بے خبر ہیں۔

فرمایا نیک لوگوں کی صحبت نیک اعمال سے بہتر ہے اور برے لوگوں کی صحبت برے اعمال سے بھی بدتر ہے۔ جس نے خواہشات کو ترک کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا، زاہد سیر کرنے والا ہے، عارف اڑنے والا ہے، عارفوں کا نفاق مریدوں کے اخلاق سے بہتر ہے

Marfat.com

پوچھا کون سی شے ہمیں حق تک پہنچا سکتی ہے، فرمایا اندھا اور گونگا ہونے سے عارف خواب میں بھی خدا کے سوا اور کسی کو نہیں دیکھتا۔ فرعون اگر بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ کہنے کی جرأت نہ کرتا۔ متکبر وہ ہے جو ۱۸ ہزار عالم میں سے کسی ایک عالم کو بھی اپنے سے حقیر و ناپاک سمجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خودی کو چھوڑ دینا ہے فرمایا خود کو اتنا ہی ظاہر کر جتنا تو ہے، مجاہدہ میں نظر فضل ربی پر رکھنی چاہیے نہ کہ اعمال پر۔

اس تعلیم میں بڑے بڑے درس بصیرت پوشیدہ ہیں قارئین کرام کو چاہیے کہ اسے غور سے پڑھیں اور اس سے سبق حاصل کریں۔

بہر کیف حضرت بایزید بسطامیؒ قطب عالم، مرجع اوتاد اور خلیفہ حق تھے ہر زمانہ کے اولیاء آپ کی عظمت کا اعتراف کرتے رہے انتہائی مرتبہ ولایت پر فائز تھے اٹھارہ ہزار عالم آپ کی نظر کے سامنے تھے۔ ہمیشہ جذب واستغراق کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ خود حضرت جنید فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے درمیان آپ کی وہی حیثیت ہے جو فرشتوں میں جبریل امیں کی ہے اور تمام ارکان توحدی کی انتہا آپ کی ابتداء ہے خود حضرت بایزید ہی فرماتے ہیں کہ کوئی شخص پوری عمر گلستان میں گذار دے تو پھر کہیں جا کر ہم جیسا ایک پھول دیکھے فضل ربی دیکھئے کہ اس گھر کا پوتا آگے چل کر سلطان العارفین اور نازش عالم بنتا ہے اور خلافت الٰہیہ کے منصب پر فائز ہوتا ہے۔

۱۴ رمضان المبارک ۲۶۱ھ میں وصال ہوا بسطام (شام) میں مزار ہے۔

Marfat.com

صاحبِ علم و فضل

حضرت شفیق بلخی

رئیس کے غلام سے اللہ کی غلامی کا سبق

تجارت و توبہ

حضرت شفیق بلخی زہد و طاعت میں یگانہ روزگار اور علم و فضل میں ممتاز تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۷۰۰ اساتذہ سے تعلیم حاصل کی تھی حضرت حاتم اصم جیسے بزرگ آپ ہی کے شاگرد تھے بہت متمول تھے تجارت کرتے تھے ایک دفعہ ترکستان میں مال تجارت لے کر گئے ہوئے تھے۔ وہاں دیکھا کہ ایک بت پرست بت خانے میں بت کے سامنے کھڑا زار زار رو رہا ہے۔ فرمایا شرم کر خدائے حی و قیوم کے سامنے سر جھکا۔ بولا اگر تمہارا خدا ایسا ہی ہے تو کیا وہ تمہارے وطن میں تمہیں روزی نہ دے سکتا تھا۔ یہ سن کر آپ کے دل میں کچھ حرکت پیدا ہوئی۔ واپس آئے تو شدید قحط پڑا ہوا تھا، دیکھا بلخ میں ایک غلام ہے جو سر بازار ہنستا اور اکڑتا ہوا چلا جا رہا ہے نہ رہا گیا تو کہنے لگے کہ شہر کے لوگوں پر تو یہ مصائب گذر رہے ہیں اور تو ہنستا ہوا جا رہا ہے بولا مجھے قحط کا کیا ڈر ہے جس کا غلام ہوں اس کے پاس بڑی جائداد ہے کافی غلہ بھرا ہوا ہے وہ مجھے ہرگز بھوکا نہ رہنے دیگا یہ سن کر آپ کے دل کی دنیا بدل گئی اور جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا یہ غلام اپنے مالک پر کس قدر نازاں ہے تو بھلا میں تجھ جیسے رازق حقیقی کے ہوتے ہوئے کیوں فکر مند ہوں۔ اسی وقت توبہ کی دنیا کی طرف سے دل سرد ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حقیقت میں ایک غلام کا شاگرد ہوں۔

Marfat.com

موعظت و نصیحت

حضرت ابراہیم ادہم کے مرید ہیں انہیں سے فیض حاصل کیا اور مرتبہ کمال پر پہنچے، بہت سے مشائخ سے ملے۔ کئی بار حج کو گئے۔ مکہ شریف میں آپ حضرت ابراہیم سے ملے۔ آپ نے پوچھا حضرت معاش کے متعلق آپ کیا اہتمام کرتے ہیں، فرمایا کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہوں نہیں ملتا تو صبر کرتا ہوں حضرت شفیق نے کہا۔ کہ یہ تو ہماری گلی کے کتے بھی کرتے ہیں کہ کچھ مل جاتا ہے تو دم ہلا کر کھا لیتے ہیں، نہیں ملتا تو آنکھیں بند کیے پڑے رہتے ہیں حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو۔ فرمایا کچھ مل جاتا ہے تو ایثار کرتے ہیں نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے یہ سنتے ہی آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا مردوں کا یہی کام ہے۔

آپ نے بیت اللہ شریف جاتے ہوئے بغداد شریف میں قیام کیا تو خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو بلا کر عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے فرمایا اللہ نے تجھے صدیق کی جگہ متمکن کیا ہے وہ تجھ سے صدق طلب کرتا ہے۔ فاروق کی مسند پر بٹھایا ہے وہ تجھ سے حق و باطل میں امتیاز چاہتا ہے، ذوالنورین کا منصب عطا کیا ہے کرم و عطا چاہتا ہے، مرتضٰے کی جگہ پر بٹھایا ہے تجھ سے علم و عدل چاہتا ہے۔ خلیفہ نے کہا کچھ اور فرمایئے ارشاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے دوزخ کا دربان مقرر کر کے تین چیزیں دولت، تلوار اور تازیانہ عطا کی ہیں ان تینوں سے لوگوں کو دوزخ سے بچانے کا اہتمام کر مال سے حاجت مندوں کی حاجت روائی کر احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تنبیہ تازیانہ سے کر اور انہیں مؤدب بنا اور ناحق قتل کرنے والوں سے تلوار کے ذریعہ قصاص لے ورنہ ذہن نشین کر لے دوزخیوں کی پیش روی کا شرف بھی تجھے ہی حاصل ہوگا۔

ارشادات و کرامات

خلیفہ نے کہا کچھ اور ارشاد فرمایئے۔ ارشاد فرمایا اگر تو کسی میدان میں شدت تشنگی سے قریب الموت ہو تو اس وقت ایک گھونٹ پانی کس قیمت پر خرید لے گا؟ بولا جس قیمت پر بھی ملے گا، فرمایا اگر وہ قیمت میں نصف ملک طلب کرے۔ بولا دیدونگا۔ فرمایا اس گھونٹ کے پینے سے اگر پیشاب بند ہو جائے اور حالت نازک سے نازک تر ہوتی چلی جائے، پھر وہ کہے کہ بقیہ نصف دیدو تو علاج کروں۔ خلیفہ یہ سن کر بہت رویا۔ اور بہ اعزاز رخصت کیا۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس وعظ گرم تھی کہ یکبارگی یہ شور بلند ہوا۔ کہ کفار چڑھ

Marfat.com

آئے آپ اسی وقت اسلحہ لے کر دوڑے اور انہیں شکست دیکر واپس چلے آئے ایک دن شدت کے ساتھ جنگ ہو رہی تھی۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی آپ نے حاتم اصم سے فرمایا کہ شاید تو یہ خیال کرتا ہے کہ دن کل کا ہے اور تو اپنی بیوی کے ساتھ آرام کی نیند سو رہا ہے یہ کہا اور آپ صفوں کو چیرتے ہوئے درمیان میں پہنچ گئے اور اپنی گدڑی کا تکیہ لگا کر تیروں کی بارش میں اطمینان کیساتھ لیٹے رہے۔

تعلیمات وہدایات فرمایا جو شخص اپنی روزی کے متعلق خدا پر اعتماد کرتا ہے، اس کی خوش خلقی اور نیک خوئی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، جو شخص مصیبت میں فریاد کرتا ہے۔ گویا وہ خدا سے جنگ کرتا ہے۔ فرمایا سخت حساب موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ جب آئے گی تو لوٹ کر نہ جائے گی۔ تقوے کی شناخت تین باتوں سے ہوتی ہے۔ احکام دین کی اتباع، ممنوعات سے احتراز اور دین و دنیا کے متعلق باتیں کرنا۔

فرمایا۔ میں نے سات سو عاقلوں سے دریافت کیا۔ کہ عقلمند، دولتمند اور درویش کسے کہتے ہیں۔ اور بخیل کی شناخت کیا ہے۔ لیکن سب کی طرف سے ایک جواب ملا۔ یعنی یہ کہ عقلمند وہ ہے جسے دنیا فریب نہ دے سکے اور نہ وہ دنیا کو دوست رکھے۔ تونگر وہ ہے جو خدا کی تقسیم پر راضی ہو، درویش وہ ہے جسے زیادہ کی طلب نہ ہو اور بخیل وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کا حق ادا نہ کرے۔

حضرت حاتم اصمؒ نے آپ سے استدعا کی کہ مجھے بہتر نصیحت و ہدایت کیجئے جس سے مجھے خالص نفع پہنچے۔ فرمایا اپنی زبان کی حفاظت رکھ اور اس وقت تک کوئی بات منہ سے نہ نکال اور جواب نہ دے۔ جب تک تو خوب سوچ اور سمجھ نہ لے اور اگر خاص وصیت کی ضرورت ہے تو اس وقت تک بات نہ کر جب تک یہ نہ سمجھ لے کہ اس کے نہ کہنے سے کوئی فتنہ عظیم پیدا ہو جائے گا یا تجھے شدید نقصان پہنچے گا۔ یہ نصیحت و تعلیم اس قابل ہے کہ ہر شخص ہر وقت اسے ذہن نشین رکھے، آپ اپنے وقت کے بزرگ اور بڑے متوکل اور صاحب علم ولی تھے لوگوں کو اپنے وعظ و تلقین سے برابر فائدہ پہنچاتے رہتے تھے۔

بلخ میں آپ کا مزار ہے۔

Marfat.com

واقف اسرارِ مجاہدات و مکاشفات

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری

بزرگی و عظمت حضرت سہیل بن عبداللہ تستری بڑے جلیل القدر ولی گذرے ہیں معرفت و حقیقت میں آپ کو کمال حاصل تھا اور بہت متمول تھے۔ حضرت ذوالنون مصری کے مرید تھے آپ کے پاس جو کچھ جائداد تھی۔ جتنا اسباب و سامان تھا۔ جو کچھ سونا چاندی موجود تھا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر حج کو چل دیئے اور درویشی اختیار کرلی۔ شریعت و طریقت دونوں میں درجہ کمال رکھتے تھے اور شب و روز میں صرف ایک جو کی روٹی کھا کر گذارہ کرتے تھے۔ پھر یہ حالت ہوگئی کہ بازار سے جو کچھ خریدتے خود پیتے اور آٹا رکھ لیتے اور ۲۴ گھنٹہ میں ایک اوقیہ سے زیادہ روٹی نہ کھاتے اکثر ایسا ہوتا کہ روزہ پر روزہ رکھتے تھے اور پانچ سات روز کیا چالیس روز مسلسل روزے رکھے ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے ایک چلہ میں صرف ایک بادام کی گری پر گذر کیا، رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے، تستر کے ایک عالم نے آپ کے خلاف سخت پروپیگنڈا کیا۔ اور کفر کا فتویٰ لگایا۔ مگر آپ نے پرواہ نہ کی کہ کیا ہو رہا ہے۔ مکہ شریف پہنچ کر وہاں کے مشائخ اور اولیائے کبار سے فیض حاصل کیا۔

پیر کا ادب اتنا تھا۔ کہ جب تک حضرت ذوالنون زندہ رہے کبھی پاؤں دراز نہ کئے اور نہ کبھی منبر پر کھڑے ہوئے، فرمایا کرتے تھے کہ استاد کی زندگی میں شاگرد کو مؤدب ہی رہنا چاہیے صاحب وجد و حال تھے۔ سماع سنتے تو اکثر پانچ پانچ روز تک حالت وجد میں رہتے نہ کھاتے نہ پیتے سردی کے موسم میں بھی پسینہ جسم مبارک سے ٹپکتا رہتا۔ شیر اور درندے تک آپ کے پاس جمع رہتے اور دور دراز کے جنگلوں سے شیر اور چیتے آتے آپ کے پاؤں پر

Marfat.com

لوٹتے اور گھر میں موجود رہتے آپ کے مریدوں کی تعداد چار سو سے زیادہ تھی جو سب کے سب درجہ کمال پر پہنچے ہوئے تھے دور دور تک اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

سلطان عمرو بن لیث کو نصیحت سلطان عمرو بن لیث بیمار ہو گیا۔ ایسا بیمار کہ زندگی کی تمام توقعات منقطع ہو گئیں اور سارے حاذق اطباء علاج کرتے کرتے عاجز آ گئے، امرا اور وزرا نے مشورہ کیا اور سلطان سے عرض کیا کہ کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ کوئی علاج کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔ اور آپ کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اب کسی درویش سے دعا کرانی چاہیے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت سہیل مستجاب الدعوات ہیں ان سے دعا کرانی چاہیے۔ فوراً چند بزرگ آپ کو لینے پہنچ گئے وقت ایسا ہی تھا۔ اور کچھ اللہ ہی کو منظور تھا۔ آپ بلا تکلف اٹھے چلے آئے اور آکر سلطان کے سامنے فرمایا دعا اس کے حق میں قبول ہوتی ہے جو تائب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تیری جیل میں اس وقت بہت سے بے گناہ قیدی ہیں پہلے انہیں رہا کر اور پھر صدق دل سے جناب باری میں توبہ کر سلطان نے تمام قیدی چھوڑ دیئے اور صدق دل سے توبہ کی تو آپ نے فرمایا بار الٰہا جس طرح تو نے اسے گناہوں کی ذلت دکھائی اسی طرح سے میری طاعت کی عزت دکھا اور اس کے ظاہر کو صحت و عافیت کا لباس پہنا ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ سلطان کو صحت کامل ہو گئی سلطان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس نے آپ کو بکثرت مال دینا چاہا۔ لیکن آپ نے قطعی انکار کر دیا۔ اور وہاں سے اٹھے چلے آئے ایک مرید نے عرض کیا۔ کہ آپ کوئی چیز قبول کر لیتے تو اس سے میرا قرضہ بھی پورا ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے مال و زر کی ضرورت ہے۔ اچھا نظر اٹھا کر سامنے تو دیکھ اس نے جو آنکھ اٹھائی کیا دیکھتا ہے کہ تمام صحرا زر و جواہر سے بھرا پڑا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جسے سب کچھ دیا ہو۔ وہ بھلا مخلوق سے کس چیز کی آرزو کر سکتا ہے۔

کرامات واشارات ایک دفعہ آپ جنگل میں جا رہے تھے کہ ایک بڑھیا سامنے آتی ہوئی نظر پڑی۔ آپ نے سمجھا کہ کوئی غریب و بے کس عورت ہے جو شاید کسی قافلہ سے جدا ہو گئی ہے۔ آپ نے اس کی امداد کے خیال سے جیب میں ہاتھ ڈالا، بڑھیا سمجھ گئی اور اس نے زبان سے کچھ نہ کہا، دانتوں میں انگلی دابی اور ایک ہاتھ کو فضا میں بلند کر کے مٹھی جو کھولی تو زر و جواہر سے لبریز تھی، بولی سہیل تم جیب سے نکالتے ہو اور میں

Marfat.com

غیب سے پاتی ہوں۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گئی۔ پھر آپ نے اس بڑھیا کو میدان عرفات میں دیکھا۔ اور کچھ دیر بیٹھ کر وہ مصروف طواف ہو گئی۔ قریب پہنچے تو بڑھیا نے کہا۔ کہ جو شخص جمال کعبہ دیکھنے کی غرض سے آتا ہے اسے ضرور طواف کرنا چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ کے جمال دیکھنے کا آرزومند ہو ایسے شخص کا طواف خود کعبہ شریف کو کرنا چاہیے خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب کو ایک بھوکا دیکھا چنانچہ میں نے اس کو کھانا دیا۔ لیکن اس نے اس کو ہاتھ نہ لگایا۔ کیونکہ وہ مشتبہ تھا۔ بھوک پیاس کی شدت بہت زیادہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اس شب کو عبادت بھی نہ کر سکا۔ حالانکہ تین سال سے ایک رات بھی ایسی نہ گذری تھی کہ وہ عبادت و نماز سے غافل رہا ہو۔ اس ایک رات مشتبہ طعام کو چھوڑ کر بھوکا پڑا رہنے سے جو اسے اجر ملا وہ اس کے تمام اعمال صالحہ کے مجموعی ثواب سے بھی زیادہ تھا۔ اور اس کی وجہ سے مراتب بہت بڑھ گئے۔

ثواب جوع و مصیبت اور اکل حلال

آپ چونکہ بہت بڑے عالم اور عارف بھی تھے اس لئے وعظ و تلقین کو کبھی ترک نہ کرتے اور لوگوں کو ہمیشہ راہ راست دکھاتے رہتے تھے جس سے اس عہد کے لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ آپ کی تعلیمات و نصائح تو بکثرت ہیں۔ مگر ہم ان کا ایک اجمالی خاکہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رات دن میں ایک مرتبہ کھانا صدیقوں کا اور دو مرتبہ کھانا چوپایوں کا کام ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ بندے کن امور سے لطف و کرم کے مستحق بنتے ہیں۔

فرمایا بھوک بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے اور الا ماشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے،

فرمایا بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے سے رب قدیر کے کرم کا اظہار ہوتا ہے شیطان اس سے بھاگتا ہے، تمام آفات سیر ہو کر کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔

خلوت حلال روزی کے بغیر جائز نہیں۔ فرمایا حرام کھانے سے سات اعضاء گنہگار ہو جاتے ہیں۔ آنکھ، کان، زبان، شکم، شرمگاہ اور دست و پا۔ اور پھر ان سے گناہ دانستہ اور نادانستہ برابر سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اور حلال روزی ان ساتوں اعضاء کو اطاعت کی طرف آمادہ رکھتی ہے اور نصیب ہوتی ہے۔ فرمایا ہمارے مذہب کے تین اصول ہیں۔ اولاً اعمال و اخلاق میں رسول کریم ﷺ کی اتباع دوسرے حلال روزی تیسرے اخلاص عمل۔

Marfat.com

فرمایا خاموشی اطاعت کے بغیر اور اطاعت حلال روزی کے بغیر اور حلال روزی اللہ کا حق ادا کیے بغیر میسر نہیں ہو سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حق جملہ اعضاء کی حفاظت اور احتیاط کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔ اور ان تمام امور کے لئے توفیق الٰہی لازمی شے ہے۔

نکات و تعلیمات

فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت خود نہیں کرتا اسے دوسروں کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے قلبی اطمینان ڈھونڈنا حرام ہے۔ جس وجد و حال پر قرآن شہادت نہ دے رہا ہو وہ لغو ہے۔ علما تین قسم کے ہوتے ہیں علمائے ظاہر علمائے باطن اور علمائے حقیقت علمائے ظاہر اپنے علم کا اظہار اہل ظاہر پر کرتے ہیں۔ علمائے باطن اپنے علم و فضل کا اظہار اہل باطن پر کرتے ہیں اور علمائے حقیقت وہ ہیں جن کے علم کو وہ خود جانتے ہیں یا خدا جانتا ہے۔ کوئی تیسرا اس سے واقف نہیں ہو سکتا۔ فرمایا۔ جس عمل میں مرشد کی اطاعت نہیں ہوتی وہ موجب عذاب و مصیبت ہوتا ہے۔

فرمایا میرے اصول کار چھ ہیں۔ کتاب اللہ سے تعلق، سنت رسول کی اتباع، حلال غذا کھانا لوگوں کو دکھ پہنچانے سے احتراز۔ ادائیگی حقوق میں عجلت، مشکلات سے اجتناب۔

فرمایا۔ عبودیت کا ابتدائی مقام یہ ہے کہ انسان اپنے اختیارات و قدرت کو فراموش کر دے فرمایا، بری عادتوں کو نیک بنانا بزرگ ترین عمل ہے، انسان کی ہلاکت کا موجب دو چیزیں ہیں طلب عزت اور خوف درویش و افلاس۔ صبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرصت کا انتظار کرنا ہے۔ فرمایا خوف نر اور رجا مادہ۔ اور ایقان دونوں کا فرزند ہے۔ لیکن جس دل میں تکبر ہوتا ہے اس میں خوف ورجا کو جگہ نہیں ملتی۔

خوف منہیات شرع سے باز رہنا اور رجاء ادائے احکام میں عجلت کرنا ہے خوف میں سب سے بلند ترین مقام یہ ہے کہ انسان اس امر سے ڈرتا رہے کہ خدا جانے اللہ کے علم میں اس کی قسمت میں کیا ہونا لکھا ہے۔

توکل الٰہیہ کی فائز المرامیاں

فرمایا گنہگاروں اور کافروں سے تو توبہ کی توقع بھی کی جا سکتی ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ لوگوں سے نا امیدی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی یار و ناصر نہیں رسول کریم ﷺ کے سوا اور کوئی رہنما و دلیل نہیں۔ تقوے کے سوا کوئی توشہ نہیں اور صبر کے سوا کوئی عمل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو

Marfat.com

پیدا کیا۔ تو فرمایا مجھ سے کہہ، نہ کہہ سکے تو مجھے دیکھ اور نہ دیکھ سکے تو مجھ سے اپنی حاجت طلب کر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک خواہشات نفسانی کی مخالفت سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔ دن بھر ناراضگی سے بچے رہنا رات بھر کی عبادت کرنے سے بہتر ہے فرمایا جو شخص حرام کی طرف سے اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے وہ زندگی بھر صدموں سے محفوظ رہتا ہے۔ فرمایا جو شخص کسب میں طعن کرتا ہے وہ سنت پر طعن کرتا ہے اور جو شخص توکل میں طعن کرتا ہے وہ گویا ایمان میں طعن کرتا ہے فرمایا توکل کا مقام اوّل یہ ہے کہ تمہاری حقیقت قدرت کے ہاتھ میں ایسی ہو جو غسال کے ہاتھ میں میت کی ہوتی ہے وہ جس طرح چاہے میت کو الٹ پلٹ کر رکھ دے مگر اس کے اندر کوئی خواہش اور حرکت پیدا نہ ہو فرمایا توکل کی علامت تین چیزیں ہیں۔ کسی سے سوال نہ کرے، سامنے آئے تو قبول نہ کرے اور قبول کرے تو خرچ کر دے، متوکل کو تین چیزیں عطا ہوتی ہیں، مکاشفہ غیبی، حقیقت یقینی اور مشاہدات قوت باری تعالیٰ فرمایا۔ توکل اسی کو نصیب ہوتا ہے جو تمام علائق ماسوا ترک کر کے زندگی بسر کرے۔ توکل بلا بذل روح درست نہیں اور بذلِ روح ترک تدبیر ہے فرمایا امور و احوال کا چہرہ بھی ہوتا ہے اور پشت بھی۔ لیکن توکل کا چہرہ ہے پشت سرے سے ہے ہی نہیں۔ یعنی یہ کہ رضا قضا کے لئے ہے اور شکر نعمتوں کے لئے، تفویض و تسلیم رنج و مصیبت میں ہوتی ہے اور خوف و امید اللہ تعالیٰ کے الطاف کے متعلق زہد و تقویٰ دنیا سے مجتنب رہنے میں ہوتا ہے۔ لیکن توکل صرف اللہ ہی پر ہوتا ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ توکل کا چہرہ ہی چہرہ ہے پشت نہیں۔ اگر کوئی دوستی کے متعلق بھی یہی کہے تو میں کہوں گا کہ دوستی اللہ کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ پر۔

مسئلہ جانشینی وانتقال

فرمایا خوف دہشت سے بالاتر ہے کہ جیسا خاصان خدا کو ہوتی ہے اور خوف علماء کے ساتھ مخصوص ہے درویش کو آسودگی استغراق کے عالم میں نصیب ہوتی ہے۔ کسی نے آپ سے نصیحت کی استدعا کی۔ فرمایا تیری نجات چار امور پر منحصر ہے، کم کھانا، کم سونا۔ خاموشی اختیار کرنا اور تنہا رہنا۔ اس نے عرض کیا حضور مجھے اپنے صحبت میں ہی پڑا رہنے کی اجازت دیں، فرمایا ہم مر جائیں گے تو پھر کس کی صحبت میں رہے گا۔ بولا حق تعالیٰ کے ساتھ، فرمایا تو اب بھی تجھے اس کے ساتھ رہنا چاہیے۔

Marfat.com

فرمایا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے عاجزی اور انکساری سے نزدیک تر اور کوئی راستہ نہیں فرمایا۔ فقرا کو حقارت سے نہ دیکھ کہ یہ انبیاء کے جانشین ہیں۔ حضرت کے چار سو مرید تھے انہوں نے وصال کے وقت پوچھا۔ کہ حضور آپ کا جانشین کون ہوگا۔ فرمایا شاہ دلگیر۔ پھر اسے بلوا کر ہدایت کی کہ میرے مرنے کے تین روز بعد میری مسند پر متمکن ہونا اور مخلوق الٰہی کو وعظ و پند کرتے رہنا، چنانچہ تیسرے روز شاہ دل اپنی معمولی ہیئت میں آیا اور کہا لو میں مسلمان ہوتا ہوں۔ مگر جس طرح میں نے زنار باطنی اس وقت تمہارے سامنے توڑ ڈالا ہے اور اس طرح تم اپنے باطنی زنار کاٹ ڈالو۔ لوگوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ اور اس وقت انہوں نے بہت سے خوارق بھی مشاہدہ کئے۔ جس وقت آپ کا جنازہ چلا تو ایک ستر سالہ یہودی نے شور مچایا۔ کہ "وہ دیکھو" لوگوں نے کہا کیا دیکھیں، بولا ملائکہ آسمان سے اتر رہے ہیں اور آپ کے جنازہ کے ساتھ چل رہے ہیں چنانچہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

آپ کے جنازہ کے ساتھ بکثرت انسان تھے اور ہر طرف ایک شور پڑا ہوا تھا۔ اور کیوں نہ پڑے آپ نے نہایت شاندار اور پاکیزہ زندگی بسر کی اور مدتوں خلق خدا کو مشعل ہدایت دکھاتے اور خواب غفلت سے بیدار کرتے رہے، جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ حضرت سہیل کچھ بھی نہ تھے، لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رشتہ بندگی استوار کیا بظاہر فقر نظر آتا تھا۔ لیکن باطن میں انوار الٰہیہ جگمگانے لگے۔

Marfat.com

رئیس المتوکلین

حضرت ذوالنون مصری

پرندوں کو دانہ کھلانے پر نظر کرم

حضرت ذوالنون مصری ارض مصر کے بڑے جلیل القدر بزرگ اور صاحب کمال ولی گذرے ہیں۔ آپ محض دنیادارانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ کہ ایک روز آپ ایک عابد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے دیکھا۔ کہ وہ ایک درخت پر لٹکا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے میرے جسم طاعت و عبادت میں میری موافقت کر ورنہ میں تجھے اسی طرح مبتلائے اذیت رکھوں گا آپ بہت متاثر ہوئے اور آپ پر رقت طاری ہو گئی، درخت پر لٹکے ہوئے عابد کے کانوں میں آپ کی آواز جو پہنچی تو اس نے پکار کر کہا۔ کہ اے شخص تو کون ہے، جو اس شخص کی حالت پر رحم کرنے آیا ہے جو غرق معاصی ہے اور بہت کم حیا کا سرمایہ دار ہے یہ سن کر آپ سامنے گئے سلام و نیاز کے بعد پوچھا کہ آپ نے خود کو کیوں اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے؟ بولا کیا کروں یہ جسم میرا کہنا مانتا ہی نہیں دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور عبادت و ریاضت میں میرا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ فرمایا میں آپ کو دیکھ کر یہ سمجھا تھا۔ کہ آپ سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے یا آپ کسی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بولا افسوس ہے تو راز کی بات نہ سمجھ سکا۔ لوگوں سے میل ملاپ اور دنیوی علائق میں پھنسنا ہی ان تمام گناہوں کو دعوت دینا ہے فرمایا واقعی آپ بڑے عابد و زاہد ہیں اس پر اس عابد نے کہا کہ کیا آپ مجھ سے بھی بڑے عابد و زاہد دیکھنے کے آرزو مند ہیں۔ اور اگر ہیں تو آپ اس سامنے والے پہاڑ پر چڑھ جائیے، یہ سن کر آپ اس پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا کہ وہاں ایک سرسبز مقام میں ایک صومعہ بنا ہوا ہے اور آپ نے دیکھا کہ دروازے کے

توبہ و توکل

Marfat.com

سامنے ایک پاؤں کٹا ہوا پڑا ہے جسے کیڑے اپنی غذا بنا رہے ہیں آپ نے اس کو سلام کیا۔ اور پوچھا کیا حالت ہے اور پاؤں کیسے کٹا پڑا ہے۔ کہا میں اس صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ماہ پیکر جو روشن نازنین تھی اس طرف سے گذری، دیکھتے ہی اس پر دل مائل ہو گیا۔ اور بے ساختہ آرزو پیدا ہوئی۔ کہ اس کے قریب جاؤں اور اس سے گفتگو کروں اور ملوں، جس وقت میں نے قدم اٹھایا اور قدم آگے بڑھایا تو عین اس وقت ایک قدم اندر تھا اور ایک باہر کہ غیب سے ایک آواز میرے کان میں آئی۔ کہ شرم نہیں آتی کہ تیس سال ہماری اطاعت کرنے کے بعد اب شیطان کی اطاعت کا ارادہ کر رہا ہے، ندامت ہوئی۔ میں نے اسی وقت وہ پاؤں کاٹ ڈالا جو کہ صومعہ سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اور جو سامنے پڑا کیڑوں کی غذا بن رہا ہے۔ میں ہوں کہ یہاں حیران و پریشان اس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ مجھے اس اقدام کی کیا سزا ملتی ہے آپ نے غلطی کی کہ مجھ گنہ گار اور معصیت کار کو دیکھنے آئے۔ البتہ اگر آپ کو کسی مرد خدا کے دیکھنے کی آرزو ہے تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیے حضرت ذوالنون چوٹی پر تو اس کی بلندی اور راہ کی دشوار گذاری کے باعث نہ گئے انہی سے پوچھا کہ مجھے آپ اس مرد خدا کی حالت اور کیفیت سے آگاہ کیجئے۔ ان بزرگ نے کہا۔ کہ وہ پہاڑ کی چوٹی والے بزرگ ایک مدتِ طویل سے مصروف زہد و عبادت ہیں۔ اتفاق سے وہ ایک شخص سے مصروف مناظرہ ہوئے اور کہنے لگے کہ روزی کا حصول کسب پر منحصر ہے، پھر پچھتائے اور انہوں نے عزم کر لیا۔ کہ میں آئندہ کوئی ایسی چیز بھی نہ کھاؤں گا جس میں انسان کی کسب و محنت کو دخل ہوگا۔ کئی روز گذر گئے بھوک سے برا حال ہو گیا آخر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو حکم دیا جو صومعہ میں آئیں اور اس کے ارد گرد اڑتیں اور اسے شہد بہم پہنچاتی تھیں۔

آپ نے جو ان بزرگوں کو دیکھا۔ اور تیسرے بزرگ کا حال سنا تو بے حد متاثر ہوئے دل میں ایک درد پیدا ہوا۔ اور اسی وقت ذہن نشین ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کی سعی و محنت کو برباد نہیں ہونے دیتا۔

یہ خیال لئے ہوئے آپ پہاڑ سے واپس چلے آ رہے تھے کہ راستہ میں آپ نے دیکھا کہ ایک اندھا پرندہ ایک درخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ وہ پرندہ درخت سے نیچے اترا۔ اور ادھر ادھر پھرنے لگا۔ آپ کو خیال آیا۔ کہ اس کی بینائی زائل ہو چکی ہے اسے کیا ملے گا۔ اور یہ کہاں سے دانہ پانی کھائے گا۔ آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اس نے

Marfat.com

ایک جگہ رک کر اپنی منقار سے زمین کھودنی شروع کر دی کیا دیکھتے ہیں کہ زمین سے دو پیالیاں برآمد ہوئیں ایک سنہری پیالی سے اس نے دانہ کھایا۔ اور نقرئی پیالی سے اس نے پانی پیا اور سیر ہو کر درخت پر جا بیٹھا آپ کی نظروں ہی کے سامنے یہ دونوں پیالیاں بھی غائب ہو گئیں۔

یہ نظارہ دیکھ کر آپ اٹھے اور آپ کو رب قدیر کی رزق رسانی اور توکل پر پورا پورا اعتماد ہو گیا۔ اور اسی وقت صدق دل سے توبہ کی۔

غیبی انتباہات

یہاں سے آپ آگے بڑھے، جنگل سے گذر رہے تھے کہ ایک جگہ آپ کو سونے کا خزانہ نظر آیا۔ جس پر ایک تختہ رکھا ہوا تھا اور اس تختہ پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ جو افراد آپ کے ساتھ تھے وہ خزانہ انہوں نے تقسیم کر لیا۔ اور وہ تختہ آپ نے لے لیا۔ کہ اس پر میرے دوست کا نام لکھا ہوا ہے یہ مجھے دیدو اسی شب کو آپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذوالنون اور لوگوں نے خزانہ لے لیا وہ اسے بڑی چیز سمجھے۔ لیکن تو نے بہت بڑی شے لی ہے اور یہ واقعی سب سے گراں قیمت شے تھی، ہم نے بھی اس کے صلہ میں تیرا رتبہ بلند کر دیا اور اس کی برکت سے تجھ پر علم و حکمت کے باب وا کر دیئے، شہر میں پہنچ کر آپ زہد و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ اور دنیا ترک کر دی ایک روز آپ دریا پر خراماں خراماں چلے جا رہے تھے کہ آپ کو دریا کے کنارے پر ایک محل نظر آیا۔ دیکھا کہ اس کی بالائی منزل پر ایک حور جمال خاتون اپنی پوری رعنائیوں اور آراستگیوں کے ساتھ کھڑی ہے آپ نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا تو کون ہے، اس نے برجستگی سے جواب دیا، مجھے تو آپ پوچھتے ہیں مگر اپنی تو کہئے۔ میں نے دور سے آپ کو دیکھا تو سوچا کوئی دیوانہ ہوتے تو طہارت نہ کرتے، عالم ہوتے تو نامحرم پر نظر نہ اٹھاتے اور عارف ہوتے تو ماسوا پر نگاہ نہ کرتے یہ کہا اور وہ خاتون خود بخود غائب ہو گئی۔ آپ نے سمجھ لیا۔ کہ یہ محض ایک انتباہ غیبی تھا اس انتباہ نے آپ کے دل میں ایک آگ لگا دی اور آپ وہیں کھڑے رہ گئے پھر دریا کے کنارے کنارے چلے ایک کشتی نظر آئی۔ جس میں لوگ سوار ہو رہے تھے آپ وہیں اس میں بیٹھ رہے قضا کار اس کشتی میں ایک سوداگر سوار تھا۔ جس کا ایک گراں قیمت موتی وہیں گم ہو گیا۔ جتنے لوگ تھے سب کو آپ پر شبہ ہوا۔ وہ آپ کو شرمندہ بھی کرتے اور آزار بھی پہنچاتے بہت پریشان ہو گئے۔ تو آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔ اور کہا الٰہی تو جانتا ہے اور میری حالت سے واقف ہے زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے تھی کہ صدہا مچھلیوں نے دریا

Marfat.com

سے سر نکالا سب کے منہ میں ایک ایک موتی تھا۔ آپ نے سب کے سامنے مچھلی سے ایک موتی لے لیا۔ اور اس سوداگر کو دیدیا۔ کرامت و کمال دیکھ کر نہ صرف وہ سوداگر بلکہ تمام اہل کشتی آپ کے پاؤں پر گر پڑے روئے اور معافی چاہی اس روز سے آپ کو ذوالنون کہنے لگے۔

کرامات و خوارق عادات

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں جمادات کی اطاعت کے متعلق ذکر شروع ہوا فرمایا اولیاء اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ ان کی زبان سے جو نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے اسی طرح جمادات بھی اولیاء کے فرمان پذیر ہیں۔ قریب ہی ایک تخت پڑا ہوا تھا فرمایا، اگر میں تخت کو حکم دوں تو ابھی یہ گردش کرنے لگے آپ کی زبان مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا۔ کہ وہ تخت گردش کرنے لگا۔ اور تمام مکان کے ارد گرد گھوم کر پھر اپنی جگہ پر قائم ہو گیا۔ اسی مجلس میں ایک جوان بھی موجود تھا وہ یہ کرامت دیکھ کر رونے لگا ایک حالت طاری ہوئی اور اتنا تڑپا۔ کہ وہیں دم توڑ دیا۔ آپ نے اسی وقت اس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا۔ اور جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کر دیا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ عیالدار ہوں بڑی تنگدستی سے گذر ہوتی ہے، بہت مقروض ہوں۔ آپ نے سامنے سے ایک پتھر اٹھا کر اسے دیدیا جو اسی وقت زمرد بن گیا، یہ شخص بہت خوش ہوا اسے لے کر بازار گیا، جوہریوں کو جو دکھایا تو انہوں نے چار سو درہم میں خرید لیا۔

ایک اور شخص تھا جو ہمیشہ آپ کی مذمت کرتا رہتا تھا اور صوفیائے کرام کی عظمت کا منکر تھا۔ ایک روز آپ نے اسے ایک انگوٹھی دی اور فرمایا کہ لے اسے لے جا اور نانبائی کے پاس جا کر اسے ایک دینار کے عوض رہن رکھ آ۔ نانبائی بولا میں تو اسے ایک درہم سے زیادہ میں رہن رکھنے پر تیار نہیں ہوں جب وہ واپس آیا۔ تو آپ نے فرمایا اچھا اب اسے صراف کے پاس لے جا اور اس کی قیمت دریافت کر، صراف کے پاس جو گیا، تو اس نے کہا کہ اس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تیرا علم صوفیا کے متعلق اس نانبائی کے علم کی طرح ہے کہ وہ انگوٹھی کی قیمت نہ سمجھ سکا۔ یہ سن کر وہ بہت متاثر ہوا۔

ایک روز آپ کے نفس کو آش اور سرکہ کی آرزو پیدا ہوئی۔ مگر دس سال تک آپ نے اس کی آرزو کی چنداں پروانہ کی، عید کی شب کو نفس بولا۔ کہ کل عید ہے مدت گذر گئی ہے اب تو مجھے آش اور سرکہ کھلا دیں۔ فرمایا۔ اگر تو اس شب دو رکعت کے اندر پورا قرآن

Marfat.com

شریف ختم کر دینے میں میری موافقت کرے تو میں تیری آرزو اور خواہش پوری کر دوں۔

چنانچہ یہی ہوا۔ اور صبح کو آش اور سرکہ آپ کے سامنے لایا گیا۔ آپ لقمہ اٹھا کر منہ میں لے جانا چاہتے تھے کہ کچھ خیال آ گیا۔ اور لقمہ پیالے میں رکھ دیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا کیا معاملہ تھا فرمایا جس وقت میں نے لقمہ اٹھایا اسی وقت نفس کہنے لگا۔ کہ آخر دس سال بعد آپ نے میری آرزو پوری کر ہی دی اور میں کامیاب ہو ہی گیا۔ میں نے کہا کچھ بھی ہو تیری آرزو ہر گز پوری نہ ہو گی۔ اسی وقت ایک شخص آیا اس کے سر پر آش اور سرکہ کی ایک دیگ تھی۔ بولا میرے بیٹوں کو مدت سے اس کے کھانے کی آرزو تھی مگر مجھے میسر ہی نہ تھا آج عید کے روز میں نے کہیں نہ کہیں سے کچھ کر کے کھانا تیار کیا اتفاق سے مجھے نیند آ گئی۔ دیکھا کہ رحمت عالم کھڑے فرمارہے ہیں۔ کہ اگر قیامت میں مجھے دیکھنے کی آرزو ہے تو اس دیگ کو اسی طرح ذوالنون کے پاس لے جا۔ اور کہہ کہ رسول اللہ سفارش کرتے ہیں کہ ایک لمحہ کیلئے تو آپ اپنے نفس سے مصالحت کر لیں آپ یہ سن کر رونے لگے اور دیر تک روتے رہے اور فرمایا مجبور ہوں اب حکم ماننے کے سوا چارہ نہیں، چنانچہ آپ نے چند لقمے اس سے کھائے۔

ایک روز ایک لڑکے نے حاضر ہو کر کہا مجھے ایک لاکھ درہم ورثہ میں حاصل ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں آپ کی خدمت میں صرف کر دوں۔ آپ نے فرمایا صبر کر، ابھی نابالغ ہے بالغ ہونے پر اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور وہ تمام دینار درویشوں میں تقسیم کر دیئے چند روز کے بعد چند فقیر آئے، کچھ طلب کیا۔ لڑکے نے ایک آہ کی اور بولا اب میرے پاس کیا رکھا ہے جو تمہیں دوں آپ نے اس کی بات سن کر کہا ابھی اس میں خامی رہ گئی ہے بلا کر کہا۔ کہ تین درہم کی فلاں دوا لے آؤ آپ نے اس دوا کو کوٹ کر تین گولیاں بنائیں اور کچھ دم کر کے اسے دے دیں وہ گولیاں اسی وقت قدرت رب قدیر سے یاقوت کے ٹکڑے ہو گئے لڑکا انہیں بازار لے گیا تو تین لاکھ دینار قیمت لگی آپ نے واپس لے کر اور ہاؤن دستہ میں ڈال کر کوٹ دیا اور پانی میں پھینک دیا اور فرمایا درویش روٹی کے بھوکے نہیں۔ اب وہ لڑکا متنبہ ہوا۔ توبہ کی اور پھر دینار اور مال دنیا کی کوئی وقعت اس کے دل میں نہ رہی اور سمجھ لیا۔ کہ ان کی جو حالت ہے اختیاری ہے۔

قید وبند کے مصائب آپ کے مراتب بلند سے بلند تر ہوتے چلے جا رہے تھے مگر لوگ

Marfat.com

آپ کو زندیق کہتے تھے اور مخالفت کا جذبہ تیزی سے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ آخر لوگوں نے خلیفہ متوکل عباسی سے شکایت کی اس نے حکم دیا کہ آپ بغداد کے دربار شاہی میں آکر جواب دہی کریں چنانچہ آپ پا بجولاں بغداد پہنچائے گئے آپ بیڑیاں پہنے گرفتار چلے آرہے تھے کہ راستہ میں ایک عورت ملی۔ بولی ذوالنون بادشاہ سے ڈرنا نہیں آپ کی طرح یہ بھی بندہ ہے اور جب تک اللہ کو منظور نہ ہو بندہ کچھ نہیں کر سکتا،

جب آپ اس طرح دربار میں پہنچے تو خلیفہ نے دیکھتے ہی حکم دیا۔ کہ اسے بجرم زندیقیت جیل خانہ میں قید کر دیا جائے، چنانچہ آپ قید کر دیئے گئے، حضرت بشر حافیؒ کی بہن خود صاحب ولایت اور آپ کی مرتبہ شناس تھیں روز جاتیں اور ٹکیہ پکا کر آپ کو پہنچا آتیں چالیس روز کے بعد آپ کو آزادی ملی۔ جیل خانہ سے نکلے تو دیکھا گیا کہ وہ چالیس کی چالیس ٹکیاں سرہانے رکھی ہوئی تھیں، حضرت بشر حافی کی ہمشیرہ نے یہ سنا تو بہت رنجیدہ ہوئیں بولیں یہ آپ پر کوئی احسان نہ تھا اور یہ سب ٹکیاں حلال روزی کی تھیں۔ فرمایا حلال کی ضرور تھیں مگر اس کے مجھ تک پہنچانے والے ہاتھ تو پاک نہ تھے داروغہ جیل ہی تو انہیں لاتا تھا۔ چالیس روز فاقہ کشی سے آپ بہت کمزور ہو گئے تھے باہر نکلے تو گر پڑے پیشانی پر زخم آیا۔ خون جاری ہو گیا۔ لیکن اس خون سے آپ کے کپڑے بالکل آلودہ نہ ہوئے اور نہ چہرہ پر خون لگا۔ اور جتنا خون زمین پر گرتا تھا۔ وہ بھی گر کر غائب ہو جاتا تھا۔

پھر آپ دربار میں لائے گئے خلیفہ اور تمام درباریوں پر رقت طاری ہو گئی خلیفہ پر اتنا اثر ہوا۔ کہ اس نے اسی وقت بیعت کر کے حلقہ غلامی اپنی گردن میں ڈال لیا اور نہایت اعزاز و اکرام کیساتھ مصر واپس بھیج دیا۔

ایک گبر پر نظر کرم

ایک سفر میں آپ کو ایک عورت ملی۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ محبت کی غایت کیا ہے بولی اے جھوٹے جب محبوب ہی کی کوئی غایت نہیں تو محبت کی غایت کیا ہو سکتی ہے ایک دفعہ آپ کہیں سفر میں تشریف لے جا رہے تھے اور صحرا و جنگل برف سے لبریز تھے دیکھا کہ ایک گبر سر پر ایک کپڑا ڈالے ہوئے چنے بکھیرتا پھرتا ہے۔ آپ کے دریافت کرنے پر بولا، دیکھتے نہیں ہو، یہ تمام صحرا تو برف سے لپٹا پڑا ہے۔ کہا میں اس لئے دانہ ڈال رہا ہوں کہ پرند آئیں اور اپنا پیٹ بھر لیں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم و کرم کرے، فرمایا اسے بیگانہ کا دانہ پسند نہیں، بولا نہ سہی جو میں کر رہا ہوں اور جس

Marfat.com

نیت سے کر رہا ہوں اسے وہ دیکھ تو رہا ہے، فرمایا ہاں دیکھ تو رہا ہے۔ بولا تو بس میرے لئے یہی کافی ہے، کچھ عرصہ بعد آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے دیکھا۔ گبر والہانہ عاشقیت کے ساتھ طواف کعبہ میں مصروف ہے بولا ذوالنون دیکھا۔ کہ اس نے میرے اس عمل کو قبول کر لیا جو بیج میں نے بوئے تھے وہ پھل لے آئے اور نہ صرف مجھے اپنی معرفت و دوستی سے مشرف کیا۔ بلکہ اتنی مہربانی کی کہ مجھے اپنے گھر بلا لیا اسی وقت آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا۔ بار الہا تو نے ایک مٹھی بھر دانوں کے عوض میں ایک چہل سالہ گبر کو دولت معرفت بخش دی یہ تو بہت ارزاں فروشی ہے، ندا آئی کہ ہم کسی کو بلانے میں نہ کسی علت کو دیکھتے ہیں اور نہ دفع کرنے میں کسی علت کی ضرورت ہے ذوالنون خاموش رہ کہ ہماری ذات فعال لما یرید ہے اور ہمارے کام تیری عقل و فہم سے بالاتر ہیں۔ آپ یہ سن کر سناٹے میں آ گئے اور سجدے میں گر پڑے۔

تعلیمات و نکات

فرمایا جھوٹوں کی توبہ یہ ہے کہ گناہ کیے جائیں اور استغفار پڑھتے رہیں فرمایا صحت جسمانی کا راز کم خوری اور صحت روحانی کا راز کم گناہی ہی میں مضمر ہے۔ فرمایا۔ بلا میں مبتلا ہو کر صبر کرنا اس پر راضی ہونا تعجب ہے بندے جب تک اللہ سے ڈریں گے اسی وقت تک کام کے رہیں گے۔

عارف وہ ہے جو مخلوق میں رہتے ہوئے بھی مخلوق سے علیحدہ رہے، فرمایا معرفت کی تین اقسام ہیں اوّل معرفت توحید جو عام مومنین کا حصہ ہے دوسرے معرفت صحت جو حکما و علما کیلئے مخصوص ہے تیسرے معرفت صفات جو اہل ولایت کا حصہ ہے یہ اپنے قلوب سے مشاہدہ حق کرتے ہیں اور اسرار و انوار ان پر کھلتے جاتے ہیں۔

فرمایا عارف دیکھنے والا ہوتا ہے وہ ذات باری سے واصل ہو چکا ہوتا ہے اس کی بات حق کی بات اور اس کی نظر حق کی نظر ہوتی ہے۔ اللہ کی محبت یہ ہے کہ ہر چیز کو ترک کر دے جو اللہ تعالیٰ سے روکنے والی ہو فرمایا بیماری کی چار علامات ہیں اولاً طاعت و عبادت میں لطف و لذت محسوس نہ ہو۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے ثالثاً چیزوں پر عبرت کی نظر نہ ڈالے رابعاً جو علم سینہ کے اندر پیدا ہوا سے نہ سمجھے۔

فرمایا عام توبہ گناہوں سے بچنا اور خاص غفلت سے بچنا ہے، توبہ کی دو قسم ہیں توبہ انابت اور توبہ استجابت، توبہ انابت یہ ہے کہ بندہ خوف خدا سے توبہ کرے اور توبہ استجابت یہ

Marfat.com

ہے کہ اللہ کی شرم کے باعث توبہ کرے، دل کی توبہ ترک حرام کی نیت ہے توبہ چشم حرام چیزوں کی طرف نظر نہ کرنا۔ توبہ گوش ناجائز امور کا نہ سننا، توبہ دست ہاتھوں کو برے کام سے بچانا۔ توبہ پا ممنوعہ امور کی طرف قدم نہ اٹھانا، توبہ شکم حرام چیزوں سے پرہیز ہے سماع ایسی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ دلوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور ان میں اپنی طلب پیدا کرتا ہے جو اسے تصور مولا کے ساتھ سنتا ہے اس پر اللہ کی راہیں کھلتی ہیں اور جو نفس کے ساتھ سنتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ توکل کا معنیٰ بہت سے خداوندوں کی اطاعت کے حلقہ سے نکل کر ایک ذات کی اطاعت میں مصروف ہو جانا ہے اور اس کے معنی ترک تدبیر کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت رکھنا اللہ سے محبت رکھنے کے مترادف ہے یقین کی علامتیں تین ہیں۔ ہر امر میں اللہ پر بھروسہ رکھنا۔ ہر کام میں اسی سے رجوع کرنا اور ہر حال میں اس سے مدد چاہنا۔ فرمایا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ دنیا کیا چیز ہے تو جو چیز اللہ سے غافل کرے وہی دنیا ہے، صوفی وہ ہیں جو تمام چیزوں کو چھوڑ کر اللہ کے ہو رہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں سے انہی کو پسند کیا۔

جب آپ کا انتقال ہوا۔ تو لوگوں نے آپ کی پیشانی پر عنبرین حروف میں یہ لکھا دیکھا، کہ یہ اللہ کے حبیب ہیں اور انہوں نے اسی کی محبت میں دم توڑا ہے، جنازہ اٹھا ہے تو گھر سے گور تک پرندے جنازہ پر سایہ کیے جا رہے ہیں۔ اذان کی آواز کان میں آتے ہی کلمہ شہادت پر آپ کی انگلی اٹھ گئی جو قبر تک نیچی نہ ہوئی، اس شب کو ستر علماء افراد نے رسول کریم کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے کہ ہم ذوالنون کے استقبال کو آئے ہیں اہل مصر آخر تک آپ کو زندیق کہتے رہے وہ مرنے پر یہ حالت دیکھ کر بہت روئے اور توبہ کی۔ زندگی بھر تمام کے تمام لوگ آپ کے منکر رہے اور آپ اپنی حالت کو چھپائے رہے۔ اسرار توحید میں آپ کی نظر نہایت دقیق تھی آپ کی بہن کاملہ تھیں ان کے لئے من و سلویٰ برساتا تھا۔

ہمشیرہ ذوالنون کے کمالات عرفانی

یہ بہن آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھیں اور محض اس خدمت ہی نے آپ کو عارفہ بنادیا بہت بڑی صاحب وجد و حال تھیں ایک دفعہ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھیں۔ جس وقت اس آیت پر پہنچیں وظللنا علیکم و انزلنا علیکم المن والسلوی تو وجد و استغراق کے عالم میں کھڑی ہو گئیں اور آسمان کی جانب منہ کر کے فرمایا

Marfat.com

بار الہا یہ کیا بات ہے کہ اسرائیلیوں پر جو حضرت موسیٰ کی امت تھے تو نے من و سلویٰ عطا کیا۔ لیکن ہم تیرے حبیب خاص رسول کریم کی امت ہیں اور نسبتاً بڑا رتبہ رکھتے ہیں محروم رہے اور تو نے ہمارے اوپر من و سلویٰ نازل نہیں کیا۔ اب میں اٹھ کھڑی ہوئی ہوں اور تیری عزت کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ کہ اب تو جب تک ہم پر بھی من و سلویٰ نازل نہ کرے گا۔ میں ہرگز تیری زمین پر نہ بیٹھوں گی اور اسی طرح آسمان کی طرف نظر کیئے کھڑی رہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی پیاری اور بڑی شفیق ذات ہے اس نے دیکھا۔ کہ میری بندی اڑ گئی ہے تو اسے بھی جوش محبت پیدا ہو گیا۔ حکم کی دیر تھی کہ آسمان سے من و سلویٰ برسنے لگا اور سب نے اس کا مشاہدہ کیا، محبوب حقیقی کی یہ ادا اور یہ ناز برداری دیکھ کر آپ پر ایک وجدانی حالت طاری ہو گئی بے تابانہ گھر سے نکلیں اور حبیب حبیب کے نعرے لگاتی ہوئی جنگل کی طرف بھاگی اور دوڑی چلی گئیں اور اس کے بعد پھر کسی کو پتہ نہ لگا کہ وہ کہاں گئیں۔

لوگ اللہ سے غافل ہیں اور اسے چھوڑ کر نفس و شیطان کے پجاری بن چکے ہیں۔ اس لئے گوناگوں پریشانیوں اور حیرانیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ورنہ اس کی ذات اتنی دلفریب اتنی دل کش۔ اتنی دل رُبا اور اس درجہ حسین و جمیل اور شفیق و کریم ہے کہ اگر بندہ اس کی طرف ایک قدم ہی بڑھائے تو وہ سو قدم اس کی طرف بڑھتا ہے اللہ کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے۔ مگر وہ ہماری بے حقیقی کو نہیں بلکہ ہماری نیت اور ہماری محبت کو دیکھتا ہے اور جسے اپنی ذات سے محبت کرنے والا پاتا ہے اسے فوراً نوازتا ہے اور اتنا نوازتا ہے کہ اپنی رحمت و کرم کے آغوش میں لے لیتا ہے۔

گو موقع نہیں ہے مگر ہم یہیں یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں، کہ اللہ کے دوستوں کی بے نوائی اور پریشانی محض ظاہری اور نمائشی ہے بادی النظر میں ضرور یہ معلوم ہوتا ہے کہ رات رات بھر جاگنا، مدتوں ایک ایک تکیہ پر بسر کرنا۔ دن دن بھر روزے رکھنا تمام علائق دنیوی کو ترک کر دینا اور ہر وقت نماز و عبادت میں مشغول رہنا بہت مشکل کیا غیر ممکن کام ہے لیکن بباطن یہ نہایت آسان امر ہے بیمار کو اچھی سے اچھی اور لذیذ سے لذیذ چیز بھی بری لگتی ہے، ہم بیمار ہیں اس لئے ہم اس ذوق اور چاشنی سے لذت اندوز نہیں ہو سکتے آخر کچھ تو انہیں لطف حاصل ہوتا ہوگا، جو تمام لذات اور علائق کو چھوڑ کر یہ فقیری اختیار کر

Marfat.com

لیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دنیاوالے اور ہم کوتاہ اندیش اور کم فہم ہیں جسے فقیری سمجھتے ہیں دراصل اصل شاہی وہی ہے، حضرت ابراہیم ادہم سے کسی نے پوچھا کہ حضرت شاہی کو چھوڑ کر یہ جو گدائی لی تو کیا ملا۔ یہی کہ دجلہ کے کناری بیٹھے گدڑی سی رہے ہو۔ آپ نے سیتے سیتے اپنی سوئی دریا میں پھینک دیا اور اس شخص سے جو بڑا مقتدر شخص تھا۔ کہا ذرا تم اپنے اقتدار ظاہری سے میری سوئی ہی منگادو۔ حکم کی دیر تھی سینکڑوں افراد دریا میں کود گئے۔ مگر سوئی کا کوئی پتہ لگتا نہ لگا۔ آپ نے ہنس کر کہا۔ لا دریا میری سوئی دے اسی وقت ہزاروں مچھلیاں زریں سوئیاں لئے ہوئے موجود ہو گئیں۔

بندگان خاص اور حضرت ذوالنون

کیا بات تھی کہ حضرت ذوالنون نے جنگل کا خزانہ عظیم چھوڑ کر محض ایک تختہ لینے پر کفایت کی وہ جانتے تھے کہ جو لطف و لذت اللہ کے نام میں ہے وہ کسی میں نہیں، جس نے اللہ کو پالیا اسے سب کچھ مل گیا۔

ایک کروڑ پتی اور حسین عورت ہے جس کے پاس نہ ختم ہونے والے انبار ہائے زر موجود ہیں عشاق آتے ہیں ان میں کچھ عشاق ایسے بھی ہوتے ہیں جو داعیہ عشق لے کر آتے ہیں۔ لیکن کچھ اس کے عتاب و رعب میں آکر رہ جاتے ہیں کچھ ڈر جاتے ہیں، کچھ زر و جواہر لے کر مطمئن ہو جاتے اور چل دیتے ہیں۔ لیکن ایک جوانمرد بھی آتا ہے وہ نہ عتاب و رعب کی پرواہ کرتا ہے نہ ڈرتا ہے نہ زر و جواہر پر نظر ڈالتا ہے اور سب کچھ چھوڑ کر اسی گلی کا ہو رہتا ہے ٹھوکریں کھاتا ہے پٹتا ہے، ذلیل ہوتا ہے خواریاں دیکھتا ہے، راتیں جاگ جاگ کر کراہ کر بسر کرتا ہے نہ کھانے سے کام نہ سونے سے غرض نہ آرام سے سروکار نہ دنیا سے غرض اسے آرام ملتا ہے تو اس کے نام میں اور اس کے نام کی وجہ سے لوگ طعنے دیتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ آخر اس کی پختگی عشق اس ماہ پیکر پر اثر کرتی ہے اور وہ اسے اپنا لیتی ہے غور کیجئے کہ اس وصل میں اسے جو لذت ملے گی اس کا اقتدار سب اس کا ہو گا۔ جس نے بادشاہ کو ہاتھ میں لے لیا اسے سب کچھ مل گیا، یہی حالت عارفوں کی ہے کہ وہ اس دنیا میں اس کی لذتیں اور اس کا سب کچھ چھوڑ کر اسی کے ہو جاتے ہیں اور جب وہ مل جاتا ہے تو گویا سب کچھ مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حسن و صفات و اقتدار میں لاثانی ہے جب اسے پالیا تو گدائی شاہی بن گئی اور سب کچھ انہیں مل گیا۔ ایک روز لوگوں نے حضرت ذوالنون مصری کو روتے دیکھا۔

Marfat.com

لوگوں نے سبب پوچھا۔ فرمایا کل حالت سجدہ نیند آگئی۔ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے مخلوق کو پیدا کر کے دس حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ان کے سامنے دنیا پیش کی تو نو حصے اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور ایک حصہ نے اسے ترک کر دیا۔ پھر ترک کرنے والوں کے دس حصے کئے اور بہشت پیش کی، نو حصے اس کی طرف راغب ہو گئے ایک حصہ نے پروہ نہ کی۔ پھر اس ایک حصہ کے دس حصے کئے ان کے سامنے دوزخ لا کر کھڑی کی تو نو حصے تو اس کے خوف سے بھاگ گئے صرف ایک حصہ رہ گیا جو نہ بہشت پر فریفتہ اور نہ دوزخ سے ڈرا میں نے کہا بندو تم کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے سر جھکا کر کہا کہ تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں پس یہی میرے خاص اور عاشق و محبوب بندے ہیں۔

Marfat.com

صاحب علم و جذب

حضرت داؤد طائی

ایک شعر سن کر دل کی دنیا بدل گئی

بندگی و عظمت حضرت داؤد طائی بڑے جلیل القدر بزرگ تھے بہت ذی علم اور صاحب جذب تھے اور جملہ علوم میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ بیس سال کامل تو آپ حضرت امام ابو حنیفہ سے علم سیکھتے رہے اس وجہ سے فقہ میں بھی درجہ اجتہاد رکھتے تھے۔ حضرت ابراہیم ادہم اور حضرت فضیل بن عیاض سے بھی فیض باطنی حاصل کیا تھا۔ حضرت حبیب عجمی کے مرید و خلیفہ تھے ایک مرتبہ آپ نے ایک نوحہ گر کو دیکھا۔ کہ وہ دردناک لہجہ میں ایک شعر پڑھ رہا تھا جس کا مفہوم یہ ہے "ایسا کون سا چہرہ تھا جو خاک میں نہ ملا۔ اور کون سی ایسی آنکھ تھی جو زمین میں دفن نہ ہوئی"

یہ شعر سنتے ہی آپ کے قلب پر ایک چوٹ لگی، حالت متغیر ہو گئی اور دنیا کی بے ثباتی کا نقش آپ کے قلب پر مرتسم ہو گیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو چہرے کا رنگ فق تھا۔ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے فرمایا یہ صورت ہوئی اور میرا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو گیا۔ پھر بولے میرے اندر کوئی ایسی چیز پیدا ہو گئی ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت امام نے کہا بہتر ہے اب تم یاد الٰہی میں رہو اور دنیا والوں سے اعراض برتو چنانچہ آپ خانہ نشین ہو گئے اور دن رات عبادت کرنے لگے۔

ایک عرصہ کے بعد حضرت امام کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا یہ کچھ بے کاری کی بات ہے کسی سے نہ ملنا اور محض گھر میں معتکف رہنا تو کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اب

Marfat.com

تم میری علمی مجلس میں آجایا کرو۔ خود تو کچھ نہ کہا کرو۔ مگر دوسروں کی گفتگو غور سے سنا کرو چنانچہ آپ تقریباً ایک سال تک حضرت امام کے درس میں متواتر شریک ہوتے رہے اس کے بعد آپ نے فرمایا حضرت اس خاموشی وصبر سے مجھے اتنا فائدہ پہنچ گیا۔ کہ تیس سال کا کام ہو گیا۔ دل میں خلش موجود تھی آپ حضرت حبیب عجمی کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ ایسا لطف آیا۔ کہ پھر وہیں جانے لگے اور ان کے مرید ہو گئے اب کیا تھا مقامات کھلنے لگے، حجابات اٹھنے لگے اور دنیا سے بالکل قطع تعلق کر لیا یہ حالت تھی کہ آپ کو بیس اشرفیاں ترکہ میں ملی تھیں آپ نے مسلسل بیس سال تک اسی پر گذارا کیا۔

خاص امر یہ تھا کہ آپ روٹی کبھی چبا کر نہ کھاتے تھے بلکہ روٹی کے ٹکڑوں کو پانی میں گھول لیتے اور پی جاتے کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا چبانے میں وقت ضائع ہوتا ہے، اتنا وقت ضائع ہوتا ہے کہ اس میں قرآن کریم کی پچاس آیات پڑھی جا سکتی ہیں۔

ایک دفعہ لوگوں نے دیکھا کہ ہاتھ میں خشک روٹی کا ایک ٹکڑا ہے اور کھڑے رو رہے تھے۔ پوچھا، کیوں رو رہے ہو، کہا مجھے نہیں معلوم یہ حلال کا ہے یا حرام کا۔

آپ کا آبائی مکان بہت بڑا تھا اور بوسیدہ ہوتا جاتا تھا۔ ایک حصہ خراب ہو گیا تو آپ دوسرے حصہ میں جا بیٹھے وہ بھی گر گیا صرف ڈیوڑھی باقی رہ گئی اس میں زندگی بسر کی۔ اتنا استغراق تھا۔ کہ بیس سال تک چھت کی طرف نظر نہ کی لوگوں نے کہا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا میں نکاح کس طرح کروں اس کا نان و نفقہ کہاں سے لاؤں۔ اس کے حقوق مجھ سے کیونکر ادا ہونگے۔

ایک مرتبہ چاندنی رات میں کوٹھے پر کھڑے ہوئے تاروں کی گردش دیکھ رہے تھے کہ ہیبت خداوندی نے دل پر وہ اثر کیا۔ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے ہمسایہ چور سمجھ کر شمشیر لئے اوپر چڑھ آیا۔ دیکھ کر پوچھا۔ آپ کو کس نے گرادیا۔ فرمایا کچھ خبر نہیں۔ مجھ پر خود ایک بے خودی طاری تھی۔

علم و فضل اور حق شناسی

حضرت فضیل بن عیاض بڑے کامل گذرے ہیں آپ کو زندگی بھر میں دیکھنے کا اتفاق صرف دو مرتبہ ہوا تھا۔ اس پر آپ بہت زیادہ فخر کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ایک دفعہ ملا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک بوسیدہ چھت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا آپ یہاں نہ بیٹھیں کہ چھت بہت شکستہ ہو گئی

Marfat.com

ہے فرمانے لگے میں نے آج تک چھت کی طرف نظر بھی نہ اٹھائی تھی کہ بے ضرورت دیکھنا مکروہ ہے، دوسری مرتبہ ملا تو میرے کہنے پر نصیحت کی کہ جہاں تک ممکن ہو دنیا سے دور رہو اور لوگوں سے بھاگو۔

آپ فقہ و حدیث میں درجہ اجتہاد رکھتے تھے مگر جوش محبت الٰہی میں سب کچھ بھول بیٹھے، تاہم حضرت امام کے دو قابل شاگردوں امام محمد اور امام یوسف میں جب کبھی اختلاف پیدا ہوتا۔ تو ثالث آپ ہی قرار پاتے اور جب دونوں سامنے آتے۔ تو امام محمد سے تو باتیں کرتے تھے اور ان کی طرف منہ کر کے بیٹھتے۔ مگر امام یوسف کی طرف ہمیشہ پشت رہتی۔ لیکن جس کا قول درست اور رائے صحیح ہوتی فوراً ظاہر کر دیتے۔ لوگوں نے پوچھا آخر اس کا سبب کیا ہے۔ کہ جب یہ دونوں ایک ہی امام کے شاگرد اور صاحب علم ہیں تو ان میں ایک کی طرف آپ کا التفات کیوں زیادہ ہوتا ہے اور ایک ہی سے کیوں زیادہ عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں جواب میں فرمایا۔ کیا آپ کو علم نہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے جیل جانے اور کوڑوں کی سزا پانے کے باوجود عہدۂ قضا منظور نہیں کیا۔ مگر امام یوسف نے اپنے استاد کے طریق کے خلاف اس عہدہ کو منظور کر لیا اور قاضی بن گئے پھر امام محمد نے اپنے علم کو حصول عزت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ حالانکہ تکلیف اٹھا کر دنیوی سہولتوں کے موجود ہوتے ہوئے علم حاصل کیا۔ اس لئے میں ان کی عزت کرتا ہوں اور کرنی چاہیے۔

شہنشاہ وقت سے ملاقات خلیفہ ہارون رشید بہت فقیر دوست اور عظیم الشان خلیفہ گذرا ہے وہ اپنے عہد کے تمام فقراء سے ملتا اور ان سے نصیحت حاصل کرتا۔ اس کے کانوں تک جب آپ کے کمالات باطنی کا شہرہ پہنچا، تو اس کے دل میں آپ سے ملنے کی بھی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ جب وہ آپ کے دروازہ پر پہنچا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ میں ملنا نہیں چاہتا۔ خلیفہ نے مجبور ہو کر آپ کی والدہ سے کہا۔ کہ آپ اپنے فرزند جلیل کے پاس جائیے اور میری سفارش کیجئے۔ کہ وہ مجھ سے مل لیں والدہ نے سفارش کی لیکن آپ نے یہ سفارش قبول نہیں کی اور فرمایا مجھے دنیاداروں اور ظالموں سے کیا غرض۔ میں کسی ظالم کی سفارش قبول نہیں کرتا۔ آپ کی والدہ نے فرمایا بیٹا تو جانتا ہے کہ ماں کے حقوق کیا ہے، میری مرضی یہی ہے کہ خلیفہ کو اندر بلایا جائے ورنہ میں بھی ایسے شخص سے کوئی واسطہ نہ رکھوں گی جو اپنی ماں کی

Marfat.com

محبت کا طالب نہیں۔ آپ اپنی والدہ گرامی کے یہ الفاظ سن کر متاثر ہوئے اور ڈر گئے، مجبور ہو گئے اور خلیفہ کو اندر آنے کی اجازت دیدی۔ خلیفہ کچھ دیر تک آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ نصیحت آمیز باتیں ہوتی رہیں۔ رخصت ہوتے وقت اس نے کہا یہ ایک اشرفی بالکل حلال ہے آپ اسے قبول فرمالیں۔ فرمایا جائیے اور اپنی اشرفی اپنے ساتھ ہی لے جائیے مجھے اس کی کوئی احتیاج نہیں میں اپنا رہائشی مکان حلال روٹیوں کے عوض فروخت کر چکا ہوں اور اس پر گذارا کر رہا ہوں۔ اور میں اللہ سے استدعا کر چکا ہوں کہ اس روپے کے ختم ہو جانے کے ساتھ ہی میری زندگی بھی ختم کر دی جائے تاکہ میں تیری مخلوق کا محتاج و دست نگر نہ رہوں مجھے پوری توقع ہے کہ اس نے میری دعا ضرور قبول کر لی ہو گی۔ امام یوسف خلیفہ کے ساتھ تھے انہوں نے پوچھا اب آپ کے پاس اس رقم میں سے کتنی رقم رہ گئی ہے؟ فرمایا صرف دس درہم باقی رہ گئے ہیں اور ایک درہم روزانہ میرا خرچ ہے امام یوسفؒ برابر حساب لگاتے رہے چنانچہ ٹھیک دسویں روز آپ کا انتقال ہو گیا۔

تعلیمات و نکات

فرمایا دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت سے افطار کر اور موت کو سمجھ اور لوگوں سے اس طرح بھاگ جس طرح کہ شیر سے بھاگتے ہیں۔

ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آکر عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے فرمایا اپنی زبان کی پوری حفاظت رکھ اور بے ضرورت بات نہ کہہ فرمایا تنہائی اختیار کر اور اگر ممکن ہو تو لوگوں سے دل نہ لگا۔

ایک اور شخص نے آپ سے وصیت کی استدعا کی تو آپ نے فرمایا کہ تو جتنی سعی دنیا میں اپنا رتبہ بلند ہونے کی لئے کرتا رہتا ہے کم از کم اتنی ہی سعی آخرت میں بھی اپنا رتبہ بلند کرنے کے لئے بھی ضرور کر۔

فرمایا جو شخص دوسروں کو توبہ و اطاعت کی ہدایت کرتا رہتا ہے اور خود اس ہدایت پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہے کہ شکار تو خود کرے اور کباب دوسروں کو نصیب ہوں۔

حضرت جنید کی روایت کے مطابق آپ نے حجامت کی اجرت حجام کو ایک دینار عطا کی لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہنے لگے کہ محض ایک حجامت کی اجرت میں حجام کو ایک دینار دیدینا اسراف ہے۔ فرمایا کہ "ہرگز اسراف نہیں مروت ہے اور جس میں مروت نہیں اس کی عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔"

Marfat.com

لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کی صحبت سے بھاگتے ہیں اور تنہائی اختیار کئے رہتے ہیں؟ فرمایا بیٹھوں کن کے ساتھ؟ اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ بیٹھوں تو وہ میرے عیوب کا اظہار مجھ پر کریں گے میری تعریف کر کے میرے نفس کو موٹا کریں گے اور اگر چھوٹوں کی صحبت اختیار کروں تو وہ مجھے دینی امور میں کوئی ہدایت نہ کریں گے پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں خلق کی صحبت میں بیٹھنا اٹھنا شروع کر دوں۔

فرمایا کہ دن بھر نا راستی سے بچنا رات بھر نماز پڑھنے اور عبادت کرنے سے کہیں بہتر ہے فرمایا کہ توبہ و عبادت سے بھی بندوں کو وہ فائدہ نہیں پہنچتا جو بندے کو بندوں کی حاجت روائی و خدمت سے پہنچتا ہے۔

کرامات و اشارات ایک دفعہ آپ اپنے دروازہ پر بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے تھے اتنے میں اس طرف سے ایک آتش پرست گذرا آپ نے اسی خشک روٹی میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر اس آتش پرست کو دے دیا۔ گو کہ وہ ایک غیر مذہب کا آدمی تھا مگر آپ کو بزرگ اور فقیر کامل سمجھتا تھا اور کچھ اللہ ہی کو منظور تھا کہ اس نے بے تکلف آپ سے وہ ٹکڑا لے لیا اور فوراً چبا کر کھا لیا خدا کی قدرت ملاحظہ فرمائیے کہ اسی شب کو وہ خواہش سے بیتاب ہوا اور اپنی بیوی سے مقاربت کی حمل ٹھہر گیا نو ماہ کے بعد حضرت معروف کرخی جیسے عارف کامل پیدا ہوئے یہ اسی ٹکڑے کی برکت تھی۔

یہ حضرت معروف کرخی آپ کے مرید و خلیفہ تھے اور بڑے ہو کر برسوں آپ کی خدمت میں رہے اور فیض حاصل کیا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قبلہ سے بڑھ کر کوئی ایک شخص بھی دنیا سے نفرت کرنے اور اس پر حقارت سے نظر کرنے والا نہیں دیکھا۔ دنیا اور دنیا کی تمام دلفریب آرائشیں اور دنیا والے اور ان کے تمام شکوہ و جلال آپ کی نظروں میں کلیۃً حقیر و لغو تھے یہی وجہ تھی کہ آپ جب دنیا والوں کو دیکھتے تو نہ صرف شکوہ کرتے بلکہ پریشان ہوتے کہ میں نے ان کی طرف کیوں نگاہ اٹھائی۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب اپنے کپڑے دھوتا ہوں تو معاً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کاش میں اپنے قلب کو بھی اسی طرح مل کر دھوتا علاوہ ازیں فقراء سے آپ کو بہت محبت تھی اور ان سے حسن سلوک روا رکھتے تھے۔

وصال و انتقال جس روز آپ کا انتقال ہوا اس روز آپ رات بھر نماز ہی میں مشغول رہے نماز بھی بڑے خضوع و خشوع کی نماز تھی پورا قرآن صرف دو رکعت میں

Marfat.com

ختم کیا شب کے آخری حصہ میں آپ نے سجدہ جو کیا تو پھر اس سے سر نہ اٹھایا آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب بہت دیر ہو گئی اور نماز فجر کا وقت ختم ہونے لگا تو میں پاس گئی اور کہا بیٹا نماز کا وقت قریب الختم ہے اٹھو اور نماز پڑھ لو جب کوئی جواب نہ ملا تو جسم پر ہاتھ رکھا بالکل ٹھنڈا تھا اور آپ حق تعالےٰ سے واصل ہو چکے تھے۔

ایک اور بزرگ سے روایت ہے کہ آپ علالت کی حالت میں اپنی دہلیز پر لیٹے ہوئے تھے ایک اینٹ آپ کے سر کی تکیہ تھی شدت کی گرمی تھی شدت سے پسینہ آرہا تھا حالت غیر تھی زبان پر قرآن کریم تھا تلاوت کرتے چلے جارہے تھے اور ان بزرگ نے کہا یہاں تو آپ کو بہت تکلیف ہے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو اور کہیں بہتر اور آرام دہ جگہ لے چلوں شہر میں نہ سہی تو جنگل ہی میں چلئے مگر یہاں سے اٹھ بیٹھئے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے نفس کی خاطر کسی سے کوئی استدعا کروں۔ آج تک تو میں کبھی اس سے مغلوب نہ ہوا پھر اب آخری وقت میں اس کے سامنے کیونکر سر جھکا سکتا ہوں۔ اسی شب کو آپ نے بحالت نماز وفات پائی۔

آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے زیر دیوار دفن کیا جائے تاکہ کوئی میرے سامنے سے نہ گذرے چنانچہ یہی ہوا اور آج تک آپ کا مزار اسی حالت میں اسی جگہ قائم ہے وصال کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہوا میں پرواز کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے زندہ لوگوں سے نجات پائی جس وقت آپ کا انتقال ہوا ہے اسی وقت آسمان سے صدا بلند ہوئی کہ داؤد کا مقصد حاصل ہو گیا اور وہ اللہ سے واصل ہوا۔

آپ کا قلب مبارک درد و غم کا ایک پیکر تھا عشق الٰہی میں جلتے رہتے تھے اور بڑے بزرگ اور یگانہ عصر تھے اگرچہ علوم و فنون میں دستگاہ کامل حاصل تھی فقہ و حدیث کے متبحر تھے مگر آپ دنیا میں ایک جید عالم کی حیثیت سے نہیں ایک ولی کامل کی حیثیت سے مشہور ہوئے ۲۸ ربیع الاول ۱۶۰ھ میں انتقال ہوا۔ مزار بغداد میں ہے۔

Marfat.com

پیکر تصرف و جلالت شیخ المشائخ

حضرت معروف کرخی

اسلام و عبادت

حضرت معروف کرخی بڑے زبردست مقتدائے طریقت گذرے ہیں۔ والدین آتش پرست تھے انہوں نے آپ کو اپنے طریق پر تعلیم دینی چاہی معلم کے پاس مدرسہ میں بھیجا معلم نے ہر چند سعی کی کہ آپ ثَالِثُ ثَلٰثَة کہیں مگر آپ ہر بار ھوَ اللّٰہ الوَاحِدُ کہتے تھے اور کیوں نہ کہتے کہ آپ حضرت داؤد طائی کے دیئے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کے اثر کی برکت سے پیدا ہوئے تھے معلم نے زدو کوب شروع کی اور جب ایک روز بہت مارا تو آپ مدرسے سے بھاگ کر کہیں غائب ہو گئے ماں باپ نے ہر چند تلاش کی مگر پتہ نہ چلا۔ آخر ماں باپ تھے دعائیں مانگنے لگے کہ بیٹا آجائے کسی دین میں رہے مگر ہماری نگاہوں کے سامنے تو رہے۔

آپ جو بھاگے تو سیدھے حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں پہنچے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے مسلمان ہو کر کچھ مدت بعد آپ اپنے گھر گئے اور دروازہ پر آواز دی پوچھا کون ہے؟ جواب ملا معروف۔ پوچھا کس دین کو اختیار کئے ہوئے ہے؟ فرمایا رسول کریم ﷺ کا دین اختیار کر چکا ہوں۔ خدا معلوم اس جواب میں کیا برکت اثر تھا کہ نہ صرف یہ کہ ماں باپ نے گھر میں بلا لیا بلکہ اتنے متاثر ہوئے کہ خود ہی بولے کہ جب بیٹے نے اسلام قبول کر لیا تو اب ہم بھی اپنے دین پر رہنا نہیں چاہتے چنانچہ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

آپ مادر زاد ولی تھے عبادت میں مصروف ہو گئے حضرت داؤد طائی کی خدمت میں پہنچ کر ان کے مرید ہو گئے ان کی توجہ نے آپ کو کچھ سے کچھ بنا دیا دنیا کی طرف سے دل مردہ ہو گیا مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے۔

Marfat.com

عظمت و جلالت

پھر تو یہ حالت تھی کہ شوق کے پروں میں اڑتے تھے۔ اور محبت الٰہی کی آگ روز بروز تیز سے تیز تر ہو گئی جذب و استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی اور ولایت کبری کے منصب پر فائز ہو گئے اور دور دور تک آپ کا شہرہ ہو گیا حضرت محمد بن منصور طوسی بغداد میں آپ سے ملے اور آپ کی خدمت میں حاضر رہے ایک روز انہوں نے دیکھا کہ آپ کا پتہ نہ چلا۔ انہوں نے پوچھا مجھے یہ بتائیے کہ آپ کل کہاں تھے؟ فرمایا تمہیں ان امور سے کیا غرض جن سے تمہارا کوئی مطلب نہیں اور نہ جن کے پوچھنے سے تمہارا کوئی فائدہ ہے وہی بات پوچھو جس کے پوچھنے کی تمہیں ضرورت ہو انہوں نے کہا کہ آپ کو قسم ہے اپنے معبود کی کہ آپ مجھے اس راز سے ضرور آگاہ کریں مجبور ہو کر فرمایا کہ کل مجھے مکہ معظمہ جانے اور کعبہ شریف کا طواف کرنے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ میں گیا وہاں نماز پڑھی اور طواف کیا۔ پھر میرا دل چاہا کہ آب زمزم پیوں میں چاہ زمزم پر پانی پینے جا رہا تھا کہ اتفاقاً میرا پاؤں پھسل گیا۔ گر پڑا میرے ٹخنے میں چوٹ آئی جس کا نشان اب تک موجود ہے۔

ایک روز آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے لذیذ غذائیں کھا رہے ہیں اور دستر خوان سامنے چنا ہوا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ آج بھی اپنی پسند سے کب کھا رہا ہوں بلکہ میرا رب جو دیتا ہے کھا لیتا ہوں۔ جب سری سقطی نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو آپ نے کہا میرے مرنے پر میرا پیراہن کسی ضرورت مند کو بطور صدقہ دینا کہ میری دلی آرزو ہے کہ میں جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا ویسا ہی دنیا سے برہنہ جاؤں حقیقت یہ ہے کہ آپ ترک و تجرید میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

اخلاق و الطاف

ایک روز آپ دجلہ پر تشریف لے گئے رفع حاجت کی ضرورت ہوئی آپ نے اپنا مصلیٰ اور قرآن ایک جگہ کنارہ پر رکھا اور ایک طرف کو چلے گئے ایک عورت اس طرف سے گذری اور مصلیٰ اور قرآن لیکر چلی گئی آپ جو واپس ہوئے تو دونوں چیزیں وہاں نہ پائیں عورت کی طرف خیال گیا آپ اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے قریب پہنچے تو سر جھکا کر فرمایا کہ کیا تیرا لڑکا قرآن پڑھ سکتا ہے اس کا جواب اس نے نفی میں دیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تو میرا قرآن مجھے دیدے۔ اس عورت نے فرط ندامت سے گردن جھکا لی اور دونوں چیزیں آپ کو واپس دیدیں۔ فرمایا کہ نہیں مجھے دونوں چیزوں کی

Marfat.com

ضرورت نہیں مصلےٰ کو میں نے تیرے لئے حلال کر دیا ہے اسے تو ہی پاس رکھ صرف قرآن دیدے وہ عورت آپ کا یہ اخلاق دیکھ کر حیران رہ گئی کچھ جواب نہ دیا اور شرمندہ ہو کر چل دی یہ ہیں بزرگانہ اخلاق اگر کسی اور شخص کی کوئی چیز چراتا اور وہ اس کے پاس دیکھ لیتا تو مارتا بھی اور پولیس کے حوالے بھی کر دیتا مگر آپ عارف اور ولی تھے اور عارف لوگ تمام بندگان خدا کو وقعت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں کبھی ان کی دل آزاری اور نقصان رسانی گوارا نہیں کرتے اور ان سے لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آنے کو خوشنودی رب قدیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حضرت سری سقطی نے دیکھا کہ عید کا روز ہے اور آپ کھجوریں چن رہے ہیں پوچھا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں ؟ فرمایا یہ لڑکا جو میرے پاس کھڑا ہوا ہے میں نے اسے روتا ہوا دیکھا اور جب میں نے اس سے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا آج عید کا روز ہے سب لڑکوں نے نئے نئے کپڑے پہنے ہیں میں یتیم ہوں اس لئے میں کھجوریں چن رہا ہوں کہ انھیں فروخت کر کے اس کے اخروٹ خریدوں تاکہ یہ ان سے بہلے اور اپنا غم بھول جائے۔ حضرت سری سقطیؒ نے عرض کی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں میں اسے اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں اس خدمت کو میں انجام دوں گا چنانچہ انھوں نے ساتھ لیجا کر اسے نئے کپڑے بھی خرید دیئے اور اس کے کھیلنے کے لئے اخروٹ بھی مول لے کر دیدیئے حضرت سری سقطی فرماتے کہ لڑکا تو خوش ہو گیا اور میرے قلب میں اس فعل وامر سے ایک ایسا نور پیدا ہو گیا کہ میری حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔

اب ایسے بزرگ کہاں ہیں جو یتیموں اور غریبوں کی دلدہی کریں اور سمجھیں کہ عیال اللہ کی خدمت کتنے بڑے اجر عظیم کا باعث ہے۔

جذبہ خدمت عیال اللہ ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ایک جگہ دیکھا کہ کچھ جوان ہیں جو شراب پیئے ہوئے ہلڑ مچا رہے ہیں ایک شور برپا کر رکھا ہے کچھ لڑ رہے ہیں اور کچھ ڈھول بجا رہے ہیں اور سب نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے چلتے چلتے آپ ان کے قریب پہنچے ان لوگوں نے کچھ پرواہ نہ کی کہ نشہ شراب میں دھت ہو رہے تھے جب آپ ان کے قریب سے گذر کر لب دجلہ پہنچ گئے تو آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ

Marfat.com

وہ ان سب کو غرق و تباہ کردے۔

آپ نے فرمایا بہت بہتر تم یہی چاہتے ہو نا کہ یہ تباہ ہو جائیں اور ان کی بد افعالیوں کا اثر دوسرے لوگوں تک نہ پہنچے اچھا تم بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھاؤ اور میں بھی اٹھاتا ہوں آپ کے فرمانے پر سب نے ہاتھ اٹھالئے تو آپ نے دعا کی کہ :۔

بار الہا ان لوگوں کو جیسا عیش و سرور دنیا میں عطا کیا ہے آخرت میں بھی ایسا ہی عیش و سرور ان کو عطا کر۔

آپ کے ساتھی بد دعا کے بجائے آپ کی زبان سے دعا سن کر متحیر ہوئے اور کہنے لگے یا شیخ ہم اس دعا کا راز سمجھنے سے قاصر ہیں۔ فرمایا عجلت نہ کرو ذرا دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ چند لمحوں کے بعد ہی ان جوانوں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی شراب کے خم کے توڑ ڈالے ڈھول اور چنگ زمین پر ڈال دیئے اور سب کے سب آپ کے قدموں میں جا گرے اور صدق دل سے توبہ کی اور معافی مانگی۔

آپ نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ غرق ہوئے بغیر یہ سب کے سب راہ راست پر آگئے فساد ختم ہو گیا اور ان کی نفسانیت فنا ہو گئی تمہارا بھی مدعا پورا ہو گیا اور یہ سب کے سب جوان بھی اپنی مرادوں کو پہنچ گئے۔

واقعی بزرگی و عظمت بھی یہی ہے کہ اس حالت میں بھی "عیال اللہ" کی بہبود و بہتری کو پیش نظر رکھا جائے کوئی برا ہو یا بھلا بندہ تو اللہ ہی کا ہے۔ شامل تو ہیں۔ اسے تو سب کا درد ہے اس کو کب یہ گوارا ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ اس کا بندہ ہو کر اس کے بندوں کا برا چاہے ہم ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو برا لگتا ہے مگر وہ اپنے دوستوں کو ایسی لغزش پر فوراً پکڑ لیتا ہے مگر جب دیکھتا ہے کہ کوئی اس کے بندوں کی فلاح کے لئے ساعی ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اور بزرگان دین نے اہل اللہ کی خدمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور کبھی کسی کے لئے بد دعا نہیں کی۔

نکات و تعلیمات

ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ حضور مجھے کچھ وصیت فرمائیے ارشاد ہوا کہ اس امر سے ڈرتا رہ کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف دیکھ رہا ہو اور تو اس وقت غرور تکبر کے مظاہرہ میں مصروف ہو۔

فرمایا جوانمردی کا اظہار تین امور میں ہوتا ہے۔ سوال کے بغیر بخشش و عطا کی

Marfat.com

جائے تعریف بلا صلہ و مطلب اور بے غرضانہ کی جائے اور ہر حالت میں وفا شعار رہے۔

فرمایا وفا کی حقیقت یہ ہے کہ غفلت کی بعد انسان ہوشیار ہو جائے اور کسی فضول خیال کو قریب نہ آنے دے۔ فرمایا زبان کو تعریف و ستائش سے بھی اسی طرح بچانا اور محفوظ رکھنا چاہیے جس طرح اسے مذمت اور برائی سے بچایا جاتا ہے۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ فرمایا اللہ پر بھروسہ اور توکل کر تا کہ وہ تیرا کفیل ہو جائے اور تیرے ساتھ رہے اس کی طرف رجوع کر اور تمام شکایات اسی کی حضور میں پیش کر۔ اس لئے کہ تمام مخلوق حیثیت مجموعی نہ تو تجھے اس کی مرضی کے بغیر کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ اس میں اتنی قوت ہے کہ وہ اس کی منشاء کے بغیر تجھ سے تیرے کسی نقصان و تکلیف کو دفع کر سکے۔ فرمایا اگر تجھے کچھ کہنا اور عرض کرنا ہے تو اسی سے کہہ اور عرض کر جو تیری تمام تکالیف اور جملہ مصائب کو دور کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ :۔

تجھ پر مصیبت بھی پڑے تو تو سمجھ لے کہ اس کا علاج اس کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے ہی میں مضمر ہے۔

وفور شوق و وصال

ایک روز اتفاقیہ طور پر آپ کا وضو ٹوٹ گیا۔ آپ اسی وقت اٹھے اور عجلت کے ساتھ تیمم کر لیا۔ لوگوں نے عرض کیا دریائے دجلہ کچھ دور نہیں سامنے ہی بہہ رہا ہے پھر آپ کو تیمم کی کیا ضرورت تھی آپ نے کیوں نہ اس پر جا کر وضو کر لیا؟ جواب میں ارشاد فرمایا۔ اتنی دیر کیونکر اور کیسے ناپاک رہتا ممکن تھا کہ اتنے فاصلہ پر پہنچنے سے پیشتر میرا دم نکل جاتا اور موت آکر میرا گلا دبا لیتی۔

ایک دفعہ آپ پر شوق کا غلبہ جو ہوا تو انتہائی جذبہ پیدا ہو گیا۔ سامنے ہی ایک ستون تھا آپ اٹھے اور جھپٹ کر اسے اپنے آغوش میں لے لیا اور اسے اتنی قوت اور اتنے زور سے دبانا شروع کیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ستون پارہ پارہ ہو کر رہ جائے گا۔ دیر تک یہی حالت رہی۔

حضرت سری سقطی آپ کے بہت معتقد تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے فرماتے ہیں کہ

"جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کہہ کہ اے رب حق

Marfat.com

معروف کرخی میری حاجت روائی کر۔"

وہ حاجت ضرور اسی وقت قبول ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ آپ کے وصال پر عجیب صورت حال رونما ہوئی۔ جملہ مذاہب کے لوگ مصر تھے کہ ہم آپ کا جنازہ اٹھائیں گے۔ ایک خادم آگے بڑھا اور عرض کی کہ آپ وصیت فرما گئے ہیں کہ جس قوم کے لوگ بھی میرا جنازہ زمین سے اٹھالیں وہی مجھے دفن کریں۔ سب سے پہلے یہودیوں نے سعی کی۔ پھر آتش پرستوں نے اٹھالیا اور انہیں نے آپ کی تجہیز و تکفین کی۔ حضرت محمد بن الحسینؒ فرماتے ہیں کہ وصال کے بعد میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد آپ کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھے بخش دیا۔ پھر پوچھا کہ کیا آپ اپنے تورع و زہد کے باعث بخشے گئے؟ فرمایا نہیں۔ اسی امر کے باعث کہ میں تمام تعلقات ترک کر کے صرف خدا کی طرف مشغول ہو گیا تھا۔ حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو عرش کے نیچے مدہوش دیکھا ندا آئی یہ کون ہے؟

فرشتوں نے کہا بار الٰہا! تو ہی واقف ہے فرمایا یہ ہمارا معروف کرخی ہے جو ہماری محبت میں متوالا و مست ہو گیا ہے یہ ہمارا جمال دیکھے بغیر ہرگز ہوش میں نہ آئے گا اور نہ اسے ہمارے دیدار کے سوا کسی طرح بھی تسلی ہو گی۔ آپ کی قبر کی تریاق مجرب کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی قبر پر جو لوگ حاجت لے کر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ ساری زندگی شوق و محبت الٰہی میں بسر کر دی۔ ۲/ محرم ۲۰۰ھ میں وصال ہوا۔ بغداد میں مزار ہے۔

Marfat.com

امام العارفین

حضرت سری سقطی

تجارت و عبادت

حضرت سری سقطی تصوف کے امام اور بہت بڑے باکمال بزرگ تھے۔ کتب سیر میں مرقوم ہے کہ جس بزرگ نے بغداد کے اندر حقائق طریقت اور اسرار توحید کے متعلق سب سے پہلے لب کشائی کی وہ حضرت سری سقطی ہی تھے۔ حضرت جنید آپ کے بھانجے تھے بہت بڑے عالم تھے بغداد شریف کے بازار میں آپ کی دوکان تھی تجارت کیا کرتے تھے دوکان کے اندر ایک پردہ پڑا رہتا تھا اکثر اوقات اسی کے اندر رہتے اور روزانہ ایک ہزار رکعت نماز بلاناغہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی بزرگی اور کمالات کا شہرہ سن کر ایک شخص کوہ لگام سے آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ دوکان پر حسب معمول پردہ پڑا ہوا تھا اس نے پردہ اٹھا کر پہلے تو خود سلام کیا پھر بولا کہ میرے وطن کے فلاں بزرگ نے بھی آپ کو سلام کہا ہے۔ فرمایا وہ تو پہاڑ میں مصروف عبادت ہو گئے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ رات دن وہیں معتکف رہتے ہیں۔ پھر بولے کہ :-

"دنیا چھوڑ کر پہاڑ کے غار میں معتکف ہو جانا کوئی جوانمردی نہیں مرد وہی ہے جو بازار میں رہ کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشغول رہے اور اس میں گم ہو کر نہ رہ جائے۔

لکھا ہے کہ آپ اپنا مال صرف بیس فیصدی منافع پر فروخت کیا کرتے تھے اور دس دینار کے مال پر صرف نصف دینار نفع لیتے تھے ایک دفعہ یہ صورت ہوئی کہ آپ نے ۲۰ دینار (اشرفیاں) کے بادام خریدے چند ہی روز کے بعد باداموں کی قیمت چڑھ گئی اور بہت گراں ہو گئی ایک دلال نے آپ کے پاس آکر کہا کہ کیا آپ اپنے باداموں کا ذخیرہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ پوچھا کس قیمت پر خریدو گے بولا ۹۰ دینار میں خریدنے پر تیار ہوں۔ فرمایا میں نے

Marfat.com

تو اپنا یہ اصول کار مقرر کر رکھا ہے کہ مال صرف بیس فیصدی منافع پر فروخت کرتا ہوں۔ بولا تو میں آپ کا مال نقصان میں فروخت نہیں کر سکتا فرمایا میں اپنا اصول توڑ نہیں سکتا۔

ایک مرتبہ بازار میں آگ لگ گئی آپ نے یہ سمجھ کر کہ میری دوکان بھی ضرور جل گئی ہو گی فرمایا شکر ہے کہ اب مجھے فرصت مل گئی جا کر جو دیکھا تو صرف آپ ہی کی دوکان کو آگ نے کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا اس سے آپ اور متاثر ہوئے اور اپنا ہزار ہا روپے کا مال غرباء کو تقسیم کر کے حضرت معروف کرخی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہو کر عبادت و طاعت میں مصروف ہو گئے دل تو آپ کا اسی روز سرد ہو گیا تھا جس روز کہ حضرت حبیب عجمیؒ کو آپ نے کچھ مال درویشوں کو تقسیم کرنے کے لئے دیا تھا اور انہوں نے اسی وقت دوکان پر کھڑے کھڑے خیرات فرمایا تھا پھر جب حضرت معروف کرخی نے ایک یتیم لڑکا آپ کے سپرد کیا اور آپ نے عید کے روز اسے کپڑے پہنچائے تو ان کے ذوق و شوق کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ مجاہدات و عبادات کا یہ عالم کہ بقول حضرت جنید پورے ۹۸ برس آپ کبھی زمین پر بیماری کے دنوں کے سوا لیٹے تک نہیں خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ اس زہد و عبادت کے باوجود دن میں کئی کئی بار آئینہ دیکھا کہ کہیں گناہوں سے میرا چہرہ مسخ تو نہیں ہو گیا فرمایا کرتے تھے کاش تمام دنیا والوں کا غم میرے دل ہی کے اندر سما جاتا اور سب لوگ مطمئن ہوتے۔

حضرت بشر حافی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سقطی کے سوا کبھی کسی سے کوئی چیز طلب نہ کی جانتا تھا کہ آپ کا زہد کامل تھا اور جب کوئی چیز جاتی رہتی تھی آپ اس کے ضائع ہونے پر خوش ہوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ خوب ہوا۔

راہ عام و راہ خاص

کوئی شخص آپ کو سلام کرتا تو معمول تھا کہ آپ اسے ترش روئی کے ساتھ جواب دیتے جس کا سبب آپ نے یہ بتایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق جو شخص سلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو نعمتیں نازل کرتا ہے اس میں سے ۹۰ نعمتیں اس شخص کیلئے جو اپنا چہرہ شگفتہ رکھتا ہے میں اس لئے کچھ ترش رو سا ہو جاتا ہوں کہ وہ ۹۰ نعمتیں بھی اس سلام کرنے والے ہی کے حصہ میں آجائیں۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت یعقوب کو خواب میں دیکھا فرمایا یہ آپ نے دنیا میں کیا شور ڈال رکھا ہے اگر آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت کامل ہے تو یوسف علیہ السلام کا خیال ترک کیجئے اسی وقت ندا آئی۔ سنبھلو۔ پھر یوسف علیہ السلام آپ کو دکھائے گئے جنہیں دیکھتے ہی آپ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو

Marfat.com

گئے اور تیرہ روز کامل اسی حالت میں پڑے رہے۔ پھر آواز آئی کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو ہماری درگاہ کے عشاق کو ملامت کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ ایک دفعہ آپ وعظ فرمارہے تھے بکثرت ہجوم تھا کہ اسی اثناء میں خلیفہ کا ایک مقتدر مصاحب احمد بن یزید بڑے شان و شکوہ کے ساتھ اس طرف سے گذرا اور کہا آخر ہم ممنوع جگہوں پر بھی تو جاتے ہیں یہ جگہ تو متبرک ہے چلو یہاں بھی ہوتے چلیں جس وقت یہ امیر آپ کی مجلس میں آیا ہے اس وقت آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کی پیدا کردہ اٹھارہ ہزار مخلوق میں کوئی مخلوق بھی انسان سے زیادہ کمزور نہیں اور اس کمزوری اور ضعف کے باوجود سب سے زیادہ نافرمان بھی یہی ہے۔

امیر اتنا متاثر ہوا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی گھر گیا تو نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ کسی سے کوئی بات کی دوسرے دن پیادہ پا مجلس میں حاضر ہوا اور تیسرے روز فقیرانہ لباس پہنے ہوئے نہایت افسردہ و رنجیدہ حالت میں پہنچا اور عرض کی کہ میں آپ کے وعظ سے بہت متاثر ہوا ہوں اب معتکف ہونا چاہتا ہوں مجھے راہ سلوک بتایئے اور تعلیم کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ :۔

یہ بتا کہ تجھے کونسی راہ چلنا مقصود ہے ؟ شریعت کی یا طریقت کی ؟ "راہ عام" درکار ہے یا "راہ خاص" "راہ عام تو یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کرے سال میں ایک ماہ روزے رکھے اور استطاعت ہو تو زکوٰۃ بھی ادا کرے۔ اور راہ خاص یہ ہے کہ دنیا کو ٹھوکر لگا کر اس کی دلفریبیوں اور آرائشوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ اور اگر کوئی تجھے کچھ دے بھی تو ہرگز نہ قبول کرو۔

وہ یہ سن کر گریبان چاک جنگل کو نکل گیا کچھ روز بعد اس کی ضعیف ماں آئی اور بہت روئی کہ میرا بیٹا آپ کے یہاں آیا کرتا تھا اب غائب ہے آپ نے فرمایا غم نہ کرو۔ وہ تائب ہو کر دنیا ترک کر چکا ہے اور اللہ کی عبادت میں مصروف ہے جب وہ آئے گا تو میں تجھے اطلاع دوں گا۔ ایک شب کو وہ آپ کی درگاہ میں آیا تو آپ نے حسب وعدہ اس کی ماں کو اطلاع کرائی۔ اس نے آکر دیکھا کہ بیٹے کا چہرہ زرد ہے بہت کمزور ہو گیا ہے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ جس طرح آپ نے مجھے راحت قلب سے دوچار کیا اسی طرح باری تعالیٰ آپ کو راحت عطا کرے اسی وقت اس کی بیوی اور ننھے بچے آگئے سب کے سب یہ دیکھ کر رونے لگے بچہ آ کر گود میں بیٹھ گیا سب نے روکا مگر آپ نہ رکے بیوی بولی تم نے جیتے جی ہی مجھے بیوہ اور اسے

Marfat.com

یتیم کر دیا نہیں مانتے تو آپ اس بچے کو بھی ساتھ لیتے جائیں امیر نے کہا بہتر ہے پھر بچے کو کمبل کے کپڑے پہنا کر ہاتھ میں زنبیل دیدی۔ ماں یہ دیکھ کر تڑپ گئی اور بچہ کو اٹھالیا امیر پھر جنگل کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے رات کے وقت آپ کو بلایا جا کر دیکھا تو حالت نازک تھی۔ آپ نے امیر کا سر اٹھا کر گود میں رکھا عرض کی آپ اچھے وقت میں تشریف لے آئے مجھ پر یہ گھڑیاں سخت گزر رہی تھیں یہ کہتے ہی جان جان آفرین کے سپرد کر دی آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے سامان تجہیز و تکفین کے لئے شہر کی طرف روانہ ہوئے کچھ دور گئے تھے دیکھا کہ شہر کی طرف سے خلقت اڑی چلی آرہی ہے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ بولے ہم نے آسمان سے یہ صدائیں بلند ہوتی سنیں کہ جسے ولی اللہ کے جنازے میں شرکت کی تمنا ہو وہ شونیز قبرستان میں جائے اور اپنی آرزو پوری کرے۔

یہ تھی آپ کے فیض کی حالت اور یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی بندہ پروری کے مظاہر جو اس کا ہو جاتا ہے وہ اسے اسی طرح نواز تا ہے حضرت جنید جیسے یگانہ روزگار بھی آپ ہی کے مرید تھے۔

نکات و تعلیمات

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مسلسل تین سال سے میں صرف ایک شکر ادا کرنے میں مصروف استغفار ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ ادائے شکر یہ و استغفار سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا ایک روز بازار بغداد میں آگ لگی جس سے میری دوکان جلنے سے محفوظ رہ گئی اس وقت میری زبان سے "الحمد للہ" نکلا پھر متنبہ ہوا کہ اس سے تو یہ واضح ہوا کہ میں خود کو تمام مخلوق سے بہتر خیال کرتا ہوں اور دوسروں کی تکلیف کا مجھے احساس نہیں، اس قصور پر برابر توبہ کر رہا ہوں۔ یہ ہے شان بزرگانہ ہم دنیا داروں کی یہ حالت ہے کہ لوگوں کی مصیبت پر اور خوش ہوتے ہیں۔

فرمایا عارف وہ ہے جو بیماروں کی طرح کھانا کھائے اور مار گزیدہ کی طرح سوئے اور اس کا عیش پانی میں ڈوبے ہوؤں کی طرح ہو۔ فرمایا کہ :۔

"گناہ تین وجہوں سے ترک کیجئے۔ خوف دوزخ و رغبت بہشت اور شرم مولا۔

فرمایا بندہ اس وقت تک ہرگز کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دین کو اپنی خواہشات پر ترجیح نہ دے۔ ایک دفعہ آپ صبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ اس دوران میں ایک زہریلے بچھو نے آپ کو کئی بار ڈسا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اس بچھو کو دور کیوں نہ کیا، اور بار بار نیش زنی کا موقعہ کیوں دیا؟ فرمانے لگے میں اس وقت صبر کے متعلق گفتگو کر رہا تھا مجھے

Marfat.com

شرم محسوس ہوتی تھی کہ لوگوں کو صبر کی تلقین کروں اور خود بے صبری کا مظاہرہ کروں۔

جو شخص اس امر کا اظہار کرتا ہے جو خود نہیں کرتا اور خود کو وہ ظاہر کرتا ہے جو خود نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جب بندوں پر میرا ذکر غالب آجاتا ہے تو میں ان کا محب ہو جاتا ہوں۔ فرمایا عارف اپنی صفات و حسنات میں آفتاب کی طرح ہے جو سب پر یکساں روشنی ڈالتا ہے۔ زمین کی مانند ہے جو تمام مخلوق کا بار اٹھاتا ہے۔ مثل پانی کے ہے جس سے قلوب کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ آفتاب کی مانند ہے کہ تمام جہان اس سے روشن ہو جاتا ہے۔ فرمایا تصوف سے مراد تین امور ہیں۔ اوّل تو یہ کہ اس کی معرفت زہد و ورع کے نور کو بجھنے نہ دے دوسرے باطنی علوم کے متعلق کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالے جس سے کتاب ظاہر کا نقص ثابت ہو تیسرے اس کی کرامات وہ کام کریں کہ لوگ حرام سے محفوظ و مامون رہیں۔

فرمایا عبادت کا سرمایہ زہد ہے اور قناعت کا سرمایہ دنیا سے روگردانی ہے۔ زاہد کا عیش اچھا نہیں اس لئے کہ وہ کام میں مشغول ہوتا ہے۔ البتہ عارف کا عیش اچھا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے سے بالکل علیحدگی اختیار کر لیتا ہے فرمایا دولتمند عالموں سے امیر ہمسایوں اور بازاری قاریوں سے ہمیشہ دور رہو فرمایا جو شخص اس امر کا آرزومند ہے کہ اس کا دین سلامت و محفوظ رہے اور جسم و روح دونوں کی راحت نصیب ہو اور اس فکر و غم میں کمی ہو۔ اُسے چاہیے کہ دنیا سے علیحدگی اختیار کرے۔ فرمایا دنیا میں مشغولیت محض فضول ہے۔ انسان کو صرف اتنی ضرورت ہے کہ اسے اس قدر کپڑا مل جائے جس سے وہ ستر پوشی کر سکے۔ اتنی روٹی ملتی رہے۔ جس سے اس کی زندگی قائم رہے۔ اتنا پانی جس سے اس کی پلیدگی رفع ہو سکے۔ ایسا گھر جس میں وہ بیٹھ اٹھ سکے۔ اتنا علم جس پر عمل کیا جا سکے۔ فرمایا سب سے زیادہ تنومندی اور طاقتوری یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو حاصل ہو۔ جو گناہ محض خواہشات کے جوش میں ہو جائے اس کی بخشش (''مغفرت کی تو امید بھی ہو سکتی ہے مگر جو گناہ بربنائے غرور و تکبر ہو اس کی بخشش کی کوئی توقع نہیں۔ کیونکہ ابلیس کا گناہ غرور و تکبر ہی کی وجہ سے تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش خواہش کی بنا پر تھی۔'') جس شخص کو نعمت کی قدر نہیں ہوتی اس کی نعمت اسی وقت زوال پذیر ہونی شروع ہو جاتی ہے اور اس کا آغاز اس طرح ہوتا

Marfat.com

ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔" فرمایا دلوں کی تین قسمیں ہیں۔ اولاً وہ جو پہاڑ کی طرح ہیں اور انہیں کوئی شے بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی ثانیاً وہ جو درخت کی طرح ہیں جو کبھی کبھی ہواؤں کی تیزی و تندی سے جھک جاتے ہیں مگر اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔ ثالثاً وہ جو پر کی طرح ہیں جو ہرگز ایک جگہ قائم نہیں رہتے معمولی ہوا کا جھونکا انھیں اڑا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے۔"

فرمایا جو اپنے نفس کی تادیب اور اپنی اصلاح ہی سے قاصر ہے وہ دوسروں کی تادیب و اصلاح کیا کر سکے گا۔ سب سے دانا اور عقل مند وہ لوگ ہیں جو نہ صرف اسرار قرآنی کو سمجھتے بلکہ ان پر غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا حسن خلق یہی نہیں کہ مخلوق کو نہ ستائے بلکہ کسی سے کینہ بھی نہ رکھے اور خود سب کا رنج اٹھائے۔ فرمایا محض شک و گمان پر کسی سے علیحدگی اختیار نہ کرو۔

وصال

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں بیماری کی حالت میں آپ کی عیادت کے لئے گیا تو میں نے قریب رکھا ہوا پنکھا اٹھالیا اور جھلنے لگا۔ فرمایا جنید رہنے دے کیونکہ آگ ہوا سے زیادہ تیز تر اور روشن ہوتی ہے۔ آخر حضرت جنیدؒ نے دریافت کیا کہ یہ تو فرمایئے کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ جواب دیا الحمد للہ، اچھی ہے۔

مجبور ہو کر کہا کہ اچھا مجھے کوئی وصیت تو کیجئے۔ فرمایا دیکھ ایسا نہ ہو کہ صحبت خلق تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ یہ کہا اور جان جاں آفریں کو سپرد کر دی وصال سے پیشتر آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں بغداد میں مرنا نہیں چاہتا۔ اس خوف سے کہ کہیں زمین مجھے قبول کرنے سے انکار نہ کر دے اور رسوائی اٹھانی پڑے اور جو لوگ اس وقت تک مجھ پر نیک گمان کئے ہوئے ہیں وہ بدگمان نہ ہوں جائیں۔

حضرت سری سقطیؒ تصوف کے امام سمجھے جاتے ہیں نہایت سیر چشم وذی مروت تھے اپنے عہد کے نامور اور صاحب کمال ولی گذرے ہیں۔ تمام شرق پر آپ کی شہرت محیط تھی۔ چونکہ آپ عالم بھی تھے اس لئے آپ جو کچھ بھی کہتے تھے اس میں علمی شان و شکوہ بھی نمایاں ہوتا تھا۔ ۳ رمضان ۲۵۰ھ میں وصال ہوا۔ بغداد شریف میں مزار ہے۔

Marfat.com

صاحبِ ریاضات و کرامات

احمد خضرویہ

عظمت و بزرگی حضرت احمد خضرویہ سلطان ولایت اور مشائخین خراسان میں بڑا درجہ رکھتے ہیں۔ بہت ذی علم اور صاحب تصانیف تھے زندگی میں آپ سے بکثرت کرامات ظہور میں آئیں اور بڑے بڑے مجاہدے کرتے رہے۔ حضرت ابو حفص فرماتے ہیں کہ طائفہ صوفیاء میں نہایت عالی ہمت اور بلند حوصلہ تھے اور میں نے اس طبقہ عالیہ میں آپ سے زیادہ صادق الاحوال کوئی اور بزرگ نہیں دیکھا اگر وہ نہ ہوتے تو مروت نظر نہ آتی۔ مرید آپ کے بکثرت تھے اور کمال یہ ہے کہ سب کے سب درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ سطح آب پر اس طرح چلتے تھے جیسے لوگ خشکی پر چلتے ہیں اور پرندوں کی طرح ہوا میں پرواز کرتے تھے۔ حضرت حاتم اصم کے مرید تھے۔ بڑی بڑی ریاضتیں کیں اور درجہ ولایت کو پہنچے لاکھوں روپے مستحقین کو تقسیم کرتے رہے۔

اہل عرفان کے اسرار آپ ایک روز متوکلانہ جنگل کی طرف چل کھڑے ہوئے راستہ پرخار تھا کچھ ہی دور چلے تھے کہ آپ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا چبھا اور ٹوٹ گیا اور کانٹا بھی تھا ببول کا بہت اذیت اور تکلیف تھی چلنا دشوار تھا۔ مگر آپ نے کانٹا نہ نکالا۔ اس لئے کہ آپ کانٹے کے نکالنے کو توکل اور اعتماد علی اللہ کے خلاف سمجھتے تھے آخر ورم آگیا۔ پاؤں میں لنگ پیدا ہو گئی لیکن اس اعتماد اور ہمت کو دیکھئے کہ اسی حالت میں خراسان سے چل کر مکہ معظمہ جا پہنچے حج کر کے پھر اسی حالت میں واپس چلے۔ اب پاؤں میں پیپ پڑ گئی تھی راستے میں لوگوں نے دیکھ کر سمجھ لیا اور آپ کا پاؤں پکڑ کر وہ ٹوٹا ہوا کانٹا نکال دیا۔

Marfat.com

آپ یہیں سے بسطام کی طرف چل دیئے اور حضرت بایزید سے ملے۔ انہوں نے مسکرا کر پوچھا احمد جو تکلیف تیرے پاؤں کو دی گئی ہے اس کے متعلق تو نے کیا کیا؟ فرمایا کچھ نہیں میں نے اپنے اختیار کو اسی کے اختیار پر چھوڑ دیا۔ اس پر حضرت بایزید نے فرمایا تو کیا چیز ہے جو "اپنے اختیار" کا لفظ اپنے لئے استعمال کر رہا ہے کیا تو اور تیرا اختیار تو نے جو اس کے اختیار کے ساتھ "اپنے اختیار کا لفظ استعمال کیا تو کیا یہ شرک نہیں؟ اللہ اللہ! یہ خاصان خدا کی باتیں ہیں یہ ہے تفویض کی شان اور فنائیت کی عظمت کہ اپنا اور اپنے اختیار کا نام لینا بھی شرک ہے اس راہ میں "قدر" کو تو کچھ دخل ہی نہیں یہاں تو صرف "جبر" ہی "جبر" قدر و اختیار کا نام بھی زبان پر لانا شرک سمجھا جاتا ہے۔ آپ ہمیشہ بالوں کے بنے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

جذبہ خدمت اہل اللہ

ایک دفعہ شب کے وقت آپ کے گھر میں ایک چور گھسا بہت تلاش کیا ادھر ادھر ٹٹولا مگر فقیر کے گھر میں کیا رکھا تھا جو ہاتھ آتا، مایوس ہو کر جانے لگا۔ شان بزرگی دیکھئے کہ آپ کو اس کی محرومی پر ترس آ گیا اور اس کے مایوس لوٹنے پر آپ کے دل میں درد کی ایک چمک پیدا ہوئی فرمایا اے نوجوان ڈول اٹھا اور کنوئیں سے پانی بھر لے اور وضو کر کے نماز ادا کر جب کوئی چیز ہمیں ملے گی تو ہم تجھے ضرور دیں گے تاکہ تو ہمارے گھر میں آ کر تہی دست نہ جائے نوجوان نے تعمیل ارشاد کی صبح جو ہوئی تو ایک شخص نے خدمت میں حاضر ہو کر سو اشرفیاں نذر کیں آپ نے وہ اشرفیاں چور کو دے کر کہا یہ لے یہ تیری ایک رات کی نماز کا صلہ ہے، نوجوان چور پر یہ الفاظ سن کر ایک حالت طاری ہو گئی وہ تھر تھرا اٹھا اور بولا کہ افسوس میں آج تک بالکل غلط راستہ اختیار کئے رہا۔ میں نے صرف ایک ہی رات اللہ کے کام میں صرف کی اس کا بدلہ مجھے یہ ملا اور مجھ پر یہ کرم ہوا تو خدا جانے اگر میں برابر عبادت کرتا رہتا تو مجھے کیا کچھ نہ ملتا اس نے اسی وقت توبہ کر کے آپ سے بیعت کی اور عبادت میں مصروف ہو گیا ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک رتھ میں سوار ہیں جسے ملائکہ طلائی زنجیروں کے ذریعے ہوا میں اڑائے چلے جا رہے ہیں پوچھا یا شیخ اس شکوہ و عظمت کے ساتھ آپ کہاں تشریف لئے جا رہے ہیں؟ فرمایا جانا کہاں اپنے دوست کی زیارت کو جا رہا ہوں بولا کیا اس منزلت اور مرتبت کے باوجود آپ کو جمال دوست دیکھنے کی آرزو ہے؟ فرمایا بیشک نہ جاؤں گا تو وہ خود چلا آئیگا اس وقت زیارت کا اجر اسے حاصل ہوگا نہ کہ مجھ کو۔

Marfat.com

ضرورت مند کی حیرت انگیز امداد آپ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میں بہت تکلیف اور مصیبت میں مبتلا ہوں تنگدستی کے ہاتھوں بری طرح تنگ ہوں کوئی ایسی صورت بتایئے کہ مجھے اس عذاب و مصیبت سے مخلصی حاصل ہو فرمایا اچھا تو تمام پیشوں کے نام لکھ کر ایک توبرہ میں ڈال دے اس نے ایسا ہی کیا آپ نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالا اور ایک پرچہ نکالا تو اس پر چوری لکھا ہوا تھا۔ فرمایا بس تجھے چوری کرنا چاہیے۔ بولا حضور ولی اللہ ہیں شیخ وقت ہیں اور پھر مجھے چوری کی ہدایت کرتے ہیں معتقد تھا حکم سے اعراض نہ کیا اور ایک جگہ ڈاکوؤں کے سردار سے ملا کہ آپ مجھے اپنے شاگردوں میں شامل کر لیجئے اس نے کہا کہ ایک شرط پر داخل کرتا ہوں کہ جو حکم دوں اس پر بلاچون وچرا عمل کرتے رہو اس شرط کو منظور کر کے وہ ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہو گیا کچھ روز کے بعد ڈاکوؤں نے ایک قافلہ لوٹا اور اس میں سے ایک شخص کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لائے۔ سردار نے اس سے کہا کہ لے اس قافلہ والے کو قتل کر۔ اس نے دل میں سوچا کہ اس ڈاکو نے اس طرح خدا جانے کتنے بندگان خدا کی جان لی ہوگی۔ میں جو بلاعذر اس کا حکم مانوں اور گناہگار ہوں تو کیوں نہ اللہ ہی کا حکم مانوں سردار بولا قتل کرتا ہے تو کرو ورنہ اور کام میں مصروف ہو اور یہاں سے نکل جا اس نے جھپٹ کر سردار کے سامنے سے تلوار اٹھالی اور اسے قتل کر دیا اور دوسرے ڈاکوؤں کی طرف دوڑا۔ وہ نہتے تھے بھاگ کھڑے ہوئے جو شخص گرفتار ہو کر آیا تھا وہ بہت بڑا سوداگر تھا تمام لوٹا ہوا مال بھی سوداگر کو مل گیا اور اس کی جان بھی بچ گئی اس نے اظہار ممنونیت کے طور پر اسے اتنا روپیہ دیدیا کہ زندگی بھر کے لئے بے نیاز ہو گیا حقیقت یہ ہے اللہ والوں کا کوئی حکم بھی خواہ وہ بظاہر کتنا ہی نامناسب نظر آئے حکمت واسرار سے خالی نہیں ہوتا۔

نکات و تعلیمات فرماتے ہیں کہ جو شخص درویشوں اور اللہ والوں کی خدمت کرتا ہے اس کے اندر تین باتیں خصوصیت کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہیں۔

سخاوت حسن خلق اور تواضع کی حیثیت مکانوں جیسی ہے جب یہ انوار الٰہیہ سے لبریز ہو جاتے ہیں تو ان کا اثر تمام اعضاء وجوارح پر بھی مترتب ہونے لگتا ہے اور اگر یہ باطل سے پر ہوں تو تمام اعضاء بھی برائی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ فرمایا دین اور دنیا دو متضاد چیزیں ہیں اس لئے انسان کو اس معاملہ میں متضاد زندگی ہی بسر کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا تعلیم اس شخص کو

Marfat.com

دی جاتی ہے جو بارگاہ ایزدی اور دربار ربانی کا سب سے فراری ہوتا ہے فرمایا اپنے نفس کو ہلاک کردے کیونکہ جب تک یہ ہلاک نہ ہوگا تو خود زندوں میں شمار نہ ہوگا۔ فرمایا صابر وہ ہے جو صبر کرتا چلا جائے۔ نہ وہ جو صبر تو کرتا ہے مگر ساتھ ہی شکایت بھی کرتا رہتا ہے فرمایا معرفت یہ ہے کہ تو باری تعالیٰ کو دل سے دوست رکھے خیالات کو ماسوا سے پاک کرے اور زبان سے اس کی یاد کرتا رہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سے قریب تو وہ شخص ہے جس کا خلق زیادہ ہے۔

زوجہ محترمہ کے عارفانہ کمالات

آپ کی زوجہ محترمہ کا نام فاطمہ تھا شہر کے ایک بہت بڑے اور دولتمند کی صاحبزادی اور نہایت حسین خاتون تھیں یہ ابھی دوشیزہ تھیں کہ ان کے قلب مبارک پر رحمت ایزدی نے سایہ کیا اور تمام گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی عبادت میں مصروف رہنے کا عزم راسخ کر لیا۔

اس کے بعد انہوں نے اپنی ایک کنیز کو حضرت احمد خضرویہؒ کی خدمت میں بھیجا جس نے آکر عرض کی کہ ہماری بانو نے کہا ہے کہ آپ ان کے باپ کو ان کیلئے اپنے نکاح کا پیغام بھجوائیں حضرت مرتبہ ولایت پر فائز ہو چکے تھے صاف انکار کر دیا اور منظور نہ کیا۔ یہ جواب قطعی سن کر انہوں نے پھر کنیز بھیجی اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ یہ تو کوئی حیرت انگیز امر نہیں میں تو آپ کو اس سے بھی زیادہ بزرگ اور بالاتر سمجھتی تھی اور میں نے سب کچھ سمجھتے ہوئے اور جانتے ہوئے پیغام دیا تھا۔ مجھے علم ہے کہ آپ عارف ہیں اور راستہ دیکھتے ہوئے چلتے ہیں مگر آپ رہبر ہیں نہ کہ راہرو۔

اس پر حضرت تیار ہو گئے اور ایک شخص کو پیغام دیکر ان کے باپ کے پاس بھجا وہ امیر بھی بہت نیک دل اور درویش کا معتقد تھا اس نے اس پیغام کو منظور کر لیا اور اپنی نوجوان اور صاحب جمال بیٹی کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت فاطمہ دلہن بن کر آپ کے کاشانہ عرفان میں آگئیں اور آتے ہی دنیا اور آسائش دنیا کو ترک کر دیا اور عزلت گزینی اختیار کر لی کچھ روز بعد حضرت نے ارادہ کیا کہ بسطام پہنچ کر حضرت بایزید سے بیعت ہوں اور روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں حضرت فاطمہ نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی حضرت رضا مند ہو گئے چنانچہ دونوں میاں بیوی بسطام پہنچے حضرت بایزید کے سامنے پہنچتے ہی انہوں نے اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا گفتگو شروع کر دی اور گفتگو بھی ایسی جس میں گونہ بے ادبی اور گستاخی کا رنگ جھلک رہا تھا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ اور حضرت بایزید کی ملاقات

حضرت معتقدانہ و مؤدبانہ حاضر ہوئے تھے بیوی کے انداز گفتگو سے بہت ہی مکدر ہوئے بلکہ غیرت و شرم بھی پیدا ہوئی ضبط نہ ہو سکا تو فرمایا فاطمہ یہ گستاخی ہے اور حضرت سے اس بے ادبی کے ساتھ کیوں بات چیت کر رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ آپ میری طبیعت کے محرم اور یہ طریقت کے محرم ہیں آپ سے تو میں اپنی خواہشات نفسانی پوری کرتی ہوں اور ان سے معرفت خداوندی سے میں وصال ربانی چاہتی ہوں۔

حضرت فاطمہ کا مدعا اس سے یہ تھا کہ ان کے بزرگ شوہر سمجھ لیں کہ وہ تو ان کی صحبت کے ہمیشہ محتاج اور حضرت اس سے بے نیاز ہیں دونوں بزرگ میاں بیوی بسطام میں مقیم رہے اور یہ محترم بی بی حضرت بایزید سے پوری آزادی اور بے تکلفی کے ساتھ ملتی رہیں اور وہ بھی اسی بے تکلفانہ شان کے ساتھ ملتے رہے اور گفتگو کرتے رہتے تھے ہم انہی صفحات میں کسی دوسری جگہ واضح کر چکے ہیں کہ حضرت بایزید کس رتبہ و جلالیت شان کے بزرگ اور مرجع اوتاد تھے ایسے بزرگ کا ان پر مہربان ہونا اور دونوں میں بے تکلفانہ گفتگو کا ہونا اس امر کا مظہر ہے کہ حضرت فاطمہ بڑی بلند پایہ بیوی تھیں ایک روز حضرت بایزید کی نظر آپ کے ہاتھ پر پڑ گئی۔ فرمایا فاطمہ! ہاتھوں میں مہندی کیوں لگا رکھی ہے؟ بولیں جب تک آپ کی نگاہ میرے ہاتھ اور ہاتھ کی حنا پر نہ پڑی تھی مجھے آپ کی مجلس بہت پر لطف اور مسرور معلوم ہوتی تھی مگر اب کہ نگاہ پڑ چکی ہے میری صحبت آپ پر حرام ہو گئی۔

اس کے بعد دونوں میاں بیوی بسطام سے نیشاپور چلے آئے نیشاپور والے آپ کی مجلس میں نہایت خوشی کے ساتھ آتے اور دونوں کی بہت قدر و منزلت کرتے اسی اثنا میں حضرت یحیٰ معاذ رازی بغرم بلخ نیشاپوری میں مقیم ہوئے حضرت احمد نے ان کی دعوت کے متعلق مشورہ کیا۔ بولیں کہ بیس بوریاں آٹے کی ہونی چاہئیں اور اتنی تعداد بکریوں اور شمع و عطر وغیرہ کی۔ فرمایا اس اہتمام سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ بولیں کہ جب ایک کریم و فیاض شخص ہمارا مہمان بنے تو نہیں چاہئے کہ ہم اپنے محلے کے کتوں کو بھی محروم رہنے دیں ہم انہیں بھی کھلائیں گے۔

حضرت فاطمہ کے فضائل اخلاق

حضرت فاطمہ بہت بڑی عارفہ اور زاہدہ خاتون

Marfat.com

تھیں بہت کم سوتی تھیں پوری پوری رات نمازوں میں گذار دیتیں عبادت میں بہت شغف تھا بکثرت مجاہدے اور ریاضتیں کیں اس انہماک اور عشق ربانی کے باوجود اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتیں گھر کا کام کاج کرتیں اور شوہر کی خدمات پوری تن دہی سے انجام دیتیں، موٹے کپڑے پہنتیں چہرہ پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا نہایت سیر چشم اور ذی مروت تھیں بلخ کی اس نازک اندام امیر زادی نے ایک ولی کے گھر آ کر بھی بزرگانہ اور نورانی زندگی بسر کی کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں تھے۔ حضرت بایزید بسطامی جیسے نامور اور سربر آوردہ روزگار ولی یہ فرمایا کرتے تھے کہ۔

"جو شخص مرد کو عورت کے لباس میں دیکھنا چاہے وہ فاطمہ کو دیکھے۔"

غرض دونوں میاں بیوی اپنے عہد کے زبردست اور مشہور ولی اللہ گذرے ہیں جن سے بے شمار کرامات سرزد ہوئیں اور ایک دنیا کو فیض پہنچا راہ خدا میں بے شمار روپیہ خرچ کرتے تھے یہ حالت تھی کہ وصال کے وقت ستر ہزار اشرفیاں قرض تھیں قرض خواہ سرہانے آ کھڑے ہوئے۔ اللہ کریم کی کرم نوازی کہ آپ کی مناجات پر ایک شخص آیا اور تمام قرض خواہوں کو بلا کر سب کا روپیہ ادا کر دیا۔ زندگی بھر دونوں غریبوں بیکسوں اور یتیموں کی پرورش و امداد میں روپیہ پانی کی طرح بہاتے رہے۔

Marfat.com

پیکر تصرف و جلالت شیخ المشائخ

حضرت یحییٰ معاذ

امید و رجا کا پیکر

حضرت یحییٰ معاذ الرازی بڑے زبردست اور شیخ وقت گذرے ہیں بہت بڑے عالم اور بہت بڑے واعظ تھے آپ کا نقطہ نظر حد درجہ پر امید تھا اور رجائے غالب رکھتے تھے۔ بعض بزرگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالے نے یحییٰ نام کے دو بندے پیدا کئے ایک حضرت یحییٰ کہ اللہ کے نبی تھے اور دوسرے یحییٰ یحییٰ بن معاذ تھے کہ اللہ کے ولی تھے اوّل الذکر پر خوف الٰہی اس درجہ غالب تھا کہ صدیقین تک آپ کے خوف و دہشت کو دیکھ کر مغفرت و نجات ہی سے ناامید ہو گئے تھے اور لوگ خدا سے اس طرح ڈرنے لگے تھے کہ انھیں وہ ایک پیکر دہشت و ہیبت ہی نظر آتا تھا اور آپ اس درجہ پر امید تھے اور رحمت الٰہی سے ایسی ایسی توقعات رکھتے تھے کہ جو آپ کا وعظ سنتا وہ اللہ تعالیٰ کو رحمت ہی رحمت سمجھتا۔

بہت فیاض و مخیّر تھے اور بندگان خدا کی امداد و حاجت روائی میں مصروف رہتے زندگی بھر لاکھوں روپے غرباء اور ضعیفوں میں تقسیم کئے اسی لئے ہمیشہ قرضدار رہتے تھے اور آخر تک رہے خود تو فقر و فاقہ میں زندگی بسر کر دی مگر لوگوں پر روپیہ نچھاور کرتے رہے علوم و فنون میں درجۂ تبحر رکھتے تھے متعدد کتابیں بھی آپ نے تصنیف کیں اتنی محنت و ریاضت کرتے تھے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے کسی میں اتنی طاقت اور ہمت نظر نہ آتی تھی کہ وہ آپ کے برابر عبادت کر سکے۔

آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ آپ کی غیبت و مذمت کرتے ہیں۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا تو ان کی غیبت و برائی سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور اگر مغفرت نہ کی تو

Marfat.com

واقعی میں اسی لائق ہوں اور میں اپنے اندر ایسی چیز نہیں پاتا جو میری بخشش کا باعث ہو سکے۔

صاحبزادی کی خدا دوستی

آپ کی ایک بیٹی تھیں ایک روز اپنی ماں سے اس نے کوئی چیز مانگی ماں نے کہا بیٹی اللہ سے مانگ بیٹی بولی مجھے اپنی خواہش نفس کی خاطر اللہ سے کچھ مانگتے ہوئے شرم آتی ہے مجھے تو آپ ہی جو دینا ہے دیدیں کیونکہ آپ بھی مجھے جو کچھ دیں گی وہ بھی تو اسی کی ملکیت ہے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ ملک الموت کے ہونے سے دنیا کی قیمت ذرا برابر بھی نہیں فرمایا اگر ملک الموت کے ہونے سے دنیا کی قیمت ذرا برابر نہ ہوتی موت تو ایک پل ہے جس پر سے گذر کر دوست دوست سے ملتا ہے۔ آپ کا ایک بھائی تھا۔ جو مکہ شریف جاکر مجاور ہو گیا وہاں سے اس نے ایک عرصہ کے بعد خط لکھا کہ میرے قلب میں جو آرزوئیں تھیں وہ تینوں پوری ہو گئیں۔ ایک آرزو یہ تھی کہ میں اپنی بقیہ عمر بقعۂ مبارک میں گذار دوں۔ چنانچہ میں کعبہ شریف میں آ گیا جو افضل بقعہ ہے دوسری آرزو یہ تھی کہ مجھے خدمت کے لئے ایک خادم مل جائے تو اللہ تعالےٰ نے میری یہ آرزو پوری کر دی اور ایک لائق کنیز مجھے مل گئی۔ تیسری تمنا یہ تھی کہ مرنے سے پیشتر آپ کو دیکھ لوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری یہ تمنا بھی ضرور پوری کر دیگا۔ آپ نے جواب دیا کہ تیری پہلی آرزو کے متعلق یہ ہے کہ تو خود بہترین مخلوق ہے جس مکان میں چاہے رہ۔ بقعہ مردوں سے بزرگ و مشرف ہوتا ہے نہ کہ مرد بقعہ سے دوسری آرزو کے متعلق سمجھ لے کہ اگر تیرے اندر جوانمردی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے خادم کو اپنا خادم نہ بناتا اور اسے اللہ کی خدمت سے باز نہ رکھتا تجھے خادم ہونا چاہیے تھا نہ کہ مخدوم۔ مخدومی اللہ تعالیٰ کی صفت اور خادمی بندوں کی جب بندہ اللہ تعالےٰ کی صفت حاصل کرنے کی آرزو کرتا ہے تو فرعون بن جاتا ہے۔ تیسری آرزو کے متعلق یہ ہے کہ اگر تمہیں معرفت حاصل ہوتی تو میں یاد ہی نہ آتا اللہ تعالےٰ سے ایسی محبت رکھ کہ تجھے بھائی یاد ہی نہ آئے۔

ایک روز آپ کے سامنے جو شمع روشن تھی وہ بجھ گئی آپ رونے لگے خدام نے عرض کی کہ آپ فکر نہ کریں ہم ابھی روشن کئے دیتے ہیں فرمایا مجھ پر رقت طاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کہیں بے نیازی کی ہوا سے توحید و ایمان کے وہ چراغ بھی اسی طرح بجھ کر نہ رہ جائیں جو ہمارے سینوں کے اندر ہیں۔

Marfat.com

نکات و تعلیمات فرمایا درویشی یہ ہے کہ انسان خدا کے سوا تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جائے۔ فرمایا جب بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگتا ہے تو تمام اعضاء عبادت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا ہر چیز کے لئے ایک زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے اور خوف کی زینت آرزوں اور امیدوں کا کم ہونا ہے۔ فرمایا بھوکا رہنا ایک نور ہے اور سیر ہو کر کھانا ایک نار ہے۔ فرمایا دنیا میں عبرت کے انبار موجود ہیں جو شخص ان سے عبرت حاصل نہیں کرتا اس کے لئے دنیا میں ذرہ برابر بھی کوئی عبرت نہیں۔ فرمایا تین قسم کے لوگوں سے ہمیشہ پرہیز کرو۔ غافل علماء سے۔ دوسرے کاہل قاریوں سے۔ تیسرے جاہل صوفیوں سے فرمایا تین صفات اولیاء اللہ کی خاص صفات ہیں "تمام چیزوں سے بے نیاز ہونا۔ ہر امر میں اسی کی طرف رجوع کرنا اور ہر امر میں اللہ ہی پر اعتماد رکھنا۔" فرمایا دنیاداروں کی خدمت کرنے والے لونڈی غلام ہیں اور آخرت والوں کی خدمت کرنے والے آزاد اور بزرگ ہیں۔

فرمایا مردان تین صفات کے بغیر حکیم نہیں ہوتا۔ "اول یہ کہ امیر لوگوں کو نصیحت پکڑنے کے لئے دیکھے نہ کہ حسد کے طور پر۔ دوسرے عورتوں کو شفقت کی نظر سے دیکھے نہ کہ شہوت کی نظر سے۔ تیسرے درویشوں کو تواضع کی نظر سے دیکھے نہ کہ تکبر ور عونت کی نظر سے۔

جس کی تونگری اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر ہے وہ ہمیشہ تونگر رہتا ہے اور جسکی تونگری اپنے کسب و قوت کے بھروسہ پر ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے۔

فرمایا مومن کے ساتھ تین امور ہمیشہ ملحوظ رکھے جائیں کہ اگر تم اسے فائدہ نہ پہنچا سکو تو نقصان بھی نہ پہنچاؤ۔ اگر تم اسے خوش نہ کر سکو تو ناراض بھی نہ کرو اگر تم سے اس کی تعریف نہ ہو سکے تو برائی بھی نہ کرو۔

فرمایا سب سے بڑی حماقت یہ ہے کہ کام تو جہنم کے کئے جائیں اور آرزو بہشت کی رکھی جائے۔

فرمایا توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرنا توبہ کے پیشتر کے گناہوں کے برابر ہے۔

فرمایا اللہ تعالےٰ کے متعلق نیک گمان رکھنا تمام نیکیوں سے بہتر ہے۔

سخاوت و دریا دلی ایک دفعہ آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ بار الہٰ تو نے فرعون

Marfat.com

سرکش وباغی کے پاس حضرت موسیٰ کو بھیجا تو حکم دیدیا کہ اس سے نرمی و آہستگی سے گفتگو کرو اور سختی کے ساتھ پیش نہ آؤ جب تیری شان کرم و لطف اس شخص کے ساتھ ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے تو بھلا اس شخص کے ساتھ تیرے لطف کا کیا ٹھکانہ ہوگا جو صدق و خلوص کے ساتھ تیری بندگی کرتا ہے۔ خداوند! انا ربکم الاعلیٰ کہنے والے کے ساتھ تیرے کرم کا یہ مظاہرہ ہے تو نہ معلوم سبحان ربی الاعلیٰ کہنے والے کے ساتھ تیرا کیا سلوک ہوگا۔

ایک دفعہ جوش فیاضی میں آپ پر ایک لاکھ درہم قرض ہو گئے جو آپ نے غرباو ضعفاء کی امداد میں بہ اوقات مختلف خرچ و صرف کئے تھے۔ قرض خواہوں کے تقاضوں سے آپ فطرتاً پریشان تھے اسی عالم میں آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے اور فرمایا کہ تیری پریشانی کا مجھے خیال ہے۔ خراسان کا سفر کرو وہاں ایک شخص تیری لئے تین لاکھ درہم لئے بیٹھا ہے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا تو قصبہ بہ قصبہ وعظ کہتا ہوا چلا جا۔ ہم خود اس شخص کو تیرے سامنے لا کھڑا کریں گے۔ چنانچہ دوسرے ہی روز آپ عازم خراسان ہوئے۔ خراسان پہنچ کر وعظ فرمایا آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ لوگو! میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تمہارے اس شہر میں آیا ہوں کہ مجھے بشارت ہو چکی ہے کہ یہاں کے لوگ میرا قرض ادا کریں گے جب تک یہ قرض ادا نہ ہو جائے گا میرے بیان کا حجاب دور نہیں ہو سکتا چنانچہ اسی وقت دو تین اشخاص کھڑے ہو گئے اور قرض ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کی فرمایا نہیں میں آپ لوگوں سے نہیں لوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک شخص ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے تقریر شروع کی۔ بیان میں سحر و درد کی یہ حالت تھی کہ سات آدمی تو پہلے ہی روز فرط تاثر سے فوت ہو گئے کچھ روز نیشاپور میں رہے اور تقریریں کیں جب وہاں قرض ادا ہوتا نظر نہ آیا تو بلخ پہنچ گئے۔

واعظانہ کمالات

بلخ کے لوگوں نے آپ کی بہت قدر و منزلت کی آپ نے یہاں بھی وعظ و تقریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک روز آپ نے یہاں بھی وعظ میں لوگوں کو دولت کے مفاد و اسرار سمجھائے اس کا یہ اثر ہوا کہ ایک ہی شخص نے مجمع میں کھڑے ہو کر آپ کو ایک لاکھ درہم دیدیئے۔ مجلس وعظ میں ایک شخص موجود تھے انہوں نے کہا کہ بار آلہا! چونکہ اس شخص نے درویشی پر دولت کو ترجیح دی ہے اس لئے تو اس کے

Marfat.com

مال میں برکت نہ دے چنانچہ شہر سے جو آپ باہر نکلے تو ڈاکوؤں نے سب روپیہ لوٹ لیا آپ سمجھ گئے کہ یہ اس شیخ ہی کی بد دعا کا اثر ہے مرو پہنچ کر آپ نے وہاں بھی وعظ فرمائے آپ کے وعظ میں ایک امیر کی بیٹی بھی تھی اس نے آپ کے وعظ میں جو قرض کی طرف اشارہ دیکھا تو کہنے لگی کہ مجھے بھی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا قرض ادا کرنے کی ہدایت کی ہے میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو روپیہ دینے والی تھی مگر حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ وہ خود تیرے شہر میں آئے گا اسی لئے میں آپ کا انتظار کر رہی تھی میرے پاس طلائی و نقرئی برتن بکثرت ہیں جو مجھے جہیز میں ملے تھے ان کی فروخت سے آپ کا قرض بہ آسانی ادا ہو سکتا ہے۔ آپ نے مواعظ و تقاریر کا سلسلہ جاری رکھا وعظ میں پہلے روز دس دوسرے دن بیس تیسرے روز چالیس اور چوتھے روز پچاس آدمی وعظ سنتے سنتے شہید ہو گئے۔ جاتے وقت اس امیر زادی نے آپ کو اتنے نقرئی برتن دیئے جو چار اونٹوں پر لادے گئے اس کی فروخت سے آپ نے تمام اپنا قرض ادا کر دیا اور باقی روپیہ غرباء اور مساکین میں تقسیم کیا۔

ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے سجدہ میں جو گئے تو اوپر سے ایک پتھر آ کر گرا اور آپ جاں بحق ہو گئے آپ دولت سے گریزاں نہ تھے مگر جو کچھ ملتا تھا وہ خدا کی راہ میں صرف کر دیتے تھے۔

Marfat.com

امام السالکین سید طائفہ صوفیاء

حضرت ابو تراب نخشی

رازو نیاز عشق

حضرت ابو تراب نخشی سردار طائفہ صوفیاء تھے ارض خراسان کے بڑے بلند پایہ شیخ تھے علم و فضل میں بھی یکتا تھے زہد و عبادت کا یہ عالم تھا کہ مسلسل چالیس سال تک سر مبارک تکیہ پر نہ رکھا ایک مرتبہ حرم شریف میں بحالت سجدہ غنودگی جو غالب ہوئی تو دیکھا کہ حوران بہشت کی ایک جماعت ہے جو کہہ رہی ہے کہ آپ ہمیں اپنے پاس رکھ لیں فرمایا نہیں یہ نہیں ہو سکتا مجھے تو اللہ کے ساتھ اس درجہ محویت و استغراق ہے کہ میں تمہاری جانب ملتفت ہو بھی نہیں سکتا۔ بولیں یا شیخ ہمیں آپ کے استغراق و محویت کا اندازہ ہے مگر جنت والے جب سنیں گے کہ آپ نے ہمیں شرف قبولیت نہیں بخشا تو ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ کل جب میں بہشت میں پیر رکھوں اور تمہیں منظور ہو تو صرف خدمت کیلئے چلی آنا ورنہ مجھے اپنے کام سے فرصت تو وہاں بھی نہ ہو گی۔

ابن جلاد فرماتے ہیں کہ میں اب تک تین ہزار بزرگوں سے مل چکا ہوں ان میں سے صرف چار بزرگوں کو باکمال اور صاحب عظمت پایا جن میں سے ایک حضرت ابو تراب بھی تھے اور انھیں میں بقیہ تینوں سے بزرگ جلیل سمجھتا تھا۔ تمام زندگی فقر و فاقہ میں بسر کر دی دنوں اور مہینوں نہ کھاتے تھے برابر روزے رکھتے اور عبادت و مجاہدات میں مصروف رہتے۔

ایک مرتبہ جنگل میں جا رہے تھے کہ نفس نے خواہش کی کہ روٹی کے ساتھ انڈے کھائے جائیں یہ محض اتفاق تھا کہ زندگی میں پہلی مرتبہ آپ بھی کسی قدر ادھر ملتفت

Marfat.com

ہو گئے فوراً متنبہ ہوا۔ راستہ بھول گئے اور ایک اجنبی قبیلہ میں جا پہنچے وہ آپ کو دیکھتے ہی پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے کہ یہ چور ہے اور ہمارے ہاں چوری کرنے آیا ہے چنانچہ انہوں نے آپ کو دو سو تازیانے لگائے آپ تازیانے کھا رہے تھے کہ اسی قبیلہ کے ایک کہن سال شخص نے پہچان لیا اور شور مچایا کہ بدبختو کیا غضب کر رہے ہو یہ شیخ الشیوخ حضرت ابو تراب ہیں ان کے ساتھ یہ بے ادبی اور گستاخی قبیلہ والے یہ سن کر سہم گئے اور رونے لگے اور پاؤں پر گر کر معافی چاہی فرمایا تم معافی مانگتے ہو اور میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان لمحوں سے اچھا وقت مجھ پر کبھی نہ گذرا اور میرے نفس نے اپنا انجام دیکھ لیا اس کے بعد وہی شخص آپ کو اپنے گھر لے گیا اور آپ کے نفس کی پرانی خواہش کے مطابق اس نے آپ کے سامنے روٹی اور انڈے لا کر رکھ دیئے آپ ان کی طرف ہاتھ بڑھانا ہی چاہتے تھے کہ غیبی آواز آپ کے کان میں آئی کہ اے ابو تراب کھاؤ اور ضرور کھاؤ اور یہ سمجھ لو کہ تمہارے قلب میں جو آرزو بھی پیدا ہو گی وہ دو سو ضرب تازیانوں کے بغیر ہر گز پوری نہ ہو گی۔ یہ رازہائے عشق ہیں جنہیں عوام نہیں سمجھ سکتے جب اللہ کے ہو گئے پھر اللہ کے سوا کوئی آرزو کیسی! غیرت الٰہی ہر گز یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی اس کا عاشق کہلا کر اس کے سوا اور کسی آرزو کو اپنے قلب میں جگہ دے اور حقیقت بھی یہی ہے وہ تو پھر معشوق حقیقی ہے۔ مجازی معشوق بھی سچے عشق میں یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی ان کا عاشق ہو کر دوسرے کو نظر بھر کر بھی دیکھے یہ راز و نیاز عشق ہیں اس کے اسرار و نکات کو عشق والے ہی سمجھ سکتے ہیں اور جو لوگ اس راہ پر خار سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار اور نکات کو کیا جانیں اور کیا سمجھیں اور پھر عشق بھی عشق مجازی نہیں بلکہ عشق حقیقی اس راہ کے رموز و نکات تو وہی سمجھ سکتا ہے جو اس راہ پر خار سے کچھ واقفیت رکھتا ہو۔ یہ خاصان خدا ہی کا حصہ ہے۔

سمجھ لینے والے ہر طرح سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن جن کے قلب سخت ہیں وہ ہر گز ان اسرار الٰہیہ کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے اور کیونکر پہنچ سکتے ہیں وہ تو ان اسرار و نکات کو جانتے ہی نہیں۔

کرامات و خوارق عادات

یہ دستور تھا کہ آپ جب اپنے مریدوں میں سے کسی کو کوئی مکروہ حرکت کرتے دیکھتے تو توبہ کرتے اور اپنے مجاہدات میں اور زیادتی کر دیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غریب میری ہی وجہ سے مبتلائے مصائب ہوا ہے۔ مریدوں کی طرف مخاطب ہو کر کہتے کہ تم میں سے جس نے فقیرانہ لباس زیب

Marfat.com

کیا گویا اس نے دست سوال دراز کیا۔

جو خانقاہ میں بیٹھا اس نے بھی سوال کیا۔

جس نے روپیہ حاصل کرنے کیلئے قرآن شریف پڑھا اس نے بھی سوال کیا۔ آپ کو ایک دفعہ علم ہوا کہ آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا اسلئے اس نے ایک خربوزہ کا چھلکا اٹھالیا۔ آپ نے اسے بلا کر کہا جا تو نے اب تک اتنا بھی نہ سمجھا کہ تصوف کیا ہے تجھے تو بازار میں جانا چاہیے۔

ایک مرتبہ آپ جنگل میں چلے جارہے تھے مرید بھی ہمراہ تھے سب مرید ایک جگہ بیٹھ گئے آپ نے انگشت مبارک سے زمین پر ایک لکیر کھینچ دی جس کے کھینچتے ہی زمین سے پانی ابلنے لگا جس سے سب نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ جب تک آپ قیام گزیں رہے پانی برابر ابلتا اور جوش مارتا رہا۔

اسی طرح ابوالعباس کی روایت کے مطابق آپ کسی صحرا میں تھے جہاں دور دور تک پانی کا کوئی پتہ نہ تھا ایک مرید نے کہا کہ مجھے تو سخت پیاس لگی ہے آپ نے اسی وقت زمین پر زور سے قدم جو مارا تو پانی کا چشمہ ابلنے لگا۔

ایک اور ساتھی نے کہا میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ میں ہاتھوں کے بجائے پیالہ سے پیوں آپ کے پاس کیا رکھا تھا وہاں تو ہاتھوں ہی سے پیالہ کا کام لیا جاتا تھا۔ آپ نے اسی وقت زمین پر جو ہاتھ مارا زمین شق ہو گئی اور اس کے اندر سے ایک پیالہ برآمد ہو گیا جو دودھ سے بھی زیادہ سفید سبک تھا اور اتنا خوبصورت تھا کہ ایسا پیالہ کبھی نظر سے نہ گذرا تھا۔

اس ساتھی نے صحرا میں اسی پیالہ سے پانی پیا اور دوسروں کو بھی پلایا لطف یہ ہے کہ وہ غیبی پیالہ موجود رہا اور مکہ معظمہ تک اس سے ضروریات پوری کرتے رہے۔ یہ ہیں خاصان خدا کے اسرار و رموز۔

نکات و تعلیمات

آپ سے کسی نے پوچھا کہ دل کی اصلاح کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا کہ دل کی اصلاح کے لئے تو کوئی چیز بھی عبادت و نماز سے زیادہ نفع پہنچانے والی نہیں۔ فرمایا جس شخص کے قلب میں دنیا کی ذرہ برابر بھی محبت ہو تو وہ ہرگز رضائے الٰہی کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

فرمایا توکل بخدا یہ ہے کہ خود کو دریائے عبودیت میں غرق کر دے دل کو اللہ کے

Marfat.com

ساتھ وابستہ رکھے اگر وہ کچھ عطا کرے تو شکر ادا کرے اور اگر وہ کچھ چھین لے تو اس پر صبر کرے۔

فرمایا عارف تو وہ ہے کہ اسے دنیا کی کوئی شے بھی اس کے راستے سے گم نہیں کر سکتی بلکہ اس سے تمام ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں اور وہ تمام تاریکیوں کو روشن کر دیتا ہے۔

فرمایا اپنے خیالات کی حفاظت کر تارہ خیالات ہی تمام امور کا سر چشمہ ہیں اگر خیالات کو درست اور صاف کر لیا تو پھر تو بھی صاف ہو جائے گا۔ اور تیرے اعمال وافعال کی رفتار بھی صحیح رہے گی۔

فرمایا مجھے کسی سے کیا خدا سے بھی کوئی حاجت نہیں۔ جب بندہ کے اندر صدق سچائی پیدا ہو جاتی ہے تو عمل میں حلاوت آنے لگتی ہے اتنی کہ وہ عمل سے پہلے ہی حلاوت محسوس کرتا ہے اور جب اخلاص پیدا ہو جاتا ہے تو عبادت میں مزہ آنے لگتا ہے۔

فرمایا تم تین چیزوں سے محبت رکھتے ہو حالانکہ وہ تینوں چیزیں تمہاری نہیں اللہ کی ملکیت ہیں۔ نفس کو دوست رکھتے ہو وہ خدا کا بندہ ہے۔ روح کو دوست رکھتے ہو وہ خدا کی ملکیت ہے مال سے محبت کرتے ہو وہ بھی اللہ ہی کا ہے۔

تم دو چیزیں طلب کرتے ہو لیکن دونوں تم کو نصیب نہیں ہوتیں خوشی اور آرام۔ یہ دونوں تو جنت میں نصیب ہو سکتی ہیں۔ دنیا میں تو محض ان کا نام ہی نام ہے۔ غنا کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے ہم جنسوں سے ممتاز ہو۔ اور فقر کی حیثیت یہ ہے کہ تو اپنے ہم جنسوں کا محتاج نہ ہو۔

آپ کی وفات کے کئی سال بعد لوگ جو اس جنگل میں گئے جہاں آپ نے وفات پائی تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ آپ قبلہ کی طرف منہ کئے اور عصا ہاتھ میں لئے خشک لب کھڑے ہیں اور ایک پیالہ سامنے رکھا ہے۔ آپ کی وفات بصرہ کے قریب ایک جنگل میں ہوئی تھی۔

آپ نے ۳/ شعبان ۱۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ عمر ۶۳ سال پائی۔

Marfat.com

شیخ پردہ پوش

حضرت حاتم اصم

بزرگی و عظمت

حضرت حاتم اصم ایک یگانہ روزگار اور جلیل القدر شیخ گذرے ہیں آپ بھی خراسان کے ممتاز ترین شیوخ میں تھے عبادت و ریاضت زہد وورع اور صدق و عطا میں عدیم المثال تھے جب سے ہوش سنبھالا اس وقت سے لے کر آخر زندگی تک ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ آپ محاسبہ نفس اور مراقبہ قلب سے غافل رہے ہوں۔ آپ کی عظمت اور جلالت شان کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ حضرت جنید جیسے بزرگ یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمارے زمانہ کے صدیق ہیں ذی علم و صاحب تصنیف تھے حضرت احمد خضرویہ جیسے بزرگ تو آپ ہی کے مرید و خلیفہ تھے آپ نے خرقہ خلافت حضرت شفیق بلخی سے حاصل کیا تھا اور انہی سے تعلیم باطنی حاصل کر کے درجہء کمال کو پہنچے تھے خراسان میں آپ کی بڑی عزت و تکریم تھی خلق و سیرت میں بھی اپنی نظیر نہ رکھتے تھے اور جس سے ملتے تھے اس سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ذرا یہ شان بندہ نوازی ملاحظہ فرمایئے کہ ایک خاتون آپ سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے اتفاق سے اس کی ریح خارج ہو جاتی ہے وہ شرم سے پانی پانی ہو جاتی ہے ندامت سے سر اونچا نہیں ہوتا۔ آپ اس کی حیاو شرمندگی کا احساس کر کے فرماتے ہیں کہ میں اونچا سنتا ہوں بلند آواز سے کہو کہ کیا کہنا چاہتی ہو؟ یہ سن کر عورت کی جان میں جان آئی اس نے سمجھا کہ انھوں نے میرے گوز کی آواز نہیں سنی۔ آپ نے اسے اس کے سوال کا جواب دیدیا۔ جب تک وہ زندہ رہی آپ نے خود کو بہرہ ہی بنائے رکھا تاکہ اس کو شرمندگی نہ ہو اس کے مرنے کے بعد لوگوں کو یہ راز معلوم ہوا۔ اللہ اللہ ایک یہ بزرگ تھے کہ ایک عام عورت کی دلدہی

Marfat.com

اور رفع شرم کے لئے برسوں بہرے بنے رہے تھے اور ایک ہم ہیں کہ لوگوں کے عیوب کی تلاش و تجسّس میں لگے رہتے ہیں اور موقعہ مل جاتا ہے تو پھر انہیں رسوا و بدنام اور شرمندہ کرنے میں کوئی بھی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ امر سخت ناگوار ہوتا ہے کہ اس کے بندے اس کے کسی بندہ کی پردہ دری کر کے اس کی رسوائی پر تیار ہو جائیں۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ فرمایا جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے کرتا ہوں پھر مسجد چلا جاتا ہوں اور مسجد الحرام کو دیکھتا ہوں۔ مقام ابراہیم کو اپنی دونوں آبروں کے درمیان رکھتا ہوں بہشت کو اپنی دائیں جانب لیتا ہوں اور موت کو اپنی پیٹھ پیچھے خیال کرتا ہوں۔ پل صراط کو پاؤں کے نیچے رکھتا ہوں دل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں پھر پوری تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں نہایت حرمت کے ساتھ قیام کرتا ہوں۔ پوری ہیبت کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں نہایت عجز کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔ نہایت زاری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ نہایت حلم و بردباری کے ساتھ قعود کرتا ہوں اور شکر کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ یہ میری نماز ہے۔

نکات و اشارات ایک دفعہ آپ نے حضرت امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ کیا آپ بھی روزی تلاش کرتے ہیں؟ جواب اثبات میں پا کر پوچھا کہ وقت سے پہلے تلاش کرتے ہو یا وقت کے بعد یا وقت پر؟ اس سوال پر حضرت امام ابن حنبل شش و پنج میں پڑ گئے سوچنے لگے کہ اگر وقت سے پہلے کہتا ہوں تو یہ فرمائیں گے کہ تضیع اوقات کرتے ہو اور اگر وقت کے بعد کہوں تو جواب میں فرمائیں گے کہ گذری ہوئی چیز کی تلاش عبث ہے اور اگر یہ کہتا ہوں کہ وقت پر تلاش کرتا ہوں تو ضرور یہ ارشاد ہو گا کہ موجودہ چیز کی تلاش کے معانی ہی کیا ہوئے۔ کوئی جواب نہ بن سکا حیران رہ گئے ایک اور بزرگ نے سنا تو کہا انہیں یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ روزی کی تلاش نہ فرض ہے نہ سنت اور نہ واجب اس چیز کو کیا تلاش کروں جس کا تعلق تینوں سے نہیں اس چیز کی تلاش ہی کرنا عبث ہے جو بقول حضور نبی کریم ﷺ روزی خود تمہاری تلاش میں ہے خود تمہارے پاس آئے گی۔

آپ نے دوستوں اور مریدوں سے ایک روز فرمایا کہ اگر لوگ تم سے پوچھیں کہ تم حاتم اصم سے کیا سیکھتے ہو؟ تو بتاؤ انہیں اس کا کیا جواب دو گے؟ جواب دیا کہ کہیں گے "علم"

Marfat.com

سیکھتے ہیں۔ فرمایا اگر وہ اس سے بھی انکار کر دیں بولے پھر آپ ہی فرمائیے ارشاد ہوا کہ ایک تو وہ "خوشی" حاصل کرتا جو اپنے قبضہ و اختیار میں ہے۔ دوسرے وہ ناامیدی جو دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔

آپ ایک دفعہ بلخ میں وعظ فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بارالہا! اس مجلس میں تیرے بندوں میں سے جو بندہ سب سے زیادہ عاصی و گنہگار ہے تو اسے بخش دے۔ ایک کفن چور بھی وعظ سن رہا تھا۔ اسی شب کو اس نے ایک غیبی آواز سنی کہ ہم تو آج تجھے حاتم اصم ہی کی مجلس میں بخش چکے ہیں اور اب تو پھر گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یہ سنتے ہی چور کے دل کی دنیا بدل گئی۔ توبہ کی اور آپ کا مرید ہو گیا ایک شخص نے آپ کی مجلس میں آکر عرض کی کہ میرے پاس بہت سا مال ہے چاہتا ہوں کہ اسے آپ اور آپ کے مریدوں کو دیدوں۔ فرمایا تو پھر تیرے ایسا کرنے کے بعد مجھے یہی کہنا پڑے گا کہ اے آسمانی رازق "زمین" کا روزی دینے والا مر گیا۔

ایک روز مریدوں سے فرمایا اتنی مدت ہو گئی کوئی تم میں سے شائستگی کے رتبہ کو بھی پہنچا بولے فلاں مرید نے بہت سے جہاد کئے ہیں۔ فرمایا تو وہ غازی ہو گا۔ بولے فلاں مرید نے اس قدر مال خیرات کیا ہے فرمایا فیاض ہے۔ بولے فلاں مرید نے اتنے حج کئے ہیں فرمایا وہ حاجی ہے، مجھے تو شائستہ و لائق مرید کی ضرورت ہے۔ دیکھو شائستہ و لائق مرید وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھے ایک شخص کہیں سفر کو جا رہا تھا آپ نے اسے نصیحت کی کہ "دیکھ اگر یار چاہتا ہے تو اللہ کافی ہے" ہمراہیوں کی آرزو ہے تو کراماً کاتبین کافی ہیں۔ عبرت کی ضرورت ہے تو دنیا کافی ہے۔ مونس کی تمنا ہے تو قرآن بس ہے۔ کام کی ضرورت ہے تو عبادت بہت ہے۔ وعظ چاہتا ہے تو موت کافی۔ اور اگر یہ سب کچھ تجھے پسند نہیں تو تیرے لئے دوزخ کافی ہے۔

کرامات و تعلیمات آپ نہایت بااخلاق اور دوسروں کے احساسات کی پرواہ کرنے والے تھے جیسا کہ ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ ایک خاتون کو محض شرم و ندامت سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ برسوں بہرے بنے رہے غصہ بھی آپ کو کبھی نہ آتا تھا۔ بقول محمد رازیؒ صرف ایک مرتبہ زندگی بھر میں آپ کو اس بناء پر غصہ آیا کہ آپ نے بازار میں جاتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے مرید کو ایک بنیا پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تو

Marfat.com

میری دکان سے سودا لے کر کھا گیا۔ اب مجھے اس کی قیمت تو دے بنئے سے فرمایا کہ بھائی کچھ مروت سے بھی کام لے اس نے صاف جواب دیا کہ میں مروت نہیں کرتا اس جواب پر آپ کو غصہ آ گیا۔ دوش مبارک سے چادر اتار کر زمین پر دے ماری تو وہ راستہ کا راستہ سیم و زر اور روپے سے بھر گیا۔ فرمایا لے جتنا تیرا واجب ہے لے لے۔ مگر زیادہ ایک پیسہ نہ لینا ورنہ تیرا ہاتھ سوکھ جائے گا۔ بنیا آخر بنیا ہی تھا اس نے زیادہ لے لیا۔ اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔

فرمایا کہ :۔ نیکی اس طرح کر کہ اللہ کے سوا اور کسی کو خبر نہ ہو تاکہ باری تعالےٰ تجھے ظاہری عزت اپنی طرف سے انعاماً عطا کرے، اور جہاں رہے اللہ کی اطاعت کرتا رہ تاکہ اس کی مخلوق تیری خدمت کرے۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کچھ کرتے تو ہیں نہیں کھاتے کہاں سے ہیں۔ فرمایا۔ جو رب کا ہو جائے اُسے روزی کی کیا فکر۔

ایک مرتبہ آپ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں عالم ہی عالم جمع تھے۔ فرمایا دیکھو اگر تم میں تین باتیں ہیں تو خیر ورنہ دوزخ ہی کا ایندھن ہو گے۔ اولاً یہ کہ اس دن کی حسرت جس دن تم اس کی اطاعت نہ کر سکو۔ ثانیاً یہ کہ میسر شدہ فرصت کو غنیمت سمجھو اور اپنی طاعت و عبادت سے اللہ کو خوش کرو اور اسے ناخوش ہرگز نہ ہونے دو۔ ثالثاً یہ کہ اس امر سے ڈرتے اور لرزتے رہو کہ کل کیا پیش آنے والا ہے۔ نجات ہو گی یا ہلاکت۔

فرمایا تین حالتوں میں موت سے ضرور ڈرا کرو۔ کبر و غرور کی حالت میں۔ اکڑ اور غصہ کی حالت میں اور حرص و طمع کی حالت میں۔

ایک مرتبہ آپ نے بڑے جوش کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کی اور فرمایا کہ :۔

حریص اور لالچی لوگوں کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ مفلس و محتاج نہ ہو لینگے۔ مغرور اور متکبر لوگ اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھائے جائیں گے جب تک کہ اس گھر اور خاندان والوں میں سے کسی ادنیٰ شخص کے ہاتھوں انھیں ذلیل و خوار نہ کر دیا جائے گا اور خود پسند اور غصہ ور لوگ اس وقت تک شکار اجل نہ ہوں گے جب تک انھیں غلاظت میں نہ لتھڑ لیا جائے گا اور وہ کسی اور کے غصہ و غضب کے موجب بن کر اپنی سبکی نہ کرا چکے ہوں گے اور مصیبت و ذلت نہ اٹھا چکے ہوں گے۔

Marfat.com

دل کی اقسام و تشریح

فرمایا اگر ہمارے زمانہ کے زاہدوں اور عالموں کے غرور کو وزن کیا جائے تو وہ امراء اور بادشاہوں کے غرور و تکبر سے بہت زیادہ ہوگا۔ افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے قریب قریب بہت سے "علماء وزہاد" کی یہی حالت ہے اور تقریباً سب کے سب اسی غلاظت اور آفت کا شکار ہیں۔ فرمایا جو کوئی ہمارے ساتھ ہمسفر ہوتا ہے اسے تین قسم کی موت کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ موت الابیض۔ موت الاسود۔ اور موت الاحمر۔ اوّل الذکر موت جوع و گرسنگی ہے ثانی الذکر موت احتمال ہے۔ اور ثالث الذکر موت خرقہ پہننا ہے۔

ایک مرتبہ آپ وعظ کہہ رہے تھے جس کے دوران میں آپ نے فرمایا۔

"جو شخص رات دن میں ایک منزل قرآن شریف اور چند اوراق حکایات مشائخ پڑھنا اپنے لئے لازم اور ضروری قرار دے لے وہ دین وایمان کو ضرور سلامت رکھ سکتا ہے "نیز فرمایا" دل کی پانچ اقسام ہیں۔ دل مردہ، دل بیمار، دل غافل، دل منقبہ اور دل صحیح۔ دل مردہ کافر کا دل ہے۔ دل بیمار گنہگاروں کا دل ہے دل غافل شکم پروروں اور بسیا خواروں کا دل ہے۔ دل منقبہ جہلا کا دل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وقالو قلوبنا غلف" اور دل صحیح وہ ہے جو ہوشیاروں کے پہلو میں دھڑکتا ہے اور جو لوگ طاعت وعبادت میں مصروف رہتے ہیں انہیں میسر ہوتا ہے۔

فرمایا آراستہ اور عالیشان مکانوں اور کوٹھیوں پر غرور نہ کرو کہ بہشت سے زیادہ کوئی مکان بھی تو بہتر مکان نہیں ہے فرمایا اعمال نیک کی فراوانی اور زیادتی پر ہرگز نہ غرور کرو کہ ابلیس اسی غرور کی بدولت ڈوب گیا۔ کثرت کرامت و عبادت پر بھی غرور نہ کرو کہ بلعم باعور کو بھی یہی تکبر تباہ کر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فمثلہ کمثل الکلب فرمایا عالموں اور پرہیزگاروں کی صحبت و معیت پر بھی غرور نہ کرو۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ سے زیادہ بلند مرتبہ عالم و پرہیزگار اور کون ہو سکتا ہے ثعلبہ کو آپ کی صحبت و خدمت میں رہنے کا شرف حاصل تھا۔ لیکن اس سے اسے کوئی فائدہ بھی نہ پہنچا۔ فرمایا جب کوئی کام کرو تو یاد رکھو کہ خدائے قدوس دیکھ رہا ہے۔ جب کوئی بات کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سن رہا ہے۔ اور جب خاموش ہو تو یاد رکھو کہ باری تعالیٰ سب کچھ جانتا اور سمجھتا ہے کہ تم کیوں چپ اور خاموش ہو۔

فرمایا شہوت بھی تین قسم کی ہے۔ کھانے کی۔ بات کرنے کی۔ دیکھنے کی۔ کھانے

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو۔ بات کرنے میں سچائی اور راستی کا خیال رکھو اور دیکھنے میں عبرت ہمیشہ ملحوظ رہے۔

فرمایا نفس کو چار جگہ سے باز رکھو۔ جب کوئی عمل صالح کرو تو ریا و نمود کو پاس نہ آنے دو جب حفاظت امانت کا موقع آئے تو اس وقت مخل کو قریب بھی نہ پھٹکنے دو اور بہت ہوشیار رہو۔

فرمایا کسی شخص سے کوئی چیز نہ لیا کرو اور نہ مانگا کرو کہ لینے میں ذلت ہوتی ہے۔

حضرت حاتم کی یہ تمام نصائح اور تعلیمات اس قابل ہیں کہ ناظرین انہیں بار بار پڑھیں ذہن نشین کرلیں اور کبھی نہ بھولیں اور آپ نے خلیفہ وقت سے بھی صاف کہہ دیا تھا کہ تو نے ایک تھوڑی سی شے کے لئے احکام الٰہی کو بھلا رکھا ہے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کے متعلق صاف طور پر قل متاع الدنیا قلیل فرمایا ہے۔ اس نے آپ کو بہت کچھ نذرانہ دینا چاہا۔ آپ نے فرمایا میں تو عہد کئے ہوئے ہوں کہ کبھی کسی سے کچھ نہ مانگوں گا اور نہ لوں گا تو مجھے سیم و زر دیتا ہے اور میری یہ حالت ہے کہ دنیا و عقبیٰ بھی لینے کے لئے تیار نہیں کہ میرے لئے خدا کافی ہے۔

Marfat.com

آفتاب خراسان

احمد بن حرب

شانِ اتقا

حضرت احمد بن حرب بھی خاک پاک خراسان ہی سے اٹھے تھے اور اپنے عہد کے ایک جلیل القدر اور صاحب کمال ولی تھے۔ آپ کی عظمت و جلالت کیلئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ حضرت یحییٰ معاذ رحمتہ اللہ علیہ نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد میرا سر حضرت احمد بن حرب کے قدموں پر رکھنا۔ زہد و تقویٰ اور تورع و پرہیزگاری میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ جس کی انتہا یہ ہے کہ آپ کی شفیق ماں نے ایک مرتبہ بڑے شوق و توجہ سے ایک مرغی ذبح کر کے پکائی۔ جانتی تھیں کہ باہر سے خریدی گئی تو متقی بیٹا اسے مشتبہ سمجھ کر کھانے سے انکار کر دے گا۔ اس لئے انہوں نے گھر کی پلی ہوئی مرغی کو ذبح کر کے پکایا اور اسے بیٹے کے سامنے رکھ کر کہا کہ لو بیٹا اسے کھاؤ یہ طیب و پاک غذا ہے آپ نے فرمایا واقعی یہ مرغی تو گھر کی پلی ہوئی تھی لیکن میں نے ایک دن اسے اپنے ہمسائے کے کوٹھے پر پھرتے اور چگتے دیکھا تھا۔ ہمسائے کے متعلق مجھے علم ہے کہ وہ ناشکرا ہے اس لئے یہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ میں اسے کھاؤں۔ ماں کے پاس اس نازک توجیہہ و اتقاء کا جواب نہ تھا خاموش ہو گئیں۔ یہ حالت تھی کہ زندگی بھر ایک رات بھی نہ سوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ بہشت آراستہ ہے اور دوزخ دہک رہی ہے۔ خدا معلوم میرا ٹھکانہ کہاں ہو گا۔ پھر بھلا مجھے اس غم میں نیند کہاں آسکتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی مجلس میں ایک مرتبہ ایک ایسی بات کہی کہ میرا قلب روشن ہو گیا۔ چالیس سال ہو گئے کہ ابھی تک وہ ذوق میرے دل سے محو نہیں ہوا۔

نیشاپور میں دو احمد تھے۔ ایک احمد بن حرب دوسرے احمد بازرگان۔ اوّل الذکر تو

Marfat.com

زہد و عبادت کے ایک پیکر تھے اور مؤخر الذکر سراپا دنیا میں غرق تھے۔ آپ کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت ذکر الٰہی میں محو رہتے تھے ایک روز حجام آپ کی حجامت بنانے کے لئے آیا اور اس نے لبیں تراشنی چاہیں۔ حجام نے کہا ذرا توقف فرمایئے کہ میں لبیں درست کر لوں فرمایا تمہیں اس سے کیا لب ہلنے دو۔ تم اپنے کام میں لگو اور مجھے اپنا کام کرنے دو چنانچہ آپ کے لب کئی جگہ سے کٹ گئے مگر آپ نے ذکر الٰہی سے زبان بند نہ کی۔

آپ کو آپ کے ایک دوست نے خط لکھا۔ مدت تک جواب کی سعی کرتے رہے مگر فرصت ہی نہ ہوتی تھی۔ آخر آپ نے ایک مرید سے کہا کہ میرے اس دوست کو لکھ دو کہ آئندہ کوئی خط نہ لکھے کہ مجھے جواب دینے کی فرصت نہیں۔ نیز یہ بھی لکھ دو کہ ذکر خدا میں مشغول رہو۔ والسلام۔

احمد بازرگان بہت بڑا امیر دولتمند شخص تھا اور حرص دنیا اس پر حد درجہ غالب تھی۔ ایک روز اس نے اپنی کنیز سے کہا کہ میرے لئے کھانا لا وہ کھانا لائی لیکن یہ روپے کا حساب کرتے کرتے سو گیا جب آنکھ کھلی تو اس نے کنیز سے ڈانٹ کر کہا کہ میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ میرے لئے کھانا لا۔ وہ چپ رہی اور وہ دوبارہ کھانا لے آئی مگر وہ پھر حساب کرتا کرتا سو گیا۔ کنیز نے یہ دیکھ کر کہ میں بار بار کھانا لاتی ہوں اور یہ بار بار سو جاتا ہے اور ناراض ہو جاتا ہے تو اس نے یہ کیا کہ ایک انگلی سالن میں ڈبو کر اس کے لب و دہن میں لگا دی بیدار ہوا تو اس نے پھر کھانا مانگا۔ کنیز نے کہا کہ حضور ابھی کھانا تناول تو فرما چکے ہیں۔ دیکھئے ابھی تک آپ کے لب آلودہ ہیں۔ بولا تو اچھا کلی کرنے کے لئے طشت لا چنانچہ کلی کی اور سمجھ لیا کہ اسے جو بھوک لگی ہے وہ بے وقت لگی ہے۔ دوبارہ کھائے تو فضول رقم خرچ ہو گی یہ بخل دنیا پرستی کی انتہا تھی۔

بچہ کو توکل کی تعلیم

اللہ کی قدرت ہے کہ ایک ہی نام کے دو انسان ہیں۔ ایک اللہ کی یاد میں محو ہے اور دوسرا روپیہ پیسے کے حساب میں لگا ہوا ہے اور خدا کو بالکل بھول چکا ہے۔ آپ بہت متوکل تھے اور اللہ تعالیٰ پر بہت بھروسہ رکھتے تھے۔ آپ نے چاہا کہ اپنے بچہ کو بھی ابتداء ہی سے توکل کی تعلیم دیں بچہ کو تاکید کر دی کہ دیکھو جب کوئی چیز مانگا کرو۔ تو اللہ سے مانگا کرو اور سوراخ پر جا کر کہا کرو کہ الٰہی مجھے فلاں چیز عطا کر۔ ساتھ ہی گھر والوں کو ہدایت کر دی کہ بچہ جو چیز مانگا کرے اس سوراخ کے اندر ڈال دیا

Marfat.com

کرو۔ ایک عرصہ تک یہی حالت رہی۔ بچہ جو کچھ مانگتا گھر والے اس سوراخ سے ڈالدیتے اور بچہ یہی سمجھتا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ چیز دی ہے مدت تک یہی صورت رہی۔ یہ محض اتفاق تھا کہ ایک روز کوئی گھر میں نہ تھا بچہ کو بھوک لگی اس نے حسب معمول سوراخ پر جا کر کھانا طلب کیا اللہ تعالیٰ نے غیب سے بھیج دیا جب گھر والے باہر سے آئے تو انہوں نے گھر میں بچہ کو کھانا کھاتے دیکھا۔

پوچھا یہ کھانا تجھے کہاں سے ملا؟ بچے نے بڑے بے تکلفی سے جواب دیا ملتا کہاں سے جہاں سے روز ملا کرتا تھا وہیں سے ملا اور میرے اللہ نے مجھے دیا۔ چنانچہ یہ بچہ توکل میں کامل ہو گیا۔

قدرت خداوندی دیکھئے کہ ایسے جلیل القدر بزرگ کا ایک بیٹا پکار ند نکلا۔ ایک دفعہ کچھ سادات آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے یہ نشہ میں بدمست رباب ہاتھ میں لئے ہوئے بے پرواہی کے ساتھ ادھر سے گذر گیا۔ اس کی اس حرکت سے سادات کرام کو افسوس ہوا فرمایا میں بیٹے کی اس حرکت کے لئے آپ سے معذرت طلب کرتا ہوں۔ میں نے ایک روز ہمسائے کی ہاں کھانا کھالیا تھا اور مجھے یہ علم نہ تھا کہ یہ کھانا بادشاہ کے ہاں کا ہے اس روز ہی بیوی کے ساتھ خلوت ہوئی جس کا نتیجہ یہ فرزند ارجمند ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مشتبہ اور غیر صاف روزی کس درجہ باطنی نقصان کا موجب ہوتی ہے۔

آتش پرست بہرام کے سوالات

آپ کے پڑوس میں ایک آتش پرست بہرام رہتا تھا۔ بڑا تاجر تھا۔ آپ کو یہ سن کر کہ ڈاکوؤں نے راستے میں اس کا تمام مال اسباب لوٹ لیا بہت افسوس ہوا۔ اور مریدوں سے کہنے لگے کہ گبر ہے تو کیا ہوا ہے تو ہمارا ہمسایہ اس کی غمگساری ہم پر لازم ہے۔ چلو اظہار افسوس کر آئیں کہ بے چارہ بہت غمگین ہے۔ چنانچہ آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس نے بھی آپ کا بہت احترام کیا اور گھر کے اندر لے جا کر ایک آراستہ کمرہ میں بٹھا دیا۔ چونکہ سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ عزت و ادب تو کیا مگر سمجھا یہ کہ آپ شاید کچھ کھانے پینے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے نور باطن سے سمجھ لیا اور فرمایا بہرام اطمینان رکھو ہم تمہارے ہاں کھانے پینے کے لئے نہیں آئے۔ صرف تمہاری غم خواری کے لئے آئے ہیں کہ ہم نے تمہارے نقصان عظیم کا حال سنا تھا بولا واقعی مال تو میرا لٹا اور مجھے نقصان بھی بہت پہنچا پھر بھی تین امور ایسے

Marfat.com

ہیں جن کا شکر مجھ پر واجب ہے۔

اولاً یہ کہ میں ہی تو لٹا میں نے تو کسی کو نہیں لوٹا۔ ثانیاً یہ کہ پھر بھی نصف مال تو میرے پاس باقی رہ گیا۔ ثالثاً یہ کہ دنیوی متاع ہی پر ڈاکہ پڑا۔ متاع آخرت تو بچ گئی۔ آپ نے مریدوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس کی باتوں میں دوستی کی بو آتی ہے۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ آگ کو کیوں پوجتے ہو؟ بولا صرف اس لئے کہ قیامت کے روز میں اس میں جلنے سے محفوظ رہوں میں نے دنیا میں اس لئے اسے لکڑیوں کی خوراک دی ہے کہ یہ عقبیٰ میں میرے ساتھ بیوفائی نہ کرے۔ فرمایا تیرا یہ خیال ہی باطل ہے۔ جو چیز اتنی عاجز و کمزور ہو کہ ایک بچہ کے پانی ڈالنے سے بجھ جائے اور خاک کو بھی اپنے اوپر سے نہ ہٹا سکے بھلا وہ تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ تک کیونکر پہنچا سکے گی اور تیرے کچھ کام آسکے گی اس کی اہمیت نہ سمجھی آؤ ہم دونوں اس میں ہاتھ ڈالیں۔ معلوم ہو جائے گا کہ یہ تمہاری کتنی رعایت کرتی ہے۔ یہ بات کچھ بہرام کے دل کو لگی۔ اس نے کہا اچھا آپ چار امور مجھے سمجھا دیجئے (۱) اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا؟ (۲) پیدا کیا تو رزق کیوں دیا؟ (۳) رزق دیا تو موت کیوں دی؟ (۴) اور موت دی تو پھر زندہ کیوں کیا؟ فرمایا پیدا کیا اس لئے کہ وہ مالک کو پہچانے۔ رزق دیا اس لئے کہ اس کی وجہ ہی سے جان لیں۔ موت یوں دی کہ اس کی قہاری ہی کے سبب اسے سمجھیں۔ پھر زندہ اس لئے کیا کہ اسے اس کی قدرت سے پہچانیں۔

بہرام نے کہا اچھا لاؤ اس آگ کو بھی آزمالیں۔ آپ نے ہاتھ ڈالا تو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا بہرام نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ لیکن آپ ایک نعرہ مار کر اسی وقت بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آجانے پر لوگوں نے سبب بے ہوشی پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عین اسی وقت ایک غیبی آواز سنی کہ بہرام ستر سال کے بعد ایمان لایا۔ تم ستر سال کے اسلام کے بعد کیا لے کر آؤ گے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میرا دشمن کون ہے جو میری غیبت کرتا ہے تو میں سیم وزر اس کے پاس بھیجتا۔ اس لئے کہ جو اپنا کام کرے اسے یہ بھی حق ہے کہ وہ مجھ سے میری اجرت وصول کرے۔

آپ کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو خدا سے ڈرتے رہو۔ اس کی اطاعت میں سرگرم رہو۔ اور دنیا کی دلچسپیوں میں مبتلا ہو کر خدا کو نہ بھول جاؤ۔

Marfat.com

پیر وقت

ابو سلیمان دارائی

عبادت و عظمت حضرت ابو سلیمان دارائی بہت زبردست اور یگانہ روزگار شیخ گذرے ہیں۔ تمام زندگی فقر و فاقے میں بسر کی۔ اتنے اتنے دن بھوکے رہتے اور فاقے کرتے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی کر سکتا ہے۔ اس فقر و فاقہ پر محنت و ریاضت بھی اتنی کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ نہایت خلیق و مہربان تھے اور سب سے لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ "ریحان القلوب" مشہور تھے۔ شام کے ایک قصبہ "دار" کے رہنے والے تھے۔ اس لئے "دارائی" کہلاتے تھے ایک دن شب کے وقت ایک مسجد میں مصروف عبادت تھے سردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے جاتے تھے آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو ایک ہاتھ کو گرمی پانے کے لئے بغل میں دبالیا۔ نیند جو آئی تو ایک آواز سنی کہ ابو سلیمان جو ہاتھ نے تو پھیلایا تھا ہم نے اس کا حصہ تمہیں بخش دیا۔ اگر دوسرا ہاتھ بھی پھیلاتے تو اس کا حصہ بھی تمہیں ضرور ملتا۔ جھٹ آپ بیدار ہو گئے اور اس روز سے عزم کر لیا خواہ کتنی ہی سردی ہو دعا دونوں ہی ہاتھ پھیلا کر مانگا کریں گے۔

محض اتفاق تھا کہ ایک روز آپ کی آنکھ لگ گئی اور وظیفہ بھی نہ پڑھ سکے۔ خواب میں دیکھا کہ حور بہشتی کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے خیریت تو ہے آج یہ غفلت کیسی طاری ہو گئی ہم تو بہشت میں پانچ سو سال سے تمہارے لئے آراستہ ہو رہے ہیں اور تم یہ غفلت برتتے ہو۔ ایک دفعہ اور ایک حور کو دیکھا کہ کھڑی مسکرا رہی ہے اور اس کے رخسار کی روشنی سے پورا مکان منور ہے ہنستی ہے تو اور زیادہ جگمگاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ اس قدر تابانی تم نے کہاں سے حاصل کر لی؟ بولی کہ ایک رات دوران عبادت میں تمہاری

Marfat.com

آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔ وہ ہمیں پہنچائے گئے۔ ہم نے انہیں چہرہ پر جو ملا تو یہ چمک اور نور پیدا ہو گیا۔ تم جیسے پاک نفس بزرگوں کے آنسو بھی بہشت میں ہمارے لب و عارض کے گلگونہ بنتے ہیں۔ معمول تھا کہ آپ روٹی پر پسا ہوا نمک چھڑک لیا کرتے تھے۔ ایک روز نمک لائے تو اس میں ایک تل بھی ملا ہوا تھا۔ آپ نے اسے بھی کھا لیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ ایک سال تک آپ کی باطنی ترقی نہ صرف یہ کہ رک گئی بلکہ حجاب پر حجاب عائد ہوتے رہے۔ کاش مسلمان سمجھیں کہ حلال و جائز اور طیب روزی کتنی اہم چیز ہے۔

نکات و اشارات آپ مکہ معظمہ گئے تو اپنے ایک مرید کو دیکھا کہ وہ پانی کی جگہ صرف آب زمزم پیتا تھا گویا نہ کچھ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا صرف آب زمزم پر گذر تھی۔ آپ نے فرمایا تو جو اس زمزم پر تکیہ کئے بیٹھا ہے تو اگر یہ خشک ہو جائے تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا جزاک اللہ! میں تو واقعی آج تک زمزم پرست ہی بنا رہا۔ "آپ کا ایک دوست۔ آپ جو کچھ اس سے مانگتے تھے وہ برابر آپ کو دیتا رہتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جو آپ نے اس سے کوئی چیز مانگی تو اس نے کہا کہ آپ آخر کب تک مجھ سے مانگتے رہیں گے۔ اس کے یہ الفاظ سن کر آپ کے قلب سے اس کی دوستی کی حلاوت جاتی رہی۔ واقعی یہ بات باری تعالیٰ کی ہے کہ اگر ہم صد لاکھ مرتبہ بھی مانگیں کبھی نہ اکتائے بلکہ برابر دیتا اور بخشتا چلا جائے۔ دوست تو دوست وہ تو دشمنوں کے مانگنے سے کبھی نہیں اکتاتا۔ بندے اگر اس راز کو سمجھ لیں تو کبھی کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔

تعلیمات فرمایا ہر شخص کی نجات کا انحصار صرف خدا پر ہے۔ جب امید و رجا خوف پر غالب ہوتے ہیں تو دل میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور اگر خوف قائم رہتا ہے تو خشوع رونما ہوتا ہے فرمایا حکیم لقمان نے جو اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ اللہ سے ڈرتا رہ مگر اتنا کہ اس کی رحمت ہی سے ناامید نہ ہو جائے اور اس سے امید رکھ مگر اتنی کہ اس کا خوف ہی دل سے نہ جاتا رہے۔"

فرمایا کہ "تمام دن نماز پڑھنے سے میں ایک رات میں لقمہ حلال کھانا زیادہ پسند کرتا ہوں۔"

فرمایا کہ جو شخص نکاح کرتا ہے یا سفر کرتا ہے یا حدیث نگاری میں مشغول رہتا ہے وہ یقیناً دنیا کی طرف مائل ہے البتہ نیک عورت دنیا

Marfat.com

سے نہیں بلکہ آخرت سے ہے کہ وہ اپنے شوہر کو آخرت کی طرف مشغول رکھتی ہے۔ نیز جو مال اور اہل و عیال اللہ کی یاد سے غافل کریں وہ سب منحوس ہیں۔ وہ آہ سرد جو کسی غم زدہ کے دل سے نامرادی اور ناکامی آرزو کے وقت نکلتی ہے ہزار سالہ طاعت و عبادت سے بہتر ہے جو شخص اپنے آپ کو کچھ خیال کرتا ہے وہ حلاوت خدمت سے محروم ہے۔

فرمایا جس عمل سے تیرے دل کو دنیا میں لذت نصیب نہیں ہوتی آخرت میں بھی اس کا کوئی ثواب نہ ہوگا۔ فرمایا اگر غفلت کرنے والوں کو اپنی غفلت کے نقصان کا صحیح احساس ہو جائے تو وہ سب اس کے صدمہ سے مر جائیں۔ عارف کی آنکھ کھلنے پر ظاہری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ فرمایا اگر معرفت کو ایک شکل قرار دے کر کسی جگہ رکھیں تو کوئی شخص اس کے جمال رعنا کی تاب نہ لا سکے اور اس کے سامنے تمام روشنیاں گل ہو جائیں فرمایا دنیا کی حیثیت اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک مچھر سے بھی کم ہے۔

جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو مریدوں نے عرض کیا کہ ہمیں بشارت دیجئے اس لئے کہ آپ تو رب قدیر کے دربار میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اس کی بارگاہ میں جا رہے ہو جو گناہ کبیرہ پر عذاب کرتا ہے اور گناہ صغیرہ کا حساب لیتا ہے یہ کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ وصال کے بعد چند بزرگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ وہاں آپ کے ساتھ کیا گزری ؟ فرمایا اس نے رحمت سے مجھے بخش دیا۔

Marfat.com

فلک عبادت

عبداللہ بن مبارک

رہبری عشق اور طاعت بزرگاں

حضرت عبداللہ بن مبارک بڑے کامل اور یگانہ روزگار شیخ گذرے ہیں شریعت و طریقت اور علم و عرفان میں کامل تھے۔ مقبول بارگاہ ربانی تھے۔ علوم و فنون میں تبحر حاصل تھا بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ اللہ تعالیٰ نے دولت بھی دے رکھی تھی۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے دوسرے سال جہاد کرتے اور تیسرے سال تجارت میں مصروف رہتے راہ خدا میں بکثرت روپیہ خرچ کرتے تھے۔ ابتداء میں ایک بڑے تاجر تھے۔ ہزاروں روپے کا کاروبار کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک مہ پارہ دوشیزہ سے عشق ہو گیا اور پھر یہی عشق، عشق حقیقی کا باعث بن گیا۔ اس پری جمال دوشیزہ کے عشق میں شبانہ روز بے قرار رہنے لگے ایک عرصہ اسی عشق میں گذر گیا۔ ایک روز سردی شدت کی پڑ رہی تھی اور آپ مغرب کی نماز کیلئے گھر سے نکلے۔ کہر کی فراوانی سے اندھیرا ہو چلا تھا۔ دل بیقرار کوچہ ء جاناں کی طرف لے گیا۔ اتفاق وقت کہ محبوبہ کمرے کی کھڑکی میں بیٹھی تھی۔ آنکھیں جو چار ہوئیں تو سب کچھ بھول گئے نہ خدا ہی کی پرواہ رہی نہ خدائی کی خبر، کھڑے ہو گئے۔ باتیں شروع ہو گئیں مدہوشی طاری ہو گئی۔ اتنے میں صبح کی اذان ہو گئی اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادائے وارفتگی پسند آ گئی۔ خزانہ کا منہ کھول دیا۔ غیبی آواز سنائی دی۔ عبداللہ ایک فانی بندے کے عشق میں اتنی لمبی سرد رات کھڑے کھڑے اس محویت کے ساتھ گذار دی کہ نماز عشاء کا بھی ہوش نہ رہا اور صبح کی اذان کو مغرب کی اذان سمجھا مگر ہمارے لئے کہ ہم آقا ہیں کبھی نصف شب بھی یہ والہیت نہ دکھائی یہ آواز سنتے ہی قلب کی حالت بدل گئی چہرہ متغیر ہو گیا اور دل میں ایک درد اٹھنے لگا۔ اسی

Marfat.com

وقت توبہ کی اور عہد کیا کہ آئندہ اپنی تمام بے قراریاں محبوب حقیقی کیلئے وقف رکھوں گا۔

زہد و اتقا چنانچہ گھر پہنچے تو حالت ہی اور تھی۔ عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ دینے پر آتا ہے تو لینے والے سے سنبھالے نہیں سنبھلتا کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ عالم ہو گیا کہ سینہ گنجینہ انوار تھا۔ اور رفعت مراتب کا یہ عالم تھا کہ ایک روز آپ کی والدہ گرامی باغ میں جو پہنچیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ بیٹا ایک گھنے پودے کے نیچے پڑا سو رہا ہے اور ایک سیاہ اور خوفناک سانپ نرگس کی شاخ منہ میں لئے مصروف مگس رانی ہے جب بندہ اللہ کو ہو جاتا ہے تو اس کی تمام مخلوق اس کی ہو جاتی ہے۔ پھر تو فراوانی شوق نے مجبور کیا تو آپ اپنے وطن مرو سے اٹھ کر بغداد جا پہنچے اور ایک طویل مدت تک یہاں کی مشائخین و متصوفین سے کسب ضیاء کرتے رہے پھر مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں بیت اللہ شریف کے مجاور بن گئے اور عرصہ بعد "نور علی نور" ہو کر مراجعت فرمائے وطن ہوئے آپ کا اتقاء بھی حد انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر خود نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ سلام پھیر کر جو دیکھا تو گھوڑا دوسرے کے کھیت میں چر رہا تھا فرمایا اب وہ میری سواری کا اہل نہیں۔ پھر ایک دفعہ مرو سے شام کا طویل سفر محض اتنی بات کی لئے اختیار کیا کہ آپ نے وہاں کسی ضرورت کے لئے کسی سے ایک قلم لیا تھا اور وہ غلطی سے آپ کے پاس ہی رہ گیا۔ گو اس قلم کی قیمت کچھ نہ تھی مگر آپ کو سخت اضطراب تھا۔ کسی کے ذریعہ بھیجنے میں اندیشہ تھا کہ ضائع نہ ہو جائے اس لئے خود ہی عازم شام ہو گئے۔

خدمت اہل اللہ کے شاندار مظاہر ایک دفعہ آپ حج کو تشریف لے گئے صحن حرم میں آپ کی آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہوئے ہیں اور باہم گفتگو کر رہے ہیں۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ حج تو ہو گیا مگر خبر ہے کہ اس سال کتنے زائرین حج کے لئے آئے؟ جواب ملا چھ لاکھ۔ پوچھا ان میں سے حج کتنے حاجیوں کا قبول ہوا؟ جواب میں کہا گیا کہ کسی ایک کا بھی نہیں ہوا۔ یہ سن کر آپ کو اضطراب ہوا اور کہنے لگے کہ لوگوں نے حج کیلئے کیا کیا تکالیف اٹھائیں کتنے زیربار ہوئے۔ لیکن یہ سب محنتیں محض اکارت گئیں اس پر فرشتہ بولا صرف ایک ایسے شخص کا حج قبول ہوا ہے جو حج میں شریک نہ تھا۔ آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اور اس کا حج گھر بیٹھے بیٹھے کس طرح قبول ہو گیا۔ کہا وہ کوئی بزرگ اور بڑا مشہور شخص نہیں محض ایک

Marfat.com

موچی ہے۔ پارہ دوزی کا کام دمشق میں کرتا ہے۔ علی ابن الموفق نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اس کا حج قبول کر لیا بلکہ اس کے طفیل میں اس سال آنے والے چھ لاکھ کے چھ لاکھ حاجیوں کو بخش بھی دیا۔ فوراً آپ کی آنکھ کھل گئی اور آپ مکہ معظّمہ سے چل کر دمشق پہنچے اور اس شخص سے ملاقات کرنے کا عزم کر لیا۔ اور رخت سفر باندھ کر روانہ ہو گئے۔ دمشق پہنچے اور اس شخص سے ملاقات کر کے ملے اور خواب کا تمام واقعہ سنایا۔ بولا کہ تیس سال سے مجھے حج کی آرزو تھی اور میں نے پارہ دوزی کر کے تین ہزار درہم حج کیلئے فراہم کئے تھے۔ اس سال بیت اللہ شریف پہنچنے اور حج کرنے کا پختہ عزم کئے ہوئے تھے۔ ایک روز میری حاملہ بیوی بولی کہ آج ہمسائے کے گھر سے کھانا پکنے کی خوشبوئیں آرہی ہیں جاکر تھوڑا سا سالن میرے لئے بھی لے آؤ آپ ہمسائے کے ہاں گئے تو بولا بھائی کیا کہوں بال بچوں کو فاقے میں تڑپتے ہوئے سات روز ہو گئے تھے اور میرے پاس کچھ نہ تھا۔ آج مجھے ایک مرا ہوا گدھا پڑا مل گیا مجبور تھا اس کے جسم سے گوشت کا ایک بڑا ٹکڑا تراش لایا اور اسی کو پکا رہا ہوں۔ وہ تمہارے لئے حلال نہیں علی ابن الموفق نے فرمایا ہمسائے کی اس مصیبت کا حال سن کر میرے قلب و روح میں شعلے بھڑک اٹھے۔ میں گھر گیا اور میں نے حج کے لئے جو تین ہزار درہم پس انداز کر رکھے تھے وہ لا کر اسے دیدئے اور کہا کہ اس سے اپنا گذارا کرو کہ میرا حج یہی ہے۔

خدا کیلئے آنکھیں کھولئے اور سمجھئے کہ خدمت اہل اللہ کی اللہ کے نزدیک کتنی وقعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی اوّلین خوشنودی و رضاجوئی کی راہ کونسی ہے۔

سیدوں اور پاکباز غلاموں کی عظمت

آپ ایک روز نہایت شکوہ و شان کے ساتھ مسجد سے باہر نکلے تو ایک سید زادے نے کہا کہ اے ہندو زادے یہ کیا بات ہے کہ میں فرزندِ رسول بھی ہوں اور دن بھر محنت بھی کرتا ہوں جب کہیں جاکر مجھے روزی نصیب ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے باپ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تھے اور میرا باپ گمراہ تھا تمہارے بزرگ ترین باپ نے جو میراث چھوڑی میں نے اسے حاصل کر لیا اور یہ مرتبہ پایا اور تم نے میرے باپ کی میراث حاصل کی اور خوار ہوئے اسی شب کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ناراض ہیں آپ نے ناراضی کا سبب پوچھا تو فرمایا میرے بیٹے پر نکتہ چینی کرتے ہو؟ آپ بیدار ہوتے ہی اس سید زادے

Marfat.com

کی تلاش میں روانہ ہوئے اور اس سے معافی مانگی اس سید زادے نے بھی اسی رات کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرمار ہے ہیں کم بخت نہ تو ایسا ہوتا اور نہ دوسروں کے طعنے سنتا چنانچہ دونوں نے توبہ کرلی۔

آج کون ہے جو آل رسول کا احترام ملحوظ رکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ حضور ﷺ آل رسول کے عدم احترام واذیت رسانی پر خفا ہوتے ہیں۔

آپ کے پاس ایک غلام تھا جس نے آپ سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ میں آپ کو ایک درہم روزانہ دیدیا کروں گا اور جب ایک معینہ رقم پوری ہو جائیگی تو آزاد ہو جاؤں گا چنانچہ وہ آپ کو ایک درہم روزانہ دیتا رہا تھا ایک روز آپ سے ایک شخص نے شکایت کی کہ یہ شخص رات کو کفن چراتا ہے اور ان کو فروخت کر کے آپ کو رقم دیتا ہے چنانچہ آپ اسی شب کو چپ چاپ اس کی پیچھے ہو لئے وہ واقعی قبرستان میں پہنچ کر ایک قبر کھودنے لگا آپ نے دیکھا کہ قبر کے اندر سے ایک محراب برآمد ہوئی اور وہ نماز میں مشغول ہو گیا اب تو آپ قریب آ گئے دیکھا کہ گلے میں زنجیر ہے اور جسم پر ٹاٹ کا لباس ہے اور یہ خشوع وزاری کے ساتھ مصروف عبادت ہے آپ یہ حالت دیکھ کر دور ہٹ گئے اور بہت روئے صبح ہونے کے قریب اس نے قبر کا منہ اسی طرح بند کر دیا اور مسجد میں آکر نماز صبح ادا کی پھر دعا مانگی کہ بار الہا! صبح ہو گئی اور میرا مالک مجازی مجھ سے درہم مانگتا ہے۔ میں مفلس ہوں اور مفلس کو دینے والا تیرے سوا اور کوئی نہیں جہاں سے مناسب سمجھے عطا کر دے۔

آپ نے دیکھا کہ اسی وقت ایک شعلہ نورونما ہوا اور ایک درہم اس غلام کے ہاتھ میں آگیا اب تو آپ کو تاب ضبط نہ رہی دوڑ کر گئے غلام کو سینے سے لگا لیا اور کہا کہ کاش تم آقا ہوتے اور میں تمہارا غلام۔ غلام نے راز افشا ہوتے ہی دعا کی کہ رب العالمین تیرے بندے کا راز افشا ہو گیا بہت رسوائی ہو گی تجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اب تو میری روح قبض کرلے اسی وقت ٹھنڈا ہو گیا اور آپ نے اسی ٹاٹ میں دفن کر دیا اسی شب رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ٹہلتے چلے آرہے ہیں اور فرما رہے عبداللہ! تم نے ہمارے دوست اور اللہ کے محبوب کو ٹاٹ میں کیوں دفن کیا۔

خدمت اہل اللہ کی شکوہ آرائی

ایک مرتبہ آپ حج کے آرزومند تھے ماہ ذی الحجہ شروع ہو گیا تھا آپ نے سوچا اگر میں عرفات میں

Marfat.com

نہیں ہوں تو عرفات والوں جیسے کام تو کرنے چاہئیں اس طرح مجھے وہی ثواب عطا کر دے گا آپ یہ سوچ رہے تھے کہ اسی صحرا میں ایک ضعیف عورت عصا ہاتھ میں لئے ہوئے ایک طرف سے آتی ہوئی نظر آئی۔ کمر جھکی ہوئی تھی۔ بولی عبداللہ! شاید تمہیں حج بیت اللہ کی بڑی آرزو ہے؟ آپ سے اثبات میں جواب پا کر بڑھیا نے کہا مجھے بھی تیرے ہی لئے بھیجا گیا ہے۔ آ میرے ساتھ چل میں تجھے مکہ معظمہ پہنچا دوں آپ نے دل میں سوچا کہ حج میں صرف تین روز باقی رہ گئے ہیں یہ کیونکر اس قلیل عرصہ میں مجھے اتنی دور پہنچا سکے گی۔

بڑھیا نور باطن سے آپ کے قلب کا حال معلوم کر کے بولی عبداللہ! جس نے صبح کی سنتیں عرفات میں ادا کی ہوں اور فرض دریائے جیحون پر پڑھے ہوں اور طلوع آفتاب کے وقت مرو میں پہنچ گئی ہو کیا تم اس کے ساتھ چل سکتے ہو؟ آپ بہ شوق ساتھ ہو لئے جب دریا آتا تو وہ آنکھیں بند کرا لیتی برابر راہ چلتے جاتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کی طنابیں کھینچ لی گئی ہیں رفتار وہی معمولی رفتار تھی چلنے میں بھی کوئی تغیر نہ تھا مگر شہر قریب ہوتے چلے جاتے تھے چنانچہ عین وقت پر آپ میدان عرفات میں پہنچ گئے آپ نے اسی بڑھیا کے ساتھ تمام مناسک حج ادا کئے اور فراغت کے بعد بولی کہ آؤ اب ایک جگہ چلیں وہاں ایک غار میں میرا بیٹا مصروف عبادت ہے آپ نے غار پر پہنچ کر دیکھا کہ اس غار کے اندر ایک نحیف الجسم جوان بیٹھا ہے جس کے چہرہ پر نور برس رہا ہے۔

اس نے دیکھتے ہی ماں کے تلوؤں سے اپنی آنکھیں رگڑیں اور کہنے لگا اماں میں جانتا ہوں کہ آپ مجھے دیکھنے خود نہیں آئیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بھیجا ہے آپ میری تجہیز و تکفین کا بندوبست کریں کیونکہ میرا وقت آ گیا ہے چنانچہ اسی وقت وہ جوان مر گیا اور دونوں نے اسے دفن کر دیا اس کے بعد بڑھیا نے کہا آپ جائیے میں تو اب یہیں رہوں گی اور آئندہ سال تم مجھے بھی نہ پاؤ گے۔

مشاہدۂ حور و کرامات سہل بن عبداللہ آپ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے ایک روز آپ سے کہنے لگے کہ آج آپ کی کنیز میرے سامنے بالمشافہ آ کھڑی ہوئی اور میں نے دیکھا کہ وہ بام پر کھڑی ہوئی مجھے اشاروں سے اپنی طرف بلا رہی تھی اس کے بعد میرا نام لے کر مجھے پکارا اس لئے اب میں آپ کے یہاں نہ آیا کروں گا۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اسے اس پر تنبیہ کریں یہ سن کر آپ نے مریدوں سے کہا کہ اٹھو اور

Marfat.com

سہل کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو۔ چنانچہ باہر نکلتے ہی سہل نے انتقال کیا اور سب نے ملکر ان کی نماز جنازہ ادا کی لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ انتقال ہونے والا ہے؟ فرمایا وہ سمجھ ہی نہ سکے حالانکہ وہ حوریں تھیں جو انھیں اپنی طرف بلا رہی تھیں۔ میرے یہاں تو کوئی کنیز بھی نہیں۔

ایک دفعہ دوران جہاد میں آپ کا مقابلہ کافر سے ہو گیا نماز کے وقت مہلت لے کر آپ نے نماز ادا کی لیکن جب آپ نے سلام پھیر کر دیکھا کہ وہ بت کی پوجا میں مصروف ہے تو آپ کو غصہ آگیا اور چاہتے تھے کہ تلوار کھینچ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیں کہ غیب سے صدا آئی عبداللہ اِنَّ العَھدَ کَانَ مَسئُولاً آپ یہ صدا سن کر رونے لگے کافر کو جو اس گریہ کا سبب معلوم ہوا تو اس نے ایک نعرہ مارا اور کہا کہ اب ایسے خدا سے بغاوت کرنا نہایت بے وفائی ہے جو دشمن کی خاطر دوست پر عتاب کرتا ہے چنانچہ اس پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کو راستے میں ایک اندھا شخص ملا اور اس نے آپ سے عرض کی کہ میں آپ کے بزرگانہ کمالات کا حال سن چکا ہوں خدا کیلئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے دو آنکھیں عطا کرے، یہ سن کر آپ نے سر جھکا لیا اور دعا کی اسی وقت اس کی آنکھوں میں نور پیدا ہو گیا۔

ایک مرتبہ آپ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے لوگ آپ کے پاس تعزیت کیلئے آئے ان میں ایک گبر (آتش پرست) بھی تھا۔ بولا خوب سمجھ لیجئے کہ عقلمند و فرزانہ شخص وہ ہے جو پہلے ہی روز وہ کرے جو جاہل اور بے وقوف لوگ تین روز کے بعد کیا کرتے ہیں۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مریدوں سے کہا کہ اسے لکھ لیا جائے کہ یہ بات حکمت و عقل کی بات ہے۔ واقعی بعد کو صبر تو سب ہی کو آجاتا ہے۔ مرد وہ ہے جو پہلے ہی صبر کرے۔

نکات و تعلیمات

لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ انسان کیلئے کون سی عادت سب سے زیادہ مفید ہے؟ فرمایا فراوانی عقل۔ پوچھا اگر کسی کو یہ میسر نہ ہو تو؟ فرمایا حسن ادب۔ لوگوں نے کہا۔ اگر کسی میں یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا پھر ہمیشہ خاموش رہنا۔ پوچھا یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا تو اس کیلئے مرگ مفاجات بہتر ہے۔

فرمایا جو شخص ادب کو معمولی شے سمجھتا ہے اس کی سنن میں خلل واقع ہوتا ہے اور

Marfat.com

فرائض سے بھی محروم رہتا ہے اور جو فرائض کو آسان و سہل خیال کرتا ہے وہ معرفت سے بیگانہ رہتا ہے۔

فرمایا "زیادہ علم سے تھوڑا ادب بہتر ہے۔" ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ :۔

جس شخص کے اہل و عیال ہوں اور وہ انھیں اچھی اور نیک تعلیم دیتا ہو ان کے لئے رزق مہیا کرتا ہو اور انہیں کپڑا پہناتا ہو تو اس کا یہ عمل جہاد سے افضل ہے ایک درم لیا ہوا اس کے مالک کو ادا کرنا ہزار درم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ جو شخص ایک پائی بھی حرام سے حاصل کرے وہ متوکل نہیں اور خوب سمجھ لینا چاہئے کہ توکل مانع کسب رزق نہیں۔

فرمایا امیروں سے بہ تکبر پیش آنا درویشوں سے عاجزی کرنا حقیقی تواضع ہے فرمایا جو شخص دنیا میں تجھ سے بڑھ کر ہو اس سے تکبر کر اور اور جو تجھ سے کمتر ہو اس سے بجز و انکساری پیش آ۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ایک نہایت خوفناک گناہ کا مرتکب ہوا ہوں یہ کہہ کر وہ زار زار رونے لگا۔ اور آپ کے قدموں پر گر پڑا آپ نے فرمایا مجھے بتلا تو سہی آخر وہ کونسا گناہ ہے۔ جس کا ارتکاب تو نے کیا ہے بولا میں نے زنا کیا ہے فرمایا میں تو ڈر گیا تھا کہ شاید تو نے کسی کی غیبت کی ہے ؟ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ غیبت کتنا سخت و شدید گناہ ہے فرمایا دنیا میں رہنا ہے تو اس طرح رہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اگر یہ خیال کئے رہو گے تو تم ضرور گناہوں سے بچے رہو گے۔

اللہ سے معاملہ اور بیوی سے علیحدگی

آپ متمول بزرگ تھے تجارت کرتے تھے آخر میں آپ نے اپنا تمام مال و زر فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیا تھا اور زندگی فقر و تنگدستی میں بسر ہوتی تھی ایک روز آپ کے یہاں کوئی مہمان آ گیا اتفاق سے اس روز آپ کے ہاں تنگی تھی پھر بھی جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ آپ نے اس مہمان پر خرچ کر دیا آپ کی بیوی کو یہ امر برا معلوم ہوا وہ آپ سے لڑنے اور جھگڑنے لگی کہ گھر میں تو کچھ ہے نہیں اور آپ مہمان کی دعوت کرتے پھرتے ہیں آپ کو بیوی کی یہ حرکت ناگوار گذری اسے طلاق دیدی اور مہر ادا کر دیا اور فرمایا جو عورت مجھ سے جھگڑے اور لڑے میں اسے گھر میں رکھنے پر تیار نہیں جو عمل اللہ تعالےٰ کے لئے کرو وہ اس کا بدلہ ضرور دیتا ہے چونکہ آپ کی بیوی نے آپ کی مہمانداری میں باغیانہ مداخلت کی اس بناء پر طلاق دی تھی اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس سے اچھی بیوی عطا کر دی اس طرح کہ آپ کی مجلس وعظ میں

Marfat.com

ایک سردار کی لڑکی شریک ہوئی اسے آپ کا وعظ ایسا پسند آیا کہ اس نے گھر جاتے ہی باپ سے کہا کہ میرا نکاح آپ حضرت عبداللہ کے ساتھ کر دیں۔

چنانچہ نکاح ہو گیا لڑکی کا باپ تھا بہت دولت مند اس نے پچاس ہزار دینار نقد لڑکی کو جہیز میں دیئے اسی شب کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عبداللہ تم نے اپنی بیوی کو ہمارے لئے طلاق دی اس لئے ہم نے تجھے یہ امیر زادی اس کے عوض میں عطا کر دی تاکہ تجھے یہ علم ہو جائے کہ جو کوئی بھی ہمارے ساتھ معاملہ کرتا ہے وہ نقصان میں نہیں رہتا۔

مسلمانو! غور سے پڑھو اور سمجھو اور تم بھی اللہ سے معاملہ کرنے پر تیار رہو یہ تو قدیم زمانہ کی بات ہے ابھی نصف صدی بھی نہیں گذری کہ نواب وقار الملک مرحوم نے بھی اللہ سے ایک معاملہ کیا تھا یعنی نماز کی اجازت نہ ملنے پر آپ نے سرکاری ملازمت سے استعفےٰ دیدیا تھا۔ لوگوں نے اسی کی ہنسی اڑائی تھی۔ مگر پورا ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ سر سالار جنگ بھوپال سے علی گڑھ آئے اور آپ کو بھوپال لے گئے اور وہاں پہنچ کر آپ نے وزارت کے عہدہ جلیل تک ترقی پائی پچیس کی چھوڑی دو ہزار کی ملی اللہ جب دیتا ہے اسی طرح دیتا ہے۔

انتقال کے وقت آپ نے پھر اپنا مال راہ خدا پر لٹا دیا لوگوں نے عرض کی کہ آپ کی تین بیٹیاں ہیں آپ نے ان کیلئے بھی کچھ چھوڑا اور آپ تو دنیا سے جا رہے ہیں یہ کیا کریں گی؟

جواب میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ صالحین کا کارساز وہی ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْن جب وہ کارساز حقیقی موجود ہے تو پھر عبداللہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وصال کے وقت برابر آنکھیں کھولتے اور ہنستے اور فرماتے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ لوگوں نے خواب میں حضرت سفیان ثوری سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے اللہ تعالےٰ نے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا وہ ان لوگوں میں ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ کی حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

شاندار زندگی سے شاندار سبق

حضرت عبداللہ کی سیرت سے قارئین کرام کو کتنے اہم سبق ملتے ہیں اور آپ نے کتنی پاکیزہ زندگی بسر کی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو صحت، عقل، علم، دولت، زن، اولاد، اور معرفت تمام

Marfat.com

نعمتیں عطا کر دی تھیں اور اسی عیش و تنعم میں آپ نے منازل عرفان طے کیں عشق مجازی کے عوض عشق حقیقی نصیب ہوا۔ بد زبان و غریب بیوی کے عوض امیر بیوی ملی۔ دولت لٹائی تو یک بہ یک پچاس ہزار اشرفیاں مل گئیں پھر اولاد رسول کا احترام خدمت اہل اللہ کی عظمت اللہ سے معاملہ کرنے کی فائزہ المرامیوں وفائے عہد کی اہمیت بڑھیوں اور غلاموں کی وقعت اور توکل و معرفت کے، اس سیرت کے اندر کتنے گراں بہا درس مضمر ہیں ایسی پر شکوہ زندگی اور پھر کیسا شریعت میں بھی تبحر اور طریقت میں بھی کمال، روزی بھی پیدا کر رہے ہیں۔ تجارت بھی ہو رہی ہے۔ بیوی بھی ہے بچے بھی ہیں عالم بھی ہیں صاحب تصانیف و جہاد بھی ہیں۔ سب کچھ ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ واعظ کامل اور شیخ وقت ہیں۔ صحیح ہے کہ اللہ تعالےٰ نیک اور صالح بندوں کا کفیل خود ہوتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں اور عمل پر تیار ہوں۔

آپ نے ۷۰۲ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

امیر المومنین فی الحدیث والتصوف

حضرت سفیان ثوری

زہد و عبادت حضرت سفیان ثوری بڑے فاضل اجل اور قطب وقت تھے لوگ انہیں انتہائے ادب سے امیر المومنین کہا کرتے تھے بہت بڑے عالم اور متقی بزرگ تھے اتنے کہ مجتہدین پنجگانہ میں شمار کیے گئے ہیں ابتداء سے لے کر آخر تک یکساں حالت رہی بڑے بڑے فقراء اور مشائخین سے ملاقات کی اور فیض اٹھایا نہایت متواضع خلیق اور خداترس بزرگ تھے اولیائے متقدمین میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا تمام سیرت نگاروں نے یہی لکھا ہے کہ آپ بطن مادر ہی سے خلیق اور متواضع وزاہد پیدا ہوئے تھے۔

ایک روز آپ کی والدہ گرامی بام پر تشریف لے گئیں آپ شکم میں تھے اتفاق سے انہوں نے ہمسائے کے اچار میں سے انگلی چاٹ لی۔ اسی وقت آپ نے بطن مادر ہی میں پھڑکنا اور سر مارنا شروع کر دیا آپ کی والدہ صاحبہ سمجھ گئیں کہ اس کا سبب کیا ہے؟ چنانچہ وہ مجبور ہو کر اپنی ہمسائی کے گھر گئیں اور معافی مانگی۔ ایک روز آپ جو مسجد میں گئے تو آپ نے داہنے پاؤں کے بجائے بایاں پاؤں اندر رکھ دیا اسی وقت ندا آئی کہ اے سفیان بیل نہ بن یہی وجہ ہے کہ آپ ثوری مشہور ہو گئی۔ آپ کے گوش مبارک میں جو یہ آواز پہنچی تو آپ اسی وقت ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں جو آئے تو یہ حالت تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی پکڑتے منہ پر طمانچے مارتے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے مسجد میں مؤدبانہ قدم نہ رکھا تو تیرا نام انسانوں کی فہرست سے کاٹ دیا گیا۔ شب بیدار اور قائم اللیل اور صائم الدہر بزرگ تھے۔

ایک مرتبہ آپ بصرہ میں تھے کہ بیمار ہو گئے۔ امیر بصرہ نے آپ کو بلایا مگر آپ نہ

Marfat.com

ملے تلاش کیا تو پتہ چلا پیٹ میں سخت درد تھا مگر اس پر بھی ایک لمحہ آرام نہ کرتے تھے اور برابر عبادت میں مصروف رہتے تھے یہی حالت اس علالت میں تھی صرف ایک شب میں آپ نے ساٹھ مرتبہ وضو کیا لوگوں نے کہا کہ آپ کو تکلیف ہے تیمّم کر لیا کریں مگر آپ نے یہی جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ جب ملک الموت آئے تو میں پاک نہ ہوں کیونکہ کوئی پلید اور ناپاک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کا رخ اللہ کی جانب ہو سکتا ہے۔

آپ کی مجلس میں درویشوں کی تعظیم امراء کی طرح ہوتی تھی۔

عبرت اور خوف خدا ایک مرتبہ آپ مکہ شریف حاضر ہوئے اثنائے سفر میں محمل پر سوار تھے اور روتے چلے جاتے تھے سخت رقت طاری تھی۔ آپ کے رفیق سفر نے کہا کہ کیا گناہوں سے آپ ڈر رہے ہیں؟ یہ سن کر آپ نے ہاتھ بڑھا کے گھاس کا ایک پتہ توڑ لیا اور فرمایا گو تیرے گناہ زیادہ ہیں لیکن میرے گناہ اس کی رحمت کاملہ کے مقابلہ میں اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے جو اس گھاس کے پتہ کی ہے میں تو اس لئے ڈرتا ہوں کہ میں جو ایمان لایا ہوں وہ اصلاً ایمان بھی ہے یا نہیں اس خوف سے میں ہر وقت کانپتا لرزتا ہوں۔

ایام جوانی ہی میں آپ کی کمر جھک گئی تھی لوگوں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کیا پوچھتے ہو نہ پوچھو کہ یہ بہت خوفناک اور دہشت خیز امر ہے واقعی میں جوان ہوں ابھی میری عمر ایسی نہ تھی کہ میں خمیدہ کمر ہو جاتا۔ ایک روز میرے استاد نے جو بہت بزرگ اور کامل انسان تھے مجھ سے کہا سفیان دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے پچاس سال ہو گئے کہ میں برابر بنی نوع انسان کی ہدایت میں مصروف ہوں اور لوگوں کو راہ راست دکھا تا رہا ہوں مگر اب مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ جا تو ہمارے دربار کے قابل نہیں اس سے میرے قلب میں خوف تو پیدا ہوا ہی تھا کہ پھر میں نے دیکھا کہ میرے تین استاد تھے اور تینوں بڑے متورع عابد اور بزرگ تھے تمام قرآئن ان کے جنتی ہونے کے موجود تھے مگر آخر وقت جو آیا تو ایک یہودی ہو کر مرا۔ دوسرے کو آتش پرستی کی موت نصیب ہوئی اور تیسرا ترسا ہو کر مرا۔ اس حالت کو دیکھنے سے مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا اور ایسی دہشت چھائی کہ میری کمر جھک گئی۔

آپ نے ایک شخص کو آہیں بھرتے دیکھا پوچھا تو بولا کہ یہ غم ہے کہ مجھے حج کی

Marfat.com

آرزو تھی مگر اس مرتبہ بھی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی اور حج فوت ہو گیا آپ نے فرمایا میں نے چار حج کئے ہیں تو یہ چاروں حج لے لے اور اس کے عوض میں اپنی یہ آہیں مجھے دیدو۔ اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالےٰ فرمارہا ہے کہ سفیان! تم نے یہ ایسا معاملہ کیا ہے۔ کہ اگر اس کے ثواب کو تمام اہل عرفات پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ تونگر ہو جائیں۔

خلیفہ سے ملاقات وکرامات

ایک دفعہ خلیفہ وقت آپ کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا اور حالت نماز میں اپنی داڑھی پر برابر ہاتھ پھیرتا جاتا تھا آپ نے اسے بلا خوف وہراس فوراً ٹوکا اور صاف الفاظ میں کہا کہ یہ نماز نماز نہیں۔ ایسی نمازیں قیامت کے دن اٹھا کر تمہارے منہ پر ماردی جائیں گی خلیفہ نے کہا ذرا آہستہ کہئے۔ فرمایا اگر میں ایسی ضروری بات نہ کہوں اور تمہارے خوف سے اپنی زبان بند کرلوں تو میرا پیشاب اسی وقت خون ہو جائے۔

خلیفہ کو اپنی شہنشاہی کا زعم تھا اس نے برا سمجھا سخت ناگوار گذرا اور اسی وقت حکم دیا کہ انہیں سولی دیدی جائے تاکہ پھر کسی کو ایسی گستاخی اور بے ادبی کی جرأت نہ ہو جب سولی گاڑی جارہی تھی تو بزرگ آپ کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپ کو اطلاع کی کہ خلیفہ نے آپ کیلئے سزائے موت کا حکم صادر کر دیا اور سولی گاڑی جارہی ہے فرمایا غم نہ کرو مجھے اپنی جان کی چنداں پرواہ نہیں مگر یہ تو مجھ سے کبھی بھی نہ ہو گا کہ میں تبلیغ حق سے باز آ جاؤں یہ کہا اور آپ پر رقت طاری ہو گئی اس وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور جوش میں بولے خداوندا! انہیں پکڑ اور نہایت سختی کے ساتھ پکڑ جس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے اس وقت خلیفہ اپنی مسند پر بڑے طمطراق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا دربار قائم تھا تمام اعیان دولت صف بستہ کھڑے تھے کہ یکایک ایک دھماکہ ہوا زمین پھٹی اور خلیفہ اس کے اندر دھنس گیا یہ تھی آپ کی بزرگی اور یہ تھا آپ کی قبولیت دعا کا عالم۔

اس خلیفہ کے بعد جو دوسرا خلیفہ ہوا وہ پہلے خلیفہ کے خلاف حضرت کا بہت معتقد تھا چنانچہ وہ برابر حاضر خدمت ہوتا رہتا ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے خلیفہ نہ صرف یہ کہ آپ کی عیادت کے لئے آیا بلکہ ایک حاذق طبیب کو بھی اپنے ساتھ لایا جو گبر تھا اس نے آپ کا سارا وجود دیکھا تو ایک ساتھ اس کے منہ سے نکلا کہ یہ وہ بزرگ اور مرد خدا ہیں جن کا قلب خوف الٰہی سے پارہ پارہ ہو گیا ہے اور خون ہی خون مثانہ سے باہر نکل رہا ہے پھر بولا جس دین د

Marfat.com

ملت میں ایسے مردان خدا ہوں وہ دین ہر گز باطل نہیں ہو سکتا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ خلیفہ نے جو یہ سنا تو بہت خوش ہوا اور کہا میرا خیال تھا کہ طبیب بیمار کے پاس جا رہا ہے لیکن حقیقت کچھ اور تھی اصلاً بیمار طبیب کے پاس گیا تھا۔

ایک روز آپ کھانا تناول رما رہے تھے۔ قریب ہی ایک کتا بھی کھڑا تھا جسے آپ برابر روٹی ڈالتے اور کھلاتے چلے جاتے تھے یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے بال بچوں کے ساتھ کیوں کھانا نہیں کھاتے؟ فرمایا اگر میں کتے کو کھلاتا ہوں تو وہ میری حفاظت کرتا ہے تا کہ میں اطمینان سے نماز پڑھتا رہوں بیوی بچوں کو ساتھ کھلاتا ہوں تو وہ مجھے اطاعت خداوندی سے باز رکھتے ہیں اور میرے خیالات میں فرق پیدا کرتے ہیں۔

نکات و تعلیمات

فرمایا نا محرم عورت کے ساتھ ایک اور ہر نوخیز لڑکے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں جو انہیں دیکھنے والوں کی نظر میں بہ شکل دوست پیش کرتے ہیں ان سے احتراز برتنا چاہیے۔

لذیذ اور غیر لذیذ غذاؤں کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ زبان چند اور کچھ حاصل کرے۔ حلق سے اتر جانے کے بعد لذیذ اور غیر لذیز سب یکساں ہو جاتا ہے اس طرح بسر کرو کہ تمہارے نزدیک اچھا اور برا ایک ہو جائے۔ ایک دفعہ فرمایا:۔

رونے کے نو حصے ہیں جس میں سے ایک حصہ خدا کیلئے ہے اگر ایک سال میں خدا کے لئے آنسوؤں کی ایک بوند بھی نکلے تو وہ بھی بہت ہے۔

فرمایا:۔ کوئی نیک کام کرتا ہے اور وہ اس کی پاکیزگی کے باعث فرشتوں میں مشہور ہو جاتا ہے اور دفتر خداوندی میں اس کا اندراج بھی ہو جاتا ہے پھر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں اس عمل سے فخر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بار بار اور جابجا اس کا ذکر کرتا ہے تا آنکہ وہ عمل ریا بن جاتا ہے اور انتہا یہ ہے کہ دفتر خداوندی میں وہ عمل گناہ بن جاتا ہے۔

فرمایا زہد یہ ہے کہ دل کو دنیا میں نہ الجھائے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سامنے اللہ کے گناہ کے ساتھ جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ کسی ایسے گناہ کے ساتھ جائے جس کا تعلق بندوں کے ساتھ ہو۔ فرمایا اب زمانہ ایسا آ گیا ہے جس میں زبانوں کو خاموش رکھنا بہتر ہے کسی نے کہا گھر میں بیٹھ رہیں تو گذر کس طرح کریں؟ فرمایا چپ رہ۔ خدا سے ڈریں نے کسی خدا سے ڈرنے والے کو روزی کا محتاج نہیں دیکھا۔ فرمایا بہتر بادشاہ وہ ہے جو علماء کی صحبت میں

Marfat.com

بیٹھے۔ فرمایا اوّلین عبادت تنہائی ہے پھر طلب علم۔ پھر عمل اور اس کی اشاعت۔

فرمایا:۔ دنیا کو جسم کے لئے اور آخرت کو دل کیلئے اختیار کرنا چاہیے جو خود کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے وہ متکبر ہے۔ جس کی نماز میں عجز و انکساری نہیں ہوتی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

فرمایا جو شخص حرام کے مال سے صدقہ دیتا ہے وہ گویا ناپاک کپڑے کو خون سے دھو کر پاک کرتا ہے۔ فرمایا نیک خصلتی و نیک مزاجی اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ فرمایا یقین یہ ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو اللہ تعالیٰ پر الزام نہ لگائے بلکہ اسے راحت تصور کر کے اس کا شکریہ ادا کرے۔

شفقت مخلوق ووصال

آپ کا کوئی وارث بخارا میں انتقال کر گیا تھا اس کا مال علماء کی مجلس کے پاس محفوظ تھا آپ خبر پا کر بخارا گئے جہاں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا کیونکہ آپ کی عمر ہنوز اٹھارہ سال کی تھی مگر اس کم عمری ہی میں آپ کی بزرگی و شیوخت کی خبر دور دور تک پہنچ چکی تھی آپ اس دولت کو لیکر واپس چلے آئے اور اس روپے کو اس حفاظت سے رکھا کہ آپ کو زندگی میں کسی سے کچھ طلب کرنے کی ضرورت نہ ہو۔

جس وقت آپ کا وقت قریب ہوا تو آپ نے دوستوں سے فرمایا کہ میرا منہ زمین پر رکھیں دیں اس کے بعد لوگ جوق در جوق اندر آنے لگے جنہوں نے کہا کہ شب کو ہم نے خواب میں دیکھا تھا کہ آج فلاں وقت حضرت وصال فرمائیں گے اس لئے ہم آئے ہیں۔

نزع کے وقت آپ نے ہاتھ بڑھا کر سرہانے سے ایک تھیلی نکالی جو اشرفیوں سے لبریز تھی فرمایا کہ اسے اسی وقت صدقہ کر دو۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضور تو فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو مال و دولت جمع کر کے نہ رکھنا چاہیے۔ فرمایا تمہیں علم نہیں یہ روپیہ اور یہ دولت ہی میرے دین کی پاسبان تھی۔ اسی سے میں نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا تھا اور اسی کے باعث شیطان مجھ پر قابو نہ پا سکا۔ کیونکہ جب میرا نفس مجھے روزی کے متعلق کسی خلجان میں ڈالنا چاہتا تھا تو میں کہہ دیتا تھا کہ دیکھ وہ اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی رکھی ہے۔ حالانکہ مجھے کبھی اس کی کوئی ضرورت پیش نہ آئی۔ اس کے بعد آپ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کی وفات ۲۹۵ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

جس شب اپ نے انتقال کیا لوگوں نے آسمان سے متواتر یہ آوازیں سنیں مات الورع. مات الورع پرہیز گار مر گیا۔ متقی مر گیا۔ بعد وصال بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ آپ پر کیا گذری اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بخش دیا اور میری قبر میرے لئے بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادی۔

ایک اور بزرگ نے آپ کو دیکھا کہ آپ پرندوں کی طرح ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھر رہے ہیں۔ پوچھا آپ نے یہ درجہ کیونکر حاصل کیا اور اس مرتبہ پر کس طرح پہنچے؟ فرمایا محض اتقا اور خوف خدا کے باعث۔

آپ کی شفقت انسانوں سے گذر کر پرندوں اور حیوانوں تک متجاوز ہو چکی تھی۔ ایک روز آپ بازار سے گذر رہے تھے کہ ایک پرندے کو پنجرے میں بند دیکھا۔ اس کی قید اور پھڑکنے پر آپ کو رحم آگیا اور اسی وقت خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پرندے کی یہ حالت تھی کہ پھر روزانہ آپ کے پاس آتا تھا اور دیکھتا رہتا اور کبھی کبھی اڑ کر آپ کے جسم مبارک پر بھی آ بیٹھتا جنازہ پر برابر پر مارتا اور چلا چلا جاتا تھا جس سے لوگ بھی چیخیں مار کر روتے تھے۔ پھر قبر پر برابر آتا رہتا تھا۔ ایک روز لوگوں نے قبر سے آواز سنی کہ ہم نے سفیان کو اس شفقت کی بنا پر جو اس نے ہماری مخلوق کے ساتھ کی تھی بخش دیا تھا۔

Marfat.com

یگانہ روزگار

یوسف حسین

مرتبہ اور امیر عرب کی لڑکی کا عشق

حضرت یوسف ابن حسین شہر کے رہنے والے تھے اور شیوخت و ولایت میں یگانہ روزگار تھے۔ متقدمین میں آپ بڑے پایہ کے بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ آپ حضرت ذوالنون مصری کے خلیفہ تھے بڑی عمر پائی اور زندگی بھر عبادت اور مراقبوں میں مصروف رہے بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کیں۔ ایک قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ عرب پہنچ گئے۔ چونکہ بہت خوبصورت و شکیل اور سجیلے جوان تھے اثنائے سفر میں ہی ایک عربی قبیلہ کے متمول سردار کی مہ پارہ اور زہد شکن بیٹی آپ کو دیکھتے ہی آپ پر ہزار جان سے فریفتہ ہو گئی اور لوگوں کی نگاہ بچا کر اور موقعہ پا کر بہ ہزار آراستگی جمال آپ کے سامنے آئی اس وقت آپ بھی نوجوان تھے نفس کو رغبت ہونی چاہیے تھی اور ہوئی بالکل تنہائی تھی مگر توفیق ایزدی سے آپ پر یکایک خوف الٰہی طاری ہو الرزنے لگے اور وہاں سے جان بچا کر بھاگ نکلے کچھ دور جا کر قیام کیا واقعہ بہت اہم تھا رات بھر نیند نہ آئی سر بہ زانو بیٹھے رہے غنودگی جو آئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت پر فضا اور نزہت خیز باغ ہے جس میں سبز پوش جوان گروہ در گروہ ادھر ادھر گھوم رہے ہیں سامنے ایک زمردین تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک بزرگ نہایت شکوہ و طمطراق کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ بعالم خواب ہی اٹھے اور ان لوگوں سے پوچھا کیا معاملہ ہے اور یہ تخت نشین بزرگ کون صاحب ہیں؟ سبز پوشوں نے کہا کہ ہم ملائکہ ہیں اور یہ جو تخت پر متمکن ہیں حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو حضرت یوسف حسین کی زیارت کیلئے تشریف لائے ہیں۔

Marfat.com

آپ نے اپنا نام جو سنا تو آپ پر بیساختہ رقت طاری ہو گئی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور سوچا کہ میری حقیقت ہی کیا ہے جو مجھ سے ملنے کیلئے آپ جیسے جلیل القدر پیغمبر تشریف لائے ہیں اس خیال ہی میں تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تخت سے اتر کر آپ کے پاس آئے معانقہ کیا اور اپنے قریب تخت پر بٹھالیا۔

عرض کی عالی جاہ! میری حیثیت کیا ہے جو آپ میری اتنی توقیر فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جس وقت تم امیر عرب کی پری جمال بیٹی کی بیتاب خواہش سے بچ کر محض خوف خداوندی کے باعث بھاگے ہو۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا کہ یوسف علیہ السلام جا اور میر یوسف کو دیکھ کہ یوسف میرے خوف سے میری طرف بھاگ کر آیا ہے اور یہ میرے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔

پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں ایک عظیم قطب وقت ہوتا ہے اور اس زمانہ میں قطبیت کا تاج دنیا میں حضرت ذوالنون مصری کے سر پر جگمگا رہا ہے۔ انہیں اسم اعظم معلوم ہے ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے اسم اعظم سیکھ لو۔

خوف خدا سے گناہ نہ کرنا

آپ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور سیدھے مصر پہنچے حضرت ذوالنون مصری کی مسجد میں تشریف لے گئے اور سلام کر کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے لیکن آپ کو ان سے کچھ کہنے اور عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی پورا ایک سال گذر گیا تو انہوں نے خود ہی پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ خدام نے عرض کی کہ رے کا رہنے والا ہے اور آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے یہ سن کر وہ خاموش رہے اسی طرح تین سال گذر گئے ہر سال کے اختتام پر پوچھتے اور خاموش ہو رہتے۔ چوتھے سال انہوں نے آپ کو ایک ڈھکا ہوا پیالہ دیا اور فرمایا کہ اسے لیکر دریائے نیل کے اس پار فلاں بزرگ کے پاس جاؤ اور دے آو۔ آپ کو پیالہ کے اندر جو حرکت نظر آئی کھول کر دیکھا تو اندر ایک چوہا تھا جو پھدک کر بھاگ نکلا یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے کہ کدھر جاؤں۔ غور کر کے آپ انہیں بزرگ کے پاس پہنچے جنھوں نے فرمایا شاید تم حضرت ذوالنون مصری کے پاس اسم اعظم دریافت کرنے آئے ہو؟

عرض کی بیشک حاضر تو اسی غرض سے ہوا ہوں۔ فرمایا تو اسی لئے حضرت ذوالنون نے بطور آزمائش یہ چوہا بھیجا تھا کہ تمہارے صبر و ضبط کا اندازہ کریں۔ آپ یہ سنکر شرمندہ ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت ذوالنون کے پاس جو واپس گئے تو دیکھتے ہی انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے تمہیں اسم اعظم بتانے کے لئے سات مرتبہ اجازت چاہی مگر نہ ملی۔ آخر حکم ہوا۔ کہ تمہیں چوہے کے ذریعہ آزمایا جائے۔ اچھا اب تم اپنے ملک واپس چلے جاؤ وقت آجائے گا تو تمہیں بتادوں گا۔ آپ نے عرض کی تو پھر مجھے کچھ نصیحت تو فرمایئے ارشاد ہوا تین نصیحتیں کرتا ہوں ایک بڑی دوسری متوسط۔ تیسری چھوٹی۔ اوّل الذکر یہ ہے کہ جو کچھ پڑھا ہے اسے اپنے صفحہ قلب سے بالکل محو کردو۔ متوسط یہ ہے کہ اب تم چونکہ مرید ہو چکے ہو کسی سے ہرگز یہ نہ کہنا کہ میں ذوالنون کا مرید ہو چکا ہوں اور میرے شیخ نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کیونکہ ایسا کہنا بھی ایک قسم کی خود ستائی ہے اور مجھے نہ بھولنا۔ تیسری نصیحت یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کرتے رہنا اور انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف بلانا عرض کی اوّل الذکر دونوں نصائح کی پابندی تو مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ البتہ تیسری نصیحت کی تعمیل کے لئے میں ہر طرح تیار ہوں۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا اچھا مگر ایک شرط یہ ہے کہ خود کو درمیان نہ رکھنا عرض کی بہتر چنانچہ آپ رےؔ واپس چلے گئے۔

زہد و عبادت رےؔ والوں نے واپسی پر آپ کی بہت تعظیم کی اب آپ کا یہ طریقہ تھا کہ رات کو عبادت میں مصروف رہتے اور دن کو ہدایت خلق میں مصروف ہو جاتے اور وعظ فرماتے کہ باطنی فیض مصر سے حاصل ہو چکا تھا۔ دل جلا ہوا تھا سینہ رشک وادی بنا ہوا تھا تقریر جو کرنے کھڑے ہوئے وعظ جو فرمایا تو نکات باطن اور اسرار تصوف زبان پر آنے لگے علمائے ظاہر نے مخالفت شدید شروع کردی۔ مذمتیں اور ملامتیں شروع ہو گئیں اور آپ کے خلاف اس شدت اور وسعت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا گیا۔ کہ آپ کی مجالس بالکل خالی رہنے لگیں اتنے بڑے شہر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو آپ کی مجلس کی طرف رخ کرتا چنانچہ ایک روز جو آپ مسجد میں وعظ فرمانے گئے تو ایک شخص کو بھی موجود نہ پایا۔ سوچنے لگے کہ یہاں سے کہیں اور جاکر وعظ و پند کرنا چاہیے یہ سوچ کر مسجد سے نکلے ہی تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا ملی اور بولی۔ یوسف حسین! کیا حضرت ذوالنون کی نصیحت کو بھول گیا۔ انہوں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ اللہ کی طرف بلاؤ تو خود کو درمیان نہ دیکھنا پھر کیوں یہاں سے جانے کا ارادہ کر رہے ہو؟ آپ بڑھیا کی یہ بات سن کر ششدر رہ گئے اور پھر وعظ کہنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

کچھ عرصہ تک تو چند آدمی مجلس میں شریک ہوتے رہے اور اختلاف یا طوفان برابر امنڈتا رہا اس کے بعد جو رنگ بدلا تو یہ حالت تھی کہ لوگوں کی وہ کثرت ہوتی تھی کہ جگہ نہ ملتی تھی۔ تمام شہر معتقد تھا اور ہر وقت لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ پھر آپ مصر تشریف لے گئے اور اپنے مرشد گرامی اسے اسم اعظم اور فیوض باطنی حاصل کئے۔

حسین کنیز سے عشق و نصیحت

نیشا پور میں ایک سوداگر نے نہایت حسین ماہ پیکر ترکی کنیز ایک ہزار دینار میں مول لی۔ مگر اسے اپنے ایک مقروض کے پاس وصولی قرض کے لئے جانا تھا جو قرض لے کر بھاگ گیا تھا۔ پردیس میں پریشان تھا کہ کنیز کہاں رکھے آخر اس نے حضرت ابو عثمان جریؒ کو قابل اعتبار سمجھ کر اور ان کے انکار پر منتیں کر کے اسے ان کے ہاں واپسی تک رکھ دیا۔ کنیز تھی نہایت خوبصورت ایک روز نگاہ پڑ گئی تو ہزار جان سے شیدا ہو گئے۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں مجبور ہو کر حضرت شیخ ابو حفص حداد کے پاس پہنچے اور ان سے ذکر کیا۔ انھوں نے فرمایا تمہیں حضرت یوسف حسینؒ کے پاس جا کر ان سے مشورہ کرنا چاہئے۔

انھوں نے شہر میں جا کر پتہ پوچھا تو لوگ بولے کہ آپ کو یہ کیا ہو گیا ہے کہ آپ ایک روشن اور پاکباز ہو کر ایک ملحد و زندیق اور بدعتی کے پاس جا رہے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں۔ حضرت ابو عثمانؒ یہ سن کر واپس نیشا پور چلے آئے حضرت ابو حفصؒ نے پوچھا گئے تھے؟ عرض کی کہ لوگ تو ان کے متعلق ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا تمہیں لوگوں سے کیا غرض! پھر جاؤ اور انھیں سے پوچھو مجبوراً پھر رے آئے لوگوں نے پھر وہی کہا۔ مگر آپ پتہ پوچھ کر چلے ہی گئے۔ اندر دیکھا تو واقعی ایک نہایت خوبصورت لڑکا سامنے بیٹا ہے اور برابر صراحی رکھی ہوئی ہے۔ باتیں کیں تو ان پر از خود وارفتگی طاری ہونے لگی۔ عرض کی کہ حضور یہ حالت ہے تو پھر شراب اور اس خوبصورت لڑکے کا یہاں کیا کام ہے؟ فرمایا یہ لڑکا میرا بیٹا ہے جسے میں قرآن کریم کی تعلیم دیتا ہوں اس صراحی میں صرف پانی ہے۔ اسے میرا بیٹا کہیں سے اٹھا لایا تھا کہ باپ کے پاس پانی پینے کیلئے پیالہ نہیں ہے۔ اس سے کام لے لیا کریں گے۔ مگر لوگ اس راز سے کم واقف ہیں پوچھا جب صورت یہ ہے تو پھر آپ لوگوں کی بدگمانی رفع کیوں نہیں کرتے فرمایا صرف اس لئے کہ لوگ میرے پاس کسی "ترک کنیز" کو بطور امانت نہ رکھیں۔ یہ سنتے ہی ابو عثمانؒ پاؤں پر گرے اور کہا۔ آپ اپنے کام

Marfat.com

میں مشغول ہیں۔ آپ کو ملامت سے کیا سروکار اس کے کچھ عرصہ بعد حالات بالکل بدل گئے۔

اللہ کی محبت

عبدالواحد بن زید ایک نہایت نافرمان اور بد اخلاق لڑکا تھا ماں کو بہت تنگ کرتا تھا۔ یہی لڑکا ایک روز آپ کی مجلس میں چلا آیا آپ اس وقت وعظ فرما رہے تھے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

"دعاهم بلطفه کانه محتاج الیه اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کو بلاتا ہے تو اپنے رحم و کرم سے اس طرح بلاتا ہے جیسے کوئی حاجت مند اپنی حاجت پوری کرنے کیلئے کسی کو بلاتا ہے۔

یہ سنتے ہی اس لڑکے پر ایک بے خودی طاری ہو گئی۔ اس نے ایک چیخ ماری۔ نعرہ لگایا اور کپڑے پھاڑ کر قبرستان کی طرف نکل گیا اور تین روز تک مدہوش وہیں پڑا رہا۔ اسی روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اس نوجوان کو جاکر تلاش کرو۔ آپ پہنچے۔ اس کا سر اپنے زانوؤں پر رکھ لیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر کہا۔ آپ کو تین روز ہوئے کہ کہا گیا تھا مگر آپ اب تشریف لائے ہیں۔ انتقال کے وقت آپ نے عرض کی کہ بار الہا! میں نے تیری مخلوق کو قول سے نصیحت کی اور اپنے نفس کو عمل سے سمجھایا میری خیانت نفس کو خلق کو نصیحت کے عوض میں بخش دے۔ لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا استفسار پر فرمایا کہ اللہ نے مجھے بخش دیا۔

نکات و تعلیم

فرمایا۔ "جو دریائے توحید میں گرتا ہے اس کی پیاس اور تشنگی روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ فرمایا۔ خود کو ہر اس چیز سے علیحدہ رکھو جو تمہیں دوست کے ذکر میں مانع نظر آئے۔" ایک دفعہ آپ نے حضرت جنیدؒ کو لکھا کہ "اللہ تعالےٰ تمہیں نفوس کا ذائقہ چکھادے مگر اس کا مزہ چکھ کر تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔"

فرمایا "قریہ میں کچھ برگزیدہ اور مخصوص لوگ ہوتے ہیں وہ اللہ کی ودیعت ہیں انھیں عام خلق کی نظر سے پوشیدہ رکھتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو صوفی وولی کہلاتے ہیں۔"

فرمایا "عورتوں اور خوبصورت لڑکوں کی صحبت سے خود کو بچائے رکھو کہ یہ صحبت آفت و خطرے سے خالی نہیں ہوتی۔" فرمایا۔ "سب لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ان کے قول پر رہتی ہے اور جب کوئی ایسی بات کہتے ہیں جو ان میں نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو اس

Marfat.com

سے خود شرم محسوس ہوتی ہے کہ میرا بندہ یہ کہہ رہا ہے۔ حقیقی پیاس اسی کی ہوتی ہے جسے معرفت حاصل ہوتی ہے۔" فرمایا۔ "دنیا میں عزیز ترین اور بہترین شے اخلاص عمل ہے۔"

فرمایا۔ "میں اس امر کی جتنی سعی کرتا ہوں کہ ریاو نمائش کو اپنے دل سے نکال دوں وہ اتنی ہی اور پیدا ہوتی ہے اور نئے نئے طریق پر پیدا ہوتی ہے۔"

فرمایا۔ "عبودیت کی غایت وانتہا یہ ہے کہ تو ہر امر میں اس کا بندہ ہو جائے۔"

اس پاکیزہ زندگی سے یہ سبق حاصل ہوتا کہ اگر بندہ اللہ کے خوف یا اس کی خاطر اپنی کسی ناجائز خواہش کو روک لے یا کسی گناہ کی آلودگی سے خود کو بچالے تو اللہ تعالےٰ نہ صرف یہ کہ بہت خوش ہوتا ہے بلکہ اسے بلند مرتبہ پر پہنچادیتا ہے۔

Marfat.com

منبع کمالات

ابو حفص حداد

عشق و جادو اور توبہ

حضرت ابو حفص حداد ابو عثمان جری کے مرید و خلیفہ تھے۔ صوفیاء و شیوخ میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے صاحب علم و کمال تھے۔ تقریر میں بلا کا سحر تھا۔ صائم الدہر اور قائم اللیل بزرگ تھے نہایت اوالوالعزم اور ذی مرتبت ولی گذرے ہیں۔

ابتداء میں آپ ایک پری جمال خاتون پر عاشق تھے۔ اس سے ملنے کی ہر چند انتہائی سعی کی مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ جب بیقراری عشق حد سے زیادہ ہوتی نظر آئی تو آپ نواح نیشاپور میں ایک یہودی جادوگر کے پاس پہنچے۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا کام کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ ایک چلہ تک آپ اس امر کا عہد کئے رہیں کہ نہ اس دوران میں کوئی نیک کام کریں گے اور نہ نماز روزہ سے کوئی سروکار رکھیں گے۔ دل کے ہاتھوں بہت مجبور تھے۔ یہی کیا اور اس جادوگر کے پاس پہنچے اور کہا مجھے تو ہنوز کوئی اثر بھی نمایاں نظر نہیں آتا۔ جادوگر نے کہا آپ نے اس اثناء میں ضرور کوئی نیک کام کیا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ اثر نہ ہوتا۔ بولے جہاں تک میں خیال کرتا ہوں کہ بالارادہ تو نیکی ظہور میں آئی نہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ میں نے اس لئے راستہ سے ایک پتھر ہٹا کر کنارے لگا دیا تھا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔

یہ سن کر یہودی جادوگر بھی اتنا متاثر ہو گیا اور کہنے لگا جا اس خدا کو ناراض نہ کر جو تیری نافرمانیوں اور غداریوں کے باوجود تیری اس ادنیٰ سی تکلیف کو بھی ضائع نہیں کرتا جو پتھر کے راستے سے ہٹانے میں تجھے اٹھانی پڑی تھی۔ ایسے مہربان و کریم آقا سے بغاوت مردانگی کے خلاف ہے دل آتش عشق سے پہلے کباب ہو رہا تھا۔ یہودی کے ان الفاظ نے

Marfat.com

آپ کے سینہ کو شعلہ نار بنادیا اور اس درجہ بے قرار و بے خود ہوئے کہ وہیں توبہ کر لی۔

ترتیل قرآن کا معجزہ توبہ کرنے کے بعد آپ نے لوہاری کا پیشہ اختیار کر لیا اور ایک ڈھکی چھپی خاموش اور بے ہنگامہ زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ اس محنت و مشقت سے آپ کو اچھا خاصا نفع ہو جاتا تھا۔ ایک اشرفی (دینار) مل جاتی تھی آپ شام کو نانبائی سے ایک خشک روٹی خرید کر لاتے۔ چونکہ دن بھر روزہ دار رہتے تھے اسی روٹی سے روزہ کھولتے اور بقیہ تمام روپیہ کبھی تو محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیئے اور اکثر راتوں کو نکل جاتے اور بیوہ اور غریب عورتوں کے گھروں میں روپیہ اس طرح پھینک آتے کہ بالکل خبر نہ ہوتی۔ کبھی ایسا ہوتا کہ جو شام کو ملتا وہ سب کا سب راہ خدا میں دے دیتے اور خود اس حوض کے کنارے پہنچ جاتے جہاں سبزی فروش بیٹھ کر سبزی دھویا کرتے تھے وہاں سے جو بچے کھچے پتے ملتے انھیں کتر کر اور دھو کر اُبال لیتے اور انھیں کھا کر سو رہتے عرصہ دراز تک آپ اسی طرح گذارتے رہے ایک روز آپ اپنی دکان میں بیٹھے ہوئے بھٹی میں لوہا گرم کر رہے تھے کہ ایک اندھا یہ آیت پڑھتا ہوا گذرا۔ اَعوذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجیم. بسم اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم. وَبَدالھُم منَ اللّٰہِ مَالم یَکُونُوا یَحسِبُون. سنتے ہی از خود رفتگی طاری ہو گئی اور اسی عالم میں اپنا ہاتھ بھٹی میں ڈال دیا۔ اور گرم گرم سرخ لوہا نکال کر سندان پر رکھ دیا۔ شاگردوں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کی کہ حضور اس وقت کس عالم میں ہیں؟ آپ نے اسی بے خودی میں جواب دیا "ہتھوڑا مارو کوٹو۔ دیر نہ کرو۔ ضرب لگاؤ۔ بولے "لوہا تو آپ کے ہاتھ میں ہے کوٹیں کس طرح؟" اب جو ہوش میں آئے تو فوراً لوہا ہاتھ سے پھینک دیا۔ اسی وقت دکان لٹا دی۔

حضرت جنید سے عرفانی گفتگو اس کے بعد آپ مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپ کے گھر کے برابر ہی ایک بڑی درس گاہ حدیث تھی جہاں بکثرت لوگ احادیث پڑھنے اور سننے کے لئے آیا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے بھی جا کر کہا کہ یا شیخ درس قریب ہی ہے آپ بھی جا کر حدیث سن لیا کریں۔ فرمایا کیا کروں تیس سال کی مدت گذر چکی ابھی تک ایک ہی حدیث ہے؟ فرمایا۔ "من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" خوبیِ اسلام یہ ہے کہ جو کار آمد اور مفید مطلب نظر نہ آئیں انھیں قطعی چھوڑ کر ان سے بے تعلقی اختیار کی جائے۔

Marfat.com

ایک دفعہ آپ نے حج بیت اللہ کا عزم کیا۔ آپ عربی سے قطعی واقف نہ تھے اور بغداد شریف میں عربی بولی جاتی تھی۔ مریدوں نے کہا یہاں کیونکر کام چلے گا بہتر ہے کہ آپ کے لئے کوئی ایسا مترجم تلاش کرنا چاہیے جو فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں ماہر ہو۔ حضرت جنید ؒ کو جو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے مریدوں کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا آپ براہ راست ان کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں پہنچتے ہی ان سے آپ نے عربی زبان میں گفتگو شروع کر دی پھر زبان بھی اتنی فصیح اور شیریں تھی کہ اہل بغداد اسے سن کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ حضرت جنید نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میرے نزدیک "فتوت" یہ ہے کہ "جو جواں مردی کا کام بھی کسی نے کیا ہو اسے اپنی طرف سے نہ سمجھے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور اسے اپنی جانب ہرگز نسبت نہ دے۔ اور یہ نہ کہے کہ میں نے یہ کیا۔

آپ نے فرمایا واقعی آپ نے جو کچھ کہا درست ہے۔ لیکن میرے نزدیک فتوت و جوانمردی یہ ہے کہ انصاف کیا تو جائے لیکن انصاف طلب نہ کیا جائے۔

حضرت جنید نے مریدوں سے کہا کہ اسے لکھ لو اور یاد کر لو۔

مہمانی وضیافت کی بہترین تعلیم

جب آپ حج سے واپس آئے تو حضرت شبلی کے ہاں آپ مسلسل چار مہینے تک مہمان رہے۔ آپ روزانہ نئی نئی قسم کا کھانا ان کے ہاں کھاتے رہے چلتے وقت آپ نے کہا کہ آپ نیشاپور تشریف لائیں تو میں آپ کو جواں مردی سکھاؤں اور بتاؤں کہ مہمانی کس طرح کی جاتی ہے پوچھا کہ آخر مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا؟ فرمایا کہ :-

آپ نے دعوت و ضیافت میں بہت تکلف برتا اور میرے نزدیک تکلف برتنے والا جوان مرد نہیں ہوتا۔ مہمان کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ اس کے آنے سے کسی قسم کا تکلف اور بار محسوس نہ ہو۔ اگر تکلف کیا جائے گا تو یقینی تکلیف محسوس ہوگی اس کا آنا بار معلوم ہوگا اور اس کا جانا آپ کے لئے باعث مسرت ہوگا۔ اور یہ جواں مردی نہیں۔ مہمان کو سادگی کے ساتھ رکھنا چاہیے۔

جب حضرت شبلی نیشاپور پہنچے تو چالیس مرید ان کے ساتھ تھے۔ آپ نے گھر

Marfat.com

میں اکتالیس چراغ روشن کئے۔ حضرت شبلی نے کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ مہمانوں کے ساتھ تکلف نہ برتنا چاہیے۔ پھر آپ نے اب تکلف کیوں برتا ہے؟ فرمایا اچھا اٹھو اور ان چراغوں کو گل کرو۔ ہر چند سعی کی مگر ایک چراغ تو بجھ گیا باقی سب بدستور جلتے رہے۔ حضرت شبلی نے پوچھا آخر اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ آپ کل چالیس افراد ہیں۔ مہمان خدا کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ میں سے ہر ایک کے لئے ایک چراغ جلایا اور ایک اپنے لئے جلایا۔ میں نے یہ جو کچھ کیا تھا اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کیا تھا کہ ہر ایک مہمان کیلئے ایک ایک چراغ روشن کیا۔ یہی وجہ تھی کہ چالیس چراغ میں نے اللہ کے لئے روشن کئے تھے وہ تو بجھائے نہ بجھ سکے اور جو ایک میرے لئے تھا وہ بجھ گیا۔ آپ نے بغداد میں جو کچھ کیا تھا وہ سراسر تکلف تھا۔ مگر یہ ہرگز تکلف نہیں آپ نے جو کھانا بھی ان معزز مہمانوں کے سامنے پیش کیا وہ بھی بالکل سادہ تھا۔ حالانکہ بغداد کی ضیافت میں ہر قسم کی اغذیہ موجود ہوتی تھیں۔

مریدوں کی تہذیب و تادیب

مریدوں پر آپ کی بڑی ہیبت تھی اور آپ خود بھی بہت رعب داب رکھتے تھے کسی میں اتنی مجال و ہمت نہ تھی کہ بات کرنا تو ایک طرف آپ کی طرف نگاہ بھی اٹھا سکے۔ انتہا یہ ہے کہ سب کے سب آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے اور کسی کی یہ طاقت نہ تھی کہ کوئی بلا اجازت آپ کی مجلس میں بیٹھ جائے۔ جس وقت آپ مریدوں میں بیٹھتے تو بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک پر شکوہ فرماں روا بیٹھا ہوا ہے۔ خود حضرت جنید فرمایا کرتے تھے کہ آپ مریدوں میں بادشاہ کی طرح بیٹھتے اور بادشاہوں ہی کی طرح انھیں ادب و تعظیم سکھاتے۔ آپ نے جب سنا تو کہلا بھیجا کہ لطف تو جبھی ہے کہ عنوان نامہ دیکھ کر نامہ کے مضمون کو سمجھ لیا جائے۔

ایک روز آپ کے فرمانے کے مطابق حضرت جنید نے آپ کے لئے حلوا تیار کیا۔ جب تیار ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک مزدور کو بلا لیا جائے۔ مزدور کے آنے پر آپ نے اسے حکم دیا کہ حلوے کے اس دیگچہ کو اپنے سر پر رکھ کر اتنی دور لے جائے کہ بالکل تھک جائے اور جس جگہ تھک جائے وہیں دیگچہ کو زمین پر رکھ کر قریب کے مکان پر آواز دے اور جو شخص اس مکان سے نکلے اسی کو یہ حلوہ دیدے۔ چنانچہ آپ کا ایک مرید ساتھ لے کر چلا۔

Marfat.com

جب وہ دور پہنچ کر ایک جگہ تھک گیا تو اس نے دیگچہ زمین پر رکھ دیا اور قریب کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس مکان میں سے ایک بوڑھا شخص باہر نکلا اور نکلتے ہی کہا کہ تم میرے لئے حلوہ لائے ہو جواب میں کہا کہ ہاں حلوہ ہی لائے ہیں۔ مرید یہ سن کر حیران رہ گیا اور سمجھا کہ یہ بھی کوئی بہت بڑے بزرگ ہیں اور پوچھا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ اور آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ آپ کیلئے حلوہ بھیجا گیا ہے۔

پیر مرد نے کہا کہ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ میرے بیٹے ایک مدت سے حلوہ مانگ رہے ہیں اور مجھے میسر نہیں۔ مگر میں نے اللہ سے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا اس لئے کہ میں نے خیال کیا جب وہ سب کچھ جانتا ہے تو مجھے اس سے کہنے کی حاجت کیا ہے۔ یہ اس کی کریمی ہے کہ اس نے خود ہی میری آرزو پوری کر دی اور بن مانگے اس نے مجھے پکا پکایا حلوہ بھیج دیا۔

ارشادات وکرامات

ایک دفعہ آپ مکہ شریف حج کے لئے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں بہت سے درماندہ اور غریب و مسکین موجود تھے آپ کے قلب میں خود بخود یہ آرزو پیدا ہوئی کہ انھیں کچھ نہ کچھ روپیہ دے کر ان کی امداد کرنی چاہیے۔ اسی وقت آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ ہاتھ بڑھا کر آپ نے ایک پتھر اٹھالیا اور جوش کے عالم میں کہا کہ قسم ہے تیری عزت و جلال کی کہ اگر تو مجھے اس وقت کچھ نہ دے گا تو میں اس مسجد کی تمام قندیلیں توڑ دوں گا۔ یہ کہا اور آپ اس کے بعد طواف میں مصروف ہو گئے ابھی کچھ لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشرفیوں سے لبریز ایک تھیلی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ اسے لے کر غرباؤ مساکین میں تقسیم کر دی۔ یوں آپ کے تمام مرید نہایت مؤدب و مہذب تھے مگر ایک مرید بہت مؤدب واقع ہوا تھا۔ حضرت جنید کو اس کا ادب بہت پسند آیا اور بار بار اس کی طرف استحسان کی نظروں سے دیکھتے رہے۔ نہ رہا گیا تو حضرت جنید نے آپ سے پوچھا کہ یہ مرید کتنی مدت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہے؟ فرمایا صرف دس برس گذرے ہیں بولے واقعی بہت مؤدب ہے خوب شائستہ ہے اور اس کے اندر ایک شان پنہاں ہے۔

فرمایا ہزار دینار اس مدت میں میرے لئے خرچ کر چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہنوز یہ حوصلہ نہ ہوا کہ مجھ سے کچھ کہہ سکے۔

Marfat.com

یہ حالت تھی کہ جس وقت نماز پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ حضرت عبداللہ سلمی کی وصیت تھی کہ مرتے وقت میرا سر آپ کے قدموں میں رکھ دینا۔

خوف دل کا چراغ ہے

فرمایا خوف دل کا چراغ ہے جس سے قلب کے اندر روشنی پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا فقیر اس وقت تک درست نہیں جب تک کسی شے کے دینے کو لینے کے مقابلہ میں عزیز نہ رکھے۔ ایک دفعہ آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ :۔

جو دے کر نہیں لیتا وہ مرد ہے اور جو دے کر لیتا ہے وہ نابینا اور جو لیتا ہے دیتا نہیں وہ مکھی ہے۔

فرمایا۔ "جو اپنے اعمال و افعال کو ہمہ وقت کتاب و سنت کی میزان میں نہیں تولتا رہتا وہ ہرگز مرد نہیں فرمایا اگر بات کرنے والا بات کرنے کی آفات اور خاموشی کی لذات کو سمجھ لے تو وہ اللہ تعالٰے سے عمر نوح جتنی دوہری عمر خاموشی میں گذارنے کی حاجت اس کے سامنے پیش کرے۔"

دنیا وہ چیز ہے جو ہر لحہ بندوں کو ایک دوسرے گناہ میں مبتلا کرتی ہے۔ فرمایا ہر حالت میں اور ہر وقت میں خود کو قصوروار سمجھتے اور متہم کرتے رہو کیونکہ جو ایسا نہیں کرتا وہ متکبر و مغرور ہوتا ہے۔ فرمایا عبادات ظاہری میں خوشی اور سرور ضرور ہے لیکن حقیقت میں یہ غرور ہے اس لئے کہ اس سے لوگوں پر سبقت حاصل کرنے کا گمان ہوتا ہے۔

فرمایا "اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کفر کا ڈنگ ہیں۔" فرمایا "تقویٰ اگر کہیں ہے تو وہ خالص حلال روزی کے حصول میں ہے۔" حقیقت میں اندھا وہ ہے جو اشیاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے اور اشیاء کو اللہ کے ذریعے نہ دیکھے۔ اور بینا وہ ہے جو موجودات کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتا ہے۔ ایک شخص نے آپ سے نصیحت کی استدعاء کی۔ فرمایا۔

ایک دروازہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے تاکہ تمام دروازے تجھ پر کھل جائیں۔

ایک سردار کو اپنا بنا لے تاکہ تمام دوسرے سرداروں کی گردنیں تیرے سامنے خم ہو جائیں۔

Marfat.com

سید الطائفہ۔ امام تصوف

حضرت جنید بغدادی

جلالت شان و عظمت

حضرت جنید بغدادی اپنے عہد کے صوفیاء کے مقتدیٰ تصوف کے امام اور سلطان المشائخ تھے آپ تفسیر و حدیث اور فقہ و ادب میں بھی درجہ عظیم رکھتے تھے، واعظ مقرر بھی تھے اور عالم متبحر بھی اور طریقت کو مدوّن کیا اور اشارات باطنی کو علمی حیثیت سے دنیا کے سامنے لائے اور حقائق تصوف سے دنیا کو آشنا کیا۔ آپ سے پہلے جتنے بزرگ گذرے ہیں ان پر زیادہ تر سکر و جذب کا عالم طاری رہتا تھا اور وہ دنیا سے قطعی بے تعلقی رکھتے تھے۔ مگر آپ نے سب سے پہلے راہ سلوک پیش کی اور معترضین کے جواب علمی رنگ میں دیئے اور بتایا کہ تصوف کتاب و سنت سے کوئی جداگانہ شے نہیں۔ تاہم عاشق ربانی تھے اور عشق و مشک کی یہ خصوصیت ہے کہ انہیں ہزار پردوں میں بھی چھپائیں مگر چھپائے نہیں چھپتے۔ یہی وجہ ہے کہ گھر ہر چند آپ عالمانہ لباس میں رہتے تھے۔ ہوش و حواس قائم رکھتے تھے تصانیف و تالیف میں بھی انہماک رکھتے تھے۔ سب سے ملتے تھے پھر بھی آپ پر جذب طاری ہو جاتا تھا اور آپ کے بعد جتنے مشائخ گذرے وہ قریب قریب سب کے سب معانی و حقائق اور مجتہدانہ نوعیت کے سرمایہ دار ہیں کیوں نہ ہوں آخر سلطان المحققین طاؤس العلماء مرجع مشائخ اور شیخ الشیوخ عالم تھے اور اتنا بڑا مرتبہ رکھتے تھے کہ جب آپ کے پیر و مرشد حضرت سری سقطی سے کسی نے سوال کیا کہ دنیا میں کوئی ایسا مرید بھی ہوا جس کا رتبہ اپنے پیر سے بڑھ گیا ہو؟ تو فرمایا خود میرے مرید حضرت جنیدؒ کو دیکھ لیجئے کہ ان کا رتبہ مجھ سے بلند ہو چکا ہے آپ نے دو سو کاملین کی خدمت کی ہے۔ جن میں آٹھ کا درجہ تو بہت بلند تھا۔

Marfat.com

حضرت سہل تستری بھی آپ کی اس عظمت و جلالت شان کے معترف تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ صوفیاء میں آپ استثنائی مرتبہ کے حامل ہیں۔

چار سو مشائخ کے جلسہ میں تقریر عرفانی

ابھی بچہ ہی تھے۔ مدرسہ سے پڑھ کر گھر پر جو آئے تو دیکھا کہ باپ بیٹھے رو رہے ہیں۔ باپ کو روتے دیکھ کر آپ بے قرار ہو گئے۔ سبب پوچھا تو بولے کہ میں نے ماموں جان کے پاس ایک درہم بھیجا تھا۔ مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تمام عمر عسرت میں گذری۔ بمشکل پانچ درہم پس انداز کر سکا مگر وہ اسے قبول کرنے پر تیار نہیں۔ شاید میری کمائی کو پاک نہیں سمجھتے کہنے لگے بس اتنی بات ہے۔ آپ درہم مجھے دیجئے میں خود جا کر ابھی دے آتا ہوں۔ چنانچہ آپ جو حضرت سری سقطی کے پاس پہنچے تو انہوں نے اُسے قبول کرنے سے پھر انکار کر دیا۔ آپ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے رب ذوالجلال کی جس نے آپ پر فضل کیا اور میرے باپ کے ساتھ عدل روا رکھا کہ آپ اس درہم کو قبول فرمالیں۔ حضرت نے فرمایا بیٹا ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کہ یہ "فضل و عدل" کیا ہے اور اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ بولے آپ پر یہ فضل نہیں کہ آپ کو خلعت درویشی اس نے عطا کر دیا ہے اور ان کے ساتھ یہ عدل ہے کہ انھیں دنیا میں مشغول کر دیا ہے۔

حضرت سری سقطی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا اس درہم کو قبول کرنے سے پیشتر تجھے قبول کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ کی اگرچہ ابھی تک عمر سات سال کی تھی کہ حضرت سری سقطی آپ کو اپنے ساتھ بیت اللہ شریف لے گئے۔ ذرا یہ ہونہاری ملاحظہ فرمایئے کہ وہاں چار سو مشائخ کی ایک مجلس میں "شکر" کے مسئلہ پر گفتگو شروع ہوئی سب نے اپنی اپنی رائے پیش کی آپ بچہ تھے مگر حضرت کے کہنے پر آپ نے کہا۔

> شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت عطا کی ہے اس کے پیش نظر اس کی نافرمانی ہرگز نہ کی جائے اور اس کی دی ہوئی نعمت کو معصیت کاری اور نافرمانی کا ذریعہ ہرگز نہ بنایا جائے۔

مشائخین یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بولے نور نظر تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بہت بہتر بہت درست اور بہت خوب ہے۔ حضرت نے فرمایا بیٹا تو نے یہ باتیں کہاں سے سیکھ

Marfat.com

لیں؟ فرمایا سیکھ کہاں سے لیتا۔ آپ ہی سے سیکھیں۔ بغداد میں آپ ہی کی مجلس میں آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔

عبادات ومجاہدات

حضرت سری سقطی کی صحبت واثر نے قلب کو منور کر دیا تھا جوان ہوئے تو آپ نے بغداد کے بازار میں شیشہ و آلات کی ایک دکان کھول لی جو نہایت کامیابی کے ساتھ چلنے لگی۔ خوب نفع ہونے لگا۔ مدت تک آپ اس تجارت میں مشغول رہے اس حالت میں بھی خدا کو نہیں بھولتے تھے۔ مرید ہو ہی چکے تھے۔ دکانداری میں جتنا وقت بچتا عبادت الٰہی میں بسر کرتے تھے ایک پردہ ڈال رکھا تھا۔ اس کے پیچھے کھڑے ہو کر روزانہ چار سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز کے دوران میں آپ پر ایک خشوع طاری رہتا تھا۔ پھر آپ نے یہ تجارت بھی ترک کر دی اور دکان سے اٹھ کر اس کوٹھڑی میں آبیٹھے جو حضرت سری سقطی کی ڈیوڑھی کے اندر واقع تھی اور وہیں معتکف ہو کر مجاہدے اور ریاضت شروع کر دی۔ عبادت کے جوش کا یہ عالم تھا کہ سونا اور کھانا ترک کر دیا تھا۔ تیس سال تک متواتر عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے رہے اور بالکل آنکھ نہ لگائی۔ چالیس برس تک یہی رنگ عبادت قائم رہا۔

اب آپ کو یہ گمان گذرا کہ میں کامل ہو چکا ہوں۔ فوراً ایک غیبی آواز سنی وہاں خودی غرور اور کسی امر پر فخر کا گذر نہیں۔ علی الخصوص راہ طریقت میں تو یہ عظیم ترین گناہ ہے ہاتف نے آواز دی کہ تو ابھی سے خود کو کامل سمجھ بیٹھا۔ ٹھہر جا ہم تجھے ابھی تیرے زنار کا ایک گوشہ دکھاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ پر رقت طاری ہو گئی اور عرض کیا بار الٰہا یہ عتاب کس گناہ پر کیا جا رہا ہے؟ فرمایا جو گمان تو نے کیا ہے اس سے زیادہ بھی اور کوئی گناہ ہو سکتا ہے آپ بہت نادم ہوئے اور دیر تک روتے رہے۔ بیس برس تک تکبیر اولیٰ فوت نہ کی۔ اگر کبھی نماز میں دنیا کا کوئی خیال آبھی جاتا تو اسے پھر ادا کرتے اور دوبارہ پڑھتے اور کہیں بہشت دوزخ کا خیال آجاتا تو آپ سجدہ سہو کرتے ہمیشہ روزہ رکھتے اور کبھی دن میں نہ کھاتے مگر یہ حالت تھی کہ مریدوں سے فرمایا کرتے کہ :۔

اگر مجھے یہ علم ہو جاتا کہ دو رکعت نماز نفل ادا کرنا تمہارے پاس بیٹھنے سے افضل ہے تو میں کبھی تمہارے پاس نہ بیٹھتا۔ جب کبھی آپ کے دوست آجاتے تو نفلی روزہ افطار کر دیتے اور اسی وقت فرماتے کہ اپنے برادران اسلام کی موافقت نفلی روزوں سے افضل ہے۔

Marfat.com

وعظ و تقریر کا سحر و کمال

جب آپ کی باطنی ترقی کامل ہو چکی تو آپ کے ماموں اور پیرو مرشد حضرت سقطی نے آپ سے فرمایا کہ اب تم وعظ کہا کرو اور مخلوق کو راہ ہدایت دکھاؤ جو بزرگ چالیس برس تک مجاہدے اور عبادت کی لذات کا خوگر ہو چکا ہو۔ بھلا اسے وعظ و پند سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے آپ مشورہ سن کر گھبرا گئے اور فکر مند ہوئے اور بولے کہ یہ تو میرے نزدیک بڑی بے ادبی ہے کہ میں وعظ کہوں اور شیخ کی موجودگی و زندگی میں زبان کھولوں۔ تیسرے روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ جنید اب اٹھو اور مخلوق خدا کو راہ ہدایت دکھاؤ اور وعظ شروع کر دو۔

آپ صبح اٹھ کر مرشد گرامی کے پاس خواب بیان کرنے کے لئے جانے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ حضرت سری سقطی تشریف لے آئے اور مسکرا کر فرمایا کہو جنید! اب بھی وعظ کہو گے یا نہیں۔ اب تو رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم نے محمد ﷺ کو جنید کے پاس بھیجا ہے کہ وہ اسے وعظ و پند کا حکم دیں چنانچہ آپ نے وعظ کہنا شروع کر دیا۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ میں بیس سال تک تو عام وعظ کہتا رہا اور اسرار و خواص کی باتیں بیان نہیں کیں۔ کیونکہ مجھے ان کے بیان کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد البتہ میں نے سب کچھ بیان کیا پھر فرمایا میں نے اس وقت تک وعظ شروع نہیں کیا جب تک کہ چالیس ابدال نے اور اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے مجھے وعظ کہنے پر مجبور نہیں کر دیا۔

آپ علمائے باطن میں بھی بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ دل آتش عشق سے کباب ہو رہا تھا درد و عشق کے پیکر تھے۔ وعظ و تقریر جو شروع کی ہے ایک خلقت تھی کہ ٹوٹ پڑتی۔ ہزاروں انسان آپ کی مجلس میں شریک ہوتے اور ہدایت کی روشنی پا کر جاتے۔

آپ کے وعظ میں وہ زور اور جوش ہوتا کہ لوگ چیخیں مار مار کر روتے تھے۔ کچھ وہیں جاں بحق ہو جاتے۔ ابتداء میں تو یہ حالت تھی کہ ہر مجلس میں دو چار موتیں خوف خدا سے ضرور واقع ہوتی تھیں۔ رفتہ رفتہ آپ نے تیزی کم کر دی پہلے روز آپ کی مجلس وعظ میں کل چالیس آدمی تھے۔ جن میں سے اٹھارہ تو مجلس کے اندر ہی ختم ہو گئے اور بائیس کے ہوش و حواس غائب تھے۔ انھیں بیہوشی ہی کے عالم میں لوگ اٹھا کر گھر لے گئے۔

Marfat.com

اللہ اللہ! وہ کیا جلسے ہوتے ہوں گے جن میں حضرت جنید جیسے شیخ الشیوخ وعظ کہتے ہوں گے۔ ایک وہ مبارک زمانہ تھا اور ایک زمانہ آج ہے کہ راہ ہدایت دکھانے والوں کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ ہر طرف سیاسیات واقتصادیات کے جلسے ہیں اور مذہبیات کی کسی کو پرواہ نہیں نہ وہ جوش ہے اور نہ وہ عرفان۔

خلیفہ وقت کی مخالفت اور اس کا انجام

ہندوں میں ہر رنگ اور ہر مزاج کے لوگ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں ایسے جلیل القدر شیخ کو بھی اس وقت جب کہ آپ مجاہدات و عبادات میں مصروف تھے برا کہنے اور مخالفت کرنے والے موجود تھے۔ انتہا یہ تھی کہ وہ خلیفہ وقت سے کہتے کہ "جنید رات رات بھر اللہ اللہ کرتا رہتا ہے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ آپ انھیں سزا دیں۔ خلیفہ نے کہلا بلا کسی وجہ کے تو انھیں نہیں روکا جاسکتا۔ تاہم میں اس کا ایک انتظام کرتا ہوں چنانچہ خلیفہ نے اپنی ایک پری جمال اور نہایت حسین کنیز کو گراں بہا ملبوسات اور قیمتی زیورات سے آراستہ کر کے اور دلہن بنا کے حکم دیا کہ تو جنید کے پاس جا اور اپنے چہرۂ زیبا سے اچانک نقاب اٹھا کر کہنا کہ میں ایک امیر زادی ہوں دنیا سے میرا دل سیر ہو چکا ہے۔ چاہتی ہوں کہ آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہوں اور اس جگہ سے کہیں نہ جاؤں اور اگر وہ انکار بھی کریں تو منت و خوشامد اور اصرار سے انھیں راضی کرنا۔ خلیفہ نے احتیاطاً اپنا ایک آدمی بھی ساتھ کر دیا تھا کہ وہ اس مہ پارہ کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھے۔

خلیفہ سمجھتا تھا کہ اس کنیز کا عالم آشوب حسن ضرور آپ کو مسحور کرے گا اور پھر مجھے باز پرس اور سزا کا موقعہ مل جائیگا۔ لیکن وہ نہ جانتا تھا کہ جس کی نظر حسن حقیقی پر پڑ چکی ہو اس کے سامنے حسن مجازی کی کوئی حقیقت بھی نہیں رکھتا۔ کنیز نے سامنے پہنچ کر جو نقاب اٹھایا تو آپ نے ایک نظر ڈالی اور سر جھکا لیا اور سب کچھ سن کر ایک آہ جو بھری تو کنیز یکبارگی بے ہوش ہو کر گر پڑی اور تڑپ کر دم توڑ دیا خلیفہ کے آدمی نے جو یہ واقعہ جا کر اسے سنایا تو بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ جو کوئی بھی ان بزرگ کے ساتھ ناروا عمل اختیار کرے گا۔ اس کا وہی انجام ہو گا جو میری اس محبوب کنیز کا ہوا۔ خلیفہ پر بھی دہشت طاری ہو چکی تھی وہ خود دربار سے اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ادب سے عرض کی کہ یا شیخ آپ نے یہ کیا کیا کہ ایسی حسین کنیز کو آپ نے ایک آہ سے خاکستر بنا کر رکھدیا۔ فرمایا امیر المومنین!

Marfat.com

غور تو کیجئے کہ کیا آپ کو اپنی رعایا کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے جو آپ نے میرے ساتھ روا رکھا؟ آپ نے تو میری چہل سالہ عبادت کو برباد کرنے کی سعی کی تھی۔ آپ کو تو شفقت کرنی چاہیے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ نہ میں نے کچھ کیا نہ میں کچھ چیز ہوں۔ جو کچھ کیا کرنے والے نے کیا۔ خلیفہ یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

اشارات ایک دفعہ آپ کو کہیں درد ہوا۔ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا درد جاتا رہا اسی وقت آپ نے آواز سنی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو ہمارے کلام کو اپنے نفس کیلئے استعمال کر رہا ہے۔

ایک دفعہ ابلیس کو دیکھنے کی خواہش کی مسجد سے جو باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا چلا آرہا ہے۔ آپ کے قلب مبارک کو اس کی صورت دیکھتے ہی وحشت سی پیدا ہوئی۔ آپ نے جو اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ بولا کوئی نہیں تمہاری آرزو ہوں آپ نے فوراً کہا ملعون! تجھے کس نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنا۔ انکساری سے جواب دیا کہ جنید! سوچئے تو میں کس طرح اللہ کے سوا دوسرے کو سجدہ کرتا۔ مجھے تو بڑی شرم آئی کہ اسے چھوڑ کر غیر کو سجدہ کروں۔ لگتی ہوئی بات تھی۔ آپ یہ جواب سن کر سوچنے لگے کہ بات تو سچ کہتا ہے۔ اسی وقت آسمان سے ندا آئی کہ اس سے کہو کہ ملعون تو جھوٹ بولتا ہے اگر تو بندگی میں کامل ہوتا تو آقائے حقیقی کے حکم سے کبھی اعراض کی جرأت نہ کرتا۔ جواب سنا تو سٹ پٹا گیا چیخ ماری اور یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ واللہ آپ نے میرے تن میں آگ لگا دی۔

فرمایا دیکھو شبلی اگر اللہ تعالیٰ کو غائب سمجھتے ہو تو غائب کا ذکر غیبت ہے۔ اور اگر اسے موجود سمجھتے ہو تو اس کے سامنے اس کا نام لینا خلاف ادب ہے۔

آپ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کو پھانسی پر لٹکانے کیلئے پکڑے کھڑے ہیں۔ پوچھا اس نے کیا جرم کیا ہے؟ جواب دیا کہ اسے بارہا سزائیں دی گئیں۔ مگر یہ چوری سے باز نہ آیا۔ اتنے میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ آپ نے اس کے پاؤں چومے اور کہا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمت کرے کہ اپنے کام و عزم میں پختہ تھا جو کام شروع کیا اسے انجام کو پہنچایا اور اسی پر اپنی جان دیدی۔

آپ کے ایک مرید نے یہ سمجھ کر کہ اب میں کامل ہو گیا ہوں عزلت گزینی اختیار کر لی۔ ہر شب فرشتوں کو خواب میں دیکھتا کہ وہ اسے ایک پر فضا باغ میں لے جاتے ہیں جہاں

Marfat.com

پری جمال عورتیں اور تمام نعمتیں موجود ہیں۔ وہ وہاں قیام کرتا ہے۔ اس نے لوگوں سے بھی کہنا شروع کر دیا کہ مجھے یہ کمال حاصل ہو چکا ہے کہ روزانہ شب کو بہشت کی سیریں ہوتی ہیں آپ نے جو سنا تو اسی وقت اس کے پاس پہنچے دیکھا کہ بڑے کروفر اور فکر سے بیٹھا ہے آپ نے اس سے کہا کہ آج کی شب جب بہشت میں پہنچو تو ذرا "لاحول" پڑھ دینا تمہیں اپنے کمال کی حقیقت کھل جائے گی۔ گو اب اسے اپنے شیخ کے کمال کا بھی اعتراف نہ رہا تھا۔ تاہم اس نے "لاحول" پڑھی۔ کیا دیکھتا ہے کہ سب چیخ کر بھاگ گئے اور سامنے صرف مردوں کی کچھ ہڈیاں پڑی نظر آئیں۔ یہ دیکھ کر وہ بہت شرمندہ ہوا۔ توبہ کی۔ معافی مانگی اور سمجھ گیا کہ مرید کیلئے تنہائی سم قاتل ہے۔

ایک مرتبہ آپ کے کسی مرید نے آپ سے گستاخی کی اور چلا گیا۔ کچھ دن بعد آپ جو ادھر سے گذرے۔ دیکھتے ہی ہیبت سے گر پڑا۔ سر پھوٹ گیا۔ مگر خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا زمین میں کلمہ شریف کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ فرمایا اچھا تو مجھے اپنا کمال دکھلا رہا ہے کہ تیرا یہ رتبہ ہے بدبخت چھوٹے چھوٹے بچے بھی ذکر میں تجھ سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مرد کو تو مذکور تک پہنچنا چاہیے۔ اس بات کو سن کر وہ اتنا متاثر ہوا کہ وہیں تڑپ کر جان دے دی۔

نکات و تعلیمات

فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو وحی میں کہا تھا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو ہماری محبت کا مدعی ہے اور پھر آرام کرتا ہے ایک مرید نے صرف اتنا کہہ دیا کہ "آج بہت گرمی ہے" آپ نے اُسے اسی وقت اپنی خانقاہ سے نکلوا دیا کہ جو اللہ کا شکوہ کرے وہ ہماری مجلس میں شرکت کا اہل نہیں۔ فرمایا خوشحال وہ شخص ہے جسے زندگی بھر میں ایک دفعہ ہی حضوری کا شرف حاصل ہو جائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ بندوں سے صرف دو علموں کا متمنی ہے۔ شناخت عبودیت اور شناخت ربوبیت اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب حظ نفس کے لئے۔ فرمایا:۔

جو کتاب و سنت کی پیروی نہ کرے اس کی تقلید ہر گز نہ کرو۔ اس راستے میں تو وہ شخص قدم رکھے۔ جو کتاب کو اپنے دست راست پر اور سنت کو دست چپ پر رکھے ہوئے ہو اور ان دو شمعوں کی روشنی میں پڑھے کیونکہ جو ایسا نہیں کرتا وہ بدعت کی تاریکی میں گرتا ہے یا شبہات کے غار میں۔

فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔

Marfat.com

فرمایا کہ بلائیں عارفوں کے لئے خراج۔ مریدوں کے لئے انتباہ اور غافلوں کے لئے ہلاکت ہیں۔ فرمایا کہ ۔اگر کوئی شخص پوری دنیا کا بھی مالک ہو جائے مگر اس میں حرص و طمع ہو گی وہ ضرور نقصان میں مبتلا ہو گا۔ فرمایا۔ ''بندہ وہ ہے جس سے نہ خدمت میں کوتاہی ہو اور نہ کسی سے شکوہ کرے اور جب اس کے دوست اور بھائی اس کے پاس آئیں تو وہ اپنی نفلی عبادت کو موقوف کر دے۔''

فرمایا۔ جو آنکھ صنعت کردگار کو بنظر عبرت نہ دیکھے اس کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے اور جو تن اس کی خدمت میں مصروف نہ ہو اس کا مردہ ہونا ہی اچھا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی مقصود ہوتی ہے اسے زمرہ صوفیاء میں داخل کر دیتا ہے۔ فرمایا مرید کو نماز کی چیزوں کے سوا اور کچھ نہ سیکھنا چاہئے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کافی ہے۔ فرمایا صوفی وہ ہے جس کا قلب حضرت ابراہیم کی طرح دنیا دوستی سے پاک ہو وہ زمین کی مانند ہوتا ہے کہ تمام غلاظت اس پر ڈال دی جاتی ہے اور وہ سر سبز ہو کر نکلتی ہے اور تصوف تو وہ نعمت ہے کہ بندہ کا قیام ہی اس پر منحصر ہے تصوف ایک ذکر ہے ایک وجد ہے نہ یہ نہ وہ صرف ایک تیشی ہے۔

فرمایا۔ ''سچے فقیر کی شناخت یہ ہے کہ نہ وہ کسی سے سوال کرے گا اور اگر کوئی اس سے جھگڑے گا بھی تو خاموش ہو جائے گا۔'' فرمایا توکل ترک تدبیر کسب کا نام نہیں بلکہ اللہ کے وعدوں پر دل کو مطمئن رکھنے کا نام ہے۔

فرمایا جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالے بلکہ جو اپنے پاس ہو اسے دوسروں پر خرچ کرے اور فقراء کا امتحان نہ لے۔ فرمایا مجھے نیک عادات والے فاسق کی صحبت بد خو بد مزاج عالم کی صحبت سے زیادہ پسند ہے اور خلق الفت، شفقت، سخاوت اور نصیحت کا نام ہے۔

فرمایا شفقت یہ ہے کہ لوگ جب چیز مانگیں انھیں دے دی جائے اور ان پر اس کا احسان نہ رکھا جائے اور جو بات وہ نہ جانتے ہوں انہیں بتائی جائے۔ اور توبہ کے تین معنی ہیں ندامت، ترک عادت اور خود کو جھگڑے اور ظلم سے بچانا۔ پوچھا کہ ہم کن لوگوں سے صحبت رکھیں؟ فرمایا ان سے جو نیکی کریں اور بھلا دیں۔ اور اگر کوئی قصور سرزد ہو تو معاف کر دیں۔

فرمایا بندوں کی فضیلت یہ ہے کہ رونے پر روئیں اور بندہ وہ ہے جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو اور بندہ اسی وقت عبودیت کی حقیقت کو پہنچتا ہے جب وہ شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہی کو دیکھتا ہے۔

Marfat.com

کرامات جنید بغدادی

ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس حدیث کی رو سے کیا مسلمانوں سے پرہیز کرنا واجب نہیں ہے۔ جنید بغدادی نے کہا۔ "پرہیز سے کہیں بہتر ہے۔ کہ تو خود مسلمان ہو جائے تاکہ تو بھی دوسروں کو خدا کے نور سے دیکھ سکے۔" آتش پرست نے فوراً توبہ کی اور کہا شیخ میں بھیس بدل کر آیا تھا۔ پھر بھی تم نے خدا کے نور سے مجھے پہچان لیا۔ میں آج سے تمہارا مذہب اختیار کرتا ہوں۔ جنید بغدادی کو اپنے ایک مرید سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ دوسرے مرید اس سے رشک کرنے لگے۔

ایک روز جنید بغدادی نے ہر مرید کو ایک مرغ اور ایک چپاتی دے کر ہر ایک کو ہدایت کی کہ انہیں ایسی جگہ جا کر ذبح کرو جہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ تھوڑی دیر بعد تمام مرید ذبح کئے ہوئے مرغ لے کر حاضر ہو گئے۔ لیکن وہ مرید مرغ زندہ واپس لے آیا۔ اس نے عرض کیا شیخ مجھے کوئی جگہ ایسی نہیں ملی جہاں خدا موجود نہ ہو۔ یہ بات سن کر تمام مرید رشک سے تائب ہو گئے۔

ایک عورت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کر فریاد کرنے لگی کہ میرا بیٹا آج کل لاپتہ ہے۔ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے واپس مل جائے۔ جنید بغدادی نے جواب دیا۔ بہن صبر کرو۔ وہ عورت چلی گئی۔ کچھ دن صبر کرنے کی بعد وہ دوبارہ آ کے اسی سلسلے میں ملتجی ہوئی۔ جنید بغدادی نے اس بار بھی اسے صبر کی تلقین کر کے واپس بھیج دیا۔ چند روز بعد وہ عورت بے قرار ہو کر آئی اور فریاد کرتے ہوئے بولی شیخ! اب تو صبر کی طاقت بھی ختم ہو گئی۔ جنید بغدادی نے کہا بہن! اگر واقعی تمہیں صبر کا حوصلہ نہیں رہا ہے۔ تو جاؤ تمہارا بیٹا تمہیں مل جائے گا۔ عورت گھر پہنچی تو اس کا گم شدہ لڑکا گھر میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

بصرے میں جنید بغدادی کا ایک شاگرد رہتا تھا۔ اس کے پڑوسی کی خوش شکل کنیز آتے جاتے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتی تھی۔ ایک دن اس کے دل میں لمحے بھر کیلئے گناہ کا خیال پیدا ہوا اور اسی لمحے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اس نے بہت کوشش کی کہ یہ سیاہی کسی طرح ختم ہو جائے لیکن وہ اپنا چہرہ جتنا زیادہ رگڑتا۔ سیاہی اتنی ہی بڑھتی جاتی۔ تین روز اسی طرح گزر گئے شاگرد رو رو کر شیخ کو یاد کرتا اور اللہ سے دعا مانگتا کہ شیخ کے طفیل اس کا گناہ بخش دیا جائے۔

Marfat.com

چنانچہ رفتہ رفتہ وہ سیاہی دور ہونی شروع ہو گئی اور چند ہی روز میں چہرہ بالکل صاف ہو گیا۔ اسی دوران میں اسے شیخ کا ایک خط ملا کہ میرے بیٹے! آئندہ کوشش کرنا کہ خدا کی بارگاہ میں ہمیشہ باادب رہو تمہاری خاطر مجھے دھوبی کا کام کرنا پڑا تاکہ تمہارے چہرے کی سیاہی دھو سکوں۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج کو گیا گھر سے روانہ ہوا تو میری سواری قسطنطنیہ کی طرف جو ولایت روم میں ایک شہر ہے، چل پڑی میں اسے کعبہ معظمہ کی طرف پھیرتا تھا مگر وہ بزرو قسطنطنیہ کی طرف چلتی تھی آخر کار میں قسطنطنیہ میں پہنچ گیا جب شہر میں داخل ہوا تو وہاں لوگوں کا اجتماع دیکھا کہ بہت سے آدمی جمع ہیں۔ اور باتوں میں مصروف ہیں میں نے ان کے جمع ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے بادشاہ کی ایک لڑکی مجنوں ہو گئی ہے اور وہ کسی طبیب کی تلاش کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اچھا میں اس لڑکی کا علاج کروں گا۔ پس لوگ مجھے بادشاہ کے گھر میں لے گئے جب میں دروازہ پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی اے جنید کب تک تو اپنی سواری کو ہم سے روکتا رہیگا۔ حالانکہ وہ آپ کو ہماری طرف کھینچتی ہے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک حسینہ جمیلہ عورت ہے۔ اس کے پاؤں میں زنجیر لگی ہوئی ہے۔ وہ لڑکی مجھے کہنے لگی حضرت میرے لئے کوئی دوا تجویز فرمائیں میں نے اسے کہا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ پڑھو اس نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا تھا کہ اس کے پاؤں سے زنجیر ٹوٹ کر گر پڑی۔ بادشاہ یہ صورت دیکھ کر کہنے لگا۔ کیسا اچھا حکیم ہے کہ میری لڑکی کی دوا کر کے اسے تندرست کر دیا میں نے بادشاہ کو کہا تم بھی **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ پڑھو۔ تمہارے دل کی کفر کی بیماری کٹ جائے گی اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ایک خلق کثیر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

ایک ہرن کا واقعہ

حضرت محمد بن حنیف شیرازی فرماتے ہیں۔ کہ میں بغداد میں پہنچا اور چالیس روز تک کچھ نہ کھایا اور نہ پیا پھر ایک دن پیاس لگی تو ایک ڈول اور ایک رسی پکڑی۔ اور ایک کنوئیں پر جا پہنچا دیکھا تو ایک ہرن پانی پی رہا تھا۔ اور کنوئیں کا پانی کناروں تک پہنچا ہوا تھا۔ میں جب قریب گیا تو ہرن واپس چلا گیا۔ میں نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو پانی تہ میں چلا گیا۔ میں نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ کیا میں اس ہرن سے بھی کم مرتبہ رکھتا ہوں۔ ہرن آیا تو پانی کناروں تک آگیا اور جب میں پہنچا تو پانی نیچے تک پہنچ چکا

Marfat.com

تھا۔ آواز آئی ہرن رسی اور ڈول کے بغیر آیا تھا اور تو نے ڈول اور رسی پر بھروسہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ڈول اور رسی فوراً پھینک دی اور توبہ کی پھر دیکھا تو پانی اوپر آگیا میں نے پھر لیٹ کر پانی پیا واپس آکر حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ یہ واقعہ سناؤں مگر آپ نے میرے عرض کرنے سی پہلے ہی فرمایا۔ شیرازی اگر تو تھوڑی دیر اور ٹھہرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے ٹھاٹھیں مارتا تو چلتا تو تیرے پیچھے چلتا۔ معلوم ہوا کہ جنید بغدادی کی نظر سے کنوئیں کا واقعہ پوشیدہ نہیں تھا۔

اولیاء کا پانی پر تصرف

اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی طاقت سے اولیاء اللہ ہر چیز پر حکومت فرماتے ہیں۔ سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی کی عادت مطہرۃ تھی کہ دریائے دجلہ پر مصلےٰ بچھاتے اور مصلیٰ تیرتا ہوا پار گذر جاتا کبھی کبھی آپ دیر تک دریا کے درمیان مصلے پر کھڑے رہتے تھے۔ ایک دن دور سے ایک آدمی نے دیکھا اور سمجھا کہ کوئی ملاح کشتی لئے جارہا ہے۔ اس نے آواز دی کہ اے ملاح مجھے بھی پار لے جانا آپ نے جواباً فرمایا جلدی آجاؤ ہم اس کائنات میں اسی لئے آئے ہیں اس آدمی نے قریب آکر دیکھا کہ مصلےٰ پر کھڑے ہیں۔ اور مصلےٰ پانی پر تیر رہا ہے۔ اس نے عرض کی حضرت میں نے سمجھا تھا کہ شاید ملاح ہوگا۔ آپ نے فرمایا تجھے دریا کے اس پار گذر جانے سے غرض ہے۔ تجھے کشتی اور ملاح سے کیا واسطہ۔

اس نے عرض کیا حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا۔ میرے مصلےٰ پر کھڑے ہو جاؤ اور یا جنید یا جنید کہتے چلو اس نے مصلےٰ پر قدم رکھا۔ ڈر رہا تھا۔ کہ کہیں ڈوب نہ جاؤں۔ آپ نے فرمایا خوف مت کھاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

اس نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور مصلےٰ پر کھڑا ہو گیا مصلےٰ پانی میں تیرنے لگا۔ وہ یا جنید کہتا ہوا جارہا تھا۔ اور مصلےٰ پانی پر تیرا جارہا تھا۔ جب دریا کے درمیان میں پہنچے تو اس نے یا جنید چھوڑ کر یا اللہ کہنا شروع کیا۔ جونہی اس نے وسیلہ ترک کیا تو ڈوبنے لگا۔ آپ نے پکڑ کر باہر نکالا اور فرمایا کہ تم ابھی جنید تک بھی نہیں پہنچ پائے اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچ سکتے ہو۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کے بغیر اللہ تعالےٰ تک پہنچنا مشکل ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

پیر راہگزیں کہ بے پیر ایں سفر!
ہست پر از آفت و خوف و خطر!

Marfat.com

وصال وانتقال وصال سے کچھ دیر پہلے آپ نے قرآن خوانی شروع کر دی۔ قرآن ختم کر دیا تو لوگوں نے کہا نزع کا وقت ہے اللہ اللہ کیجئے۔ فرمایا مجھے کیوں یاد دلاتے ہو۔ میں نے اسے فراموش تو نہیں کیا اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھنی شروع کر دی۔ جب انگشت شہادت پر پہنچے تو آپ نے انگلی اٹھا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور آنکھیں بند کر لیں اور واصل بحق ہو گئے۔ لوگوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو ایک غیبی آواز سنی۔ ہمارے دوست کی آنکھوں سے ہاتھ اٹھالو کہ جو آنکھیں ہمارے ذکر پر بند ہوئی ہیں وہ ہمارے دیدار کے بغیر اب ہر گز نہ کھلیں گی۔ انگلیاں کھولنی چاہیں تو پھر آواز آئی کہ جو انگلیاں ہماری تسبیح پر بند ہوئی ہیں وہ ہمارے حکم کے بغیر اب ہر گز نہ کھل سکیں گی۔ ایک سفید پرندہ آکر آپ کے جنازہ پر بیٹھ گیا جو اڑائے نہ اڑا۔

لوگوں نے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا۔ آخرت میں کیا گذری؟ فرمایا منکر نکیر ہیبت و جلال کے ساتھ آئے تو میں نے کہا آیئے۔ جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو وہ بھلا غلاموں سے کیا ڈرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت سے بخش دیا۔

آپ بغداد شریف میں دفن ہوئے۔ اپنے عہد کے زبردست ترین شیخ اور یگانہ عصر ولی گذرے ہیں۔ آپ کے زمانہ سے فقرا کی عزلت پسندی ترک ہوئی۔ وہ سالکوں کی حیثیت سے باہر آئے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔

۲۷ رجب ۲۰۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

Marfat.com

دانائے رموزِ طریقت

شاہ شجاع کرمانی

عبادت و عظمت

حضرت شاہ شجاع کرمانی بڑے حوصلہ مند اور ہادی طریقت بزرگ تھے بہت بڑے عالم اور صاحب تصانیف بھی تھے عقل و فراست میں بھی نظیر نہ رکھتے تھے مراۃ الحکماء آپ کی ایک نہایت گراں قدر تصنیف ہے جس وقت آپ نیشاپور تشریف لے گئے تو حضرت ابو حفص جیسے باکمال بزرگ اور ولی آپ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے اور خصوصیت کیساتھ استقبال فرمایا اور فرمایا کہ مجھے مدت سے آپ کو دیکھنے کی آرزو تھی جو اللہ تعالیٰ نے آج پوری کر دی۔

عبادات و مجاہدات کا یہ عالم تھا کہ مسلسل چالیس سال تک شب بیدار رہے اور کسی رات ایک لحہ بھی نہ سوئے۔ برابر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ نیند کے غلبہ سے بچنے کے لئے اپنی آنکھوں میں نمک لگا لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی دونوں آنکھیں ہر وقت سرخ رہتی تھیں۔

اتنی مدت کے بعد ایک روز رات کو نیند جو آگئی تو آپ کو شرف حضوری حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کا جمال اقدس نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ عرض کی بار الٰہا! چالیس سال کی طویل راتوں میں میں نے تجھے ڈھونڈا اور ایک لحہ کیلئے بھی نہ سویا لیکن جب دیدار ہوا تو خواب ہی میں ہوا۔ ندا آئی شجاع! یہ تیری بیداریوں ہی کا ثمرہ تو ہے جو مجھے خواب میں دیکھ رہا ہے۔ بیدار رہتا تو آج خواب میں یہ لطف حاصل نہ کر سکتا پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ یا تو سوتے ہی نہ تھے یا شوق دیدار الٰہی میں کہیں ہوتے رات کو ضرور سو جاتے چنانچہ ایک دفعہ پھر وہی نظارہ روح افروز سامنے ہوا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے خواب میں ایک ذرہ کو دو عالم کی بیداری

Marfat.com

سے زیادہ قیمتی اور گراں بہا سمجھتا ہوں کہ اس میں جو کچھ دیکھا وہ کسی صورت بیان ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

فرزند اکبر کی جلالت شان

آپ کا بیٹا پیدا ہوا تو اس کے سینہ پر بخط سبز اللہ جل شانہ، ثبت تھا۔ بہت خوش ہوئے ہوش سنبھالا تو اسے غناو موسیقی سے عشق ہو گیا ایک شب رباب ہاتھ میں لئے ہوئے اسے بجاتا محلہ سے گذرا تو لوگوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ انتہاء یہ تھی کہ ایک عروس اپنے شوہر کے آغوش محبت سے اٹھ کر دیکھنے کے لئے دروازہ پر آ گئی شوہر پہلو خالی پا کر گھبرا گیا۔ دروازہ پر آیا گانا سنا اور سن کر بآواز بلند کہا کہ کیوں میاں کیا ابھی تمہاری توبہ کا وقت نہیں آیا؟ یوں کب تک رباب بجاتے اور گا کر ہمارے قلوب کو تباہ کرتے رہو گے۔

وقت آ گیا تھا۔ دولہا کی یہ تعریف تیر و نشتر کا کام کر گئی۔ دل کا آبلہ پھوٹ بہا۔ وقت آ گیا اور اسی وقت رباب کو زمین پر دے مارا کپڑے پھاڑ ڈالے۔ گھر آ کر نہایا توبہ کی اور عزلت نشین ہو کر اس شان سے عبادت شروع کی کہ نہ چالیس روز تک پلک جھپکی نہ دانہ اڑ کر منہ میں گیا۔ اکتالیسویں روز باہر جانے کا عزم جو کیا تو باپ بولے بیٹا ہم نے جتنا چالیس سال میں حاصل کیا تھا تم نے چالیس ہی دن میں حاصل کر لیا۔ جوان بہت بڑا ولی ہو گیا۔

دختر نیک اختر کا کمال عرفان

یہ تو حالت تھی بیٹے کی اب بیٹی کی سنئے کہ اس کی شان فقر کی درخشانیوں کا کیا عالم تھا۔ تھی نہایت حسین و ماہ پیکر۔ اس لئے فرماں روائے کرمان نے اس کے لئے عقد کا پیغام آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے تین روز کی مہلت غور کیلئے مانگی۔ مسجد کے قریب ادھر ادھر گھومنا شروع کیا تیسرے روز ایک درویش کو بطریق بزرگان نماز پڑھتے دیکھ کر اس کے پاس گئے اور فرمایا کہ تم میری بیٹی کے ساتھ شادی کر لو۔ بولا آپ کو شاید یہ علم نہیں کہ میں بہت غریب اور ایک مفلس و تہی دست درویش ہوں۔ بھلا میں کہاں شادی کر سکتا ہوں اور کون مجھے اپنی لڑکی دے سکتا ہے۔ فرمایا! اگر تیرے پاس صرف تین درہم ہوں، تو بھی میں اپنی بیٹی کو تیرے عقد میں دینے کو تیار ہوں۔ ان میں سے ایک درہم کی خوشبو، ایک درہم کی شیرینی اور صرف ایک درہم مہر کیلئے بہت کافی ہے۔ چنانچہ آپ نے صرف تین درہم میں اپنی لخت جگر کی شادی اس درویش کے ساتھ کر دی۔

Marfat.com

دلہن فقیر کے گھر پہنچی تو اس نے دیکھا کہ ایک مٹی کے برتن میں خشک روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا ہے پوچھا سر تاج من یہ روٹی کیسی ہے؟ بولا یہ کل کی بچی ہوئی ہے اور اس لئے رکھی ہے کہ اسے آج کھاؤں دلہن نے اسی وقت باپ کے ہاں گھر جانے کی تیاری شروع کر دی فقیر نے کہا میں تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ بادشاہ کی لڑکی مجھ جیسے فقیر کے ہاں ہرگز نہ رہے گی۔ بولی۔ میں آپ کی عسرت و ناداری سے پریشان و آشفتہ ہو کر باپ کے ہاں نہیں جا رہی۔ بلکہ آپ کے ضعف یقین نے مجھے مضطرب کر دیا ہے۔ آپ کی حالت تو یہ ہے کہ اللہ پر روزی کیلئے بھی یقین نہیں رکھتے کہ آج کے لئے روٹی رکھ چھوڑی ہے مجھ کو تو آپ سے زیادہ اپنے باپ پر تعجب ہوتا ہے کہ بیس سال کی عمر تک مجھے اسلئے گھر میں بٹھائے رکھا کہ وہ کسی پرہیزگار متقی سے ہی میری شادی کریں گے۔ شادی ہوئی تو ایسے شخص کے ساتھ جسے اپنے رزق کیلئے بھی خدا پر بھروسہ نہیں۔ درویش بھی کامل تھا۔ یہ سن کر بہت متفکر و متحیر ہوا اور بولا عزیز دلہن! آخر اس کا کوئی کفارہ بھی ہے؟ بولی یہی کہ یا مجھے گھر میں رکھئے یا روٹی کو۔

اللہ کا کرم و فضل دیکھئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت شجاع کو بادشاہی بھی عطا کی اور راہ طریقت کی شہسواری بھی دی اور اولاد بھی ایسی دی جس پر ایک دنیا فخر کر سکتی ہے۔

وصال و تعلیمات

آپ کے وصال کے بعد خواجہ علی میر جانی کا یہ معمول تھا کہ وہ آپ کی تربت پر کھانا لیجاتے اور وہیں غریبوں کو روٹیاں تقسیم کرتے۔ اسی طرح ایک روز کھانا تقسیم کرنے کیلئے مزار مبارک پر گئے تو وہاں کوئی نہ تھا۔ دعا مانگی کہ الٰہی کوئی مہمان بھیج دے تاکہ میں اسے کھانا کھلاؤں۔ قریب ہی ایک مسجد کے اس طرف سے اسی وقت ایک کتا نمودار ہوا۔ خواجہ علی نے اس کتا کو للکار کر بھگا دیا ندا آئی اور قبر سے آواز سنی کیوں خواجہ تیری استدعاء پر ایک کتا بھیجا گیا جو تیرا مہمان اور تیری طرح اللہ کی مخلوق تھا تو نے اسے کتا تو سمجھا مگر یہ نہ جانا کہ یہ خود بخود تو پیدا نہیں ہو گیا اور اسے بھی روزی دینے والا وہی ہے جو تجھے روزی دیتا ہے۔ خواجہ یہ آواز سن کر بہت گھبرا گئے اور کتے کی تلاش میں نکلے۔ بہت تلاش کیا۔ نہ ملا تو آپ اسے ڈھونڈنے کیلئے جنگل کی طرف گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گھنے درخت کے نیچے وہی کتا اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا ہے خواجہ کے پاس جتنا کھانا تھا وہ سب اس کتے کے سامنے رکھ دیا۔ لیکن کتے نے اس کھانے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

Marfat.com

اب تو خواجہ اور شرمندہ اور پریشان ہوئے اور اپنی دستار اتار کر کتے کے سامنے رکھ دی اور توبہ کی۔ کتے نے انسانی آواز میں کہا کہ :۔

خواجہ خوش رہو اگر تمہیں مہمان کی تلاش ہے تو پہلے آنکھیں پیدا کرو۔ خیر ہوئی کہ تم شاہ شجاع کے خادم تھے ورنہ خدا ہی جانتا ہے کہ کیا ہو جاتا۔

ایک روز آپ نے احباب سے فرمایا۔ "دیکھو خیانت، جھوٹ اور غیبت سے ہمیشہ بچتے رہو۔ ان کے سوا تمہیں اختیار ہے کہ جو چاہو وہ کرو۔" فرمایا۔ اگر تم نے دنیا چھوڑ دی تو سمجھ لو کہ تم نے توبہ کر لی اور اگر خواہشات نفسانی پر غلبہ پا لیا تو جان لو کہ کامیاب ہو کر تم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ کسی نے پوچھا آپ کی رات کیسے کٹتی ہے؟ فرمایا جس مرغ کو تم نے سیخ پر لگا کر آگ پر بھونا ہو اس کے متعلق کچھ پوچھنا عبث ہے۔

آپ کا حادثہ قتل بغداد باب الطاق میں سہ شنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۹ھ کو ہوا۔

Marfat.com

قمر الصوفیاء

ابو الحسن نوری

مرتبہ وبزرگی

حضرت ابو الحسن نوری یگانہ عہد اور فاضل وقت بزرگ اور حضرت سری سقطی کے مرید تھے۔ آپ نہ صرف حضرت جنید کے ہمعصر تھے بلکہ انہی کی طرح تصوف میں جدید طریقہ کے موجد تھے۔ یعنی آپ راہ سلوک و صحبت کو پسند کرتے تھے اور عزلت نشینی اور فقر و دلق پوشی کو اپنے لئے مناسب نہ سمجھتے تھے۔ متقدمین میں آپ کو بڑا درجہ حاصل تھا۔ سب کو اعتراف ہے کہ آپ علماء و مشائخ میں قائد کی حیثیت رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ عزلت ناپسندیدہ شے ہے اور درویشوں اور مریدوں کے ساتھ صحبت رکھنا اور اٹھنا بیٹھنا فرض عین ہے جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں کہ حضرت جنید کے وقت سے صوفیاء کا اصول بڑی حد تک بدل گیا تھا جہاں پہلے صوفیاء اور اولیاء تنہائی اور عزلت کی زندگی کو فوقیت دیتے تھے، خلق خدا سے دور رہتے تھے ایک گوشہ عزلت میں بیٹھ کر زندگی بسر کر دیتے تھے اور فقیرانہ سج دھج اور مدہوشانہ وضع رکھتے تھے وہاں اب تصوف نے سلوک اور رشد و ہدایت کی صورت اختیار کر لی تھی اور اب صوفیاء عالمانہ اور فقیرانہ تقدس کے ساتھ مسند ارشاد پر بیٹھتے تھے۔

آپ کے اندر ظرافت و فراست بھی تھی اور ایثار کا مادہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب بات کرتے تھے تو آپ کی دہن مبارک سے ایک نور نمایاں ہوتا رہتا تھا۔ جس سے گھر روشن ہو جاتا تھا۔ عبادت خانے میں بھی یہی صورت تھی۔ جب عبادت میں مصروف رہتے تو سر مبارک پر نور روشن رہا کرتا تھا۔

عبادات و مجاہدات میں بھی بہت انہماک تھا رات بھر نماز میں کھڑے رہتے

Marfat.com

تھے اور برابر روزے رکھتے تھے۔ بیس سال تک متواتر یہی حال رہا۔ جذبات کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ایک پتھر پر بیٹھ کر اللہ اللہ شروع کی تو تین رات دن اسی طرح اور اسی جگہ عالم مدہوشی میں بیٹھے رہے۔ نہ کچھ کھایا اور نہ پیا۔ کسی نے حضرت جنید سے جا کر کہا کہ یہ حالت ہے پوچھا نماز بھی پڑھ لیتے ہیں؟ فرمایا ہاں وقت آتا ہے تو پڑھ لیتے ہیں اور پھر وہی حالت طاری ہو جاتی ہے فرمایا تو انکا رتبہ نہیں جان سکتا۔ آپ اپنے کمالات و عرفان کے باعث "قمر الصوفیاء" اور شفقت علی الحق اور ایثار کی بناء پر "امیر القلوب" مشہور ہو گئے تھے درد و عشق کا پیکر تھے اور صدیقین میں شمار کئے جاتے تھے۔

بیدینی و کفر کا الزام و مخالفت حضرت جنید ابو حمزہ رقام، شبلیؒ اور آپ سب ایک صحبت میں جمع ہوا کرتے تھے اور محبت و عرفان کی نورانی گفتگوئیں اور ذکر و شغل رہا کرتے تھے۔ سب کے سب کامل اور خاصان خدا تھے۔ اس وقت بغداد شریف میں خلیل ایک مقتدر امیر تھا اور اس کی بڑی جماعت تھی غالباً معتزلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے خلیفہ وقت سے شکایت کی کہ امیر المومنین آپ کو کچھ علم بھی ہے کہ خاص دار السلطنت میں بے دینوں اور زندیقوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جس نے ایک شور مچار کھا ہے۔ گاتا ہے ناچتا ہے اچھلتا ہے کودتا ہے اور اپنے گیتوں اور گانوں میں کفر آمیز اشارات و کنایات سے کام لیتا ہے۔ آپ اسے فوراً قتل کر کے اس مذہب زندقہ کا خاتمہ کر دیجئے۔ آخر میں یہاں تک کہہ دیا کہ اگر امیر المومنین انھیں قتل کر ڈالیں تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے گا۔

خلیفہ نے ان کے کہنے سے بلا تحقیق و جستجو اس جماعت کے قتل کا حکم صادر کر دیا اور پوری مقدس جماعت گرفتار ہو کر مقتل میں پہنچا دی گئی۔ جہاں جلاد برہنہ شمشیر لئے ہوئے ان کے سر اڑانے کیلئے تیار کھڑا تھا۔ جلاد سب سے پہلے حضرت رقام کا سر اڑانے کے لئے بڑھا کہ آپ فوراً کود کر ان کی جگہ آگئے اور ہنسی خوشی بولے کہ پہلے میرا سر تن سے جدا کرو۔ کہنے لگے کہ کیا موت بھی ایسی چیز ہے۔ جس کے قبول کرنے کیلئے تو عجلت و سرعت سے کام لے رہا ہے۔ ابھی تیرے قتل کی باری کہاں ہے۔

فرمایا:۔ گو میں جانتا ہوں کہ میرے نزدیک دنیا کا ایک سانس آخرت کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ سرائے خدمت ہے اور وہ سرائے قرابت ہے اور

Marfat.com

قرابت خدمت ہی کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ تاہم میرا طریق ایثار ہے۔ میں چاہتا یہی ہوں کہ میں اپنے یاران طریقت کے مقابلہ میں ایثار سے کام لوں اور پہلے خود جان دے دوں۔

حکم قتل اور خلیفہ کا عجز و تحیر

خلیفہ آپ کے صدق و ایثار پر متعجب ہوا اور حکم دیا کہ ان کا معاملہ قاضی کے سپرد کیا جائے قاضی نے صاف کہہ دیا کہ جب تک کوئی جرم ان پر عائد نہ ہو بروئے شریعت انھیں قتل نہ کیا جائے قاضی کو یہ علم تھا کہ حضرت جنید اور حضرت نوری علم میں کامل ہیں۔ اس لئے ان سے تو کوئی سوال نہ کیا۔ مگر حضرت شبلیؒ کو دیوانہ سمجھ کر پوچھا کہ بیس دینار کسی کے پاس ہوں تو اسے کتنے دینار بطور زکوۃ نکالنے چاہئیں؟ قاضی کا خیال تھا کہ یہ فقہی مسئلہ کا جواب نہ دے سکیں گے اور دیں گے بھی تو اینڈا بینڈا اس طرح حجت قائم ہو جائے گی اور ان کے قتل کا حکم صادر کر دیا جائے گا۔ مگر اس کم نگاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ دیوانہ عشق ربانی ہیں۔ آپ نے برجستہ جواب دیا کہ ساڑھے بیس دینار زکوۃ دینی چاہئے قاضی نے جواب سن کر کہا کہ یہ کیونکر؟ جواب کی کوئی توجیہہ و سند پیش کیجئے۔

حضرت شبلیؒ نے فرمایا کیا تجھے علم نہیں کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور انہوں نے سب کے سب دیدیئے تھے۔ قاضی نے پھر پوچھا کہ اچھا یہ نصف دینار کیسا ہے؟ فرمایا یہ اس کا جرمانہ ہے کہ اس نے بیس دینار جمع ہی کیوں ہونے دیئے۔ پھر فرمایا تو نے سب کچھ پوچھا مگر یہ نہ پوچھا کہ اللہ کے مرد کیسے ہوتے ہیں؟ سن اور مجھ ہی سے سن کہ اللہ تعالےٰ کے مرد ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا کا قیام انہی کی ذات پر ہوتا ہے۔ یہ اسی کے حکم سے کھاتے پیتے سوتے جاگتے اور حرکت کرتے ہیں اور انہیں جس چیز کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اسی سے طلب کرتے ہیں۔

قاضی سمجھا کچھ اور تھا اور دیکھا کچھ اور حیرت زدہ رہ گیا اس نے خلیفہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ "اگر یہ لوگ بے دین اور زندیق ہیں تو پھر دنیا میں کوئی ایک بھی موحد اور دیندار نہ نکلے گا۔" خلیفہ نے بھی سب سے معافی چاہی اور انہیں نہایت عزت و تکریم سے ملا۔ حضرت جنید نے فرمایا بس اب آپ ہم سب کو بالکل بھلا دیں کہ ہمیں آپ کے اعزاز کی ضرورت نہیں خلیفہ یہ سن کر رونے لگا اور ان سب بزرگوں کو بڑی عزت و ادب کے ساتھ رخصت کیا۔

Marfat.com

اشارات و کرامات

ایک روز آپ آ کر حضرت جنید کے سامنے فرش خاک پر دراز ہو گئے اور فرمایا تیس سال سے میں عجیب خلجان میں مبتلا ہوں۔ وہ مجوب ہو جاتا ہے میں بہت عجز و زاری سے کام لیتا ہوں۔ لیکن جواب ملتا ہے کہ یا تو رہے گا یا میں رہوں گا۔ حضرت جنید نے فرمایا یہ ہے محبت اور یہ ہے نماز۔ بہتر ہے کہ آپ خود کو معدوم ہی کر دیں اور اس کو رہنے دیں۔

ایک دفعہ دیکھا کہ ایک شخص نماز میں اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ فرمایا اللہ کی ڈاڑھی سے نہ کھیل۔ لوگوں نے خلیفہ سے جا لگایا کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ایسا کہا ہے۔ سوچئے تو بندہ کس کی ملکیت ہے اور جب وہ خود اس کی ملکیت ہوا تو ڈاڑھی کا مالک کون ہوا۔

ایک روز آپ غسل فرما رہے تھے کہ چور آپ کے کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے کپڑے لا کر دیدیئے کہ اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو چکے تھے۔ آپ نے اسی وقت دعا کی کہ بار الٰہا! جب اس نے میرے کپڑے لا کر دیدیئے تو اب اس کے ہاتھ بھی تو اسے واپس دے دیجئے۔

بغداد شریف کے بازار میں آگ لگ گئی۔ صاحب جمال غلام شعلوں میں گھر گئے۔ آپ بسم اللہ کہہ کر گھس گئے اور انھیں نکال لائے۔ مالک نے آپ کو دو ہزار اشرفیاں دینی چاہیں۔ فرمایا اٹھا لے اپنے دینار کو اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ مرتبہ نہ لینے ہی سے عطا کیا ہے۔ آپ نے ایک جنگل میں دیکھا کہ ایک غریب شخص اپنا اسباب لئے حیران و پریشان کھڑا ہے اور برابر اس کا گدھا مرا پڑا ہے۔ آپ کو رحم جو آیا تو آپ نے ایک ٹھوکر مار کر کہا کہ اٹھ بیٹھ اب کب تک پڑا سوتا رہے گا۔ چنانچہ گدھا زندہ ہو گیا اور وہ شخص دعائیں دیتا چلا گیا۔

تعلیمات و وصال

فرمایا صوفی وہ ہے جو نہ تو خود کسی کی قید میں ہو۔ نہ کوئی اس کی قید میں ہو۔ فرمایا تصوف نہ رسوم میں ہے اور نہ علوم میں وہ تو سراسر اخلاق ہی اخلاق ہے۔

فرمایا اللہ کی دوستی دنیا کی دشمنی کا نام ہے۔ فرمایا مرید اللہ تعالےٰ کے ذکر کے مقابلہ میں اٹھارہ ہزار عالم کو بھی قبول نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ :۔

Marfat.com

دنیا کا ایک لمحہ عقبٰے کے ہزار سالہ لمحوں سے بہتر ہے کہ اس لمحہ میں خدا کی اطاعت کی جائے۔

ایک روز آپ نے جنگل میں ایک نابینا شخص کو دیکھا کہ اللہ اللہ کر رہا ہے۔ فرمایا تو اللہ کو کیا جانتا ہے۔ اگر جانتا ہے تو ہتا کہ تو زندگی کیونکر بسر کرتا ہے؟ یہ کہتے ہی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور جب ہوش آیا تو نعرے مارتے ہوئے جنگل میں گھسے چلے گئے۔ جنگل کانٹوں سے لبریز تھا۔ جنہوں نے آپ کے جسم مبارک کو خونا خون کر دیا۔ جو قطرہ زمین پر گرتا وہ کلمہ شریف کا نقش بن جاتا۔ کچھ دن بعد گھر آئے تو وقت قریب آچکا تھا۔ حضرت ابو نصر نے کہا کلمہ پڑھو۔ فرمایا وہیں تو جا رہا ہوں۔ یہ کہا اور جان بحق ہو گئے۔ حضرت جنید بغدادی بہت افسوس فرمایا کرتے تھے کہ جب سے حضرت نوریؒ نے وصال فرمایا۔ کسی سے کوئی صدق کی بات نہ سنی کہ وہی صدیق زمانہ تھے۔

Marfat.com

سرشارِ عشقِ الٰہی، مخمورِ محبت، حضرت

ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

امارت واقتدار اور توبہ حضرت ابوبکر شبلیؒ بہت بڑے جلیل القدر ولی اور شیخ عالم و بزرگ گزرے ہیں۔ عشق الٰہی کے غلبہ سے زندگی بھر گریباں چاک اور جگر بریاں رہے اور مدتوں میدان دیوانگی کی خاک چھانی تصوف میں شیوخت وامامت کادرجہ رکھتے ہیں۔ تمام اہل طریقت آپ کی عظمت اور بلندی مرتبت کے معترف ہیں۔ بغداد ہی کی خاک پاک سے آپ کا خمیر اٹھایا گیا۔ جوان ہوئے تو گھر میں اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتیں موجود تھیں۔ نہاوند کے رئیس اعظم اور بڑے مقتدر امیر تھے۔ ایک دفعہ کسی تقریب پر جہاں اور تمام امراء دربار خلافت میں مدعو کئے گئے تھے وہاں آپ بھی طلب ہوئے۔ خلیفہ کی بارگاہ سے تمام امراء کو علیٰ قدر مراتب خلعت تقسیم ہو رہے تھے۔ کہیں ایک امیر کو عین دربار ہی میں چھینک آگئی غریب اتنا زیادہ مہذب نہ تھا۔ اس نے خلعت ہی کے دامن سے اپنا منہ اور اپنی ناک صاف کی۔ لگانے اور بجھانے والے ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں۔ انہوں نے خلیفہ سے جالگائی کہ دیکھئے اپنی خلعت کی وقعت کہ آپ تو بطور اعزاز خلعت تقسیم کر رہے ہیں اور فلاں امیر نے اس سے ریزش صاف کرنے کا کام لیا۔

خلیفہ کو یہ سنتے ہی غصہ آگیا۔ اس نے نہ صرف خلعت چھین لینے کا حکم دیدیا بلکہ اسے امارت سے بھی معزول کر دیا۔

وقت آگیا تھا اس واقعہ نے آپ کے قلب پر بہت اثر کیا اور سوچنے لگے کہ جو شخص مخلوق کے دیئے ہوئے خلعت کی بے احترامی کرتا ہے اس کا حشر میرے سامنے یہ ہے خدا جانے آخرت میں اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے گا جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے

Marfat.com

بے پرواہی برتتا ہے اور خلعت ربانی کی بے ادبی کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی جگہ سے اٹھے خلیفہ کے پاس پہنچے اور فرمایا آخر آپ بھی مخلوق ہیں اور اپنی خلعت کی بے توقیری نہیں دیکھ سکتے حالانکہ اس کی حقیقی قدر و قیمت جو کچھ ہے وہ آپ پر اور مجھ پر دونوں پر ظاہر ہے۔ تو فرمایئے الہ العالمین کب گوارا کرے گا کہ کوئی اس کی خلعت سے لعب برتے۔ مجھے جو خلعت انسانیت دیا گیا ہے میں نہیں چاہتا کہ اس مخلوق کے عطا کردہ خلعت سے ناپاک کر دوں۔ یہ کہا اور دربار سے مردانہ وار اٹھ کر چلے آئے۔

اسی وقت حضرت نساج کی خدمت میں پہنچ کر توبہ کی۔ ہم انہی صفحات پر بار بار یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ بندوں میں سے جو بندہ بھی کوئی کام اللہ کے لئے کرتا ہے وہ اسی وقت محبوب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر کے کوئی زیاں میں نہیں رہتا۔ آپ نے بھی یہ جو کچھ کیا تھا محض اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے نتائج بھی فوری مرتب ہوئے۔ ادھر آپ نے توبہ کی۔ ادھر دروازے کھل گئے اور آپ پر ایک حالت طاری ہو گئی اور خود بخود حجابات اٹھنے لگے۔ حضرت خیرؒ نے جوہر اصل سمجھ کر آپ کو حضرت جنید کی بارگاہ رفیع میں بھیج دیا۔

حضرت جنید کی بارگاہ میں حاضری

کیفیت ہی اور تھی حالت ہی بدلی ہوئی تھی سامنے جاتے ہی بولے کہ نشان گوہر آشنائی آپ کے پاس ملا ہے یا تو آپ اسے مجھے ویسے ہی بخش دیجئے نہیں تو میرے ہاتھ فروخت کر دیجئے۔ حضرت جنیدؒ نے آپ کے چہرہ پر ایک نگاہ ڈال کر آپ کے دل کی گہرائیوں کا عمق دیکھا فرمایا شبلی کیا کہتے ہو یہی تو ابتدائے عشق ہے ذرا سوزش و التہاب تو پیدا ہونے دو اگر مفت دیدوں تو تمہیں اس کی کیا قدر ہو گی ضائع کر دو گے اور اگر فروخت کر دوں تو تم ہرگز کوئی قیمت اس کی ادا نہ کر سکو گے۔

بہتر یہ ہے کہ مردانہ وار میدان عمل میں اترا اور بحر معرفت میں صبر و انتظار کے ساتھ غوطے لگاؤ پھر ایک روز ضرور گوہر مقصود مل جائے گا عرض کی تو بتایئے میں کیا کروں؟ فرمایا ایک سال تک گیہوں کی بھوسی سر پر رکھ کر فروخت کر دل میں آگ لگ چکی تھی اور اب مقتدر امیر نہاوند بغداد کے بازاروں میں ٹوکری سر پر رکھے ہوئے بھوسی فروخت کر رہا تھا دوسرے سال حکم دیا کہ ابھی نہیں ایک سال اور صرف کرو اور بغداد کی گلیوں میں

Marfat.com

پہنچ کر بھیک مانگو اور کسی طرف ہرگز مشغول نہ ہو۔ سال بھر تک آپ شیخ کے حکم سے بغداد کے بازاروں اور گلیوں میں بھیک مانگتے رہے۔ مگر کسی ایک دن کسی ایک دروازہ سے بھی بھیک نہ ملی۔ حضرت نے فرمایا شبلی مدت تک امیری کی ہے اب تو تمہیں اپنی حیثیت کا کچھ اندازہ ہوا کہ کوئی بھیک تمہیں نہیں دیتا اور مخلوق میں تمہاری قدر و قیمت کیا ہے دیکھو اب مخلوق سے دل نہ لگانا اور انہیں کسی شے پر بھی فوقیت نہ دینا۔ پھر فرمایا۔ نہاوند کی امیری اور فرمانروائی کر چکے ہو جاؤ اب شہر والوں سے معافی مانگو چنانچہ آپ نہاوند کے ایک ایک دروازہ پر پہنچے اور ایک شخص کے سوا جو گھر پر موجود نہ تھا آپ نے سب سے معافی مانگی۔

غرض آپ نے ایک سال تک بھوسی فروخت کی دو سال تک دریوزہ گری کی اور چوتھا سال معافی مانگنے میں گزار دیا واپس جو آئے تو بہت امید تھی مگر حکم ہوا کہ ابھی تک دماغ میں بوئے حکومت اور جاہ طلبی باقی ہے۔ ایک سال دریوزہ گری کرو۔ اس مرتبہ جو کچھ بھی ملتا ہے آپ شیخ کے سامنے رکھ دیتے اور وہ اسے خیرات کر دیتے۔

آخر پانچ سال گذر جانے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب تم ہماری صحبت کے قابل ہوئے ہو اچھا بتاؤ اب تمہارے نزدیک تمہاری حیثیت کیا ہے؟ عرض کی خود کو دنیا بھر سے کمتر سمجھتا ہوں۔ فرمایا ہاں اب تمہارا ایمان ٹھیک ہوا ہے۔ اسی وقت نگاہ ڈالی دولت عرفان سے مالا مال کر دیا۔

دیوانگی عشق کے مظاہر آپ علوم شریعت میں بھی کمال رکھتے تھے اور فقہ و حدیث میں تبحر رکھتے تھے کہ سالہا سال مدارس میں باضابطہ تعلیم حاصل کی تھی لیکن میدان طریقت میں اتر کر کسی بات کا ہوش نہ رہا عشق الٰہی کا غلبہ جو ہوا تو سب کچھ بھول گئے دیوانگی طاری ہو گئی ہر وقت مدہوش رہنے لگے اور لوگوں نے آپ کو دیوانہ اور پاگل سمجھ لیا۔

پہلے تو یہ حالت تھی کہ بچوں کو جمع کر لیتے اور فرماتے جو "اللہ" کہے گا اسے شکر کھلاؤں گا۔ کچھ عرصہ گذرا تو فرمایا جو اللہ کہے گا اسے دینار و درہم دوں گا۔ اس کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ آپ جوش کے عالم میں شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے پھرنے لگے فرماتے جو بھی میرے سامنے اللہ کا نام لے گا اس کا سر فوراً تلوار سے اڑا دوں گا معتقدین نے پوچھا کہ حضرت یہ انتہائی تغیر کیسا ہے؟ فرمایا کہ پہلے تو میں سمجھتا تھا کہ لوگ معرفت و حقیقت سے اللہ کا نام

Marfat.com

لیتے ہیں لیکن اب معلوم ہوا کہ میرا خیال غلط تھا لوگ محض غفلت اور عادت سے ایسا کرتے ہیں اور میں اسے ہرگز روا نہیں رکھ سکتا کہ کوئی اس کا نام غفلت سے لے۔

جس جگہ اللہ لکھا ہوا دیکھتے آپ اسے بوسہ دیتے چومتے اور ادب کرتے۔ ایک روز آپ نے غیبی ندا سنی کہ شبلی کب تک اس رسمی گورکھ دھندے میں مبتلا رہو گے؟ اگر سچا طالب ہے تو مسمی کو تلاش کر یہ آواز جو سنی تو گویا دماغ میں ایک برق کوندگئی دیوانگی اور بڑھ گئی شعلے بھڑک اٹھے اور عشق اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

اب تو آپ سچ مچ دیوانے تھے درد و شوق نے غلبہ کیا تو آپ نے خود کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا۔ مگر ایک لہر نے پیدا ہو کر آپ کو کنارہ پر پھینک دیا۔ اس کے بعد آپ نے بے قراری عشق میں خود کو آگ میں ڈال دیا۔ مگر آگ کی کیا مجال تھی جو خالق اکبر کے عاشق کو جلا سکتی سرد ہو گئی۔ درندوں کے سامنے گئے نہ پھاڑا پہاڑ پر سے خود کو گرایا کوئی گزند نہ پہنچا ہر بار جوش جنون میں خود کو ہلاک کرنے کی نئی نئی تدابیر کرتے مگر محفوظ رہتے آخر ناکامی میں ایک روز بہت روئے اور عرض کی وَيْلٌ لِمَنْ لَا يَقْتُلُهُ الماء وَالنَّارُ وَالسباعُ وَالْجِبَالُ افسوس ہے اس شخص کی محرومی و نامرادی پر جسے پانی، آگ، درندے اور پہاڑ کوئی چیز بھی ہلاک کرنے اور مار ڈالنے پر تیار نہیں ہوتی اسی وقت ہاتف غیبی کی صدا سنی من کان مقتول الحق لا یقتله غیرہ جو شخص خود مقتول الحق ہو اور اللہ کی محبت میں قتل ہو چکا ہو اسے کسی شئے کی مجال ہے جو قتل کر سکے وہ غیروں کے ہاتھ ہرگز ہلاک نہ ہو گا، بس یہ نوا سن کر آگ بھڑک اٹھی اور ہوش و حواس بالکل ہی غائب ہو گئے۔

پاگل خانے میں قیام

لوگ آپ کی فریاد و فغاں اور چیخ و پکار سے تنگ آ گئے۔ خوف کھانے لگے۔ ڈرنے لگے۔ مجبوراً آپ کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ لیکن دیوانے کس کے تھے جو باندھے جا سکتے بلا مبالغہ کوئی دس بار زنجیروں میں جکڑا گیا مگر آپ نے ایک ایک جھٹکے میں موٹی موٹی آہنی زنجیروں کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ کسی صورت قرار ہی نہ آتا تھا۔ مجبور ہو کر آپ کو پاگل خانے بھیج دیا گیا۔ جب آپ کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے پاگل خانے پہنچایا جا رہا تھا۔ تو لوگ راستے میں کہتے تھے کہ "دیوانہ ہے دیوانہ" آپ اس کے جواب میں فرماتے جاتے تھے کہ "میں ہرگز دیوانہ نہیں دیوانے تم ہو۔" کبھی فرماتے تمہارے نزدیک میں ضرور دیوانہ ہوں۔ مگر میرے نزدیک دیوانے تم ہو۔ اللہ

Marfat.com

میری اس دیوانگی کو زیادہ کرے۔

لوگ پاگل خانے میں آپ کو دیکھنے کیلئے گئے آپ ایک کمرے میں بند تھے۔ آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ عرض کی آپ کے دوست ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ میرا دوست ہے۔ تم کہاں سے دوست ہو گئے ٹھہرو میں تمہیں اس جھوٹ کا مزا چکھاتا ہوں یہ کہہ کر آپ نے مارنے کیلئے پتھر اٹھایا۔ سب خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلے۔ کہنے لگے دیکھو تو جھوٹے کہیں کے آئے میری دوستی کا دعویٰ کرنے واقعی آپ کی دیوانگی دیوانوں جیسی دیوانگی نہ تھی کسی کو گزند نہ پہنچاتے تھے اسے دیوانگی کہہ لو یا کچھ اور کہ آپ عشق ربانی میں مدہوش بنے ہوئے تھے اور ہمہ وقت فریادو فغاں میں مصروف رہتے تھے۔ قرار ہی نہ آتا تھا ورنہ جو کچھ اس حالت میں بھی کہتے تھے۔ وہ بھی سچ کہتے تھے۔ آپ کی زبان سے جو فقرے اور جملے نکلتے تھے وہ با معنی ہوتے تھے۔ مگر لوگوں کو کفر معلوم ہوتے تھے۔

اس لئے آپ نے جاہلوں ظالموں اور نااہلوں کے ہاتھوں مصائب بھی اٹھائے۔ آپ کی بعض باتیں ایک حد تک حضرت منصور حلاج سے ملتی جلتی تھیں اس لئے لوگ بھڑک اٹھتے تھے انتہا یہ ہے کہ بارہا آپ کے قتل کے ارادے کئے گئے۔ خلیفہ سے شکایات کی گئیں دربار سے قتل کے احکام بھی صادر ہو گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام اعداء سے محفوظ رکھا اور کبھی زخم نہ پہنچنے دیا۔ ایک قاضی نے آپ کو دیوانہ سمجھ کر آپ کے قتل کے لئے حجت پیدا کرنے کی غرض سے یہ فقہی مسئلہ پوچھا تھا کہ کسی کے پاس بیس دینار ہوں تو اسے کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے اور جس کا آپ نے برجستگی کے ساتھ یہ جواب دیا تھا کہ ساڑھے بیس دینار اور اس کی دلیل و حجت پوچھنے پر کہہ دیا تھا کہ آخر حضرت صدیق اکبر نے چالیس ہزار دیناروں میں سے اپنے لئے کیا رکھ لیا تھا۔ رہا نصف درہم وہ اس کا جرمانہ ہے کہ اس نے اتنے دینار جمع کر کے ہی کیوں رکھے آخر زبردست عالم تھے قاضی بھی چپ ہو گیا۔

اشارات وجوش

ایک مرتبہ آپ ہاتھ میں آگ لئے ہوئے تیزی کے ساتھ چلے جا رہے تھے لوگوں نے پوچھا شیخ کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا جاتا کہاں ہوں کعبہ کو آگ لگانے جا رہا ہوں تاکہ لوگ مکان چھوڑ کر مکین کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسرے روز دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں لکڑی ہے جو دونوں طرف سے جل رہی ہے پھر پوچھا شیخ آج کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا آج بہشت اور دوزخ دونوں کو خاکستر بنانے کے لئے جا رہا ہوں کہ

Marfat.com

لوگ یا تو بہشت کیلئے اس کی عبادت کرتے ہیں یا دوزخ سے بچنے کیلئے اسے پوجتے ہیں۔ اس کے لئے اسے کوئی نہیں پوجتا۔ حالانکہ وہ خود بڑی دلربا ذات ہے۔

ایک دفعہ لوگوں نے دیکھا کہ آپ درخت پر چڑھے ہوئے رقص اور "ہو ہو" کر رہے ہیں مریدوں نے پوچھا حضرت یہ کیا حالت ہے اور یہ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا آنکھیں بھی ہیں دیکھتے نہیں کہ اسی درخت پر وہ قمری بیٹھی ہوئی "کو کو" کرتی ہے۔ میں اس کے ساتھ "ہو ہو" کرتا ہوں۔ جب تک وہ قمری بیٹھی ہوئی "کو کو" کرتی رہی آپ برابر ہو ہو کرتے رہے۔

جب آپ نے مجاہدات شروع کئے تو عادت تھی کہ آپ اپنی آنکھوں میں نمک بھر لیا کرتے تھے تاکہ آپ تمام رات جاگتے رہیں اور نیند نہ آئے۔ جس سے آپ کی آنکھیں بہت سرخ اور خوفناک معلوم ہوتی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ جو شخص سوتا ہے وہ غافل ہوتا ہے اور جو غافل ہوتا ہے اس کے سامنے حجابات آجاتے ہیں۔

وعظ و تقاریر:

جب آپ کی حالت محکم واستوار ہو گئی تو آپ کو حضرت جنیدؒ نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے وعظ و تقریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت جنیدؒ کو جو معلوم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے جو راز ایک مدت تک تہ خانوں میں پوشیدہ و مخفی رکھا تم اسے برسر منبر کھڑے ہو کر عام لوگوں پر ظاہر کر رہے ہو۔ آپ نے جواب دیا یا شیخ! سوچئے تو لوگوں میں سمجھنے والے کتنے ہیں۔ جن امور کے متعلق آپ کو اعتراض ہے ان کی یہ حالت ہے کہ میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں۔ میرے سوا اور کون ان کا سننے والا ہے۔ میں جو کہتا ہوں وہ باتیں حق کو پہنچتی ہیں۔ حق حق کو سنتا ہے۔ شبلیؒ تو درمیان میں کوئی حقیقت و حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ حضرت نے فرمایا یہ بات ہے تو تمہارے لئے جائز ہے جو جی چاہے کہو۔ پھر تو یہ حالت تھی کہ آپ کی مجلس وعظ میں تل رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ ہزارہا مخلوق آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہوئی اور فیض پاتی۔ گو کاملین وقت کامل ہو کر علوم ظاہری کے محتاج نہیں رہتے۔ ان پر تمام اسرار علوم واضح کر دیئے جاتے ہیں تاہم آپ عالم و فقیہ بھی تھے اور جب وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو آیات واحادیث کی وہ تفسیر کرتے اور وہ اسرار بیان فرماتے تھے کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے تھے۔ جس مسئلہ پر بولتے اس کے تمام پہلو روشن کر دیتے آپ کا قلب تجلی گاہ انوار اور آتش کدہ عشق تھا۔ اس لئے ہر لفظ اور ہر فقرہ جو زبان سے نکلتا تھا، درد واثر میں ڈوب

Marfat.com

کر نکلتا تھا۔ لوگوں پر ایک محویت طاری رہتی تھی۔ دور دراز سے لوگ آپ کا وعظ سننے کیلئے تشریف لاتے تھے۔ اکثر ایسا ہوا کہ لوگ آپ کا پر اثر وعظ سن کر جان بحق اور بیہوش ہو گئے اور یہ تو کبھی بھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ کی مجلس میں لوگوں پر رقت طاری نہ ہوئی ہو اور کوئی دوسری طرف متوجہ ہو سکا ہو۔

آپ ایک مدت کیا آخری وقت تک وعظ و پند کا سلسلہ جاری کیے رہے۔ بیشمار مخلوق خدا کو آپ نے فیض پہنچایا۔ لاکھوں قلوب میں دینداری کا جوش پیدا کر دیا۔ ہزارہا فاسقوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

آپ کے وعظ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہر مذہب و ملت والے لوگ آپ کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ جتنے غیر مسلموں نے آپ کے مواعظ سن کر اسلام قبول کیا ان کا شمار اب تک نہ ہو سکا ہر درجہ اور ہر رتبہ کے لوگ آپ کے وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ آپ کی خانقاہ ایک روحانی یونیورسٹی تھی جس سے ہزاروں افراد کامل ہو کر نکلے بکثرت مرید تھے اور سب آپ کا انتہائی ادب کرتے تھے۔

نکات و تعلیمات

آپ سے کسی نے پوچھا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا۔ صوفی وہ ہے جو تمام جہان کو اپنی عیال سمجھے اور سب سے بہ شفقت و مرافقت پیش آئے۔

فرمایا "شریعت یہ ہے کہ تو اس کی پرستش کرے۔ طریقت یہ ہے کہ تو اس کی طلب کرے اور حقیقت یہ ہے کہ تو اسے دیکھے۔

فرمایا فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی شے کے ساتھ مشغول نہ ہوتا ہو۔ فرمایا شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے بلکہ نعمت والے کو دیکھے۔ فرمایا جو شخص محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور محبوب کے سوا اور طرف مشغول ہوتا ہے وہ حبیب کا نہیں بلکہ کسی اور شے کا طلب گار ہوتا ہے اور وہ گویا اپنے محبوب کا مذاق خود اڑاتا ہے فرمایا محبت یہ ہے کہ دوست پر ہر چیز کو نثار کر دے۔

فرمایا ہیبت گداز کرنے والی ہے۔ محبت جانوں میں گدازگی پیدا کرتی ہے اور شوق نفس کو گداز کرتا ہے۔ فرمایا عارف وہ ہے جو کبھی تو ایک مچھر کی بھی تاب نہ لا سکے اور کبھی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اپنے نوک پلک سے اٹھا کر پھینک دے۔ فرمایا بندے کا کوئی دعویٰ نہیں ہوتا اور ڈرنے والے کو قرار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

وصال کے وقت ایک شخص نے آپ کو کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کی۔ فرمایا لطف دیکھئے کہ وہ زندہ کو تلقین کرنے آیا ہے۔

فرمایا علم در حقیقت ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی حقیقت سمجھ لے۔

وصال کے وقت وصال

وقت رحلت قریب آیا تو آپ بہت بیقرار تھے لوگوں کے سوال پر فرمایا کیا بتاؤں مجھے تو اس وقت ابلیس لعین پر رشک آرہا ہے اور غیرت کی آگ میں جل رہا ہوں یعنی میں لعنت بھی ابلیس کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا میں چاہتا تھا کہ یہ حصہ بھی مجھے ہی ملتا۔ اگرچہ لعنت ہے مگر ہے تو دوست ہی کی طرف سے۔ ابلیس دوست کی کوئی چیز لینے کا اہل کیونکر ہو سکتا ہے یہ ہے غیرت عشق کی انتہا۔

آپ کے وصال سے پیشتر ہی آپ کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تھی۔ لوگوں کی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھنے کیلیئے جو آئی تو گو انہوں نے منہ سے کچھ نہ کہا تھا مگر آپ قیافہ سے سمجھ گئے اور اسی وقت بستر سے سر اٹھا کر فرمایا کہ۔

"یہ تماشا بھی دیدنی ہے کہ مردوں کی جماعت زندہ پر نماز پڑھنے آرہی ہے۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ زندہ وہی ہے جس کا دل زندہ ہے۔ اس اعتبار سے اولیاء عظام ہی زندہ سمجھے جا سکتے ہیں۔ ورنہ عام انسان گو بظاہر زندہ اور متحرک دیکھے جا سکتے ہیں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ مگر وہ اصلاً زندہ نہیں مردہ ہیں۔ اولیائے کرام مرنے پر بھی نہیں مرتے اور عوام بظاہر زندہ ہونے پر بھی مردہ ہیں۔

کچھ دیر گذری تھی کہ لوگوں نے پوچھا حضور کیا حالت ہے؟ فرمایا محبوب سے مل گیا ہوں یہ کہا اور واصل بحق ہو گئے لوگوں نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ آپ پر کیا گزری؟ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے کہا کہ میں اس کا بندہ ہوں جس نے تمہیں اور تمام فرشتوں کو میرے باپ آدم کے سامنے سجدہ کرنے کیلیئے کہا تھا۔ میں اس وقت پشت آدم میں موجود تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ بولے اس نے تو تمام بنی نوع انسان کی طرف سے جواب دے دیا۔ ایک اور بزرگ سے خواب میں فرمایا کہ اس نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھے بخش دیا۔ آپ نے پورے ستر برس کی عمر پائی۔ ۳۳۴ھ میں بتاریخ ۲۷ر ذی الحجہ وصال فرمایا۔ مالکی مذہب کے پیرو تھے۔ علوم طریقت میں وحید عصر و یگانہ روزگار تھے بڑے بڑے مشائخین سے استفادہ کیا اور بڑے بڑے مشائخین کو تعلیم دی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔

Marfat.com

کشتۂ عشق، مخمور مئے عرفان

حضرت منصور حلاج

غلط فہمیوں کا ہجوم حضرت حسین منصور حلاج صاحب تصوف اور بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں آپ کی ذات گرامی اور عظمت و منزلت کے متعلق سیرت نگاروں عالموں اور مؤرخوں میں گونہ اختلاف رہا ہے بعض نے آپ کو کافر کہا بعض نے ملحد و زندیق بتایا اور بعض نے جادوگر کہا۔ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر شیخ ابو القاسم گورگانی امام ابو یوسف ہمدانی اور شیخ ابو علی نے آپ کے معاملہ میں سکوت اختیار کیا اور کہا کہ آپ کی ذات ایک پیکر راز و اسرار تھی حضرت ابو القاسم قشیری جیسے بعض لوگ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر آپ کامل و مقبول تھے تو خلقت کے رد کرنے سے ہرگز مردود نہ ہو سکیں گے اور اگر واقعی مردود تھے تو مقبول خالق نہ ہوں گے اسی طرح مختلف جماعتیں ہیں۔ کوئی جادوگر کوئی ملحد اور کوئی کافر کہتی ہے یہ کوئی جدید امر بھی نہیں عشاق کی سج دھج ہمیشہ یہی رہی ہے۔ کوئی انھیں آوارہ بتا رہا ہے کوئی فریب کار اور کوئی صادق۔ جب مجاز میں یہ حالت ہوتی ہے اور اچھا برا کہنے والے دونوں ہوتے ہیں اور کچھ دوست ہیں اور کچھ دشمن تو حقیقت والوں کی ہی نگاہیں حقیقت تک پہنچتی ہیں بیشک آپ نے انا الحق کہا۔ لیکن قرآن کو پڑھئے جب حضرت موسیٰ آگ لینے گئے تو کیا ایک درخت سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ کی صدا نہ سنی گئی تھی اور کیا کوئی سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے کہ وہ صدا درخت کی صدا تھی حالانکہ درخت سے ہی پیدا ہو رہی تھی۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو غریب منصور پر کیا الزام تھا۔ اگر اس کے حلق سے انا الحق کی آواز پیدا ہو گئی اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جائے تو وہاں درمیان میں درخت تھا اور یہاں درمیان میں منصور تھا بولنے والا وہ ہی رہا تھا بڑا مغالطہ یہ بھی ہے کہ اسی نام کے بغداد میں

Marfat.com

دو شخص ہو چکے ہیں ایک وہ جنھوں نے سولی پر جان دی اور دوسرے وہ جو ابو سعید قرمطی کا رفیق اور محمد زکریا کا استاد تھا۔ موخر الذکر واقعی ملحد جادوگر تھا اور اس نے شہر واسط میں پرورش پائی تھی۔ مگر ہمارے منصور عالم ربانی تھے جن کی عظمت و تقدیس کا اعتراف کرنے والے حضرت ابن عطاء عبداللہ حنیف اور ابو بکر شبلی جیسے بزرگ ہیں حضرت ابو بکر شبلی سے بڑھ کر اور مستند شہادت کس کی ہو سکتی ہے جنھوں نے صاف و صریح الفاظ میں فرمایا ہے کہ منصور حلاج اور مجھ میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مجھے تو نجات مل گئی اور مجھے دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا مگر ان کی عقل و فرزانگی ان کی موت کا باعث بن گئی۔ حضرت عبداللہ حنیف نے بھی صاف طور پر فرمادیا ہے کہ آپ علمائے ربانی میں سے تھے۔

علم و فضل اور زہد و عبادت آپ بڑے صاحب کرامات و ریاضت بزرگ شوریدگی عشق الٰہی میں جان تک گنوا بیٹھے۔ سوز و گداز اور شوق و ساز میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے مفارقت و ہجر نے انگاروں پر لٹا رکھا تھا۔ بہت بڑے عارف اور یگانہ عہد ولی اللہ تھے علوم باطنی میں تو کمال حاصل تھا ہی علوم ظاہری میں بھی ثانی نہ رکھتے تھے۔ بڑے ادیب اور نہایت فصیح مقرر و واعظ تھے نہایت عقیل و فرزانہ تھے بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں جن سے آپ کی شان علم نمایاں ہے زندگی بھر شریعت کے پابند رہے برسوں مجاہدات و ریاضت کیں چار سو رکعات نماز تو روزانہ عمر بھر پڑھتے رہے اور جب قید ہوئے تو ہزار رکعت روزانہ ادا کرتے رہے انتہا یہ ہے کہ سولی پر بھی نماز ادا کی جب جذبہ عشق الٰہی نے غلبہ کیا تو آپ تستر چلے آئے اور پورے دو سال تک حضرت عبداللہ تستری جیسے بزرگ جلیل سے فیض باطنی حاصل کرتے رہے حالانکہ اس وقت آپ کی عمر کچھ زیادہ نہ تھی صرف اٹھارہ سال ہی کی عمر تھی۔ اس کے بعد ڈیڑھ سال تک حضرت عمر بن عثمان کی خدمت میں حاضر رہے حضرت ابو یعقوب الاقطع نے آپ کے ساتھ آپ کا تقدس دیکھ کر اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی۔ اس کے بعد آپ بغداد شریف میں حضرت جنید کے پاس چلے آئے اور ایک عرصہ تک ان سے علم ظاہری و باطنی تعلیم حاصل کرتے رہے اس کے بعد آپ مکہ شریف پہنچ گئے وہاں ایک عرصہ تک مکہ شریف کے مجاور رہے۔ واپس آئے تو آپ کے ہمراہ وہاں کی بھی ایک جماعت تھی۔

بغداد میں قیام کر کے حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پوچھا تو انھوں

Marfat.com

نے اس کا جواب دینے کی بجائے یہ فرمایا کہ وہ وقت دور نہیں کہ تم لکڑی کا سر اسرخ کرو گے اور سولی پر چڑھو گے۔

آپ بھی بلند مرتبہ حاصل کر چکے تھے۔ فرمایا ہاں اسی روز سرخ کروں گا جب آپ علمائے ظاہر کا لباس زیب تن کر کے باہر آئیں گے۔ دونوں بزرگوں کی پیش گوئیاں آگے چل کر حرف بہ حرف درست ہوئیں۔

مواعظ و تقاریر آپ کو حضرت جنید کا جواب دینا کچھ ناگوار گذرا تھا اور آپ ان سے استصواب کئے بغیر اپنی اہلیہ کو لے کر تستر روانہ ہو گئے تھے جہاں پھر آپ نے پورے ایک سال قیام فرمایا۔

تستر کے اس قیام میں آپ کی بہت شہرت ہو گئی اور لوگ آپ کی بے حد عزت کرنے لگے یہاں تک کے بعض بدباطنوں کو آپ کی ذات گرامی سے حسد پیدا ہو گیا۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کسی کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے اور بہت آزاد مزاج اور اپنے کام سے کام رکھنے والے مشغول بزرگ تھے حاسدوں نے آپ کے خلاف شدید پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ جس میں دوسرے شہروں کے لوگ بھی شامل تھے اور آپ کے خلاف نئی نئی باتیں مشہور کرنی اور پھیلانی شروع کر دیں۔ آپ ان حالات سے بہت دل تنگ ہوئے اور آپ نے لباس صوفیانہ اتار کر عالمانہ قبا زیب تن کر لی اور خلوت کی عبادت و ریاضت سے تعلق رکھا۔ بہ باطن تو آپ عبادت اور ذکر و شغل میں مصروف رہتے اور رات کی تنہائیوں میں اور فرصت کے اوقات میں نماز و عبادت میں منہمک ہو جاتے مگر بظاہر آپ دنیاداروں کی صحبتوں میں نشست و برخاست رکھنے لگے۔

آپ چونکہ بدرجہ کمال کو پہنچ چکے تھے اس لئے آپ کے لئے یہ صحبتیں کچھ زیاں و گزند کا باعث نہ ہوئیں اور نہ ہو سکتی تھیں۔ پھر اس سے طبیعت اکتائی تو پورے پانچ سال کے لئے آپ نگاہ عوام سے روپوش اور غائب ہو گئے کبھی کہیں چلے جاتے اور کبھی کہیں ماوراء النہر پہنچ گئے اور کبھی خراسان میں رہنا شروع کر دیا۔ غرض اس پنج سالہ مدت میں فارس سیستان بلخ بخارا اور کرمان وغیرہ پھرتے رہے اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے اس کے بعد آپ نے اہواز میں وعظ و تقریر شروع کر دی۔ تھے زبردست عالم فصیح و بلیغ مقرر۔ جلیل القدر ولی اس لئے پھر وہی بات پیدا کر لی اور ہر دل عزیز ہو گئے۔

Marfat.com

کچھ عرصہ بعد آپ نے بصرہ پہنچ کر پھر خرقہ پوشی اختیار کر لی اور صوفیوں جیسا لباس پہننے لگے اس دوران حج کے لئے بھی صوفیاء کی ایک جماعت کی معیت میں گئے اور بصرہ واپس آکر اہواز چلے گئے اس کے بعد آپ نے مختلف اور طویل سفر کئے ہندوستان، خراسان، ماوراء النہر، خورستان، فارس اور بغداد وغیرہ گھوم کر مکہ معظمہ پہنچ گئے اور پورے دو سال وہاں مجاوری کرتے رہے۔

"انا الحق" کے نعرے

اس مرتبہ مکہ شریف سے جو واپس آئے تو حالت ہی اور تھی جو آپ کہتے لوگ اسے نہ سمجھتے ایک جذب کی حالت طاری رہتی تھی اور خدا جانے اس عالم میں زبان سے کیا کیا نکلتا تھا جہاں پہنچتے وہیں لوگ مخالفت پر آمادہ ہو جاتے۔ چنانچہ آپ کم وبیش پچاس شہروں سے حکماً نکالے گئے بغداد میں انا الحق انا الحق کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ جس پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور علماء و صوفیاء کے فتوے طلب کئے گئے خود کو "خدا" بتانا اور "میں خدا ہوں" کے نعرے لگانا باطن والوں کے نزدیک کوئی حیثیت نہ رکھتا ہو خواہ وہ جنون و عشق ہی میں یہ نعرے لگا رہے اور ان کے پردے میں خود خدا ہی بول رہا ہوں مگر اہل شریعت تو اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ تصوف و عرفان کا یہ اصول ہے کہ رموز باطنی واشگاف کئے جائیں اور طریقت کے اصول کو شریعت پر تقدیم دی جائے یہ ایک بڑا فتنہ تھا عوام تو شریعت ہی کو سمجھتے ہیں اور شریعت ہی ہر امر اور ہر ترقی کی اساس و بنیاد ہے اور اسے تو تمام عوام و خواص اور علماء اور اولیاء کو مقدم ہی رکھنا پڑتا ہے اور کیوں نہ رکھیں کہ شریعت بھی تو اوامر و نواہی ربانی ہی کا نام ہے۔ جب ایک شخص اپنی تمام بزرگیوں اور عبادتوں اور کرامتوں کے باوجود خود کو "خدا" کہے گا تو ضرور عوام گمراہ ہونگے یہ اسرار سہی مگر اسرار والوں ہی کے لئے ہیں۔ عوام انھیں کیا سمجھیں۔

آپ کے نعروں سے ہر طرف ایک شور محشر بپا ہو گیا تمام علمائے ظاہر نے اسے کفر قرار دیکر قتل کا فتویٰ دیا۔ مگر چونکہ آپ صوفیانہ لباس میں تھے اور صوفیاء اور ان کے معتقدین کی بھی ایک عظیم الشان جماعت ملک میں موجود تھی جس کے بھڑک اٹھنے کا اندیشہ تھا اس لئے ضرورت تھی کہ صوفیاء کے دستخط محضر قتل پر لئے جائیں اس وقت بغداد شریف میں حضرت جنید امام تصوف تھے خلیفہ نے حکم دیا کہ فتوے پر ان کے دستخط بھی لئے جائیں۔ حضرت جنید سمجھتے تھے کہ منصورؒ بے قصور و مجبور ہیں۔ مگر یہ بھی جانتے تھے کہ

Marfat.com

شریعت باطن کو نہیں ظاہر کو دیکھتی ہے اور ظاہر میں ایسا کہنا فی الواقع بروئے شریعت کفر ہے اس لئے آپ صوفیانہ لباس اتار کر خانقاہ سے مدرسہ میں آئے علمائے ظاہر کا لباس زیب تن کیا اور محضر پر یہ لکھ دیا۔ ظاہری طور پر منصور واقعی واجب القتل ہے باطن کو خدا ہی جانتا ہے دستخط کرنے اور مذکورہ عبارت ثبت کرنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ آپ کے باطنی کمالات کے معترف تھے اور ان کی عظمت و شان کا احساس رکھتے تھے مگر شریعت سے مجبور تھے اور انہوں نے ظاہری حالت پر فتویٰ قتل لکھ دیا۔

قتل کا دردناک منظر

چونکہ آپ واقعی ولی کامل تھے اس لئے دوران قید میں بھی آپ سے کرامات ظہور پذیر ہوتی رہیں۔ مزید فتنہ کا باعث سمجھ کر حکام نے جلد سے جلد آپ کو قتل کر ڈالنے کا بندوبست کر لیا۔

قتل سے پیشتر آپ کو سزائے تازیانہ دی گئی تاکہ "انا الحق" کہنے سے باز رہیں اور عوام کو مبتلائے فتنہ نہ ہونے دیں۔ مگر آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ ہر ضرب تازیانہ پر "انا الحق" کا نعرہ لگاتے تھے اور اس نعرہ میں بلا کی کشش و فصاحت ہوتی تھی۔ جب یہ صورت پیدا ہوئی تو آپ کو سولی چڑھانے کے لئے ایک میدان میں لایا گیا ایک تماشا تھا۔ ایک شور تھا خلقت اس "تماشائے عشق" کے دیکھنے کیلئے امنڈی پڑی تھی۔ ایک طرف خود خلیفہ ارکان حکومت اور علماء اور صوفیاء کھڑے تھے اور دوسری طرف پولیس اور فوج کے جوان پرے جمائے انتظام پر مامور تھے۔

ایک لاکھ افراد سے زیادہ اس وقت میدان میں موجود تھے آپ چاروں طرف آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے اور "حق حق" "انا الحق" کے نعرے لگاتے ہوئے آئے۔ ہزاروں کو غصہ آرہا تھا ہزاروں گھبرا رہے تھے اور ہزاروں رو رہے تھے عجیب نظارہ تھا اور عجیب واقعہ آپ پولیس کی حراست میں سولی تک "انا الحق" "انا الحق" کے نعرے لگاتے ہوئے پہنچے سینوں کے اندر دل دہل رہے تھے۔ آپ پر ایک مستانہ کیف طاری تھا جس وقت سولی کے نیچے پہنچتے ہیں تو آپ نے پہلے تو باب الطاق کو بوسہ دیا اور پھر خود ہی سیڑھی پر چڑھ گئے۔ لوگوں نے اس وقت پوچھا کہ منصور کیا حال ہے؟ فرمایا "پوچھتے کیا ہو مردوں کی معراج سولی پر ہے۔" پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس وقت آپ نے کیا پایا۔ مگر جاننے والے جانتے ہی نہ تھے۔ دیکھ رہے تھے کہ انوار و تجلیات کی

Marfat.com

بارشیں ہو رہی ہیں۔ سولی ہی پر کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا "ہائے وہ کیا چیز تھی جو مجھ پر گذری اور گذر گئی اب کئی برس بعد اس کا بدلہ مجھ سے لے رہے ہیں۔ آپ نے جوان العمری میں ایک حسین عورت کو نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا۔ یہ اسی واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔

ہجوم خلق کو آخری نصائح سولی تک آنے اور سولی پانے کے دوران میں آپ کے بیٹے نے مریدوں معتقدوں نے اور دوسرے لوگوں نے آپ سے متعدد سوالات کئے اور آپ نے سب کے جوابات عرفانی رنگ میں دیئے آپ ذوق و شوق کے عالم میں جھومتے اور نعرے لگاتے خراماں خراماں سولی کی طرف حراست میں آ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ مرنے کو تو جا رہے ہو اور خوش ہو۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ اندوہ وماتم کے لمحے ؟

فرمایا خوب! ہم اپنے خیمہ کی طرف جا رہے ہیں۔ پھر ہم کیوں خوش نہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے باآواز بلند چند عاشقانہ اشعار پڑھے۔ آپ کے فرزند نے کہا۔ بابا جان مجھے تو کوئی نصیحت کر جائیے کہ آپ کے بعد میں دنیا میں تنہا ہوں گا۔ فرمایا نصیحت یہ ہے کہ علم حقیقت کے حصول کی سعی میں مصروف رہ کہ اس علم کا ایک ذرہ کائنات اور تمام جن وانس سے بہتر ہے پھر خادم نے آگے بڑھ کر کہا کہ کچھ میرے لئے بھی ارشاد کیجئے۔ فرمایا دیکھ اپنے نفس پر نگاہ رکھ اور اسے کسی شئے کے ساتھ بھی مشغول نہ رکھ۔

مریدوں نے پوچھا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ یہ سلوک رکھ رہے ہیں اور آپ کو سولی پر چڑھا رہے ہیں ان کے متعلق آپ کیا فرما رہے ہیں ؟ ارشاد ہوا ان کے لئے دوہرا ثواب ہے اور تمہارے لئے اکہرا۔ کیونکہ تمہیں تو میرے ساتھ صرف ایک حسن ظن و عقیدت رہی ہے مگر انہیں دیکھو کہ وہ صلابت شریعت اور حفظ توحید کے خیالات سے لرز رہے ہیں توحید اصل کی حیثیت رکھتی ہے اور حسن ظن تو محض ایک فرع ہے۔

اس کے بعد آپ نے سیڑھی سے نیچے کی طرف دیکھا اور خادم سے کہا دیکھ لے جو اوپر کی طرف دیکھتا ہے اسے میری طرح نیچے کی طرف بھی دیکھنا پڑتا ہے۔

پھر حضرت شبلی بڑھے اور پوچھا تصوف کیا ہے فرمایا تصوف کا سب سے نچلا درجہ یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ پوچھا بلند ترین درجہ کونسا ہے فرمایا تمہیں اس درجہ تک رسائی نہیں۔

جرم عشق کی سزا ہولناک سولی اتنے میں خلیفہ کے حکم سے سنگ باری شروع ہو

Marfat.com

گئی آپ پتھر کی ہر ضرب پر ہنستے تھے سب لوگ مار رہے تھے اس لئے حضرت شبلی نے بھی ایک چھوٹی سی کنکری اٹھا کر ماردی آپ چلا اٹھے اور ایک آہ کی۔ لوگوں نے کہا پتھروں پر ہنستے رہے کنکری پر چیخ اٹھے بولے پتھر مارنے والے مجھے نہیں جانتے وہ معذور ہیں مگر شبلی تو واقف ہیں اور یہ مجھے پہچانتے ہیں پھر دشمن کے پتھر سے دوست کا پھول سخت تر ہوتا ہے۔ پھر آپ کے دونوں ہاتھ تراش لئے گئے آپ ہنسے اور فرمایا ظاہری ہاتھوں کا کاٹ لینا تو بہت آسان ہے ہماری صفات کے ہاتھ کاٹیں جنھوں نے عرش کے سر سے کلاہ ہمت کو اتارا ہے دوپاؤں کاٹے جانے پر ارشاد فرمایا کہ جہاں کا سفر تو ضرور انہیں پاؤں سے کیا ہے۔ مگر میرے دوپاؤں اور بھی ہیں جن سے دو عالم کا سفر کر سکتا ہوں ہمت ہے تو انہیں کاٹو۔ پھر آپ نے کلائیاں اور چہرہ خون میں تر کر لیا اور فرمایا سرخ ہو کر جارہا ہوں اور وضو کر رہا ہوں کہ مردوں کا حقیقی وضو خون ہی سے ہوتا ہے۔ لوگو! تمہیں کیا خبر ایک نماز ایسی بھی جس کی دو رکعتوں کا وضو خون ہی سے کیا جاتا ہے۔

پھر آنکھیں نکالی گئیں اور زبان کے کٹنے سے پیشتر آپ نے عرض کی کہ اللہ العالمین تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے اس قدر تکلیف صرف تیرے ہی لئے دی جارہی ہے تو انہیں اپنی نعمت سے محروم نہ رکھیو تیرا شکر ہے کہ میں تیری راہ میں نہ صرف یہ کہ اپنا سر دے رہا ہوں بلکہ ایک ایک عضو پیش کر رہا ہوں۔ آخر آپ کی زبان کاٹ لی گئی اور اس کے بعد ناک کان اور سر سب تراش کے رکھ دیئے گئے۔ پتھر بھی برابر برس رہے تھے۔ آخر آپ آیت قرآنی پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوگئے ہر تراشیدہ عضو سے "انا الحق" کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں صرف دھڑ باقی رہ گیا تھا۔ اس سے بھی رات بھر یہی صدائیں نکلتی رہیں اب تو لوگوں میں بھی جوش پھیل گیا تھا اور لوگ کم از کم اس شہادت کے بعد تو آپ کی عظمت کے پورے معترف ہو گئے تھے خلیفہ اس فتنہ سے لرز گیا اور اس نے تن پاک جلوا دیا مگر اب راکھ سے وہیں صدائیں پیدا ہوتی تھیں۔ راکھ دجلہ میں بہائی گئی تو نہ صرف سطح آب سے وہی آوازیں پیدا ہوئیں بلکہ اس میں طغیانی آگئی وہ آپ نے پہلے ہی خادم کو ہدایت کر دی تھی کہ اگر طغیانی رونما ہو تو میرا خرقہ دکھا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

کرامات و خوارق عادات

خود حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ خرقہ دکھانے کے بعد "انا الحق" کی صدائیں بند ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت ہی فرماتے ہیں کہ آخری وقت میں ابلیس نے آکر کہا کہ میں اور تم دونوں "انا" کہنے کے مجرم ہیں تم پر یہ رحمت کیوں ہے؟ فرمایا تو نے جو کچھ کہا ہے خود ہی سے کہا اور میں نے خودی کو دور کر کے، یہی وجہ ہے کہ تجھ پر لعنت پڑی اور مجھ پر رحمت نازل ہوئی۔

آپ پہلی شب کو قید خانہ سے غائب ہو گئے دوسرے روز نہ آپ تھے اور نہ قید خانہ، تیسرے روز دونوں موجود تھے پوچھا پہلی رات تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ دوسری شب حضور ﷺ یہاں تشریف لے آئے تھے تیسری شب پاس شریعت کے لئے مجھے یہاں واپس کر دیا گیا۔

قید خانہ میں آپ ہزار رکعت روزانہ پڑھتے تھے پوچھا خود کو خدا کہتے ہو تو تمام زنجیریں اور قفل ٹوٹ گئے پھر دیواروں میں سوراخ ہو گئے جن سے سب قیدی نکل گئے قیدیوں نے کہا کہ آپ بھی چلیں۔ فرمایا میں خدا کا قیدی ہوں شریعت کا پاس ہے اور یہ ایک راز ہے جو سولی ہی پر کہا جا سکتا ہے صبح پوچھا کہ قیدی کہاں گئے؟ فرمایا میں نے آزاد کر دیئے پوچھا تم کیوں رہ گئے؟ فرمایا اللہ تعالے کا مجھ پر کچھ عتاب ہے اس لئے میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔

حضرت رشید خسرو فرماتے ہیں کہ ایک جنگل میں آپ کے ساتھ چار سو صوفی تھے ایک نے کہا کہ حضرت بھنی ہوئی سری کو دل چاہتا ہے آپ نے سب کو سامنے بٹھالیا پشت کی طرف ہاتھ لیجاتے اور ہر ایک کو دو دو روٹیاں اور ایک ایک بھنی ہوئی سری اٹھا کر دے دیتے کچھ روز کے بعد کہا خواجہ کھجوروں کو دل چاہتا ہے آپ نے کھڑے ہو کر کہا کہ لو مجھے جھاڑو چنانچہ کھجوریں جھڑیں اور سب نے کھائیں۔

ایک دفعہ آپ کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستے میں کہیں روئی کا ایک انبار دیکھا آپ نے اشارہ جو کیا تو تمام ہولے اسی وقت روئی سے نکل کر باہر آگئے اور لوگ یہ دیکھ کر نہ صرف حیران رہ گئے بلکہ اسی روز سے آپ کو حلاج کہنے لگے۔

نکات و تعلیمات

فرمایا رنج و راحت دوست پر اثر انداز نہیں ہوتے فرمایا صبر یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں بھی کاٹ ڈالیں اور سولی پر بھی چڑھا دیں تو بھی منہ سے آہ نہ نکلے۔ فرمایا علم حقیقت کا ایک ذرہ دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ فرمایا دشمن کے پتھر سے بھی تکلیف نہیں ہوتی اور دوست پھول بھی پھینک مارے تو سخت اذیت ہوتی ہے۔

جب آپ نے مجاہدات و ریاضت شروع کیے تو ایک گدڑی پہن لی تھی جو مسلسل

Marfat.com

تیس برس تک آپ کے جسم پر رہی اور ایک لمحہ کو نہ اتری آخر ایک روز لوگوں نے زبردستی آپ کے جسم مبارک سے اتار لی دیکھا تو اس میں بکثرت جوئیں تھیں جو آپ کا خون پی پی کر اتنی بڑی ہو گئی تھیں کہ ایک ایک جوں وزن میں تین تین رتی کی نکلی۔

اسی طرح جب آپ ایک سال تک کعبہ کے سامنے برہنہ تن کھڑے رہے تو اس دوران میں صرف ایک روٹی کے کنارے کھا کھا کر دن پورے کئے استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے تہبند میں ایک بچھو نے اپنا گھر بنا لیا تھا۔ کاٹتا تھا مگر پرواہ نہ ہوتی تھی۔ لکھا ہے کہ اہل تصوف میں سے شاید ہی کسی کو اتنی فتوحات نصیب ہوئی ہوں گی جتنی آپ کے حصہ میں آئی تھیں۔

حقائق و اسرار معانی میں بھی پورے کامل تھے عقل و فراست اور دقیقہ سنجی میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ پوری زندگی ابتلاء و مصائب میں گذر گئی اور ابنائے زمانہ کے ہاتھوں اذیتیں سہتے رہے۔ بکثرت کرامات صادر ہوئیں سخت سے سخت مجاہدے کئے۔ فراق ربانی میں بے قرار رہتے تھے۔

غرض یہ کہ آپ بہت بڑے ولی اور صدیق وقت گذرے ہیں۔ اور عشق ایزدی میں ہی اپنی جان بھی نثار کر دی۔

Marfat.com

شہباز طریقت حضرت

ابوالحسن خرقانی

مرتبہ و عظمت

حضرت ابوالحسن خرقانی کا شمار اس عہد کے ابدالوں میں ہے آپ مادر زاد ولی تھے اور کارکنان قضاو قدر نے آپ کے مولد پاک کو سالہا سال قبل ولادت لبریز نور کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ میں جب خرقان سے گزرتا تھا۔ تو زمین سے ایک نور کرۂ آسمان تک بلند ہوتے دیکھتا تھا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ تو اس نور کو شفیع ٹھہرائے تو تیری حاجت پوری ہو جائے۔ حالانکہ آپ ابھی پردہ وجود پر ظاہر بھی نہ ہوئے تھے۔

اسی طرح لکھا ہے کہ آپ جب خرقان کی طرف سے گذرتے تو سانس اوپر کر لیتے جیسے کہ کوئی کچھ سونگھتا ہے۔ پوچھا تو فرمایا کہ میں چوروں کے اس گاؤں میں ایک مرد کی خوشبو سونگھتا ہوں جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہو گی اور جو مجھ سے تین درجہ بڑھ کر ہو گا۔ اہل و عیال کا بار بھی برداشت کرے گا اور کاشت کاری میں بھی مصروف رہے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اولیائے متقدمین میں آپ کا رتبہ بہت بڑا ہے اپنے عہد کے اوتاد سلطان المشائخ تھے تمام اہل طریقت و حقیقت نے آپ کو پیشوا تسلیم کیا ہے۔ ہمہ وقت مراقبہ و مشاہدہ میں رہتے تھے۔

بارگاہ ربانی سے آپ کو محبوبیت کا مرتبہ حاصل ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے راز و نیاز رہتے تھے اور شان رحمانی میں ایسی ایسی باتیں کہہ جاتے اور کر جاتے تھے کہ دوسرے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور نہ وہ معرض بیان میں آسکتی ہیں۔

مرقد بایزید سے اکتساب فیض

کچھ ایسے پڑھے لکھے بھی نہ تھے ایک چھوٹے سے

Marfat.com

گاؤں کے ایک دیہاتی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے دل کے دروازے کھول دیئے تھے ہوش سنبھالتے ہی عبادات و مجاہدات میں مصروف رہے ابتدا میں یہ معمول رہا کہ بارہ برس تک روزانہ مرقد بایزید کی زیارت کو جاتے مؤدّب رہتے مؤدّب واپس ہوتے اور مزار کی طرف واپس ہوتے وقت پشت نہ کرتے اور اس تمام مدت میں نماز عشاء باجماعت ادا کرتے تھے۔ مرقد نورانی پر جاکر دعا مانگا کرتے کہ جو نعمت تو نے انہیں دی ہے اس میں سے کچھ حصہ مجھے بھی عطا کر۔ ابھی تک باطن کی آنکھ نہ کھلی تھی اور محض شریعت ظاہری کی پابندی میں مصروف تھے۔

بارہ سال کی مدت کے بعد ایک روز مرقد بایزید سے آواز سنی کہ ابوالحسن وقت آگیا ہے کہ اب تو کام کرے اور مشغول ہو۔ عرض کی کہ حضرت میں تو محض ایک دیہاتی ہوں نہ لکھنا پڑھنا جانتا ہوں اور نہ اسرار شریعت سے واقف ہوں۔ جواب ملا کچھ فکر نہ کرو۔ اور یہیں بیٹھ رہو اور مطالعہ قرآن شریف کا آغاز کردو۔ آپ نے قرآن کریم بھی نہ پڑھا تھا مگر برکت دیکھئے کہ چوبیس روز ہی کے اندر پورا قرآن ختم کرلیا۔ ایک روایت میں ہے کہ خرقان پہنچے تو قرآن ازبر تھا۔ پھر تو یہ حالت تھی کہ مزار مبارک سے فیض کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اور تمام علوم دل پر منکشف ہوگئے اور ایک ایسی آگ قلب کے پردوں میں بھڑکی کہ بجھنا تو کیا تھا اور بھڑکتی گئی۔

مجاہدات شروع کر دیئے۔ عبادات میں مزہ ملنے لگا۔ انتہا یہ تھی کہ چالیس سال تک تکیہ سے سر نہ لگایا اور خود ہی فرماتے ہیں کہ تیس سال تک اللہ کے سوا غیر کا خیال تک نہ کیا۔ پھر ایک روز تکیہ جو مانگا تو استفسار پر فرمایا کہ آج کی شب میں نے رب قدیر کا مشاہدہ کرلیا ہے غرض چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔

رازو نیاز محبت

رفتہ رفتہ درجہ محبوبیت پر فائز ہوگئے۔ فرشتے ملأ اعلیٰ میں استقبال کرنے لگے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے قدرت حاصل ہوگئی کہ میں نے چاہا کہ میر اثاث کا لباس دیبائے رومی بن جائے فوراً بن گیا اور وہ درد پیدا ہوگیا کہ آپ ہی کے قول کے مطابق اگر اس کا قطرہ بھی باہر آجائے تو طوفان نوح علیہ السلام پیدا ہوجائے۔ یہ حالت تھی کہ کہیں کسی جگہ کسی ملک میں کسی کی تکلیف سنتے تو بے قرار ہوجاتے۔ فرماتے ہیں۔ اگر میں اس رازونیاز کو ظاہر کردوں جو مجھے باری تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہیں تو کسی کو بھی یقین نہ

Marfat.com

آئے اور اگر اس کے الطاف کا ذکر کروں تو لوگ مجھے پاگل اور دیوانہ کہنے لگیں۔ ذرا یہ رازونیاز تو ملاحظہ فرمائیے۔ نماز پڑھ رہے ہیں۔ آواز آتی ہے کہ ابوالحسن! کیا تو چاہتا ہے کہ ہمیں تیرے متعلق جو کچھ علم ہے ہم لوگوں سے کہہ دیں تاکہ وہ تجھے اٹھا کر سنگسار کر دیں؟ عرض کی بار الہا! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے جو کچھ تیرے لطف و کرم کے متعلق علم ہے اسے میں تیرے بندوں سے کہہ دوں تاکہ وہ پھر تجھے سجدہ ہی نہ کریں۔

سلطان محمود غزنوی جیسا پرشکوہ فرماں روا بلاتا ہے، صاف انکار کر دیتے ہیں۔ لکھتا ہے اَطِيْعُو اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِي الْاَمْرِ مِنكُمْ آیت ملحوظ رہے۔ فرماتے ہیں ابھی تو "اَطِيْعُو اللّٰهَ" ہی میں پورا نہیں اترا۔ "اطیعو الرَّسُوْلَ" اور اطاعت اُولِي الْاَمْرِ کا کسے ہوش ہے۔ وہ آپ کی آزمائش کے لئے ایاز کو اپنا لباس پہناتا ہے اور خود ایاز بنتا ہے اور بہت سی کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر خود حاضر ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پہلے ان نامحرموں کو ہٹا دے ایاز جو کہ شاہانہ لباس میں ہے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے اور سلطان سے مخاطب ہوتے ہیں۔ نصیحت فرماتے ہیں کہ ایک بڑھیا بھی سلطنت میں بھوکی سو رہی تو قیامت میں پکڑ ہو گی۔ سلطان عرض کرتا ہے کوئی کار خدمت؟ فرماتے ہیں مجھے تو صرف اللہ سے کام ہے۔ پھر اپنا خرقہ عطا کرتے ہیں جس کی برکت سے سومنات فتح ہوتا ہے۔

کرامات و خوارق عادات

سلوک میں آکر اتباع سنت نبوی ﷺ میں شادی بھی کرتے ہیں بچے بھی ہوتے ہیں۔ کسب رزق کیلئے باغ بھی لگاتے ہیں اور کھیتی بھی کرتے ہیں کہ آپ کی آبائی زمین تھی۔ خود ہی ہل جوتتے اور خود ہی بوتے۔ نماز کا وقت آتا تو ہل چھوڑ کر چل دیتے۔ مگر ہل اور بیل اسی طرح چلتے رہتے ایک روز ایک جگہ چاندی کے انبار لگتے ہیں۔ دوسری جگہ جوتتے ہیں تو سونا اور تیسری جگہ جواہرات برآمد ہوتے ہیں۔ آپ مسکراتے ہیں اور کہتے ہیں خداوند کچھ کر لے مجھے دنیا کی کوئی چیز بھی فریفتہ نہ کرے گی اور تجھ جیسے پیارے اور محبوب خدا سے ہرگز بھی اعراض نہ کروں گا حضرت ابوالقاسم قشیری سامنے پہنچتے ہیں تو ہیبت سے زبان بند ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تیس برس گذر چکے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے گفتگو کر رہا ہوں۔ حالانکہ کلام کرتا ہوں اللہ سے۔

وصال پاتے ہیں تو اس کے بعد خوفناک تڑاکے کی بجلی گرتی اور چمکتی ہے اور قبر

Marfat.com

شریف پر ایک سفید پتھر آکر قائم ہو جاتا ہے اور شیر طواف مزار شروع کر دیتے ہیں۔ زندگی ہی میں فرماتے ہیں جو میری قبر پر آکر ہاتھ رکھے گا اس کی مراد پوری ہو گی اور واقعی آج تک یہی ہو رہا ہے۔ مرنے سے پہلے ایک مرید محمد بن الحسنین سے فرما دیتے ہیں کہ موت سے نہ ڈر۔ اگر میں تجھ سے پہلے ہی مر گیا تو بھی وقت موت تیرے پاس موجود ہوں گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوتا ہے اور وہ مرید وقت نزع آپ کو سامنے کھڑا دیکھ کر جان دیتا ہے۔

نکات و تعلیمات

فرمایا کہ جو شخص تمام جہان میں مجھے زندہ نظر آیا وہ حضرت بایزیدؒ ہیں جن کا انتقال آپ سے انتالیس سال پیشتر ہو چکا تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دلق اور ٹاٹ نہیں۔ دل اور اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ :۔

"جس کی رات اور دن اس حالت میں بسر ہو کہ اس نے نہ کسی کو آزار پہنچایا اور نہ کسی کا دل دکھایا تو گویا اس نے وہ رات رسول کریم ﷺ کے حضور میں بسر کی جو کسی مومن کو ستاتا ہے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ سب سے بہتر وہ دل ہے جو بدی اور شر سے خالی ہو۔"

جوان مردوں اور ولیوں کی صحبت میں بیٹھنا گویا اللہ کی صحبت میں بیٹھنا ہے۔

فرمایا۔ میں سب کچھ سمجھا مگر نہ سمجھا تو رسول کریم ﷺ کے درجہ کی غایت کو نہ سمجھا۔

فرمایا۔ اس شخص کی صحبت میں بیٹھو جو آتش محبت میں جلا ہوا ہو اور غریق بحر درد ہو۔

فرمایا۔ جس وقت تو اپنی ہستی کو فنا کر دے گا اور خالی ہو جائے گا اس وقت تو ہی تو ہو گا۔

فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا لطف اپنے دوستوں کیلئے رکھا ہے اور رحمت عاصیوں کیلئے ہے۔

فرمایا۔ جب تو اپنی ہستی اس کے حوالے کر کے خود فانی ہو جائے تو وہ تجھے اپنی ہستی عطا کریگا۔

فرمایا صرف تین جماعتوں کو شرف حضوری ہوتا ہے۔ صاحب علم و عرفان۔ صاحب جبہ و سجادہ اور صاحب کسب و ہنر۔

فرمایا۔ جو عاشق ہوا اس نے اسے پالیا۔

بہر کیف حضرت ابوالحسن خرقانی اپنے عہد کے یگانہ روزگار بزرگ گذرے ہیں خرقان میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

۱۵ رمضان ۴۲۵ھ میں واصل حق ہوئے۔

Marfat.com

غوث الاعظم حضور محی الدین

عبدالقادر جیلانی

ولادت باسعادت

حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی ۔زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا۔ اس ذات گرامی کی تعریف و توصیف کی طاقت کس قلم اور کس زبان میں ہے۔ حاجت روائے عالم، مرہم زخم قلب و دل ابر کرم کیا نہ تھے سب کچھ دین کا احیاء محی الدین بن کر کیا تو آپ حاجتمندان ارض کی صداہائے اغثنی " پر شان غوثیت دکھاتے رہے آپ! محبوب کبریا تھے آپ سر کردہ اولیاء تھے آپ زندگی بھر مخلوق خدا کی حاجت روائی کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔ وہ بزرگ جلیل تھے کہ کارکنان قضاو قدر نے پردہ وجود پر آپ کے جلوہ گر ہونے سے صدہا سال پیشتر آپ کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دی تھیں سنئے حضرت امام حسین علیہ السلام کو آپ کی ولادت کی خبر خود حضور نبی کریم ﷺ نے ابتداء میں دی تھی کہ فلاں صدی میں تیری آل سے ایک بچہ عبدالقادر ہو گا جو غوث اعظم بنے گا۔ (مجمع القصنار) بطن مادر ہی میں آپ سے کمالات و کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔

جس وقت آپ صلب پدر سے بطن مادر میں منتقل ہوئے ہیں اس وقت آپ کی والدہ محترمہ کی عمر شریف ساٹھ سال کی ہو گئی تھی۔

صاحب انیس القادر یہ لکھتے ہیں کہ آپ ابھی بطن مادر ہی میں تھے کہ ایک سائل نے دروازہ پر آکر صدا لگائی۔ وہ بدبخت آپ کی والدہ کو گھر میں تنہا پا کر گھسا چلا آیا۔ اسی وقت غیب سے ایک شیر نمودار ہوا جو اسے وہیں چیر پھاڑ کر غائب ہو گیا۔ جیلان میں شب اوّل رمضان کے اندر ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

عبادت اور وعظ و درس

سولہ برس کی عمر میں آپ جیلان سے بغداد آئے اور سات ہی برس کے اندر فضل ربی سے جملہ علوم و فنون میں درجہ تبحر حاصل کر لیا۔ اس کے بعد حضرت ابو الخیر ابو سعید کے مرید ہو گئے اور مجاہدات و عبادات میں مصروف رہنے لگے۔ یہ حالت تھی کہ کامل پچیس برس آپ جنگلوں میں مستانہ وار پھرتے رہے۔ ہوش آتا تو عبادت میں مصروف ہو جاتے ورنہ پھر نعرے لگانے لگتے۔ اس مدت میں بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔ صرف جنگل کے پتوں اور گھاس پر آپ کی گذر تھی۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے رہے اور سر تکیہ پر نہ رکھا پندرہ برس اسی عالم میں گذرے کہ تمام شب ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے ایک ایک رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ جب پوری طرح تزکیہ باطنی ہو چکا تو آپ کو خرقہ خلافت عطا ہو گیا اور آپ جذب و سکر سے سلوک میں آگئے۔ اور وعظ و پند کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کی تقاریر سننے کے لئے دور دراز سے لوگ حاضر ہوتے ہجوم کی یہ حالت ہوتی تھی کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی۔ دوران تقریر میں لوگ چیخ چیخ کر رویا کرتے اور کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا جس میں دو چار موتیں خوف الٰہی سے واقع نہ ہوتی ہوں۔ بیشمار مخلوق نے اسلام قبول کیا۔ آپ خود درس دیتے۔ جن طلباء کے پاس خرچ نہ ہوتا پاس سے دیتے غریب طلباء پر بہت مہربانی فرماتے۔

کرامات و خوارق و عادات

ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ میری اہلیہ مرگی کے لاعلاج مرض میں گرفتار ہے۔ فرمایا جا اور اس کے کان میں کہہ دے کہ "اے مرگی دیکھ پھر کبھی ادھر کارخ نہ کرنا کہ یہاں شیخ عبد القادر جیلانی مقیم ہیں" اس کے بعد پھر کبھی اس پر اس مرض کا دورہ نہ پڑا۔

ایک روز ایک عورت نے عرض کی کہ میری لڑکیاں ہوتی جاتی ہیں۔ دعا فرمائیے کہ لڑکا بھی پیدا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ جا گھر دیکھ۔ تیری جتنی لڑکیاں تھیں۔ وہ سب لڑکا ہو گئیں۔ گھر جو واپس آئی تو واقعی اس نے تمام لڑکیوں کو مرد پایا۔

ایک عورت کا بیٹا ڈوب گیا۔ وہ فریاد کرنے لگی کہ میرا تو صرف یہی ایک بیٹا تھا۔ میں نہیں جانتی حضور مجھے بیٹا عنایت کر دیں۔ آپ نے کہا روتی کیوں ہو۔ گھر جا کر تو دیکھ واپس جو گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بیٹا خوش و خرم گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔

Marfat.com

دو مسلمان و عیسائی باہم جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے عیسائی سے کہا تم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کس بناء پر حضور نبی کریم ﷺ پر فوقیت دیتے ہو؟ بولا وہ تو مردہ کو زندہ کر دیتے ہیں۔ فرمایا بس اتنی ہی بات ہے یہ تو حضور ﷺ کے غلامانِ غلام بھی کر سکتے ہیں۔ آپ نے ایک قبر پر ٹھوکر ماری تو ایک قوال گاتا ہوا نکل کر سامنے آکھڑا ہوا۔ اور قبر پھٹی رہ گئی۔ عیسائی یہ کرامت دیکھ کر پاؤں پر گر پڑا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ایک دفعہ حضور غوث اعظم بیٹھے ہوئے وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا نے اوپر سے بیٹ کر دی جس سے آپ کے کپڑے نجس ہو گئے۔ آپ نے نظر اٹھا کر تیز نگاہ سے جو دیکھا تو وہ چڑیا اسی وقت مر کر سامنے گر پڑی۔ آپ کو رحم آگیا۔ اللہ سے دعا کی۔ اسی وقت زندہ ہو گئی۔

افادۂ خلق اور فیوض و برکات

ابتداء میں آپ کو بہت جلال تھا۔ اتنا کہ کوئی خوف کے مارے آپ کا نام بلا وضو نہ لیتا تھا۔ کہ فوراً نقصان پہنچ جاتا تھا۔ جس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ لیتے تھے ختم ہو جاتا۔ مگر آپ نے رسول کریم ﷺ کی ہدایت پر جلال ترک کر دیا۔ پھر تو یہ حالت تھی کہ ہر وقت شانِ جمالی میں رہتے تھے۔ سب سے خلق و ملاطفت سے پیش آتے تھے۔ کسی پر غصہ نہ کرتے تھے۔ روزانہ ہزارہا افراد آپ کے مرید ہوتے اور دور دور سے آکر آپ کے دست حق پرست پر توبہ کرتے چالیس برس تک آپ خلق خدا کو نصیحت و ہدایت کرتے اور راہ حق دکھاتے رہے اور تحریر و تقریر و تعلیم سے ہر طرح مخلوق کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ عوام کیلئے تو آپ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا درس و ارشاد انہیں کیلئے تھا۔ وعظ و تقریر سے انہی کی اصلاح کی جاتی تھی ان کے متعلق آپ یہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ بے علم ہوں تو پڑھانے کو آپ کا مدرسہ موجود ہو۔ غریب ہوں تو انہیں دینار و درہم سے ان کی امداد کریں کہ فتوحات اسی مقصد کے لئے وقف تھیں۔ بھوکے ہوں تو انہیں کھلا دیں کہ لنگر اسی غرض کیلئے جاری تھا اور گمراہ فاسق ہوں تو وعظ و پند سے انہیں سمجھا کر راہ راست پر لے آئیں کہ آپ کے مواعظ و مجالس موجود تھیں ہزارہا دینار روزانہ فتوحات میں ملتے تھے۔ امراء اور رؤسا تھیلیاں نذر پیش کرتے تھے۔ آپ کی یہ حالت تھی کہ جو کچھ جس روز ملتا اسی روز مستحقین کو تقسیم کرتے اور اپنے پاس ایک درہم بھی نہ رکھتے۔ زندگی میں بلا مبالغہ لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ غرباء اور ضرورت مندوں کو تقسیم کیا عادت تھی کہ آپ کسی سائل کو بھی اپنے در سے محروم واپس نہ جانے دیتے تھے اور

Marfat.com

جو مانگتا تھا بلا تامل وہ اسے دیدیتے تھے۔

مواعظ و تقاریر پند و نصائح اور سلسلہ مریدی نے عامۃ المسلمین کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا۔ تمام مریدین و معتقدین شریعت کے پورے پابند ہو گئے تھے۔ خوف خدا سے لرزتے رہتے تھے اور نفسانیت بالکل ختم ہو کر رہ گئی تھی۔

خواص کے لئے خانقاہ تھی۔ مجالس خاص تھیں جن میں عرفان باطن کے اسرار بیان ہوتے تھے۔ تزکیہ نفس و تزکیہ قلوب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس خانقاہ سے ہزاروں انسان ولی ہو کر نکلے اور انہوں نے مسند ارشاد پر متمکن ہو کر دنیا بھر میں اصلاح و ہدایت کا ایک سلسلہ عظیم شروع کر دیا۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے ہیں اس وقت دین وملت کی حالت بہت نازک تھی۔ لوگوں میں عام بیدینی پھیلی ہوئی تھی۔ مذہب کا احترام اٹھ چکا تھا۔ علمائے ربانی ضرور اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ لیکن اب تک جتنی مساعی ہوئی تھیں وہ سب انفرادی حیثیت رکھتی تھیں۔ آپ نے اس کام کو اجتماعی حیثیت سے شروع کر دیا اور دین کو زندہ کر کے محی الدین کا لقب پایا۔

گیارھویں شریف اور اسکی برکات

اب تک آپ کا یہ تصرف زندہ صورت میں موجود ہے کہ جو افراد آپ کی نیاز کرتے رہتے ہیں اور گیارھویں شریف کے پابند ہیں وہ تنگی رزق کے شاکی نہیں رہتے اور کشائش قسمت اور فراخ دستی کا یہ نہایت مجرب عمل ہے کہ ہر مہینہ کی دس تاریخ کی شام کو حضور کی فاتحہ شیرینی پر دلائی جائے۔ ہمیں اس کا ذاتی تجربہ ہے اور ہم خود بھی اس کے پابند ہیں ترکیب ختم یہ ہے کہ ہر ماہ کی گیارھویں شب کو تین یا سات یا گیارہ آدمی باوضو ایک جگہ بیٹھ کر پہلے گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ با تسبیح پڑھیں۔ اس کے بعد سوبار درود شریف۔ گیارہ بار کلمہ تمجید اور ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ ایک سو گیارہ بار درود شریف ایک سو اکتالیس بار سورہ الم نشرح با تسمیہ۔ اور ایک سو گیارہ بار درود شریف ایک سو ایک بار سورہ الم نشرح اور پھر ایک سو ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ کر شیرینی پر حضرت کی فاتحہ دیں اور اسے تقسیم کر دیں ہمارے نزدیک یہ ختم ہر کام اور ہر مشکل کیلئے نہایت مجرب ہے اور تمام بزرگ اس کے مجرب ہونے پر اتفاق کرتے چلے آئے ہیں۔

اگر کسی کام کے لئے متعدد اشخاص مثلاً گیارہ۔ اکیس۔ اکتالیس وغیرہ اکٹھے ہو کر

Marfat.com

ایک جلسہ میں "شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ" پڑھیں اور سوا لاکھ کی تعداد پوری کریں تو غیر ممکن ہے کہ اللہ اس کام کو پورا نہ کر دے۔ حضرت شیخ ابو القاسم عمر بزاز فرماتے ہیں کہ خود حضور غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی کسی مشکل کے وقت میری طرف رجوع کرے گا۔ میرا وسیلہ چاہے گا اس کی مشکل ضرور حل ہو گی۔ اور جو حاجت ہو گی وہ پوری ہو جائے گی۔

سیرت و عظمت

حضور انیس الغرباء تھے۔ غرباء فقراء اور ضعفاء سے انتہائی نرمی اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ جو آپ سے ملتا اور خدمت میں حاضر ہوتا خوش ہو جاتا تھا اور یہی تصور کرتا کہ حضور سب سے زیادہ اسی پر مہربان ہیں یہ حالت تھی کہ فرمایا کرتے تھے۔

> اگر مجھے دنیا اور دنیا کے تمام خزائن مل جائیں تو میں انہیں بھوکوں کے کھلانے اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کیلئے وقف کر دوں کیونکہ میرے نزدیک لوگوں کو کھلانے اور ان سے محبت اور خوش طبعی سے پیش آنے سے بڑھ کر اور کوئی امر زیادہ موجب ثواب نہیں۔
>
> خوش خلقی اور اطعام طعام دنیا کے دو بہترین اور افضل ترین کام ہیں میں نے دنیا کو دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

اپنے ہم نشینوں کی بحد عزت کرتے تھے۔ مریدوں سے نہایت محبت سے پیش آتے تھے۔ بیماروں اور عاجزوں کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جو بیمار بھی آپ کی خدمت میں آتا آپ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے اور وہ اسی وقت شفایاب ہو جاتا۔ امراء و رؤساء و خلفاء کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے۔ اس لئے بعض خلفاء و امراء آپ کے مخالف رہے اور بہت نقصان اٹھایا۔ ایک مرتبہ خلیفہ ابو المظفر اشرفیوں کے دس توڑے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ نے قبول نہ کئے کہ یہ روپیہ میرا نہیں رعایا کا ہے اور ظلم سے وصول ہوا ہے۔

فرمایا کرتے اور ولی تو انبیاء کے متبع اور پیرو ہیں اور میں اپنے جد حضور رسول کریم ﷺ کے قدم بقدم ہوں جتنے خوارق عادات آپ سے ظہور میں آئے اور جتنا فائدہ اشاعت اسلام اور اصلاح خلق اور تزکیہ نفوس کے سلسلہ میں مخلوق کو آپ سے پہنچا اور کسی ولی سے

Marfat.com

نہیں پہنچا۔ مکھیوں کی مجال نہ تھی کہ آپ کے جسم پر بیٹھ سکیں۔ معطر رہتے تھے۔ لباس فاخرہ پہنتے تھے اچھا کھاتے تھے گویا جہاں حضرت جنید نے دلق پوشی کو سلوک میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور عزلت پر صحبت کو ترجیح دینے کا طریقہ نکالا تھا وہاں آپ نے پہلی مرتبہ یہ انقلاب بھی پیدا کیا کہ حصول کمال کے بعد اچھا کھانے اور اچھا پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جمع کچھ نہ رکھنا چاہیے اور نہ آپ اپنے پاس کچھ رکھتے تھے۔ آپ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے اور صوفیاء کی سرداری کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔

حضور محی الدین عبد القادر جیلانی کی کرامات

رافضیوں کی آزمائش

ایک دفعہ چند رافضی شریر آپ کی خدمت میں دو منہ بند ٹوکرے لے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ بتایئے ان ٹوکروں میں کیا ہے آپ کرسی سے نیچے اترے اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر کہا اس میں لنگڑا لڑکا ہے اپنے صاحبزادے سید عبد الرزاق کو حکم دیا کہ اس کا منہ کھول دو اور اس لڑکے کو کہا اٹھو اور لڑکا اٹھ کر دوڑنے لگا دوسرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں صحت مند و سالم لڑکا ہے۔ منہ کھول کر حکم دیا کہ باہر نکل کر بیٹھ جاؤ جب وہ بیٹھ گیا تو تمام رافضی تائب ہو گئے اس دن آپ کی مجلس میں تین آدمی دہشت سے مر گئے۔

مشائخ عظام کی ایک اور جماعت نے روایت کیا ہے۔ کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لائی اور کہنے لگی میرے بیٹے کا دلی تعلق آپ کے ساتھ ہے اس لئے میں اپنا حق آپ کو دیتی ہوں اور اپنا بیٹا آپ کے حوالے کرتی ہوں آپ اسے قبول فرما کر اسے عبادت وہدایت کا راستہ دکھائیں۔

ایک دن وہ عورت ان کے پاس آئی تو اپنے بیٹے کو بھوک اور پیاس کی شدت سے زرد پایا اور معلوم ہوا کہ وہ روٹی کے ٹکڑوں پر کفایت کرتا ہے جب وہ عورت شیخ کے پاس آئی تو دیکھا کہ ایک پلیٹ میں مرغ کی ہڈیاں پڑی ہیں۔ جسے آپ نے کھایا تھا۔ اس عورت نے شکایت کرتے ہوئے کہا آپ مرغ کھاتے ہیں۔ مگر میرا لڑکا فاقہ کشی کر رہا ہے۔ آپ نے ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اللہ کے حکم سے اٹھ وہ مرغی اٹھ کر ادھر ادھر گھومنے لگی آپ نے فرمایا جب تمہارا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائے گا۔ اسے مرغی کھانے میں باک نہیں۔

Marfat.com

ایک عجمی قافلے کی دستگیری

بعض مشائخ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ میں، بغداد میں بیٹھے تھے کہ آپ نے اٹھ کر اپنی کھڑاؤں پہن لی اور وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرنے لگے نماز کے بعد سخت آواز کے ساتھ اپنا ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکا۔ جو ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر دوسرا پھینکا جو دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا۔ آپ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ہم میں سے کسی ایک کو حقیقت معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوئی ایک ماہ گزرنے کے بعد بلاد عجم سے ایک کارواں بغداد پہنچا تو امیر کارواں کہنے لگا۔ ہمارے پاس حضرت غوث الاعظم کے لئے نذر ہے۔ لوگوں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ نذر لے آئیں قافلہ والوں نے ہمیں ایک من ریشمی کپڑا اونی کپڑے اور بہت سا سونا دیا اور وہ کھڑاؤں بھی پیش کیں جو ایک ماہ پہلے آپ نے ہوا میں پھینکی تھیں ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم ۳ صفر بروز اتوار جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ یکایک عرب قزاقوں نے ہم پر حملہ کر دیا ان کے دو سردار تھے وہ لوگ ہمارے مال واسباب لوٹ کر لے گئے اور بعض مسافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا قافلہ لٹ چکنے کے بعد پاس ہی ایک وادی میں مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم نے وہاں ہی پکار کر کہا کہ اگر اس وقت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہماری دستگیری فرمائیں تو ہم اتنی نذر آپ کی خدمت میں پیش کریں گے ہمیں اسی اثناء میں وادی میں ایسے نعرے سنائی دیئے جس سے ساری وادی گونج اٹھی اور وہ ڈاکو دہشت زدہ ہو گئے۔ اور ہمارا خیال تھا کہ ان ڈاکوؤں پر کوئی دوسرے حملہ آور ہو گئے ہیں مگر تھوڑی دیر بعد چند ڈاکو ہانپتے کانپتے ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے اپنا مال واپس لے لو، وہاں چل کر دیکھو ہم پر کیا گزری ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں سردار مردہ پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس بھیگی ہوئی ایک ایک کھڑاؤں پڑی ہے۔ ہمارے مال ومتاع واپس کرتے ہوئے کہنے لگے یہ کوئی سربستہ راز ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔

خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری

شیخ العباس حسینی موصل فرماتے ہیں کہ ہم بغداد میں سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مدرسہ میں بیٹھے تھے کہ عباسی خلیفہ مستنجد باللہ المظفر یوسف عباسی آئے اور آپ کو سلام کر کے بیٹھ گئے اور سنہری دیناروں سے بھری دس تھیلیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس دولت کی ضرورت نہیں جب خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی دائیں اور ایک بائیں ہاتھ میں

Marfat.com

لے کر نچوڑی تو اس میں سے خون بہنے لگا آپ نے فرمایا ابو المظفر تمہیں حیا نہیں آتا کہ عوام کا خون اکٹھا کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔ خدا کی قسم اگر مجھے آل رسول ﷺ کا احترام نہ ہوتا تو اس خون کو اتنا بہنے دیتا کہ تمہارے محلوں تک پہنچتا خلیفہ کو یہ واقعہ دیکھ کر غش آگیا۔

ابو العباس حسین کہتے ہیں۔ ایک دن میں نے خلیفہ کو آپ کی خدمت میں دیکھا۔ خلیفہ کہنے لگا۔ مجھے کوئی ایسی کرامت دکھایئے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو۔ خلیفہ نے کہا مجھے اس وقت سیب درکار ہے۔ اس موسم میں سیب سارے بغداد میں کہیں نہ تھے۔ آپ نے ہاتھ پھیلا کر دو سیب پکڑے ایک خلیفہ کو دے دیا اور ایک خود رکھ لیا جب آپ نے اپنا سیب توڑا تو اس میں سے کستوری کی سی خوشبو نکلی اور خلیفہ نے توڑا تو اس کے اندر سے کیڑے نکلے خلیفہ نے تعجب سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

شیخ منصور واسطی واعظ کی روایت

شیخ منصور واسطی المعروف جرادہ کہا کرتے تھے۔ میں حضرت شیخ سید عبد القادر کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور آپ کچھ لکھ رہے تھے۔ چھت سے کاغذ پر مٹی گری۔ جسے آپ نے جھاڑ دیا پھر گری پھر جھاڑ دیا اس طرح تین بار واقعہ ہوا چوتھی دفعہ آپ نے چھت کی طرف دیکھا تو ایک چوہیا مٹی گرانے میں مشغول تھی آپ نے فرمایا خدا کرے تیرا سر اڑ جائے اسی وقت اس کا سر ایک طرف جا پڑا آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رو پڑے میں نے عرض کی آپ کیوں رو پڑے۔ تو آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو میرے ہاتھوں اذیت پہنچے تو اس کا حشر ایسا ہی نہ ہو عمر بن مسعود بزار فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی۔ آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ وضو سے فارغ ہو کر وہ داغ دھویا اور کپڑا اتار کر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے کسی غریب کو دے دینا۔

ایک لڑکی کی جنات سے رہائی

ابو سعید عبد اللہ بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں میری لڑکی فاطمہ بعمر سولہ سال ایک دن اپنے مکان کی چھت پر کھڑی تھی کہ اسے ایک جن اٹھا کر لے گیا۔ میں نے یہ حالت اپنے محسن آقا حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی آپ نے فرمایا آج

Marfat.com

رات کرخ کے ویران خانہ میں فلاں ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے اردگرد ایک دائرہ کھینچ کر بیٹھ جانا اور دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ علیٰ نیت عبدالقادر پڑھنا رات کے اندھیرے میں تمہارے پاس جنات کے مختلف لشکر آئیں گے ان جنوں سے خوف زدہ نہ ہونا علی الصبح جنوں کا بادشاہ تمہارے پاس آئے گا۔ اور تمہیں اپنی حاجت بیان کرنے کو کہے گا تم اسے بتانا کہ مجھے سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے بھیجا ہے۔ اور میری لڑکی یوں گم ہو گئی ہے۔

میں نے ٹیلے پر پہنچ کر حسب ارشاد دائرہ بنالیا۔ بڑے کریہہ المنظر جنات میرے اردگرد منڈلاتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا بادشاہ بھی گھوڑے پر سوار جنات کا ایک عظیم لشکر لے کر آیا اور میرے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا بھائی! تمہاری کون سی خدمت بجالا سکتا ہوں۔ مگر جب میں نے حضرت شیخ کا نام لیا تو وہ احتراماً گھوڑے سے اتر آیا اور زمین بوسی کر کے دائرہ کے باہر بیٹھ گئے اور مجھے اپنی حاجت بیان کرنے کو کہا میں نے اپنی بیٹی کا قصہ سنایا تو اس نے اپنے لشکریوں سے دریافت کیا۔ کہ یہ کام کس کا ہے۔ مگر جب سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو ایک سرکش جن حاضر کیا گیا جس کے پاس ایک لڑکی تھی جنوں نے بتایا کہ یہ سرکش جن چین کے جنات میں سے ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس لڑکی کو سید غوث اعظم کے شہر سے تم کیوں اٹھا لائے۔ اس نے کہا مجھے اچھی لگتی تھی۔ بادشاہ نے کہا اس مردود کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکی میرے حوالے کر دی گئی میں نے بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ تم جیسا فرمانبردار میں نے کہیں نہیں دیکھا وہ کہنے لگا کیوں نہ ہو حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ گھر بیٹھے سرکشوں پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو وہ ڈر کر غاروں میں منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن وانس میں سے بھی قطب مقرر کرنے کا اختیار دے رکھا ہے۔

جناب غوث پاک کے خادم کا حیرت انگیز واقعہ

سیدنا غوث پاک کے ایک غلام کو ایک رات ستر بار احتلام ہوا اور ہر دفعہ ایک ایسی عورت سے جماع کی صورت پیش آئی جس سے نہیں کیا تھا صبح آپ سے شکایت کرنے کی غرض سے حاضر مجلس ہوا تو آپ نے اس کے کہنے سے پہلے ہی فرمایا رات کے واقعہ سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے لوح محفوظ پر نگاہ ڈالی تو تمہاری تقدیر میں ستر بار زنا لکھا تھا۔ جب میں نے اللہ کے حضور معافی کی درخواست کی تو یہ حالت بیداری حالت خواب میں بدل گئی۔

Marfat.com

شیخ ابو محمد سید عبدالجبار بن سیدنا شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ راوی ہیں کہ جب میری والدہ کسی تاریک مکان میں داخل ہوتیں تو ان کے سامنے ایک شمع روشن آجاتی جس سے مکان روشن ہو جاتا ایک رات میرے والد اس کیفیت میں آئے اور جب آپ کی نگاہ روشن شمع پر پڑی تو وہ گل ہو گئی۔ آپ نے بتایا جس نور کو تو دیکھتی ہے وہ شیطان تھا جو تیری خدمت کرتا تھا مجھے دیکھ کر بھاگ گیا ہے۔ اب تمہاری راہنمائی کیلئے نور رحمانی کی مشعل عطا کرتا ہوں۔ جسے میرے ساتھ نسبت ہو یا میری اس پر نظر شفقت ہو میری والدہ کا بیان ہے اس کی بعد جب کبھی جس اندھیرے میں جاتی تو وہ اندھیرا چاند کی چاندنی سے دور ہو جاتا۔

صاحبزادہ یحییٰ کی ولادت

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صاحبزادہ والاشان عبدالوہاب علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سخت علیل ہو گئے ہم ان کے اردگرد آبدیدہ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا۔ فَاِنِّی لَا اَمُوْتُ اِنَّ یَحْیٰی فِی ظَھْرِیْ لَا بُدَّ اَنْ یَخْرُجَ اِلَی الدُّنْیَا! ابھی مجھے موت نہیں آئے گی۔ میری پشت میں یحییٰ نامی لڑکا ہے جس کی ضرور پیدائش ہو گی۔ آپ کے فرمان کے مطابق صاحبزادہ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کا نام یحییٰ رکھا۔ پھر آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

آپ کا قدمی ھٰذہٖ کہنے پر سوائے شیخ صنعان اصفہانی کے تمام اولیاء کا گردنیں جھکا دینا

کہتے ہیں کہ جب غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حکم سے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو سوائے شیخ صنعان اصفہانی کے تمام اولیاء کرام نے اپنی اپنی گردنوں کو آپ کی تعظیم اور فرنبرداری کرتے ہوئے جھکا لیا۔ آپ کو شیخ صنعان کی عدم فرمانبرداری کا کشف سے علم ہو گیا تو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا میرا قدم خنزیروں کے چرانے والے کی گردن پر بھی ہے کچھ مدت کے بعد شیخ صنعان بیت اللہ کی زیارت کیلئے اپنے کامل مریدین کے ہمراہ نکلے شیخ محمود مغربی اور شیخ محمد فرید الدین بھی مریدین میں سے تھے چلتے چلتے ان کا کفار کے شہروں میں سے ایک شہر پر گذر ہوا تو شیخ صنعان کی اچانک ایک

Marfat.com

ایسی لڑکی پر نظر پڑ گئی۔ جس کے حسن و جمال میں کوئی مثال نہ ملتی تھی وہ اپنے محل پر کھڑی اطراف و جوانب کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں جھانکنے والوں کو صرف ایک نظر سے شکار بنا لیتی تھیں۔ شیخ یہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے اور عقل کا جنازہ نکل گیا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ لیا جگہ چھوڑ کر آگے چلنے کی طاقت نہ رہی یہ دیکھ کر لڑکی بھی اپنا دل دے بیٹھی اور اس نے بھی اپنی جگہ چھوڑی اور کھانا پینا بھول گئی اس کے والد کو خبر ہوئی تو فکر ہوا کہ اب اس کا کیا حال ہو گا اور سخت گھبرایا اور سوائے شیخ سے نکاح کر دینے کے اور کچھ نہ سوجھی پھر اپنے ارادہ سے ان کو مطلع کیا تو شیخ نے گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا لڑکی کے والد نے بتایا ہمارے نکاح کرنے کا یہ دستور ہے کہ لڑکی دینے سے چند دن پہلے وہ ہمارے خنازیر چراتا ہے اور روزانہ لڑکی والوں کو ایک خنزیر کا بچہ لا کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے دستور کے مطابق نکاح تک کھائیں پھر بوقت نکاح چراغ روشن کرتے ہیں اور مرد کے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب رکھتے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ میں دلہن کا پلہ بغیر کسی پردہ کے پکڑا دیا جاتا ہے۔ یہ خبر سن کر شیخ بہت خوش ہوئے اور اس خدمت کو بغیر کسی پرہیز کے پورا کر دیا اور ہر روز صبح خنزیر کا بچہ اپنی گردن پر اٹھا لاتا اور انہیں دیتا مدت پوری ہونے کے بعد انہوں نے اس کے ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب رکھی اور دوسرے ہاتھ میں اس کے حبیب کا خوشی سے پلہ پکڑایا جب شیخ نے بغیر پرہیز کے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو شیخ فرید الدین نے دربار غوثیہ میں فریاد کی کہ اولیاء کے بادشاہ محی الدین اے سید عبدالقادر ہمارے شیخ ہمارے ہاتھوں سے جا رہے ہیں۔ للہ رحم فرمانا یہ سنتے ہی ان کے جسم میں لرزہ پیدا ہوا جس سے گوشت اور پیالہ ہاتھ سے گر گیا اور غفلت کی پٹی آنکھ سے کھل گئی فوراً جنگل کی طرف متوجہ ہوئے شیخ فرید الدین نے پوچھا آپ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں۔ جواب دیا اس ہستی کی طرف جس کا تیر بے ادب منکروں کو لگنے والا ہے اس سے اپنی گستاخی کی معافی مانگنے کیلئے جا رہا ہوں جب یہ بغداد پہنچے تو چہرہ پر سیاہی مل لی۔ اور دونوں ہاتھوں کو بیڑیوں سے مضبوط باندھ لیا اور خادموں کے ساتھ غوث پاک کے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے سامنے رونے لگے آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور اس کا قصور معاف کر دیا اور چہرہ دھونے اور ہاتھ کھولنے کا حکم فرمایا اور بارگاہ الٰہی میں اس کے گناہ معاف کرنے کی دعا کی اللہ جل شانہ' کی طرف سے خطاب ہوا یہ تیری شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مردود ہو

Marfat.com

چکا ہے۔ حضور غوث پاک نے اس کے حق میں زاری کرتے ہوئے دعا کی یہاں تک کہ بارگاہ الٰہی سے نداء آئی میں اس کے حق میں کسی کی بھی سفارش قبول نہیں کروں گا۔ یہ سنتے ہی آپ دنیاوی تصرفات اور مراسم غوثیہ سے دست بردار ہو گئے اور عرض کیا الٰہی جب تو نے اس کے حق میں میری اور دوسرے ولیوں کی شفاعت قبول نہیں کی تو میرے مریدوں کا قیامت میں کیا حال ہو گا۔ اس عظیم آفت کی وجہ سے میں ان امور سے دستبردار ہوتا ہوں تیرے بندوں کے کام تیرے سپرد کرتا ہوں اور تو جاننے والا قادر ہے اور تجھے تمام اختیار ہیں خالق و مالک کی طرف سے خطاب ہوا میں نے اس کی توبہ قبول کی اور تیرے لئے اس کو معاف کر دیا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے مریدوں کو توبہ کے بغیر نہ ماروں گا اور ان کا خاتمہ بالخیر ہو گا پھر عالم ملکوت سے حی لایموت کی حمد و ثناء سنی بہت بہت حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور اس کا ہزار ہا بار شکر ہے اور بعض رسائل میں یوں ذکر ہے۔ کہ جب غوث اعظم کو قدمی ہذہ کہنے کا امر ہوا تو شیخ صنعان کے علاوہ تمام اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکا لیں لیکن شیخ صنعان نے کہا میں بھی تو محبوب ہوں میری شان سے بعید ہے کہ اپنی گردن کو اس کے قول پر جھکا دوں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ کشف سے معلوم ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا اے خنازیر کے چرانے والے تیری گردن پر بھی میرا قدم ہے پھر شیخ صنعان نے مکہ معظمہ کی زیارت کا مع چار سو مریدین کے قصد کیا تو راستہ میں قادر مطلق کی تقدیر سے شیخ کی ایک نصرانیہ لڑکی پر نظر پڑ گئی اسے دیکھتے ہی عاشق ہو گیا۔ بھلا اب سکون کیسا بلکہ وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گیا اور وہ عورت شراب بیچا کرتی تھی۔ شیخ اس کی اطاعت میں بہت خوشی سے مشغول ہو گیا۔ حتیٰ کہ ایک دن اس نے خنازیر چرانے کا حکم دیا اور کہا اے شیخ کبیر خنزیر کے بچہ کو اپنی گردن پر رکھ لو تاکہ چلنے میں پامال ہونے سے بچ جائے تو اس نے اس حکم کی بھی فوراً تعمیل کی مریدین حضرات اس حالت عجیبہ کو دیکھ کر بد اعتقاد ہو کر ساتھ چھوڑ گئے مگر اس کے دو کامل مرید صادق الاعتقاد شیخ محمد فرید الدین اور شیخ محمود مغربی جادہ اعتقاد سے نہ ہٹے۔ بلکہ انہوں نے کہا اس مصیبت کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اس کے اٹھنے کی جگہ سے بجھانا ضروری ہے اور یہ دونوں حضرات جانتے تھے۔ کہ یہ مصیبت عظمیٰ حضرت غوث اعظم کی نافرمانی کا ثمرہ ہے۔ شیخ محمود اپنے شیخ کی خدمت میں ہی رہے اور شیخ فرید الدین بغداد کی طرف روانہ ہوئے جب بغداد میں حضور غوث پاک سرائے میں پہنچے تو خدمت کا کوئی محل

Marfat.com

تلاش کیا مگر خالی کوئی بھی نہ پایا تو شیخ فرید نے آپ کے پاخانے کا ٹوکرا اٹھا کر جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت جانا اس کے بارے میں خادموں میں سے کسی خاص کی ڈیوٹی نہ تھی اس لئے کچھ عرصہ بعد یہ خدمت مستقل آپ کے حوالہ ہو گئی کچھ دن بعد پھر پہلے خادموں نے حضور غوث پاک کی خدمت میں شکایت کی کہ ہم آپ کی خدمت سے محروم ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی غریب درویش نیا آگیا ہے انہوں نے کہا جی ہاں اس نے ہم سے یہ خدمت لے لی ہے۔ فرمایا وہ اس خدمت پر مامور ہے پھر آپ وضو کیلئے اٹھے دیکھا کہ ایک نوجوان اپنے سر پر ٹوکرا اٹھائے لئے جا رہا ہے۔ اور بارش ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے پلیدی کے قطرے اس پر ٹپک رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا تو کون ہے عرض کی میں شیخ صنعان کا مرید ہوں آپ کو نوجوان کی حالت پر رحم آیا فرمایا مانگ جو مانگتا ہے۔ عرض کی آپ میری خواہش جانتے ہیں آپ نے فرمایا مجھ سے کوئی تو اعلیٰ مقام مانگ جو مانگتا ہے۔ عرض کی آپ میری خواہش جانتے ہی ہیں کہ آپ میرے شیخ کا قصور معاف کر دیں فرمایا تمہاری خاطر میں نے تمہارے شیخ کا قصور معاف کر دیا۔ آپ کے اس ارشاد کے ساتھ ہی شیخ صنعان کی آنکھ سے پردہ اٹھ گیا تو شیخ کے دل سے نصرانیہ کی محبت کا جنازہ نکل گیا اور سابقہ حالات حاصل ہو گئے اور نصرانی معشوقہ سے فوراً جدا ہو گیا۔ مگر وہ اس پر فریفتہ ہو گئی تھی اور اپنا دل دے بیٹھی تھی۔ اس لئے اس نے آپ کی موافقت چاہی مگر شیخ نے کہا تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں۔ اس واسطے میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا یہ سنتے ہی وہ اور اُس کے قبیلہ والے سب مسلمان ہو گئے اور آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔

اولاد و انتقال

حضور غوث اعظم نے گیارہ ربیع الاوّل ۵۶۱ھ میں وفات پائی اور بغداد شریف کے باب الدرج میں مدفون ہوئے۔ مزار مبارک آج بھی حاجت روائے خلق ہے۔ حضرت امام عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو بزرگ بغداد پہنچے اور مزار اقدس کی زیارت نہ کرے اس کی تمام کرامات ضبط ہو جاتی ہیں آپ کے دس بیٹے پیدا ہوئے اور سب کے سب درجۂ کمال کو پہنچے۔ سلسلۂ قادریہ عالیہ آپ ہی سے چلا۔ ہر حصہ ملک میں آپ کے خلفاء موجود تھے۔

Marfat.com

شیخ الشیوخ حضرت

شہاب الدین سہروردی

حضور غوث پاک کی دعا اور ولادت حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اپنے عہد کے یگانہ روزگار اور فقید النظیر بزرگ ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد قریشی کے ہاں کوئی اولاد ہی نہ ہوتی تھی۔ جب بالکل مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کیا کہ ہم تو تمام تدابیر کر چکے اور عمر ختم ہوئی جاتی ہے کیا کیا جائے؟ بولیں اچھا صبر کیجئے۔ میں حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کرتی ہوں انشاء اللہ ان کی دعا سے ضرور دامن مراد گلہائے آرزو سے لبریز ہو گا کہ وہ غوث وقت اور محبوب لم یزل ہیں۔ حضرت شیخ محمد قریشی بیوی کی اس تدبیر پر بہت مسرور ہوئے اور حضرت شیخ محمد صادق شیبانی قادری کی روایت کے مطابق وہ حضور غوث پاک کی خدمت میں پہنچیں اور عرض کی کہ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اولاد عطا کرے حضور غوث پاک نے اسی وقت مراقبہ کیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں جلد ایک فرزند جلیل عطا کرے گا۔ جو نہایت سعادت مند اور سر آمد روزگار ہو گا۔ چنانچہ قدرت خداوندی سے اسی رات خلوت کا اتفاق ہوا۔ اور وہ پیکر عفت حاملہ ہو گئیں۔ نو ماہ کے بعد بڑی امیدوں اور آرزوؤں کے بعد بچہ پیدا ہوا دیکھا تو لڑکی تھی۔

فوراً حضور غوث پاک کو اطلاع دی گئی کہ گھر میں لڑکی پیدا ہوئی لڑکی ہی سہی شکر ہے کہ اولاد تو ہوئی۔ فرمایا لڑکی نہیں لڑکا ہے۔ گھر جو واپس جا کر دیکھتے ہیں تو واقعی پیدا شدہ بچہ لڑکی سے لڑکے کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ بہت خوش ہوئے۔ خاندان بھر میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور پھر اطلاع کرائی گئی کہ آپ کی دعا کی کرامت سے لڑکی لڑکا ہو چکا

Marfat.com

ہے۔ فرمایا۔

اس بچہ کا نام شہاب الدین رکھنا۔ یہ بچہ بہت مبارک بچہ ہے۔ بڑھ کر اپنے وقت کا شیخ الشیوخ ہو گا۔ اس سے ایک نیا سلسلہ چلے گا۔ اس کی عمر طویل ہو گی ابروؤں کے بال اور پستان دراز ہوں گے کہ لڑکی نے لڑکے کی صورت اختیار کی یہ آفتاب بن کر عالم پر درخشانیاں کرے گا اور بڑا بلند مرتبہ ہو گا۔

علم و فضل کا شوق اور استغراق

چنانچہ جوان ہوئے تو آپ کی پستان عورتوں جیسی بڑی اور دراز تھیں اور ابروؤں کے بال پلکوں پر پڑے رہتے اور عمر بھی طویل ہوئی اور بلند مرتبہ ولی ہوئے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات بچپن ہی سے آپ میں وہ ذہانت و فراست موجود تھی کہ دیکھنے والے متحیر ہو جاتے تھے اور مدارس و مکاتب کے تمام معلمین و اساتذہ آپ کی ذہانت و فہم کے بیحد مداح تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صرف سولہ برس ہی کی عمر میں جملہ علوم و فنون میں کامل اور معقولات و منقولات دونوں میں تبحر حاصل کر کے سند فضیلت پالی۔ فقہ و حدیث قرآن و تفسیر بیان و بلاغت۔ ریاضی و ہیبت۔ فلسفہ و منطق اور علم کلام میں ید طولی رکھتے تھے بہت بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔

پھر آپ کو علم باطنی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور یہ حالت پیدا ہو گئی کہ ہمہ وقت ہی استغراق میں رہنے لگے۔ آپ کے عم محترم حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی بہت بڑے ولی و عارف تھے۔ بچپن سے آپ انہی کی صحبت و مجلس میں رہے اور یہ اسی کا اثر تھا کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ کو علوم باطنی کی تحصیل کا شوق فراواں پیدا ہو گیا۔ حالانکہ علم اور علی الخصوص وہ علم جو معقولات کے متعلق ہو اکثر و بیشتر رہبر ہونے کے بجائے رہزن ہی ثابت ہو رہا ہے۔ شوق اور شوق کے ساتھ محنت اور محنت کے ساتھ عبادت کا انہماک بڑھتا رہا۔ اور آپ ہمہ تن محو رہنے لگے۔ چچا نے بار بار سمجھایا کہ بیٹا ابھی تم بچہ ہو تمہاری عمر بھی ایسی نہیں ہے کہ تم علوم باطنی کیطرف توجہ کرو۔ ابھی اور پڑھو اور ترقی کرو وقت آئے گا تو یہ کام بھی ہو جائے گا۔ مگر جب آپ نے ایک بھی نہ سنی تو شب و روز اس میں غرق رہنے لگے تو وہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو حضور غوث اعظم کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اگرچہ فارغ التحصیل ہو چکا ہے لیکن میری منشاء تھی کہ یہ ابھی اور پڑھے اور ترقی کرے۔

Marfat.com

مگر اسے علم الٰہی سیکھنے کا انتہائی شوق ہو گیا ہے اور یہ میرا کہنا نہیں سنتا۔ حضور غوث پاک نے آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا بیٹے بتاؤ کہ علم کلام میں تم نے کیا کیا پڑھا ہے؟

مگر اب وہاں کیا رکھا تھا۔ سینہ صاف اور تمام علم کلام محو ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ کتابوں کے نام تک بھی یاد نہ رہے۔ اس پر حضور ہنسے اور ہنس کر فرمایا۔ فکر نہ کر۔ میں نے علم کلام کو تیرے سینے میں محو کر کے اس میں علم معرفت بھر دیا۔

عبادت و عرفانی کمالات

اب تک جو کچھ کیا وہ کثرت عبادات ظاہری اور ایک قلبی خلش سے کوئی زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا اور سولہ برس کی عمر بھی کوئی عمر ہوتی ہے کہ کوئی کچھ سیکھ سکے اور آج کل بھی اس عمر کے بچے زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ کوئی انٹرنس پاس کر لیتے ہیں اور بس ورنہ در حقیقت تہذیب اور شائستگی اور پختگی و وقار علم پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہونا چاہیے مگر یہ آپ ہی کا رتبہ تھا کہ آپ نے اس کم سنی میں علوم ظاہری میں بھی سند فضیلت حاصل کر لی اور علوم باطنی کے بحر ذخار میں بھی دلیرانہ کود پڑے۔

حضور غوث اعظم کی نظر پڑتے اور ہاتھ پھیرتے ہی سینہ تو تجلی گاہ انوار بن چکا تھا۔ اب تو ترقیات و مراتب کے حصول اور طے مراحل کا سوال رہ گیا تھا تو یہ آپ نے اب شروع کر دیا جس کے چچا حضرت ابو نجیب سہروردی جیسے کاملین اور شفیق حضرت غوثیت مآب جیسے سردار اولیاء ہوں اس کی ترقی کی سرعت رفتار کا کیا پوچھنا کیا پر لگ گئے تھے جن سے بسیط فضاؤں میں اڑتے چلے جاتے تھے مرشد کامل کی توجہ ہو تو ہزار سال کی راہ ایک آن میں طے ہو سکتی ہے پھر آپ کو تو دو مرشد ملے ہوئے تھے اور مرشد بھی ایسے جن کا ثانی زمانہ آج تک پیدا نہ کر سکا۔ کیا کچھ نہ دیا ہو گا اور کیا کچھ نہ پایا ہو گا جتنا راستہ طے ہوتا جاتا تھا اتنا ہی شوق بڑھتا جاتا تھا اور جتنا شوق بڑھتا تھا اتنے ہی مجاہدات زیادہ کئے جاتے تھے سالہا سال قطعی بیداری میں گذر گئے برسوں رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہے دو دو رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کرتے رہے رات بھر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے اور دن بھر روزہ رکھتے حضرت غوث پاک آپ پر بہت ہی مہربان تھے اور شفقت رکھتے تھے یہاں تک کہ آخر وقت کے قطب اور اپنے عہد کے اوتاد بن گئے حضرت غوث اعظمؒ کے بغداد میں روحانی فرمان روائی آپ ہی کی تھی اور تمام مشائخ نے آپ کو شیخ الشیوخ تسلیم کر لیا تھا۔ حضرت ابو نجیب سہروردی اور حضور غوث پاکؒ نے بالترتیب ۶۲ھ اور ۶۱ھ میں وصال پایا اور آپ کا سنہ

Marfat.com

ولادت ۵۴۲ھ ہجری ہے۔ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے بیس ہی برس کی عمر میں جبکہ عین عالم شباب اور نوجوانی کا دور ہوتا ہے اتنی ترقیاں کر لی تھیں کہ دونوں بزرگوں نے آپ کو خرقہء خلافت عطا فرما دیا تھا۔

یہ حالت تھی کہ مسلمہ طور پر شیخ الشیوخ بغداد تھے ہر سال حرمین شریفین کی زیارت کو والہانہ جاتے اور حضرت خضر برابر آپ کے پاس آتے جاتے رہتے اس عہد میں دنیا کے اندر کوئی بزرگ آپکا ہم پایہ اور ہم رتبہ نہ تھا۔ اور تاج قیادت آپ ہی کے سر پر جگمگا رہا تھا۔

آپ نے بڑی نادر اور معرکہ آرا کتب تصنیف کیں۔

خانقاہ عالیہ کی عظمت و رفعت

بہجتہ الابرار اور عوارف شریفہ آپ کی وہ لاثانی تصانیف ہیں جن سے تا قیام قیامت فقراء و اولیاء و مشائخ فیض اندوز ہوتے رہیں گے۔

آپ کی خانقاہ عالیہ میں ایک چشمہ ء فیض تھا جو بڑا البلتار ہتا تھا۔ اور جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا۔ ظاہری و باطنی علوم کیلئے جداگانہ انتظام تھے آپ کے مدرسہ میں بھی بکثرت طلباء تھے اور خانقاہ میں بھی اس وقت آپ کی خانقاہ دنیا کی سب سے بڑی روحانی یونیورسٹی تھی۔ جس سے بڑے بڑے مشائخ کرام عملی و اعزازی اسناد لے کر نکلتے تھے ایشیاء کے قریب قریب تمام مشہور کامل مشائخ نے اس وقت آپ کی قدم بوسی کی۔ آپ کی مجالس میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت قطب الاقطاب، حضرت گنج شکر، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، حضرت بہاء الدین زکریا، حضرت جلال الدین تبریزی، حضرت شیخ سعیدی، حضرت خواجہ فرید الدین عطار وغیرہ جیسے لوگ اسی خانقاہ میں ٹھہرے اور یہیں سے فیوض حاصل کئے۔

آپ کی مجلس پر انوار مختلف بلاد و امصار کے اولیاء و مشائخ سے کبھی خالی نہ رہتی تھی۔ ایک کثیر تعداد ہمیشہ موجود رہتی تھی۔ جن کے قیام و طعام کا پورا اہتمام کیا جاتا تھا۔ بڑی بابرکت مجالس ہوتی تھیں جن میں عرفان و معرفت کے خم لنڈھائے جاتے تھے۔ آپ کے لنگر خانہ میں سینکڑوں من آٹا روز پکتا تھا۔ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے جن کے سننے کیلئے خلقت امنڈ آتی تھی۔

آپ سلسلہ ء عالیہ سہروردیہ کے سردار و بانی ہیں آپ کے سلسلہ کی یہ خصوصیت ہے کہ ترک دنیا کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ سہروردی دنیا کو چھوڑ کر نہیں دنیا میں رہ کر اور

Marfat.com

دنیا میں پھنس کر طاعت و عشق کا مظاہرہ کرتے ہیں ہمارے ہاں کا اصول یہ ہے کہ اچھا کھاؤ اچھا پہنو، دولت کماؤ۔ سب کچھ کرو۔ مگر "اللہ کو نہ بھولو" اور "گناہوں سے دامن بچائے رکھو۔" چنانچہ سہروردیہ میں بڑے بڑے بزرگ گذرے ہیں جو بیک وقت انتہائی دولت مند اور انتہائی خدا پرست دونوں تھے۔

فراوانی دولت و طاعت

خود حضرت شیخ الشیوخ کی دولت کی یہ حالت تھی کہ اصطبل کے تمام گھوڑوں کے گلوں میں طلائی زنجیریں پڑی رہتی تھیں اور چاندی کے میخوں سے بندھے رہتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ یہ تو درویشی نہیں شاہی ہے فرمایا خاموش رہ کہ یہ میخیں میرے دل میں نہیں زمین میں گڑی ہیں۔ بڑی وسیع جائدادتھی متعدد فرزند تھے ایک ایک کے حصہ میں سات سات اور بروایت دیگر سترہ سترہ لاکھ کی جائداد آئی صاحب خزانہ بھی تھے اور جائداد کے انتظام میں بھی بہت مصروف رہتے تھے مگر جب آپ کے فرزند شیخ علاء الدین نے انتقال کے وقت خزانہ کی کنجیاں خادم سے طلب کر کے خزانہ دیکھا ہے تو اس میں نقد چھ دینار سے زیادہ نہ نکلے جن سے آپ کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ فیاض اور غرباء نواز بھی بے حد تھے۔ دس بارہ ہزار روپیہ روزانہ فتوحات و نذرانوں ہی میں آتا تھا کہ بڑے بڑے امراء و عمائدو خلفاء معتقدو مرید تھے مگر سب کا سب شام تک فقراء و غرباء کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگلے روز کیلئے پیسہ بھی نہ رکھتے تھے۔ حضرت شیخ نجم الدین خلیفہ کا بیان ہے کہ میں نے دوران چلہ میں ایک روز دیکھا کہ :۔

> شیخ ایک بلند پہاڑی پر جلوہ افروز ہیں زروجواہر کے انبار سامنے لگے ہوئے ہیں نیچے دامن میں ایک خلقت کا ہجوم ہے وہ مانگ رہی ہے اور آپ مٹھیاں بھر بھر کے دیتے چلے جارہے ہیں مانگنے اور لینے والے ختم ہو گئے مگر وہ انبار ختم نہ ہوئے۔ میں نے شیخ سے ذکر کیا فرمایا تو نے جو دیکھا ٹھیک تھا یہ حضور غوث پاک کی عنایت ہے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس شیخ احد الدین تشریف لائے آپ ان سے نہایت محبت تعظیم کے ساتھ ملے انہیں سماع کا شوق تھا کہا حضرت میں تو سماع سننا چاہتا ہوں اپ نے اسی وقت قوالوں کو بلا کر سماع کا بندوبست کر دیا اور بھی بزرگ تھے بڑے زور شور سے قوالی ہوئی قوالوں نے خوب گایا۔ آپ سماع نہ سنتے تھے۔ اس لئے قوالوں کو بلا کر اور سارا اہتمام کر کے

Marfat.com

خود تلاوت قرآن میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ ایسے مصروف و مشغول کہ اتنا بھی پتہ نہ چلا کہ قوالی ہوئی بھی یا نہیں صبح خادم نے خانقاہ میں آکر عرض کی کہ حضور درویش رات بھر قوالی سنتے رہے ہیں اب ان کے لئے ناشتہ کی ضرورت ہے۔ فرمایا اچھا رات بھر قوالی ہوتی رہی مجھے تو معلوم بھی نہ ہوا اور نہ آواز آئی کہ کب سماع ہوا اور کہاں ہوا۔ یہ تھا آپ کا استغراق اور یہ تھی آپ کی تلاوت اور قرآن خوانی اللہ والے بزرگ اور پھر بزرگ بھی آپ جیسے جتنا استغراق اور جتنی محویت بھی ہو کم ہے۔

کرامت و خوارق عادات

خلیفہ وقت کے پاس ایک زبردست و فاضل فلسفی و حکیم آیا اور اس نے فلسفہ و معقولات کے متعلق اپنی ایک معرکہ آراء تصنیف پیش کی خلیفہ اس تصنیف کی عظمت اور اس فلسفی کی لیاقت دیکھ کر اتنا مسرور اور اتنا خوش ہوا کہ اسے اپنی مصاجبت میں لے لیا۔

یہ حالت ہو گئی کہ وہ ہر وقت خلیفہ کے ساتھ رہتا اور جو کچھ کہتا وہی خلیفہ کرتا اس نے رفتہ رفتہ خلیفہ کے اعتقادات بھی خراب کرنے شروع کر دیئے اور اپنا اقتدار بہت بڑھالیا لوگ بہت پریشان ہوئے خلیفہ کے بداعتقاد اور بددین ہونے کے معنی رعایا پر جدید مصائب و حوادث کے نزول کا پیش خیمہ تھے اور اس امر کا قوی امکان پیدا ہو گیا تھا کہ بادشاہ اور یہ فلاسفر دونوں متحد ہو کر مخلوق خدا کو ظلمت کفر میں مبتلا کر دیں گے آپ تو ہمہ تن اصلاح خلق اور تقویت دین اور اشاعت اسلام میں مشغول تھے ان حالات کا علم ہوا تو آپ اپنی خانقاہ سے اٹھ کر سیدھے خلیفہ کے پاس پہنچے کہ اسے سمجھائیں اور اس بددین فلاسفر کے خوفناک جال سے اسے اور مخلوق دونوں کو بچائیں۔

یہ محض ایک اتفاق یا آپ کی بلندی کرامت تھی کہ اس وقت وہ فلاسفر بھی خلیفہ کے پاس ہی بیٹھا تھا آپ کی شہرت ہمدوش ثریا بنی ہوئی تھی تمام شاہان اسلام آپ کا مرتبہ سمجھتے اور آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے کہ شیخ الشیوخ وقت تھے خلیفہ بھی آپ کو دیکھتے ہی ادب سے کھڑا ہو گیا اور بہت عزت و اعزاز کے ساتھ آپ کو بٹھایا۔ اس وقت بھی دونوں میں گفتگو ہو رہی تھی مگر شیخ کو دیکھتے ہی دونوں خاموش ہو گئے تھے بیٹھتے ہی آپ نے پوچھا فرمائیے تو باہم کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ کس معاملہ پر بحث ہو رہی تھی؟ کسی کی جرأت بھی نہ پڑی کہ آپ کے سامنے بحث کو دہرا سکے لیکن جب آپ نے بار بار اصرار کیا اور زور دیکر کہا کہ میرے

Marfat.com

تو دربار میں میں آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ دونوں کی بحث سنوں مجبور ہو کر بولا کہ :۔

ہم اس وقت یہ بحث کر رہے تھے کہ حرکت اصولاً تین قسم کی ہوتی ہے۔ حرکت طبعی حرکت ارادی اور حرکت قسری۔ حرکت طبعی وہ ہے کہ خود بخود ہو رہی ہو اور کسی کو اس حرکت میں کوئی دخل نہ ہو۔ حرکت ارادی وہ ہے کہ خود اپنے ارادہ سے حرکت کرے اور جس رخ چاہے اس رخ حرکت کرے اور حرکت قسری وہ ہے کہ اسے کوئی حرکت دے رہا ہو۔ اور حرکت فلکی طبعی ہے آپ نے فرمایا طبعی نہیں بلکہ قسری ہے کہ فرشتے بحکم خدا اسے اس طرح حرکت دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی آپ نے ایک حدیث بھی اسی مضمون کی پڑھی۔ حدیث کی سند اور ایک فلسفی کے لئے۔ بدبخت نے اسی وقت ایک قہقہہ مارا گویا آپ کے دعوے کا مذاق اڑایا آپ کو بہت ناگوار گذرا۔ آپ اٹھے اور خلیفہ اور اس فلاسفر دونوں کا ہاتھ پکڑ کر صحن میں لے آئے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر عرض کی کہ بارالٰہا! جو کچھ تو اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے اس وقت اپنی قدرت سے انہیں بھی دکھا دے۔ اسی وقت آنکھوں کے تمام حجابات اٹھ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی فرشتے آسمان کو حرکت دے رہے ہیں۔ خلیفہ اور وہ فلاسفر دونوں آپ کی یہ کرامت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور اپنے معتقدات سے اسی وقت توبہ کرلی۔

خلفاء کرام

آپ کے بے شمار مرید تھے اور بکثرت خلیفہ جن میں بہت مشہور خلفاء کے چند اسمائے گرامی ہم ذکر کرتے ہیں قاضی حمید الدین ناگوری شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی شیخ فرید الدین عطار۔ شیخ سعدی شیرازی شیخ نجیب الدین علی برغش شیخ عبدالغنی سید نور الدین مبارک۔ شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ ضیاء الدین رومی۔ سلطان علاؤالدین خلجی جو شیخ ضیاء الدین رومی ہی کا مرید تھا۔ جنہوں نے ۶۲۱ھ میں انتقال کیا مزار دہلی میں ہے۔ سید نور الدین مبارک غزنوی بعہد سلطان التمش دہلی میں شیخ الاسلام تھے ۶۴۲ھ میں مدفون ہوئے بڑے مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

حضرت شیخ الشیوخ نے نوے برس کی عمر میں وفات پائی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔ ۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۲ھ میں انتقال کیا۔ سماع نہ سنتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام نعم عطا کئے ذوق سماع نہ عطا کیا۔ باوجود اس کے کہ بہت ضعیف ہو گئے تھے ہر سال حج کو جاتے تھے۔

Marfat.com

غوث العالمین مخدوم العارفین

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا سہروردی

خاندانی حالات و علم و فضل

حضرت مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی خاندان سہروردیہ کے بہت بڑے بزرگ اور عارف کامل گذرے ہیں۔ حافظ، قاری، محدث، مفسر، عالم، فاضل، عارف ولی سب کچھ تھے ایشیا بھر میں شہرہ تھا۔ حضرت شیخ الشیوخ عمر شہاب الدین سہرورد کے خلیفہ تھے۔ اکابر و اعاظم اولیاء ایشاء میں ہیں۔ ہندوستان کے اندر آپ ولیوں میں "باز سفید" کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نسباً قریشی ہیں۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے۔ آپکے دادا شیخ کمال الدین علی شاہ قریشی نے مکہ مکرمہ سے آکر خوارزم میں توطن اختیار کر لیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ملتان تشریف لے آئے جو اس وقت ہندوستان میں تہنادار السلام تھا۔ آپ کے والد گرامی شیخ وجیہ الدین کی شادی شیخ حسام الدین کی دختر بی بی راستی سے ہوئی اور انہی عفیفہ کے بطن سے آپ ۵۷۸ھ میں کہ یہ عہد خسرو ملک غزنوی کا عہد تھا۔ پیدا ہوئے بارہ سال کی عمر تک تو آپ ملتان ہی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ خراسان تشریف لے گئے۔ اسی عمر میں آپ حافظ و قاری ہو گئے تھے اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ نے محض حصول علم و فن کیلئے پیادہ پا خراسان کا سفر کیا۔ اس کے بعد بلخ، بغداد اور مدینہ منورہ کے شہرہ آفاق مدارس میں رہ کر سند فضیلت حاصل کی۔ پانچ سال تک مدینہ منورہ ہی میں رہے جہاں حدیث پڑھی بھی اور پڑھائی بھی۔ غرض پندرہ برس کامل مختلف بلاد اسلام کے مشہور مدارس و جامعات میں رہ کر معقولات و منقولات کی تکمیل کی مدینہ منورہ ہی میں حضرت کمال الدین محمد یمنی محدث سے احادیث کی تصحیح کرتے رہے۔

جب پورا تبحر حاصل ہو گیا تو آپ مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے اور یہاں سے بیعت

Marfat.com

المقدس پہنچ کر انبیائے کرام کے مزارات کی زیارتیں کیں۔

اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ آپ علوم ظاہر کی تکمیل میں مصروف رہے بلکہ بڑے بڑے بزرگان دین اور کاملین علوم باطنی کی صحبتوں سے بھی فیض یاب ہوتے رہے بڑے بڑے مشائخ سے ملے۔ فیوض باطنی حاصل کئے اور پاکبازانہ و متقیانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ جس وقت آپ بغداد شریف وارد ہوئے ہیں تو ایک جید عالم تھے۔

رسول کریم ﷺ نے خرقہء خلافت دلایا

بیت المقدس سے مختلف بلاد مشائخ اور مزارات کی سیر و زیارت کرتے ہوئے مدینۃ العلم بغداد میں آئے تو اس وقت حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا طوطی بول رہا تھا ان کی ذات گرامی مرجع خلائق بنی ہوئی تھی۔ بڑا دربار تھا اور بڑا اتقدس آپ ان کی خدمت میں جو حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی فرمایا باز سفید آگیا جو میرے سلسلہ کا آفتاب ہوگا اور جس سے میرا سلسلہ بہت وسعت پذیر ہوگا۔ آپ نے ادب سے گردن جھکائی اسی روز حلقہء ارادت میں لے لیا اور تمام توجہات آپ کی طرف مرکوز تھیں اور صرف (سترہ) روز میں درجہ ولایت کو پہنچا کر باطنی دولت سے مالا مال کر کے اور خرقہ خلافت عطا کر کے رخصت کر دیا۔

خانقاہ شیخ الشیوخ تو اس وقت دنیا کی سب سے بڑی روحانی یونیورسٹی تھی۔ جس میں ہر وقت اور ہمیشہ درویشوں اور طریقت والوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اس وقت اور بھی بہت سے بزرگ ان کی خدمت میں موجود تھے۔ جو مدت سے خرقہ و خلافت کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے جو دیکھا کہ مخدوم بہاؤالحق کو آتے دیر نہ ہوئی کہ خلافت بھی مل گئی تو انہیں خیال ہوا کہ ہم تو برسوں سے خدمت کر رہے ہیں ہمیں اب تک یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا اور یہ نوجوان چند روز ہی میں کمال کو پہنچ کر خلافت کا مستحق بھی بن گیا۔ آپ نے نور باطن سے ان کا مافی الضمیر معلوم کر کے فرمایا کہ تم "بہاء الحق" کی حالت پر کیا رشک کرتے ہو وہ تو ایک "چوب خشک" تھا جسے فوراً آگ لگ گئی اور بھڑک اٹھی اور تم چوب تر کی مانند ہو جو سلگ سلگ کر جل رہی ہے اور جلتے جلتے ہی جلے گی۔ پھر سب سمجھ لو کہ یہ تمام امور فضل الٰہی پر منحصر ہیں۔ سترہویں شب ہی کو مخدوم صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا آراستہ مکان ہے۔ جو انوارِ تجلیات سے جگمگا رہا ہے درمیان میں ایک مرصع تخت پر حضور نبی کریم ﷺ جلوہ افروز ہیں دائیں جانب حضرت شیخ الشیوخ دست بستہ مؤدب کھڑے ہیں اور قریب ہی چند

Marfat.com

خرقے آویزاں ہیں۔ حضور نبی کریم نے مخدوم صاحب کو سامنے بلایا اور ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت شیخ الشیوخ کے ہاتھ میں دیدیا اور فرمایا کہ میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ ان خرقوں میں سے ایک خرقہ بہاؤالدین کو پہنادو چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کے طور پر آپ کو ایک خرقہ پہنادیا۔

صبح ہوتے ہی حضرت شیخ الشیوخ نے آپ کو بلایا اور فرمایا کہ رات تجھے جو خرقہ عطا ہوا تھا وہ تجھے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق عطا کرتا ہوں پھر آپ ہی نے خرقہ پہنایا اور حکم دیا اب تم ملتان پہنچ کر ہدایت خلق میں مصروف ہو جاؤ یہ تھا حضرت مخدوم صاحب کا مرتبہ جلیل کہ خلافت ملی اور سترہ روز میں ملی حکم نبوی سے ملی اور سب کچھ دکھا کر ملی گویا آپ کو خود رسول اللہ ﷺ نے ملتان میں پنجاب و سندھ اور سرحد میں روشنی پھیلانے کے لئے متعین کیا تھا۔

دارالاسلام ملتان کا سہروردی مدرسہ

ملتان دارالاسلام تھا اتنے عرصہ میں فضا اور بدل چکی تھی حالانکہ آپ یہیں کے متوطن تھے مگر پھر بھی چونکہ آپ صاحب ولایت اور با اقتدار اور باکمال ہو کر آرہے تھے اس لئے مشائخین ملتان کو آپ کا ملتان آنا ناگوار گذرا اور انہوں نے دودھ سے لبریز ایک پیالہ آپ کے پاس بھیجا جس کا مقصد اشارہ یہ تھا کہ یہاں کا میدان پہلے ہی لبریز ہے اور ملتان میں آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں آپ نے اشارہ کو سمجھ کر دودھ کے اس بھرے ہوئے پیالہ میں ایک گلاب کا پھول ڈال کر بھیج دیا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ گو یہ پیالہ لبریز ہے اور یہاں جگہ نہیں مگر میں مثل اس پھول کے یہاں رہوں گا۔ اور میرے رہنے سے نہ کسی کی جگہ پر اثر پڑے گا نہ کسی پر بار ہوں گا۔ اور نہ کسی پر ناگوار آپ ۶۱۴ھ میں ملتان پہنچے اس وقت آپ کی عمر ۳۶۔۳۷ برس کی تھی۔

آپ نے ملتان پہنچ کر ملتان کا نقشہ ہی بدل دیا اور اس کی شہرت کو ہمدوش ثریا بنا دیا آپ نے عظیم الشان مدرسہ رفیع المنزلت خانقاہ وسیع و عریض لنگر خانہ پر شکوہ مجلس خانہ اور خوبصورت و عالی شان محل سرائیں اور مساجد تعمیر کرائیں اس وقت ملتان کا مدرسہ عالیہ ہندوستان کی مرکزی اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا جس میں جملہ علوم منقول کی تعلیم ہوتی تھی۔ بڑے بڑے لائق اور وحید العصر معلم و پروفیسر اس میں فقہ و حدیث تفسیر و قرآن

Marfat.com

ادب وانشاء فلسفہ و منطق اور ریاضی و ہیئت کی تعلیم دیتے تھے اور مخدوم صاحب اس کے پرنسپل تھے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ بلاد ایشیاء عراق و شام و حجاز تک کے طلباء اس مدرسہ میں زیر تعلیم تھے۔ اور طلباء کی وہ کثرت تھی کہ ہندوستان میں اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ خصوصیت یہ تھی کہ ان کئی ہزار طلباء کو نہ صرف یہ کہ آپ کے لنگر سے دونوں وقت کھانا ملتا تھا بلکہ کتب اور تمام سامان نوشت و خواند بھی مفت دیا جاتا تھا اور ان کے قیام کے لئے سینکڑوں حجرے اور بورڈنگ بنے ہوئے تھے اس جامعہ اسلامیہ نے ایشیاء کے بڑے بڑے نامور علماء و فضلاء پیدا کئے اور ملتان کی علمی و لٹریری شہرت کو فلک الافلاک تک پہنچادیا۔ آج تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کسی ایک پوری کی پوری جامعہ اور یونیورسٹی کے تمام کلی اور جزوی مصارف کی کفیل صرف ایک ہستی ہو سکتی ہے کیا اس تہذیب و ارتقاء کے زمانہ میں بھی امریکہ اور یورپ یا کہیں اور کوئی ایسی جامعہ موجود ہے جہاں طلباء کی تعلیم کے تمام مصارف کسی ایک فرد کے بار دوش ہوں اور طلباء کو کھانا اور سامان بھی مفت ملتا ہو۔

نہیں اور کہیں نہیں یہ جرأت و ہمت حضرت مخدوم صاحب ہی کی تھی کہ آپ نے سب سے پہلے ارض ہند میں مفت تعلیم۔ مفت سامان مفت قیام اور ایک عظیم الشان جامعہ کی اساس قائم کر کے علوم و فنون کے دریا بہادیئے اور خلق خدا کے دماغ روشن کر کے مذہب و ملت کے مقاصد جلیلہ کو عدیم النظیر تقویت پہنچائی۔

روحانی تربیت و تعلیم کا شاندار اہتمام یہ سب کچھ تو عوام کے افادہ اور علوم ظاہری و مذہبی کی تکمیل کا بندوبست و اہتمام تھا کہ آپ خود فاضل روزگار عالم و فقیہ و محدث و مفسر و قاری و حافظ تھے اور طلباء کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت اور اخلاق و مذہبی اصلاح و ارتقاء کا بھی پورا اہتمام و خیال رکھتے تھے۔ آج کی سی حالت نہ تھی کہ محض دماغ میں کتب ٹھونس دی جاتی ہیں اور تربیت اخلاق کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔

علوم باطنی اور علم الٰہی کے لئے ملتان میں آپ نے ایک عظیم الشان خانقاہ قائم رکھی تھی اس میں بھی چین، ترکستان، خراسان، ماوراء النہر، شام اور مصر تک کے طالبان حقیقت اور درویش موجود رہتے تھے اور جسے آپ جوہر قابل دیکھتے تھے خرقہ و خلافت دیکر جہاں ضرورت ہوتی تھی متعین و مامور کر دیتے تھے اور اس سہروردی خانقاہ عالیہ سے بلا مبالغہ ہزاروں بزرگ ولی کامل ہو کر نکلے اور انہوں نے اشاعت اسلام اور اصلاح عقائد کے

Marfat.com

سلسلہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے اس روحانی سہروردی یونیورسٹی کی یہ خصوصیت تھی کہ مریدوں اور طالبوں کو ترک دنیا، تجرید اور ترک علائق کی تعلیم نہ دیجاتی تھی بلکہ حکم تھا کہ عام دنیاداروں کی طرح رہیں کھائیں پیئیں شادی کریں۔ کمائیں۔ مگر طاعت الٰہی اور ذکر ربانی سے ایک لمحہ کیلئے غافل نہ ہوں اور گناہ و معصیت سے بچتے رہیں۔

اس خانقاہ میں تمام بلاد اسلامیہ کے بزرگ اور اولیاء تشریف لاتے اور ٹھہرتے تھے۔ حضرت قاضی حمید الدین، حضرت جلال الدین تبریزی، حضرت خواجہ قطب الاقطاب صاحب، حضرت بابا فرید گنج شکر جیسے اکابر و اعاظم بزرگ قیام کر چکے تھے اور آتے جاتے رہتے تھے۔ مہمان خانہ اسی خانقاہ کا ایک اہم جزو تھا۔ جس میں صوفیاء و اولیاء کا ہر وقت اجتماع رہتا تھا۔ اور بادہ عرفان کے دور چلتے رہتے تھے ادھر اجمیر شریف اور دہلی میں بھی خانقاہ اور مدارس قائم ہوئے اور انہوں نے بہت ترقی اور شہرت بھی حاصل کی لیکن تقدیم ملتان ہی کو حاصل ہوا اور اس کی ظاہری و باطنی یونیورسٹی نے تمام ایشیاء میں شہرت حاصل کی۔

دیوانخانہ سرکار میں دیباو قاقم کے فرش

آپ ہر جمعہ کو مسجد جامع میں وعظ فرماتے جس کے سننے کیلئے ہزارہا آدمی دور دور سے آتے آپ کے وعظ و تقریر میں وہ اثر تھا اور ایسا درد و سوز تھا کہ سننے والوں کے قلب ہل جاتے تھے لوگ چیخیں مار مار کر روتے تھے اور بعض افراد تو وہیں جاں بحق ہو جاتے تھے۔ مجلس خانہ میں ایک ہجوم رہتا تھا جس میں روزانہ صدہا افراد آکر مرید ہوتے تھے اور معتقدین و مریدین حصول سعادت کے لئے روزانہ حاضری دیا کرتے تھے ہندو اور مسلمان دونوں آپ کے معتقد تھے لنگر خانہ جاری تھا جس سے ہزارہا انسانوں کے پیٹ بھرتے تھے اور بکثرت روپیہ اس پر خرچ ہوتا تھا۔ رہنے کے محل سرا اور آپ کا دیوان خانہ بہت شاندار اور بہت آراستہ تھا جس وسیع کمرہ میں آپ رہتے تھے اس کی آرائش و زیبائش دیکھنے کے قابل تھی بالکل بادشاہوں کا کمرہ معلوم ہوتا تھا۔ زربفت کے گراں بہا پردے پڑے رہتے تھے۔ دیبا قاقم کے فرش تھے گوشہ میں ایک جڑاؤ چھپر کھٹ پڑا رہتا تھا۔ جس پر مخملی تکیہ رکھا ہوتا تھا۔ اس پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے۔ بیٹھنے کی جگہ بیش قیمت ایرانی قالین پڑے رہتے تھے آپ کا لباس بھی شاندار صاف اور معطر ہوتا تھا۔ سفید شفاف کپڑے زیب تن رکھتے تھے جو آتا تھا بیک نظر ٹھٹک کر رہ جاتا اور یہ سمجھتا تھا کہ فقیری نہیں شاہی ہے۔ واقعی آپ کا دربار شاہی

Marfat.com

دربار نظر آتا تھا۔ فقر و افلاس کے نظارے یہاں ناپید تھے۔ وسیع جائداد تھی اور دولت کے انبار بھی۔ ماہوار لاکھوں روپیہ سے کم فتوحات نہ تھی۔ نذرانوں میں ہزار ہا روپیہ اڑا چلا جاتا تھا۔ امراء و رؤساء ہزاروں لاکھوں روپیہ ایک وقت میں نذر دیتے تھے (مراۃ السالکین)

ایک مرتبہ شیخ فخر الدین گیلانی نے سات لاکھ اشرفیاں سوداگروں کی طرف سے نذر پیش کیں (تذکرۃ الاولیائے ہند مؤلفہ مراد محمد اختر)

ایک اور مرید نے آپ کو ستر لاکھ اشرفیاں ایک دفعہ ہی نذر دیں۔

(تذکرہ بہادران اسلام۔)

اشاعت اسلام کا مہتمم بالشان نظام

غرض یہ کہ آپ کے پاس بیشمار اور بکثرت دولت و ثروت تھی اور ایشیاء بھر میں مشہور تھے۔ فیاضی اور غرباء پروری کا بھی یہ حال تھا کہ فتوحات میں جو کچھ ملتا وہ شام ہونے سے پہلے پہلے راہ خدا میں لٹا دیتے اور غرباء و مساکین کو تقسیم کر دیتے تھے کوئی سائل آپ کے در سے محروم واپس نہ جاتا تھا سخاوت اور بذل کا ایک دریا تھا جو اس وقت برابر جوش مار تا رہتا تھا۔ لنگر بھی غرباء اور غیر مستحق افراد ہی کیلئے تھا ویسے کسی کو بھی انکار نہ تھا اخلاق نہایت بلند تھے نہایت منکسر المزاج و متواضع تھے غرباء و فقراء کی تعظیم کرتے تھے اس شان امیرانہ سے رہتے تھے مگر انکسار خلق کا یہ عالم تھا کہ غریب سے غریب بھی آتا تو بڑی محبت اور کشادہ پیشانی سے ملتے۔ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ کو مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

سندھ کی بہت سی ہندو قومیں اور ادھر ادھر کے ہزارہا ہندو آپ کی تبلیغ مواعظ اور پند و نصیحت سے مسلمان ہوئے حقیقت یہ ہے کہ آپ نے تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں فقید المثال خدمات سر انجام دیں۔ جانتے تھے یہ کہ علوم ظاہری و باطنی کے عظیم الشان مدارس وسیع لنگر خانے اور مواعظ و مجالس اور نصیحت و کرامات سب اشاعت اسلام اور اصلاح خلق کیلئے تھیں مریدی کا نظام انما المؤمنون اخوۃ کے رشتہ کی ایک زندہ تصویر تھا اور مسلمانوں کو بھائی بھائی بنانے اور ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کرنے کی واحد تدبیر یہی تھی اور یہ مسلمہ امر تھا اور ہے کہ ایک شیخ کے مختلف مریدوں میں واقعی ایک روح اتحاد پیدا ہو جاتی ہے اور وہ شاذ ہی باہم لڑتے ہیں۔ مدارس بھی پروپیگنڈے اور اشاعت کا بہترین ذریعہ ہیں اور انہی سانچوں میں ڈھل کر بہترین مسلمان اور بہترین مبلغ نکلتے ہیں اور لنگر خانے ایک

Marfat.com

فیض عام ہونے کے علاوہ نو مسلموں کیلئے بہترین مبلغ اور طالب علموں کے لئے بہترین ممد و معاون ہیں کہ وہ اطمینان اور بے فکری سے پڑھ سکتے اور کام کر سکتے ہیں۔ پیری مریدی کے نظام پر اگر غور کیا جائے تو یہ احیائے اسلام تربیت اخلاق تزکیہ نفس تصفیہ قلب اصلاح خلق اور اشاعت اسلام واتحاد کے لئے اساسی چیز ہے جب سے یہ نظام بگڑا اور ایک باکمال شیوخ کی جگہ نفس پرست اور دنیادوست بے کمال پیروں نے لی اور اس نظام کی طرف سے عام بد ظنی اور بد اعتقادی پیدا ہوئی اسی وقت سے مسلمانوں میں مذہبی مداہنت اور اخلاقی ابتری پیدا ہونی شروع ہو گئی یہ اسی رشتہ اور انہی نفوس قدسیہ کی برکات تھیں کہ اسلام کو فروغ ہو تا چلا جاتا تھا۔ اور تمام اقوام مسلمانوں کی علمی اخلاقی ذہنی مالی مذہبی اور روحانی عظمت کی معترف ہو کر ان کی طرف جھکتی اور گرتی تھیں آج سکھوں کے سوا اور کہیں کسی صورت میں لنگر خانوں کا رواج نہیں اور سکھوں میں بھی جو موجود ہے وہ بھی ناقص صورت میں ہے کہا جاتا ہے کہ اس سے مفت خوری بڑھتی ہے مگر بے وقوف یہ نہیں سمجھتے کچھ لوگ کھا تو لیتے ہیں۔ اور یہ سب بندگان خدا کے پیٹوں ہی میں تو جاتا ہے پھر جس سے پیٹ بھرے اور ہزاروں بھوکے شکم سیر ہوں وہ اچھی چیز ہے یا بری عجیب تر یہ ہے کہ آج کوئی سامان اس قسم کے موجود نہ ہونے کے باوجود بھی ہر ملک میں بھوکوں اور عسرت زدہ اور کاہل لوگوں کی تعداد اور زیادہ ہے اور اس عہد میں جابجا لنگر خانوں کی موجودگی کے باوجود یہ ست کاریاں تھیں اور نہ اتنا افلاس۔ لوگوں پر مغربی تہذیب والحاد کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ جس میں ایثار کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں اور جو سراسر نفس پرستی اور بخل ہے ورنہ پہلے لوگوں میں ایمان اور ایثار موجود تھا وہ چاہتے تھے کہ کچھ بھی ہو کوئی بندہ بھی بھوکا نہ سوئے اب اس کی پرواہ بھی نہیں کہ کوئی مرتا یا جیتا ہے۔

امیر ناصر الدین قباچہ کا سر غرور قدموں پر

سلطان التمش حضرت قطب الاقطاب کا خلیفہ تھا اور اسے قاضی حمید الدین ناگوری اور حضرت خواجہ غریب نواز ہی کی دعا سے بادشاہت ملی تھی اس کے سربراہ حکومت ہوتے ہی ملتان اوچ اور سندھ کا وسیع علاقہ جو خود اپنی جگہ ایک سلطنت کے برابر تھا امیر ناصر الدین قباچہ کے ہاتھ میں آیا اور مسند حکومت اسے مل گئی تو اس کا دماغ چل گیا اور طاقت و اقتدار حاصل کر کے اس نے اس علاقہ کا خود مختار بادشاہ حاکم بن جانے کے تدابیر شروع کیں

Marfat.com

آپ نے اور قاضی ملتان نے دو خط جداگانہ لکھ کر سلطان التمش کو روانہ کئے کہ آپ کے گورنر کے ارادے خطرناک ہیں۔ پہلے سے اس کا انتظام کر لیجئے اتفاق سے وہ دونوں خط راستے میں پکڑے گئے۔ ناصر الدین یہ دونوں شکایتی خطوط پڑھ کر غصہ سے دیوانہ ہو گیا قاضی کے قتل کا حکم دے کر اس نے آپ کو بلایا اور خط دکھایا آپ نے کہا بیشک یہ خط میں نے لکھا ہے اور تو جو اکڑتا ہے تو تیری مجال کیا ہے۔ جو مجھے کوئی چشم زخم پہنچا سکے تو کر ہی کیا سکتا ہے سنتے ہی قباچہ کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا کانپنے لگا قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی۔

ایک قوال عبداللہ پاک پتن شریف سے عازم ملتان ہوا اور حضرت گنج شکر سے دعائے سلامتی کا طالب ہوا۔ فرمایا میرے علاقہ تک بسلامت پہنچ جائیگا۔ آپ کی سرحد میں داخل ہوتے ہی قزاق نمودار ہوئے اس نے پکار کر کہا یا شیخ بہاؤالحق آپ کی سرحد میں ہوں مجھے پناہ میں لیجئے اس وقت غیب سے ایک سوار نمودار ہوا اور قزاقوں کو بھگادیا۔ ایک روز یہی قوال سرخ کمبل اوڑھ کر حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ نہ اوڑھ کہ سرخ لباس شیطان کا لباس ہے۔ اس نے گستاخانہ جواب دیا کہ آپ اپنے بیشمار خزائن کو دیکھتے نہیں اور میرے کمبل پر معترض ہوتے ہیں۔ فرمایا عبداللہ قوال ہے۔ بے ادب نہ بن۔ ہوشیار ہو۔ کیا میرا وہ احسان بھول گیا کہ میں نے تیری پکار پر تجھے قزاقوں سے نجات دی تھی اسی وقت معافی مانگی۔

حضور اپنے ایک مرید کے پاس لاہور گئے عید کا روز آیا تو آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کی۔ بار الٰہا مجھے بھی آج تو اپنی بارگاہ سے عیدی عطا کر کہ دوست اپنے دوستوں سے مل رہے ہیں اور تیرے سوا میرا کوئی بھی دوست نہیں۔

عید گاہ میں بکثرت مخلوق تھی۔ اسی وقت سبز خط میں لکھا ہوا ایک پرچہ آسمان سے گر کر آپ کے ہاتھ میں آگیا۔ لکھا تھا ہم نے تجھ پر آتش دوزخ حرام کی اس مرید نے حاضر ہو کر کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو عیدی دی ہے آپ ہمارے مرشد و پیر ہیں۔ ہمیں آپ عیدی دیں حضور مسکرائے اور یہ کہہ کر وہی پرچہ سب کے سامنے اسی مرید کو بخش دیا کہ بروز حشر دوزخ کی آگ جانے اور میں جانوں تو تو یہ لے لے۔

کرامت و خوارق عادت

شیخ صدر الدین کرخی مولانا نجم الدین سے تفسیر پڑھا کرتے تھے پوچھا کیا پڑھتے ہو؟ بولے تفسیر کشاف وایجاد۔ فرمایا پھونک انھیں اور ذکر و شغل میں مصروف ہو۔ شیخ نے استاد سے ذکر کیا تو انہیں ناگوار گذرا۔ مگر رات کو

Marfat.com

شیخ نے خواب میں دیکھا کہ وہی دونوں کتابیں جل گئیں حالانکہ وہ سب سے نیچے رکھیں تھیں۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے ہمشیر زادے مولانا فخر الدین عراقی گو بہت شاعر و عالم تھے مدرسہ دمشق میں پڑھایا کرتے تھے ایک لڑکے پر عاشق ہو کر ریش و آبرو صاف کرواکر قلندروں میں شامل ہو گئے اور انہی کے ساتھ ملتان پہنچے آپ نے پہچان کر نظر جو ڈالی تو قلندروں کو بھی بھول گئے اور جوش عشق بھی ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور محبت الٰہی پیدا ہو گئی آپ نے انہیں کامل بنا کر اپنی لڑکی کی شادی بھی انہی کے ساتھ کر دی اور ملبوس خاص بھی عطا فرمایا۔

سید جلال الدین بخاری خانقاہ معلےٰ میں آ کر مقیم ہوئے ملتان کی لو جو دیکھی تو آپ کو اپنے ملک کی خنکی یاد آئی۔ مخدوم صاحب نے دل کی حالت نور باطن سے معلوم کر کے خادم سے کہا کہ صحن کے بوریئے اٹھا کر اچھی طرح صفائی کر دو۔ اسی وقت ایک ٹکڑا ابر کا نمودار ہوا۔ گرج اور کڑک شروع ہو گئی سرد ہوائیں چلنے لگیں اور مرغی کے انڈے کے برابر اولے برسنے شروع ہو گئے خود سید صاحب اور دوسرے درویشوں نے خوب اولے کھائے۔ آپ ظہر کی نماز کے لئے باہر آئے پوچھا کئے سید صاحب ملتان کے اولے بہتر ہیں یا بخارا کی برف اچھی؟ بولے نہیں حضور ملتان کے اولے بہت خوب ہیں تعجب یہ ہے کہ اولے صحن کی خانقاہ کے سوا کہیں نہ برسے سید صاحب اسی روز مرید ہوئے اور چند سال ہی کے اندر آپ نے انھیں کامل بنا کر اوچ کا صاحب ولایت مقرر کر دیا۔

سید کمال الدین شیرازی بہت بڑے اور لکھ پتی تاجر تھے جواہرات کی تجارت کرتے تھے۔ بہت ساز و جواہر لیکر عدن سے جہاز میں سوار ہوئے کچھ دور پہنچ کر جہاز گرداب میں گھر گیا سید کمال الدین آپ کے مرید تھے پکارا کہ یا شیخ مدد کیجئے۔ سب نے اسی وقت آپ کو ایک کشتی میں سامنے سے آتا دیکھا طوفان تھم گیا اور آپ غائب ہو گئے سورت پہنچ کر جہاز کے تمام سوداگروں نے شیخ صاحب فخر الدین گیلانی کے بدست سات لاکھ اشرفیاں بطور نذرانہ روانہ کیں اور شیخ صاحب نے مخدوم صاحب کو کبھی نہ دیکھا تھا مگر سامنے سے پہنچتے ہی شناخت کر لیا کیونکہ طوفان کے وقت انہوں نے آپ ہی کو کشتی میں آتے دیکھا تھا مخدوم صاحب نے نذرانہ قبول کر کے ان کے سامنے ہی اسی وقت سب کا سب راہ خدا میں لٹا دیا۔ شیخ فخر الدین بہت متمول تاجر تھے وہ یہ سخاوت و کرامت دیکھ کر اس درجہ متاثر ہوئے کہ اپنا

Marfat.com

تمام زر و جواہر لٹا کر فقیر و مرید ہو گئے اور آپ کی فیض و توجہ سے مرتبہ کمال پر پہنچے جدہ میں مدفون ہوئے۔

امیرانہ شان دیکھ کر حسن قوال کا خطرہ

"سیرۃ السالکین" میں مرقوم ہے ایک روز حسن قوال نے بابا صاحب سے عرض کی کہ یا شیخ میں نے حضرت شیخ الاسلام کی بہت تعریف سنی ہے دل چاہتا ہے کہ زیارت کر آؤں۔ فرمایا کہ جانا مگر دیکھو بے ادبی نہ کرنا۔ خدام نے قوال کے آنے کی اطلاع جو کی تو فرمایا آنے دو۔

قریب گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک نہایت شاندار رفیع المنزلت محل ہے جو ہر طرح آراستہ و پیراستہ ہے قاقم و دیبا کے قیمتی فرش بچھے ہوئے ہیں ایک جڑاؤ پلنگ بچھا ہوا ہے اس پر آپ پورے طمطراق سے مخملین تکئے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں فوراً سوچنے لگا یہ بھی کوئی شیوخت ہے کہ تمام دنیوی عیش اور آرائش موجود ہے۔ فقیری ہے تو میرے ہی مرشد حضرت گنج شکرؒ کے ہاں ہے جہاں گھر میں ایک بوریئے کے سوا کوئی اور شے نہیں۔

آپ اس کے خطرۂ دلی سے آگاہ ہو گئے۔ فرمایا بے ادب، بھائی فرید نے تجھے چلتے وقت سمجھا بھی دیا تھا کہ بے ادبی نہ کرنا۔ مگر نہ مانا اور نہ سمجھا فقر و تصوف میں بے ادبی سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں چاہتے تھے کہ اسے اٹھا کر پھینک دیں۔ مگر حضرت بابا فرید کا ہاتھ سامنے آگیا اس لئے آپ نے درگذر کر دی۔ فرمایا جانتا ہے کہ اگر اس وقت یہ ہاتھ درمیان میں نہ آجاتا اور اس کی رعایت مقصود نہ ہوتی تو یہی بے ادبی تیرا پیغام موت بن گئی ہوتی تو کیا جانے کہ دنیا کیا ہے۔ اور فقیری کسے کہتے ہیں۔ خبردار آئندہ ادب کا خیال رکھنا حسن قوال پاؤں پر گرا اور معافی چاہی۔

عبادات و کمالات

شاہ اشرف جہانگیری اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ حضرت قطب الاقطاب جب عازم دہلی ہوئے تو آپ سب سے پہلے ملتان کی ایک مسجد میں آکر مقیم ہوئے مخدوم صاحب کو نور باطن سے آپ کا آنا معلوم ہو گیا اور آپ اسی وقت سوار کرا کر خانقاہ میں لے آئے اور بڑی پر تکلف ضیافت کی قطب الاقطاب صاحب نے کہا بہاء الدین ضیافت تو کی مگر خشک آپ سمجھ گئے اور قوالوں کو بلا کر قوالی کرائی سہروردی درویش آوازیں سن کر جمع ہو گئے اور روکنا چاہا فرمایا کوئی حرج نہیں ایک چشتیہ بزرگ مہمان ہیں ان کی خاطر سے یہ سماع کرایا ہے۔ مگر لطف دیکھئے تھوڑی دیر ہی میں ان منع کرنے والوں

Marfat.com

کو بھی وجد آگیا حضرت قطب الا قطاب اور حضرت بابا گنج شکر اور مخدوم صاحب میں بڑے عزیزانہ اور دوستانہ تعلقات تھے سب بزرگ باہم ملتے اور آتے جاتے رہتے تھے قطب الا قطاب صاحب بھی ملتان جایا کرتے تھے اور مخدوم صاحب بھی دہلی آتے جاتے رہتے تھے۔

باوجود اتنی مصروفیتوں اور مشغولیتوں کے جائدادو ثروت مدارس و خانقاہ ہدایت اور ارشادات کے تمام انتظام و کام آپ ہی کے دوش پر تھے مگر طاعت و عبادت کی یہ حالت تھی کہ دو رکعت میں کھڑے ہو کر شب کو قرآن ختم کر دیا تھا مدت مدید تک یہ عالم رہا کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے عشاء کے بعد کھڑے ہو جاتے اور دو دو رکعت میں قرآن کریم پورے کا پورا ختم کر دیتے تہجد کی نماز کے بعد ہمیشہ تلاوت قرآن کے لئے بیٹھ جاتے اور صبح کی نماز کے وقت قرآن ختم کر کے اٹھتے رمضان میں ایک دفعہ آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ میرا دوست وہ ہے جو تمام رات میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک ایک قرآن پڑھے جو میں خود برسوں کر تا رہا ہوں چنانچہ یہ کہہ کر آپ خود بھی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور واقعی دو رکعتوں میں نہ صرف یہ کہ دو قرآن ختم کئے بلکہ چار سیپارے اور پڑھے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب روزے زیادہ رکھتے تھے اور افطار کم تھا خواہ کچھ حالت ہو۔ مگر شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین کو صوم کم تھا اور طاعت زیادہ تھی یعنی آپ گو نہ روزے کم رکھتے تھے مگر طاعت و عبادت سے زیادہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ مخدوم صاحب اور حضرت بابا صاحب عالم طیر میں تھے کہ پرواز کرتے کرتے کوہ قاف میں پہنچ گئے اور وہاں قیام کیا وہاں کے تمام مشائخ و فقراء آپ کی زیارت و قدمبوسی کو حاضر ہوئے وہاں کچھ روز وعظ فرمائے سب پر حالت طاری ہو گئی جب دنیاداروں نے بہت ستایا تو مراجعت فرمائے ہندوستان ہوئے حالت یہ تھی کہ مدت تک بعد وصال دست مبارک قبر سے واپس آتا رہا اور لاکھوں آدمی اس کی زیارت کو حاضر ہوتے رہے۔ آپ کی خوراک بہت سادہ تھی اور نفیس کھانا تناول فرماتے تھے۔

سہروردی معیار کمال

آپ بحکم حضور نبی کریم ﷺ ہندوستان میں ہدایت خلق اور اشاعت اسلام کے لئے متعین ہوئے اور واقعی اس کام کو آپ نے نہایت خوبی سے انجام دیا کہتے ہیں کہ ابتداء میں ولایت ہند سہروردی کے سپرد ہوئی تھی۔ مگر بعد کو یہ خدمت چشتیوں کے سپرد ہوئی تھی اس لئے کہ سہروردی ظاہر و باطن میں بالکل

Marfat.com

متشرع زندگی بسر کرتے تھے۔ ترک اسباب ترک دنیا ترک دولت ان کے ہاں ضروری نہ تھی ان کے ہاں معیار کمال یہی تھا کہ :۔

"دنیا میں پوری طرح پھنس کر اللہ کو یاد کرو وہ اسے گونہ کم ہمتی سمجھتے تھے کہ دنیا چھوڑ کر اللہ کو تلاش کیا جائے۔ وہ کہتے تھے کمال تو یہی ہے کہ تمام لذائذ و نفائس اور دنیوی مشغلوں میں گھر کر اللہ کو فراموش نہ کیا جائے چنانچہ آج بھی سہروردی سلسلہ میں فقر و فاقہ کی کوئی اہمیت نہیں وہ کہتے ہیں کہ جیسی زندگی صحابہ نے بسر کی ویسی ہی زندگی بسر کی جائے اور دین و دنیا دونوں سے فائدہ اٹھایا جائے مخدوم صاحب اور حضرت شیخ الشیوخ کی زندگی اس نظریہ کی زندہ تفسیر تھی۔

لیکن ہندوستان میں چونکہ ترک دنیا اور سنیاس کو ہمیشہ اہمیت اور تقدس حاصل رہا ہے اور اس ملک میں اشاعت اسلام کے لئے یہ ضروری چیز تھی اس لئے دونوں حالتیں برابر ہیں ان کے نزدیک نہ دنیاداری بری ہے اور نہ فقیری بری ہے وہ دونوں سے بے تعلق ہیں صوفیاء کسی حالت میں بھی رہیں اللہ کے دوست ہیں اس عہد میں ایک طرف مخدوم صاحب تھے کہ شاہانہ زندگی بسر کر رہے تھے جواہرات میں کھیل رہے تھے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھاتے اور پہنتے تھے دوسری طرف حضرت بابا صاحب تھے۔ جن کے کاشانہ عالیہ میں ایک پھٹے ہوئے بوریہ کے سوا کچھ نہ تھا مگر نہ اوّل الذکر کی دولت و ثروت انہیں ذکر الٰہی سے روک سکی اور نہ مؤخر الذکر کے لئے فقیری کچھ باعث نقصان مرتبہ بنی یہ تو محض ظاہری عمل ہیں حقیقی چیز باطن کی ترقی ہے ظاہر پرستوں کے لئے ہیں ورنہ اللہ والے ہر حالت میں اللہ والے ہیں۔

آفتاب ہدایت و عرفان کا غروب

ایک روز آپ اپنے حجرے میں مصروف ذکر و شغل تھے آپ کے فرزند جلیل حجرے کے باہر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر ایک سر بمہر لفافہ حضرت صدر الدین کو دیا کہ اسے مخدوم صاحب کو پہنچا دو۔ مخدوم صاحب باہر تشریف لائے تو وہ لفافہ دیا گیا جس کے پڑھتے ہی آپ نے اللہ کہا اور واصل بحق ہو گئے اسی وقت آواز آئی کہ :۔

"دوست بدوست پیوست۔ ۶۶۶ھ میں بعمر اٹھاسی سال وصال ہوا۔

اسی سن میں حضرت بابا صاحب کا بھی وصال ہو گیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز ۶۳۳ھ حضرت قطب الاقطاب ۶۳۳ھ حضرت بابا صاحب ۶۶۶ھ اور حضرت مخدوم

صاحب ۶۶۶ھ بابا صاحب سے پہلے وصال پا گئے یہ عہد کتنا مبارک عہد تھا اور ساتویں صدی ہجری میں کس کس پایہ کے بزرگ ہندوستان میں جلوہ افگن تھے تقریباً ایک ہی صدی ہجری پیشتر ۵۶۱ھ میں حضور غوث اعظم وصال پا چکے تھے جن سنین میں حضور غریب نواز اور قطب الاقطاب صاحب کے وصال ہوئے ہیں۔ اس سن میں یعنی ۶۳۳ھ میں حضرت شیخ الشیوخ کا انتقال ہو چکا تھا گو ۶۳۲ھ میں شیخ الشیوخ ۶۳۳ھ میں خواجہ صاحب نے ۶۳۴ھ میں قطب الاقطاب صاحب اور اس کے بتیس سال بعد ۶۶۶ھ میں پہلے مخدوم صاحب اور بعد کو بابا صاحب کا بھی وصال ہو گیا۔

آپ کے دادا اور والدین کے مزار بھی ملتان ہی میں ہیں جد بزرگوار کے مزار پر جو درخت ہے اس کے پتے جو دیوانہ کھاتا ہے صحت پاتا ہے ملتان میں آپ کا عظیم الشان روضہ مرجع خلائق بنا ہوا ہے آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے۔ شیخ نجم الدین علی بر عشی شیرازی بغداد میں اور شیخ فخر الدین عراقی دمشق میں جلوہ گر رہے اور باقی ہندوستان میں روشنی اور نور پھیلاتے رہے۔ آپ کے عہد میں ملتان کے اندر یہ حالت ہو گئی تھی کہ گھروں کی بیویاں تو ایک طرف کنیزیں اور لونڈیاں تک چکیاں پیستے اور کام کرتے ذکر الٰہی کرتی رہتی تھیں اور ہر طرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے دوستوں ہی کے تذکار سننے میں آتے تھے۔ آپ ولیوں میں "باز سفید" مشہور تھے۔ آپ نے سات بیٹے چھوڑے۔ دولت کی یہ حالت تھی کہ پچاس لاکھ روپیہ نقد کاشانۂ معلےٰ میں موجود تھے۔ ایک ایک فرزند کے حصہ میں سات سات لاکھ اشرفیاں آئیں۔ اس کے علاوہ منقولہ و غیر منقولہ جائداد کی قیمت کا کوئی حصر و شمار ہی نہ تھا۔ غرض انتہائی تمول میں انتہائی خدا پرستانہ و عارفانہ زندگی بسر کی۔

کرامات

ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اولاد نصیب فرمائے۔ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ تاکہ دیکھ سکیں کہ لوح محفوظ پر اس عورت کی قسمت میں اللہ تعالےٰ نے کوئی بچہ لکھا ہے۔ یا نہیں! سبحان اللہ!

مقبولان خدا دیکھتے ہیں۔ تو آنکھوں کو بند کر کے دیکھتے ہیں۔ ؎

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق!
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

Marfat.com

بہر حال آپ نے فرمایا کہ تیری قسمت میں لوح محفوظ پر کوئی اولاد نہیں ہے۔

عورت مایوس ہو کر واپس آ رہی تھی۔ کہ راستے میں غوث بہاء الحق زکریا کے پوتے شاہ رکن عالم صاحب غوری رحمتہ اللہ علیہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ بچپن کا زمانہ تھا۔ انہوں نے عورت کو روتے دیکھ کر فرمایا "کیوں روتی ہے۔" عورت نے کہا۔ "شہزادے! تمہارے دادا جان کے پاس گئی تھی تا کہ اولاد کی دعا کرا سکوں مگر انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ تیری قسمت میں اللہ تعالےٰ نے اولاد نہیں لکھی ہے۔" شاہ رکن نے فرمایا پھر تو نے کیا کیا؟ عورت نے کہا شہزادے! میں کیا کہہ سکتی تھی آپ نے فرمایا جواب میں تجھے سکھاتا ہوں۔ ویسے ہی کرنا مگر دادا جان کے سامنے میرا نام مت لینا۔ آپ نے فرمایا جا کر یہ کہو کہ اگر قسمت میں لکھا ہوتا تو آپ کی خدمت میں حاضر نہ بھی ہوتی وہ تو مجھے مل ہی جاتا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا کیا فائدہ ہوا۔ وہ عورت پھر واپس آئی اور جو کچھ شہزادے نے سکھایا تھا۔ عرض کیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ابھی عمر چھوٹی ہے اور باتیں اونچی کرتا ہے۔ آپ نے عورت کو فرمایا کہ کل آنا آج رات میں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا کروں گا۔ چنانچہ صبح عورت آئی تو آپ نے فرمایا۔ میں نے تجھے ایک بیٹا دیا۔ دو دیئے، تین دیئے، چار دیئے، چھ دیئے، سات دیئے۔

اس عورت کو اللہ کریم نے سات بیٹے دیئے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایک دفعہ حاکم وقت نے قصور پر ایک شخص کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ وہ شخص عرصہ تک شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن اس کی یہ حالت دیکھ کر حضور کو بڑی رقت ہوئی اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اگر کوئی آرزو ہو تو بیان کر اس نے دونوں کٹے ہوئے ہاتھ آگے بڑھائے۔ حضرت غوث العٰلمین نے آسمان کی طرف نظر کی اور عرض کی۔

"دست بایں بے دست بدہ"

اسی وقت اس کے دونوں ہاتھ درست ہو گئے۔"

شہزادی کو بچا لیا

ایک درویش نے شیخ سے کہا۔ کہ بادشاہ کی لڑکی سخت بیمار ہے۔ چونکہ فقراء اور مساکین کی پرورش کرتی ہے اور بڑی نیک بخت ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ آپ وہاں تشریف لے جا کر شہزادی کیلئے دعا کریں۔ یہ سن کر شیخ شاہی محل

Marfat.com

کو روانہ ہوئے۔ شہزادی کے شوہر نے استقبال کیا۔ اور شیخ کو مریضہ کے سرہانے لا بٹھایا۔

شیخ نے دیکھا کہ وہ حالت نزع میں ہے۔ فرمایا

"جلدی پکڑو۔ یہ تو چلی"

اس کے خاوند نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور! میں اسے کیسے پکڑوں"

حضرت مریضہ کے تنفس کی طرف متوجہ تھے۔ فرمایا۔

اسے خرید لیا ہے۔ اس کا پورا خون بہا لے آؤ۔

نزع اور جان کنی کی حالت میں توقف پڑ گیا۔ لڑکی نے آنکھ کھولی اور شیخ کی طرف دیکھ کر لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا۔ "السلام علیکم۔"

شیخ نے کہا۔ بیٹی! قطعی خوف نہ کر۔!! ہم نے تجھے ملک الموت سے چھڑا لیا ہے۔ تو بڑی قدر اور مرتبہ والی ہے۔ اگر تو زندہ رہے گی۔ تو لوگوں کو تجھ سے فائدہ پہنچے گا۔ میری ایک بچی ہے جو مجھے بہت پیاری ہے۔ میں اسے تجھ پر تصدق کرتا ہوں۔"

پھر ملک الموت کی طرف متوجہ ہوئے۔

فرمایا۔ "کہ تم کوئی جان لئے بغیر واپس جانے والے نہیں ہو۔ اچھا میری بیٹی کی روح اس کے بدلے میں لو۔ شہزادی کو تو میں خدا تعالےٰ سے خرید چکا ہوں۔ اس کے بعد شیخ اپنی لڑکی کے پاس گئے۔ اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ گھر کے صحن میں بیٹھی کام کر رہی تھی۔ باپ کو آتا دیکھ کر ادب سے کھڑی ہو گئی۔ شیخ نے کہا۔

"اے لخت جگر! مجھے اپنی جان بخش دے۔ کیونکہ نفع رسانی میں شہزادی کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔" اس معصومہ نے بلا تامل عرض کیا۔

اے پدر بزرگوار! میری جان آپ کے حکم میں ہے جو مناسب سمجھیں۔ عمل میں لائیے۔

شیخ نے ملک الموت سے فرمایا۔

آگے بڑھ اور اس کی روح قبض کر!

اسی وقت شیخ کی لڑکی فرش پر گر پڑی۔ اور مر گئی۔

عذاب قبر سے نجات

شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ' العزیز فرماتے ہیں کہ بہاؤ الدین زکریا نے بڑی سیاحت فرمائی تھی۔ اس فقیر نے تیرہ سو اسی مشائخ کبار کی زیارت کی ہے۔ لیکن شیخ الاسلام ملتانی نے مجھ سے بھی زیادہ مشائخ دیکھے

Marfat.com

تھے۔ ایک مرتبہ ان کا گزر ایسے شہر میں ہوا۔ جہاں ایک بڑی غار تھی۔ جب کوئی شخص فوت ہوتا تو اس کی لاش کو اس غار میں چھوڑ آتے تھے اور ساتھ ہی ایک زندہ آدمی وہاں بیٹھا آتے۔ تاکہ دیکھ سکے کہ مردے پر کیا گذرتی ہے۔ ایک دن ایک شخص فوت ہو گیا۔ جب اس کی لاش کو غار کے دہانے پر لے گئے تو شیخ الاسلام بہاؤالدین ملتانی نے درخواست کی کہ آج مجھے یہاں چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ وہ حضرت کو مردے کے ہمراہ غار میں بند کر کے چلے آئے۔ جب کچھ رات گذری۔ تو عذاب کے فرشتے مردے کو عذاب دینے کے لئے آپہنچے۔ لاش حرکت میں آئی۔ اور مردہ اٹھ کر حضرت کے قدموں میں آپڑا۔ اسی وقت ایک غیبی آواز سنی گئی۔ کہ "اسے چھوڑ دو۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس شخص کو عذاب کریں۔ جو شیخ الاسلام بہاء الحق والدین ابو محمد زکریاؒ کی حمایت میں آچکا ہو۔" فرشتے اسی وقت واپس لوٹ گئے۔ فرماتے ہیں کہ یہ ندا غار کے آس پاس رہنے والوں نے بھی سنی۔ شہر بھر میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ لوگ حضرت کی زیارت کو دوڑے۔ مگر شیخ الاسلام غار سے نکل کر کسی نامعلوم سمت کو چل دیئے۔

شیخ الاسلام بخارا میں

ایک روز شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ علماء بخارا سے گفتگو میں مصروف تھے۔ ولایت کے بارہ میں بحث ہو رہی تھی۔ معاملہ خاصہ طویل ہو گیا۔ انجام کار فیصلہ یہ ہوا۔ کہ ولی وہ ہے جو خود بھی یہاں خانہ کعبہ کا مشاہدہ کرے اور دوسروں کو بھی اس کی زیارت کرائے۔ اسی وقت شیخ الاسلام مراقبہ میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ یارو اپنی ذرا آنکھیں بند کر لو سب نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر فرمایا۔ اب آنکھیں کھول لیجئے۔ حاضرین نے جونہی آنکھیں کھولیں کعبہ کو سامنے پایا۔

محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت شیخ الاسلام بخارا میں مقیم تھے۔ وہاں اس قدر قحط پڑا کہ آدمی آدمی کو کھانے لگ گیا۔ شہر کے علماء و مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے طے کیا۔ کہ سب مل کر شیخ الاسلام سے دعا کے لئے درخواست کریں۔ چنانچہ تمام آبادی حضرت غوث العالمینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی۔ کہ خدا سے بارش کے لئے دعا کیجئے۔

شیخ الاسلام منبر پر چڑھ گئے اور سر سے کلاہ مبارک اتار کر آسمان کی جانب نگاہ کی۔ اور عرض کی۔ اے بار الٰہا! اگر شیخ الشیوخ نے یہ کلاہ شریف صدق اور اخلاص سے میرے سر پر رکھی ہے اور میں نے بھی دین و دنیا کی سعادت سمجھ کر اسے اخلاص سے قبول کیا ہے۔ تو

Marfat.com

اس کی برکت سے بارش برسا دے۔

ابھی یہ جملہ ختم بھی نہ ہوا تھا۔ کہ آسمان پر گرج سنائی دی۔ اور اس قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک شہر میں پانی کھڑا رہا۔

جذامیوں کیلئے دعا

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ الاسلام سمر قند میں پہنچے۔ وہاں جذامیوں کا ایک گروہ غار میں آباد تھا اتفاق سے ایک روز آپ وہاں جا نکلے انہوں نے جب ایک نورانی چہرہ کو اپنے سامنے پایا۔ تو وہ بے تحاشا حضور کے گرد جمع ہو گئے۔

آپ نے فرمایا۔ "تم لوگ کیا چاہتے ہو۔"

عرض کی حضرت دعا چاہتے ہیں۔ تا کہ اللہ جل شانہ، وتعالیٰ اپنے رحم وکرم سے یہ مرض دور کر دے حضرت غوث العالمین نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ ندا آئی۔

"اے بہاؤالدین! یہ گروہ زیر عتاب ہے۔ ان کا معاملہ پیش نہ کر۔" حضرت کی ذات میں کرم اور رحم کا مادہ زیادہ تھا۔ مولا کی جناب میں دوبارہ گڑ گڑا کر عرض کی۔ کہ اے ارحم الراحمین اگر تیری ذات ان پر رحم نہیں کرے گی۔ تو یہ اور کس دروازے پر جائیں گے۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی اور حضور کی درخواست منظور ہو گئی۔ وہاں ایک حوض پانی سے بھرا ہوا موجود تھا۔ آپ نے جذامیوں کو اس میں غسل کرنیکا حکم دیا۔ چنانچہ پل بھر میں سب کے سب شفایاب ہو گئے۔

سراندیپ کا سفر

شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا سراندیپ کی طرف تشریف لے گئے۔ سال بھر ایک پہاڑ پر قیام رہا ایک دن ایک بوڑھا آدمی لکڑیوں کا پشتا سر پر اٹھائے پاس سے گزرا۔ یہ ایک غریب الحال اور عیالدار شخص تھا۔ گھر میں جوان لڑکیاں بیٹھی تھیں۔ اس قدر رقم پاس نہ تھی۔ کہ رخصتی کے فرائض سے سبکدوش ہو سکتا۔ اس پر شیخ کی نظر جا پڑی پاس بلا کر لکڑیوں کے پشتا پر ہاتھ پھیرا۔ وہ لکڑیاں سونا بن گئیں۔ فرمایا۔

مجھے تمہاری خاطر یہاں بیٹھایا گیا تھا۔ تا کہ تمہارا کام سرانجام دوں۔

یہ کہہ کر حضور وہاں سے چل پڑے۔

Marfat.com

شمس العارفین

شاہ بیابانی

سلطان التمش کی نیاز مندانہ استدعا

حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی بہت بڑے صاحب جذب و کمال بزرگ گذرے ہیں۔ آپ بھی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے بہت پر جلال تھے اور ترک و تجرید میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ مرشد گرامی کی خدمت میں رہ کر بہت جلد مراحل عرفان طے کر لیں اور دربار سہروردی سے خرقہ ء خلافت حاصل کر کے چندہ میں پہنچے جو آپ کا وطن تھا وہاں ایک عرصہ تک مجاہدات وریاضت میں مصروف رہ کر مرشد گرامی کے حکم سے عازم دہلی ہوئے اور ایک غیر آباد جنگل میں جہاں اب فیروز شاہ کا کوٹلہ ہے قیام فرمایا اور وہیں رہنے لگے۔ سلطان شمس التمش آپ کا بہت معتقد تھا۔ وہیں آپ سے ملنے اور قدمبوسی کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ وہ آپ کو برابر اصرار کرتا رہتا تھا کہ حضور جو اس ویرانہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو یہ کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا آئیے شہر چلیے میں آپ کے لئے سب بندوبست کر دوں گا۔ فرمایا نہیں مجھے اسی گوشے میں پڑا رہنے دے مخلوق سے علیحدہ ہی اچھا ہوں اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں۔ ایک روز بہت اصرار کیا تو فرمایا گھبراتا کیوں ہے۔ اللہ کو منظور ہوا تو جہاں میں بیٹھا ہوں وہیں آبادی ہو جائیگی اور یہ جنگل میں منگل بن جائے گا۔ عرض کی کہ آپ آبادی میں رہیں گے تو بندگان خدا کو بھی آپ کے یمن انفاس سے فائدہ پہنچے گا۔ مگر آپ نے منظور نہیں کیا۔ اللہ تعالے اپنے دوستوں کی بات کہاں ٹالتا ہے کچھ عرصہ بعد فیروز شاہ نے یہاں دوسرا شہر آباد کیا اور واقعی جنگل میں منگل بن گیا چند صدی کے بعد شاہجہاں نے تیسری جگہ دہلی آباد کی اور شہر پناہ روضہ ء انور کے قریب ہی بنا۔ حتی کہ اس کا ایک دروازہ بھی آپ کی

Marfat.com

نسبت سے ترکمان دروازہ ہی کے نام سے مشہور ہوا اور اب تک ہے۔

ترک امارت و مجاہدات

آپ نے امارت و حکومت کو خیرباد کہہ کے فقیری لی تھی اور عشق الٰہی اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت آنکھیں سرخ رہتی تھیں اور ایک جذب و جلال آپ پر طاری رہتا تھا۔ جو الفاظ منہ سے نکلتے وہی واقعہ کی شکل اختیار کر لیتے جو کہتے وہی ہو جاتا۔ مدت مدید تک جنگل کے پھلوں اور پتوں پر گذارہ کرتے رہے۔ عرصہ تک سر تکیہ سے نہ لگایا۔ رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے دن دن بھر مراقبہ سے سر نہ اٹھاتے۔ کثرت عبادت نے آپ کے جلال کو بہت بڑھا دیا تھا۔ اور آپ کے سامنے پہنچتے ہی لوگوں کے جسم پر اکثر لرزہ طاری ہو جاتا۔ آپ اسی بیابان میں رہتے تھے کہ ایک روز ایک قلندر صاحب آپ کے پاس آکر مقیم ہوئے۔ ان قلندر صاحب کے ساتھ دو شیر ببر تھے۔ بولے انھیں کہاں باندھوں؟ فرمایا باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ باہر میری بکریاں چھوڑی ہوئی ہیں انھیں ان میں چھوڑ دے۔ بولا شیر ہیں کہیں آپ کی بکریوں کو چیر پھاڑ کر نہ رکھ دیں فرمایا اس کی پرواہ نہ کرو بکریاں بھی تو آخر میری ہی بکریاں ہیں۔ وہ تمہارے شیروں سے دبنے والی نہیں چنانچہ شیر بکریوں میں چھوڑ دیئے گئے۔ بکریوں نے دیکھا کہ شیر ہمارے باڑے میں آگئے ہیں تو انہوں نے تنگ کرنا شروع کیا۔

یہ کرامت ملاحظہ فرمایئے کہ الٹے شیر ان بکریوں سے ڈر رہے تھے اور گھبرا رہے تھے جب بہت تنگ ہوئے اور بکریوں نے انھیں دم ہی نہ لینے دیا تو دونوں شیر دھاڑنے لگے اور دھاڑ کر باڑے سے باہر آگئے۔ قلندر کو اپنی کرامت و عظمت کا بڑا زعم تھا۔ یہ عظمت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

زیر بغل دریائے موج کا نظارہ

حضرت قطب الاقطاب صاحب کو آپ کے ساتھ بڑی محبت تھی اور آپ بھی محبت سے ملتے تھے دونوں بزرگ ایک دوسرے کی قیام گاہ پر ملنے آتے رہتے تھے۔ گو مہرولی جہاں قطب صاحب رہا کرتے تھے اور یہ بیابان دور تھے۔ نو دس میل کا فاصلہ تھا مگر باہم آمد و رفت کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا۔ جب ملتے تو ایک دوسرے کی ضیافت کرتے اور راز و نیاز عشق کی باتیں اور تصوف و عرفان کی گفتگوئیں ہوتیں اور دونوں کا وقت بڑی مسرت و لطف میں گزرتا۔

ایک مرتبہ خواجہ قطب الاقطاب کے مہمان بنے سامنے دلیہ رکھا ہوا تھا۔ اور دونوں ایک ہی طباق میں سے اٹھا اٹھا کر کھا رہے تھے۔ اس وقت حضرت بابا صاحبؒ کھڑے

Marfat.com

مور چھل جھل رہے تھے۔ آپ ہر لقمہ کے بعد اپنا ہاتھ بغل میں دے لیتے تھے اور اس کے بعد دوسرا لقمہ اٹھاتے تھے۔ بابا صاحب کو یہ عمل ناگوار گذرا۔ حضرت نے محسوس فرما کر اشارہ سے منع بھی کیا کہ زبان سے کچھ نہ کہنا۔ لیکن بابا صاحب سے ضبط نہ ہو سکا اور کہہ ہی دیا کہ حضرت دوران تناول طعام میں بار بار ہاتھ بغل میں دینا شائستگی کے خلاف ہے آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر بابا صاحب نے پھر ٹوکا۔ آپ بہت تنومند اور قوی الجثہ بزرگ تھے کھڑے ہو گئے۔ بند ھے ہاتھ سے بابا صاحب کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھینچا اور اپنا بایاں ہاتھ بند کر کے فرمایا لے دیکھ لے کہ میں کیا کر رہا تھا۔ ہاتھ بغل میں نہ دیتا تھا۔ بلکہ ہر لقمہ پر ہاتھ دھو کر دوسرا لقمہ اٹھاتا تھا۔ جتنے صاحب اس وقت موجود تھے سب نے دیکھا کہ زیر بغل ایک دریائے مواج لہریں لے رہا ہے۔ یہ دیکھ کر بابا صاحبؒ خاموش اور منفعل ہو گئے۔ اور سب متحیر ہوئے۔

کرامات و خوارق عادات

دہلی کا ایک مالدار اور متمول مہاجن کہیں جا رہا تھا۔ دیکھا کہ دشمن پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ گھبرا کر آپ ہی کے مکان میں چلا آیا اور عرض کی کہ مجھے پناہ دیجئے۔ آپ نے کہا اس گوشہ میں بیٹھ جا۔ آپ تنہا تو تھے ہی وہ لوگ بھی آگئے۔ پوری جھونپڑی دیکھی مگر کہیں نہ پا کر واپس ہو گئے۔ وہ مہاجن سب کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن انھیں یہ نظر نہ آتا تھا۔ مہاجن اسی وقت مسلمان ہو گیا اور مال لٹا کر فقیری لے لی۔ آپ کا انتقال رضیہ بیگم کے عہد سلطنت میں ہوا۔ مزار ترکمان دروازہ میں ہے۔ جس سے اب تک فیض عام جاری ہے۔ اور آج بھی کھڑکی کھول کر یا کان لگا کر سنا جائے تو یہ صورت ہر شخص کو صاف سنائی دیتی ہے۔ صدیوں تک کئی کئی روز تک مزار پر سالانہ میلہ لگتا رہا ہے۔ مگر دار القضاء دہلی کے اخفاء کے بعد حرام کاری کا جو سلسلہ شروع ہوا اسی ضمن میں شب کے وقت کسی نے میلہ میں حرامکاری کی آپ نے اپنے تصرف سے دونوں کو اٹھا کر پٹخا دیا اور میلہ بھر میں وبا پھیل گئی خواب میں آپ نے حکم دیدیا کہ رات کو ہمارے ہاں میلہ نہ رہا کرے۔

اس روز سے شب کو ہجوم نہیں ہوتا۔ آپ سے سلسلہ بھی چلا اور اب بھی کہیں کہیں اس سلسلہ کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ مگر بہت کم اور بہت کامل اور دنیا سے بے تعلق اور سب کے سب علم اکسیر کے واقف۔ مزار اب تک حاجت روائے خلق ہے۔

صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ دہلی میں چند مقام عجیب و غریب ہیں قطب الاقطاب سلطان المشائخ چراغ دہلی اور شاہ ترکمانی بیابانی ممکن نہیں کہ کوئی جائے اور فیضیاب نہ ہو۔

Marfat.com

شیخ وقت

صدر الدین عارف

جوشِ فروغ اسلام

حضرت صدر الدین عارف حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے فرزند اکبر صاحب سجادہ اور خلیفہ اعظم تھے۔ بڑے بڑے مجاہدات کئے۔ رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے سالہا سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ ولی کامل اور قطب وقت تھے اپنے عہد میں شیخ ہند گزرے ہیں۔ زندگی میں آپ کی عظمت و کرامات کا سکہ رواں تھا سلاطین و امراء سب معتقد تھے۔ اوّل تو مسند تھی ہی کس کی؟ اس پر آپ جیسا عارف متمکن ہوا۔ آپ نے آبائی اور خاندانی شہرت کو علی حالہ قائم رکھا۔ حضرت سلطان المشائخ سے بہت دوستی تھی اور وہ آپ کا بہت ادب کرتے تھے۔ دن کا ابتدائی حصہ بھی مراقبہ و استغراق میں گذرتا تھا۔ شام کو مجلس خانہ میں تشریف لاتے اور مریدوں کو پند و نصائح کرتے۔ بہ کثرت مرید ہوئے اور اشاعت اسلام اور اصلاح خلق میں آپ سے بڑے بڑے کارنامے ظہور میں آئے ہزار ہا ہنود اور ہندی اقوام نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سات لاکھ اشرفیاں کھڑے کھڑے لٹا دیں

آبائی اور خاندانی رسم کے خلاف آپ دنیا سے نفرت کرتے تھے۔ آپ کو دیگر جائداد منقولہ کے علاوہ سات لاکھ اشرفیاں ترکہ میں ملی تھیں جائداد مال تو آپ نے بھائیوں ہی کے لئے چھوڑ دیا اور جتنا نقد روپیہ حصہ میں آیا وہ آپ نے سب کا سب اسی وقت کھڑے کھڑے راہ خدا میں تقسیم کر دیا اور ایک پائی بھی اپنے پاس نہ رکھی کسی نے کہا حضرت فرمایئے تو یہ کیا قصہ ہے کہ آپ کے والد گرامیؒ نے تو خزانے بھی معمور کئے اور اللہ کی راہ

Marfat.com

میں بھی لاکھوں نہیں کروڑوں روپے راہ خدا میں لٹائے اور خرچ کئے مگر آپ نے اتنی کثیر دولت ایک دن کے اندر اندر لٹادی اور ایک حبہ نہ رکھا۔ مسکرا کر فرمایا کہ :۔

> بھائی میرے والد گرامی کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ وہ دنیا پر پوری طرح غالب تھے دولت اور دنیا دونوں انہیں نہ طاعت و عبادت سے باز رکھ سکتی تھیں اور نہ مبتلائے فریب کر سکتی تھیں۔ لیکن میں ابھی ناقص ہوں اور اس درجہ و مقام پر فائز نہیں ہوا ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ اب کبھی کبھی میں بھی دنیا پر غالب آجاتا ہوں اور یہ مجھے بھی فریب نہیں دے سکتی۔ مگر پھر بھی انسان ہوں اپنی کمزوریوں سے واقف ہوں۔ ڈر لگتا ہے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا مجھ پر غالب نہ آجائے اور مجھے راہ ایزدی سے پھیر دے اس لئے میں نے یہ جھگڑا ہی چکا دیا تاکہ سکون و اطمینان سے یاد آلٰہی کر سکوں۔ ترکہ پدری اور روایات آبائی کے حفظ و بقاء کے لئے میرے اور چھ بھائی موجود ہیں۔

خلق و کمال

اس توجیہ و استقلال سے آپ کی عظمت و تقدیس پر کتنی تیز روشنی پڑتی ہے یہی نہیں کہ آپ علوم باطنی میں کامل تھے بلکہ علوم ظاہری اور معقولات و منقولات سے بھی حظِ وافر رکھتے تھے۔ مدرسہ میں درس بھی دیتے تھے اور جمعہ کو وعظ بھی فرمایا کرتے تھے جس میں بلاشبہ ہزارہا افراد شریک ہوتے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے آپ کے مرید بنتے۔ آپ کی ذات گرامی ایک چشمہ ء فیض تھی۔ خاندان سہروردی کی عظمت و تقدیس کو ہندوستان کے اندر اپنی پوری شان کے ساتھ قائم رکھا۔ مگر زندگی فقیرانہ بسر کی جس پر نظر ڈال دی کامل بنادیا۔ باوجود اس کے کہ نہایت متواضع اور خلیق بزرگ تھے مگر اتنی ہیبت تھی کہ لوگ یک بیک آپ کے سامنے آنے سے ہچکچاتے تھے بڑے بڑے امراء اور اعیان سلطنت تک مرید تھے۔ مگر بات کرتے جھجکتے تھے۔

ایک روز آپ لب دریا بیٹھے وضو کر رہے تھے اور آپ کے ہفت سالہ فرزند رکن الدین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وضو کے بعد نماز پڑھی اور بچے کو قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔ یہ آپ کی ایک زندہ کرامت تھی کہ ایک دفعہ ہی کئی پارے پڑھا دیئے۔ بچہ نے صرف چار مرتبہ سبق دہرالیا اور حفظ ہو گیا اس روز خلاف معمول سبق حفظ نہ ہو سکا۔ پتہ نہ لگا کہ ہر نوں

Marfat.com

ی ڈار بچوں کو ساتھ لئے سامنے سے گذری تھی اور ذہن اس طرف رجوع ہو گیا تھا۔ شیخ نے سر جھکایا ہی تھا کہ ایک ہرنی بچوں کو لئے ہوئے دوڑی ہوئی آئی اور سامنے کھڑی ہو گئی آپ کے فرزند نے بچہ کو گود میں لے لیا۔ اسی وقت سبق ازبر ہو گیا۔

۲۳ر ذی الحجہ ۶۸۴ھ میں وصال پا کر ملتان ہی میں اپنے والد کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔

کرامات و خلفاء شیخ جمال الدین خنداں رو۔ شیخ احمد معشوق۔ شیخ صلاح الدین اور شیخ علاؤ الدین وغیرہ آپ کے باعث اور یگانہ روزگار خلفاء ہوئے ہیں۔ شیخ صلاح الدین سلطان محمود بن غیاث الدین کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور سخت الفاظ میں یاد کیا کرتے تھے۔ ایک روز سوار نے گھوڑے کے تازیانہ مارا۔ غصہ آ گیا تیز نگاہ سے جو دیکھا تو بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے چوتڑ پر تازیانہ کا نشان تھا۔ متصل چراغ دہلی شیخ پورہ میں مزار ہے۔ شیخ احمد قندھاری تاجر ملتان آئے تو آپ نے اپنا جھوٹا شربت پلا دیا جس کے پیتے ہی ان کا دل روشن ہو گیا اور سب کچھ لٹا کر فقیری لے لی۔ ایک مرتبہ یہ کہہ کر پانی میں گھس گئے کہ بار الہا! جب تک تو مجھے مرتبہ اور اپنی محبت سے آگاہ نہ کرے گا پانی سے نہ نکلوں گا۔ ندا آئی ہماری درگاہ میں تیرا رتبہ بلند ہے۔ تیرے وسیلہ سے خلقت کو بخشوں گا اور میں نے تجھے اپنا معشوق بنا لیا نکلے تو عشق کی مستی غالب تھی۔ مدہوش رہتے۔ علماء نے کہا نماز نہ پڑھو گے تو حد جاری کی جائے گی۔ فرمایا مجھ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں۔ خیر تمہارے کہنے سے پڑھ لیتا ہوں۔ مگر سورۂ فاتحہ نہ پڑھوں گا۔ نہ مانے تو فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ نہ پڑھوں گا آخر علماء نے زبردستی نماز کو کھڑا کر دیا۔ جس وقت نَعْبُدُ پر پہنچے ہر بن مو سے خون جاری ہو گیا۔ جھٹ نیت توڑ کر الگ ہو گئے۔ فرمایا میں زن حائضہ ہوں مجھے نماز معاف ہے ۷۳۷ھ میں وفات پائی۔ جس بزرگ کے خلفاء کی یہ عظمت و شان ہو خود اس کی عظمت کا کیا تصور قائم کیا جا سکتا ہے۔ سہروردی سلسلہ کی آن بان آپ کے عہد میں بھی اسی شان کے ساتھ قائم رہی اور مخلوق خدا کو آپ کی ذات گرامی سے بڑے بڑے فیض پہنچے۔

Marfat.com

عارف جلیل

رکن الدین سہروردی

حضرت شیخ الاسلام کی تعظیم و بشارت حضرت شاہ رکن الدین ابو الفتح سہروردی سلسلہ سہروردیہ کے چراغ ہیں اور نہایت بلند مرتبہ ولی اور یگانہ روزگار عارف گذرے ہیں۔ حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ کے محتشم پوتے اور حضرت شیخ صدر الدین عارف کے فرزند جلیل تھے۔ باپ کے صاحب سجادہ بھی آپ ہی ہوئے۔ ابھی آپ بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کی والدہ گرامی اپنے شیخ الاسلام حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریاؒ کو چاند رات کے دن چاند دیکھ کر عید کا سلام کرنے کیلئے گئیں تو آپ کھڑے ہو گئے۔ فرمایا بیٹی! تو تعجب نہ کر۔ یہ تعظیم تیری نہیں اس بچہ کی تعظیم ہے جو اس وقت تیرے بطن میں ہے اور جو جوان ہو کر "میرے خاندان کا چراغ" ہو گا۔ وہ خوش ہو کر اور شرما کر چلی آئیں۔ آپ کے پیدا ہونے کی بھی بہت خوشی ہوئی۔ جب آپ چار برس کے ہو گئے تو ایک روز حضور شیخ الاسلام تو مسہری پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ کلاہ مبارک پاؤں پر رکھی ہوئی تھی۔ اور آپ برابر ہی نیچے فرش پر کھیل رہے تھے یکایک اٹھے اور دادا کی کلاہ مبارک اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی اور ہنسنے لگے۔

باپ نے کہا بیٹا! مؤدب رہو اور الگ ہٹ جاؤ اور دستار وہیں رکھدو۔ حضور شیخ الاسلام نے منع کیا کہ اس بچہ کو نہ روکو۔ اس نے نادانستگی میں یہ دستار اپنے سر پر نہیں رکھی یہ تو اس کا حقدار ہے۔ میں نے اسے اسی کو دیا اور یہ اسی کو اوڑھے گا۔ چنانچہ ایک عرصہ کے بعد جب آپ صاحب سجادہ ہوئے اور باپ کی مسند شیوخت پر بیٹھے تو وہی دستار جدی آپ نے اپنے سر پر رکھی۔

Marfat.com

محترم باپ نے آپ کی تعلیم پر بھی توجہ مبذول کی۔

شریعت وطریقت میں تبحر

ذہن کی یہ حالت تھی کہ باپ سے کئی کئی پارے روزانہ بطور سبق پڑھتے اور صرف چار دفعہ دہرانے ہی سے حفظ ہو جاتے۔ چنانچہ سات برس ہی کی عمر میں حافظ ہو گئے۔ اس کے بعد صرف سولہ برس ہی کے سن میں تمام علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر لی۔ معقولات و منقولات کے متبحر عالم ہو گئے اور تفسیر و حدیث، فقہ و بیان، ادب و شعر اور ریاضی و منطق وغیرہ میں کمال پیدا کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے علوم باطنی کی طرف توجہ کی بزرگ باپ کے مرید ہو کر بہت جلد خلافت کی اہلیت پیدا کر لی اور خرقہ مل گیا۔ آپ نے مرید ہونے کے بعد اپنی خانقاہ میں بڑے بڑے چلے کھینچے۔ بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ رات رات بھر نماز میں مصروف اور درجہ ءولایت وقطبیت پر فائز ہو گئے۔

گو آپ اپنے والد اور شیخ کیخلاف اور اپنے فقید المثال دادا کے آئین عمل کے مطابق دنیا اور ثروت دنیا سے متنفر نہ تھے۔ اچھا کھاتے اچھا پہنتے اور اچھی طرح بسر کرتے تھے دولت و ثروت بھی بہت پیدا ہو گئی تھی۔ مگر طاعت و عبادت کا یہ حال تھا کہ رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے تھے اور جب تک زندہ رہے ہر روز پورا ایک قرآن ختم کرتے رہے عشق آلہی میں ڈوبے ہوئے۔ بعض اوقات جذب کا عالم طاری ہوتا تھا تو کئی کئی روز مدہوش رہتے تھے۔ مراقبہ میں بیٹھ جاتے تھے تو گھنٹوں نہ اٹھتے تھے۔

سینکڑوں افراد آپ کی توجہ سے اولیاء بنے۔ جس پر نظر پڑ گئی کامل ہو گیا

اخلاق و تمول

آپ کی ذات گرامی ایک دریائے فیض وبرکت تھی ایک عالم اس چشمہ سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ اس دربار میں جو آتا تھا اس کا دامن گوہر مراد سے لبریز ہو جاتا تھا۔ طالب دنیا اور طالب عقبےٰ دونوں آپ سے یکساں فائدہ اٹھا رہے تھے۔ آپ کی ذات کیا تھی۔ حاجت روائے خلق تھی جو اس در پر آیا خالی اور محروم نہ گیا بیماروں کو شفاء غریبوں کو عطا۔ فقیروں کو صلہ اور امراء کو دعا ضرور ملتی تھی۔ غرباء سے لیکر امراء اور سلاطین تک آپ کے مرید تھے اور سب کو آپ سے یکساں فائدہ پہنچتا تھا آپ کے دربار میں غرباء مساکین کی توقیر و عزت بھی امراء کی طرح کی جاتی تھی اور آپ کی مجلس میں ہر مرتبہ اور ہر درجہ کے آدمیوں کا ہجوم رہتا تھا اور سب کو یکساں نصیحت کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے مشائخین واولیاء سے بھی آپ کی خانقاہ معلی کبھی خالی نہ رہتی تھی۔ چین، ترکستان اور ماوراء النہر، خراسان، ایران، عراق،

Marfat.com

دمشق اور حجاز و مصر تک کے طالبان حقیقت آپ کی مجلس میں موجود رہتے تھے اور سب مؤدب ہوتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز شیخ رکن الدین ہی پڑھائیں۔ مدرسہ بھی جاری تھا۔ روحانی خانقاہ بھی کھلی ہوئی تھی۔ لنگر میں بھی رات دن کھانے پکتے رہتے تھے اور ایک ایک وقت میں ہزارہا آدمی کھانا کھاتے تھے۔ ایک ایک وقت میں دو دو لاکھ اور پانچ پانچ لاکھ روپیہ آپ کھڑے کھڑے فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے۔ فتوح کی آمدنی کا کوئی شمار نہ تھا۔ تمام امراء و رؤساء ہزاروں لاکھوں روپیہ نذرانہ پیش کرتے رہتے تھے۔ سلطان علاؤالدین خلجی گو مرید تو شیخ ضیاء الدین رومی سہروردی کا تھا جو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے۔ مگر آپ کا بھی بےحد معتقد تھا۔ جب آپ دہلی تشریف لاتے تو ہمیشہ دور تک پیشوائی کو نکل آتا۔ اور آتے وقت دو دو لاکھ اور جاتے وقت پانچ پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ دیا کرتا جسے آپ اسی وقت تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

حضور سلطان المشائخ سے محبت و دوستی

آپ کو حضرت نظام الدین اولیاء سے بہت محبت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بھائی نظام الدین کی محبت ہی ہے جو مجھے ملتان سے دہلی لے آتی ہے۔ ایک دفعہ آپ کو علم ہوا کہ سماع کی وجہ سے سلطان غیاث الدین تغلق حضرت نظام الدین کو نقصان پہنچانے پر آمادہ ہے۔ بیتاب ہو گئے۔ فوراً دہلی تشریف لائے اور سماع شروع ہوا۔ حضرت محبوب الٰہی کو حال آ گیا۔ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے آستین پکڑ کر بٹھا دیا۔ جوش میں پھر کھڑے ہو گئے آپ نے پھر دامن پکڑ کے بٹھا دیا۔ مگر آپ پھر کھڑے ہو کر وجد کرنے لگے۔ آپ نوافل میں مشغول ہو گئے کہ سماع کی آواز بھی آپ کے کانوں میں نہ سما سکے۔ اب ان بزرگوں کی عظمت ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے مولانا محمد شاہ امام کے ایک سوال پر فرمایا کہ جب بھائی نظام الدین دوسری بار کھڑے ہوئے تو قدم ساتویں آسمان پر مار رہے تھے۔ آخر میں وہ نظروں سے بالکل غائب ہو گئے۔ اس لئے نوافل میں مصروف ہو گیا۔ (بحر المعانی) جب حضرت نظام الدین علیل ہوئے ہیں اس وقت آپ دہلی میں موجود تھے۔ آپ عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ انبیاء اور اولیاء کو تو اللہ تعالےٰ نے اختیار دیدیا ہے کہ وہ جب تک چاہیں زندہ رہیں اور جب چاہیں وصال پا جائیں۔ اگر آپ کچھ عرصہ اور دنیا میں رہنا منظور کر لیں تو اس سے مخلوق خدا کو اور فائدہ پہنچے گا۔ ابھی دہلی کو آپ کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

فرمایا اشتیاق دوست اس قدر غالب ہے کہ اب تو لمحہ بھی رہنے کو دل نہیں چاہتا کئی روز سے رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھ رہا ہوں فرماتے ہیں کہ "نظام الدین جلد آ۔ کہ مجھ پر تیرا اشتیاق غالب ہے۔" یہ سن کر آپ پر بھی رقت طاری ہو گئی اور تمام حاضرین رونے لگے۔ وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں اور جنازہ کے ساتھ سماع کریں۔ چنانچہ آپ نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ کئی لاکھ آدمی آپ کی اقتداء میں تھے مگر سماع نہ کرایا۔ لیکن راہ میں ایک طوائف گا رہی تھی۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

اسی لمحہ ہاتھ کفن سے باہر آگیا۔ آپ نے دوڑ کر اس طوائف کو روکا۔ آپ ہی نے سلطان المشائخ کو قبر میں اتارا اور فرمایا میں نے اس وقت روح پاک رسول کریم ﷺ کو تشریف فرما دیکھا۔

واقعہ شاہ رکن عالم

ساتویں صدی ہجری کا ملتان شیخ بہاؤالدین زکریا کا ملتان تھا۔ وہ قصر غوثیہ میں غوثیت کا تاج پہنے بیٹھے تھے۔ انہوں نے درویشی کے ستر ہزار علوم طے کئے اور ان علوم کے مطابق اپنا عمل کمال کی حد تک پہنچایا۔ وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو ان کی نگاہ عرش تک جا پہنچتی اور زمین پر نظر کرتے تو انہیں تحت الثریٰ کی چیزیں بھی دکھائی دینے لگتیں۔ قصر غوثیہ کے قریب ایک بڑی سرائے تھی۔ اس سرائے میں ہر مہمان درویش کو علیحدہ حجرہ دیا جاتا تاکہ وہ یک سوئی سے مجاہدوں اور ریاضتوں میں محو ہو سکے۔ کبھی کبھی بہاؤالدین زکریا بھی کسی حجرے میں جا بیٹھتے اور یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ایک دن سرائے کے حجرے میں آرام کر رہے تھے۔ علی کھوکھری نامی ایک درویش انہیں پنکھا جھل رہے تھے۔ پنکھا جھلتے جھلتے انہیں خیال آیا۔ کہ اللہ نے مرشد کی خدمت کا موقع عطا کر کے مجھے ایک بڑے رتبے سے نوازا ہے۔ اس خیال کے تحت وہ شکرانے کے دو نفل ادا کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور پنکھے کو اشارہ کر دیا کہ وہ بدستور چلتا رہے شیخ بہاؤالدین زکریا بیدار ہوئے تو پنکھا چل رہا تھا۔ اور علی کھوکھری نماز میں مشغول تھے۔ شیخ بہاؤالدین کی زبان سے بے اختیار نکلا "یا غفور! یا غفور! یا غفور! ساتھ ہی آنکھوں سے جھڑی لگ گئی علی کھوکھری مرشد کا عندیہ سمجھ گئے۔ انہوں نے بے حد منت سماجت کی کہ وہ

Marfat.com

آئندہ احتیاط برتیں گے لیکن شیخ بہاؤ الدین نے ایک ہی نظر میں ان کی تمام روحانی قوتیں سلب کر لیں اور کہا انبیاء کے لئے معجزات کا اظہار واجب ہے۔ لیکن اولیاء کیلئے کرامات چھپانا واجب ہے۔ تو نے واجب ترک کیا ہے۔ اب ہماری اور تیری دوستی نہیں نبھ سکتی۔

کھوکھری نے روتے ہوئے عرض کیا میں پھر بھی اس در کی دربانی نہیں چھوڑوں گا۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا نے چھت کی طرف دیکھا۔ ان کا چہرہ اچانک متغیر ہو گیا۔ کہنے لگے۔ علی! ہم نے لوح محفوظ دیکھ لی۔ اپنے دور کا ایک قطب کرامت پر مچل گیا ہے۔ اب بھلا ہم اس سے کیا کہیں۔ اس کے طفیل ہم تجھے معاف کرتے ہیں۔ علی کھوکھری کا سینہ روحانیت سے دوبارہ دمک اٹھا۔ اسی لمحے حجرے کا دروازہ کھلا۔ ایک ضعیفہ اپنے لڑکے کو ہاتھوں پر اٹھائے اندر آئی۔ اس نے لڑکے کو شیخ بہاؤ الدین زکریا کے قدموں پر ڈال دیا۔ اور رونے لگی۔ حضرت! میرا بیٹا مر رہا ہے۔ اس کیلئے دعا کیجئے۔

شیخ بہاؤ الدین نے لڑکے پر ایک نظر ڈالی اور کہا۔ مردوں کیلئے صرف دعائے خیر کی جا سکتی ہے۔ تیرا لڑکا اللہ کے پاس جا چکا ہے۔

ضعیفہ اس صدمے سے نڈھال ہو گئی۔ پھر اس نے لڑکے کی لاش بڑی مشکل سے اٹھائی اور روتی ہوئی حجرے سے باہر نکل گئی۔ خانقاہ کے صحن میں ایک چار سالہ بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اس ضعیفہ کو روتے اور چیخیں مارتے دیکھا تو کھیل چھوڑ کر دوڑتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ کیوں رو رہی ہو۔

ضعیفہ نے جواب دیا۔ بیٹا میں نے تیرے دادا بہاؤ الدین زکریا کا بڑا نام سنا تھا۔ کہ کوئی سوالی ان کے در سے خالی نہیں جاتا۔

"تم نے سچ سنا تھا۔ اماں! ہمارے گھر کے کسی دروازے سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔"

رہنے دے۔ ضعیفہ نے کہا تو بھی دیکھ لے کہ مجھے مایوس واپس کیا جا رہا ہے۔

اماں! ابھی تو تم موجود ہو۔ واپس کہاں گئی ہو؟ ذرا اپنا سوال تو دہراؤ۔

ضعیفہ نے غیر ارادی طور پر لڑکے کی لاش آگے کر دی۔ جب میں تیرے دادا کے پاس پہنچی تھی اس وقت یہ زندہ تھا۔ یہ تو اب بھی زندہ ہے۔ بچے نے لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

ضعیفہ نے چونک کر لڑکے پر نظر ڈالی۔ وہ آنکھیں کھولے مسکرا رہا تھا۔ ضعیفہ دوبارہ شیخ بہاؤالدین کی خدمت میں پہنچی وہ مسرت کے عالم میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی۔ کہ شیخ بہاؤ الدین علی کھوکھری سے مخاطب ہوئے۔ دیکھا ہم نے کہا تھا۔ کہ اپنے دور کا ایک قطب کرامت پر مچل گیا ہے۔ اللہ نے اسے کمال کی نگاہ عطا کی ہے۔ انہوں نے اسی وقت ہدایت جاری کی کہ ضعیفہ اور اس کے لڑکے کیلئے خانقاہ سے تاحیات وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ اس کے بعد وہ باہر آئے۔ انہوں نے اپنے چار سالہ پوتے کو قریب بلایا اور کہا فرزند ایسا نہیں کرتے۔ سلوک و طریقت میں یہ باتیں منع ہیں۔

بچے نے جواب دیا۔ بابا! سلوک و طریقت سے کہیے کہ وہ خود کو تبدیل کرے ہمارے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ کبھی نہیں جائیگا۔ دنیا آج اس بچے کو قطب الاقطاب شیخ رکن عالم ملتانی کے نام سے جانتی ہے۔

رکن الدین اپنے دادا کی انگلی پکڑ کر مسجد جاتے تھے۔ نماز شروع ہوتی تو وہ مسجد کی سیڑھیوں پر آبیٹھتے۔ ایک دن شیخ بہاؤالدین نماز سے فارغ ہو کر سیڑھیوں پر پہنچے دیکھا کہ رکن الدین دوزخی جنتی نمازیوں کے جوتے علیحدہ علیحدہ قطار میں لگا رہے ہیں۔ عام لوگ اسے محض ایک طفلانہ کھیل سمجھے لیکن جو صاحب نظر تھے۔ وہ جوتوں کی یہ تقسیم دیکھ کر رو پڑے اس سے پہلے کہ تمام لوگوں کی نظریں ان جوتوں پر پڑتیں۔ شیخ بہاؤالدین نے جلدی سے سارے جوتے غلط ملط کروا دیئے اور رکن الدین کو اٹھا کر سینے سے لگالیا۔ پھر باہر نکل کر پیار سے انھیں سمجھایا کہ ایسا نہ کیا کرو بیٹا! اللہ کے راز فاش کرنا گناہ ہے۔

کرامت وخوارق عادت

ایک روز سلطان غیاث الدین تغلق نے مولانا ظہر الدین کو توال سے استفسار کیا کہ کیا کبھی آپ نے حضرت شیخ رکن الدینؒ کی کوئی کرامت بھی دیکھی ہے؟ عرض کیا کہ ایک جمعہ کو میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک اژدہام ہے جو آپ کی قدمبوسی کیلئے جمع ہوا ہے۔ اسی وقت یہ خیال ہوا کہ میں دارالسلطنت کا کوتوال ہوں اس کے باوجود کوئی بھی میری طرف ملتفت نہیں ہوتا ضرور آپ کے پاس کوئی عمل تسخیر ہے کہ میری مولویت اور کوتوالی آپ کے سامنے بے اثر ہے میں ارادہ کر کے سو گیا کہ کل صبح حاضر ہو کر مسئلہ استنشاق اور مضمضہ کے متعلق سوال کروں گا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ شیخ تشریف لائے اور مجھے حلوا کھلایا جس کی شیرینی صبح تک میرے

Marfat.com

حلق وزبان میں موجود تھی۔ سوچا کہ یہ شیطان کی حرکت ہو گی جو بہ شکل شیخ آگیا۔ صبح جو خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا "مولانا آمدی منتظر شما بودم۔" میں انتظار ہی کر رہا تھا کہ آپ آئیں اور میں آپ کو مسئلہ بتاؤں۔ چنانچہ فرمایا :۔

"مولانا جنابت دو قسم کی ہوتی ہے۔ جنابتِ تن اور جنابت دل جنابت تن تو قرب زن سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جنابت دل برے اور بدکار افراد کی صحبت سے عائد ہو جاتی ہے۔ اب جس طرح تن پانی سے پاک ہوتا ہے اسی طرح دل پاک ہوتا ہے نیک مرد اور اولیاء کی زیارت سے۔"

پھر فرمایا "کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔ اس سے حدث اعضاء دور ہوتی ہے اور جس طرح شیطان حضور نبی کریم ﷺ کی شکل اختیار کرنے سے قاصر ہے۔ اسی طرح اس کی مجال نہیں کہ وہ دوستان خدا کے روپ میں کسی کے سامنے پہنچ سکے۔"

میں نے جو بلا کے اپنے سوال کا جواب پا لیا تو اسی وقت مرید ہو گیا۔ جس وقت سلطان غیاث الدین تغلق فتح دکن کے بعد واپس آیا تو آپ بھی بلائے گئے۔ تمام اُمراء و مشائخ سلطان اور آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ یہ عمارت گرنے والی ہے۔ فرمایا عمارت نئی بنی ہوئی ہے اس میں سے جلد باہر آجائیے۔ سلطان نے کہا فراغت طعام کے بعد باہر چلے جائیں گے۔ آپ نے یہ الفاظ تین بار ارشاد فرمائے اور جب سلطان نہ سمجھا تو آپ ہاتھ دھوئے بغیر اسی وقت اٹھ کر باہر چلے آئے فوراً چھت گری اور ۷۲۵ھ میں سلطان اسی صدمہ سے مر گیا۔

عظمت و وصال بادشاہ کی عادت تھی کہ خلقت کی عرض و معروض سننے میں گونہ عجلت اور سرعت سے کام لیتا تھا۔ ایک روز آپ عین اس وقت پہنچ گئے جبکہ بادشاہ تخت رواں پر سوار دیوان خاص کے باہر کھڑا مخلوق اور حاجت مندوں کی درخواستیں سن رہا تھا۔ بادشاہ نے استقبال کو بڑھنا چاہا۔ فرمایا پہلے درخواستیں سن کر مناسب احکام صادر کر دیجئے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس روز بڑے غور سے درخواستیں پڑھوائیں اور دیر تک مشغول رہا کہ آپ سامنے کھڑے تھے۔ یہاں یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ چشتیہ بزرگ امراء و سلاطین سے زیادہ ترجدا اور دور رہتے تھے اور ان کی سج دھج ہمیشہ فقیرانہ رہی کہ ہندوستان کیلئے یہی رنگ، بہتر اور مناسب تھا۔ مگر سہروردی بزرگ "دنیا اور دنیاداروں سے ملنا اور دنیا

Marfat.com

دارانہ لباس ووضع رکھنا پسند فرماتے تھے۔" انہیں کسی سلطان کے پاس جانے میں عار نہ تھا۔ لیکن یہ فرق صرف عام وضع کا فرق ہے اپنا اپنا طریق ہے اور اپنا اپنا رنگ ہے۔ اس سے کسی کے رتبہ اور باطنی علوشان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمارے سلاطین سے نہ ملنے والے حضور سلطان المشائخ اور سلطان سے ملنے والے شیخ رکن الدین دونوں کی شان و کمال میں کوئی فرق نہیں نصب العین دونوں کا درست اور نیت دونوں کی بخیر تھی اور دونوں کامل تھے دونوں کا مقصد خیر خواہی عام تھا یہ دونوں بزرگ جب ملتے تھے تو دونوں میں زہد و عرفان کے متعلق بھی بڑے بڑے نکات پر گفتگوئیں ہوتی تھیں۔ شیخ مخدوم جہانیاں اور شیخ سماج جیسے بزرگ اور بکثرت بزرگ آپ کی نگاہ کرم سے اولیاء بن گئے آپ در حقیقت قبلہ حاجات تھے بکثرت مرید تھے اور بکثرت مخلوق کو آپ سے فائدہ پہنچا جس پر نظر ڈال دی کامل بنا دیا آخر ایام وصال سے کچھ دن پہلے یہ حالت تھی کہ گوشہ نشین ہو گئے تھے اور ہمہ وقت حجرے کے اندر رہتے تھے۔ صرف نماز کے وقت باہر تشریف لایا کرتے تھے۔ ۱۶ رجب ۷۳۵ھ میں عصر کی نماز کے بعد آپ نے مولانا ظہیر الدین کو حجرہ میں بلایا اور فرمایا تجہیز و تکفین کا انتظام کرو پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھ کر نوافل اوابین شروع کیے سجدہ میں سر رکھا اور جان جان آفریں کے سپرد کردی جنازہ پر کئی لاکھ اشخاص موجود تھے۔ شیخ محمد اسمٰعیل (فرزند) سجادہ نشین ہوئے سلطان المشائخ کا وصال ۷۲۵ھ میں ہو چکا تھا۔

خلفائے کرام کی جلالت شان

شیخ حمید الدین ابو الحاکم شیخ وجیہ الدین عثمان سیاح شیخ حاجی چراغ ہند مخدوم جہانیاں جہاں گشت جیسے زبردست اولیائے کرام آپ ہی کے خلفاء اور آپ ہی کے نہال کرم کے ثمر تھے۔ شیخ حمید الدین ابو الحاکم قریشی الہکاری کے والد بھی بادشاہ تھے جو دس برس حکومت کر کے فقیر ہو گئے تھے اور انہوں نے بھی ایک سال سلطنت کر کے اور لاہور آکر فقیری لے لی۔ سید احمد لختہ نے کہا تیرا حصہ شیخ رکن الدین کے پاس ہے چنانچہ آپ ملتان آکر درجہ کمال کو پہنچے۔ ایک دن سلطان غیاث الدین تغلق کا وزیر آکر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا آپ بیٹھے خرقہ سی رہے تھے۔ خیال کیا کہ تعریف تو بہت سنی تھی مگر یہ تو کوئی بینوا معلوم ہوتا ہے آپ نے فوراً ٹوپی کو ٹیڑھا کر لیا ساتھ ہی وزیر اور اس کے تمام خدام کے منہ ٹیڑھے ہو گئے۔ وزیر نے جب پاؤں پر گر کر معافی چاہی تو آپ نے اپنی ٹوپی سیدھی کر لی اور سب کے منہ سیدھے ہو گئے بڑے

Marfat.com

باعظمت ولی گذرے ہیں (۱۶۷ سال کی عمر پائی۔ ۷۳۶ھ میں وصال پایا۔ دہلی میں مزار ہے۔)

"شیخ وحیدالدین عثمانی" دفتر سلطانی میں ملازم تھے حضور کو دریا پر نماز پڑھتے دیکھ کر ایسا اثر ہوا کہ فقیر ہو گئے۔ خرقہ ء خلافت پایا اور درجہ کمال کو پہنچ کر ساری دنیا کی سیاحی کی تہبند کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا۔ اسی لئے ایک دفعہ طواف کعبہ میں حضرت خضر آپ پر سایہ کئے رہے تھے اور انہی نے جنت کے کپڑے پہنائے تھے دہلی میں سماع کی ممانعت تھی آپ کی خدمت میں امیر حسن قوال نے بآہستہ گایا۔

وجد آ گیا دروازہ کھلوا دیا۔ زور سے گوایا۔ ہزارہا مخلوق آن پہنچی۔ بادشاہ کو خبر بھی ہو گئی۔ مگر کوئی کچھ نہ کر سکا۔ لوگوں نے لگائی بجھائی کی خسرو خاں نمک حرام نے خزانہ سلطانی سے جہاں اور صوفیوں کو دیا تھا وہاں کئی لاکھ روپیہ شیخ سیاح کو بھی دیا تھا تحقیقات ہوئی مگر آپ صاف ثابت ہوئے پھر تو یہ حالت تھی کہ سلطان نے معافی چاہی اور اپنی دعوت میں خود شیخ سیاح کو بلا کر سماع سنوایا۔ ۷۳۸ھ میں وصال ہوا۔ دہلی میں مزار ہے۔

شیخ حاجی چراغ ہند بھی بہت بڑے بزرگ تھے۔ ہدایت حق میں مصروف رہے ظفر آباد میں مزار ہے ۷۴۴ھ میں وصال ہوا۔

حضرت شاہ کڑک سہروردی کڑہ میں رہے۔ وہیں مزار ہے۔ علاؤالدین آپ کی ہی دعا سے سلطان دہلی ہوا تھا۔ الہ آباد میں آپ کی بڑی شہرت تھی۔ آپ سالک مجذوب تھے ملامتیہ طریقہ رکھتے تھے۔ بڑے صاحب کرامت و صاحب وجد بزرگ گذرے ہیں رجوعات خلق بہت تھی اور بھی متعدد خلفاء ہوئے ہیں۔

Marfat.com

امام المتوکلین قاضی

حمید الدین ناگوری

علم و فضل اور بیعت و خلافت حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ارض ہند کے اعاظم اولیائے کبار سے ہوئے ہیں جسے مرید بنا لیتے کامل کر دیتے حضرت شیخ کے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب صاحب کے استاد اور ایک یگانہ روزگار ہستی تھے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے بیان کے مطابق آپ اپنے والد گرامی شیخ عطاء اللہ کے ساتھ دہلی تشریف لائے تھے جملہ علوم معقول و منقول میں درجہ تبحر رکھتے تھے اپنے عہد کے فقید المثال عالم تھے۔ تفسیر قرآن حدیث و فقہ بلاغت و بیان ادب و انشا ریاضی و تاریخ اور فلسفہ و منطق میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے بڑے بڑے نامور معلمین و اساتذہ سے علم حاصل کیا تھا۔ مزید یہ کہ حافظ قرآن بھی تھے۔ آپ کے اس تبحر علمی اور لیاقت خداداد کی بنا پر بادشاہ نے آپ کو ناگور کا قاضی مقرر کر دیا تھا جو اس عہد میں ایک مشہور شہر تھا مسلسل تیس برس تک آپ نے یہ خدمت نہایت کامیابی اور قابلیت کے ساتھ انجام دی۔ اور بڑا اثر ورسوخ پیدا کر لیا شیخ الاسلام اور وزیر اعظم بن جانے کے تمام امکانات پیدا ہو چکے تھے کہ آپ کے عدل و انصاف، جذبہ حاجت روائی خلق اور حسن اتقا سے خوش ہو کر حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں آپ کو دعوت و بشارت دی اور فرمایا کہ حمید الدین چھوڑ اس قصہ کو اور میری طرف آ کہ تیرے لئے دوسرا میدان خالی ہے صبح جو اٹھے تو دل دنیا کی طرف سے سرد ہو چکا تھا اسی وقت استعفےٰ دیدیا اور اسی روز ترک علائق کر کے عازم حرمین شریفین ہوئے بغداد شریف جو پہنچے تو وہاں پہلے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو حکم ہو چکا تھا۔ آپ جو حصول نیاز کیلئے حاضر ہوئے تو دل پر بہت اثر پڑا اور اسی روز حلقہ ارادت

Marfat.com

میں داخل ہو کر ذکر و شغل میں مصروف ہو گئے اور حضرت کی توجہ گرامی سے صرف ایک سال کے اندر مرتبہ ولایت پر پہنچ کر خرقہ خلافت حاصل کر لیا یہاں سے آپ مرشد کے حکم کے مطابق حرمین شریفین حاضر ہوئے ایک سال سات ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور وہاں کے مشائخ کرام سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے اس کے بعد پورے تین سال مکہ معظمہ میں رہے یہاں بھی برابر ذکر و شغل و حصول کمال میں مشغول رہے۔

ایک مرتبہ آپ طواف کعبہ میں مصروف تھے اور ایک بزرگ کے قدم بقدم طواف کر رہے تھے اور ان بزرگ نے منہ پھیر کر فرمایا۔ "حمید الدین اس متابعت ظاہری سے تو کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ اگر متابعت ہی کرنی ہے تو متابعت باطنی کر۔ پوچھا اس سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا ہر قدم پر ایک قرآن ختم کرتا ہوں آپ نے خیال کیا زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہوگا کہ قلب پر معانی قرآن گذر جاتے ہوں گے اور بس۔ ان بزرگ نے نور باطن سے آپ کا خطرہ قلبی معلوم کر کے فرمایا نہیں۔ حمید الدین! یہ نہیں لفظاً لفظاً پڑھتا ہوں آپ حیرت زدہ ہو گئے آخر ان بزرگ نے بھی آپ کو بہت سے مشکل مقام طے کرا دیئے غرض پورے چھ سال بعد آپ دہلی تشریف لائے۔

قطب الاقطاب صاحب سے دوستانہ تعلقات

سبع سنابل میں مرقوم ہے کہ حضرت قطب الاقطاب صاحب کی عمر جب پانچ سال کے قریب ہوئی تو ان کی والدہ صاحبہ نے ان کو مکتب میں داخل کرنا چاہا اسی اثناء میں حضور خواجہ غریب نواز اوچ میں پہنچ گئے ان کی والدہ نے اپنے بچہ کو حضرت کے پاس لا کر کہا کہ آپ برکت کے طور پر ابتداء کر دیں اور کچھ لکھ کر دیں۔ حضرت غریب نواز تختی پر کچھ لکھ کر دینا چاہتے تھے کہ غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ صبر کرو اس بچہ کی تعلیم کیلئے حمید الدین آ رہا ہے ادھر ناگور میں قاضی صاحب نے بھی غیبی ندا سنی جو اسی حکم پر مشتمل تھی اور ارشاد کیا جا رہا تھا کہ اٹھ اور اوش میں جا کر ہمارے قطب کو تعلیم دے قاضی صاحب نے یہ ندائے باری سن کر آنکھیں بند کر لیں اور بقوت طے ارضی ایک آن کی آن میں اوش پہنچ گئے اور اس مجلس میں پہنچ کر اور تختی ہاتھ میں لے کر فرمایا صاحبزادے بتاؤ تمہارے لئے کیا لکھوں؟ بولے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. پوچھا یہ آیت مبارک تو پندرھویں پارہ میں ہے کیا تم نے پہلے بھی کسی سے پڑھا ہے؟ بولے کسی سے نہیں

Marfat.com

میری ماں کو پندرہ پارے حفظ تھے وہ میرے سامنے انھیں پڑھا کرتی تھیں اور میں پاس بیٹھا سنا کرتا تھا اس طرح مجھے بھی یاد ہو گئے بہر کیف قطب نے چار روز میں قرآن ختم کر لیا۔

کچھ تو خواجہ قطب الاقطاب پر یہ حق تھا کہ وہ آپ کے شاگرد تھے۔ دوسرے بغداد ہی میں کچھ عرصہ دونوں بزرگ خانقاہ شیخ الشیوخ میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ اس لئے دونوں میں عزیزانہ اور دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے جن کی بناء پر دہلی آکر آپ انہی کے ساتھ خانقاہ میں رہنے لگے۔ پھر آپ نے شادی کر لی۔ جس سے آپ کے کئی بچے پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد اب تک بدایوں میں موجود ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ مجاوران آستانہ قطب صاحب بھی "قاضی صاحب ہی کی اولاد سے ہیں اور اسی نسبت سے قاضی کہلاتے ہیں۔ تمام مجاور حضور کی اولاد میں سے نہیں ہیں صرف وہی ہیں جو قاضی کہلاتے ہیں۔ "آپ کو قطب صاحب سے بے حد محبت تھی کہ آپ ایک لائق اور یگانہ روزگار شاگرد تھے اور قطب الاقطاب بھی آپ کی انتہائی عزت و تکریم کرتے تھے۔ کوئی کام بھی ایسا نہ تھا جو آپ کے مشورے کے بغیر انجام دیتے۔ دونوں کامل اور وحید عصر ہستیاں تھیں اور ہندوستان کیلئے ان کا وجود صد ہزار برکات و حسنات کا باعث تھا۔

عالمانہ ظرافت و کمال ایک مرتبہ آپ نے قطب الاقطاب صاحب کو یہ رباعی لکھ کر بھیجی تھی۔

آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد   واں روح کجا کہ در جمال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز محل   آں دید کجا کہ در جمال تو رسد

سنتے ہی جھومنے لگے اور وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ حضرت نے اسے حفظ کر لیا تھا۔ اور اکثر اوقات اسے پڑھتے رہتے تھے۔ آپ جہاں ایک فاضل اجل بزرگ اور شاعر تھے۔ وہاں مزاج میں قدرتی ظرافت بھی تھی۔ بات کرتے کرتے بعض اوقات ایسے جملے کہہ جاتے تھے کہ لطف آجاتا آپ کی ظرافت ایک عالمانہ ظرافت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ گھوڑے پر سوار کہیں تشریف لئے جا رہے تھے۔ راستے میں قاضی کبیر الدین خوارزمی اور شیخ برہان الدین بلخی سے ملاقات ہو گئی قاضی کبیر الدین نے کہا یا شیخ آپ کا گھوڑا بہت چھوٹا ہے۔ فرمایا واقعی چھوٹا ہے مگر بڑوں سے بہتر ہے۔ دونوں بزرگ اس فقرے کو سن کر بھڑک اٹھے کبیر صاحب نے کہا یہ تھا کہ گھوڑا چھوٹا ہے۔ کبیر صاحب ہی کو جواب ملا کبیر کے معنی ہیں۔

Marfat.com

بڑے کے گویا بہ الفاظ دیگر مطلب یہ ہوا کہ میرا گھوڑا بہت چھوٹا ہے۔ لیکن تم اور تمہارے گھوڑے دونوں سے بہتر ہے ایسے فقرے آپ کی زبان سے اکثر نکلتے رہتے تھے جس صحبت میں آپ بیٹھتے تھے اس صحبت میں ایک رونق پیدا ہو جاتی تھی۔ اور جب آپ گفتگو کرتے تو اس بے تکلفی اور فصاحت و ظرافت سے بولتے کہ یہ محسوس بھی نہ ہوتا کہ آپ اتنے جلیل القدر اور فقید المثال ولی ہیں۔ پھر یہ بے تکلفیاں سب کے ساتھ تھیں۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے رہتے تھے اور سب سے نہایت محبت و تواضع سے ملتے تھے۔ آپ چونکہ سہروردی بزرگ تھے اس لئے آپ کا لباس فقیرانہ نہیں عالمانہ ہوتا تھا۔ اور عام دنیاداروں جیسی زندگی بسر کرتے تھے۔ کھانے پہننے اور رہنے میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ عام مسلمانوں جیسی زندگی تھی۔ مگر سینہ انوار الہیہ سے تجلّی گاہ طور بنا ہوا تھا۔ اور بڑے بلند مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے۔

ہندوستان میں سماع و حال کی تاسیس

جب حضرت قطب الاقطاب صاحب کی تعلیم کے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی عازم دہلی ہوئے ہیں تو راستے میں دیکھا کہ ایک گنجان درخت پر ققنس بیٹھا ہوا ایک مستی کے عالم میں گا رہا ہے جس سے پوری فضا لبریز نغمہ بنی ہوئی ہے۔ آپ جو قریب سے گذرے تو اس کی ترنم ریزیاں سن کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آیا تو دیر تک سر دھنتے اور وجد کے عالم میں گھومتے رہے۔

ققنس ایک چھوٹا سا خوبصورت پرندہ ہوتا ہے۔ جس کی منقار میں چھوٹے بڑے تقریباً دو سو سوراخ ہوتے ہیں۔ جب وہ مستی میں آ کر گاتا ہے تو منقار سے گوناگوں نغمات پیدا ہوتے ہیں جس سے جنگل کا جنگل لبریز ہو جاتا ہے۔ یہی صورت اس وقت ہوئی جب آپ کے ہوش درست ہوئے اور آنکھیں کھلیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خضر سامنے کھڑے ہیں اور مسکرا رہے ہیں فرمایا حمید الدین! سنا اور سمجھا کہ سماع کیا چیز ہے اور اس کے اندر سوز و کیف کی کتنی دنیائیں پوشیدہ ہیں۔ تو نے تو آج ہی سنا ہے مگر مشائخ اسے ابتداء ہی سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔ اس وقت تک سہروردیوں میں سماع کا رواج نہ ہوا تھا۔ سر سلسلہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے بھی کبھی سماع نہ سنا تھا۔ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام نعمتیں عطا کیں۔ مگر ذوق سماع نہیں دیا۔ اسی وجہ سے میں نہیں سنتا۔ مگر جب سننے والے درویش آ جاتے تو آپ ان کیلئے سماع کرا دیتے اور خود تلاوت کلام اللہ میں

Marfat.com

مصروف ہو جاتے۔

شیخ الاسلام مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی بھی خود نہ سنتے تھے۔ مگر جب حضرت قطب الاقطاب صاحب تشریف لے جاتے تو آپ ان کی خاطر قوالی کراتے تاہم یہ مسلمہ امر ہے کہ آپ نے اپنے پیروں اور خاندان والوں کی سنت کے خلاف سماع سنا اور سنتے رہے اور ہندوستان کے اندر دہلی میں آپ ہی اس کے موجد قرار پائے کہ حضرت خواجہ خضر سے آپ کو اس کی اجازت حاصل ہوئی تھی۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تو اس وقت مقتدائے شہر خواجہ سید مبارک تھے۔ دونوں نے مل کر نماز جمعہ ادا کی۔ جس کے بعد آپ نے سید صاحب سے کہا آیئے ہم دونوں سماع سنیں۔ جواب دیا کہ میں تو حضور کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر کوئی اقدام نہیں کر سکتا۔ فرمایا آج اجازت ہو جائے گی۔ چنانچہ اسی شب کو حکم مل گیا۔ اس کے بعد دہلی میں سماع شروع ہو گیا۔

سماع پر سلطان سے تصادم

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ قاضی صاحب اور قطب صاحب دونوں مل کر دہلی میں سماع سنتے تھے۔ سلطان قطب الدین نے علماء کے کہنے اور بھڑکانے سے حکم بھیجا کہ سماع خلاف شریعت ہے۔ اگر سنتے رہے تو سزا دوں گا۔ جواب میں کہلا بھیجا کہ اس سیاہ دل سے کہنا تو کیا جانتا ہے کہ سماع کیا چیز ہے۔ تجھے حرام ہے اور ہمیں مباح۔ سلطان نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اگر اب سماع ہوا تو پھانسیوں پر لٹکا دوں گا اس کے ارادہ بد کی خبر پا کر فرمایا کہ دیکھا جائے گا۔ جب تو زندہ رہے تو دار پر چڑھا دینا۔ چنانچہ اسی ماہ میں سلطان نے گھوڑے سے گر کر انتقال کیا۔

سلطان التمش کو بھی لوگوں نے بھڑکانا شروع کیا کہ یہ ایک بڑا فتنہ عظیم ہے جو قاضی حمید الدین سہروردی اور شیخ قطب الدین نے شروع کیا ہے۔ چنانچہ بپاس شریعت باز پرس و سزا کا حکم دیا جائے قاضی عماد اور قاضی صادق دونوں کے طلبی حکم جاری کر دیئے۔ جواب میں کہلا بھیجا کہ کل پیروں کے عرس و سماع سے فارغ ہو کر حاضر ہونگے۔ سرکاری طور پر سماع کے روکنے کے لئے پولیس اور فوج کے جوان متعین ہو گئے۔ عرس پر حضرت مخدوم بہاؤالدین ملتانی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آ کر خانقاہ میں داخل ہو گئے اور کسی نے نہ دیکھا حالانکہ دروازہ پر پہرہ تھا۔ دروازہ شرقی سے تھوڑی دیر بعد شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی آئے ایک جماعت کثیر کے ساتھ دفعتہً خانقاہ میں داخل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر پھر تو

Marfat.com

ایک مخلوق ٹوٹ پڑی اور داخل ہوتی نظر نہ آئی سب کچھ ہوا اور کوئی کچھ نہ کر سکا۔

"حضرت صاحب سیر الاقطاب نے اپنی مستند کتاب میں بہ الفاظ صریح لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی مریدوں کو سماع نہ سننے دیتے تھے۔ ایک روز پوچھا کہ حضور کو تو اللہ نے پوری قوت عطا کی ہے پھر آپ سماع کیوں نہیں سنتے فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری شریعت و طریقت دونوں کا شیخ ہوگا۔ اگرچہ وہ سہروردی ہوگا کہ سہروردیوں میں سماع ممنوع ہے مگر اسی سے ہندوستان میں بنائے سماع قائم ہوگی تاکہ چشتیوں کو قدر سماع معلوم ہو۔"

مصنف محترم نے یہ لکھ کر کہ ہندوستان میں سماع کا رواج قاضی صاحب ہی نے جاری کیا مرشد خواجہ بزرگ کے مذکورہ الفاظ بطور سند پیش کئے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ قاضی صاحب کو سماع کا جو ذوق و شوق تھا وہ حضرت قطب الاقطاب صاحب کے عطائے خلافت کا ثمرہ تھا۔ محض حسن عقیدت سے قاضی قطب صاحب کے استاد بھی تھے اور بڑے دوست بھی باہم بے حد محبت تھی اور سماع کا رواج قاضی صاحب ہی سے ہوا جیسا کہ ہم تقفّس والی روایت اور سیر الاقطاب سے واضح کر چکے ہیں۔

مجاہدات و مقبولیت

صاحب مراۃ الاسرار نے حضرت سلطان المشائخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں ایک بزرگ کے ہاں مجلس سماع منعقد ہوئی۔ جس میں اس عہد کے دونوں جلیل القدر اور اہم بزرگ صاحب اور قطب صاحب بھی موجود تھے۔ شیخ علی نے دوڑ کر خبر دی کہ مولانا رکن الدین سمرقندی بہت سے علماء کو ساتھ لئے ہوئے سماع کے روکنے کیلئے آ رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو بلا کر کہا کہ تم تو سامنے نہ پڑنا۔ باقی جو کوئی بے اجازت ہمارے سامنے آئیگا اسے ہم دیکھ لیں گے جب مولانا سامنے آئے تو ایک نگاہ ڈالی جس کے پڑتے ہی ان پر ہیبت چھا گئی اور واپس لوٹ گئے ایک دفعہ آپ اور قطب صاحب مولانا بدر الدین غزنوی جامع مسجد دہلی میں معتکف تھے۔ دونوں بزرگ شب و روز میں قرآن ختم کرتے تھے۔ ایک شب کو یہ ارادہ کیا کہ آج ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تمام شب میں دو رکعت نماز ختم کرنی چاہیے اور ہر رکعت میں ایک قرآن ختم کیا جائے۔ چنانچہ آپ کی اقتدا میں دونوں بزرگوں نے

Marfat.com

نماز شروع کی اور دو قرآن اور چار پارے اس میں پڑھے۔ پھر ایک ہی پاؤں پر کھڑے ہو کر آپ نے دعا مانگی بار الہا جتنا تیرا حق ہے اتنی عبادت تو ہم سے ہو نہیں سکتی۔ تاہم جو ہو سکتا ہے کرتے ہیں۔ تو ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے۔ اسی وقت آواز آئی دوستو! ہم نے تمہیں بخشا تمہاری عبادت قبول کی اور تمہیں اپنے عاشقوں میں قبول کیا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی تو آپ کو شریعت اور طریقت کا شیخ اور سماع کا موسس فرما ہی چکے تھے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی نے بھی آپ کی نسبت فرمایا تھا کہ میرے تمام خلفائے ہند میں سب سے بزرگ حمید الدین ناگوری ہے۔ صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ صرف تین مرید ہوئے اور تینوں کو کامل بنا دیا سلطان العارفین شیخ حسن رسن تاب یمنی بدایونی شیخ احمد نہروانی اور عین القصاب ۹ رمضان ۶۷۸ھ میں واصل بحق ہوئے۔ قطب صاحب کا دہلی میں مزار ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے دونوں مزاروں کے مابین نماز پڑھی تو وفور ذوق میں بیخود ہو گیا۔

Marfat.com

سلطان الاولیاء خواجہ

بدر الدین موئے تاب

بدایوں اور اس کی روحانی عظمت

زینت اصفیاء سلطان الاولیاء حضرت خواجہ بدر الدین شاہ ولایت اعاظم اولیائے ہند سے ہیں۔ عرفان و عشق و مجاہدات و ریاضت میں نظیر نہ رکھتے تھے ہمہ وقت جذب و استغراق کا عالم طاری رہتا تھا جلال و ہیبت اور ورع و تقویٰ میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا ساتویں صدی ہجری کے زبردست اور جلیل القدر عارف گذرے ہیں نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں آپ کا شہرہ تھا صحیح النسب حسینی ہیں سلطان التمش کے عہد میمون میں آپ کے والد ماجد ارض یمن سے عازم ہند ہو کر مدینۃ الاولیاء بدایوں میں متمکن ہوئے اور یہیں توطن اختیار کر لیا خواجہ سید حسنؒ خواجہ بدر الدین اور خواجہ محمد عثمان تینوں فرزندان گرامی بھی ساتھ تھے۔

یہ زمانہ بہت ابتدائی زمانہ تھا ہندوستان میں اسلامی حکومت کو قائم ہوئے کچھ ہی سال گذرے تھے۔ سلطان قطب الدین ایبک ہندوستان میں کروفر کے ساتھ فرماں روائی کر رہا تھا اور سلطان شمس الدین اس کی طرف سے بدایوں کی گورنری پر فائز تھا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس بلند منزلت اور مبارک و محتشم خاندان کے ورود مسعود کا زمانہ ۵۹۰ھ اور ۶۰۷ھ کا درمیانی زمانہ ہے اس لئے کہ ۶۰۷ میں سلطان التمش دہلی کے تخت پر متمکن ہو چکا تھا اور یہ بزرگ اس کی گورنری کے وسطی زمانہ میں ہی بدایوں تشریف لے آئے تھے اس وقت اسلامی ہند میں اسلامی شہر کی حیثیت سے صرف دہلی۔ اجمیر۔ لاہور۔ ملتان اور بدایوں ہی اہم اور ممتاز تھے اس وقت بدایوں کی سب سے بڑی اور استثنائی اہمیت یہ تھی کہ صوبجات متحدہ میں قلعہ قنوج کے بعد قلعہ بدایوں سب سے اہم اور محفوظ قلعہ سمجھا جاتا تھا گنگا اور رام گنگا دو

Marfat.com

بڑے اور خوفناک دریاؤں کے مابین اور دریائے سوتھ کے کنارے واقع ہونے سے یہ شہر ہمیشہ راجگان ہند کی طاقت و سطوت کا مرکز بنا رہا یہی وجہ ہے کہ پانچ ہزار سال پیشتر کے زمانہ تک تاریخوں میں اس کے نام کا پتہ چلتا ہے قنوج کے پال خاندان کے اعزاء اس پر حکمران تھے سلطان محمود غزنوی کو بھی یہاں کے راجہ سے سخت جنگ کرنی پڑی تھی اور اسی جنگ کے شہداء کے مزار بھی یہاں موجود ہیں۔

مسلم فرمانرواؤں نے بھی اسی وجہ سے اسے بہت اہمیت دی صوبہ کا مرکز بدایوں ہی قرار دیا گیا اور خصوصیت کے ساتھ سعی کی گئی کہ اس ہندو طاقت کے مرکز کو اسلامی طاقت کا مرکز بنا دیا جائے سلطان قطب الدین ایبک نے شمس الدین التمش کو الٰہی ہدایات کے ساتھ بدایوں کی گورنری پر بھیجا تھا۔ چنانچہ ایک طرف تو اس لائق و مدبر گورنر نے بہت جلد اسے علماء و فضلاء و شرفاء و اولیاء کا گہوارہ بنا دیا اور دوسری طرف کچھ تو امرائے دہلی کی ہدایت اور کچھ بدایوں اور حاکم بدایوں کی قدر و منزلت کے شہرۂ خاص کی بنا پر ہنرمند اور لائق افراد اسی جانب امنڈ پڑے۔ اشاعت اسلام میں صوفیا بہت سرگرم رہے ہیں اس لئے قاضی حمید الدین ناگوری نے بھی خواجہ سید حسن کو کامل بنا کر بدایوں کی ولایت حوالے کی کہ وہ بدایوں میں رہ کر اس مرکز سے اسلام کی اشاعت کریں اور حقیقت یہ ہے کہ اس علاقہ میں آج جتنے مسلمان نظر آتے ہیں اور بدایوں کو جو آج مدینۃ الاولیاء ہونے کا شرف حاصل ہے وہ انھیں جگر گوشگانِ رسول کریم ﷺ کے مساعی مشکور کا ثمرہ ہے۔

پسینہ کے عوض اپنا خون بہایا

حضرت خواجہ بدر الدین شاہ ولایت کے برادر اکبر سلطان العارفین حضرت خواجہ حسن کو اہل و لائق پا کر نہایت منکسر المزاج و خلیق بھی تھے اور علم و فضل میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، دربار قطبیت کے رکن رکین واستاد قاضی حمید الدین ناگوری نے دہلی میں بیعت کیا اور چند ہی روز میں کامل بنا کر اور خلافت دیکر بدایوں میں مامور کر دیا پہلے یہ خاندان دہلی میں ہی آیا تھا۔ ہندوستان میں، قاضی صاحب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے سب سے بڑے اور باکمال خلیفہ تھے زندگی بھر میں تین مرید کئے اور تینوں کو مرتبہ کمال پر پہنچا دیا۔ اولاً خواجہ حسن شیخ شاہی ثانیاً شیخ احمد مہرولی کے دونوں کے مزار بدایوں ہی میں ہیں۔ ثالثاً خواجہ معین الدین قصاب جو لاہور میں آسودہ ہیں۔ شیخ شاہی روشن ضمیر خطاب ہے۔ جو قاضی حمید

Marfat.com

الدین ناگوری نے آپ کو دیا تھا۔ قاضی صاحب نے اس عہد کے ایک ولی کامل شیخ محمود موئینہ دوز کے پاس سلطان العارفین کو بھیجا اور خادم سے کہلوایا کہ میں نے اس جوان کو خرقہ خلافت عطا کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ آیا آپ مستحق سمجھتے ہیں؟ شیخ نے ایک نگاہ ڈالی مراقبہ کیا اور فرمایا بہت مناسب ہے اور اسے بہت پسند کرتا ہوں۔

حضرت سلطان المشائخ نے فوائد الفواد میں فرمایا ہے کہ شیخ شاہی کے دوستوں نے کسی سفر میں کھیر پکائی آپ کے سامنے لائے فرمایا اس میں خیانت ہوئی ہے میں اسے نہیں کھا سکتا وہ متحیر ہوئے انکار کیا آخر ان میں سے دو نے کہا کہ اتنا ضرور ہوا تھا کہ دودھ ابلنے لگا تھا۔ کوئی برتن تھا نہیں یہ سمجھ کر کہ دودھ فضول ضائع ہوگا زمین پر گرنے سے بہتر ہے کہ اسے ہم کھالیں فرمایا اچھا تیز دھوپ میں کھڑے ہو جاؤ تاکہ اتنا پسینہ تمہارے جسم سے ٹپک جائے تھوڑی دیر بعد حجام کو بلوا کر کہا کہ ان کا جتنا پسینہ گرا ہے اتنا ہی میرا خون فصد کے ذریعہ سے جسم سے نکال کر زمین پر گرادے ادب اتنا کہ ان کا کوئی عذر مسموع نہیں کیا اس کے اندر صدہا بصیرتیں اور عبرتیں پوشیدہ ہیں مسلمان اسے سمجھیں کہ محبت و عزیزداری کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ نامناسب رعایت کی جائے ہر لغزش و خطا پر گوشمالی ضروری ہے اور کسی کو بخشنا گویا گناہوں پر دلیر کرنا ہے محبت ضرور کرو اتنی کرو کہ پسینہ کی جگہ خون بہادو مگر غلطیوں اور گناہوں سے اغماض نہ کرو کہ یہ محبت نہیں عداوت ہے۔

جامع مسجد بدایوں کے قریب آپ کی خانقاہ تھی جس کی شہرت بہت جلد دور دور تک پھیل گئی ہر وقت خلقت کا ہجوم رہنے لگا ہزاروں ہنود آپ کی کرامات و تصرفات سے مسلمان ہوئے ایک درویش مسعود نخاس بدایوں ہی میں رہتے تھے ایک روز انہوں نے آکر کہا شیخ شاہی نے بڑا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اپنی آگ میں خود ہی نہ جل جائے چنانچہ اسی روز خانقاہ میں آگ لگ گئی اور وصال ہو گیا۔ ایک بزرگ آپ سے ملنے کیلئے آئے انہوں نے جو سنا تو غضبناک ہو کر شیخ مسعود کے پاس گئے اور کہا "خاک بر سرت باد کہ برادر مارا کشتی۔" چنانچہ یہ بھی اسی روز واصل بحق ہو گئے۔

حضرت شیخ شاہی کی خانقاہ

حضرت سید مسعود نخاسؒ بڑے زبردست مجذوب تھے مدرسہ معزیہ کے معلم خاص تھے خواجہ زین العابدین نے انھیں مدرسہ میں بلا کر کہا کہ کوئی نصیحت کیجئے اور ہمیں بھی کچھ فائدہ پہنچایئے۔ سید

Marfat.com

مسعود نے خواجہ زین العابدین سے شراب منگوائی اور کہا کہ حوض مسجد کے کنارہ پر بیٹھ کر پیوں گا۔ اور تمہارے ہی ہاتھ سے پیوں گا۔ چنانچہ جام بھر بھر کے دیئے جاتے رہے جب مست ہو گئے تو حوض کے اندر گھس کر کہا کہ اب مجھ سے فائدہ کی باتیں سن :-

دیکھ ہمیشہ ان پانچ امور کا پابند رہ۔ اوّلاً گھر کا دروازہ کھلا رکھ اور کسی کو اندر آنے سے نہ روک۔ ثانیاً ہشاش بشاش اور کشادہ پیشانی رہ۔ ثالثاً جو کچھ بھی میسر ہو کثیر یا قلیل اسکے دینے میں دریغ نہ کر۔ رابعاً اپنا بار کسی پر نہ رکھ۔ خامساً دوسروں کا بار اپنے دوش پر لینے کے لئے تیار رہ۔ (فوائد الفواد)

اسرار الاولیاء اخبار الاخیار اور جامع السلاسل میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ شاہی بدایوں میں رہتے تھے یہیں خانقاہ تھی اور علوم ظاہری حضرت قاضی حسام الدین عرف حاجی جمال ملتانی سے حاصل کئے۔ فوائد الفواد ہی میں حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ شاہی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد جس کو کوئی مہم پیش آئے اس سے کہہ دیا جائے کہ وہ میرے مزار پر تین روز آئے۔ چوتھے روز آئے۔ اس دوران میں اگر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو وہ پانچویں روز میری قبر کی اینٹیں اکھاڑ کر پھینک دے یہی وجہ ہے کہ آپ کے مزار پر ہر جمعرات کو ہزارہا حاجتمندوں اور زائروں کا اجتماع ہوتا ہے۔

سلطان یمنی نابینا ہو کر روضۂ نبوی پر مدینہ منورہ دعا کے لئے گئے تو ایک شب کو انہیں بشارت دی گئی کہ تم بدایوں شیخ روشن ضمیر کے مزار پر جاؤ وہیں تمہاری کاربرآمدی ہو گی چنانچہ یہیں صحت ہوئی۔ غدر ۱۸۵۷ھ میں جب دیہاتی شیخو پورہ کو لوٹنے کیلئے ہزارہا کی تعداد میں یورش آور ہوئے ہیں تو خود دیہاتیوں نے سبز پوشوں کا مقابلہ کرتے اور بزرگوں نے گھوڑوں پر سوار لوگوں کو یہ کہتے سنا تھا کہ بابا فرید کی اولاد کو بچانے کے لئے ہم آئے ہیں۔

حضرت قطب الاقطاب کا خطاب

خواجہ بدر الدین شاہ ولایت نے حضرت شیخ شاہی کی زیر تربیت باطنی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ چونکہ حضرت چاہتے تھے کہ ان کے بعد ان کے قائم مقام اور صاحب سجادہ آپ ہی ہوں اور آپ سے سہروردی و قادری سلسلے چلیں اس لئے انہوں نے آپ کو مرتبہ کمال پر پہنچانے کے لئے انتہائی مساعی سے کام لیا۔ علوم ظاہری آپ حضرت حاجی جمال ملتانی سے حاصل کر ہی چکے تھے علوم باطنی اپنے بھائی اور مرشد سے حاصل کر کے

Marfat.com

سرآمد روزگار بن گئے ولایت بدایوں اس وقت ہندوستان کی بہت ممتاز اور اہم ولایت تھی جس پر حضرت سلطان العارفین صاحب فائز تھے اس لئے خواجہ بدرالدین اور خواجہ محمد عثمان دونوں کو یہ آرزو تھی کہ یہ منصب ہمیں ملے۔ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ عثمان تمہیں تو میرے پہلو میں جگہ ملے گی اور ولایت بدایوں بدرالدین کو دی جائیگی کہ یہ اسی کی قسمت میں ہے اور اسی کے لئے حکم ہے نیز میرے انتقال کی بعد تم دونوں حضرات خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں جاکر اس حکم کی توثیق کرالینا (خیر المجالس و جام جہاں نما)

حضرت شیخ محمد عثمان سمجھتے تھے کہ شاید قطب الاقطاب صاحب میرے حق میں فیصلہ کردیں چنانچہ بعد وصال سلطان العارفین صاحب دونوں بھائی دہلی پہنچے اور مرشد گرامی کے حکم کے مطابق دربار قطب الاقطاب میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "ہیلبدرالدین صاحب ولایت بدایوں اس کے بعد خواجہ محمد عثمان سے ارشاد کیا کہ تمہارے لئے تمہارے بھائی اور مرشد کا پہلو ہی کافی ہے کہ تم وہیں دفن ہو گے اپنے بھائی کے فرمانے کے مطابق تم اسی پر قانع رہو۔ (فوائد الفواد۔ اخبار الاخیار)

عالمگیر شہرت و فیض رسانی

دونوں بھائی مطمئن ہو کر بدایوں آگئے اور حضرت خواجہ بدرالدین خانقاہ معلٰی میں آکر سجادہ پر متمکن ہوئے بدایوں کے شاہ ولایت قرار پا گئے اور ہدایت خلق کی مفوضہ خدمات سرانجام دینی شروع کردیں اور یہ زمانہ سلطان شمس الدین التمش کا زمانہ تھا۔ سجادۂ دہلی پر حضرت قطب الاقطاب صاحب اور سجادۂ ملتان پر حضرت بہاؤالدین زکریا اور سجادۂ بدایوں پر حضرت خواجہ بدرالدین موئے تاب جلوہ افروز تھے اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی ہنوز بچہ تھے اور بدایوں ہی میں تعلیم حاصل کررہے تھے جیسا کہ خود ہی فرماتے ہیں کہ "در بدایوں دو برادر بودند یکے شیخ شاہی روشن ضمیر و دوئی ابوبکر موئے تاب۔ من ابوبکر موئے تاب را دیدہ ام و شیخ شاہی را ندیدہ آم" (فوائد الفواد)

ابوبکر آپ ہی کی کنیت تھی "موئے تاب" آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ بالوں کی رسیاں بٹ بٹ کر فروخت کرتے اور اسی سے اپنی گذر کیا کرتے تھے (روضۃ الصفا) فتوحات سے کچھ نہ لیتے تھے اپنی محنت سے اپنی روزی حلال پیدا کرتے تھے۔ آپ کے زمانہ میں آپ کی عظمت کا شہرہ حدود ہند طے کر کے ایران عراق شام حجاز اور مصر تک پہنچ گیا تھا دور دور سے

Marfat.com

طالب خدا آتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے خلقت کا ایک ہجوم رہتا تھا اس ہندو علاقہ اور کفر کدہ میں آپ کی ذات سے اسلام کو بہت تقویت پہنچی اور اسلام سرعت سے پھیلنے لگا آپ دو تین دفعہ دہلی تشریف لائے اور دہلی سے قاضی حمید الدین ناگوری بھی یہاں تشریف لائے آپ کی خانقاہ میں درویشوں کا ہر وقت اجتماع رہتا تھا اس عہد میں اولیائے کرام کثرت سے بدایوں آئے اور جو آئے وہ آپ کی خدمت ہی میں رہے۔ آج یہی بدایوں کو جو شہرت ہے وہ آپ ہی دونوں بھائیوں کی وجہ سے ہے۔

ایک ولی پر عتاب ایک دن آپ کی خانقاہ میں ایک زبردست اور صاحب باطن ولی آئے جنہیں بہت جلال تھا ان حضرت کی یہ خصوصیت تھی کہ جہاں جاتے اور کسی مشہور ولی کا نام سنتے اس سے ملتے گفتگو کرتے اور ذرا سی بات پر سب کچھ ضبط کر کے چل دیتے۔ بلاد اسلامیہ کے سینکڑوں اولیاء کی باطنی بصیرت اور صدری متاع آپ ضبط کر چکے تھے آپ کے پاس بھی آئے تو آپ نے کھانے کے لئے اپنے جنگل کی ابلی ہوئی گھاس دیدی وہ ان کے حلق سے نہ اتری اس پر آپ کو جلال آگیا اور فرمایا اسی پر اتنا غرہ ہے اور اولیاء کی متاع چھینتا پھرتا ہے یہ کہا اور اسی وقت ان کے پاس جو کچھ تھا ایک نظر میں سب کچھ سلب کر لیا اور جس کا جو کچھ لائے تھے وہ بھی لے لیا وہ بہت پریشان ہوئے مہینوں پڑے رہے چپکے چپکے خانقاہ میں جاتے اور چپکے بیٹھے رہتے۔ ایک روز خانقاہ معلیٰ میں گر پڑے آپ جتنے صاحب جلال تھے۔ اتنے ہی رحمدل کریم النفس بھی تھے رحم آگیا فرمایا خیر بخشتا ہوں مگر جن غریبوں کو لوٹ کر لایا ہے ان کا حصہ انھیں پہنچادے چنانچہ آپ کی بدولت صدہا اولیاء کو ان کی کھوئی ہوئی دولت مل گئی۔

آپ از حد صاحب حال تھے دہلی جاتے وہاں بھی سماع بہت سنتے اور بدایوں میں بھی یہی صورت رہتی (خیر المجالس) سلاطین اور امراء آپ کے بہت معتقد تھے آخر میں جذب و استغراق بہت بڑھ گیا تھا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ کئی دنوں اور ہفتوں مستغرق رہتے تھے۔ نماز پڑھ لی اور پھر مراقب ہوگئے پھر آپ بن میں جابیٹھے۔ شیر غراں آپ کے چاروں طرف دوڑتے اور اپنی دموں سے آپ کے لئے زمین صاف کرتے تھے رات دن سکر طاری رہتا تھا۔ شہود باری تعالےٰ میں محو رہتے تھے کھڑے ہیں تو ہفتوں کھڑے ہی رہ گئے بیٹھے ہیں تو بیٹھے ہی رہتے تھے وہ ہیبت و جلال تھا کہ کسی کی ہمت قریب جانے کی نہ پڑتی تھی۔ مرید تو آپ نے ہزاروں

Marfat.com

کیئے مگر معیار اتنا بلند تھا کہ زندگی میں کسی کو خلیفہ بنانے اور خرقہ عطا کرنے کا ثبوت نہیں ملتا سالہا سال تک سخت سے سخت مجاہدات بن میں کرتے رہے۔ آخر مرشد گرامی حضرت سلطان العارفین نے حکم دیا کہ دنیا سے علیحدگی اور اتنا جلال ٹھیک نہیں تمہاری ہیبت سے بدایوں لرز رہا ہے جب پھر آکر خانقاہ میں بیٹھے اور سکون ہوا۔ آپ حضرت میر ملہم شہید کے مزار کی زیارت کے لئے برہنہ پا تشریف لایا کرتے قرب وجوار میں شہداء کے مزار بکثرت ہیں۔ (روضۃ الصفار)

شیر اور روح اللہ کی نقل

فاضل وقت اور عارف زماں خواجہ ضیاء الدین نخشی آپ کے دوست تھے ان کے متعلق ایک دلچسپ حکایت نظر پڑی کہ خواجہ نخشی مدت تک نقالوں کی جماعت میں رہے کہ انہیں ایک حسین لڑکے سے عشق ہو گیا تھا۔ گاتے بجاتے تھے ایک روز بادشاہ کے سامنے جو گئے تو کہیں شہزادہ نے شیر کی نقل بھرنے کو کہا بادشاہ نے بھی حکم دیدیا نقال گئے تھے انعام لینے حکم ملنے پر پریشان و متردد ہوئے۔ انہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ مدت سے ہمارے ساتھ رہتے ہیں خواجہ نخشی سے مشورہ کیا کہ کیا کریں؟ ان کا کہنا تو کیا سنتے اس محبوب لڑکے کے کہنے کو نہ ٹال سکے۔ ایک گوشہ میں جا کر شیر غراں کی صورت میں نمودار ہوئے۔ شہزادہ نے کہیں ان کی طرف انگلی اٹھادی۔ ایک طمانچہ رسید کیا کام تمام تھا۔ شور مچ گیا۔ وزیر نے کہا جہاں پناہ صبر و سکون سے کام لیں ان نقالوں سے کچھ نہ بولیں خوشی کا اظہار کر کے حکم دیں کہ کل حضرت عیسےٰ کی نقل پیش کرو کہ یہ کام نقالوں کا نہیں ان میں ضرور کوئی صاحب تصرف ولی پوشیدہ ہے۔ نقال پھر پریشان ہو کر ان کے پاس آئے چنانچہ حضرت عیسےٰ کی نقل پیش کی اور نعش کے پاس جا کر جو "قم باذن اللہ" کہا تو شہزادہ بحکم الٰہی زندہ ہو گیا۔ (تاریخ جام جہاں نما)

یہی خواجہ نخشی حضرت شاہ صاحب کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ طبیعت بہت ناساز تھی اور یہ شعر زبان مبارک پر جاری تھا۔

قالب چو غبار است میان من و تو
امید کہ اینک زمیاں برخیزد (سلک السلوک)

بروز جمعہ ۲۱ رمضان المبارک کو آپ کا وصال ہو گیا (جواہر فریدی) ۶۹۰ھ آپ کا سن وصال ہے۔ (طبقات الاولیاء)

Marfat.com

بڑی عمر پائی عظمۃ الاولیاء میں قطعہ تاریخ ہے ؎

کرد از دنیا چو بدر الدین سفر　　سال وصل او بگو بے قال و قیل
بدر دین مہدی دیں بدر کمال　　شہ ولایت شاہ بدر الدین جمیل

شیر شاہ سوری کا دیوان اور خلافت

چونکہ زندگی میں آپ نے کوئی خلیفہ نہیں بنایا تھا اسلئے گذشتہ صد سالہ مدت میں تقریباً تین تین صدیوں کے وقفہ سے اپنے دو مختلف خلیفے مقرر کئے اور انہیں اپنی تربیت اور تعلیم سے نازش زمانہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا دسویں صدی میں حضرت جلال کاشی اور تیرھویں صدی میں حضرت مرزا بادل بیگ جن کا اسم گرامی آپ نے محمد صدیق رکھا ابتداء میں ان بزرگوں کی صحت نسبت پر ابنائے زمان نے اعتراض بھی کئے لیکن آگے چل کر ان کے کمالات باطنی اور تصرفات ولایت خود ہی ان کی صداقت کے شاہد بن گئے۔

شیخ جلال الدین کاشی افغان سلطان شیر شاہ سوری کے دربار میں امیر الامراء اور دیوان تھے اتنی عظیم الشان سوری سلطنت کو ایک قلیل وقفہ مدت میں غبار روزگار بنتے جو دیکھا دل سرد ہو گیا اور ترک علائق کر کے شاہ محمد چشتی کی خدمت میں چلے آئے ایک مدت کے مجاہدات کی بعد بھی کچھ ہاتھ نہ آیا تو شاہ صاحب نے ایک روز فرمایا کہ تیرا حصہ خواجہ بدر الدین شاہ ولایت کے ہاں ہے۔

آپ بدایوں آکر نصف شب تک مزار مقدس پر قرآن خوانی کرتے اور دن کو جاروب کشی آخر ایک شب کو مزار مقدس سے آواز آئی "جلال بدر الدین شاہ ولایت و بدر الدین شاہ ولایت جلال۔" یعنی دریا قلزم میں مل گیا اس کے بعد اویسیہ طریق پر خلافت پاکر ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے۔ ایک روز خیال ہوا کہ ضعیف ہو گیا ہوں۔ اگر آج میرا کوئی بیٹا ہوتا تو اسے سجادہ نشین بناتا حضور شاہ ولایت کو اپنے غلاموں کا ہمیشہ خیال رہا ہے خطرہ قلبی معلوم کر کے فرمایا کہ میں تیرے لئے ایک لڑکے اور قائم مقام کا بھی ہندوبست کرتا ہوں۔ قصبہ امولی ضلع بارہ بنکی میں ایک حسین ہندو لڑکے نے گلستان میں نعت بلغ العلےٰ بکمالہ پڑھتے ہوئے استاد سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں فضائل سن کر اس کے قلب میں ایک نور پیدا جو ہوا گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ اور پھرتا پھراتا بدایوں پہنچ کر شیخ جلال کے پاس پہنچ کر مرید ہوا۔ شیخ نے حکم مرشد سے اس کا نام عبداللہ رکھا اور مرتبہ کمال کو پہنچا کر خلافت عطا کردی

Marfat.com

اس کے بعد ۱۰۱۳ھ میں بعہد اکبر چوروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء)

نصف گھنٹہ میں پورا قرآن ختم

خزینۃ الاصفیاء ہی میں آپ کی تاریخ وصال "شیخ زمانہ" لکھی ہوئی ہے۔ مخدوم عبداللہ کی تربیت خود حضور شاہ ولایت صاحب نے بھی کی بفضل رب قدیر تمام علوم میں کامل ہو گئے اور حضرت شیخ جلال کاشی کے سجادہ پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے بہت شب بیدار تھے نصف اوقات تمام تمام رات ایک پاؤں پر کھڑے رہتے تھے مخدوم کا شہرہ بھی دور دور تک پہنچ گیا۔ گیارہویں صدی کے مشہور اولیاء میں سے ہوئے جب ابوالفضل فیضی نے اکبر کو گمراہ کرنے کی سعی کی تو ملا عبدالقادر بدایونی کی تحریک پر مخدوم صاحب آگرہ بلائے گئے علامہ فیضی نے اپنے غرور ہمہ دانی میں مسئلہ وحدت وجود پر بحث شروع کر دی (یہ قصہ دوسرے عبداللہ کا ہے)

چونکہ اس کا انداز بیان غیر مؤدبانہ تھا اور اس نے نخوت آلود لہجہ میں آپ سے سوال کیا تھا کہ وحدت وجود کیا ہے آپ نے جلال میں آکر فرمایا:۔

یہ ہے کہ تیرا وجود فنا ہو۔ فیضی کے جسم پر آن کی آن میں بڑے بڑے آبلے پڑ گئے شدت کی سوزش تھی۔ تڑپنے لگا۔ اکبر ہیبت و جلال سے لرز کر اسی وقت محل میں چلا گیا۔ مجلس مباحثہ درہم برہم ہو گئی۔ ابوالفضل گھبرایا ہوا اپنے پیر کے پاس گیا۔ جس نے فرمایا کہ یہ آگ ایک عارف ربانی کے شعلہ زبان سے لگی ہے۔ اسے وہی فرو کر سکتا ہے۔ مجبور ہو کر فیضی کو آپ کی خدمت میں لائے منت کی آپ نے معاف کر دیا ایک داغ پیشانی پر رہ گیا تھا فرمایا "ایں نشان مردان است باقی خواہد ماند" (روضۃ الصفا)

بڑے صاحب کرامت و استغراق گذرے ہیں حافظ شرف جہاں ابتداء میں بہت غبی تھے مخدوم عبداللہ شاہ ولایت صاحب میں بیٹھے گاجریں کھا رہے تھے تھوڑی گاجر کھلا دی جس کی تاثیر سے نہ صرف جلائے ذہن ہو گئی بلکہ طی زمانی کا ملکہ بھی پیدا ہو گیا قلعہ سے درگاہ تک جاتے تھے ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔ نذر محمد جوگی حاکم بدایوں پنجاب اپنے وطن قصور گیا اور ذکر کیا تو یقین نہ آیا لوگ کہنے لگے کچھ چھوڑ کے پڑھتے ہوں گے چنانچہ قصور میں بلائے گئے پہلے تو ہیبت طاری ہو گئی پھر جو مخدوم عبداللہ کی طرف رجوع کر کے تراویح پڑھنے کھڑے ہوئے ہیں اور منہ میں اس گاجر کا مزہ آیا ہے تو صرف پہلی ہی رکعت میں (۲۹) پارے پڑھے دوسری میں قرآن ختم۔ کمال یہ ہے کہ اسے حافظوں نے لفظ بہ لفظ سنا اور وقت بھی اتنا ہی صرف ہوا۔

Marfat.com

دربار نبوت سے پروانہ

حافظ عبدالصمد کی نظر ایک حسین و جمیل رقاصہ پر پڑ گئی جو مرض برص سے صحت پا کر سلام کرنے کیلئے مزار پر آئی تھی اور جس نے نذر پوری کرنے کے طور پر موجودہ چار دیواری تیار کرائی تھی۔ تھے صالح اور مؤدب بہت شرمندہ ہوئے اور نمک ڈال کر آنکھیں اندھی کر لیں۔

یہ ادا سرکار کو پسند آ گئی تھی چند روز کے بعد خیال پیدا ہوا کہ کاش میری آنکھوں میں پھر سے روشنی پیدا ہو جاتی رات ہی کو خواب میں دیکھا کہ مخلوق کا بڑا ہجوم و اژدھام ہے درمیان میں ایک شاندار و خوبصورت خیمہ نصب ہے اور دروازہ پر مخدوم کھڑے ہوئے ہیں حافظ صاحب کو مخدوم صاحب سے پہلے محبت و خلوص تھا وہ شناسا نظر آئے قریب پہنچ کر پوچھا کس کا ہے؟ فرمایا کہ رسول کریم ﷺ جلوہ افروز ہیں عرض کی کہ آپ میری روشنی چشم کیلئے بھی دربار رسالت میں عرض کر دیں فرمایا مجھے اس وقت اندر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے کہ میں حضور بدر الدین شاہ ولایت کی خدمتگاری میں مامور کھڑا ہوں اور ایک قدم بھی یہاں سے نہیں ہٹ سکتا اسی اثناء میں حضور شاہ ولایت صاحب ایک کاغذ دست مبارک میں لئے ہوئے خیمہ سے نکلے اور اسے مخدوم صاحب کے حوالہ کر کے فرمایا کہ یہ حافظ عبدالصمد کی بینائی چشم کا فرمان ہے کل تم اپنی مہر لگا کر اسے پہنچا دینا۔ حافظ عبدالصمد بیدار ہوئے تو بہت خوش تھے صبح ہی اپنے لڑکے کو بھیجا۔ (تذکرۃ الواصلین)

مخدوم صاحب اس وقت جہاں بیٹھے تھے وہاں اتفاقاً شطرنج کے مہرے پڑے تھے۔ لڑکے کے قریب آتے ہی مخدوم صاحب نے بساط پر ایک مہرہ رکھ کر فرمایا کہ میں یہ مہر بنام عبدالصمد کرتا ہوں۔ اسی وقت حافظ صاحب کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ غرض آپ کے تصرفات عام تھے اور مخلوق خدا کو آپ سے بہت فائدہ پہنچا۔ ۱۰۳۴ھ میں بعہد جہانگیر وفات پائی۔ مخدوم صاحب کے خلیفہ شیخ طٰہٰ بھی چند سال کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ تینوں خلفاء کے مزار بدایوں میں ہیں۔ حضرت سلطان جی اور حضرت شاہ ولایتؒ کے عرس رمضان میں آتے ہیں۔ جن میں ہزارہا مخلوق جمع ہوتی ہے اور ہر جمعرات کو بڑا ہجوم رہتا ہے تمام اولیائے متاخرین ان زیارات پر چلہ کش رہے ہیں اور ہنوز بحر کرم پوری طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

Marfat.com

عارف زماں

مرزا بادل بیگ

خاندان اور وسائل معاش

حضرت مرزا بادل بیگ ارض ہند کے جلیل القدر اور بلند پایہ شیخ گذرے ہیں۔ تیرھویں صدی ہجری میں مرتبہ و کمال کے بزرگ چند ہی تھے بہت بڑے عارف بہت بڑے ولی اور بہت بڑے عابد تھے۔ حضرت خواجہ بدر الدین شاہ ولایت نے حضور غوث اعظم کی سفارش سے آپ کو اویسیہ طریق پر بیعت کر کے رتبہ ء کمال و ولایت پر پہنچایا۔ اور تاج خلافت سر پر رکھا یہی وجہ تھی کہ آپ کے اندر متقدمین اولیاء کی شان و عظمت نمایاں تھی اور عشق و معرفت کے منتہائے کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ تعلیم اور پھر حضور شاہ ولایت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم۔ حضرت جلال کاشی اور حضرت مخدوم عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہما کے کمالات میں بھی یہی جلوہ گری تھی اور اس نے آپ کو مطلع انوار بنایا اور فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھادیا آپ کے دادا مرزا محمد بیگ فوج میں ملازم تھے اور ایک جنگ میں شجاعانہ لڑنے اور زخم کھانے پر حکومت نے کچھ پنشن مقرر کر دی تھی اور ضلع آگرہ میں کچھ قطعات زمین بھی عطا فرمادیے تھے۔ دہلی میں رہتے تھے۔ وہاں سے بدایوں آکر قبول پورہ میں وطن اختیار کر لیا۔ آبائی رقوم پاس تھیں یہاں کاشتکاری شروع کرادی۔ آپ کے والد احمد بیگ اور آپ بھی کاشتکاری کرتے تھے۔ آپ کو اس پیشہ سے کچھ ایسی وابستگی ہو گئی تھی کہ آخر تک کوئی نہ کوئی وقت نکال کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کھیت پر ہل ضرور چلا آتے تھے۔ حالانکہ پھر اس کی چنداں ضرورت نہ رہی تھی۔ کچھ عرصہ تک میرٹھ میں ملازم بھی رہے۔

Marfat.com

مجاہدات و عبادات

نماز کے پابند اسی وقت سے تھے جبکہ ہوش بھی نہ سنبھالا تھا عمر کے ساتھ ساتھ ذوق عبادت بھی بڑھ گیا۔ رات گئے تک نماز پڑھتے رہتے۔ جب آپ کے والد نے دیکھا کہ یہ صغر سنی اور بارہ بارہ ایک ایک بجے تک عبادت۔ تو خیال گذرا کہ کسی نے لڑکے کو کوئی عمل بتادیا ہے۔ انہوں نے ڈانٹا باپ جب ڈانٹتے تو چپ ہو کر لیٹ جاتے اور ان کے سونے کے بعد پھر مشغول ہو جاتے بچپن ہی میں آپ کو حضور غوث اعظمؒ کے ساتھ ایک عشق پیدا ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ ہی کے اسماء کا کوئی ورد تھا جسے چودہ برس کامل پڑھتے رہے۔ اس ذوق و دار فتگی کے ساتھ کہ اکثر پوری راتیں اس ورد میں ختم ہو جاتیں اور ایک بجے سے پیشتر تو کسی حالت میں بھی نہ اٹھتے تھے۔ شباب کے دائرہ میں قدم رکھا تو مسجد میں راتیں گذرانے لگے اور دعا مانگنے لگے کہ بار الہا اس اسم پاک کی برکت سے مجھے کوئی پیر کامل عطا کر۔

میرٹھ میں کسی کابلی بزرگ سے بیعت کا تہیہ کر لیا تھا کہ رات کو کوئی خواب دیکھا کہ یہاں تیرا حصہ نہیں۔ پھر بدایوں آگئے محلہ ابراہیم پور کے ایک پہاڑ پر اس زمانہ میں ایک مجذوب میاں وزیر شاہ پڑے رہا کرتے تھے۔ جو قطب وقت تھے۔ آپ ان کی خدمت میں بھی روزانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ وہ بھی محبت کرتے تھے۔ عرصہ تک یہ حالت رہی کہ راتوں کو سونا اور سر تکیہ سے لگانا جانتے ہی نہ تھے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر مراقبہ میں بیٹھتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اٹھتے۔ چالیس برس کامل رات کے سناٹوں میں مراقب رہے اور پلک نہ جھپکائی محویت و استغراق کا یہ عالم تھا کہ مراقبہ میں ہوتے تو پھر کتنا ہی شور شرابا ہوتا، محسوس ہی نہ ہوتا تھا۔

بیعت اویسی کا دِل افروز نظارہ

ایک روز میاں وزیر شاہ مجذوب کے پاس گئے تو متبسم ہوئے اور فرمایا کہ "میاں ذرا دور رہو اب تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔" آپ کی طبیعت میں بھی ظرافت تھی کہا کیا میرے اندر کوئی "ہوا گھس بیٹھا ہے جو آپ کو ڈرا رہا ہے؟ فرمایا ہاں جو تو نہیں دیکھتا وہ میں دیکھ رہا ہوں۔ تجھے رات حضور شاہ ولایت نے مرید کر لیا ہے۔ یہ سن کر آپ ہنس پڑے اور فرمایا "خوب! یہ اچھی بیعت ہے کہ بیعت ہونے والا تو بیعت کے علم سے یکسر غافل، پیر کی صورت سے ناآشنا اور دوسرے واقف۔ اگر آپ ہوا پر پرواز کر کے بھی مجھے یہ فرمائیں جب بھی ایسی صورت میں میں اسے

Marfat.com

باور نہ کروں گا میاں وزیر شاہ نے کہا۔ بھیا! میں جھوٹ نہیں کہتا۔ رات کو سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہوا میں خود اس دربار میں موجود تھا تجھے عنقریب خواب میں اور اس کے بعد بیداری میں سب کچھ نظر آ جائیگا۔ مگر اب جو میں کہتا ہوں وہ کر۔ کہ میں اس پر مامور ہوں۔ "ہفت احمد" میں جاکر سلام کر اور کہہ دے کہ مجھے پہچان لو۔ مگر میرا انجی میں ذرا ڈرتے ہوئے جانا۔ پھر بولے پروانہ کر اب تو بیگانہ نہیں رہا۔" آپ نے تعمیل ارشاد کی۔ رات کو خواب میں دیکھا اور صاف دیکھا کہ "آپ املی کی نیچے مرقد منور سے کچھ دور بیٹھے ہیں کہ یک لخت مزار مبارک کو جنبش ہوئی، دروازہ کھل گیا۔ حضور شاہ ولایت نمودار ہوئے آگے بڑھے ہاتھ میں ہاتھ لیا اور پرواز کرتے ہوئے بالا ہی بالا عید گاہ شمس والی املی کے نیچے چبوترہ پر بٹھا دیا اور فرمایا پہچان لے دیکھ لے۔ ابھی چند لمحے بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ سوتھ ندی کی طرف سے ایک تخت اڑتا ہوا دیکھا کہ اس تخت پر حضرت سلطان العارفین صاحب (برادر اکبر و مرشد حضور شاہ ولایت صاحب) اور دو کوئی اور بزرگ رونق افروز ہیں سلطان جی نے تخت سے اتر کر فرمایا۔ "بدر الدین اب تم اپنا کام کرو"

چنانچہ شاہ ولایت صاحب نے اپنے زانو پر آپ کا سر رکھ کر عرق سے لبریز ایک کنٹر آپ کے کان میں ڈالنا شروع کیا۔ سب عرق اندر اتار دیا۔ غٹ غٹ کی آوازیں آپ برابر سن رہے تھے۔ اس کے بعد سامنے بٹھا کر جس ضابطہ "رسم مقراض و توبہ" ادا کی۔ پھر توجہ ڈالی تو صرف قلب اور تمام لطائف ذاکر ہو گئے۔ ہر بن مو سے اللہ کا نام نکلنے لگا بلکہ ایک نور پیدا ہو گیا۔ جس میں عجیب عجیب کیف و سرشاری تھی۔ آنکھ کھلی تو تمام حالتیں موجود تھیں۔

دربار سلطانی کی ہدایات حسب معمول صبح کو وزیر شاہ کے پاس گئے دیکھتے ہی بولا۔

> کیوں بھیا "وزیرا" کا یقین اب بھی آیا یا نہیں؟ ہوا پر بھی اڑ لئے مرید بھی ہو گئے عرق نور بھی چڑھا گئے اور سچ کہہ اور آنکھیں بند کر کے دیکھ تو جو بات دیکھتا ہے وہ موجود ہے یا نہیں۔ دیکھا تو بحلبہ حالت قائم تھی۔ فرمایا جوں جوں استعداد بڑھتی جائیگی حجابات اٹھتے جائیں گے پھر سب کچھ بالمواجہہ ہو گا میں بتاتا ہوں کہ خلافت کا معاملہ بھی طے ہو چکا ہے۔ وہ کچھ عرصہ بعد تجھے حالت بیداری حاصل ہو گی۔

Marfat.com

دوسری شب کو دیکھا کہ حضرت جلال کاشی گیرو کرتا پہنے ہوئے، سر منڈا ہوا، دربار میں کھڑے فرمار ہے ہیں کہ حضور کا ارشاد تو پتھر کی لکیر ہے۔ آپ نے مجھ سے تو فرمادیا تھا کہ آیندہ تیرا شریک پیدا نہ کروں گا۔ اب حضور نے کیا کیا فرمایا جلال! حضور غوث اعظم کے حکم نے مجبور کر دیا کہ انہوں نے خاص سفارش کی تھی آیندہ ایسانہ ہوگا۔ اس کے بعد سلطان جی کی درگاہ میں جاکر چلہ کش ہوئے۔ تیسرے روز خواب میں غنودگی طاری ہوئی دیکھا کہ حضور سلطان العارفین خواجہ سید حسن شیخ شاہی روشن ضمیر بصد آن بان تشریف فرما ہیں۔ دربار گرم ہے فرمایا مرزا پیچھے مڑ کر تو دیکھ دیکھا کہ بہت سے لوگ ہیں برہنہ تن، صرف ایک تہہ بند ھا ہے اور مستانہ کیف میں اچھل کود رہے ہیں۔

سلطان جی نے فرمایا۔ عشاق ربانی ہیں۔ ہمارے ہاں رہو گے تو یہی حالت رہے گی۔ بولو اس حالت میں رہنا پسند کرتے ہو یا اسی میں جس میں کہ اب ہو؟ عرض کی ویسے تو غلام ہوں۔ مگر میرے اہل وعیال ہیں۔ چاہتا تو یہی ہوں کہ شرف غلامی بھی حاصل رہے اور دوستوں اور بال بچوں میں ہی رہوں۔ ارشاد ہوا۔ اچھا منظور ہے۔ تمہارے سلسلہ میں یہی صورت رہے گی کہ دوستوں اور بال بچوں میں رہتے اور دنیاداری میں بسر کرتے ہوئے ترقی کریں گے۔ مگر پھر تم پہلے اپنے پیر کے ہاں جاؤ تربیت و تعلیم حاصل کرو۔ پھر ہمارے ہاں آنا۔ سلطانجی میں تو بڑی رونق بھی ہے۔ اور جمال کیف نمایاں ہے۔ مگر وہ ولایت صاحب میں جلالی ہیبت عیاں ہے اور اب تک رات کو وہاں رہنے کی ہمت بہت کم ہی بزرگوں کو ہوئی ہے۔ یہ عالم ہے کہ جسے وہاں غنودگی آئی عتاب ہوا اور صبح دیوانہ ہو کر نکلا یہ حالت ہم نے آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے۔ آپ مرید ہو چکے تھے مگر خوف طاری ہوا۔

تقسیم اوقات وطاعات

اس حکم پر آپ اپنے خالہ زاد بھائی محمد علی خان کو ساتھ لے کر بعد عصر گئے۔ انہیں باہر بٹھا کر اندر حاضر ہوئے کچھ دیر بعد باہر آکر جو دیکھا ان کے سر میں شدت کا درد تھا۔ پھر اندر گئے۔ پائین کھڑے ہو کر عرض کی آقا میں تنہا ہوں۔ بھائی کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ حضور انہیں بھی اجازت دیدیں کہ مجھے سہولت رہے اب جو آکر دیکھا صحت تھی۔ اس کے بعد تین چلہ تک یہ صورت رہی کہ آپ بارہ بجے شب تک تنہا مرقد منور کے قریب بیٹھے رہتے۔ بعد کو سیڑھیوں کے قریب باہر آکر نوافل وعبادت میں مصروف ہو جاتے اور چار بجے صبح پھر اندر چلے جاتے اور نماز فجر

Marfat.com

کے بعد دس بجے تک مراقب رہتے۔ اس مدت میں آپ کو مالا مال کر دیا گیا۔ پیر اور پھر شاہ ولایت صاحب جیسا پیر ایک نظر ہی کافی تھی۔ استعداد جو بڑھی حجابات جو اٹھے تو بالمشافہ ملاقاتیں ہونے لگیں اور معاملہ خواب سے گذر کر بیداری پر آگیا اور تاج خلافت سر مقدس پر رکھ دیا گیا۔

جو دستور چلوں میں قائم ہوا تھا اسے آپ نے صورت دوام عطا کر دیا کہ ذوق و شوق اور کیف واستغراق روز افزوں تھا۔ دس بجے دن کے باہر آکر ایک گھنٹہ عید گاہ پر بیٹھتے پھر مکان آکر ایک پارہ کلام اللہ کا پڑھتے۔ چونکہ رات بھر بیدار و مشغول رہتے تھے۔ اس لئے بارہ بجے دو پہر کو شب و روز میں دو گھنٹہ کے لئے سو جاتے۔ نماز ظہر پڑھنے کے لئے شیخ جلالی والی مسجد میں تشریف لے جاتے اور پھر واپس گھر آکر کنگھا کرتے۔ حقہ پیتے، نماز عصر کے بعد ''سلطانجی''میں حاضر ہوتے۔ وہاں سے گھر تشریف لاتے اور کچھ دیر بعد مغرب کی نماز پڑھ کر شاہ ولایت صاحب میں چبوترہ پر ایک گھنٹہ بیٹھتے، تعلیم مریدین کرتے اور آسیب زدوں کو دیکھتے۔ ۹ بجے شب کو کھانا کھا کر اور عشاء پڑھ کر پھر چلے آتے۔ آخر زمانہ میں بارہ ایک بجے شب کو گھر واپس آکر سو رہتے تھے۔

فاضلِ وقت مولوی کی بیعت

یہ بھی دستور تھا کہ آپ کوئی نہ کوئی وقت نکال کر اور کھیت پر جا کر گھنٹہ بھر کھیت میں ہل ضرور جوت آتے تھے۔ آپ کے کھیتوں کے برابر ہی مولوی عبد الغفارؒ کے بھی کھیت تھے جو علوم شریعت کے منتہی و فاضل تھے۔ گوالیار میں تحصیلدار اور سر صوبہ تھے شاید رخصت پر آئے ہوئے تھے۔ آپ بالعموم صبح کو کھیتوں پر جایا کرتے تھے۔ ایک روز اتفاقاً مولوی صاحب بھی اپنے کھیت دیکھنے گئے۔ مثنوی مولانا روم ہاتھ میں تھی۔ ایک جگہ بیٹھ کر نادانستہ طور پر اسے پڑھنے لگے۔ نظر جو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو آپ کے آنسو رواں تھے۔ حیرت سے بولے آپ تو بالکل جاہل ہیں صرف ایک پارہ پڑھا ہے آپ مثنوی جیسی بلند اور معرکہ آرا کتاب اس زبان اور اس کے اشعار کو کیا سمجھیں۔ فرمایا مولوی صاحب! آپ اپنا کام کئے جائیں۔ پڑھتے جائیں آپ کو ان سوالات سے کیا غرض! مولوی صاحب نے اصرار کیا۔ نہ مانے تو پھر کہا یہ آنسو نمائشی تھے۔ جلال آگیا۔ فرمایا تو قال میں ہے اور میں حال میں ہوں۔ تو جو پڑھتا ہے وہ تو میں دیکھتا ہوں۔ ذرا آنکھ تو بند کر، بند کرتے ہی وہ مقام آنکھ سے دیکھ لیا۔

Marfat.com

وقت آگیا تھا۔ مولوی صاحب کے قلب میں ایک آگ سی لگ گئی۔ قدموں پر گرے کہ مجھے مرید کرلو۔ آپ نے صاف انکار کر دیا۔ مولوی صاحب آنکھ سے دیکھ چکے تھے۔ کئی مدت تک منت کرتے رہے۔ سرکار میں عرض کی۔ آخر جب حکم ہو گیا۔ تو آپ نے مرید کر لیا۔ مولوی صاحب کو بعد میں خلافت بھی عطا ہوئی۔ یہ حالت تھی کہ جب آپ کچھ دنوں کے لئے آنولہ گئے ہیں تو مولوی صاحب روزانہ حاضری دیتے۔ سر جھکائے مؤدب کھڑے رہتے۔ خود کوئی باہر آتا تو اطلاع ہوتی۔ گوالیار میں پوسٹ مین کو ہدایت تھی کہ جب خط آئے پہلے مطلع کر دے۔ چنانچہ اجلاس سے برہنہ پا اٹھ کر پوسٹ مین تک جاتے اور پیر کا خط لیتے۔ پیر کے لئے جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر رکھ کر لاتے۔ بارہا آپ کا کھیت خود کاٹا اور بوجھ سر پر رکھ کر گھر پہنچایا۔ آپ کے محلہ کا کبھی نام نہ لیا۔ ہمیشہ محلہ شریف اور بڑوں کو بڑے میاں اور چھوٹوں کو چھوٹے میاں کہتے رہے۔ چونکہ مولوی عبدالغفار صاحب بدایوں کے ایک شریف و معزز و ذی علم خاندان کے چشم و چراغ تھے اور خود فاضل و منتہی تھے اس لئے ایک شور پڑ گیا اور علماء تعجب و تعریف کرنے لگے۔ مولوی صاحب نے کئی علماء سے معرکہ آراء بحثیں کیں۔ مولوی صاحب کے خسر نے ایک دفعہ کہہ دیا کہ تم علامہ اور اتنے بڑے فاضل ہو کر ایک جاہل فقیر کے مرید ہو گئے ہو۔ یہ بہت شرم کی بات ہے۔ آپ کو جلال آگیا۔ اور فرمایا تم نے میرے پیر کی توہین کی۔ اب عمر بھر تمہاری صورت نہ دیکھوں گا اور تم نابینا ہو کر مروگے مولوی صاحب مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے۔ احاطہ پیر کے اندر مزار ہے۔ مولانا عبدالقادر صاحب سے بھی مولوی صاحب نے بحث کی تھی۔

آنولہ میں معاندین سے مقابلہ

آنولہ میں بھی کچھ علماء مخالف ہو گئے جہاں آپ کا سسرال تھا۔ حکیم ولایت علی خاں رئیس اعظم تو آپ کے بہت معتقد تھے۔ مگر ان کے بھتیجے حکیم محبوب علی خاں رئیس اور ان کے احباب بہت مخالف اور ذلت پر آمادہ تھے۔ ایک دفعہ حضور غوث پاک کی اولاد سے ایک افغانی ان کے ہاں آئے۔ انہیں بھڑکا کر مقابلہ پر بھیجا۔ یا۔ اس وقت آپ اپنے خلیفہ ملا عبدالکریم کے ہاں مقیم تھے۔ آتے ہی بولے تم میں پیر کون ہے ؟ لوگوں نے بتایا تو بولے کیا تم ہی پیر ہو ؟ نفی میں جواب پا کر غضب ناک ہوئے اور کہا تو پھر (خاکم بدہن) مکار ہے فریبی ہے۔ دھوکہ دیتا ہے جاہل محض ہو کر پیر بن بیٹھا ہے۔ پیر ہے تو ہمیں گرمی پہنچا غرض بہت سخت و ست کہا۔ آپ

Marfat.com

مسکراتے رہے۔ نہیں باز آئے تو گردن جھکا کر دربار غوثیت میں عرض کی حضور کیا اب ذلیل ہی کرانا مقصود ہے۔ ادھر سے اشارہ ہوا۔ فیض کا ایک دریا امڈا۔ ایک ہی تیز نظر ڈالی ہے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے تڑپنے لگے "ہو ہو" کرتے ناچتے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ بری حالت ہو گئی۔ آخر مرشدی حضور عبدالقادر خاں صاحب نے (آپ کے خلیفہ ثانی نے) بہت سفارش کی کہ مر جائیں گے۔ پھر صاحبزادہ ہیں۔ رحم فرمایئے۔ تو سرد لہر ڈالی۔ حواس بجا ہوئے تو چیختے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ دروازہ کھلا۔ میرا کام تمام ہوا۔ مخالفوں پر ہیبت چھا گئی۔ افغانستان پہنچ کر پیر سے شکایت کی کہ آپ تو کہتے تھے کہ ہندوستان کے اندر کوئی ایسا نہیں جو تجھے دے مارے۔ مگر وہاں ایک "معمولی فقیر نے میرا کام تمام کر دیا اور سب کچھ چھین لیا پیر نے کہا کہ بے ادب تو بہت گستاخ ہے۔ تو نے اس سے ہمسری کا دعویٰ کیا جس سے (۴۰ قدم پیچھے میں خود کھڑا ہوتا ہوں۔ جا اس سے معافی مانگ۔ پھر آئے اور حضور غوث پاک کا واسطہ دلا کر معافی مانگی تو آپ نے عشا۔

تحصیلدار کی بیعت اور سلیم اللہ شاہ کا تحیر

قصبہ اور۔ے پور ضلع پیلی بھیت کے لکھ پتی رئیس اعظم حاجی محمد حسین اتنے دبدبہ کے رئیس تھے کہ کلکٹر تک ان سے جھجکتے تھے۔ ان کی بیٹی پر زبردست جن کا سایہ تھا۔ ہر جگہ سے پھر کر آپ کی خدمت میں ان کے داماد آئے اور صحت ہونے پر مرید ہو گئے تو بولے کم بخت ایک جاہل فقیر کا مرید ہوتے شرم نہ آئی۔ داماد نے کہا اب تم سے نہ ملوں گا۔ تین ماہ کے بعد بہت افکار میں مبتلا ہو کر ایک زبردست مقدمہ ہار گئے۔ داماد کے پاس آئے۔ بولے غلام ربانی اب کیا کروں؟ کہا میرے پیر سے رجوع کرو۔ آئے عرض کی۔ فرمایا مقدمہ جیت جاؤ گے۔ مگر ایک چلہ "سرکار میں جاروب کشی کرو" منت سے کہا کہ وقت اتنا نہیں۔ فرمایا اچھا اپیل کر دو۔ الہ آباد میں کوئی مقدمہ لیتا نہ تھا۔ تار دیا۔ لکھا پرواہ نہ کرو۔ جس طرح ہو دائر کر دو۔ کامیاب ہو کر مرید ہو گئے۔ کچھ روز تو جانچتے رہے۔ پھر غلام تھے۔ باطنی تعلیم حاصل کی۔ بڑا مرتبہ حاصل کیا۔ خلافت پائی اور بعد کو عرس کے لئے کچھ جائداد بھی وقف کر دی۔ اسی طرح مولوی عبدالحفیظ کاکوروی ریاست جاراپن میں جیلر تھے۔ انہیں کسی مجذوب نے ہدایت کی کہ تیرا حصہ بدایوں میں ہے۔ وہاں جا کر مزار شاہ محمد صدیق کا مرید ہو۔ یہ بھی بہت متمول اور ذی علم تھے۔

Marfat.com

منشی محمد امیر تحصیلدار بجنور عبدالقادر خاں صاحب کے کمالات باطنی دیکھ کر مرید ہونے پر تیار ہوئے۔ فرمایا پیر کے مرید ہو جاؤ۔ مرید ہو کر جو گئے تو سلیم اللہ شاہ مجذوب عرف سجنویا تو تحصیلدار صاحب کے پاس محض بالطبع ہر تیسرے چوتھے روز چلے آیا کرتے تھے یا دروازہ پر کھڑے ہو کر جھانکنے لگے حضور مرشدی نے باہر سے آکر پوچھا کیا ہے۔ اندر چلو۔ فرمایا دیکھتے نہیں وہ اس کے پاس کون بیٹھا ہے۔ غضب دیکھو میرے پاس ایک چنگاری ہے اس پر کسی کو کتا کہتا ہوں اور کسی کو گدھا، اور دیوانہ وار بھاگا بھاگا پھرتا ہوں۔ اور یہ ہے کہ سینہ میں الاؤ لئے بیٹھا ہے اور اس پر یہ سادگی کہ ڈاڑھی میں کنگھا کر رہا ہے۔ حضور مرشدی اندر دھکیل کے لے گئے تو یہ مؤدب جا بیٹھے۔ حضور مزاجی بجنور میں کوئی دو ہفتہ رہے سجنوہ کا یہ دستور ہو گیا کہ عین کھانے کے وقت پہنچ جاتے۔ ساتھ نہ کھاتے تاک لگا کر برابر بیٹھے رہتے۔ جہاں مرزاجی نے کھانے سے ہاتھ اٹھایا اور انہوں نے جھپٹ کر دال، شوربہ، بوٹی، ہڈی اور روٹی جو سامنے بچی سب جلد اٹھا کر چٹ کر گئے۔ تحصیلدار صاحب کے مرید ہونے کے بعد پہلی مرتبہ دیکھا تو فرمایا۔ قربان جایئے۔ اس پیر کے جس نے ایمان تو پہلی ہی نظر میں بخش دیا۔ حالانکہ ان کی یہ حالت تھی کہ لوگوں کو دیکھتے ہی فرمادیا کرتے تھے۔ کہ یار صورت تو بہت شاندار ہے مگر اندر تو کوئلہ ہی بھرا ہے۔ بڑے کامل مجذوب تھے۔

کرامات وخوارق عادات

ہم بتا چکے ہیں کہ ضلع آگرہ میں آپ کی ایک ملک پناہٹ تھی۔ آپ آگرہ تشریف لے گئے تھے وہاں سے ملک جانے لگے۔ مولوی عبدالغفار صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں ایک مجذوب میاں ہرمئی شاہ ملے۔ بڑے بلند پایہ اور صاحب تصرف تھے۔ برہنہ رہتے تھے۔ دور سے دیکھتے ہی بولے ارے مولوی بھی ساتھ آرہا ہے۔ قریب پہنچتے ہی کیا کہتے ہیں کہ اس مولوی کو بیکھنٹھ (جنت) بھیج دیئے۔ فرمایا نہیں یہ نہیں جائیں گے۔ بولا ضرور جائیں گے۔ دونوں اللہ کے شیروں میں بحث اور حجت شروع ہو گئی۔ تصرف یہ تھا کہ گو مولوی صاحب کی تعلیم بھی اچھی ہو چکی تھی۔ مگر اسی وقت میں درد شروع ہو گیا اور گھر آتے آتے شدت کا بخار ہو گیا دہشت بھی غالب تھی آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ شب ہی کو مولوی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع احاطہ ہے اور دونوں میں کشتی ہو رہی ہے۔ مجذوب دھکیلتا ہے تو

Marfat.com

آپ کو دیوار تک لے جاتا ہے۔ اور آپ دھکیلتے ہیں تو آپ دیوار تک لے جاتے ہیں۔ دیر کے بعد آپ نے اسے پچھاڑ دیا۔ صبح جو اٹھے تو مولوی صاحب تندرست تھے اور مجذوب کا انتقال ہو چکا تھا۔

ایک صاحب مولوی عبدالغفور سرحدی سلطان جی میں زیارت کیلئے آئے۔ وہیں آپ سے کسی مسئلہ پر بحث چھڑ گئی اور بحث کرتے کرتے سلطان جی کی زیارت سے قبول پورہ کے برگد تک آ گئے۔ یہاں ایک نے ٹھہر کر کہا مولوی صاحب کیا اب بھی آپ نہیں سمجھے اور شک باقی ہے۔ کہا بیٹھک میں ابھی تک مطمئن نہیں ہوا۔ جلال آ گیا۔ فرمایا آنکھیں تو بند کر سید جلال الدین رئیس یادی قوال اور حبیب اللہ حجام ساتھ تھے۔ دیکھا کہ مولوی صاحب قدموں پر گرے اور کہنے لگے حضور گستاخی معاف کیجئے۔ میں نے سب کچھ آنکھوں سے دیکھ لیا اور آپ نے دکھا دیا۔ اسی وقت مرید ہو گئے۔

آپ کے مرید سید میر مشتاق علی پاؤں داب رہے تھے کہ یکبار گی آپ نے چادر سے منہ کھول کر فرمایا کہ اتنے ہی زور سے داب جتنے زور سے رات اس کی چھاتیاں دابی تھیں معاملہ پورے طور پر ردۂ اخفاء میں رکھا گیا۔ میر صاحب کی پیشانی پر عرق انفعال آ گیا دم بخود رہ گئے۔ توبہ کی کہ اب ایسا نہ کروں گا۔ لیکن دل نہ مانا تو دوسری ہی شب کو پھر اسی طوائف کیلئے پہنچ گئے۔ پھر وہی حرکت ہوئی۔ اسی وقت سے ہاتھ میں درد شروع ہو گیا۔ سامنے گئے تو فرمایا۔ پھر باز نہ آیا اچھا جو کیا ہے۔ اس کی سزا بھگتے گا۔ چنانچہ وہ ہاتھ ہی خشک ہو گیا۔

ایک صاحب حاجی عبدالصمد خاں صاحب نے منت سے عرض کی کہ حضرت ایک عورت پر عاشق ہوں۔ بہت بے تاب ہوں۔ میرے لئے دعا کیجئے۔ آپ نے انکار کر دیا تو وہ قدموں پر گر پڑے بہت روئے کہ میرا مقصد محض نکاح ہے حضور رحم فرمائیں۔ ترس آ گیا۔ فرمایا۔ اچھا۔ یَا عَزِیْزُ پڑھ لیا کر۔ گھر آئے تو نیت بدلی۔ ڈر کے باعث یہ تو پڑھا نہیں اور کوئی عمل شروع کر دیا۔ دوسری مساعی کا آغاز ہوا۔ تین ماہ گذر گئے۔ کچھ نہ ہوا تو پھر عمل شروع کر دیا کامیابی ہو گئی۔ تمام معاملات طے ہو گئے کہ اس مؤکل نے حاضر ہو کر کہا کہ یہی عمل میاں شیر شاہ وارث علی اور کچھوچھہ شریف میں پڑھا گیا تھا۔ مگر ہم مطیع نہ ہوئے۔ آپ کے حکم سے مجبور ہو گئے۔ فرمایا ہم نے تو پہلے اجازت دی تھی بعد کو اس نے خود پڑھا۔ مؤکل خوش ہو کر چلے گئے۔ صبح کو جو یہ صاحب گئے تو اس عورت نے ڈانٹ دیا اور آپ نے فرمایا جاؤ

Marfat.com

اب وہ تمہاری مطیع نہ ہوگی۔

نکات واشارات

محمد یوسف رسالدار گوالیار محمد مرید ہوئے۔ دوڈھائی سیر خوارک تھی فرمایا ڈھائی پاؤ کھایا کرو۔ بہت پریشان ہوئے فرمایا اچھا جتنی بھوک ہو کھالیا کرو۔ واپسی میں اسپت پر خواب دیکھا کہ حضور شاہ ولایت نے انہیں تول کر ڈھائی پاؤ کھانا دیا اور فرمایا خبردار زیادہ نہ کھانا۔ تیس سال تک بعد کو زندہ رہے ڈھائی پاؤ سے زیادہ نہ کھایا گیا۔ بھوک ہی اتنی ہو گئی۔

کابل سے کوئی افغانی اپنے پیر کے ارشاد پر مثنوی کے کچھ اشعار کے عرفانی مطالب سمجھنے کیلئے بدایوں آپ کے پاس آئے۔ آپ دوستوں میں بوضع سادہ بیٹھے ہنس بول رہے تھے۔ شناخت نہ ہو سکی۔ استفسار پر لوگوں نے اشارہ سے بتایا تو متحیر ہو گئے کہ بظاہر پیری کی کوئی علامت نہ تھی۔ آپ نے اسی وقت مثنوی کے وہی اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر مطالب جو بیان کئے تو وہ نقش بدیوار تھے۔ یہی نہیں آپ نے آنکھیں بند کرا کر وہ مقامات بھی انھیں دکھادیئے ایک دفعہ مولوی عبدالغفار صاحب پیچھے پیچھے چلے آرہے تھے۔ خیال کیا کہ اب تو میری تعلیم پیر کے برابر ہو گئی ہے۔ آپ نے فوراً مڑ کر کہا۔ مولوی صاحب جس نے چالیس سال شاہ ولایت کی خدمت میں گذارے ہوں اور ہر روز دو سبق لئے ہوں تمہاری تعلیم اس کے برابر ہو سکتی ہے فوراً معافی مانگی اور توبہ کی۔

کوئی مرید سامنے آتا فرماتے ارے تو نے محنت نہ کی۔ حقہ کا ایک کش اس کی طرف چھوڑتے لطائف ذاکر ہو جاتے۔ مقامات کھل جاتے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ باہر سے خط آیا ہے۔ سنا ہے۔ اور آپ نے اس طرف منہ کر کے حقہ کا کش چھوڑ دیا ہے۔ اور حالت ٹھیک ہو گئی۔ مولوی عبدالغفار صاحب کو صرف لکھدیا تھا کہ کثرت میں وحدت دیکھ اور یہیں سے توجہ ڈالی تھی یہ تو وہی جانتے ہوں گے کہ کیا دیکھا اور کیا نظر آیا۔ ہمیں تو اتنا ہی معلوم ہے کہ پوری فضا میں زمین سے آسمان تک آگ سی لگی ہوئی تھی۔ اور ہر طرف خیرہ کن روشنی کے سمندر امڈے ہوئے تھے۔

بعض علماء وافراد کو آپ کی بے علمی اور اویسیت پر اعتراض تھا۔ اور بحث کرتے تھے۔ مگر کون نہیں جانتا کہ حضرت حبیب عجمیؒ اس پایہ کے بزرگ گذرے ہیں کہ تمام سلاسل قادریہ چشتیہ سہروردیہ شاذلیہ وغیرہ آپ ہی تک پہنچتے ہیں اور حضرت خواجہ حسن

Marfat.com

بصری نے محض اس بناء پر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی کہ وہ "الحمد" کا تلفظ بھی صحیح طور پر ادا نہ کر سکتے تھے تو ان پر بارگاہ ربانی سے عتاب ہوا کہ تو نے ہمارے دوست کی تحقیر کی۔

تجھے کیا علم کہ ہمیں اس کا اخلاص کتنا پسند ہے۔ یہ بالکل جاہل تھے۔ یہی حالت خواجہ فضیل بن عیاض کی تھی۔ ہندوستان میں بھی شاہ عبدالرزاق بانسوی جو سلسلہ قادریہ فرنگی محل کے سر سلسلہ میں خواجہ سید آدم بنوی ولی کامل اور خلیفہ اجل حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی میاں نتھا شاہ قادری شیخ محمد داؤد اور شیخ فتح اللہ وغیرہ بالکل بے علم تھے ایک لفظ بھی پڑھے ہوئے نہ تھے مگر ان کی بے علمی ان کے عرفان و کمالات میں سدِ راہ نہ بنی تو آپ کی بے علمی کس طرح آپ کے تنقیص کمال کا باعث بن سکتی تھی۔

علوم ظاہری اور اویسیت علوم کی تکمیل بھی بحد ضرور ہے مگر یہ نہیں کہ علم کے بغیر عرفان و کمال حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ تو اللہ کی دین ہے۔ رہی اویسیت اور مزارات سے فیض کا معاملہ تو مولانا عبدالقادر کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ مزارات سے فیض ہو سکتا ہے۔ مگر قلب سے زیادہ تعلیم نہیں ہو سکتی۔ اس کا مکمل جواب تو مولوی عبدالغفار نے اسی زمانہ میں دیدیا تھا۔ مگر اس کتاب ہی کے پڑھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ قریب قریب تمام بزرگوں کو مزارات سے فیض پہنچا ہے۔ حضرت شیخ حسین لاہوری کو حضرت مخدوم گنج شکر ہجویری کے مرقد انوار سے فیض پہنچا اور انہوں نے مزار سے نمودار ہو کر ایک لمحہ میں انھیں روشن ضمیر بنادیا۔

شیخ حاجی عبدالجلیل چشتی لکھنوی کا طریق بھی اویسی تھا۔ خواجہ غریب نواز سے اویسی طریق پر بیعت ہوئے۔ ۸۷۲ھ میں وفات پائی۔ ظاہری بیعت کسی سے نہ تھی۔ شجرہ میں اپنے نام کے بعد خواجہ غریب نواز ہی کا نام لکھتے تھے۔ بڑے زبردست عارف گذرے ہیں۔ (تذکرۃ اولیائے ہند جلد دوم صفحہ ۹۸)

حضرت اخوند سعید شوریانی المتوفی ۱۰۲۰ھ جیسے ولی کامل بھی بظاہر کسی کے مرید نہ تھے۔ اکبر کے زمانہ میں بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ قصور میں مزار ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں نقشبندی سلسلہ بھی ایک عرصہ بعد اویسی طریق پر ہی چلا۔ ضرور بزرگوں نے متاخرین کے لئے اسے جائز نہیں رکھا۔ لیکن یہ عدم جواز صرف بنظر احتیاط تھا

Marfat.com

کہ ہر بوالہوس "حسن پرستی" نہ اختیار کرے مرزاجی کی زندگی تو نہایت پاکبازانہ زندگی تھی۔ باوجود اس کے کہ صرف ایک پارہ قرآن شریف پڑھا تھا لیکن روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ عابد تھے زاہد تھے عیالدار تھے۔ سادہ معاشرت اور سادہ لباس تھے۔ زندگی بھر کبھی گالی منہ سے نہ نکلی۔ نہایت کریم النفس اور خوش اخلاق تھے۔ ہر کہ ومہ سے نہایت محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ نہایت غربانواز اور غریب پرور تھے ایک عمر مجاہدات میں گذاری تھی۔ غیر مستطیع اعزا کی امداد برابر کرتے رہتے تھے۔ بہت متحمل اور بہت شائستہ مزاج تھے۔ اپنی کاشتکاری کی آمدنی سے گذر کرتے تھے۔ زیادہ مرید کرنے پر بھی حریص نہ تھے۔ زندگی بھر میں بمشکل کوئی سو سوا سو مرید کئے ہوں گے۔ برسوں کی تعلیم کے بعد کہیں جاکر مرید کرتے تھے۔ تصرفات و کمالات بدیہی اور نمایاں تھے۔ جس کی طرف نظر کرم سے دیکھ لیا یا حقہ کا کش چھوڑ دیا۔ کئی کئی لطائف ذاکر ہو گئے۔ ایسی پاکبازانہ اور بزرگانہ زندگی شبہ سے ہر طرح بالا ہے۔ مولوی عبدالغفار۔ مولانا عبدالقادر خاں حاجی محمد حسین جیون شاہ۔ ملا عبدالکریم اور گل شاہ وغیرہ آپ کے باکمال خلفاء ہوئے ہیں۔ لیکن سلسلہ صرف مرشدی حضرت عبدالقادر خاں ہی سے چلا۔ مزار زیارت گاہ خلائق ہے ۱۳۲۰ھ میں وصال ہوا۔

تعلیمات فرمایا ابتلاؤں اور مصیبتوں سے نہ گھبراؤ۔ دیکھو رسول کریم ﷺ پر کتنے مصائب پڑے۔ گھر والے دشمن۔ قبیلے والے دشمن۔ وطن والے دشمن۔ قید، سازشیں، ایذائیں، اعزا و اولاد کی موت، ناداری و تنہائی، یاروں اور دوستوں پر ظلم، مکہ معظمہ سے نکلے، غار میں چھپے تو دشمن سر پر موجود مگر ممکن نہ تھا کہ مایوسی قریب پھٹکتی حضرت صدیقؓ ڈرتے بھی ہیں تو نبوت کی پر جلال پر امید آواز کانوں میں پہنچ جاتی ہے کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کتنی تاریکیاں تھیں اور کتنی مایوسیاں مگر جب بادل چھٹتے ہیں، پردہ اٹھتا ہے تو کچھ نہ تھا اِنَّا فَتَحنا لَکَ فَتحاً مُّبِیْنًا۔" یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً، وَوَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی کے مژدے تھے۔

فرمایا یاد رکھو اللہ کو بندوں سے بے حد محبت ہے وہ کسی کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ گناہ دیکھ کر تمہارے ہی فائدہ اور انتباہ کیلئے ٹھوکر لگواتا ہے۔ تنگی معیشت پیدا کرتا ہے ٹھوکر پر

Marfat.com

ٹھوکر لگتی ہے۔ سنبھل جاتا ہے۔ تو سب کچھ دیدیتا ہے۔ نہیں مانتا باز ہی نہیں آتا۔ تو پھر خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ۔ اُمْلِی لَھُمْ فَاِنَّ کَیْدِی مَتِیْنٌ" اور کلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِیْلاً اِنَّکُمْ مُجْرِمُوْنَ." کا مصداق بنا دیتا ہے۔

فرمایا اللہ اور رسول کا حکم مانتے رہو۔ نافرمان بن کر اور روزہ نماز سے غفلت برت کر کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ فرمایا ترقی کی واحد راہ یہی ہے۔ جو خدا نے بتائی ہے۔ ذکر و شغل بھی کرو مگر نماز روزہ اور تلاوت قرآن کے پابند رہو۔ فرمایا غربا اور ضعفاء کی حاجت روائی سب سے زیادہ مقبول کام ہے۔ فرمایا خلیق و نیک ہو مغرور اور ریاکار نہ ہو۔

Marfat.com

معدن فیوض و برکات

حضرت شاہ عبد القادر خاں سہروردی

علمی حالت

حضرت شاہ عبد القادر خاں صاحب بدایونی اولیائے متاخرین میں ایک فقید المثال اور یکتائے روزگار بزرگ گذرے ہیں جن کی ذات گرامی معدن فیوض اور مطلع انوار سبحانی تھی اور جو عشق و معرفت محبت و تقویٰ مروت و علو اخلاق اور عمل اور مجاہدات و ریاضت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے یہ آفتاب سعادت و عرفان ۱۸۳۶ء میں افق بدایوں سے پوری درخشانیوں اور ضیاپاشیوں کے ساتھ طلوع ہوا اور نوے سال تک ظلمت کدۂ عالم کو لبریز انوار کر کے غروب ہو گیا۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ جہاں ہم نے دیکھا تلاش و تحقیق کی۔ سمجھا وہاں تک آپ کے عہد میں کوئی آپ کا مثیل اور ثانی نہ تھا اور آپ اپنی شان و آن بان میں بے ہمتا و یگانہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ شیخ العہد ممتاز وقت اور قدوۂ اصفیاء تھے اور ارض ہند کے اعاظم و اکابر و مشائخ صوفیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے"

آپ شیخ فتح اللہ سنبھلی، محمد داؤد۔ سید آدم ہوری شاہ عبد الرزاق ہانسوی اور میاں نتھا قادری لاہور جیسے اکابر شیخ وقت کی طرح علوم ظاہری سے بالکل نابلد نہ تھے۔ قرآن شریف مکتب میں پڑھا تھا اس کے علاوہ اردو میں قاعدہ وغیرہ کے بعد صرف ایک کتاب قصہ حضرت بلال پڑھا تھا اور بس لیکن جب مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں تو علم کا ایک دریا تھے ہر مسئلہ اور ہر معاملہ پر بحث کر سکتے تھے فارسی کی کتابیں پوری روانی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور مثنوی مولانا روم تو گویا ازبر تھی اور اس کے مطالب و معانی اس دل نشین انداز میں سمجھایا کرتے تھے کہ کوئی پہلو نظر سے پوشیدہ نہ رہتا تھا۔

Marfat.com

نواب خاں بہادر خاں کی فوج میں بھرتی

پٹھان تھے صحت جسمانی بہت اچھی تھی بیس برس کی عمر تھی کہ غدر ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ برپا ہو گیا اور بدایوں سے لیکر بریلی تک خاں بہادر کی حکومت ہو گئی جن کی فوج میں آپ بھرتی ہو گئے تو دس ماہ کی ملازمت کے بعد انگریزی افواج سے مقابلہ ہوا۔ خاں بہادر خاں کے پاس دس ہزار جوان تھے آپ بڑی دلیری و جان نثاری کے ساتھ اپنے آقا کے حکم پر لڑے اور شکست ہونے پر گنے کے کھیتوں میں چھپتے اور فوج سے بچتے ہوئے بدایوں آ گئے یہ جنگ ضلع فرخ آباد میں سورج پور کے گھاٹ پر ہوئی تھی۔ ایک روز آپ شب کے وقت کہیں سے چلے آرہے تھے کہ رات کے سناٹے میں گانے کی آواز سنائی دی بڑھ کر دیکھا تو مصطفےٰ گنج کے دروازہ پر ایک نوجوان مسلم کانسٹیبل محویت کے عالم میں کھڑا گا رہا ہے اور پہرا دے رہا ہے آواز میں کچھ ایسا درد و سوز تھا کہ بیتاب ہو گئے اور اس کے ساتھ ایک عشق پیدا ہو گیا ادھر تو اضطراب اور بے چینی اور ادھر یہ حالت کہ جیسے ہی آپ پہنچے وہ پہرا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا بلاقی سنگھ کو توال نے یہ سنا تو اسے سمجھایا تو اور وہ ہم عمر ہیں پھر بھاگ کیوں اٹھتا ہے مگر مہینوں یہی حالت رہی قطب وقت اور او تاذ زماں مرزا بادل بیگ نے جو یہ سنا تو محلہ ابراہیم پورہ تشریف لائے اور جھنڈے والی مسجد میں صبح کے وقت سامنے بٹھا کر قطب کی تعلیم کی پھر نظر جو ڈالی تو دنیا ہی بدل گئی سینہ نور الٰہیہ سے لبریز ہو کر عشق الٰہی پیدا ہو گیا دن بھر شیخ کی خدمت میں محلہ قبول پورہ رہنے لگے۔ مگر اب وہ کانسٹیبل بیتاب و وارفتہ تھا رات کو آتے تو دروازے پر کھڑا ملتا گلے میں باہیں ڈال کر رونے لگتا اور گانا سناتا۔

سات آٹھ ماہ کے بعد آپ ریاست رامپور کی پیدل سپاہ میں بھرتی ہو گئے وہاں سے ایک سال کے بعد تخفیف میں آکر اپنے ماموں کے ذریعہ آنولہ ضلع بریلی میں حکیم سعادت علی خاں جرنیل و مہتمم ریاست رامپور و رئیس اعظم آنولہ کے ہاں سپاہیوں میں ملازم ہو گئے تھے تو سپاہی مگر طنطنہ بہت تھا اپنے فرائض اس لیاقت و خوبی سے انجام دیتے تھے کہ جرنیل صاحب کی نظروں میں بڑی وقعت پیدا کر لی تھی رخصت ملی نہیں آپ پوچھے بغیر شیخ کے پاس بدایوں چلے آئے اور دو روز رہ کر واپس چلے گئے جرنیل صاحب آپ کو ساتھ لئے ہوئے ایک روش پر ٹہل رہے تھے کہ یک بیک رخ پھیر کر ترشروئی سے کہا کہ کیا تم ہمارے ملازم نہ تھے جو بغیر اطلاع دیئے چل دیئے آپ کو سخت ناگوار گذرا اور فرمایا کہ نوکری کی ہے۔ عزت

Marfat.com

نہیں دی ہے اب میں آپ کو سلام کروں تو چمار کہہ دینا یہ کہا اور فوراً وہاں سے چل دیئے جرنیل صاحب کو اس آزادروی اور جرأت پر بہت حیرت ہوئی آپ کے ماموں اور اپنے مختار عام سے کہا کہ "قادر" کو بلاؤ بہت کام کا آدمی ہے ہم اس کا قصور معاف کر دیں گے۔ ماموں زبردستی پھر پکڑ لے گئے۔ عہد کر چکے تھے سلام نہ کیا جرنیل صاحب گوشۂ چشم سے آپ کے سلام نہ کرنے کو دیکھتے رہے بحال کر دیئے گئے۔ مگر پھر دل نہ لگا اور نوکری چھوڑ آئے۔ کل سال بھر ملازمت کی۔

جرنیل صاحب کی ملازمت کے بعد آپ لالہ ءھنالال کے ہاں مختار عام ہو گئے جو رہنے والا تو پنجاب کا تھا مگر آنولہ میں اس کی بڑی جائداد اور بہت سے گاؤں تھے۔ جرنیل صاحب کی ملازمت کے دوران میں مرید ہو چکے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند تھے عبادت میں انہماک تھا۔ لالہ جی نے آپ کی مستعدی و شجاعت اور دیانت واتقاء دیکھ کر آپ کو جائداد کے سیاہ و سفید کا مختار بنادیا اور صاف کہہ دیا کہ میں تو جاتا ہوں کہ وہاں عہدیدار ہوں۔ تم میرے بھائی کی طرح ہو اتنا اعتبار تھا کہ ہزاروں روپے کی دستاویزیں آپ ہی کے نام تھیں۔ تیس روپے ماہور تنخواہ ملتی تھی آپ نے جائداد کا نہایت اچھا انتظام کیا۔ مالک کے عزیزوں نے ان کی جو گاؤں دبالئے تھے سب واگذاشت کرالئے۔ یہ دبدبہ تھا کہ کسی کا حوصلہ نہ تھا جو گاؤں میں قدم رکھ سکے۔ حتیٰ کہ یہ کسی کام کو بھی آتے تو دشمن ہونے کے باعث چارپائی پر بھی نہ بیٹھنے دیتے۔

چھ سات سال کے بعد لالہ حنالال کا انتقال جو ہوا تو ایک طرف تو اس کے اعزا ڈرتے کہ ہزاروں روپے کی دستاویزات آپ ہی کے نام ہیں کہیں نہ دبا بیٹھیں کہ ہم نے بہت رعایتیں کی ہیں۔ دوسری طرف مقروضوں اور کاشتکاروں نے زور دیا کہ نصف رقم لے کر دستاویزات آپ واپس کر دیں۔ مگر ان دنیا پرستوں کو آپ کے باطنی علوِ جاہ کا علم نہ تھا۔ مقروضوں کو تو جھڑک دیا اور سب دستاویزات اعزا کو سپرد کر کے باقی چھ سال کی ملازمت یک قلم ترک کر دی۔ رئیس کے عزیزوں کو جہاں یہ علم تھا کہ اگر آپ رشوت لینا چاہتے تو دو سو تین روپے سے کم کی آمدنی نہ تھی مگر کبھی ایک پیسہ نہ لیا وہاں وہ دستاویزات بخوشی و آسانی اپنی مرضی سے دیدینے پر بھی بہت ممنون ہو چکے تھے۔

انہوں نے پچاس ساٹھ روپے تک تنخواہ دینے پر آمادگی ظاہر کی منتیں کیں۔ فرمایا

Marfat.com

نہیں بھائی اب تمہارا ملازم رہنے میں وہ لطف کہاں۔ تمہیں میں نے اس دوران میں کبھی پاس بھی نہ پھٹکنے دیا تمہیں بے دخل کر کے نکالا۔ کیا تم اسے بھول سکتے ہو۔

مقدمہ کی ابتلائے عظیم و بریت رامپور کے جرنیل کی اور منالال صاحب کی ملازمت میں نو برس رہنے کے بعد آپ جرنیل صاحب کے انتقال کے بعد ان کی بیگم صاحبہ کی ہاں تمام جائداد کے مختار عام ہو گئے اور تین چار سال تک پوری لیاقت سے کام کرتے رہے۔ یہیں آپ کے بھائی حسن علی بھی کسی گاؤں میں ملازم تھے۔ ان پر کسی مد میں دو سو روپیہ واجب نکلا۔ بیگم صاحبہ اور ان کے با اقتدار بھائیوں نے آپ سے وصول کرنا چاہا بات بڑھ گئی۔ انہوں نے حسن علی پر تغلب کا مقدمہ دائر کر کے آپ کو بھی شامل کر لیا۔ جو سیشن سپرد ہو گیا۔ اس مقدمہ کی خوفناکی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نواب صاحب رامپور کے بھائی نواب کاظم علی خاں نے جج صاحب سے پر زور سفارش کی تھی کہ مقدمہ بالکل سچا ہے کم از کم ایک مہینہ کی سزا کر دی جائے کہ یہ شخص بڑا طنطنہ رکھتا ہے۔ چھ سات ہزار روپیہ مقدمہ پر خرچ کیا تھا اور بڑے بڑے بیرسٹر پیروی کر رہے تھے۔ یہ واقعہ ۱۲۶۶ھ کا ہے۔

حکم کی تاریخ جو آئی تو حضرت شاہ ولایت صاحب کی درگاہ میں ایک صاحب مراد اشرف کالپی رہتے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ دربار قائم ہے اور شاہ ولایت صاحب فرما رہے ہیں کہ دیکھو مراد اشرف! ہم اپنے آدمیوں کی مدد کس طرح کرتے ہیں۔ ہم نے دشمنوں کی تمام مساعی ناکام کر کے اپنے "قادر" کو چھوڑ دیا۔ تاریخ پر بہت ہجوم تھا۔ سب کو یقین تھا کہ سزا ہو چکی۔ مگر دونوں بری ہو گئے۔ آٹھ ماہ برابر مقدمہ چلتا رہا۔ بارہ تیرہ برس سپہ گری اور کارندگی کرنے کے بعد آپ پھر بدایوں آ گئے۔

سرکاری ملازمت اور ٹھیکہ داری بدایوں میں کچھ عرصہ کام کرتے رہے۔ اس کے بعد ۱۸۷۳ھ میں فتح پور ہنسوہ میں پہنچ کر محرر بندوبست ہو گئے۔ کام میں تھے بہت ہوشیار اور نقشہ کشی و عکس کے کام میں تو ثانی نہ رکھتے تھے ایک سال کے اندر ہی اندر منصرم ہو گئے۔ پانچ سو آدمیوں کا عملہ اس ضلع میں کام کرتا تھا رجوع خلائق دیکھ کر اور ولایت و کمال کی شہرت سے گھبرا کر رخصت لی اور چار برس تک ملازمت کے بعد پانی پت آکر ۱۸۷۶ء میں بندوبست ہی میں محرری کر لی۔ پندرہ روپے

Marfat.com

تنخواہ مقرر ہوئی تقریباً سال بھر ملازمت کر کے ضلع پانی پت کے عکس نقشوں کا ٹھیکہ لے لیا اور ۱۸۸۰ء تک کام کرتے رہے۔ یہاں بھی تصرفات باطنی کا شہرہ ہو گیا تو سیدھے اجین پہنچے شہرت کمال ساتھ ساتھ تھی۔ دن بھر کام رات بھر عبادت۔ لوگ گھیرنے لگے تو دہلی سے سہارنپور آگئے اور دہلی سے سہارنپور تک عکسی نقشوں کا ٹھیکہ لے لیا۔ سہارنپور میرٹھ اور دیگر مقامات میں ڈیڑھ برس کام کرتے رہے ستر اسی آدمیوں کا عملہ تھا۔ دو سو روپے ماہوار سے کم آمدنی نہ تھی انہیں اسباب کی بناء پر مندسور میں جاکر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کا ٹھیکہ لے لیا۔ سال بھر کے بعد ۱۸۸۴ء میں گوالیار میں آکر یہی کیا۔ نو دس ماہ کے بعد گھر چلے آئے وہاں سے پھر مندسور پہنچے۔ ہر چند سعی کی مگر پھر کہیں ٹھیکہ نہ ملا اور بے نیل مرام ایک کامل وقت مجذوب کی ہدایت پر بدایوں آگئے۔

مجاہدات و عباداتـ صوم و صلوٰۃ کے پابند تو ابتداء سے تھے۔ شیخ کی وجہ سے دل کی دنیا بدل گئی تو تہجد و نوافل بھی پڑھنے لگے شیخ کی خدمت میں انتہائی انہماک دکھایا۔ آنولہ ہی میں جبکہ آپ جرنیل سعادت علی خاں کے ہاں ملازم تھے۔ حضور مرزا بادل بیگ صاحب نے خود پہنچ کر قادری وسہروردی سلسلہ میں بیعت کر لیا۔ لالہ منالال کے ہاں ملازمت کے دوران میں آپ کو علالت کی خبر ملی تڑپ گئے۔

بدایوں آئے یہ دستور ہو گیا کہ دن بھر کام آنولہ کے دیہات میں کرتے اور شام کو پاپیادہ چل کر بدایوں پہنچتے رات بھر شیخ کی خدمت کرتے صبح پھر واپس چلے جاتے مہینہ ڈیڑھ مہینے کے بعد حالت زیادہ خراب دیکھی تو رہ گئے۔نہ گئے۔

شیخ نے کہا جاؤ ملازمت کا معاملہ ہے عرض کی ملازمت رہے یا نہ رہے میں تو اس حالت میں حضور کو چھوڑ کر ہرگز نہ جاؤں گا بہت خوش ہوئے اور ایک روز کہا کہ جاؤ شاہ ولایت صاحب میں جاکر کہہ دو کہ مرزاجی نے مجھے امیدوار خلافت کر لیا شب کو ملاجی نے خواب میں دیکھا کہ دربار گرم ہے۔ عرض کی کہ حضور امیدوار خلافت تو میں تھا۔ فرمایا کہ نہیں ہم نے عبدالقادر کو خلیفہ بنایا چنانچہ برسر دربار حضرت بدرالدین شاہ اولیاء نے اٹھ کر پگڑی آپ کے سر پر رکھ دی۔ کچھ عرصہ بعد فتح پور ہنسوہ کی ملازمت کے دوران میں حضور مرزاجی نے ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں خلافت نامہ بھی لکھ کر بھیج دیا۔ آپ کے مجاہدات وریاضت کے متعلق تفصیل سے لکھنے کی تو گنجائش نہیں اتنا عرض کر دینا کافی ہے

Marfat.com

کہ چالیس برس کامل آپ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرتے رہے عشاء پڑھ کر جو مراقبہ میں بیٹھے تو صبح کی اذان سن کر سر اٹھاتے پہاڑ کے غاروں اور جنگل کی تنہائیوں میں مجاہدے کرنا گو نہ آسان ہے دنیا نہ چھوڑنا زن و فرزند اور ملازمت و معاش کے جال گسل افکار میں دب کر خدا کو نہ بھولنا اور مدت ہائے مدید تک راتوں کو سر تکیہ پر نہ رکھنا خود ہی اندازہ کیجئے کہ شیران ربانی ہی کا کام ہے یا نہیں۔ دن بھر دیہاتوں سے سر مارنا، حسابات کرنا نقشے کھینچنا، کام سے سر نہ اٹھانا اور رات بھر بیدار رہنا کتنی ہمت فرسا اور صبر آزما ریاضت ہے البتہ نماز صبح کے بعد صرف دو گھنٹے کے لئے سو لیا کرتے تھے۔ آخری پندرہ بیس سال میں بھی یہ حالت تھی کہ عشاء کے بعد مراقبہ میں بیٹھتے تو بالعموم ایک دو بجے اٹھا کرتے۔ آخر وقت تک نماز روزہ و مراقبہ ترک نہ ہوا۔

بزرگی و جلالت شان

مندسور میں ایک بڑے بلند مرتبہ ابدال مجذوبوں کی ہیئت میں بڑے کامل تھے کہ پورہ کرۂ ارض عالم ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ آپ جو ان کے ہاں پہنچے تو دیکھتے ہی چیخ اٹھے ”اندھیر ہو گیا“ پوچھا کیا ہو گیا؟ فرمایا ہو کیا گیا۔ ہندوں کے ایمان جاتے رہے۔ نیتیں بگڑ گئیں۔ اخلاص ناپید ہو گیا۔ جاجا، لڑکے پڑھا۔ اب تجھے نوکری اور ٹھیکے نہ ملیں گے۔ کسی کی جرأت نہ تھی کہ ان کے جسم کو ہاتھ لگائے پہلی مرتبہ آپ سے کہا کہ اچھا سر میں تیل ڈال دے۔ مگر دو انگلیوں سے زیادہ نہ لگانا تیل ملتے ہی فرمایا ”بابا خلق کی ہدایت کر جو کچھ سیکھا ہے پڑھا ہے اور ایمان سنبھال۔“ چنانچہ اس واقعہ کے بعد پھر کہیں ٹھیکہ نہ ملا۔ فتحپور ہسوہ میں یہ عالم تھا کہ کام کی حالت میں بھی لوگ دروازہ پر ہجوم کئے رہتے تھے اور مغرب و عشاء کے درمیان تمام اہل عملہ اور اہل حاجت جمع ہو جاتے یہ شان تھی کہ جو زبان سے نکلا وہ ہو گیا۔ رات کو کہا صبح ظہور میں آگیا اللہ کے دوستوں کے مخالف اور دشمن بھی ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں بھی حکام تک کو معتقد دیکھ کر کچھ لوگوں کو حسد پیدا ہو گیا اور باہم مشورہ کیا کہ اس مرتبہ پیر ضیاء اللہ صاحب سے انہیں لڑوادو ساری قلعی کھل جائیگی۔ پیر ضیاء اللہ صاحب کی عمر سو سال سے متجاوز تھی افغانستان کے رہنے والے تھے اور واقعی شیخ وقت تھے کسی کی تعظیم نہ کرتے تھے۔ اتفاق سے چند ماہ کے بعد ہی تشریف لے آئے آپ نور باطن سے سب کچھ معلوم کر چکے تھے ملنے جو گئے تو وہ دیکھتے ہی تعظیم کو کھڑے ہو گئے بیٹھے تو دونوں آنکھیں بند کرتے ہوئے

Marfat.com

بیٹھے ایک ہجوم کے اندر اللہ کے یہ دونوں شیر کامل ایک گھنٹے تک آمنے سامنے مراقب رہے دونوں پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے آنکھیں کھولیں تو ایک ساتھ کھڑے ہو گئے اور بدایوں کی طرف رخ پھیر کر تین سلام کئے اور کہا۔

"یا شاہ ولایت بدر الدین آپ بادشاہ ہیں سلطان ہیں جو جسے چاہیں دیدیں" پھر آپ سے مخاطب ہو کر بولے "میاں صاحبزادے یہ سب اویسیہ طریق کی برکات ہیں ورنہ اب کسی سلسلہ میں یہ بات نہیں رہی یہ اسی کا طفیل کہ اتنے الاؤ سینے میں دبائے ہوئے ہو اور پھر بھی خوب کھاتے پیتے ہو چلتے پھرتے ہو اور نوکریاں کرتے اور کماتے ہو مجھے دیکھو ایک سو دس سال کی عمر ہو چکی اور چیتھڑے لگے ہوئے ہیں۔ آج پوری دنیا میں تین غوث وقت موجود ہیں۔ اور دیگر ولایتوں میں ہیں اور ایک ہندوستان میں ہیں۔ اور وہ تمہارے شیخ مرزا بادل بیگ ہیں۔

حضور قبلہ نے خود فرمایا تھا کہ پیر صاحب اتنے بلند مرتبہ فقیر تھے کہ انہوں نے میرا مقام دیکھ لیا اور مجھے اپنا مقام نہ دیکھنے دیا جسم پر ثابت کپڑا نہ تھا اور گریبان چاک رہتے تھے۔ بہت احترام کیا یہ دیکھ کر مخالفین بہت شرمندہ ہو گئے اور آپ کی شہرت کو پر لگ گئے۔

مجذوبان کامل سے مقابلے

حاجی عبد اللطیف سہارنپور کے محلّہ چھتا بارول میں رہتے تھے پنشن لینے کے بعد انہوں نے اپنی ایک زمین فروخت کر کے بیت اللہ شریف حج کو جانا چاہا قدرا شاہ مجذوب بولے دیکھوں تو کس طرح فروخت کرتا ہے۔ حاجی صاحب کو تعلیم آپ ہی کی تھی اور مرید شیخ سے کرا دیا تھا۔ انہوں نے بلا کر واقعہ کہا۔ چلے آرہے تھے کہ قدرا شاہ ڈنڈا لیکر دوڑے کہ دیکھوں کیسے زمین بکوائے گا۔ پہلے آپ ہنستے رہے پھر جلال میں آکر لکڑی جو اٹھائی تو برا بھلا کہتا پیچھے ہٹ گیا بدایوں آکر شاہ ولایت میں فریاد کی حضرت نے مرزا جی کو بلا کر فرمایا کہ تمہارے آدمی بہت زیادتی کرتے ہیں عرض کی کہ حضور یہ لوگ دبانا چاہتے ہیں اور آپ کے غلام آپ کے ہو کر کسی سے دبتے نہیں آخر یہ کیوں زمین فروخت نہیں ہونے دیتا اور کیوں ڈنڈا لے کر عبد القادر پر دوڑا۔ یہ سن کر عتاب ہوا اور قدرا شاہ تاب نہ لا کر تیسرے روز انتقال کر گئے۔

پانی پت ۱۲۷۶ھ میں گئے تو وہاں دو مجذوب پیچھے پڑ گئے کہ یہاں سے نکل جاؤ آپ

Marfat.com

نے قلندر صاحب کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ابھی میں نے اپنے پیشواؤں سے رجوع نہیں کیا
آپ ہی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ تنگ کرتے ہیں۔ انتظام کیجئے۔ ڈانٹ پڑی دونوں نے آکر
کہا کہ بھائی بھائی ہیں لڑو نہیں ایک تو وہاں سے چلا ہی گیا دوسرا چار برس تک آپ ہی کے
مکان پر رہا دونوں بڑے کامل تھے آپ دورہ پر چلے جاتے تو نوکر کے اصرار کے باوجود وہ کھانا
نہ کھاتا۔ پھاور ضلع جالندھر میں وحید شاہ مجذوب اور بجنور میں سلیم اللہ شاہ مجذوب جب آپ
جاتے برابر روزانہ حاضر خدمت ہوتے رہتے۔

مریدوں کا عارفانہ انجام

میاں عبدالخالق صاحب ناروی سر شتہ دار عدالت اجین بے مثل قابلیت کے انسان اور منشی تھے اور ساتھ ہی پرلے
درجے کے زانی میخوار اور راشی بھی تھے گھر میں ایک ماہ پیکر طوائف سندر بائی پڑی ہوئی تھی۔
ہزاروں کماتے اور خرچ کرتے تھے۔ مرید ہو کر تائب ہوئے اور رنڈی نکال کر بیوی بچوں کو بلا
لیا چند ماہ کے بعد آپ کو حکم ملا کہ بلا آنیوالی ہے آپ کے جاتے میجر مائیکل مہتمم عمارات کی
شکایت پر مہاراجہ جیواجی راؤ یکایک، اجین آئے اور مختاجی ٹے مکھ سر صوبہ میر خادم علی
اسسٹنٹ صوبیدار۔ شیخ عبدالوہاب کو توال شہر اور منشی عبدالخالق سر شتہ دار سب کو گرفتار کر
لیا۔ اسی شب کو سر شتہ دار صاحب اور ان کے اہل و عیال دونوں نے جیل خانہ اور گھر کے اندر
خواب میں دیکھا کہ آپ کھڑے فرما رہے ہیں تم پریشان نہ ہو تم ضرور بری ہو جاؤ گے صرف
یہی ایک ملزم تھے جو بری ہوئے تھے۔ نواب صدیق حسن صاحب سے کچھ جھگڑا ہونے پر ان
کے عزیز بھائی نواب یاسین خان بھی بھوپال سے اندور آگئے تھے انہوں نے کسی مقصد کے
لئے آپ کو بلایا سر رشتہ دار صاحب بھی ساتھ تھے کام ہو رہا تھا اندور میں حالت خراب ہو گئی
نزع کے وقت آپ کے زانو پر سر تھا۔ فرمایا آنکھیں بند کر کے دیکھو تو عرض کی کہ حضور کے
صدقے میں سب کچھ کھلی آنکھوں دیکھ رہا ہوں عجیب لطف حوران بہشتی سامنے ہیں فضا
نور سے لبریز ہے یہ کہا اور واصل بحق ہو گئے۔

یہ شان مرگ و وصال دیکھ کر نواب صاحب اور حاضرین حیرت زدہ ہو گئے عام
شہرت ہو گئی صوبیدار نے بہ منت لکھا کہ آپ تشریف لائیں میں آپ کو مہاراجہ بہادر سے
ملاؤں گا۔ خود بھی حاضر ہوا مگر آپ نہ گئے۔

نواب صدیق حسن خاں والئے بھوپال بہت بیمار تھے انہوں نے شہرت سن کر

Marfat.com

عزا زبلایا یہ حالت تھی کہ سانس کی تکلیف کی وجہ سے بات کرنی مشکل تھی نیند ایک لمحہ کو نہ تی تھی پہروں بےہوش رہتے تھے اسٹیشن پر استقبال ہوا اللہ کی قدرت دیکھئے سامنے پہنچتے ہی نفس موقوف ہوا۔ باتیں کیں تکیہ لگا کر بیٹھے آپ یہ کہہ کر چلے آئے کہ دعا کر رہا ہوں رات و نیند بھی آگئی کئی روز سے حالت روز بروز سنبھلی چلی گئی مگر وقت آچکا تھا کسی بدباطن نے یہ خیال کر کے کہ کہیں یہ توبہ سے تائب نہ ہو جائیں زہر دیدیا یا نقص شکم کی دوا میں دانستہ یا یر دانستہ کوئی زہریلی چیز شامل ہو گئی۔ آپ دوا کی ممانعت کر آئے تھے بیگم صاحب بھی ریشان ہو گئی بارہ بجے شب کو بلائے گئے سو حالت غیر تھی دیکھتے ہی آبدیدہ ہو گئے رحم آگیا۔ پ نے توبہ کرا کے قلب ذاکر کیا توجہ ڈالی اور کہا آنکھیں بند کر کے تو دیکھو، دیکھا اللہ کا شکر ا کیا۔ مسکرائے اور دم دیدیا۔

اجمیر شریف گئے آپ کی مرید ایک بی بی تھیں عرض کی کہ وقت قریب ہے اب نہ جایئے گیارہویں شب بزرگوں کو کھلی آنکھوں دیکھا۔ تندرست تھیں یک بیک حمل سقاط ہوا۔ حالت نازک ہو گئی فرمایا اپنی حالت تو دیکھو۔ عرض کی آپ کے کرم سے کھلی نکھوں نظارہ جنان ہو رہا ہے۔ چند لمحہ بعد انتقال ہو گیا یہ اکبر خاں سررشتہ دار کلکٹری اجمیر کی بیوی تھیں۔

نور محمد سندھی سندھ کے ایک رئیس کے صاحبزادہ اور علی گڑھ کالج کے بی۔ اے کے طالبعلم بے حد شراب پسند مرید ہو کر جلد ترقی کر لی یکایک ہیضہ ہوا آخری وقت میں مولوی منظور احمد بی۔ اے ہیڈ اکاؤنٹنٹ اور مولوی عبدالحلیم بی۔ اے وغیرہ موجود تھے۔ مولوی حسن خزانچی کالج نے کچھ پوچھنا چاہا جواب دیا میں اس وقت نئے لطف میں ہوں دیدار ہو رہا ہے۔ مشغول ہوں کھلی آنکھوں سے جلوے دیکھ رہا ہوں مجھے دیکھنے دو باپ آئے اور آپ بھی تیسرے روز آپ بھی پہنچ گئے۔ باپ نے لاش وطن لیجانی چاہی۔ فرمایا وہ بدایوں شاہ ولایت پہنچ گئی نہ مانے قبر کھدوائی تو بالکل خالی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ اور غوث پاک کی زیارت

حافظ محمد ابراہیم گنگوہی کو آپ ہی نے تعلیم کی تھی شیخ سے مرید کرا لیا تھا ایک دفعہ مصر ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرا دو۔ فرمایا تم ابھی اتنی اہلیت پیدا نہیں کر سکے نہ مانے مسجد میں سامنے بٹھا کر کہا کہ آنکھیں بند کر لو تھوڑی دیر میں

Marfat.com

حالت طاری ہوئی چلانے لگے کہ جسم میں آگ لگی ہوئی ہے دیکھ لیا بچائیے سنبھالئے توجہ ڈال کر ٹھنڈا کیا بہت خوش تھے چند روز بعد دیوبند سے چلے آئے۔ حاجی رعایت حسین کلاں و تاجر نجیب آبادی مولوی عاشق علی رامپوری کے مرید مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں آپ کے پیچھے جا کر بیٹھ گئے آپ بحالت مراقبہ اس وقت حضور غوث اعظم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے حالت طاری ہوئی دیکھا کہ آپ کی بجائے ایک آفتاب ہے جو یکایک بلند ہو کر ان پر گرا چیخ مار کر بیہوش ہو گئے بس ایک آہ نکلتی تھی اور جب ہوش آتا تھا کہتے تھے حضور مجھے بچائیے اہل و عیال ہیں تجارت و کاروبار ہے سب تباہ ہو جائیگا۔ میں ابھی مر جاؤں گا تن بدن میں ایک آگ لگی ہوئی ہے کئی روز سرد موج نور ڈال کر ٹھنڈا کیا سخت غصہ فرماتے تھے کہ خدا جانے فقیر کس حالت میں ہوتا ہے۔ کیونکر خاموشی سے آگے پیچھے بیٹھ گئے قدرے سکون ہونے پر حضور غوث پاک کا تمام حلیہ بیان کیا جو چیز سامنے آتی پارہ نظر آتی اور اس میں تمام شہر والوں کی شکلیں نظر آتیں جس کا خیال کرتے اس کی صورت صاف صاف نظر آتی اسی حالت میں اسے سلیم اللہ شاہ مجذوب نظر آئے دوڑے کہ مجھے بچاؤ بولے کہ میں خود ہی کو نہیں سنبھال سکتا۔ تمہیں کیا سنبھالوں اور بچاؤں یہ عبدالقادر ہی میں طاقت ہے اس سے عرض کر۔

مشکل سے تمام حالت درست ہوئی مگر مکاشفہ وہی رہا جو تصور کیا سامنے آگیا۔ مولوی امیر احمد صاحب منیجر کورٹ آف وارڈ نے (جو آپ کے پیر بھائی تھے) عرض کی میری یہ حالت کر دیجئے میں دنیا چھوڑ دیتا ہوں فرمایا یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ ٹھاکر جگناتھ سنگھ تحصیلدار نجیب آباد تھے انہوں نے بھی انہیں دیکھا اپنے جس عزیز کا نام سامنے لیا حاجی صاحب نے کہا ہاں فلاں جگہ ہے اور یہ حلیہ ہے۔ زندگی بھر معتقد رہے اور ان کے شیخ کو جو معلوم ہوا کہا یہ سب وسوسہ شیطان ہے۔ انہیں بدگمانی ہوئی اور سب ضبط ہو گیا کورے رہ گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد حج بیت اللہ کو گئے دیکھا کہ طواف کر رہے ہیں اور انوار و تجلیات کا نزول ہے۔ بعد کو پاؤں پر گرے آپ نے جھڑک دیا اور غائب ہو گئے پھر مدینہ پہنچ کر بھی روضہ اطہر پر موجود پایا اور پھر عرض کی۔ فرمایا بے ادب اللہ تعالےٰ نے بن مانگے دولت دی اور ضائع کر دی۔ اب کچھ نہیں مل سکتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سفارش و ہدایت منشی عبدالمجید خان کے دفتر میں

پچاس روپے ماہوار کے ملازم تھے پیر کی تلاش تھی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرما رہے ہیں کہ تو بدایوں جاکر ہمارے دوست شاہ عبد القادر خاں کا مرید ہو جن لوگوں نے تجھ سے ان کی برائی کی ہے وہ مخالف ہیں جھوٹ کہتے ہیں چنانچہ مرید ہو گئے منشی نذیر احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب نے بھی خواب میں دیکھا پھر دیوان حافظ سے فال دیکھی نکلا "شاہبازے بشکارے مگسی می آید" چنانچہ آپ یہیں مرید ہو گئے سیوہارہ کے رہنے والے تھے فنا فی الرسول کے درجہ سے بھی آگے بڑھ گئے اور وصال کیا منشی محمد آفاق فریدی رئیس اعظم رٹول ضلع میرٹھ بالکل نیچری اور بد عقیدہ تھے مرید ہو کر اتنی ترقی کی اب سلسلہ کے آفتاب بنے ہوئے ہیں ہم خود ۱۹۱۵ء میں حضور شاہ ولایت کی بشارت پر درگاہ شریف ہی میں مرید ہوئے اور تعلیم باطنی پائی۔

مولوی ولی الحسن خزانچی علی گڑھ کالج کا تمام خاندان توہب میں مبتلا تھا ان کی بہن پر زبردست اثر تھا آپ کے مرید مقیم الحق نے جاکر صرف نام ہی لیا ہے کہ جن چیخنے لگا۔ بڑے اصرار سے آپ بدایوں روانہ ہوئے مریضہ نے بلند شہر میں تمام حلیہ بیان کر دیا آرام ہو گیا بہوئی مرید ہو گئے قلب ذاکر کر دیا گیا ایک روز کہنے لگے مقیم الحق یہ تو کوئی بات نہیں صرف قاعدہ ہے جو کرے اس کا قلب ذاکر ہو جائے اسی وقت سب کچھ جاتا رہا بڑی محنت کے بعد پھر ذاکر کیا سب خاندان والے مرید ہو گئے۔ مولوی عبد الغفار مرزاجی کے خلیفہ اوّل تھے ایک دفعہ آپ کی حالت جو دیکھنے لگے صاف ہو گئے۔ مرزاجی نے کہا اس کی قوت و کشش بہت بڑھی ہوئی ہے میں بھی سامنے نہیں بیٹھتا کیونکہ روح کھنچنے لگی ہے۔ یہ تھا آپ کا مرتبہ و مقام۔

کرامات و خوارق عادات

میرٹھ میں آپ کا ایک مرید عیاشی میں پڑ گیا حتیٰ کہ رنڈی کو گھر میں لے آیا۔ لوگوں نے آپ سے بہت کہا خیال نہ کیا عام بے اعتقادی پھیلنے لگی لوگ کہنے لگے کچھ نہیں سب نمائشی باتیں ہیں اپنے مرید تک کی اصلاح نہیں ہوتی ایک روز ایک طرف نکلے تو دونوں کو بام پر کھڑا دیکھا جلال آگیا تیز نگاہ جو ڈالی تو دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا اعزا گھبرا گئے فرمایا مطمئن رہو مریگا نہیں ہوش جو آیا تو حالت ہی دوسری تھی توبہ کر لی۔ میرٹھ ہی کے ایک انسپکٹر پوسٹ آفس تھے فرمایا جاؤ امتحان دے آؤ کچھ نہ پڑھا تھا جاتے وقت کتابوں پر ایک نظر ڈالی تھی۔ مگر اوّل نمبر کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

مولوی منظور احمد بی۔ اے ہیڈ اکاوئنٹنٹ علی گڑھ کالج سے زبردستی صرف تین ماہ کے اندر فیس بھجوا کر وکالت میں کامیاب ہوئے۔ حکیم علی کی بیوی سے کہا کہ مانگ کیا مانگتی ہے؟ بولی دو بیٹے ایک اللہ کے لئے ایک اپنے لئے۔ اسی سال اس کے ہاں دو بیٹے جڑواں پیدا ہوئے ایک دیوانہ رہا اور دوسرا بہت لائق نکلا۔

مندسور میں چلے جا رہے تھے ایک جنازہ دیکھا سنا کہ جوان مرگ ہے کرم کی نظر سے دیکھ لیا اسی رات کو اس کے اعزا نے خواب میں دیکھا کہ مرنیوالا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے شاہ عبدالقادر خاں کی نگاہ کرم کے صدقہ میں بخش دیا ورنہ میں بہت گناہگار تھا۔

پنجاب (فیروزپور) میں ایک جن چلا آیا۔ ایک انگریز نے اعتراض کر دیا جلال آگیا اسی وقت انگریز پر جن سوار ہو گیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد اثر دور ہوا۔ خاکسار کاتب الحروف مصر ہوا کہ میری والدہ کی حالت دکھا دیجئے چمنی کے روضہ میں ساتھ گئے۔ قبر کے قریب بٹھا کر آنکھیں بند کرائیں آن کی آن میں پردہ اٹھ گیا اور سب کچھ علانیہ دیکھ لیا۔

دھامپور میں آپ حکیم سید علی صاحب مرحوم کے ہاں مقیم تھے کہ وہ مرید تھے وہاں ایک مسمرائزر آگیا یہ حالت تھی کہ نظر ڈالتے ہی معمول کو معلق کر دیتا تھا بہت سے کمالات دکھا کر بولا آپ کیا فقیری لئے پھرتے ہیں انسان میں خود قوت ہے ہر شخص محنت سے صاحب کرامت ہو سکتا ہے یہ کوئی کمال نہیں۔ فرمایا اچھا اب تو اپنے مسمریزم کا کوئی کرشمہ دکھاؤ۔ ہزار سر مارا پھر کچھ نہ ہوا۔ سب طاقت ایک نگاہ میں ضبط کر لی آخر قدموں پر گرا اور توبہ کر لی۔

ہم اخبار انیس کی اڈیٹری کے زمانہ میں جس مکان میں رہتے تھے اس میں جنات کا اثر تھا۔ ایک دفعہ کمرہ میں یک بیک تیز روشنی پھیل گئی اور دوسری دفعہ سب کو جن نے دبا لیا دونوں بار آپ کا نام لیتے ہی روشنی و اثر فنا ہو گیا۔

منشی عبداللطیف سہارنپوری نگینہ میں محرر جوڈیشنل اور آپ کے پیر بھائی تھے ان کی اہلیہ آپ کی مرید تھیں ہیضہ ہوا تھا دم نکل چکا تھا کہ آپ گھنٹہ بھر قریب بیٹھے توجہ ڈالی جسم میں گرمی آگئی عرض کی سینہ میں ایک انگارا سا دہک رہا ہے ہاتھ رکھتے ہی وہ حالت بھی جاتی رہی۔

Marfat.com

دھام پور میں تھے کہ راجہ صاحب سہارنپور کے منیجر اور سوار پہنچے کہ راجہ صاحب دعا کرانے کیلئے بلا رہے ہیں۔ فرمایا میرا جانا بے کار ہے کہ کامیابی کا وقت نکل چکا چنانچہ یہی ہوا۔ آپ کی عادت تھی کہ تعلیم تو ہر شخص کو کر دیتے تھے مگر مرید اسی وقت کرتے تھے جب اہلیت دیکھ لیتے تھے طلب و شوق کا اندازہ کر لیتے تھے عرصہ تک تو طالب ہی رکھتے تھے پہلے قلب ذاکر کرتے تھے اور اس کے بعد ایک ایک کر کے دیگر لطائف۔ مخصوص کی شوق و محنت دیکھ کر سلطان الاذکار فنافی الشیخ۔ کلمہ مشاہدہ اوّل مشاہدہ دوم فنافی الرسول وغیرہ کی تعلیم بھی کر دیتے تھے خلافت اس کو دیتے جو فنافی الرسول کی منزل کامیابی کے ساتھ طے کر چکا ہو۔ تعلیم قلب عام تھی۔ فرمایا کرتے تھے۔

"تعلیم قلب ولایت صغریٰ ہے جس کا ایک لطیفہ قلب بھی مرتے وقت تک جاری رہ گیا۔ اس کی نعش تاقیام قیامت نہ گلے گی اس وقت تک اس کا دم نہ نکلے گا۔ جب تک شیخ نمودار ہو کر جنت میں اس کا مقام نہ دکھادے اور اسے شہادت کا درجہ نصیب ہو گا۔ مگر یاد رکھو کہ کبائر معاصی اس دولت کے ضائع ہونے کا باعث بن جاتے ہیں۔"

یہ بھی ارشاد ہوا کرتا تھا کہ یہ سب اویسیہ سلسلہ اور حضرت بدر الدین شاہ ولایت کی برکات ہیں تم چھ سو برس پہلے کے زمانہ میں اس طرح پہنچ گئے ہو ورنہ آج یہ عمومیت تعلیم قلب بہت بڑی حد تک ناپید ہے سالہا سال محنت و عبادت کرنے سے بھی شاذ ہی قلب میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ تم خوش نصیب ہو کہ تمہارے عوام تک قلب تو قلب روح۔ سر اخفی۔ نفس اور محمودہ تک کی دولت لئے بیٹھے ہیں اور ہمہ وقت عبادت الٰہی کا ثواب پا رہے ہیں اور یہ لطائف بعد مرگ بھی بجنسہ جاری رہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ولی حسن صاحب کی صاحبزادی کے قلب میں بعد مرگ بھی حرکت موجود تھی جسے ڈاکٹر دیکھ کر متحیر ہو گیا تھا آنولہ کے ایک صاحب رضا علی کی بھی یہی حالت دیکھی گئی رات کو ماں نے خواب میں دیکھا کہ کہہ رہا ہے میں گنہ گار تھا حضرت کے صدقہ میں بخشا گیا اور اب بدایوں درگاہ شاہ ولایت میں پہنچ گیا ہوں قبر خالی پائی گئی نجیب آباد میں ابراہیم خاں منصرم ناکہ کی قبر چھ ماہ بعد بیٹھ گئی نعش بجنسہ رکھی ہوئی تھی قلب ذاکر تھا۔ ایسے صدہا واقعات ہیں۔

بجنور میں ایک شخص آکر رویا کہ تیس برس سے صائم الدہر و قائم اللیل ہوں مگر

Marfat.com

اب تک قلب بھی ذاکر نہیں ہوا۔ آپ کی نظر میں ذاکر ہو گیا۔

نظر اٹھتے ہی قلب ذاکر آپ کے خلیفہ کامل منشی محمد آفاق کو بھی تین ایسے ہی واقعے پیش آئے اور آپ نے قلب ذاکر کئے آج بھی ہمارے سلسلہ میں مریدوں کے تو متعدد اور طالبوں کے بھی ایک ایک دو دو لطائف ذاکر ہیں۔ پہلی تعلیم تعلیم قلب ہی ہے۔ فرمایا کرتے تھے زمانہ بدل گیا ہے اب وہ وقت ہے کہ مرید پیر سے پوچھے کہ ہم کیوں مرید ہوں؟ اور مرید ہو کر ہمیں کیا حاصل ہو گا۔ جس وقت منشی امیر احمد صاحب تحصیلدار مرحوم مرزا بادل بیگ صاحب کے مرید ہو کر آئے ہیں تو سلیم اللہ شاہ عرف سجنو مجذوب نے بجنور میں دیکھتے ہی کہا تھا صدقے جائیے اس پیر کی جس نے ایمان تو پہلی ہی نظر میں دیدیا۔ ایک دفعہ ہم سے فرمایا کہ شریف احمد! دنیا میں انسان بہت کم ہیں۔ ایماندار مسلمانوں کی ارواح حلال جانوروں کی شکل پر ہوتی ہے۔ مثلاً مرغ۔ قمری وغیرہ۔ غیر ایمانداروں کی شکلیں حرام جانوروں کی شکل پر ہوتی ہیں انسانی صورت صرف اولیاء کی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجذوب اکثر برہنہ پھرتے ہیں کہ جانوروں سے کیا حجاب۔

ہمیں کچھ یقین نہ آیا تصرف ملاحظہ فرمائیے اسی وقت ہمارے ایک ضعیف العمر بزرگ شیخ محمد حسین پنشنر پیشکار آئے اور بلا سنے اور بلا تحریک فرمانے لگے کہ حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی آخر وقت میں عمامہ آنکھوں تک باندھنے لگے تھے کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کیا دیکھوں انسان تو نظر ہی نہیں آتے آپ ہماری طرف دیکھ کر مسکرائے۔ فرمایا مرید کو سوٗ یقین سے کام نہ لینا چاہئے تم منشی شفیق احمد صاحب والد راقم الحروف سے پوچھو انہوں نے دیکھا ہو گا کہ بجنور سجنو مجذوب رہتے تھے یہ حالت تھی کہ جہاں اذان ہوئی اور چلا اٹھے کہ وہ بولا گدھا وہ بلا او غیرہ پھر جس سے ملتے کہتے تھے کہ یار صورت تو اچھی ہے مگر اندر تو کوئلے ہی بھرے ہیں۔ اسی طرح ہمارا خیال قائم ہو گیا تھا کہ قلب ذاکر تو متحرک رہتا ہی ہے۔ گنور میں سامنے سے جو آپ آئے دوسری طرف سے بھی حرکت تھی۔ فرمایا کیوں کیا ادھر سے بھی پہلے سے حرکت تھی سمجھ لو یہ حرکت قلب کی حرکت نہیں نور الٰہی کی حرکت ہے۔

وصال سے پیشتر وصال کی اطلاع صاحبزادہ آفتاب احمد خاں سیکرٹری علی گڑھ کالج نے دیکھا کہ پروفیسر انعام اللہ خاں پروفیسر عبدالغنی مولوی منظور احمد بی۔ اے تک مرید ہو گئے تو حیرت سے کہا تھا کہ یہ عجیب

Marfat.com

کامل فقیر ہے کہ کالج کے کالج پر قبضہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ سب کو تعجب تھا کہ آپ کے مرید زیادہ انگریزی فاضل اور سرکاری عہدیدار اور افسر تھے کیوں نہ ہوتے کہ زندگی بالکل متشرع اور تصرفات بدیہی اور کرامات بکثرت تھیں۔ ہمیں آٹھ ماہ پیشتر ہی اپنے وصال کے متعلق اشارہ کر دیا تھا۔ بیمار پڑتے ہی سب سے کہہ دیا تھا کہ وقت پورا ہو چکا آٹھ روز شدید بخار میں مبتلا رہے جب ہوش آیا پہلے نماز پڑھی۔ شب یکم ذی قعدہ مطابق ۲۳ر جنوری ۱۹۲۳ء کو عشاء کی نماز پڑھی جملہ مسلمانوں خاندان والوں اور مریدوں کے لئے دعا کی اور آن کی آن میں واصل بحق ہو گئے۔ بدایوں میں مزار مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔

نکات و تعلیمات

فرمایا ہمارے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے وہ تلوار دی ہے جو مشرق و مغرب میں بیک وقت کاٹ سکتی ہے۔ مگر ایک طرف تو ہمیں حکم دیا کہ اسے بلا اجازت استعمال نہ کرنا اور دوسری طرف دوسرے شخص سے کہا کہ مارو۔ اب جوتیاں کھا رہے ہیں۔ تلوار ہاتھ میں ہے اور ہنس رہے ہیں۔ فرمایا خوب کماؤ۔ خوب کھاؤ۔ خوب پہنو۔ مگر اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کی یاد سے غافل نہ ہو اور ہر معاملہ پر مذہب ہی کی نقطہ نگاہ سے نظر ڈالو۔ فرمایا فقراء کے تین درجے ہیں صوفی شیخ اور شاہ آخری درجہ کی انتہا نہیں۔ فرمایا اللہ پر بھروسہ کر کے سعی کرو تو وہ ہزار ناکامیوں میں بھی اسی طرح کامیاب کر دیتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے اور یکایک وہاں سے دیدیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا فرمایا بندگان خدا اور اہل اللہ کی حاجت روائی اور حسن اخلاق سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نیکی نہیں۔ فرمایا ہر حال میں مؤدب اور باوضو رہو اور یہ سمجھتے رہو کہ اللہ کی نظریں تمہاری حرکات و سکنات پر لگی ہوئی ہیں۔ فرمایا نمود و نمائش ریا و غرور غیبت و دل آزاری اور رسم و رواج پر اصرار قہر ربانی کو حرکت میں لانے کیلئے کافی ہے۔ فرمایا اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور پھر جو چاہو وہ کرو۔ فرمایا درویش صفت باش کلاہ تتری دار۔

فرمایا جس طرح پیر ملنا مشکل ہے اسی طرح مرید ملنا بھی مشکل ہے حقیقی مرید چند ہی ہوتے ہیں دیکھئے حضور غوث پاک کے لاکھوں مرید تھے اس کے باوجود لکھتے ہیں کہ زندگی میں اصلی مرید پانچ سو ہی ملے۔ فرمایا تصوف اور علم روحانی عینی علم ہے۔ فرمایا زیادہ بولنا باطن کو نقصان پہنچاتا ہے۔ فرمایا اگر کتاب و سنت کی روشنی میں قدم اٹھایا جائے تو دنیاداری خود ایک مجاہدہ ہے تنہائی میں غاروں اور جنگلوں کے اندر بھی محنت کرو۔ پھر بھی بے فکری تو ہوتی

Marfat.com

ہے لیکن دنیادار تھوڑی بھی محنت کرتا ہے تو فکر مندی کے ساتھ کرتا ہے جوانمردی یہی ہے کہ دنیامیں رہ کرایک لمحہ کے لئے اللہ کو نہ بھولا جائے۔

فرمایا کہ اگر دنیا کے کام اللہ کا حکم سمجھ کر کئے جائیں اور ان میں اپنی خواہش اور اپنے نفس کو دخل نہ ہو۔ نمود وریانہ ہو کسی کی خوشی نہیں اسی کی خوشی مقصود ہو تو یہ دنیا نہیں عین دین ہے۔ مثلاً بچوں سے محبت یہ سمجھ کر کی جائے کہ اللہ نے ایسا حکم دیا ہے انہیں تعلیم اس لئے نہ دلائی جائے کہ ان سے نام چلے گا۔ ہمیں فائدہ پہنچے گا بلکہ اس لئے دلائے کہ انہیں لائق بنانے کا حکم اللہ نے دیا ہے تو یہ عین دین ہے کہ مدار اعمال نیت پر ہے اسے تو دوئی پسند نہیں۔ فرمایا کہ اللہ کا شکر کرو کہ اویسیہ فیض کی بدولت تم چھ سو برس پیشتر کے مبارک زمانہ میں پہنچ گئے ہو۔ اور تم میں سے ہر ایک کا کم از کم قلب ضرور ذاکر ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو سالہاسال کی عبادت کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔

فرمایا دیندار اور سچے مسلمان بننے کی سعی کرو۔ گناہوں سے بچتے رہو۔ اگر شریعت کی پابندی نہ کرو گے تو باطنی کمال حاصل نہ کر سکو گے۔

روحانی عظمت و کمال

آنولہ کے ایک صاحب احمد حسن جو بعد میں کانسٹیبل ہوئے اور پھر سب انسپکٹری تک ترقی پائی شباب کے زمانہ میں آپ کے ساتھ رہے ان کی والدہ نے ان کی نافرمانی کے باعث ان کی شرارتوں سے تنگ آکر اصلاح و تربیت کیلئے آپ کے ساتھ کر دیا تھا۔ گوالیار میں شب کے وقت ان کی آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ آپ پلنگ سے غائب ہیں اور ایک آفتاب ہے جو آسمان سے پلنگ پر گرتا اور پھر بلند ہوتا کمرہ ہے اور جس کی روشنی سے تمام بقعہ نور بنا ہوا ہے کچھ دیر ضبط کیا پھر یکبارگی چیخ اٹھے آواز دی توپائے گئے اور ڈانٹ کر خاموش کر دیا۔ گنگوہ میں یہی احمد حسن اور ایک اور صاحب آپ کے ساتھ ایک مکان میں سو رہے تھے کہ نصف شب کے وقت آواز دے کر کہا کہ میں نے ابھی ابھی اپنی آنکھوں سے چاند کو آپ کے بوسے لیتے دیکھا ہے۔ فرمایا پڑا رہ کہیں چاند بھی زمین پر اترتا ہے ایک گھنٹہ کے بعد پھر آواز دی اور پھر یہی کہا۔ پھر ڈانٹ دیا۔ اب دونوں کو نیند نہ آئی تیسری بار پھر یہی ماجرا دونوں نے دیکھا۔ آپ کو غصہ آگیا۔

فرمایا اگر اب دوبارہ آواز دی تو کان پکڑ کر باہر نکال دوں گا۔ صابر کلیری سے بھی اویسی طریق پر خلافت ملی تھی۔

Marfat.com

حاجی رعایت حسین نجیب آبادی کا قصہ ہم کسی جگہ لکھ ہی چکے ہیں آپ کا قلب ہمہ وقت کھٹ کھٹ کرتا رہتا تھا نظر ڈالتا تو ایک طرف بعض اوقات سامنے ہوتے ہی نہ صرف قلب بلکہ دیگر لطائف بھی ذاکر ہو جاتے تھے۔ ہمارا لطیفہ روح اسی طرح ذاکر ہوا تھا آپ ادھر سامنے آتے نظر آتے ادھر روح از خود ذاکر ہو گئی ہم نے ذکر قلب کے متعلق صرف پڑھا ہی تھا حضرت شیخ مجدد الف ثانی المتوفی ۱۰۳۴ھ کی سوانح عمری میں لکھا تھا کہ شیخ الاسلام مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی ان کے دشمن تھے ایک روز خواب میں کوئی آیت پڑھتے دیکھ لیا تو کئی روز قلب ذاکر رہا۔ حضرت شیخ جمال اللہ نوشاہی قادری المتوفی ۱۱۳۱ء کے متعلق پڑھا تھا کہ سوتے جاگتے آپ کا قلب ذاکر رہتا تھا جس کی آواز لوگ سنا کرتے تھے (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۸۰) حضرت قطب ابدال میر سید قطب الدین قادریؒ المتوفی ۱۰۸۴ھ کے متعلق بھی دیکھا تھا کہ مؤمن کا قلب بھی آپ کی نظر پڑتے ہی ذاکر ہو جاتا تھا (تذکرۃ الاولیاء جلد سوئم) لیکن گیارہویں صدی کے یہ کمالات ہم نے چودھویں صدی میں خود اپنے ہاں دیکھے اور آج بھی یہی نہیں کہ آپ کے خلفاء قلب ذاکر کر دیتے ہیں بلکہ ایسے چالیس پچاس مرید اب موجود ہیں جن کے چھ چھ لطائف ذاکر ہیں اور اس سے بھی زیادہ تعلیم ہے۔

خلفاء ومریدین

یہ سہروردی فیض آج بھی پوری روانی کے ساتھ جاری ہے۔ سماع سنتے تھے۔ مگر کم از کم ہم نے کبھی حال آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک وقار کے ساتھ مجلس میں بیٹھے رہتے تھے۔ البتہ کبھی کبھی چہرہ ضرور متغیر ہو جاتا ایک نظر ہی میں یہ احساس ہوتا تھا کہ آپ قطب وقت عارف کامل ہیں نشست وبرخاست اور محفل و مجلس میں اپنے لئے کسی امتیاز کو پسند نہ کرتے تھے۔ تصنع و تکلف کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ وضع رفتار گفتار، انداز و آئین سب سادہ تھے۔ آتے تو جہاں جگہ ملتی بے تکلفانہ بیٹھ جاتے۔ بے تکلفانہ باتیں کرتے۔ باتیں آہستگی و نرمی کے ساتھ کرتے بلند آواز سے کبھی گفتگو کرتے نہ دیکھا۔ قہقہہ کبھی نہ مارتے، صرف مسکرادیا کرتے تھے۔ خندہ جبیں تھے شہر میں کیا باہر بھی جہاں جاتے تھے سب ہندو مسلمان عزت کرتے تھے سب ملنے آتے تھے سب سے ملتے تھے۔ آواز پر فوراً باہر آ جاتے تھے۔ امیر و غریب سب سے یکساں ملتے تھے اور ہر شخص اور ہر مرید یہی سمجھتا تھا کہ مجھی پر حضور سب سے زیادہ مہربان ہیں بہت کم ناراضگی کا اظہار کرتے اور سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہتے۔

Marfat.com

عموماً شلواریں پہنا کرتے۔ فرماتے تھے کہ اس سے ستر قائم رہتا ہے۔ پابند سنت تھے پنج وقتہ نماز مسجد میں پڑھتے تھے متشرع زندگی بسر کرتے۔ نہایت غرباء نواز، کریم النفس بااخلاق باوقار اور ہر کہ دمہ سے محبت کرنے والے واصل بحق بزرگ تھے۔

مولوی نذیر احمد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ شیخ نصیر احمد بی۔اے پبلک پراسیکیوٹر جہلم شیخ اقبال احمد بی۔اے۔ وکیل شیخوپورہ شیخ تنویر احمد انسپکٹر پولیس چونیاں لاہور، سید ظہور الحسن انسپکٹر پولیس میرٹھ، پروفیسر انعام اللہ خاں۔ ایم۔اے۔ پروفیسر عبدالغنی ایم۔اے شیخ محمد عارف بی۔اے وکیل جلیسر، مولوی منظور احمد بی۔اے (علی گڑھ یونیورسٹی) مولوی عبدالحکیم بی۔اے (علی گڑھ) مولوی محمد آفاق رئیس اعظم رٹول۔ مولوی ولی الحسن۔ حکیم سید علی ادھامیر حکیم محمد یعقوب رائپور وغیرہ آپ کے مرید تھے۔ اس خاکسار کو بھی غلامی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے صاحب زادہ شیخ محمود علی خاں۔ شیخ محمد آفاق۔ مولوی منظور احمد اور مولوی ولی الحسن آپ کے خلفاء ہیں (۹۰) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ مزار بدایوں میں ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی

ترک شاہی اور خدمت پیر

حضرت شیخ جلال الدین ابتداء میں ایک مقتدر فرمانروا تھے۔ غلبہ عشق الٰہی سے مغلوب ہو کر ترک علائق کیا۔ بادشاہی اپنے فرزند کے سپرد کی اور بہت سا زر و جواہر ساتھ لے کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام مال نذر کیا۔ جسے انہوں نے منظور نہ کیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اسے مساکین و فقراء میں تقسیم کر دو۔ اور تمہارے دماغ میں چونکہ بوئے سلطنت ابھی تک باقی ہے اس لئے تمہارے سپرد یہ خدمت کی جاتی ہے کہ چار سال تک ان درویشوں کیلئے استنجے کے ڈھیلے اور وضو کے لئے پانی خود ہی رکھا کرو۔ آپ نے ان مفوضہ خدمات کو بطریق احسن انجام دیا۔ حضرت شیخ الشیوخ بھی اس خدمت و استقامت سے بہت خوش ہو گئے اور پھر ایک ہی نظر میں مالا مال کر دیا۔ آپ خدمت شیخ میں اب بھی اسی شان کے ساتھ منہمک تھے۔ شیخ الشیوخ گو ضعیف ہو گئے تھے۔ مگر ہر سال حج بیت اللہ کو تشریف لے جاتے تھے۔ اس سفر میں آپ شیخ کیلئے سامان خوراک اور چولہا اور آگ ہمہ وقت اپنے پاس رکھتے تھے اور سر پر لئے پھرتے اور جب مانگتے وقت پر گرم گرم کھانا پیش کرتے۔ اب یہ آپ کی کرامت تھی کہ آگ کا چولہا اور اس پر دیگچی سر ہی پر ہوتی مگر سر نہ جلتا تھا۔

حضرت سلطان المشائخ سے مروی ہے کہ شیخ جلال الدین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفروں میں شیخ الشیوخ کے قافلے کے ساتھ پیادہ پا چلا کرتے تھے اور ادباً گھوڑے یا اونٹ پر سوار نہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ واپسی سفر پر خانقاہ معلی میں جو تشریف لائے تو تمام مریدین و معتقدین نے فرداً فرداً پیش ہو کر تحائف و نفائس پیش کرنے شروع کیے۔ ایک انبار لگ گیا۔ ایک صالحہ خاتون نے بھی آ کر ایک درہم پیش کیا۔ اس کے بعد مریدوں اور درویشوں کو حکم دیا کہ جسے جو چیز پسند ہو اٹھائے۔ سب نے اچھی اچھی اشیاء دیکھ کر اٹھا لیں۔

Marfat.com

مگر آپ نے اس صالحہ خاتون کا وہ ایک درہم ہی اٹھالیا۔ فرمایا۔

"جلال الدین! تو سب سے اچھا رہا کہ اس تمام انبار کی روح وہی ایک درہم تھا تو نے اوروں کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا کہ یہ درہم پورے خلوص کے ساتھ ایک غریب و صالح خاتون نے پیش کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کو زیادتی و کمی اور اچھائی اور برائی کی چنداں پرواہ نہیں وہ تو خلوص اور نیت دیکھتا ہے۔"

ملتان و دہلی میں ورود

آپ سات برس سے خدمت شیخ میں مصروف تھے اور خلافت حاصل کر چکے تھے کہ اسی دوران میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی بغداد میں حاضر ہوئے دونوں میں بے حد محبت ہو گئی۔ اور جب وہ ملتان روانہ ہونے لگے تو آپ بھی باہمی محبت و مودت کی بناء پر ان کے ساتھ ملتان تشریف لے آئے اور ساتھ ساتھ رہتے اور ذکر و شغل کرتے رہے۔ پھر سیر کرتے ہوئے ملتان سے تشریف لے آئے چونکہ ارض ہند پر قدم رکھتے ہی آپ کے کمالات کا شہرہ ہندوستان میں پھیل گیا تھا۔ اس لئے دہلی تشریف لانے پر دہلی میں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ تا آنکہ خود سلطان التمش نے امراء و عمائد کو ساتھ لیکر اور شہر سے باہر نکل کر آپ کی پیشوائی کی اور شاہی طریق پر آپ کو ٹھہرایا۔ آپ درود وظائف سے فارغ ہو کر حضرت قطب سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ قطب صاحب کے ہاں مجلس سماع تھی۔ درویشوں کو حال آرہا تھا انہوں نے نور باطن سے معلوم کر کے آگے بڑھ کر آپ کی پیشوائی کی۔ اندر لے آئے۔ دو[illegible]ں نے نماز جمعہ ساتھ ہی ادا کی۔ اس وقت حضرت قطب الاقطاب صاحب۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ جلال الدین تبریزی کے ساتھ خوب صحبتیں رہنے لگیں۔ شیخ بہاؤالدین زکریا بھی ملتان سے دہلی آجاتے اور کبھی یہ ملتان چلے جاتے چاروں بزرگ اُس عہد کے قطب تھے چاروں میں انتہائی محبت تھی۔ چاروں سماع میں شریک ہوتے تھے۔ گو شیخ بہاء الدین اور جلال الدین سماع نہ سنتے تھے۔ مگر جہاں قطب صاحب اور قاضی صاحب مجتمع ہوتے تو ان کی مجالس عرفان میں انہیں بھی سماع سننا پڑتا تھا۔ عجیب بزرگ اور صحبتیں تھیں۔

شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ صاحب باطن تھے مگر ان بزرگوں کی عظمت و اقتدار

Marfat.com

کے حسد میں سب کچھ کھو بیٹھے اور پوری عداوت پر اتر آئے۔ انتہا یہ ہے کہ انہوں نے ان بزرگوں کو نہ صرف نقصان پہنچانے بلکہ ذلیل ورسوا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا سازشیں کیں۔ دھاوے مارے۔ پولیس کو لیکر جا چڑھا، علماء کو بھڑکایا۔ سلطان سے لگائی بجھائی کرتا رہا۔ سماع کے جواز و عدم جواز کا فتنہ پیدا کیا۔ آپ پر الزام زنا عائد کرنے کے لئے ایک حسین طوائف گوہر کو کھڑا کیا۔ مگر ان بزرگوں کے یہ تصرفات ہی تھے کہ وہ تباہ ہو گیا ورنہ اس نے ان سب کو برباد کر کے رکھ دینے میں کوئی کسر تو باقی نہ رکھی تھی۔

بدایوں میں قیام و تمکن

شیخ جلال الدین تبریزی کچھ مدت ملتان اور اس کے بعد دہلی رہ کر عازم بدایوں ہوئے۔ جیسا کہ ہم اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ اس عہد میں عرفانی اعتبارات سے اجمیر۔ دہلی۔ لاہور۔ ملتان اور بدایوں ہی اہم ترین شہر تھے اور بعد کو دہلی ملتان اور بدایوں نے تو مرکزی حیثیت اختیار کر لی تھی چنانچہ آپ بھی ملتان سے دہلی اور دہلی سے بدایوں تشریف لے آئے۔ اس وقت یہاں حضرت سلطان العارفین خواجہ حسن موئے تاب کی خانقاہ استثنائی حیثیت رکھتی تھی بڑا شہرہ تھا۔ آپ سیدھے یہیں تشریف لائے۔ حضرت سلطان العارفین صاحب حضرت خواجہ بدر الدین اور اہم بزرگوں سے بڑی بڑی ملاقاتیں رہیں۔ آپ کے تشریف لے آنے سے بدایوں کی عرفانی صحبتوں میں اور رونق پیدا ہو گئی۔

قاضی کمال الدین حاکم بدایوں سے بہت دوستی ہو گئی۔ ایک عرصہ دراز تک آپ بدایوں میں سکونت پذیر رہے محل الف خاں کے متصل جو مسجد اب تک بنی ہوئی موجود ہے۔ وہ آپ ہی نے تعمیر کرائی تھی۔ آپ نے قیام بنیاد کے وقت معماروں کو کعبہ شریف آنکھوں سے دکھایا تھا۔ تاکہ وہ ٹھیک سمت رکھیں اور مسجد کے رخ میں کوئی نقص واقع نہ ہونے پائے (روضۃ الصفا)

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ آپ ایک روز درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ دریائے ساتھ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ دفعتہً اٹھے وضو کیا اور فرمایا آؤ بھائی نجم الدین کے جنازہ کی نماز پڑھ لیں۔ اگرچہ مجھے اس کی شرارتوں کی وجہ سے دہلی چھوڑنی پڑی مگر وہ میرے پیر و مرشد کی برکت سے آج راہی ملک بقا ہوا۔ اور ان کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کے آدمی کو کوئی ستا کر چین سے بیٹھا رہے۔ کچھ روز کے بعد بدایوں بھی یہ خبر

Marfat.com

پہنچ گئی کہ نجم الدین صغریٰ دہلی عین اسی روز اور عین اسی وقت فوت ہوا تھا جس روز اور جس وقت آپ نے بدایوں میں لب دریا اس کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی (فوائد الفواد)

کفرستان بنگال میں سکونت

بدایوں سے ایک عرصہ کے بعد آپ آگے روانہ ہو گئے اودھ بہار اور اڑیسہ کی سیر کرتے ہوئے بنگال پہنچ گئے۔ اور قصبہ پنڈوا میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ پنڈوا ایک قدیم قصبہ ہے جو لکھنوتی کے قریب ضلع مالدہ میں واقع ہے۔ آج تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ورنہ اسلامی عہد میں اس نے بڑی شہرت اختیار کی۔ حضرت اخی سراج حضرت علاء الحق اور حضرت قطب عالم جیسے زبردست اور باوقار اولیائے کرام یہیں فروکش ہوئے ہیں۔ یہیں خانقاہیں تیار کیں اور یہیں مدفون ہیں۔ حضرت جلال الدین تبریزی سہروردی جب یہاں پر تشریف لائے تو یہ بالکل ایک کفر کا گہوارہ تھا۔ ہر طرف ناقوسوں کی صدائیں گونجا کرتی تھیں کالی دیوی کی پوجا عام تھی۔ سحر بنگالہ پورے شباب پر تھا۔ نئی نئی اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی چونکہ اس نئی حکومت اسلام کا مرکزی مقام لکھنوتی مگوڑھی تھا۔ اس لئے اس کے متصل ہی صوفیائے کرام نے اپنے مراکز اور روحانی یونیورسٹیاں قائم کیں تاکہ ایک طرف قوت نافذہ کے ارکان و اعضاء پر اثر ڈالا جا سکے اور دوسری طرف طول و عرض بنگال میں اسلام کو تقویت پہنچائی جا سکے۔ جہاں تک ہمارا حافظہ کام دیتا ہے۔ وہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے اس کے نواح میں آپ ہی تشریف لے گئے اور آپ ہی نے یہاں لا الہ الا اللہ کی صدائیں پوری شکوہ و شان کے ساتھ بلند کیں اور بنگال میں اسلام کو وسعت دینے کی سعی فرمائی۔ آپ کے بعد حضرت اخی سراج پھر حضرت علاء الحق اور پھر حضرت قطب عالم مسند آرائے رشد و ہدایت ہوئے اور اتنی بڑی خانقاہیں قائم کیں اور لنگر خانے جاری کئے جن کے مصارف کی افزونی و فراوانی دیکھ کر سلاطین بنگالہ تک انگشت بدنداں رہ گئے۔ اور ان کی سمجھ ہی میں نہیں آیا کہ اتنا خرچ اور ہزارہا آدمیوں کے روزانہ قیام و طعام کا بندوبست کیونکر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ تصادم بھی ہوئے۔

بنگال میں آج جو مسلمانوں کی یہ کثرت نظر آ رہی ہے وہ سب انہی نفوس قدسیہ کی سعی مشکور کا ثمرہ ہے جن کے ہاتھوں روزانہ ہزارہا ہندو مسلمان ہوتے تھے اور جن کی زندگیاں اور تصرفات و کرامات قبولیت اسلام کے لئے اپنے اندر زبردست کشش رکھتے

Marfat.com

تھے۔ اس وقت بنگال میں ضرورت بھی آپ ہی جیسے بزرگ کی تھی بہت کم لوگوں کو یہ علم گا کہ شیخ کا رتبہ بہت بلند اور بہت بڑا تھا اور اشاعت اسلام میں انہوں نے جو سعی و جہد کی وہ تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہے۔

عظمت و مراتب

شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی کوئی معمولی یا اوسط درجہ کے بزرگ نہ تھے۔ بلکہ ان کا مرتبہ بہت عظیم اور شان بہت رفیع تھی ہر روز صبح کی نماز کعبہ شریف میں پڑھا کرتے تھے۔ ہر سال طواف بیت اللہ میں موجود ہوتے اور حج کرتے اور عرفہ و عید کے روز ہمیشہ غائب رہتے۔ کسی کو یہ علم نہ ہوتا کہ آپ کہاں گئے اور کہاں ہیں۔ یہ تمام حالات سفر نامہ ابن بطوطہ میں درج ہیں اور شیخ برہان الدین نے خود علامہ ابن بطوطہ سے فرمایا تھا تعجب نہ کر یہ تو وہ بزرگ ہیں جنہیں نہ صرف بنگال و ہند بلکہ تمام دنیا کی معاملات میں دخل ہے۔

علامہ ابن بطوطہ کو خود بنگال میں آپ کی زیارت و قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ علامہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ :۔

> میرے آنے کا حال کشف سے معلوم کر کے اپنے مریدوں کو دو منزل آگے ہی میرے استقبال کے لئے بھیج دیا تھا۔ میں جو سامنے پہنچا تو دیکھا کہ آپ ایک نہایت خوبصورت اور عمدہ قسم کا چغہ پہنے بیٹھے ہیں۔ دل میں کہنے لگا۔ کاش یہ چغہ حضرت مجھے مرحمت فرمادیں ادھر میں نے یہ خیال کیا ادھر آپ نے چغہ اتار کر میرے حوالہ کیا اور میرے سامنے ہی مریدوں سے فرمایا کہ میں یہ چغہ اسے دے رہا ہوں۔ مگر اس کے پاس رہے گا نہیں اور ایک کافر بادشاہ اسے اس سے چھین کر میرے ایک بھائی کو دیدیگا میں نے ارادہ کیا کہ اسے پہن کر کسی بادشاہ کے سامنے بھی نہ جاؤں گا۔ لیکن ایک ولی کامل کی زبان کی نکلی ہوئی بات کب غلط ہو سکتی تھی۔ چین جو پہنچا تو وہاں کے بادشاہ نے مجھ سے چغہ چھین لیا۔ اور اس کے عوض میں اپنی طرف سے ایک بیش بہا خلعت ایک گھوڑا اور کچھ زر نقد دے دیا۔ اس وقت مجھے شیخ کا وہ قول یاد آیا۔ مگر میری حیرت کا وہ عالم بھی دیکھنے کے قابل تھا جب میں

Marfat.com

آگے بڑھا اور چین ہی کے ایک اور شہر میں میں نے وہی چغہ ایک درویش شیخ برہان الدین صاغرجی کو پہنے دیکھا۔ انہوں نے مجھے متعجب و متحیر دیکھ کر فرمایا۔ علامہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ میرے بھائی شیخ جلال الدین تبریزی نے کہا تھا یہ چغہ کسی ذریعہ سے تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔

یہی نہیں اعلامہ ابن بطوطہ نے شیخ کا وہ خط بھی دیکھا اور پڑھا تو اور متعجب ہوئے۔ اس پر وہ فرمانے لگے کہ علامہ! شیخ کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔ انہیں تو تمام دنیا کے معاملات میں دخل ہے اور بہت ہی مقتدر اور بلند پایہ بزرگ ہیں۔

پنڈوا تبخانہ سرنگوں

علامہ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں آپ کے متعدد کمالات کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب سلطان محمد تغلق کے عہد میں بنگال جاکر ملا تو اس وقت ان کی عمر (۵۰) سال کی تھی دبلے پتلے کشیدہ قامت شخص تھے ہزار ہا ہنود نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور آپ کے مرید ہوئے پنڈوا میں ہندوؤں کا ایک مشہور مندر تھا۔ جس کی زیارت کے لئے دور دور سے ہنود آتے تھے بڑا اجتماع ہوتا تھا۔ پنڈوا کی شہرت اسی مندر و بت خانہ کی بنا پر تمام بنگال میں پھیلی ہوئی تھی۔ سینکڑوں بت تھے اور بکثرت پجاری۔

صوفیائے کرام کا جوش تبلیغ اسلام ملاحظہ فرمایئے کہ آپ تن تنہا اس خارستان کفر میں قدم رکھتے ہیں۔ اسی کو اپنا مستقر قرار دیتے ہیں اور جو مقام صدیوں سے کفر و شرک کا مرکز بنا ہوا ہے اسی کو آپ اسلام و عرفان کا مرکز بنانے کا تہیہ کرتے ہیں۔ اپنے تصرف و کرامت سے بت خانہ کو مسمار کرتے ہیں۔ جس پر تمام پجاری حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں۔ بنگال بھر میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور دوسرے لوگ آپ کے دیدار کو آنے لگتے ہیں۔ خلقت بہ کثرت رجوع کرتی ہے اور سامنے مسجد تعمیر کرتے ہیں۔ یہیں خانقاہ بنتی ہے یہیں لنگر خانہ جاری ہوتا ہے اور جہاں دن رات صدا ہائے ناقوس بلند رہتی تھیں وہاں شبانہ روز خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادتیں ہوتی ہیں۔

بنگال میں آپ کی خانقاہ سب سے پہلی خانقاہ، آپ کا لنگر سب سے پہلا لنگر اور آپ کی مسجد سب سے پہلی مسجد تھی۔ اور سب سے پہلے آپ ہی کے ہاتھوں پر لاکھوں ہنود

Marfat.com

بنگال نے اسلام قبول کیا۔ اللہ اللہ یہ زمانہ بھی کیا متبرک زمانہ تھا۔ اجمیر و دہلی اور پاکپتن میں چشتی سجادے اسلام کو فروغ دے رہے تھے۔ اور ملتان، بدایوں اور پنڈوہ بنگال، میں سہروردی مصروف عمل تھے ۶۳۳ھ میں خواجہ غریب نواز ۶۳۴ھ میں خواجہ قطب الاقطاب۔ ۶۴۲ھ میں شیخ جلال الدین اور ۶۶۶ھ میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور بابا فرید الدین گنج شکر واصل بحق ہو جاتے ہیں تو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ حضرات صدر الدین عارف۔ شیخ رکن الدین، سلطان المشائخ محبوب الٰہی، اخی سراج اور علاؤ الحق کو پیدا کر دیتا ہے اور پھر یہ بزرگ ملتان دہلی، بدایوں اور بنگال ہی میں تصوف اسلامی کی شمعیں روشن کرتے ہیں اور تبلیغ واشاعت اسلام کی مساعی کو زندہ رکھتے ہیں۔

فقراء و علماء کی نماز بدایوں میں آپ نے دو زبردست خلیفہ چھوڑے تھے۔ ایک شیخ علی مولا بزرگ اور دوسرے شیخ برہان الدین۔ اوّل الذکر وہ بزرگ ہیں جنھوں نے حضرت نظام الدین اولیاء کے سر مبارک پر دستار فضیلت رکھ کر دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے علمائے دین سے کرے خود کچھ نہ جانتے تھے۔ بجز اس کے کہ پانچوں وقت کی نماز ادا کر لیتے تھے (خیر المجالس) آپ بدایوں میں اپنے دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص سر پر مٹکی رکھے دہی بیچتا ہوا سامنے سے گذرا۔ یہ درحقیقت نواح بدایوں کی ایک چوروں کی جماعت کا ایک رکن تھا آپ نے نظر اٹھا کر جو دیکھا تو اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا سبحان اللہ! دنیا میں ایسے بھی مرد ہوتے ہیں۔ اس نے ہندویت ترک کر کے اسی وقت اسلام قبول کیا اور ''مولا'' کی بجائے علی نام رکھا گیا۔ اس کے پاس ایک لاکھ سکے تھے وہ لا کر شیخ کی نذر کر دیئے اور شیخ کی خدمت میں رہ کر مرتبہ ولایت کو پہنچا۔ چلتے وقت شیخ علی مولا ساتھ جانے لگے۔ بیحد غمگین ہوئے۔ فرمایا گھبراؤ نہیں ''میں ہر وقت تمہارے سامنے ہی رہوں گا۔ کہیں ہوں میرے تمہارے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوگا۔ میں تمہیں بدایوں کا قطب مقرر کرتا ہوں۔ یہیں رہو۔ واقعی یہ حالت تھی کہ شیخ علی مولا جب خیال کرتے شیخ کے پاس ہوتے۔ جب چاہتے ان کے ساتھ رہتے۔ کوئی حجاب درمیان میں نہ تھا۔ حضرت سلطانجی کے دوستوں میں سے تھے۔

(فوائد الفواد۔ اخبار الاخیار)

قاضی کمال الدین جعفری حاکم بدایوں سے دوستی ہو گئی تھی۔ ایک روز آپ ملنے

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ خدام نے عرض کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ تشریف رکھئے۔ آپ نے فرمایا اچھا قاضی بھی نماز پڑھنا جانتا ہے۔ اور تشریف لے گئے۔ فاضل وقت بھی تھے اور حاکم بھی اپنے متعلق یہ الفاظ سن کر مکدر ہوئے اور سیدھے اٹھ کر آپ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کیا آپ نے میرے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے؟ فرمایا بے شک۔ بولے عالم ہوں علوم شریعت سے واقف ہوں اور اس کے باوجود بھی نماز پڑھنا نہیں جانتا۔ فرمایا نماز علماء کی اور ہے اور نماز فقراء کی اور۔ قاضی صاحب کہنے لگے خوب کیا فقراء کوئی دوسرا قرآن پڑھتے ہیں اور ان کی رکوع و سجود کا طریقہ کوئی اور ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ :۔

قرآن و طریقہ تو وہی ہے۔ مگر علماء تو صرف قیاساً کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں لیکن فقراء جب تک رب کعبہ کو نہیں دیکھ لیتے تکبیر نہیں کہتے اور ان کی اقل درجہ کی نماز وہ ہے کہ عرش پر پڑھیں۔ قاضی صاحب کو یہ گفتگو ناگوار گذری اور خیال کیا شیخ اس طرح اپنی کرامت کا اظہار فرماتے ہیں کہ میں رب کعبہ کو دیکھتا ہوں اور عرش پر نماز پڑھتا ہوں۔ مگر چونکہ دونوں کے مابین مخلصانہ تعلقات تھے اس لئے قاضی صاحب نے پھر کچھ نہ کہا۔ اسی شب کو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ شیخ عرش معلیٰ پر جائے نماز بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ محض اتفاق تھا کہ آپ اور قاضی صاحب دوسرے روز کسی ضیافت میں شریک ہوئے۔ شیخ نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ علماء کی ہمت کی معراج صرف یہی ہے کہ وہ متولی ہوں یا مدرّس اور پڑھیں تو قاضی مقرر ہو جائیں اس سے بھی زیادہ ترقی کر لی تو صدر الصدور ہو گئے اور بس۔ فقراء کے مراتب کا کوئی حد و اندازہ نہیں۔ ان کا پہلا مرتبہ وہ ہے جو آج ہی رات قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا ہے۔

(اسرار الاولیاء۔ فوائد الفواد)

قاضی صاحب نے یہ سنا تو بھری مجلس میں اٹھ کر آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنے صاحبزادہ برہان الدین کو مرید کرا دیا۔ جنہوں نے مرتبہ کمال پر پہنچ کر خلافت حاصل کر لی۔

کرامات و خوارق عادات

نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام نے دہلی میں ٹھہرایا ہی ایسے محل میں جہاں آسیب کا اثر تھا۔ مگر آپ کا نام سنتے ہی جنات فرار ہو گئے۔ آپ صبح کی نماز اوّل وقت ادا کر کے بالائے بام لیٹے ہوئے تھے۔ اور ایک نو خیز

Marfat.com

غلام پاؤں دبا رہا تھا۔ نجم الدین نے سلطان کو سامنے لے جا کر اوپر سے دکھایا اور کہا دیکھئے نماز کا وقت ہے اور یہ شخص ایک حسین لڑکے سے تنہائی میں پاؤں دبوا رہا ہے آپ نے نور باطن سے معلوم کر کے چادر منہ سے اٹھائی اور بہ آواز بلند فرمایا۔ نجم الدین اگر ذرا اور پہلے آتا تو اس غلام کو میرے پہلو ہی میں پاتا۔ یہ کہا اور منہ ڈھک لیا۔ سلطان نے اسے بہت ڈانٹا۔ حسد انتہائی بڑھ گیا تو اس نے آپ کو زنا سے متہم کرنے کی سعی کی۔ اس عہد میں دہلی کے اندر ایک نہایت حسین و پری جمال مطربہ رہتی تھی جس کے پاس شہزادے تک آتے جاتے تھے اور کبھی کبھی وہ آپ کے پاس بھی معتقدانہ آتی تھی۔ اس کا نام گوہر تھا۔ نجم الدین صغریٰ نے اس پر اثر بھی ڈالا۔ اور پانچ سو اشرفیوں کا لالچ دیا کہ وہ اقرار کرے کہ شیخ کو اس کے ساتھ عشق ہے اور قربت بھی ہو چکی ہے۔ وہ تیار ہو گئی اور شیخ الاسلام نے اسے شہرت دی۔ تمام مشائخ جمع ہوئے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی حکم قرار پائے۔ جس وقت بر سر اجلاس گوہر سے پوچھا گیا تو یہ ایک زندہ کرامت تھی کہ اس نے تمام اثرات و نتائج سے بالاتر ہو کر بھرے دربار میں کہا کہ الزام بالکل غلط ہے مجھے نجم الدین نے پانچ سو اشرفیوں کا لالچ دے کر اقرار پر آمادہ کیا تھا۔ اس میں سے ڈھائی سو اشرفیاں پہلے ہی دیدی تھیں اور بقیہ ڈھائی سو احمد مشرف بقال کے ہاتھ امانت رکھدی گئی ہیں۔ چنانچہ احمد مشرف نے بھی حاضر ہو کر یہی شہادت دی اور ڈھائی سو اشرفیاں بھی پیش کر دیں نجم الدین صغریٰ کو انتہائی شرمندی بھی ہوئی اور عہدے سے بھی معزول کر دیا گیا۔ (خزینۃ الاطفیاء)

ایک مرتبہ آپ کسی قافلہ کیساتھ بیت اللہ شریف جا رہے تھے کہ ایک جگہ موسم کی شدت سے یہ حالت ہو گئی کہ لوگوں کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے اور سواریوں نے بھی چلنے سے عجز ظاہر کیا۔ قافلے والے پریشان تھے۔ اتنے میں اونٹوں کے کچھ تاجر نظر آئے قیمتیں پوچھیں تو انہوں نے بیس بیس اشرفی فی اونٹ مطالبہ کیا۔ صاحب حیثیت افراد نے تو اونٹ خرید لئے مگر جو غریب و نادار تھے وہ مجبور تھے۔ مایوس ہو کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ آپ کو ان کی حالت پر ترس آگیا۔ اونٹوں کے مالک سے پوچھا کہ تمہارے پاس اب اور کتنے اونٹ فروخت کیلئے باقی رہ گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ ابھی پانچ سو باقی ہیں۔ آپ نے "یا لطیف یا لطیف پڑھ کر ریت پر ہاتھ ڈالنا اور مٹھیاں بھر بھر کا اشرفیاں نکالنی شروع کر دیں۔ بیس بیس اشرفیاں مالک کو دیتے اور ایک ایک اونٹ خریدتے گئے۔ اس کے پانچ سو اونٹ خرید کے مستحقین کو تقسیم

Marfat.com

کر دیئے سب خوش ہو گئے۔ حضرت احد الدین کرمانی فرماتے ہیں کہ سب کو اونٹوں پر سوار کرادیا اور خود پیادہ پاہی چلے۔

قطب الاقطاب صاحب اور شیخ کی باتیں

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ۱۹ ار رجب ۶۵۵ھ کو میں حاضر خدمت تھا کہ میرے مرشد گرامی نے حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کا ذکر چھیڑا۔ اور فرمانے لگے۔ میں حاضر تھا۔ دونوں بزرگ جلیل باہم گفتگو کر رہے تھے اور اپنے اپنے حالات سفر بیان کر رہے تھے کہ شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ عرب میں سفر کرتا اور مشائخ سے ملتا ہوا چلا جارہا تھا کہ شہر کے قریب ہی ایک بزرگ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ غار میں رہتے تھے۔ نماز میں مشغول تھے۔ سلام پھیر کر میرا نام لیکر مجھے پکارا میں نے استفسار کیا کہ آپ کو میرے نام کی اطلاع کیونکر ہوئی؟ فرمایا اسی نے تمہارا نام بھی بتادیا جس نے تمہیں یہاں تک بھیجا ہے۔

پھر میں ان کے قدم چوم کر مؤدب سامنے بیٹھ گیا فرمانے لگے کہ "تمہاری طرح میں بھی سیاحت کرتا چلا جارہا تھا کہ اصفہان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی عمر ڈیڑھ سو سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی۔ خود ہی کہتے تھے کہ میں خواجہ حسن بصری کا پڑوتا ہوں شہر والے بھی ان کے بہت معتقد تھے اور یہ واقعہ ہے کہ جس کے متعلق جو کچھ کہہ دیتے وہ پورا ہو جاتا۔ بہت مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ پھر ارشاد ہوا کہ میں نے ایک ہزار ستر اولیاء اللہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اور ان سے نصائح پائی ہیں۔ آخری بزرگ شمس العارفین تھے جنھوں نے نصیحت کی کہ تجھے واصل حق ہونا ہے تو دنیا میں مشغول نہ ہو اس سے پرہیز رہ شیخ جلال الدین تبریزی نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رات کے وقت انہی بزرگ کے پاس قیام کیا کیا دیکھتا ہوں کہ صبح کے وقت دو روٹیاں غیب سے پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ایک روٹی مجھے دی۔ نہایت پر تکلف اور لذیذ تھی۔ اس کے بعد ان کے ارشاد کے مطابق ایک ثلث شب ایک گوشہ میں جاکر عبادت و مراقبہ میں مشغول ہوا۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد ایک سبز پوش تشریف لائے جن کے ساتھ شیر غراں تھے۔

وہ سلام کر کے سامنے بیٹھ گئے۔ ان نووارد بزرگ نے آخر شب تک دس مرتبہ کلام اللہ ختم کیا نماز صبح جماعت کے ساتھ ادا کی۔ بزرگ نے فرمایا کہ انھیں خوب پہچان لو۔

Marfat.com

یہ میرے بھائی حضرت خضر ہیں یہ سن کر میں نے ان سے معانقہ کیا اور بڑی شفقت و مہربانی کے ساتھ ملے اور تشریف لے گئے۔ شیخ جلال الدین تبریزی نے فرمایا کہ اشراق کے وقت میں نے ان بزرگ سے اجازت طلب کی تو ارشاد فرمایا کہ میری نصیحت ذہن نشین رکھنا کہ درویشوں کی خدمت و تعظیم کرتے رہنا اور خود کو ان کے دامن سے وابستہ کرنا۔ اور بجا آوری اور امر الٰہی میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ ورنہ مقامات عالیہ کی رسائی سے محروم رہ جاؤ گے۔ اور دیکھ یہاں سے کچھ دور چشمہ ء آب پر دو شیر رہتے ہیں وہ کسی کو ادھر سے گذرنے نہیں دیتے۔ اس چشمہ کی محافظت کرتے ہیں تمہاری طرف آئیں تو میرا نام لے دینا۔ شیخ نے فرمایا میں جو اس چشمہ پر پہنچا تو دو شیر مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ میں نے فوراً کہا کہ میں فلاں بزرگ کی زیارت سے مشرف ہو کر آرہا ہوں یہ سنتے ہی شیروں کی آنکھیں جھک گئیں۔ دم ہلاتے ہوئے میرے سامنے آئے اور تلوے چاٹنے لگے۔ اللہ اللہ کیا بزرگ تھے اور کیا مرتبہ رکھتے تھے۔ (راحت القلوب)

حضرت بابا صاحب کا استغفاضہ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی مشغولیت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ قاضی بچہ دیوانہ کے نام سے مشہور ہو گئے تھے جب شیخ جلال الدین تبریزی نے شہر میں آکر پوچھا کہ یہاں کوئی درویش بھی ہے؟ جواب ملا جامع مسجد میں قاضی بچہ دیوانہ رہتا ہے۔ شیخ ملنے کو گئے اور ایک انار جو ان کے ہاتھ میں تھا بابا صاحب کو دیا چونکہ روزہ دار تھے خود تو نہ کھایا۔ توڑ کر اور تبرک سمجھ کر حاضرین کو تقسیم کر دیا اتفاق سے ایک دانہ فرش پر پڑا رہ گیا۔ بابا صاحب نے اسی ایک دانہ سے تبرکاً روزہ افطار کیا۔ اس کے حلق سے اترتے ہی بابا صاحب کے مدارج باطنی میں سو درجے ترقی ہو گئی۔ افسوس ہوا کہ میں نے تمام انار کیوں نہ کھایا۔ حضرت قطب الاقطاب صاحب سے جو ذکر کیا تو فرمایا اس انار میں صرف وہی ایک دانہ تھا اسی طرح پیر مکہ بدایونی کوزہ گر کے مکان پر غیر معروف فضا میں پڑے رہتے تھے حاجی جمال الدین ملتانی مکہ ہی میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز امام کی طبیعت علیل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ پیر مکہ کو امام بنالو جو بدایوں سے نماز پڑھنے آیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہوا حاجی صاحب نے بدایوں پہنچ کر تلاش کیا تو بمشکل پتہ لگا کہ صاحب نے جام شراب پیش کیا ادباً لے تو لیا مگر نظر بچا کر گریبان میں ڈال لیا۔ کنیز نے

Marfat.com

گریبان دھو کر جو پیا اس کی نظر سے زمین آسمان کے حجابات اٹھ گئے حاجی صاحب متحیر ہو کر پیر مکہ صاحب کے پاس گئے معذرت کے ساتھ استدعا کی فرمایا بس وہی وقت تھا۔ غرض آپ کی ذات گرامی سے اسلام کو بےحد تقویت پہنچی بنگال میں اسلام آپ ہی سے پھیلا خلق خدا کو گراں بہا فائدے پہنچائے اور بڑی عمر میں ۲۴۰۱ھ میں واصل بحق ہوئے "خیر اکبر جلال الدین" تاریخ وصال ہے آپ نے بت خانہ ہنود پر جو خانقاہ بنوائی تھی اور وسیع باغ لگوائے تھے اسی میں مدفون ہوئے۔ مزار اہتک پنڈوا میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ سلاطین و امراء برابر زیارت کو آتے تھے۔

Marfat.com

عالمِ ربانی واقفِ اسرار یزدانی

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی

بچپن اور سیاحی عالم

حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی بخاری ارض ہند کے بڑے گرامی قدر اور مشہور سہروردی شیخ گذرے ہیں جن کی عظمت و جلالت شان کا اعتراف ہر کہ ومہ کو تھا۔ مادر زاد ولی تھے۔ ایک روز حضرت صدر الدین عارف کے خلیفہ اور اس عہد کے مایہء ناز ولی حضرت شیخ جمال الدین خنداں ایک کھجوروں سے بھرا ہوا طباق لوگوں کو تقسیم کرا رہے تھے۔ آپ کے والد سید احمد کبیر آپ کو لیکر ان کی خدمت میں پہنچے آپ کو بھی کھجوریں عطا ہوئیں۔ جو آپ نے گٹھلیوں سمیت کھانی شروع کر دیں۔ شیخ جمال نے پوچھا کہ بیٹا گٹھلیاں بھی ساتھ کھائے چلے جا رہے ہو؟ اگرچہ اس وقت آپ کی عمر صرف سات ہی برس کی تھی مگر آپ نے جواب دیا کہ گٹھلیوں کو اس وجہ سے نہیں پھینکتا کہ یہ بھی فیض سے خالی نہیں ہو سکتیں کہ آپ کے ہاتھ سے مجھ تک پہنچی ہیں۔ یہ سن کر شیخ جمال نے آپ کے حق میں دعا کی اور بہت ہی مسرور اور خوش ہوئے۔

آپ سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد گرامی سید احمد کبیر کے مرید تھے آپ نے تمام علم متداولہ میں کمال پیدا کر کے کتب سلوک کی تعلیم شروع کی اور مکہ معظمہ پہنچ کر شیخ الاسلام شیخ عفیف الدین عبداللہ تبحر ہی سے عوارف اور دوسری کتابیں پڑھیں پھر آپ شیخ رکن الدین ملتانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے باطنی تعلیم حاصل کر کے اور ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر خرقہء خلافت حاصل کیا اور درجہء ولایت پر فائز ہوئے شیخ رکن الدین سہروردی کی صحبت تو ایک پارس تھی۔ اس دربار میں جو آیا لور شوق پیدا ہوا وہ

Marfat.com

ولی بن کر نکلا اخبار الاولیاء میں مرقوم ہے کہ مخدوم جہانیاں اسی زمانہ میں فیوض باطنی کے اکتساب میں مصروف تھے ایک دفعہ شیخ بہاؤالدین زکریا کے روضہ پر پہنچ کر مراقبہ کیا اور اس کے بعد عرض کی کہ آج عید ہے حضور مجھے عیدی عطا فرمائیں۔ مزار سے آواز آئی "مخدوم جہانیاں ہونا ہی تیری عید ہے۔" اس کے بعد آپ نے شیخ صدر الدین عارف کے مزار پر جا کر "عیدی" طلب کی وہاں سے یہی مناسب جواب ملا اور آپ خوش و خرم واپس ہوئے "خزانہ جلالی" میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ رکن الدین زینہ سے اتر رہے تھے آپ یہ دیکھ کر جھپٹے اور جھپٹ کر زینہ کے عین بیچ لیٹ رہے تاکہ شیخ کا قدم آپ کے سینے پر پڑے شیخ نے اٹھا کر گلے سے لگالیا۔ ادب بہت پسند آیا اور اسی وقت باطنی نعمتوں کا ایک سمندر آپ کے قلب میں انڈیل دیا اور فرمایا تمہارا مرتبہ بلند ہو چکا ہے درجہ ولایت پر فائز کر دیئے گئے۔ اب تم مخدوم جہانیاں ہو اسی روز سے آپ مخدوم جہانیاں مشہور ہو گئے چونکہ شیخ کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی اور آپ کے شوق و ادب و محنت سے بہت خوش تھے اس لئے انہوں نے آپ کو مالا مال کر دیا تھا۔

عظمت و شان ملتان کے "سہروردی دربار" سے درجہ ولایت پا کر آپ سیاحی عالم کیلئے کھڑے ہوئے اور ترکستان، عراق، خراسان، شام، مصر وغیرہ کی سیر کرتے ہوئے حجاز تشریف لے گئے کچھ عرصہ تک یہاں مجاوری کرتے رہے اور پھر چل کھڑے ہوئے غرض آپ نے سارے جہاں کی سیر کی بڑے بڑے فقراء اور مشائخ سے ملے بڑے بڑے بزرگوں سے خلافت پائی دہلی جو آئے تو ملتان اور دہلی کے پہلے چراغ گل ہو چکے تھے اور اب حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کا چراغ روشن تھا ان سے بھی آپ نے خاندان چشتیہ کی خلافت حاصل کی۔ یہاں یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہی کہ گو آپ خاندان سہروردیہ کے چشم و چراغ تھے سب کچھ یہیں سے پایا اور اسی کے رہے مگر آپ کی اہلیت اور جلالت شان دیکھ کر آپ کو ہندوستان اور بیرون ہند کے بہت سے بزرگوں نے خلافت عطا کر دی آپ چودہ خاندانوں کے خلیفہ ہیں اور ان سب خاندانوں میں آپ کو بیعت کرنے کی اجازت ہے دنیا بھر کی سیر کی تمام بلاد اسلامیہ میں پیادہ پا پہنچے ہر جگہ کے بزرگوں اور مشائخوں سے ملے آپ کا رتبہ بہت بلند ہے اور بکثرت کرامات آپ سے سرزد ہوتی رہی ہیں سید اشرف جہانگیری نے خود ایک جگہ لکھا ہی کہ آپ بہت جلیل القدر بزرگ تھے مجھے ایک نگاہ

Marfat.com

میں کہیں سے کہیں پہنچادیااور میں نے خود انوار قطبیت آپ سے نمایاں دیکھے ایک ہی دن میں میں نے سب کچھ پالیا نیز یہ کہ خوارق عادت آپ سے ظہور پذیر ہوتے رہے اور جیسی سود مند اور فیض بخش زندگی آپ نے بسر کی متاخرین میں تو کسی کو یہ بات نصیب ہوئی نہیں بہت بلند مرتبہ تھے اور بہت بڑا درجہ رکھتے تھے۔

حاکم اوچ کو ولی بنادیا

آپ اوچ میں رہا کرتے تھے ایک دفعہ علماء و اولیاء کا اجتماع تھا۔ علم و عرفان کی باتیں ہو رہی تھیں آپ کے دہن مبارک سے پھول جھڑ رہے تھے کہ اوچ کا حاکم بھی آپ کی زیارت کے لئے بڑے طمطراق کے ساتھ حاضر ہوا اس وقت مسجد میں بہت سے ایسے لوگ بھی اور درویش بھی آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے جن کے لباس دریدہ اور حالت سقیم تھی حاکم کو زعم حکومت تھا اسے ان غریبوں کی بھیڑ ناگوار گذری اس نے کئی آدمیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ مخدوم صاحب کو حاکم اوچ کی یہ حرکت بہت ناگوار گذری فرمایا "بدبخت! کیا دیوانہ ہو گیا ہے جو غرباء کو اذیت پہنچاتا اور بلاوجہ انہیں بیٹھے بٹھائے مسجد سے باہر نکالتا ہے۔

زبان مبارک سے ان الفاظ کا صادر ہونا تھا کہ وہ دیوانہ ہو گیا۔ کپڑے پھاڑ ڈالے مسجد سے اٹھ کر باہر بھاگا اور راہگیروں کو پتھر مارنے لگا۔ لوگ پکڑنے کی کوشش کرتے مگر وہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ مارتا تھا اور کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا۔ بمشکل اسے پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ حاکم بہت معتقد امیر تھا۔ خاندان پر ایک کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ زن و فرزند سب پریشان ہو گئے اس کے بوڑھے باپ کو جو معلوم ہوا تو وہ اس کے اہل و عیال لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پاؤں پر گر پڑا۔ اور رو رو کر معافی چاہی۔ آپ رحم دل اور کریم بھی تھے آپ کو رحم آ گیا فرمایا اچھا پہلے اسے نہلا دھلا کر اور پاک صاف لباس پہنا کر شیخ جمال الدین سہروردی کے مزار پر لے جاؤ۔ زیارت کراؤ اور پھر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جب وہ زیارت سے مشرف ہو کر سامنے آیا اسی وقت اسے صحت ہو گئی۔

اب وہ حاکم حاکم ہی نہ تھا۔ ہوش جو آیا، صحت جو ہوئی تو رنگ بدلا ہوا تھا۔ اسی وقت مرید ہوا اور خدمت میں رہ کر علوم باطنی کی تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی۔ اور آپ کی توجہ سے بہت جلد ولی اللہ ہو گیا۔ اللہ کی دین ہے۔ جب دینے پر آتا ہے اسی طرح دیتا ہے۔

Marfat.com

ایک لمحہ میں پنجاب سے بنگال

حضرت شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق لاہور بنگالی بڑے جلیل القدر شیخ گذرے ہیں کہ لوگوں نے کہا تھا کہ ابدال ہوئے ہیں۔ بنگال میں آپ کی عظیم الشان خانقاہ تھی۔ لنگر کا اتنا خرچ تھا کہ ہزار ہا مسافر و افراد دونوں وقت کھاتے اور پڑے رہتے اور جو کوئی جو کچھ بھی مانگتا اسی وقت عطا فرما دیتے۔ بادشاہ کو بھی رشک ہوا کہ اتنا خرچ کہاں سے آتا ہے جس کے سامنے میرا خزانہ بھی کم ہے۔ ایسے شخص کو تو یہاں رہنے دینا مصلحت کے خلاف ہے۔ آپ حکم سلطانی سے اٹھ کر سنار گاؤں جا بسے اور حکم دیا کہ خرچ دگنا کر دیا جائے۔ آبائی جائداد کی آمدنی تو صرف آٹھ ہزار تھی۔ اتنا وافر خرچ خزانہ غیب ہی سے چلتا تھا دو برس یہاں رہ کر پھر وہیں چلے آئے۔

اتنے بڑے عالم تھے کہ کسی کو گفتگو کی تاب نہ تھی۔ اسی غرور میں خود کو "گنج نبات" کہنے لگے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء جب سراج الدین اخی کو بنگال میں بھیجنے لگے تو انہوں نے کہا بنگال میں شیخ علاؤ الدین سے کیونکر نبھے گی۔ حکم ہوا جاوہ تیرا مرید ہوگا۔ دولت کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ بڑے مغرور تھے۔ مگر اللہ کی دین کہ مرید ہو کر اس درجہ کو پہنچ گئے کہ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی بہ رہبری حضرت خضر سلطنت چھوڑ کر حصول کمال کے لئے آپ کے پاس آئے تھے۔ بہر کیف مرید ہونے کے بعد یہ حالت تھی کہ اپنے مرشد شیخ سراج الدین کے کھانے کی دیگ ہر وقت اور ہر جگہ سر پر رکھے ساتھ پھرتے۔ تمام دولت و حشمت ترک کر دی۔ ننگے پاؤں پیچھے پیچھے پھرتے مالدار عزیز ملتے ٹوکتے پرواہ نہ کرتے بیٹا بھی قطب عالم تھا ۷۵۸ھ میں انتقال کے وقت انہی بزرگ نے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کی نماز "مخدوم جہانیاں" پڑھائیں گے۔ مرید حیران تھے کہ کہاں اوچ اور کہاں بنگال لیکن وہ یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کہ انتقال کے فوراً بعد آپ بنگال میں موجود تھے۔ نماز پڑھائی۔ ان کے بیٹے نور قطب عالم کو فیض باطنی سے مالا مال کر کے صاحب سجادہ کیا اور چند روز رہ کر واپس تشریف لے آئے۔ بہت سے اکابر بنگال آپ کے مرید ہو گئے یہ تھا آپکا مرتبہ (تحریرات سید اشرف جہانگیر سمنانی)

کرامات و احیائے موتی

آپ کے ایک مرید کو قید ہو گئی تھی۔ ایک روز خان جہاں مرزا وزیر سلطان فیروز شاہ خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے نور باطن سے یہ معلوم کر کے کہ اس نے میرے مرید کو قید کر رکھا ہے۔ فرمایا اس مظلوم کو

Marfat.com

چھوڑ دے ورنہ تیری خیر نہیں وزیر لرز گیا اور رہا کر دیا۔ ایک روز آگ لگ گئی۔ آپ نے ایک خاک کی چٹکی اٹھائی اور "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" بہ آواز کہہ کر ڈال دی آگ فوراً بجھ گئی (انوار فاطمیہ) مولانا شمس الدین اوچی فرماتے ہیں کہ آپ نے حرمین کا جو آخری سفر کیا ہے اس میں میں آپ کے ساتھ تھا۔ جہاز میں آپ کے ساتھیوں نے دل میں خیال ہی کیا کہ اس وقت اگر کچھ مچھلیاں ہاتھ آجائیں تو ہم ان کے کباب بنا کر کھاتے۔ آپ کو نور باطن سے فوراً معلوم ہو گیا۔ فرمایا گھبراؤ نہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ تمہیں مچھلیاں ملیں گی۔ یہ کہتے ہی ایک بڑی مچھلی اچھل کر جہاز پر آپڑی جس کے کباب تل کر سب نے کھائے۔

جدہ میں پہنچ کر سب نے حضرت حوا کے مزار کی زیارت کی۔ اسی وقت ایک جنازہ ادھر سے گذرا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ جنازہ شیخ بدر الدین یمنی کا ہے جو تیس برس کے قیام بیت اللہ کے بعد حال ہی میں جدہ آئے تھے۔ کچھ دیر سوچ کر فرمایا ابھی یہ جنازہ دفن نہ کیا جائے۔ شاید یہ زندہ ہوں۔ چنانچہ جنازہ واپس لیجا کر ایک مسجد میں رکھا گیا۔ آپ نے سب کو مسجد سے باہر نکال کر پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد تلاوت قرآن میں مصروف ہو گئے۔ جس وقت آیۂ مبارکہ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ پر پہنچے تو شیخ بدر الدین یکبارگی اٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑ کر قدم چومے۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا۔ خود شیخ بدر الدین ہی نے نماز پڑھائی۔ جدہ کے تمام لوگ یہ کرامت دیکھ کر آپ کے مرید ہو گئے۔

حج کر کے آپ روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے اور سلام عرض کی جس کا جواب صاف سنائی دیا۔

آپ صحیح النسب سید تھے۔ سہروردی سلسلہ کو آپ نے نہ صرف بنگال و حجاز بلکہ دور دور تک پہنچا دیا۔ ۷۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۷۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ اوچ میں مزار ہے۔

خلفاء کی جلالت شان

آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے۔ سب اونچے درجہ ولایت پر فائز ہوئے سید کبیر الدین حسن بہت بڑے سیاح صاحب (۱۸۰) برس کی عمر کا کافر آپ کے سامنے آیا اور مسلمان ہو گیا۔ مزار اوچ میں وفات ۸۹۶ھ۔ شیخ سراج الدین حافظ مفسر عالم صاحب کرامت مزار کالپی میں۔ وفات ۸۳۰ھ۔ مخدوم شیخ اخی۔ راجگی۔ قنوج کے شاہ ولایت بڑے زبردست ولی۔ ہدایت خلق میں مصروف ۸۰۱ھ میں انتقال ہوا۔ غسل و کفن ہو چکا تو لوگ رونے لگے۔ کسی نے کہا کہ اخی جمشید ولی تھے۔ مگر ہفتہ کے نامبارک دن وفات پائی۔ فوراً اٹھ بیٹھے اور کہا یہ دن منحوس ہے تو میں آج

Marfat.com

مرتا ہی نہیں کل مروں گا۔ چنانچہ ایک روز اور زندہ رہ کر وفات پائی۔ خلق کا اژدہام آپ کے پاس رہتا تھا۔ موضع راجگیر میں مزار ہے۔ سید علم الدین پلائیں، جون پور پہنچ کر سلطان ابراہیم کے ملازم ہوئے۔ بہت امیر تھے۔ پلاؤں میں جاگیر پائیو ہیں رہے۔ وہیں ۸۰۸ھ میں انتقال ہوا سید صدر الدین راجو قتال مخدوم جہانیاں کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ تھے۔ جو زبان سے نکلتا فوراً ظہور میں آجاتا۔ دہلی گئے تو سلطان نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ تمام عمائد و امراء دہلی نے آپ سے بیعت کرلی۔ مخدوم صاحب کا سلسلہ سہروردیہ آپ ہی کی ذات سے چلا۔ بڑے بزرگ تھے ہر وقت استغراق کا عالم رہتا تھا۔ عاشق ربانی تھے۔ مزار دہلی میں ہے۔ ۸۲۷ھ میں انتقال ہوا۔

مذکورہ تمام خلفاء "سلسلہ سہروردیہ" کے آفتاب و ماہتاب تھے۔

آپ کے بھائی سید صدر الدین راجو قتال نے تو سلسلہ کو بھی بہت بڑھایا۔ اور سلطان وقت اور اعیان سلطنت تک مرید ہو گئے۔ ان کے متعلق خود مخدوم صاحب ہی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے تو خلق کے ساتھ مشغول کیا۔ لیکن عزیز صدر الدین کو اپنے ساتھ مشغول کرلیا بڑے بڑے مجاہدات کئے پیشتر اوقات جذب کا عالم طاری رہتا تھا وہ اپنے وقت کے ابدال تھے۔ سلطان اور امراء ہیبت و دہشت سے خاموش رہتے تھے اور یہ مجال نہ ہوتی تھی کہ خود کوئی بات شروع کر سکیں۔

فرزندان جلیل اور ان کی قطبیت

آپ کی اولاد میں آپ کے سب سے محبوب ترین فرزند حضرت ناصر الدین محمود نوشہ تھے حضرت مخدوم جہانیاں ہی کے مرید و خلیفہ تھے علوم و فنون میں کامل اور نہایت بزرگ تھے مخدوم صاحب کی توجہ سے بہت جلد مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے پھر تو ترقی و پرواز کی کوئی انتہا نہ تھی رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے تھے۔ اس طاعت و عبادت کے باوجود اچھا پہنتے اچھا کھاتے اور اچھی معاشرت رکھتے تھے۔

سید برہان الدین قطب عالم گجرات پہنچے تو سلطان احمد والئی گجرات آپ کا مرید ہو گیا علوم شریعت و طریقت کے فاضل تھے احمد آباد میں مزار ہے۔ ۸۵۷ء میں انتقال فرمایا۔ میاں سادات عالم کا مزار بھی وہیں ہے۔ بی بی ننکنی والی از کاہ کی بیٹی کے شکم سے سید حامد قطب۔ سید فضل اللہ سید اسمٰعیل۔ سید شہاب الدین اور سید علیم الدین قطب ہوئے۔

Marfat.com

ایک فرزند شاہ جلال تھے جو قنوج میں مدفون ہیں۔ سید ناصر الدین کا مزار اوچ میں ہے۔

بندگان عشق کے رازونیاز سید برہان الدین سہروردی کے عہد میں ایک بزرگ شہر احمد آباد کے اندر رہتے تھے جن کا نام موسیٰ سہاگ تھا شیخ نجیب سہروردی سے سلسلہ ملتا تھا ہجڑوں کے ساتھ گاتے بجاتے اور زنانہ لباس پہنتے مگر تھے قطب ایک دفعہ قحط پڑا بارش نہ ہوئی قاضی شہر خود صاحب دل تھا کہا کہ موسیٰ سہاگ سے دعا کرائی جائے بادشاہ اور قاضی دونوں آپ کے گھر پہنچے اور عرض کی فرمایا کہ یہ گنہگار بندی ہے اس طائفہ میں گذر کرتی ہے شاہ موسیٰ کوئی اور ہونگے سخت اصرار پر منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور آبدیدہ ہو کر عرض کی۔ میرے خاوند اگر ابھی پانی نہ برسا تو میں اپنا سہاگ فنا کر کے رکھ دونگی۔ یہ کہہ کر چوڑیاں توڑنا ہی چاہتے تھے کہ ابر اٹھا اور خوب پانی برسا۔

ایک دفعہ علماء نے آپ کو زبردستی سفید لباس پہنا کر نماز کیلئے کھڑا کر دیا۔ اللہ اکبر کہتے ہی سارا لباس سرخ ہو گیا۔ سلام پھیر کر فرمایا "میاں میرا کہتا ہے تو سہاگن رہ اور یہ موئے کہتے ہیں کہ تو رانڈ ہو جا میرا سرخ لباس اتار کر انہوں نے مجھے رانڈوں کا سفید لباس پہنایا تھا۔" علما ڈر گئے اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی۔ مشائخین گجرات میں شاہ عالم ایک بڑے بزرگ تھے احمد آباد میں رہتے تھے آپ کے انتقال کے فوراً بعد انہوں نے مریدوں کو تجہیز و تکفین کیلئے بدیں ہدائیت بھیجا کہ خبردار ان کی چوڑی کو ہاتھ نہ لگانا اور جس حال میں ہیں اسی میں دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا سید برہان الدین اور علماء شریک تھے اس سلسلہ کے فقیر سدا سہاگن کہلاتے مجالس میں رقص کرتے اور لا الہ الا اللہ نور محمد صلے اللہ کے نعرے لگاتے ہیں۔

امراء اور عوام و خواص کا ہجوم حضرت مخدوم جہانیاں جب دہلی تشریف لائے تو سلطان فیروز شاہ بھی آپ کا مرید ہو گیا یہ عالم تھا کہ آپ بیک وقت سلطان کی دعوت میں بھی موجود ہوتے تھے اور گھر پر مصروف عبادت پائے جاتے تھے آپ کی یہ کرامات دیکھ کر اس عہد میں سارے دہلی والے آپ کے معتقد ہو گئے اور روزانہ ہزاروں اشخاص مرید ہوتے تھے آپ کی اولاد اور آپ کے تمام خلفاء بھی علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار ہوئے بلاد اسلامی میں ہر جگہ آپ کے مرید اس زمانہ میں موجود تھے۔

بروز دوشنبہ ۱۴ ربیع الاوّل ۷۸۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

صاحبِ کرامت و کمالات

شیخ سماء الدین زبیری سہروردی

خاندان و علم و فضل حضرت مخدوم شیخ سماء الدین زبیری سہروردی بڑے گرامی قدر اور جلیل المرتبت شیخ تھے شیخ فخر الدین عرف شیخ احمد کے بیٹے اور شیخ جمال الدین ملتانی کے پوتے تھے۔ شیخ جمال الدین بہت بڑے عالم اور ایک صاحب نسبت بزرگ تھے جن کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ شیخ راجو قتال سہروردی کے خلیفہ تھے۔ شیخ احمد بھی بہت بزرگ اور ذی علم شخص تھے آپ کا آبائی نسب سترہ واسطوں سے جاکر حضرت زبیرؓ سے مل جاتا ہے جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے رسول کریم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور صحابہ کرام میں فراست و فرزانگی تدبر و عقل دولت و ثروت اثر ورسوخ اور زہد و طاعت کے لحاظ سے گونہ امتیاز رکھتے تھے آپ ۸۷۵ھ میں ملتان شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم پائی لائق باپ نے اپنے ہونہار فرزند کو لائق اور سرآمد روزگار بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا یہی وجہ تھی کہ آپ علوم میں بہت جلد کامل ہو گئے علم و عرفان کی صدائیں بچپن ہی سے فردوس گوش بن رہی تھیں ہوش سنبھالا تو تصوف کی طرف مائل ہو گئے سلطان المشائخ شیخ کبیر سہروردی کے مرید ہو گئے اور آپ مجاہدات و عبادات میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا۔

طاعت و عبادت عبادت و طاعت کا یہ عالم تھا کہ بارہ برس کی عمر سے لیکر تادم وفات نماز تہجد قضا نہیں ہوئی۔ بچپن میں آپ کے والد نے ایک ستارہ کی شناخت بتادی تھی۔ جس وقت وہ ستارہ طلوع ہوتا آپ شب کو اسے دیکھ کر فوراً نماز تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور نہایت خشوع و خضوع سے صبح تک نماز میں مصروف رہتے باپ

Marfat.com

کی تربیت اور آپ کا یہی ذوق عبادت آپ کی ترقی اور قبولیت کا سبب بن گیا نصف شب گزرنے کے بعد اٹھ کر نماز تہجد پڑھتے اور اس کے بعد نماز نوافل میں مشغول ہو جاتے جب دل کے دروازے کھلے اور سینہ انوار ربانی سے تجلی گاہ سعادت بننے لگا تو آپ تہجد کے بعد صبح تک مراقب رہنے لگے پھر نماز عصر و مغرب کا درمیانی وقت بھی مراقبہ ہی میں گذرتا اکثر ایسا ہوا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد جو کھڑے ہوئے ہیں تو صبح کی نماز پڑھ کر اٹھے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد بھی عموماً آپ مراقبہ میں مصروف ہو جاتے جب عبادت و نماز میں مصروف رہتے تو نور ایک قندیل میں آپ کے سر مبارک پر کچھ بلندی سے برابر چمکتا رہتا۔ آپ ضرور عاشق ربانی تھے جذب و استغراق کی کیفیت بھی اکثر طاری رہتی پھر بھی چونکہ سہروردی خاندان کے چشم و چراغ تھے سلوک میں آگئے تھے اس لئے اپنے اوقات کو ضروری دینوی امور کیلئے بھی رکھتے تھے۔ صبح کی نماز ہمیشہ باجماعت رہی اور چاشت و اشراق کی نمازیں ادا کر کے مدرسہ میں چلے جاتے۔

مدرسہ و خانقاہ

آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کر لیا تھا جس میں جملہ علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم کا اہتمام تھا ہر قسم کی تعلیم ہوتی تھی مگر آپ خود طلباء کو تفسیر و بیان اور فقہ کی تعلیم دیا کرتے تھے اس عہد میں آپ کا مدرسہ دہلی کی مشہور اور اعلیٰ ترین درسگاہ تھی جس نے بڑے بڑے یگانہ روزگار علماء و فضلا پیدا کیے۔ برابر ہی میں خانقاہ معلّی تھی جسے آپ علوم باطنی کی جامعہ کہہ سکتے ہیں جس میں تزکیہ نفس تصفیہ قلب اصلاح اعمال درستی عقائد اور ارتقائے روحانیت کی نظری و عملی تعلیم دی جاتی تھی یہ تعلیم خاص تعلیم تھی یہاں اسرار ربانی اور رموز روحانی پر مواعظ ہوتے تھے یہ تعلیم عوام و خواص کیلئے تھی۔ راہ عام تو وہی ہے کہ پنج وقتہ نماز سال کے اندر تیس روزے اور چالیسواں حصہ مال بطور زکوٰۃ سالانہ اللہ کی راہ پر دینا وغیرہ۔ راہ خاص میں اللہ سے محبت عملی کے درس ہوتے ہیں اسے وہ بتایا جاتا ہے جسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی دل دیکھ سکتا ہے کان نہیں سن سکتے قلب سن سکتا ہے۔ یہ تعلیم سراسر خالی ہے یہاں قال کو چنداں دخل نہیں اس خانقاہ نے سینکڑوں اور ہزاروں کو شمع صمدیت کا پروانہ بنا دیا عوامی خواص اور خواص درجہ قطبیت پر پہنچے۔

فضائل و اخلاق

دوپہر تک آپ مدرسہ میں رہتے اور طلباء کو خود تعلیم دیا کرتے ظہر و عصر کے مابین علوم باطنی کی تعلیم دی جاتی عشاء کی نماز کے بعد کھانا

Marfat.com

تناول فرماتے اور سب کو اپنی اپنی جگہ واپس جانے کی ہدایت فرماتے تھوڑی دیر استراحت فرما کر پھر عبادت میں مصروف ہو جاتے بڑے بڑے علمائے وقت اور مشائخین زمانہ آپ کا ادب و احترام کرتے اور استاد ان وقت بھی آپ کی تعظیم ملحوظ رکھتے تھے۔

آپ ملتان ہی میں تھے لیکن کچھ حالات ایسے پیش آگئے تھے کہ آپ نے ملتان میں سکونت ترک کر کے دہلی ہی میں توطن اختیار کر لیا تھا جب ملتان سے چلے ہیں تو کچھ عرصہ تک آپ رنتھوریانہ اور ناگور میں رہے پھر دار السلطنت دہلی میں مستقل قیام اختیار کر لیا اخبار الاخیار کے مؤلف شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔

آپ علوم ظاہر و باطنی کے شجر تھے جذب خواطر میں کمال حاصل تھا جس بیمار کو بھی نظر کرم سے دیکھ لیتے اس کے قلب کی تمام آلائشیں اور جملہ امراض دور ہو جاتے جس کی طرف متبسمانہ دیکھ لیا اس کا نخل آرزو بار آور ہو گیا نہایت خلیق اور متواضع اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔

صاحب گلزار الابرار کا بیان ہے کہ آپ ورع و تقویٰ اور ایثار و بلند ہمتی میں نظیر نہ رکھتے تھے بے نیازانہ زندگی بسر کرتے تھے کسی کی نذر قبول نہ کرتے تھے تمام زندگی خلوص اور بے لوثی کے ساتھ بسر کر دی بہت شب بیدار تھے کم کھاتے اور کم بولتے تھے۔

سلطان بہلول لودی کی نیازمندانہ عقیدت

آپ دہلی تشریف لائے تو سلطان بہلول لودی سربر آرائے حکومت تھا یہ بچپن میں کھیل رہا تھا کہ ایک فقیر سامنے سے یہ صدا لگاتا ہوا گذرا کہ "چار درہم میں دہلی کا تخت فروخت کرتا ہوں جسے خریدنا ہو خریدے۔" بہلول نے بڑھ کر چار درہم دیدیئے یاروں نے مذاق اڑایا۔ مگر فقیر کامل تھا اس نے جو کہا تھا۔ وہ پورا ہوا اور بہلول کو دہلی کی حکومت مل گئی آپ کا آوازہ شہرت فضائے ہند میں گونج رہا تھا دہلی جو تشریف لائے تو سلطان کو بڑی مسرت ہوئی اور وہ بلانے کی بجائے خود آپ کی زیارت کو آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہوا اور اطلاع کرائی۔ فرمایا آنے دو سلطان نے آکر قدمے چومے اور مؤدب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا اور کچھ دیر کے بعد عرض کی کہ۔

اس بندہ ناچیز کو علم ہے کہ دنیا میں حقیقی بادشاہ و حکومت اہل اللہ ہی کی ہے ہم لوگ تو محض ظاہری بادشاہ ہیں ان کے خوانِ کرم کے ریزہ

Marfat.com

چین ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ سن! اگر تجھے درویشوں کی متابعت کی طاقت نہیں تو ان کی افعال و اعمال ہی کی تقلید کر تاکہ ان کی ظاہری متابعت و تقلید ہی سے زنگ باطن دور ہو جائے پھر فرمایا تین شخص اللہ کے انعام سے محروم رہیں گے۔ اولاً وہ بڈھے جو گناہ میں ڈوبے رہیں۔ ثانیاً وہ جوان جو امید توبہ پر ترک معاصی نہیں کرتے۔ ثالثاً وہ بادشاہ جو تخت حکومت پر فائز ہو کر بھی جھوٹ بولیں پھر فرمایا اے بادشاہ تو نے بڑھاپے میں سلطنت پائی ہے۔ دیکھ اللہ سے ڈر اور معصیت اور جھوٹ کے انجام سے ہمیشہ خوف زدہ رہ اللہ کا شکر کر کہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ سلطان اتنا متاثر ہوا کہ زار و قطار روتا تھا۔ اور اس کی سسکیاں بندھی ہوئی تھیں۔

سلطان نے سکون کے بعد کہا کہ گنہگار تو ضرور ہوں پھر بھی مجھے اہل اللہ سے دلی محبت ہے امید و توقع ہے کہ اہل اللہ کی یہی محبت اور ان کی بارگاہ میں نیاز مندی بروز محشر میری نجات کا باعث بن جائیگی اللہ تعالےٰ مجھ روسیاہ کو بخش دیگا۔

سلطان پھر سلطان ہے اسے روتا دیکھ تمام حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ عجیب منظر تھا۔ اور عجیب رنگ مسند ارشاد پر مخدوم صاحب متمکن ہیں سامنے سلطان وقت مؤدب بیٹھا ہے اور وہاں ہر درجہ و حیثیت کے افراد کا ہجوم ہے بلبل گلستان رسول چہک رہا ہے اور سننے والے بے خود بنے ہوئے ہیں اب یہ منظر کہاں نظر آتے ہیں۔

سلطان سکندر لودھی کو دعائے سلطنت

آخر میں مخدوم صاحب نے خوش ہو کر مصلےٰ خاص سلطان کو عطا کیا جسے سلطان نے ادب سے چوم کر سر پر رکھ لیا اور رخصت ہو گیا (خزینۃ الاصفیاء) میں لکھا ہے کہ سلطان جب تک زندہ رہا برابر حاضر خدمت ہوتا رہا۔ ادب کرتا رہا اور جب انتقال ہوا تو آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے فاتحہ پڑھی اور مراقبہ کیا اس کے بعد فرمایا "عجیب خوش قسمت سلطان تھا دنیا میں بھی عیش کر گیا اور آخرت میں بھی اللہ کی محبت کی وجہ سے اعلیٰ رتبہ پایا" سلاطین و امراء قوم و ملک کے فطری قائد ہوتے ہیں جن کا اتباع عام طور پر کیا جاتا ہے یہ اچھے ہیں تو قوم اچھی ہے اور یہ برے ہیں تو قوم بری ہے۔ وہ مبارک زمانہ تھا کہ سلاطین

Marfat.com

وقت تک فقراء اور مشائخ کی مجلسوں میں مؤدبانہ حاضر ہوتے اور نصیحت حاصل کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کے اخلاق محسود روزگار بنے ہوئے تھے۔ جب وہ اپنے بادشاہوں کو اتنا مؤدب اتنا نیک اور اتنا پاکباز و خدا ترس پاتے تھے تو خود بھی انہی سانچوں میں ڈھلنے کی سعی کرتے تھے وہ قوم ضرور ترقی کرتی ہے جس کے امراء ہوش مند ہوتے ہیں کسی کی عظمت و بیداری کا اندازہ ہی اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے امراء کی کیا حالت ہے اس دور کی تہذیب و خدا شناسی کا کیا عالم ہوگا جس میں مخدوم جیسے حق گو اور حق شناس بزرگ اور بہلول جیسے فرمانروا پیدا ہوئے تھے۔

سلطان سکندر لودھی باپ کے مرنے پر مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قبلہ عالم میری تمنا ہے کہ میں حضرت سے "میزان الصرف" پڑھوں فرمایا بہتر ہے چند سطور پڑھ کر بادشاہ نے "اسعدك الله فى الدارين" کے معنے دریافت کئے فرمایا "نیک بخت کرے اللہ تجھے۔" عرض کی تین مرتبہ تکرار کر دیجئے تین بار تکرار کر کے سکندر لودھی نے ہاتھ چوم لئے اور مؤدبانہ عرض کی کہ حضرت میں تو اپنے متعلق یہ الفاظ آپ کی زبان سے سننا چاہتا تھا وہ سن لئے آرزو پوری ہوگئی مخدوم صاحب کو بادشاہ کا یہ حسن ادب بہت پسند آیا مراقبہ میں سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ تو سکندر وقت ہو مخلوق کو تجھ سے فائدہ پہنچے اللہ تعالےٰ نے اسے قبول کر لیا۔ چنانچہ سکندر لودھی انتہائی مخالفتوں اور امراء و وزراء کی خوفناک سازشوں کے باوجود حصول سلطنت میں کامیاب ہوا۔ سکندر لودھی کے متعلق کم لوگوں کو یہ علم ہوگا کہ وہ صاحب دل سلطان تھا۔ اور "فنافی الشیخ" تک کی تعلیم سیدی عبدالوہاب سے حاصل کر چکا تھا۔

کشف و کرامات

سلطان بہلول لودھی کے فرمان نویس کا بیٹا شیخ محمد بڑا فاجر فاسق تھا مولانا جمالی نے اسے خدمت عالی میں حاضر ہونے سے روکنا چاہا اور کہا کہ تجھ جیسے فاسق کے لئے یہ مجلس نہیں آپ نے فرمایا آنے دو اور حضرت حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھا۔

همه کس طالب یار اند چه هشیار چه مست
همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت

سنتے ہی شیخ محمد کی حالت دگرگوں ہوگئی چہرہ متغیر ہوا قدموں پر گرا اور توبہ کر کے

Marfat.com

مرہ مریدین میں داخل ہو گیا۔ ایک روز نماز اشراق کے بعد ایک درویش نے مکتوبات عین القضاۃ پیش کئے آپ نے فرمایا عجیب بزرگ تھے کہ ایک دفعہ بیک وقت بیس دعو توں میں شرکت کی اور حجرے میں بھی موجود رہے۔ شیخ جمالی یہ سن کر کچھ متحیر ہوئے۔ ظہر کے وقت حجرہ کے اندر سے دستک کی آواز آئی شیخ طشت اور لوٹا لیکر دوڑے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہی حجرے میں آپ ہی جیسی چار ہستیاں چاروں گوشوں میں متمکن ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ہی پیکر نظر آیا۔ فرمایا جمالی اللہ تعالے نے درویشوں کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر چاہیں تو بیک وقت سو جگہ موجود ہو سکتے ہیں کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ (سیر العارفین)

علاقہ ناگور میں ایک عورت آپ کی مرید تھی۔ وہ اپنی گائے کا دودھ آپ ہی کی نذر کر دیا کرتی تھی۔ اتفاقا چور اس گائے کو لے گئے انہوں نے عرض کی کہ میں تو نماز میں مشغول تھی آپ میری گائے مجھے منگوا دیں۔ نماز ختم بھی نہ کرنے پائے تھے کہ آپ کے خادم نے آواز دی کہ بی بی آپ کی گائے آگئی ہے لے لیجئے۔

آپ بیانہ میں کچھ دن رہے ہیں وضو کرانے اور شانہ ورومال رکھنے کی خدمت مولانا جمالی کے سپرد تھی جو آپ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے۔

آخری عمر میں آپ کی بصارت جاتی رہی تھی ایک روز آپ نے اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ بارالہا! میں ہمیشہ تیری مخلوق سے محبت و شفقت کرتا ہوں۔ سب سے نرمی اور رفق کے ساتھ ملا ہوں اس کا اقتضاء تو یہی ہے کہ تیری تمام مخلوق میری آنکھوں میں سمائی رہے۔ دعا قبول ہوئی آپ کی آنکھوں میں از سر نو روشنی آگئی حالانکہ پیری کے سبب گئی تھی اور لا علاج صورت اختیار کر چکی تھی۔

انتقال و کمال

وصال سے چند سال پیشتر ہی خواجہ قطب الاقطاب نے خواب میں ارشاد فرما دیا تھا کہ حوض شمسی کے کنارے آپ کے لئے جگہ مقرر ہو چکی ہے چنانچہ آپ اکثر اس جگہ جایا کرتے اور مراقب رہتے وصال سے ایک ہفتہ پیشتر شوق کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت محو و مستغرق رہتے تھے اس دوران میں آپ نے کسی سے بھی کوئی بات نہ کی۔ ہر وقت ذکر و شغل میں مصروف رہے جب نماز کا وقت ہوتا تجدید وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور پھر مشاہدہ باری میں محو ہو جاتے تن بدن کا بھی ہوش نہ رہتا۔

۱۷ جمادی الاول ۹۰۱ھ کو عشاء کی نماز پڑھ کر آنکھ کھولی محویت و استغراق

Marfat.com

سے ہوش میں آئے مسکرائے اور آنکھیں بند کر کے واصل بحق ہوئے۔ آپ نے ۵ محرم کو رحلت فرمائی ۹۵ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار عالیہ پاکپتن شریف میں ہے۔

حاجی سید عبدالوہاب مولانا عبداللہ۔ مولانا شیخ جمال شیخ نصیر الدین (فرزند) اور شیخ عبدالغفور (پوتے) غسل میت میں شریک تھے۔ جس وقت جسم مبارک پر پانی ڈالا۔ اور کلمہ شریف پڑھا ہے تو مذکورہ بزرگوں نے بہ چشم خود آپ کے ہونٹ ہلتے دیکھے اور کانوں سے "اللہ اللہ" کی تکرار سنی اور انگشت شہادت کو اٹھا ہوا دیکھا۔ یہ رنگ دیکھ کر حاضرین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور قلوب پر بہت اثر پڑا۔ سلسلہ سہروردیہ کے مشاہیر بزرگوں میں تھے۔ خاکسار کاتب الحروف کا سلسلہ آپ ہی تک پہنچتا ہے اور آج بھی آپ کی اولاد میں وہ بزرگی تو نہیں مگر دینوی عزت و خوشحالی موجود ہے۔ عمومی محترم اور متقی وقت مولوی سعید احمد صاحب موسس و مہتمم اسلامی ہائی اسکول آگرہ نے بالین مزار پر ایک کتبہ نصب کرادیا ہے جس پر تاریخ پیدائش و وفات کے ساتھ یہ موثر اور نصیحت آمیز شعر بھی کندہ ہیں۔

از مزار اہل حق جز دولت عقبےٰ مخواہ
زینہار از ترک دنیا کردگان دنیا مخواہ

بعد وصال حضرت شیخ جمال الدین ہانسوری نے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے یگانہ دہر خلیفہ گذرے ہیں آپ کے پوتے شیخ عبدالغفور کو خواب میں بتایا کہ تمہارے جد بزرگوار "چاریار کبار" کی خدمت میں رہتے ہیں۔

اللہ اللہ یہ درجہ ہے ہمارے مخدوم و بزرگ کا۔

مقبرہ و خانقاہ مخدوم صاحب کا مقبرہ مہرولی و قدیم دہلی میں آج یہی زیارت گاہ خلق بنا ہوا جس کے اندر متعدد مساجد اور بکثرت مقام موجود ہیں ایک عالی شان گنبد ہے جس کے اندر بھی کچھ قبور ہیں سامنے ہی سڑک کے دوسری طرف جانب مشرق آپ کی خانقاہ بھی تاحال قائم ہے جو سوہن برس کے نام سے مشہور ہے آپ کے تصرف و کرامت سے آسمان سے سونے کے ریزوں کی بارش ہوئی تھی اسی سے یہ شاندار اور وسیع خانقاہ تیار ہوئی گو اس کی حالت اچھی نہیں تاہم اس کے دیکھنے اور اس کے اندر قدم رکھنے سے عبرت کی ایک دنیا نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ اس وقت اس

Marfat.com

عظمت و شان کا پایہ کتنا بلند ہو گا۔ صرف ایک دالان ایک صحن اور ایک شکستہ دروازہ اور دیوار موجود ہے جو اتنی عظیم الشان وسیع اور پر شکوہ ہیں کہ محل شاہی کا گمان ہوتا ہے سنا کرتے تھے کہ اہل اللہ جہاں ایک لحہ بھی بیٹھ جاتے ہیں قیامت تک وہاں تصرف قائم رہتا ہے کوئی دل والا اس کے اندر قدم رکھ کر دیکھے کہ اس کی کیا حالت ہوتی ہے اور ابتک کتنے تصرفات نمایاں نظر آتے ہیں۔ ہمیں بسلسلہ عرس صرف ایک مرتبہ اس خانقاہ عالیہ میں حاضر ہونے کی عزت حاصل ہوئی معاً تمام لطائف بیدار ہو گئے اور حرکت کہیں سے کہیں پہنچ گئی مولانا شمس الدین زبیری پانی پتی اپنی نیک مزاجی و عقیدت کی بنا پر اب تک اس کی نگہداشت کر رہے ہیں اور سالانہ عرس کرتے ہیں۔

زندگی میں متعدد مفید اور معرکہ آرا کتب تصنیف کیں جن میں "حاشیہ لمعات عراقی" اور "مفتاح الاسرار" وغیرہ مشہور ہیں جن میں شریعت و طریقت کے اہم نکات اور ان کا حل موجود ہے کتنی شاندار اور قابل تقلید زندگی ہے اور آپ کیسی بھرپور زندگی بسر کر گئے نہ دنیا ترک کی اور نہ اس سے گونہ تعلق رکھا اللہ تعالےٰ نے حیثیت بھی دی تھی اور زن و فرزند بھی تھے گھر بار بھی تھا۔ مدرسہ و خانقاہ بھی تھی۔ تعلیم بھی دیتے تھے مرید بھی کرتے تھے۔

عالم بھی تھے فاضل بھی تھے۔ محدث بھی تھے۔ مفسر بھی تھے۔ فقیہ بھی تھے ولی بھی تھے اور عارف بھی۔ اچھا کھایا بھی اور اچھا پہنا بھی۔ اچھی معاشرت بھی رکھی اور اللہ کو بھی نہ بھولے آپ کی زندگی صحیح اسلامی زندگی کا ایک شاندار نمونہ تھی۔

روایات کو بھی آپ نے پوری طرح قائم رکھا سلاطین و امراء تک مرید تھے اور ملک کے ہر حصے میں آپ کے مرید پھیلے ہوئے تھے ملک کی سیر بھی کی بہت سے سفر بھی ہوئے نہایت با اخلاق اور کریم النفس بزرگ تھے اللہ نے اپنی تمام نعمتیں آپ کو عطا کردی تھیں۔

اولاد و خلفاء

مخدوم صاحب کے دو بیٹے شیخ عبداللہ بیابانی اور شیخ نصیر الدین تھے اوّل الذکر بڑے باعظمت ولی تھے اور عشق الٰہی میں اپنی ہستی بالکل فنا کر چکے تھے ہر نماز کے لئے نیا غسل کرتے اور نئے کپڑے پہنتے زہد و طاعت میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کے روضۂ اقدس کے جوار میں مشغول ذکر الٰہی رہتے

Marfat.com

بادشاہ ہمایوں آپ کا بہت ادب کرتا تھا۔ بہت معتقد تھا بارہا اس نے آپ کی خدمت میں اشرفیوں کے توڑے بطور نذر پیش کیئے مگر آپ نے کبھی کچھ قبول نہ کیا۔ البتہ جب حاضر خدمت ہوتا تو اسے بزور ہدایت فرماتے کہ دیکھ عدل وانصاف کو نہ بھولنا کہ تیرا اوّلین فریضہ عمل یہی ہے۔ ورنہ بروز حشر مبتلائے عذاب ہوگا وہ سنتا اور زار زار روتا نماز میں ۹۳۶ھ میں وصال ہوا۔

حضرت شیخ جمالی آپ کے خادم خاص اور خلیفہ اوّل تھے علم و فضل اور شعر و ادب میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ زبیری تھے۔ بڑے بڑے مجاہدے کیئے اور مرشد گرامی کی صحبت و توجہ سے درجہ کمال کو پہنچے ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے جب جذب طاری ہوتا تو جسم پر ایک تہبند کے سوا کچھ نہ ہوتا بہت سیاحی کی دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور راستے میں مشائخ اور اولیاء سے ملتے گئے۔ بڑے بلند پایہ شاعر تھے نعت شریف میں تاریخ آج تک آپ کا یہ شعر نہ بھلا سکی اور نہ بھلا سکے گی۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسمی

جتنے اہل دل آپ کا یہ شعر سنتے رہے وجد میں آتے رہے جسم پر مٹی پڑی ہوتی تھی برہنہ تن اور برہنہ پا ہوتے تھے اور ایک تہبند باندھے ممالک اسلام کی سیر کرتے پھرتے تھے مولانا رومؒ اور مولانا جامی سے بھی وہاں پہنچ کر ملے اور خوب صحبتیں رہیں ۹۴۲ھ میں وصال ہوا۔ ہمایوں چونکہ بہت معتقد تھا اس لئے اس نے مہرولی میں باغ ناظر کے قریب روضہ بنوایا۔ مزار آج تک حاجت روائے خلق ہے اور روضۂ جمالی کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ اود ہن زین العابدین دہلوی جد مادری حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی آپ ہی کے خلیفہ تھے صائم الدہر قائم اللیل اور مرجع خلائق بزرگ گذرے ہیں۔ ۹۴۳ھ میں وصال ہوا۔

Marfat.com

خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت

معین الدین چشتی

خاندانی حالات و عظمت

حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی حقیقت میں سلطان الہند اور ایک سر آمد روزگار بزرگ گذرے ہیں آپ ہی نے کفرستان ہند میں روشنی اسلام پھیلائی اور اشاعت دین قیم کیلئے چپہ چپہ پر اپنے خلفاء اور علمائے باطنی کا ایک جال پھیلا دیا جو غیر مسلموں کو لوائے اسلام کے سائے میں لانے لگے۔

آپ محض ایک جلیل القدر ولی ہی نہ تھے بلکہ آپ ہندوستان کے سب سے بڑے اور سب سے پہلے اسلامی قائد تھے جن کے مساعی گرامی سے نہ صرف یہ کہ ارض ہند کے تاریخ اور کفر پرور گوشوں میں اسلامی شعاعیں جگمگائیں بلکہ سلطنت اسلامی بھی قائم ہو گئی۔

بظاہر تو ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا بانی و موسس سلطان شہاب الدین غوری اور اس کا لائق و شجاع جنرل اور نائب السلطنت قطب الدین ایبک مشہور ہے مگر بباطن یہ بنیادیں خواجہ غریب نواز ہی کی قائم کردہ و استوار کی ہوئی ہیں۔

صحیح النسب سید اور اولاد رسول سے تھے ۵۳۷ھ میں بمقام سنجر تم عدم سے پردہ وجود پر جلوہ گر ہوئے۔ آثار ولایت و عرفان بچپن ہی سے ناصیہ سعادت پر نمایاں تھے۔ اللہ تعالٰی نے دولت و ثروت سب کچھ دے رکھی تھی۔ آپ کے والد گرامی سید غیاث الدین حسن سنجری کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر صرف چودہ برس کی تھی اور ناز و نعم کے ساتھ پلے بڑھے تھے۔ دو بھائی تھے۔ آپ کے حصہ میں ترکہ پدری سے ایک وسیع و پر فضا باغ اور ایک پن چکی آئی تھی۔ اس کی آمدنی بھی وافر تھی۔ اسی باغ میں کام کر رہے تھے کہ ایک روز حضرت

Marfat.com

ابراہیم قلندر مجذوب تشریف لائے۔ آپ بہت عزت وادب سے پیش آئے۔ انگور کے چند خوشے پیش کیئے۔ جنہیں کھا کر انہوں نے تھوڑی کھلی اپنے منہ میں چبا کو آپ کو دی۔ جس کے کھاتے ہی آپ کی طبیعت دنیا سے سیر ہو گئی اور سینہ میں انوار الٰہی چمکنے لگے۔

سیاحی وبیعت تھوڑی دیر بعد اٹھے۔ سب کچھ فروخت کر کے اللہ کی راہ میں لٹایا اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ سمرقند پہنچ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی اور کئی سال کے بعد حجاز کی طرف چل پڑے اور علاقہ نیشاپور کے قصبہ ہارون میں پہنچ کر قطب وقت حضرت عثمانی ہارونی سے مرید ہوئے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس آغوش ناز میں آپ کو کیا ملا کہ بیس سال چھ ماہ کی طویل مدت یہیں بسر کر دی۔ خدمت پیر میں رہ کر مجاہدات کیئے۔ باطنی نعمتوں سے فیض اندوز ہوئے اور ہر وقت ان کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کا سامان دوش مبارک پر ہر جگہ اٹھائے پھرتے تھے۔ ان کے ساتھ متعدد حج بھی کیئے۔ خرقہ خلافت تو ڈھائی سال ہی کی مدت میں عطا ہو گیا تھا۔ مگر تشنۂ کرم دامن کہاں چھوڑ سکتا تھا۔

یہاں سے تکمیل کمال کے بعد ڈھائی ماہ شیخ نجم الدین کبری کی خدمت میں بسر کیئے اور کوہ جودی ہوتے ہوئے بغداد شریف میں حضرت غوث پاک کی خدمت میں کچھ عرصہ رہے اور انہی کے ہمراہ کئی سفر بھی کیئے۔ بغداد ہی میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں بھی رہے ہمدان پہنچے تو وہاں کے ایک بزرگ جلیل الدین کی صحبت میں رہے اور حضرت یوسف ہمدانی سے ملاقات کر کے تبریز آئے۔ حضرت ابو سعید تبریزی سے استفاضہ کیا۔ اصفہان میں خواجہ محمود اصفہانی سے ملاقات کی مہمند آکر خواجہ ابو سعید مہمندی سے ملے۔ مہمند سے استر آباد آئے اور حضرت بایزید بسطامی کی اولاد میں سے ایک بزرگ خواجہ ناصر الدینؒ صاحب ولایت سے ملاقات کی جن کی عمر اس وقت (۱۲۷) سال کی تھی۔ غزنی آکر شمس العارفین شمس عبدالواحد غزنوی سے ملے اور وہاں سے صدہا اولیاء اللہ سے شرف نیاز حاصل کر کے عازم ہندوستان ہوئے اس سفر میں اور بھی مختلف مقامات ہرات بلخ، بخارا بھی تشریف لے گئے۔ اس سفر میں ایک خادم ہر وقت ساتھ رہتا تھا۔

عبادت واستغراق سفر حجاز میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے لئے دعا کی تھی اور عرض کی تھی کہ رب قدیر "معین الدین" کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اسی وقت آواز آئی تھی

Marfat.com

کہ ہم نے قبول کر لیا۔ پھر روضہ ءاطہر پر جا کر سلام عرض کیا تو جواب میں کہا گیا تھا "علیک السلام یا قطب المشائخ ہند کی ولایت ہم نے تجھے دی "اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے اشاعت دین قیم کیلئے آپ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا اور اسی وقت آنکھیں بند کرا کر سارا ہندوستان آپ کو دکھا دیا گیا (انیس الارواح میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمانؒ نے جب خرقہء خلافت عطا کیا ہے تو اپنی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف کر کے کہا کہ "معین دیکھ "دیکھا تو تمام فضائے ملکوت و جبروت آپ کی نگاہوں کے سامنے تھے جس وقت خلافت عطا ہوئی اس وقت سن شریف باون سال تھا یہ حالت تھی کہ رات رات بھر بیدار رہتے اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ بعض اوقات ایک روز میں دو دو قرآن ختم کئے ہیں۔ دوران سفر میں تو ہر وقت قرآن پڑھتے رہتے تھے سیر الاقطاب میں مرقوم ہے کہ مکہ معظمہ ہی میں ایک روز آپ مراقب تھے۔ ندا آئی کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ ہم تجھ سے بہت خوش ہیں۔ جو طلب کرے گا پائے گا۔ عرض کی الٰہی میرے اور میرے مریدوں کے مریدوں کو بخش دے۔ حکم ہوا بخش دیا۔ عرض کی کہ جب تک میرے مرید بہشت میں نہ جائیں گے میں اس کے اندر قدم نہ رکھونگا۔

بعض اوقات استغراق و محویت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ نماز کے وقت حضرت قطب الاقطاب بہ آواز بلند گوش مبارک پر صلوٰۃ کہتے تھے۔ دوش مبارک پکڑ کر جنبش دیتے۔ کئی بار تکرار کرتے جب کہیں جا کر آنکھیں کھلتیں اور فرماتے کیا کروں شرع محمدی سے چارہ نہیں نماز بہر کیف فرض ہی ہے۔ حجرہ میں تشریف لے جاتے تو پیکر محویت بن جاتے حجرہ کے سامنے پتھر رکھدیئے جاتے تھے۔ اوّل نظر انہی پر پڑتی اور وہ خاکستر ہو جاتے۔ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں کہ چالیس روز تک جسم مبارک اپنے کیف نورانی کے باعث کسی کو نظر ہی نہ آیا۔ غرض یہ کہ آپ کا رتبہ بہت بلند اور منصب بہت رفیع تھا۔

ارض ہند میں ورود سعید

آپ شہر لاہور میں بحکم حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو دو ماہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کے روضہ ءمنورہ پر معتکف رہے۔ اس کے بعد جب دہلی پہنچے تو چالیس اشخاص آپ کے ساتھ تھے۔

دہلی میں آپ کچھ عرصہ تک مقیم رہے۔ کفار نے ہر چند آپ کو نقصان پہنچانے کی

Marfat.com

سعی کی کہ اس وقت یہ شہر کفرستان تھا۔ آپ برابر اذانیں دے کر نمازیں ادا کرتے رہے۔ مگر کوئی آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ ایک شخص ایک عظیم سازش کا نمائندہ بن کر چھری در بغل سامنے آیا۔ مگر آتے ہی لرز گیا۔ علمائے ظاہر خود کو وارث انبیاء بتاتے تو ہیں مگر کسی عالم میں یہ قوت تھی کہ وہ ان حالات میں دہلی اور اجمیر کے اندر قدم رکھ کر اپنی جان سلامت لے جا سکتا تھا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ انبیاء کے مقابلے جو کفار سے ہوئے ان کی طاقت بازو سے کہیں زیادہ ان کی روحانیت کام کرتی رہی۔ کس عالم میں طاقت تھی کہ وہ ہندوستان کے جادوگروں اور دشمنوں سے تنہا عہدہ برآ ہو سکتا علمائے باطن کو اللہ تعالےٰ نے علم اور روحانیت دونوں عطا کیئے ہیں اور وہ ان کے ذریعے دشمنوں سے خود کو محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں اور ان پر غالب بھی آ سکتے ہیں۔

مہاراجہ ہند کی ماں نجوم و کہانت میں کمال رکھتی تھی۔ اس نے بارہ برس پیشتر ہی اپنے بیٹے پرتھوی راج سے کہہ دیا تھا کہ ایک مرد بزرگ فلاں حلیہ کا اس ملک میں آکر تیرے اور تیری سلطنت کے زوال کا باعث ہو گا۔ اسی وجہ سے راجہ ہمیشہ متفکر رہتا تھا اور اس نے احکام صادر کر دیئے تھے کہ فلاں حلیہ کا اگر کوئی شخص سلطنت کے کسی حصہ میں پایا جائے تو اسے گرفتار کر کے فوراً حاضر کیا جائے اسے اس پر بہت کچھ انعام ملے گا۔ چنانچہ جب سامانہ میں پہنچے تو کارکنان سلطنت نے شناخت کر کے کہا کہ آپ کوئی بزرگ شخص معلوم ہوتے ہیں۔ آیئے ہم آپ کو کسی معقول جگہ ٹھہرائیں۔ مراقبہ میں رسول کریم ﷺ نے ہدایت کر دی ان لوگوں کے فریب میں نہ آنا آپ نے انھیں صاف جواب دیدیا۔ اجمیر شریف ۱۰ محرم ۵۶۱ھ میں تشریف لائے۔

ملازمان راج اور جادوگروں سے مقابلے

اجمیر شریف میں بالکل نووارد تھے جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک شخص نے روکا کہ یہاں مہاراج کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ آپ اٹھ کر تالاب اناساگر پر جا بیٹھے۔ جہاں صدہا بت خانے تھے۔ اگلے روز اونٹوں کو اٹھانا چاہا تو وہ وہاں سے نہ اٹھ سکے۔ اور جب لوگوں نے آکر معافی مانگی تو اونٹ اٹھ سکے۔ لوگوں نے راجہ سے جا لگائی کہ غیر مذہب کے کچھ لوگ ہماری پرستش گاہ کے قریب آ ٹھہرے ہیں۔ راجہ نے حکم دیا کہ پکڑ کر نکال دو۔ سرہنگان راجہ جو پہنچے اور ہجوم کیا تو حضور نے آیۃ الکرسی خاک کی ایک چٹکی پر پڑھ کر پھینک

Marfat.com

دی۔ جس پر پڑی وہ وہیں کا ؤہیں بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا تیسرا ہی روز تھا کہ راجہ اور تمام اہل شہر تالاب پر پوجا کیلئے جمع ہوئے رام دیو مہنت ایک جماعت کثیر کے ساتھ آپ کو بجبر اٹھانے کے لئے بڑھا۔ نظر جو اٹھائی تو جسم پر لرزہ طاری تھا۔ اسی وقت پاؤں پر گرا اور اسلام قبول کر لیا۔

پہلا مسلمان تھا جو آگے چل کر بڑے مرتبہ پر فائز ہو گیا۔

تالاب سے اٹھے تو گویا ایک افتابہ میں پانی بھر لیا۔ جس سے کل تالاب کا پانی خشک ہو گیا۔ راجہ گھبرا گیا اور جیپال جوگی کو جو ارض ہند کا سب سے نامور اور بڑا جوگی تھا بلوایا۔ وہ مرگ چھالا پر ڈیڑھ ہزار چیلوں کو ساتھ لئے ہوئے بہ سرعت اجمیر پہنچ گیا اور ایک خوفناک قوت کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اس طرح کہ جادو کے شیر اژدہے ساتھ ہیں اور سب آگ کے چکر پھینکتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ مخلوق عظیم ساتھ تھی۔ ہمراہی جادو کا یہ دہشت خیز سامان دیکھ کر گھبرائے۔ آپ نے سب کے گرد حصار کھینچ دیا۔ اب ایک طرف سے سانپ بڑھنے شروع ہوئے۔ دوسری طرف سے شیر چلے اوپر سے سامنے سے آگ برسنی شروع ہو گئی۔ دہشت ناک سماں تھا۔ اہل شہر تک لرز رہے تھے۔ کوئی حصار کے اندر قدم نہ رکھ سکتا تھا۔ آپ نماز میں مصروف تھے جس کے بعد آپ نے ایک مٹھی خاک جو پھونک کر پھینکی سارا طلسم فنا ہو کر رہ گیا۔ اب میدان صاف تھا اور جیپال ہزیمت زدہ و مطیع ہو کر اسی وقت پاؤں پر گر کر معافی مانگی۔ مسلمان ہوا اور مرتبۂ کمال کو پہنچا۔ اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اسے "پرواز" کا پورا ملکہ تھا۔ چنانچہ اڑا تو افلاک کی بلندیوں میں جا داخل ہوا مگر حضور کی کھڑاویں مارتی اسے اتار لائیں اللہ کی دین ہے کہ وہ انتہائی شقادت پسندوں اور بدبختوں کو ہدایت دے کر آن کی آن میں انتہائی سعید بنا دیتا ہے۔

یہ بھی غور کیجئے کہ وراثت انبیاء کے مدعی علمائے ظاہر اگر خواجہ غریب نواز کی جگہ ہوتے اور اجمیر میں یہی حالات پیش آتے تو وہ کیا کرتے۔ یہ کام صرف علمائے باطن ہی کا ہے۔

سلطنت اسلام کا قیام وبشارت

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ روحانی ترقیاں "پرواز" اور "روشنی" غیر مذاہب میں بھی تھی اور اب بھی کسی حد تک رہ گئی ہے۔ مگر نبوت کا دور بدل جانے سے غیر مذاہب فقراء پہلے ہی

Marfat.com

قدم کو آخری قدم سمجھتے ہیں۔ اور ''بالا'' کو چھوڑ کر اپنے ہی اردگرد گھومتے رہتے ہیں حقیقی ترقی صرف اسلام ہی میں ہے۔ اور اسلام سے پیشتر اپنے اپنے اوقات میں دیگر مذاہب میں بھی رہی ہے کہ ''مونس الارواح'' کی سند کے مطابق مجاہدات اور ریاضات کی کثرت کی وجہ سے جیپال کا فلک اوّل تک پرواز کرنا ثابت ہے یہی اس کی انتہا تھی۔ ہمارے ہاں فنائیت کی پہلی ہی منزل میں بچے تک بھی عرش تک پرواز کر لیتے ہیں اور کلمہ کی تعلیم ہی میں جو ترقی کا پہلا علمی دروازہ ہے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو دوسرے مذاہب کے منتہی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ راجہ پرتھوی راج کو اپنی اس شکست اور جیپال جیسے گرو کے مسلمان ہونے کا سخت رنج تھا۔

وہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ مگر اس کے قلب میں آپ کا قیام اجمیر کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا اس کی ماں نے اسے ہر چند سمجھایا کہ دیکھ پرتھوی راج پھر سمجھاتی ہوں اور کہتی ہوں جو آج سے بارہ سال پیشتر کہا تھا کہ تو اس فقیر کامل کا مقابلہ نہ کر اس کی دشمنی سے باز آ۔ اس کی عزت و تکریم کر ورنہ تو اور تیری حکومت دونوں ان کے ہاتھوں تباہ ہو کر رہ جائیں گے۔ مگر اس نے ایک نہ سنی اور بار بار کہنے اور سمجھانے پر نہ سنی سلطان شہاب الدین غوری کو پہلی اتفاقیہ اور بازرفت نے اس کے حوصلے بہت ہی بڑھا دیئے تھے۔ خیال کرتا تھا کہ کرامت اور چیز ہے ورنہ مسلمان میدان جنگ میں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہزار بار لڑیں تو بھی شکست کھائیں گے۔ فطری دشمن اسلام تھا گو ڈرتا تھا مگر پھر بھی مسلمانوں کو تنگ کرتا رہتا تھا۔ ایک روز اس نے کسی مسلمان پر ظلم کیا آپ کو غصہ آ گیا اور لکھ بھیجا کہ من ترا زندہ بدست لشکر اسلام سپردم اور اسی شب کو آپ نے سلطان شہاب الدین غوری کو خواب میں بشارت دی کہ ہندوستان پر فوراً حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس دفعہ تجھے ضرور کامیاب کرے گا راجہ حضرت کی تحریر دیکھ کر ہنس دیا۔ مگر کچھ ہی دن بعد سلطان سے عظیم شکست کھا کر زندہ گرفتار ہوا اور مارا گیا۔ سلطان فتح کے بعد سب سے پہلے اجمیر آیا اور خواجہ غریب نواز کی خدمت میں باریاب ہو کر قدم چومے اور نماز جمعہ ادا کی تین روز قیام کرنے کے بعد رخصت ہو گیا۔ اجمیر میں راجہ کا بیٹا بھی باج گذار راجہ کی حیثیت سے مسند نشین کر دیا گیا۔

کرامات و خوارق عادات

ایک روز آپ کی خدمت میں ایک عورت روتی ہوئی آئی۔ عرض کہ کہ میرے بیٹے کو حاکم شہر نے قتل کر دیا۔ آپ کو رحم آ گیا اور خدام کو ساتھ لے کر عصا لئے ہوئے قتل گاہ میں جا پہنچے۔ مقتول کا سر دھڑ سے

Marfat.com

ملا کر فرمایا کہ اے شخص اگر واقعی تو بے گناہ مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ مقتول کی نعش کو حرکت ہوئی زندہ ہو گیا اور اپنا سر اٹھا کر خواجہ غریب نواز کے پاؤں پر رکھ دیا۔ اور خوش خوش اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا۔ حاکم شہر یہ سن کر لرز گیا اور اس نے آکر معافی مانگی۔

ایک شخص نے خواجہ فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میری زندگی بڑی ہی تنگ دستی میں گذر رہی تھی۔ میں نے خواجہ غریب نواز کی طرف رجوع کیا۔ خواب دیکھا کہ آپ نے تشریف لا کر مجھے چھ روٹیاں عنایت کیں۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ساٹھ برس گذر چکے ہیں۔ ہر روز مجھے ضرورت کے مطابق خرچ مل جاتا ہے اور میں اور میرے تمام گھر والے آرام و آسودگی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا فضل الٰہی تھا کہ سر حلقۂ اولیاء نے تجھ پر کرم فرمایا اور تیری عسرت رفع ہو گئی۔

ایک روز آپ مشاہدۂ حق میں مصروف تھے کہ ایک مرید نے آکر عرض کی کہ حضور حاکم شہر نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے اور میری جلاوطنی کا حکم بھی صادر کر دیا۔ پوچھا حاکم ہے کہاں؟ کہا سوار ہو کر کہیں باہر گیا ہے۔ فرمایا تو جا وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ واپس گیا تو یہ خبر مشہور تھی۔ جس وقت خواجہ بزرگ پہلے پہل دہلی آئے ایک شخص بغل میں چھری دبائے ہوئے حملہ کی نیت سے سامنے آیا۔ حضرت نے فرمایا آیا ہے۔ تو اپنا کام کر۔ وہ یہ الفاظ سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگا۔ قدموں پر گرا۔ اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھتے ہی بہت سے افراد مسلمان ہو گئے۔

جب آپ ہرات سے سبزدار تشریف لائے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہاں کا حاکم شیعہ ہے اور ظالم ہے۔ جو شخص اپنے بچوں کا نام ابوبکر یا عمر رکھتا ہے قتل کرا دیتا ہے۔ بےحد متعصب ہے نام یادگار مرزا ہے اور یہ اسی کا باغ ہے جس میں لب حوض آپ مقیم ہوئے۔ لوگوں نے منع بھی کیا کہ آپ یہاں نہ بیٹھیں سخت ظالم ہے پرواہ نہ کی۔ اتنے میں حاکم بھی بڑے شکوہ و طمطراق کے ساتھ آ پہنچا منع کرنا تو کجا۔ نظر جو پڑی لرزنے لگا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ نہ صرف اس پر بلکہ اس کے تمام امراء و ملازمین پر دہشت طاری ہو گئی آپ رحم دل بھی بہت تھے اور کس کی جرأت تھی آپ نے خود ہی اٹھ کر اس کے منہ پر پانی چھڑکا ہوش میں آیا توبہ کی اور اس کے تمام امراء وغیرہ بھی تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ یادگار مرزا نے توبہ کر کے اپنا

Marfat.com

تمام خزانہ اور زر و جواہر اللہ کی راہ پر لٹا دیئے۔ غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کر دیا۔ اللہ کے دین اور رحمٰن کریم کا کرم ملاحظہ کیجئے کہ یہی شخص جس کا نامہء اعمال پورا کا پورا سیاہ تھا۔ آن کی آن میں قدوسیوں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ باغی دوست بن گیا۔ اور خلافت پا کر ہرات کا صاحب ولایت ہوا۔

بلخ پہنچے تو یہاں ایک صاحب حکیم ضیاء الدین رہتے تھے جو بہت بڑے متبحر عالم تھے مگر بہت مغرور خود پسند تھے اور اولیائے کرام کی عظمت سے قطعی انکار تھا۔ حضرت نے خود دست مبارک سے ایک کلنگ شکار کر کے اس کے کباب تیار کیے اسی وقت یہ صاحب بھی آ گئے آپ نے ایک کباب انھیں بھی دیا جس کے کھاتے ہی بیہوش ہو گئے ہوش جو آیا تو حالت ہی اور تھی مرید ہوئے۔ کتب فلسفہ جلا دیں اور توجہ خاص سے چند ہی روز میں کامل ہو گئے۔

قیام لنگر خانہ اور تعلیمات

اجمیر شریف میں آپ نے ایک عظیم الشان خانقاہ بھی تیار کرائی مسجد بھی بنوائی اور لنگر خانہ بھی جاری کر دیا۔ جہاں اب روضہء منورہ بنا ہوا ہے وہیں آپ کا لنگر خانہ تھا کسی سے ایک پیسہ بھی نہ لیتے تھے۔ نہ کوئی آمدنی تھی۔ جب خرچ ختم ہو جاتا۔ خادم عرض کرتا تو مصلی کا گوشہ اٹھا کر اس کے نیچے سے حسب ضرورت رقم خادم کو دیدیتے۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ اس لنگر خانے میں اتنا کھانا تیار ہوتا تھا کہ کئی ہزار افراد روزانہ دونوں وقت کھاتے تھے اور اتنی برکت تھی کہ اگر دگنے اور چوگنے آدمی بھی آ جاتے تو کمی نہ پڑتی۔

آپ اس کتاب میں جا بجا لنگر خانوں کا ذکر پڑھیں گے۔ آج کوئی ان کی عظمت نہیں سمجھتا مگر مسلمان بزرگوں، امیروں اور ولیوں نے تقسیم طعام کو ہمیشہ خوشنودی رب قدیر کا ذریعہ سمجھا رزاقی خالق اکبر کی خاص صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جتنا خوش اپنے بندوں کو کھلانے اور ان کے پیٹ بھرنے سے ہوتا ہے۔ اتنا اور کسی چیز سے نہیں ہوتا۔ دوسرے اس طرح تبلیغ کا کام بھی خوب ہوتا ہے طلباء اطمینان سے تعلیم پاتے ہیں۔ نو مسلم بے فکری کے ساتھ رہ کر اپنی حالت سنبھال سکتے ہیں اور طالبان حقیقت آزادی کے ساتھ خانقاہ میں رہ کر کسب کمال کرتے قدیم زمانہ میں ہر مرکزی خانقاہ اور نامور بزرگ کے ساتھ لنگر خانہ ضرور ہوتا تھا اور ایسے لنگر خانے فقراء امراء کی طرف سے تمام ملک میں جاری تھے۔

فرمایا کہ جو فقر و فاقہ بیماری و موت کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اسے دوست

Marfat.com

رکھتا ہے فرمایا بلائے سخت اور بیماری میں مبتلا ہونا صحت ایمان کی دلیل ہے۔ آپ تو اللہ سے اس کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ فرمایا جس دل میں محبت ہے اس میں جو کچھ بھی آئے گا جل جائیگا۔ فرمایا۔ میں نے قید جسم سے باہر آکر جو دیکھا تو معلوم ہوا۔ عشق عاشق اور معشوق سب ایک ہیں۔

فرمایا غریبوں سے محبت رکھو اور جھوٹ غیبت سے بچتے رہو۔

فرمایا کہ خدا کے دوست میں یہ چار صفات ضرور ہوں گی۔ تواضع، شفقت، سخاوت اختیار صحبت صالحین مسلمانوں کا مسلمانوں کو ذلیل سمجھنا بحد نقصان رساں ہے فرمایا تین چیزیں گوہر نفس ہیں۔ دشمن سے دوستی کرنا۔ اپنے افلاس کو چھپانا اپنا دکھ درد کسی سے نہ کہنا۔ فرمایا خدا پر توکل کیئے رہو اور کسی سے کوئی توقع و غرض نہ رکھو۔

فرمایا خدا کو پہچاننے والا خلقت سے ہمیشہ تنفر برتا ہے۔ فرمایا جس کے دل سے غیر حق اٹھ گیا وہ عارف ہے۔ فرمایا عاشق وہ ہے کہ اگر آج صبح کی نماز ادا کرے تو دوسری صبح تک اسی کے خیال میں محو رہے۔ فرمایا عارف وہ ہے جس کا دل کونین سے بیزار ہو۔ فرمایا ثابت قدم مرید وہ ہے جس سے بیس سال تک کوئی گناہ سرزد نہ ہو (مونس الارواح) فرمایا غم کو خوشی اور فاقہ کو فخر سمجھو۔

تبلیغی مساعی اور انتقال

قاضی حمید الدین ناگوریؒ لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی ہدایت و حکم کے مطابق آپ نے متعدد نکاح کیئے۔ جن سے متعدد اولاد ہیں۔ ان میں آپ کی صاجزادی حافظ جمال صاحب ولایت خاتون گذری ہیں آپ نے انہیں خلافت دیکر مستورات کی تبلیغ و اصلاح کیلئے مامور کیا تھا۔ یہاں ہم یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آپ کے پیش نظر صرف ایک مقصد تھا اور وہ تھا تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین ایک طرف تو آپ نے اپنی بیٹی کو کامل بنا کر مستورات میں تبلیغ کے لئے مامور کیا اور دوسری طرف آپ نے اپنے خلفاء کو ہندوستان کے اہم مراکز میں اسی مقصد کی تکمیل کیلئے مقرر کیا۔ آپ کی خانقاہ سے ہزاروں اشخاص درجۂ ولایت حاصل کر کے اور اولیاء بن کر نکلے اور دنیا بھر میں پھیل گئے ہندوستان میں جو آج اتنے مسلمان نظر آرہے ہیں یہ دہلی و اجمیر کے چشتیہ اور ملتان کے سہروردیہ خاندان کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔ جس شب

Marfat.com

کو انتقال ہوا ہے تمام شب حجرہ سے لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں آتی رہیں (سیرۃ السالکین) کی روایت کے مطابق شب انتقال چند بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اپنے معین الدین کی پیشوائی کو آیا ہوں۔ کسی نے دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ساکنان عرش کے نزدیک مجھے جگہ ملی ہے بعہد شمس الدین التمش ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔ صاحب مراۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ مقامات، قطبی دعوتی اور قطب الاقطابی سے گذر کر قطب وحدت و مرتبہ محبوب پر فائز ہو چکے تھے۔ ستر برس تک شب کو نہیں سوئے دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر مراقب رہتے۔ آپ کا شمار دنیا کے اکابر مشائخ میں ہوتا ہے۔

لارڈ کرزن نے درست لکھا ہے کہ ہندوستان میں ایک قبر حکومت کر رہی ہے اور وہ قبر خواجہ غریب نواز کی قبر ہے۔

Marfat.com

شہیدِ محبت قطب الاقطاب حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی

ولادت و تعلیم حضرت خواجہ قطب الدین قطب الاقطاب اوشی ۵۸۲ھ میں بمقام اوش تعابع فرغانہ کتم عدم سے پردہ وجود پر جلوہ گر ہوئے جس شب پیدا ہوئے صرف تمام گھر میں روشنی نہیں بلکہ زمین سے آسمان تک نور ہی نور نظر آیا۔ سید حسینی ہیں پیدا ہوتے ہی سر سجدہ میں جھکا دیا۔ مادر زاد ولی تھے کم سنی ہی میں یہ عالم تھا کہ جو زبان سے نکلتا فوراً عمل میں آجاتا۔ ڈھائی برس کی عمر میں یتیم ہو گئے آپ کی والدہ گرامی بڑی نیک اور عبادت گذار خاتون تھیں۔ نصف قرآن حفظ تھا۔ جب نماز و قرآن پڑھتیں تو آپ کو پاس بٹھا لیتیں۔ جوامع الکلم میں ہے کہ جب آپ کی عمر چار برس چار ماہ کی ہوئی تو آپ کی ماں نے دھوم دھام سے بسم اللہ کی تقریب کرنی چاہی اور ایک غلام و کنیز اور کچھ زر نقد ساتھ کر کے مکتب روانہ کیا راستے میں حضرت خضر نے کہا کہ مکتب نہیں۔ آپ کو حضرت ابو حفص کے مدرسہ میں لے جاؤ کہ وہ عارف کامل ہے۔ چنانچہ آپ وہیں پہنچائے گئے اور آپ نے انھیں بزرگ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ صاحب سبع سنابل نے لکھا ہے کہ انہی ایام میں حضرت خواجہ بزرگ اوش میں داخل ہوئے۔ ماں نے ان کے پاس بھیجا۔ کچھ پڑھانا چاہتے تھے۔ حکم ہوا اور غیبی ندا آئی ٹھہرو قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی آپ کی تعلیم کیلئے آرہے ہیں۔ ادھر انھیں حکم ہو گیا۔ اور وہ بذریعہ "طے ارضی" ناگور سے ایک لحہ میں اوش پہنچ گئے اور آپ کو تعلیم دی اور صرف چار دن میں قرآن ختم کر لیا۔

چونکہ آپ کی والدہ قرآن پڑھتے وقت آپ کو پاس بٹھائے رکھتی تھیں اس لئے نصف قرآن تو آپ کو پہلے ہی یاد ہو گیا تھا۔

Marfat.com

دہلی میں رجوعات خلق تکمیل علوم کے بعد آپ سیر کرتے ہوئے بغداد تشریف لائے اور وہیں مسجد امام ابو اللیث سمر قندی میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ الدین کرمانی شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمود اصفہانی کے سامنے آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے مرید ہوئے اور کچھ مدت کے بعد خرقہ ء خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ مختلف شہروں میں پھرے اور اولیائے کبار کی زیارت کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لے آئے سب سے پہلے آپ نے ملتان میں شیخ بہاؤالدین زکریا سہروردی اور شیخ جلال الدین تبریزی کے پاس قیام کیا تینوں بزرگوں میں بہت دوستی اور خاص محبت ہو گئی۔ کچھ دنوں تک خوب محبتیں رہیں۔ اس کے بعد آپ دہلی تشریف لے آئے۔ سلطان التمش نے باہر نکل کر استقبال کیا اور بہت عزت و تکریم کے ساتھ ٹھہرایا۔ آپ کو خواجہ بزرگ نے جواب دیا۔ دہلی ہی میں رہو اور ہدایت خلق میں مصروف رہو۔ دہلی میں آپ اس جگہ ٹھہرے تھے۔ جہاں اب مقبرہ ہمایوں ہے۔ سلطان ہر چوتھے روز ملنے آتا۔ آخر بہ منت آپ کو مہرولی لے آیا اور اپنے قریب ہی ایک حویلی اور مسجد اعزالدین آپ کے سپرد کر دی۔ اسی مسجد میں بیٹھ کر آپ خلق اللہ کی خدمت میں مصروف ہوئے لاڈو سرائے کے جنگل میں اس حویلی کے نشانات اب تک موجود ہیں جہاں پہنچ کر قلب کی کچھ اور ہی حالت ہو جاتی ہے تمام امرائے دہلی آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہونے لگے خلقت کا ہجوم رہنے لگا۔

مولانا بدرالدین غزنوی نے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ شیخ الاسلام کا عہدہ آپ کو پیش کیا گیا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ آپ کی ہر دلعزیزی دیکھ کر شیخ الاسلام نجم الدین صغری کو آپ سے عداوت ہو گئی جو حد انتہا کو پہنچ کر اس کی بربادی کا باعث بنی یہ حالت تھی کہ خواجہ غریب نواز اس کے گھر اس سے ملنے گئے تو بھی اس نے رخ نہ کیا بہت کہنے پر بولا میں تو ویسے ہی نیاز مند ہوں مگر آپ نے یہاں اپنا ایک مرید ایسا وارد کیا ہے کہ اس کے سامنے نہ میرا چراغ جلتا ہے اور نہ مجھے کوئی پوچھتا ہے آپ نے قطب صاحب کو ساتھ لیجانا چاہا مگر جب خلقت عظیم کو غم مفارقت میں دھاڑیں مار کر روتے دیکھا تو آپ مجبور ہو گئے۔ کہ اتنے دل دکھانا مناسب نہیں۔

حضرت قطب صاحب جسے تعلیم فرماتے کامل بنا دیتے صاحب روضۃ الاقطاب

Marfat.com

لکھتے ہیں کہ آپ کے مرید ہونے سے پیشتر روزانہ تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے اسی دوران میں آپ کی شادی ہو گئی۔ شباب کا زمانہ نئی شادی کے شوق میں وظیفہ ترک ہو گیا تین روز اس کی صحبت میں بسر کیے۔ تیسری شب ایک شخص نے جس کا نام رئیس تھا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان قصر ہے جس کے ارد گرد مخلوق جمع ہے اور ایک پستہ قد بزرگ اس کے اندر آتے اور جاتے ہیں پوچھا کیا معاملہ ہے کسی نے کہا یہ قصر قصر نبوی ہے اور یہ بزرگ عبداللہ بن مسعود ہیں رئیس دوڑ کر گیا اور عرض کی کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام کے بعد کہہ دیجئے کہ میں بھی زیارت کا آرزومند ہوں عبداللہ نے واپس آکر فرمایا ارشاد ہوا ہے کہ تجھ میں ہمارے دیکھنے کی اہلیت نہیں ہے آج ہی جا کر قطب الدین بختیار سے کہہ دے کہ تو روز ہم پر تحفہ بھیجتا ہے مگر تین روز سے ایسا غافل ہوا کہ ہمیں بھی بھول گیا۔ آپ یہ سنتے ہی روئے اور بیوی کو مہر دیکر چھوڑ دیا۔ یہ بیعت سے پیشتر کا ذکر ہے گویا خود اپنی طرف کشش کی جا رہی ہے۔ سیر العارفین میں مرقوم ہے کہ ہمہ وقت مراقب رہتے نماز کا وقت آتا تو آنکھیں کھول کر اٹھتے غسل کر کے وضو فرماتے اور پھر نماز ادا کرتے ہر نماز تجدید غسل و وضو کے ساتھ پڑھتے راحۃ القلوب میں ہے کہ ایک دفعہ آپ قاضی حمید الدین سہروردی اور مولانا بدرالدین غزنوی تینوں جامع مسجد دہلی میں معتکف ہو گئے روزانہ دو دو قرآن ختم کرتے۔ ایک روز تینوں بزرگوں نے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کرنے اور ہر رکعت میں ایک قرآن پڑھنے کا مشورہ کیا چنانچہ قاضی کی امامت میں یہی کیا گیا اور پھر دعا مانگی کہ بار الہا معاف کر کہ ہم سے تیری بندگی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ندا آئی۔ دوستو! ہم نے تمہیں بخشا اور تمہیں اپنے عاشقوں میں قبول کیا حضرت خضر بھی آپ سے ملتے رہتے تھے جوامع الکلم میں مرقوم ہے کہ حضرت کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ حجرے کا دروازہ بند کیے مراقب بیٹھے رہتے آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور ہر شخص کو اندر جانے کی اجازت نہ ہوتی جب خلقت ہجوم کرتی چلاتی اور منت کرتی تو باہر تشریف لا کر ایک ایک پیالہ پانی کا سب کو پلواتے وعظ فرماتے اور دروازہ بند کر کے پھر مشاہدہ ربانی میں مصروف ہو جاتے۔

کرامات و خوارق عادات

ایک دفعہ امیر اختیار الدین روپیوں کے کچھ توڑے لے کر حاضر خدمت ہوا۔ منت کی منظور نہ کیے اسے کچھ ناگوار ہوا

Marfat.com

آپ نے مصلےٰ کا گوشہ اٹھا کر کہا کہ دیکھ دیکھا کہ زرو سیم کا دریا ہے جو بہا چلا جارہا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جسے یہ تصرف عطا کرے اسے تمہارے تحائف زر کی ضرورت نہیں ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاؤالدین کرمانی سید نور الدین مبارک قطب الاقطاب صاحب اور متعدد اور بزرگ ایک مجلس میں جمع تھے حج پر گفتگو شروع ہو گئی آپ نے فرمایا کہ خاصان خدا کو یہ تصرف حاصل ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے طواف کے لئے خواہ وہ کہیں بھی ہوں خود کعبہ شریف کو وہیں بھیج دیتا ہے اسی لحہ مجلس پر کچھ وار فتگی کا عالم طاری ہوا اور دیکھا کہ کعبہ شریف سامنے ہے سب نے طواف کیا اس کے بعد غیب سے ندا آئی! تمہارا حج ہم نے قبول کر لیا اس مجلس میں حضرت بابا صاحب بھی شریک تھے یہ تصرف و کمال دیکھ کر اور زیارت کر کے سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ (فوائد المسلمین)

ایک روز قطب ایک اشرفیوں کے چند توڑے نذر کو لایا آپ مسکرائے اور فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں سلطان کوبر اگا بوریہ پر بیٹھے ہوئے تھے اس کا کونہ جو اٹھا تو یہ دیکھ کر شرمندہ ہو گئے کہ ایک دریا ہے جس میں ہزار ہا توڑے بہے چلے جارہے ہیں۔

ایک دفعہ بابا صاحب ساتھ تھے کہیں جارہے تھے جمنا حائل تھی سورہ اخلاص پڑھ کر جو پھونکی دریا میں راستہ ہو گیا اور چلے گئے ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی کہ میرا نو برس کا بچہ عرصہ سے غائب ہے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ جا تیرا بچہ گھر آگیا جا کر اس سے پوچھا تو بولا میں ملک روم میں تھا ایک سوداگر لے گیا تھا۔ ایک شخص نے شہر کے باہر لا کر میری آنکھیں بند کرائیں کھولیں تو خود کو گھر میں پایا۔

ایک دفعہ آپ اور قاضی حمید الدین ناگوری کہیں جارہے تھے تین روز کے بھوکے تھے کہ ایک بکری نمودار ہو کر جو کی روٹیاں سامنے رکھ کر چلی گئی دونوں نے کھالیں اتنے میں ایک بڑا بچھو دوڑا ہوا دریا پر گرا دریا نے راستہ دیدیا دونوں بزرگ بھی پیچھے گئے دیکھا کہ ایک شرابی مدہوش پڑا ہے اور ایک سیاہ و عظیم سانپ اسے ڈسنا چاہتا ہے بچھو نے پہنچتے ہی سانپ کے ڈنگ رسید کیا اور غائب ہو گیا۔ تعجب کر رہے تھے کہ ایسے فاسق و فاجر پر یہ کرم ندا آئی بروں کی حفاظت ہمارے سوا کون کرے۔ (سیر الاولیا)

وصال و انتقال

خانقاہ شیخ علی سنجری میں تمام بزرگ جمع تھے قوالوں نے قصیدہ شیخ احمد جام گایا جب اس شعر پر پہنچے ؎

Marfat.com

کشتگان خنجر تسلیم را!

ہر زماں از غیب جانے دیگر است

آپ کو حال آیا ایسا کہ حالت نازک ہو گئی قاضی حمید الدین ناگوری اور دیگر بزرگ قوالوں سمیت مکان پر لے آئے۔ قوالی پھر شروع ہوئی تین روز یہی حالت رہی کہ مثل مرغ بسمل تڑپتے صرف نماز پڑھ کر پھر مشغول ہو جاتے تیسرے روز ہر بن موسے خون جاری ہو گیا اور تسبیح اسم ذات شروع ہوئی۔ مصرعہ اولے پر بے دم ہو جاتے اور دوسرے مصرعہ پر گویا حس و حرکت پیدا ہو جاتی دہن مبارک سے آہ نکلتی تو قاضی حمید الدین منہ پر ہاتھ رکھ کر کہتے کہ کیا آپ زمین و آسمان کو آگ لگائیں گے آخر اسی حالت میں جاں بحق ہوئے کہ سر قاضی صاحب کے پہلو میں تھا اور پاؤں مولانا بدر الدین غزنوی کی آغوش میں ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو وصال ہوا۔ وصیت تھی کہ نماز جنازہ وہ پڑھائے جس نے کبھی حرام نہ کیا ہو اور تکبیر اولی ترک نہ کی ہو۔ اس عہد مبارک میں بھی ان صفات کا پیکر نہ نکلا آخر سلطان التمش سامنے آیا اور کہا کہ آج راز فاش ہوا اور نماز پڑھائی۔

جس وقت جسد اطہر قبر میں رکھا ایک سبز رنگ کا پرچہ نمایاں ہوا تھا۔ لکھا تھا۔

"دوست میں تجھ سے راضی تو مجھ سے ہو"

فقر و فاقہ

گھر میں اکثر فاقے رہتے جب کچھ نہ ہوتا آپ کی اہلیہ شرف الدین بقال کی عورت سے کچھ قرض لے لیا کرتیں ایک دفعہ اس نے مغرورانہ کہا کہ ہم پڑوس میں نہ ہوتے تو تم کہاں سے گذر کرتیں آپ کو خبر ہوئی تو فرمایا جب ضرورت ہو تو حجرہ کے طاق سے کاک اٹھا لیا کرو۔ آپ اپنی تکلیف اور فاقوں کا ذکر بھی کسی سے پسند نہ فرماتے راحت القلوب میں لکھا ہے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ تمام زن و فرزند اور خدام تک بھوکے پڑے رہے۔

حافظ قرآن تو تھے ہی تلاوت میں مصروف رہتے تھے جب آیات خوف دہر اس پر پہنچے تو روتے اور اکثر بے ہوش ہو جاتے اور جب آیات رحمت پڑھتے تو تبسم فرماتے اور وجد کرنے لگتے۔ شوق شکر کا عالم ہمہ وقت طاری رہتا تھا۔ (آداب المریدین)

ایک روز مجلس میں سلوک پر گفتگو ہوئی۔ آپ ایک آہ کھینچ کر بے ہوش ہو گئے اور سات روز سکر کا عالم طاری رہا صرف نماز کے وقت نماز پڑھ لیتے تھے خواجہ بزرگ کی

Marfat.com

جو مسجد ہے وہ اولیاء مسجد کہلاتی ہے حوض شمسی بھی بڑی مقدس جگہ ہے جہاں شہداء کی ارواح سیر کناں دیکھی گئی ہیں کیوں نہ دیکھی جاتیں کہ عالم خواب میں رسول کریم ﷺ یہاں تشریف لائے تھے۔ اور انہی کی برکت سے پانی نکلا تھا۔ مزار شریف مہرولی شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے پائیں بلندی پر قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی کا مزار ہے جو آپ کے استاد انتہائی رفیق دوست اور یگانہ روزگار ولی گذرے ہیں جن صاحب دل بزرگوں نے ان دونوں مزارات کے مابین نماز پڑھی ہے وہی سمجھ سکتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو کتنا ذوق و کیف پیدا ہوتا ہے اور کیا ملتا ہے سماع سے ان دونوں بزرگوں کو عشق تھا سلطنت اور علماء کی طرف سے سماع روکنے کی بڑی مساعی کی گئیں مگر ان کے تصرف سے کوئی کامیاب نہ ہو سکا۔

Marfat.com

زبدۃ الاولیاء، شیخ الاسلام

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر

ولادت و علم و فضل

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ارض ہند کے مشاہیر اولیاء ہیں آپ کے دادا شیخ شعیب اہل و عیال سمیت کابل سے لاہور آئے تھے چونکہ فضلائے عصر سے تھے اس لئے قاضی مقرر ہوئے ان کے بعد آپ کے والد حضرت شیخ سلیمان بھی قاضی ہوئے۔

آپ کی والدہ صاحبہ بی بی قرسم خاتون بنت مولانا وجیہ الدین بڑی بزرگ اور صاحب ولایت تھیں آپ مادر زاد ولی تھے۔ ایک دفعہ کہیں آپ کی والدہ نے دوران حمل میں ہمسائی کی بیر کا ایک بیر کھالیا تھا اسی وقت شکم مبارک میں درد پیدا ہو گیا تھا جسے آپ نے بلا علم بڑے ہو کر ایک دفعہ جتا بھی دیا تھا شہر میں رمضان کے چاند کے متعلق ابر کے باعث کچھ اشتباہ تھا ایک ابدال نے لوگوں سے کہا مطمئن رہو آج کی شب قاضی صاحب کے ہاں بچہ ہو گا۔ جو آگے چل کر قطب وقت بنے گا۔ اگر اس نے صبح کو دودھ نہ پیا تو روزہ رکھنا۔ چنانچہ آپ نے دودھ نہ پیا اور سب نے روزہ رکھا رمضان بھر یہی عالم رہا کہ دن بھر دودھ نہ پیتے (سیر السالکین) چار برس کے ہوئے تو مکتب میں بٹھائے گئے اور قلیل وقفہ مدت ہی میں تمام ضروری علوم سے فراغت پائی۔

ایک روز آپ ملتان کی مسجد مولانا منہاج الدین میں بیٹھے کتاب نافع پڑھ رہے تھے۔ وہیں قطب الاقطاب صاحب تشریف لے آئے۔ مرید ہو کر ساتھ ہوئے۔ فرمایا تکمیل علوم کے بعد میرے پاس آنا۔ یہ سنتے ہی آپ قندھار آئے۔ کچھ عرصہ یہاں پڑھنے کے بعد دار العلوم بغداد میں ایک مدت علم حاصل کرتے رہے اور سند فضیلت حاصل کر لی۔ اس

Marfat.com

مدت میں آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ بہاؤالدین حموی شیخ واحد الدین کرمانی شیخ سیف الدین باخضری اور شیخ فرید الدین محمد نیشاپوری کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے اور فیض پاتے رہے۔ اس کے بعد اپنے مرشد گرامی کے پاس دہلی آگئے۔ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کی صحبت میں رہا۔ دس ہزار دینار سے کم روزانہ فتوح نہ تھی۔ مگر سب راہ خدا میں روز لٹا دیتے تھے۔ شیخ سیف الدین باخضری نے دیکھ کر فرمایا مشائخ روزگار میں سے ہوگا۔ اور اولاد و مرید بہ کثرت ہونگے۔ اسی طرح آپ بخارا، بلخ نیشاپور، بدخشان اور ہرات ہوتے ہوئے ملتان آئے اور یہاں شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردی کے پاس قیام کیا۔

خوفناک مجاہدات اور ریاضات

ظاہر ہے کہ اتنے بزرگوں کی صحبت و فیوض ہی نے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہوگا۔ اور واقعی پہنچ گئے تھے۔ مگر آپ کو تو یگانہ روزگار بننا تھا۔ اس لئے مرشد گرامی نے آپ کو مجاہدات کی ہدایت کی دروازہ غزنوی کے برابر جو برج تھا۔ اسی میں مصروف مجاہدہ ہو گئے ہفتہ میں ایک دن قطب الاقطاب سے ملنے جایا کرتے تھے۔ پھر قطب صاحب نے روزہ رکھوا دیا کہ جب غیب سے ملے تو کھانا چھ روز گذر گئے تھے۔ بھوک سے بے حال تھے کہ سنگریزوں کو اٹھا کر اضطراب میں منہ میں رکھ لیا وہ شکر ہو گئے اسی روز سے شکر گنج خطاب ہوا (سیر الاولیاء)

اخبار الاخیار اور سیر العارفین میں آپ کے اس خطاب کے متعلق اور بھی مختلف روایات ہیں۔ پھر اپنے مرشد گرامیؒ کے حکم سے چالیس روز تک ایک قصبہ کی مسجد کے ایک کنوئیں میں لٹک کر مجاہدے کئے۔ دن بھر مراقب رہتے اور شب کو دراز دار مؤذن آپ کو کنوئیں میں لٹکا کر رسی درخت سے باندھ دیتا۔ ایسا ہی چلہ شیخ ابو سعید ابو الخیر اور حضرت محمد چشتی نے بھی کئے تھے۔

اس کے بعد بھی آپ چلے کرتے رہے۔ جن کے باعث اتنے کمزور ہو گئے کہ جب خواجہ غریب نواز دہلی تشریف لائے اور آپ کو دیکھا تو آپ تعظیم کو کھڑے نہ ہو سکے گر پڑے اور رقت طاری ہو گئی۔ خواجہ غریب نواز کی شان رحم و کرم مشہور ہے۔ رحم آگیا۔ فرمایا بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدات میں جلائے گا۔ اب کچھ عطا کر۔ عرض کی آپ کے سامنے میری کیا مجال ہے۔ چنانچہ دونوں بزرگوں نے آپ کو درمیان میں لے کر اللہ سے دعا

Marfat.com

کی اسم اعظم بتایا اور دولت کونین بخش دی۔ پھر کیا تھا۔ تجلی زار انوار بن گئے خواجہ قطب الاقطاب نے خرقہ خلافت عصاد مصلیٰ و نعلین چوبین اور دیگر تبرکات بھی آپ کو عطا کر کے اپنا جانشین مقرر کیا اور یہ امانت حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کر کے وصال پایا۔ جو آپ کے تشریف لانے پر آپ کے حوالے کر دی گئی۔ لکھا ہے کہ آپ کئی سال تو جنگلوں میں پھرتے، مجاہدات کرتے اور پتے کھاتے رہے۔ اور ایسے ایسے مجاہدات کئے جن کے سننے سے دل لرز جاتا ہے۔

کشف و کرامات

مجاہدات کی فراوانی اور غلبہ عشق الٰہی نے آپ کو خلوت پسند بنا دیا تھا جہاں پہنچے خلقت ہجوم کرتی۔ چنانچہ آپ ہانسی سے لاہور اور وہاں سے اجودھن پہنچ گئے۔ جو اس وقت ایک غیر معروف قصبہ تھا۔ یہاں ایک زبردست اور صاحب استدراج جادوگر رہتا تھا جو صرف آٹھویں روز دودھ پیتا تھا۔ اتنا کہ شہر والے اپنے اپنے گھروں سے دودھ لا دیتے اور وہ جادو کے زور سے سب چڑھا جاتا۔ بڑا شہرہ تھا۔ روحانیت بھی تھی۔۔ جوگ کے متعدد مقامات طے کر چکا تھا۔ لیکن بعض مقامات نہ کھلتے تھے۔ اس کا نام شمبھوناتھ تھا۔ آپ کا شہرہ سن کر وہ بھی آیا اور خیال کیا کہ اگر یہ فقیر کامل ہے تو میرے کانوں کے مندرے خود بخود نکل پڑیں گے۔ چنانچہ سامنے پہنچتے ہی ایسا ہی ہوا۔ پھر سوچا کہ یہ ان مندروں کو بار آور کر دیں تو سمجھوں۔ آپ نے نور باطن سے معلوم کر کے انہیں مٹی میں دبا دیا تو اسی وقت شاخیں پیدا ہو گئیں۔ بولا معتقد تو ہو گیا اب روحانیت دیکھنی ہے۔ میں غائب ہوتا ہوں۔ آپ مجھے ڈھونڈ نکالیں چادر اوڑھ کر لیٹا تو روح پرواز کر گئی۔ حضرت بابا نے فرمایا ٹھہر آگے تیرا گذر نہ ہوگا کہ وہ مقام اہل ایمان کا ہے۔ چنانچہ آپ اس کی روح کو پکڑ لائے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اللہ کی دین ملاحظہ ہو یہی کافر ازلی مرید ہو کر درجہ ولایت پر فائز ہوتا ہے۔ اور آپ اسے سیرستان کا شاہ ولایت مقرر فرماتے ہیں۔ نہ صرف وہ جوگی بلکہ اس کے تمام چیلے بھی مسلمان ہو کر اولیاء ہو جاتے ہیں۔ (اقتباس الانوار)

ایک جوان مرید ہونے کے لئے چلا۔ راستہ میں ایک صاحب جمال و حسین عورت مل گئی رات کو خلوت میں گئے تو اچانک ایک شخص نے غیب سے نمودار ہو کر طمانچہ مارا بے ادب مرید ہونے جا رہا ہے اور راہ میں گناہ کے ارتکاب پر آمادہ ہے اس نے توبہ کی، اجودھن پہنچا تو فرمایا شکر ہے کہ تجھے ایک فاحشہ کے مکر سے نجات ملی (سیر المشائخ)

Marfat.com

صاجبزادہ شہاب الدین نے قاضی اجودھن کی شکایت لی کہ مجھے بہت بُرا بھلا کہا بے عزتی کی۔ غصہ جو آیا عصا زمین پر دے مارا۔ اسی وقت قاضی کے شکم میں درد شروع ہو گیا۔ معافی کیلئے آرہا تھا کہ راستہ میں ہی مر گیا۔ (تاریخ فرشتہ)

آپ کے خرید کردہ قطعہ زمین پر ایک شخص نے ملکیت کا دعویٰ کیا۔ حاکم دیپال پور نے طلب کیا۔ لکھا قصبہ والوں سے تحقیق کر لو۔ حکم دیا حاضری ضروری ہے۔ فرمایا اس گردن شکستہ سے کہو کہ ہمارے پاس نہ سند ہے اور نہ گواہ۔ اعتبار نہیں تو متنازعہ زمین سے خود پوچھ لے ہزار ہا لوگوں کے سامنے زمین نے خود کو آپ کا بتایا۔ حاکم متعجب ہوا۔ پھر گرا۔ اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا (خزینۃ الاصفیاء)

آپ کا دوست محمد شاہ رنجیدہ نظر آیا۔ پوچھا تو کہا کہ بھائی کو نزع کے عالم میں چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا جا تیرا بھائی اچھا ہو گیا (راحت القلوب)

حسن قوال نے لڑکی کی شادی کیلئے کچھ مانگا تو فرمایا تو جانتا ہے کہ میرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں۔ بولا تو اس اینٹ کو کہہ دیجئے کہ اٹھالے۔ چپ رہے۔ پھر فرمایا کہ اٹھالے وہ سونے کی ہو گئی۔ اسی طرح تین اینٹیں اٹھالیں۔ تینوں سونے کی ہو گئیں۔

دیپال پور کے حملے میں فوج کے آدمی ایک تیلی کی خوبصورت بیوی کو بھی پکڑ کر لے گئے یہ روتا ہوا آیا۔ فرمایا تین روز میرے پاس رہ۔ اللہ مالک ہے۔ اسی روز ایک عہدیدار نے آکر عرض کی کہ مجھ پر عتاب شاہی ہوا ہے۔ دعا کیجئے۔ فرمایا جو انعام وغیرہ ملے اس تیلی کو دیدینا۔ وہ تیلی کو ہمراہ لیکر حاکم دیپال پور کے پاس گیا۔ بحال کر دیا گیا۔ اور خلعت دیکر ایک خوبصورت کنیز انعاماً عطا کی۔ عہدیدار نے سب کچھ تیلی کو دے دیا۔ دیکھا وہ کنیز اس کی بیوی تھی۔ دونوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور فقیر ہو کر آپ کی خدمت میں آرہے۔

سلطان بلبن پر بارش کرم فرید سلطان ناصر الدین اوچ اور ملتان پر لشکر کشی کے سلسلہ میں قدمبوسی کیلئے اجودھن میں بھی حاضر ہوا۔ اس کے بعد چار گاؤں کی سند اور کچھ زر نقد لے کر بلبن کو بھیجا۔ زر نقد تو اسی وقت تقسیم کر دیا سندیں واپس کر دیں کہ اس کے مستحق وطالب نہیں۔ پشت پر لکھوایا۔

شاہ مارا دیہہ دہد منت نہد!
رازق ما رزق بے منت دہد!

اسی وقت بلبن نے سوچا سلطان لاولد ہے کیا اچھا ہو کہ حضرت کی دعا سے بادشاہی مجھے ہی مل جائے کہ وہ آپ کا مرید بھی تھا۔ آپ نے نظر اٹھا کر فرمایا۔

"فریدون فرخ فرشتہ نہ بود۔ زعود و عنبر سرشتہ نہ بود۔ زداد و دہش یافتہ او نیکوئی تو داد و دہش کن فریدوں توئی۔" (سیر الاولیاء)

چنانچہ بلبن کو سلطنت مل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن اپنے مرشد کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ بندہ تو کئی بار شرف زیارت سے اندوز سعادت ہو چکا ہے۔ مگر بیگمات کو زیارت کی آرزو بے تاب بنائے ہوئے ہے۔ بندہ نوازی ہو گی اگر دہلی تشریف لے چلیں۔ فرمایا فقیروں کی تو یہ سنت نہیں کہ امراء کے گھر جائیں۔ مگر مشیت ایزدی میں چارہ نہیں۔ چلو دہلی پہنچ کر حرم سرائے شاہی میں قدم رکھا۔ عالی بخت ہزیرہ بانو دختر سلطان ڈیوڑھی پر مؤدب کھڑی تھیں۔ نظر جو پڑی تا دیر دیکھتے رہے۔ پوچھا کون ہے کہا غلام زادی ہے۔ خاموش ہو گئے اور کچھ دیر بیگمات کو شرف اندوز زیارت کرا کے چلے آئے سلطان نے وزیر سے تمام واقعہ کہہ کر حکم دیا۔ میل خاطر عاطر معلوم ہوتا ہے۔ جا اور عرض کر کہ ارشاد ہو تو غلام زادی خدمت کے لئے حاضر کی جائے۔ حضرت نے وزیر سے کہا۔ میرا تو ارادہ نہ تھا کہ مگر پیہم حکم خداوندی ہو رہا ہے کہ میرے حبیب کی سنت ادا کر محل میں گیا تو پھر حکم ہوا کہ سر اونچا کر دیکھ۔ اسی سے تیرا عقد ہوگا۔ اس لئے دیر تک دیکھتا رہا۔ مجبور ہوں نکاح کرتا ہوں۔ منظور ہے۔ چنانچہ نکاح ہو گیا۔ تین رات یہی صورت رہی کہ آپ ایک گوشے میں مصلیٰ بچھا کر رات بھر نماز میں مصروف رہتے اور دلہن مؤدب کھڑی رہتیں۔ چوتھے روز شب کو عرض کی کہ کنیز سے کیا قصور ہوا جو توجہ نہیں ہوتی؟ فرمایا بیوی! رضامندی فقیر کی رضامندی خدا کی ہے۔ رضائے حق درکار ہے۔ تو دنیا ترک کر کے درویش لباس پہن اور مصروف ہو چنانچہ دلہن نے سب مال لٹا دیا تین روز تک بادشاہ اتنا ہی دیتا با اور آپ راہ خدا پر لٹاتی رہیں۔ عرض کی کہ باپ بادشاہ ہے میں افلاس کا لباس پہن چکی ہوں۔ انھیں گوارا نہ ہوگا۔ اب آپ اجودھن ہی چلیں اور وہیں عبادت کریں اللہ اللہ بادشاہ وقت کی حسین و نوجوان دختر اور یہ عجز و فقر و اطاعت۔ اللہ کی دین ہے۔

اخلاق و معاشرت

اللہ تعالےٰ کو ہزیرہ بانو کی یہ فقیرانہ ادا بھا گئی اور حضرت کی تمام اولاد آپ ہی سے ہوئی اور بڑی نسل پھیلی۔ چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ان سے

Marfat.com

پیدا ہوئیں صاحب سیرۃ الاقطاب لکھتے ہیں کہ حضرت کی تین بیٹیاں ان سے پیدا ہوئیں صاحب سیرۃ الاقطاب لکھتے ہیں کہ حضرت کی تین بیویاں تھیں ایک ہزیرہ بانو دوسرے سارہ اور تیسری شکردیہ اور شادی دہلی میں ہوئی تھی جب کہ آپ بعد وصال مرشد وہاں قیام پذیر رہے تھے مگر درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ شادی بعد کو ہوئی اور آپ اجودھن سے تشریف لائے تعمیر روضہ حضرت غوث پاک کے وقت آپ بغداد ہی میں تھے ہر روز مزدوری کرتے اور مزدوری ملتے وقت غائب ہو جاتے صاحبزادہ محترم سید عبدالرزاق متعجب تھے ایک شب حکم ہوا کہ یہ مزدور نہیں فرید مسعود ہیں برائے حصول سعادت آیا ہے اس کی عزت و دعوت کرو اور بہ اکرام واپس بھیجو (خلاصۃ القادریہ)

شب ماہ محرم تھی کہ نماز عشاء ادا کی فرط ضعف سے بیہوش ہو گئے ہوش آیا تو بھول گئے دوبارہ نماز پڑھی اس کے بعد یاحیُّ یا قیُّوم کہتے ہوئے واصل بحق ہو گئے پچانوے سال کی عمر ہوئی پاک پتن میں مزار گہربار زیارت گاہ خلائق ہے ہر سال عظیم الشان عرس ہوتا ہے سات برس کی عمر میں کرامت کا اظہار شروع ہو گیا تھا پندرہ برس کی عمر میں مرید ہوئے پیر کے انتقال کے بعد تیس سال تک زندہ رہے (سیر اولیا) اجودھن میں جو پاک پتن کہلاتا ہے جامع مسجد کے قریب ہی مکان بنوالیا تھا مگر آپ کا زیادہ وقت مسجد ہی میں گزرتا تھا مدت تک کریر کے درختوں کے سائے میں رہے انہی کے پتوں پر گذر ہوئی نہ صرف آپ کا بلکہ تمام اہل و عیال کا گذر بھی پیلو یا گل کریر پر تھا اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہ ملتا تھا۔ پھر وسیع لنگر جاری کر دیا تھا جس سے ہزارہا مخلوق فیض اندوز ہوتی تھی۔ سلطان المشائخ آپ کی خدمت میں رہے ہیں فرمایا کرتے تھے جس روز گلہائے کریر مجھے پیٹ بھر کے مل جاتے تھے سمجھتا کہ وہ روز روز عید ہے فتوحات بہت زیادہ تھیں نذرانے بہت ملتے تھے مگر سب راہ خدا پر مساکین کو تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں ہمیشہ تنگی اور فقر و فاقہ ہی رہا یہی حالت حضرت قطب الاقطاب کی تھی ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کرتے چند دانہ ہائے مویز ایک پیالہ پانی میں تر کر دیئے جاتے اور آپ زلال پی لیا کرتے سحری کے وقت دو خشک روٹیاں آتیں تھوڑی کھا کر باقی درویشوں کو تقسیم کر دیا کرتے۔ بعد افطار روزہ کے ہر قسم کا کھانا سامنے حاضر ہوتا۔ مگر خود ہی کم ہاتھ ڈالتے سب دوسروں کو کھلا دیتے کسی کام میں عار نہ تھا۔

ایک دفعہ آپ ہی روٹیاں پکا کر درویشوں کے لئے لے آئے۔ حضرت بہاؤالدین

Marfat.com

زکریا ملتانی سے بہت دوستی تھی۔ آمدورفت بھی رہتی تھی۔ نہایت کریم النفس متواضع نیک اور رحمدل بزرگ تھے۔ استغراقی حالت طاری رہتی تھی عالم طیر ہی میں ہر جگہ پہنچ کر سیر کر آتے تھے۔

تعلیمات و تبلیغ اسلام

فرمایا اللہ تعالےٰ سے معاملہ درست رکھنا چاہئے۔ وہ جب دیتا ہے اسے کوئی نہیں چھین سکتا اور جب وہ لے لیتا ہے تو کوئی دلا نہیں سکتا فرمایا "جو شخص تمام دنیا کو دشمن بنانا چاہے تکبر اختیار کرے۔ جو اپنی عزت و اعتبار گنوانا چاہے وہ غمازی و دروغ گوئی اختیار کرے" فرمایا درویش کو چاہئے کہ ظاہری تزئین و آرائش میں کوشش نہ کرے اور دنیوی عزت کے لئے خود کو اللہ کے سامنے بے قدر نہ بنائے۔ فرمایا سائل کو ہرگز نہ جھڑک جو میسر ہو دیدے نہ ہو تو نرمی سے منع کر دے برا بھلا نہ کہے۔

فرمایا دشمن کے ساتھ دوست ہو دوستی میں اس سے بے خوف نہ رہنا چاہئے۔ جیسا کہ نفس و شیطان ہے جو تجھ سے ڈرے تو بھی اس سے ڈرتا رہ۔ اہل اللہ کی صحبت کو غنیمت سمجھ اور ان کے ملفوظات اور سیرتوں کا مطالعہ کرتا رہ۔ مردان خدا جہاں بھی ہیں وہیں کعبہ اور وہیں بیت المقدس و عرش و کرسی ہیں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے سب ان کے پیش نظر رہتا ہے۔

تبلیغی مقاصد ہر وقت آپ کے بھی پیش نظر رہتے تھے آپ کی خانقاہ سے ہزارہا اولیاء اللہ پیدا ہو کر اطراف عالم میں پھیلے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے جواہر فریدی میں تو آپ کے خلفاء کی تعداد پچاس ہزار تک بتائی گئی ہے۔ شیخ منتخب الدین چشتی کو کفر و بدعت کی بیخ کنی کے لئے آپ نے دیوگری (دکن) میں متعین کیا تھا۔ آپ ہی نے وہاں پہنچ کر چراغ اسلام روشن کیا منکرین آپ کی دعا سے پتھر ہو گئے۔ مزار بھی دیوگرہی میں ہے ان کے بعد سلطان المشائخ نے آپ کے بھائی شیخ برہان الدین غریب کو وہاں مامور کیا اور ان کی سعی سے اسلام پھیل گیا۔ ہر جگہ ایسے ہی بزرگ متعین تھے۔ بابا صاحب کے ہاتھ پر ہزارہا ہندو مسلمان ہوئے اور اس علاقہ کے لوگوں کو لوائے اسلام کے نیچے جمع کر لیا۔

Marfat.com

سلطان المشائخ محبوب الٰہی

حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی

ولادت و خاندانی حالات حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء صحیح النسب سید تھے۔ اجداد بخارا کے متوطن تھے۔ آپ کے دادا اور نانا دونوں ساتھ ساتھ عازم ہندوستان ہوئے پہلے لاہور قیام کیا اور پھر بدایوں آکر سکونت پذیر ہوئے جو اس وقت ایک نہایت پر رونق اور مشہور مرکز اسلام تھا۔ دونوں بزرگ علوم و فنون میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ کے والد خواجہ احمد عرب بڑے باکمال صالح اور صاحبدل بزرگ تھے فرمان روائے وقت نے انہیں منتخب کر کے بدایوں کا قاضی مقرر کر دیا تھا آپ کی والدہ گرامی بی بی زلیخا بھی بہت بزرگ تھیں بدایوں ہی میں شادی ہوئی اور یہیں آپ پیدا ہوئے۔ ۲۷ صفر ۶۳۴ھ میں ادھر آپ پیدا ہوئے ادھر دہلی میں اگلے ہی مہینے اس سن میں حضرت قطب الاقطاب صاحب کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد گرامی کا مزار بدایوں ہی میں ہے اور زیارت گاہ خلائق بنا ہوا ہے پانچ ہی برس کی عمر میں آپ یتیم ہو گئے مگر آپ کی والدہ محترمہ نے نہایت توجہ سے آپ کو تعلیم دلائی اور فارغ التحصیل ہو گئے جب پچیس برس کی عمر ہو گئی تو آپ اپنی والدہ محترمہ کو ساتھ لے کر دہلی گئے اور پہلے پرانے قلعہ کے قریب ایک شخص کے دروازہ میں قیام کیا اور پھر ایک دوسرے شخص کے خس پوش بام پر رہنے لگے۔

مولانا شمس الدین شمس الملک جیسے نامور فاضل وقت کے درس میں شریک ہو گئے مقامات حریری انہی سے پڑھی مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار پڑھی۔ مولانا اتنے بزرگ تھے کہ جب سلطان بلبن نے انہیں اپنا پیش امام بنانا چاہا تو فرمایا میرے پاس نماز

Marfat.com

کے سوا اور ہے کیا اب بادشاہ اسے بھی مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔

یہ زمانہ بڑے فقر و فاقہ میں گذرا اور تنگی تو ابتدا ہی سے تھے جب گھر میں فاقہ ہوتا تو ماں کہتیں کہ بیٹا آج روزہ ہے اور آپ خوش و مطمئن ہو جاتے آپ شیخ نجیب الدین متوکل کے ہمسائے میں رہنے لگے تھے یہیں آپ کی والدہ کا وصال ہوا دونوں میں بے حد محبت تھی۔

دربار گنج شکر سے خلعت کرم

آپ بدایوں میں جبکہ آپ کی عمر ابھی بارہ ہی سال کی تھی حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی اور حضرت بابا فرید الدین کا شہرۂ کمال سن چکے تھے اور ابوبکر قوال سے یہ معلوم کر کے آپ کا قلب بابا صاحب کی طرف راغب ہو رہا تھا دہلی سے سند فضیلت علوم ظاہری حاصل کر کے آپ بشوق ارادت پاکپتن روانہ ہوئے بابا صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا ؎

اے آتش فراقت دل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جاں ہا خراب کردہ

اہل اللہ سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی حضرت کو علم ہو گیا تھا کہ ارض بدایوں سے ایک مرد جلیل آکر آپ کی مسند پر متمکن ہو گا۔ آپ کی زبان سے کچھ بھی نہ نکلا خدمت شیخ میں رہ کر شیخ سے چند اہم کتب پڑھیں مرید ہو گئے۔ عرض کی کہ "کیا اب ترک تعلیم کر کے مصروف عبادت رہوں" فرمایا "میں کسی کو تعلیم سے نہیں روکتا یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو۔"

پھر فرمایا "درویش کے لئے علم ضروری ہے تاکہ وہ فریب شیطان سے محفوظ رہے چنانچہ آپ مصروف عبادت ہو گئے اور چند روز بعد ۶۷۲ھ میں آپ کو خلافت بھی عطا کر دی گئی فرمایا ان دنوں شیخ پر بڑی تنگی تھی۔ مرید ہی اپنے ہاتھوں لکڑیاں پانی اور کریر لاتے اور وہ ابال کر سب کھاتے ایک روز میں نے تھوڑا سا نمک ڈال دیا فرمایا مشتبہ ہے نہیں کھاتا عرض کی قرض لا کر نمک ڈالا ہے فرمایا درویش فاقوں سے مر جائیں گے مگر لذت نفس کے لئے قرض نہ لیں گے اسلئے کہ قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے لیکن مجھے چلتے وقت دعا دی کہ تو کسی کا محتاج نہ رہے گا۔ اور دشمنوں کو خوش رکھنا اور جس سے کبھی قرض لیا ہوا سے ادا کرنا۔

Marfat.com

دہلی کی نظامیہ یونیورسٹی دہلی آکر پہلے جنگلوں میں مصروف عبادت رہے۔ پھر غیبی حکم سے آپ غیاث پورہ آگئے اور ہدایت خلق میں مشغول ہو گئے ریاضات شاقہ کرتے رہے ہمیشہ روزہ دار رہے اور افطار کرتے بھی تو باسی روٹی کھاتے۔ بعض اوقات روزہ پر روزہ رکھا خادم زور دیتے تو فرماتے۔ درویش تو فاقے پڑے رہیں اور میں حلق سے روٹی اتاروں یہ کیونکر ممکن ہے جب معزالدین کیقباد نے غیاث پورہ ہی میں نئی دہلی آباد کی تو یہاں بھی ہجوم ہو گیا امراء و عمائدین اور شہزادے جوق در جوق آکر آباد ہونے لگے تو آپ نے غیاث پورہ چھوڑنے کا بھی ارادہ کیا۔ مگر ایک فقیر نے نمودار ہو کر کہا۔

اوّل تو مشہور ہی نہ ہونا چاہئے اور مشہور ہو گیا ہے تو ایسا نہ کرنا کہ قیامت کے روز حضرت نبی ﷺ سے شرمندگی ہو اور سن حوصلہ مندی یہی ہے کہ مخلوق کے درمیان رہ کر اللہ تعالےٰ کو نہ بھولیں۔

اتنا سن کر آپ نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ زندگی اسی تنگی و فقر و فاقہ میں بسر ہو رہی تھی ایک روز ایک پارسا اور پاکباز بڑھیا کو معلوم ہوا کہ تمام درویش فاقہ میں پڑے ہوئے ہیں اس کے پاس جو کا جو آدھ سیر آٹا تھا لا کر دیدیا جسے شیخ یعقوب نے پانی ملا کر پکایا۔ ایک دلق پوش اسی وقت آگئے اور کہا نظام الدین کچھ کھلانے کو ہے؟ فرمایا ذرا ٹھہریئے۔ درویش سے کہا فوراً اٹھ اور جو کچھ بھی ہے اٹھا لا۔ آپ نے ہانڈی لا کر سامنے رکھ دی اس نے گرم ہی گرم کھانا شروع کر دی کھا کر ہانڈی پھوڑ دی اور کہا کہ نعمت باطنی تو تجھے فرید سے ملی۔ فاقہ ظاہری تیرا ہم نے توڑا یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ پھر تو فتوحات کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ امیر سیف الدین۔ امیر حسام الدین اور خواجہ امیر خسرو جیسے امراء مرید ہو گئے اور روزانہ یہ سلسلہ بڑھتا رہا پھر تو یہ حالت تھی کہ تہتر من نمک روز آپ کے لنگر خانہ میں خرچ ہوتا تھا ہزارہا آدمی پڑے کھا رہے تھے بادشاہوں کو رشک ہوتا تھا ہزارہا روپیہ روز فتوحات میں آتا تھا ہزارہا لوگ روزانہ مرید ہوتے تھے۔ ہزارہا طلباء اور درویش خانقاہ معلیٰ میں رہتے تھے جو اس عہد میں دہلی کے اندر سب سے بڑی اور عظیم الشان روحانی یونیورسٹی تھی اور جس نے ہزارہا صلحاء فضلاء اور اولیاء و مشائخ پیدا کئے اور عالمگیر شہرت پائی تمام بلاد اسلام کے بزرگ طلباء آتے اور کمال پیدا کرتے۔

کشف و کرامات قصبہ سادہ کے جاگیردار کا فرمان آگ میں جل گیا بمشکل دہلی آکر دوسرا

Marfat.com

حاصل کیا وہ راستے ہی میں غائب ہو گیا روتا ہوا آیا ہنس کر فرمایا بازار سے شیرینی لا کر بابا صاحب کے والدین کی فاتحہ دلا۔ مل جائیگا۔ حلوا خریدنا چاہا حلوہ والے نے حلوہ دینے کے لئے کاغذ جو نکالا دیکھا تو وہی فرمان تھا جھٹ بول اٹھے اسے نہ پھاڑو وہ فرمان اور حلوہ لے کر حاضر ہوا۔ فاتحہ دلائی اسی وقت مرید ہو گیا۔

سلطان علاؤالدین خلجی نے کہلا بھیجا کہ ایک مہم گئی ہوئی ہے۔ کوئی خبر نہ آنے سے فکر مند ہوں براہ کرم چند لمحوں کے لئے یہاں تشریف لے آیئے مراقبہ کر کے فرمایا جا کہ دو میرے آنے کی ضرورت نہیں تمہارے بھائی الف خاں کو فتح حاصل ہوئی کل آجایئگا ایسا ہی ہوا۔ سلطان نے پانچ ہزار دینار نذر کیئے جو اسی وقت تقسیم کر دیئے۔

سلطان غیاث الدین تغلق کو آپ سے کشید گی تھی مہم بنگال سے واپس ہوتے ہی کہلا بھیجا کہ آپ غیاث پورہ سے کچھ عرصہ کے لئے چلے جائیں کہ ہجوم کی کثرت سے میرے متعلقین کو تکلیف ہوتی ہے۔ فرمایا ''ہنوز دہلی دور است۔'' چنانچہ دہلی پہنچنے سے پیشتر تغلق آباد میں مکان کے نیچے دب کر مر گیا۔

آپ کی مجلس سماع میں ایک صوفی نے آہ جو کی جل کر خاکستر ہو گیا آپ پر بھی حالت طاری تھی سکون ہوا تو پوچھا کہ یہ خاک کیسی ہے؟ معلوم ہوا تو پانی چھڑکا اور وہ صوفی زندہ ہو گیا۔ ارشاد ہوا کہ تم ابھی خام ہو۔ جب تک پختگی نہ آجائے ہماری مجلس میں ہرگز قدم نہ رکھنا۔

ایک روز دیکھا کہ لب جمنا میر حسن علائی سنجری جو مشہور شاعر تھا یاران صحبت کیساتھ بیٹھا ہوا جام و مینا کے کھیل میں مصروف ہے آپ کو آتے دیکھ کر شرمندہ سا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا۔

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم ۔۔۔ گر ز صحبتہا اثر بودے کجاست

زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد ۔۔۔ فسق مایاں، بہتر از زہد شماست

یہ سن کر حضرت نے صرف اتنا ہی فرمایا ہے کہ ''صحبت میں تو بڑا اثر ہے'' کہ اس کے قلب کی دنیا بدل گئی۔ بیتاب ہو گیا دوڑ کر قدموں پر گرا اور مرید ہو کر درجۂ کمال کو پہنچا۔ اس وقت حسن کی عمر تہتر کی تھی۔ فوائد الفواد انہی کی لکھی ہوئی ہے۔

آپ کے مرید کے ہاں مجلس سماع میں جہاں دعوت بھی تھی عین وقت پر بکثرت

Marfat.com

لوگ صوفی اور درویش آ گئے کھانا اتنا تھا نہیں مرید گھبرا گیا۔ آپ نے خادم سے کہا کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے چادر سے ڈھک کر سب کو تقسیم کرنا شروع کر دو۔ پچاس آدمی کا کھانا کئی ہزار کو کافی ہو گیا۔ نکلتا ہی چلا آتا تھا۔

دہلی کا شمس الدین بزاز ایک نہایت دولتمند سوداگر اور آپ کا شدید دشمن تھا ایک روز اس نے شراب پینے کا ارادہ کیا دیکھا کہ سامنے حضرت کھڑے ہیں اور انگلی سے منع کر رہے ہیں پھر نگاہوں سے غائب ہو گئے شیشہ و ساغر توڑ کر توبہ کی فرمایا جس کا نصیب یاور ہوتا ہے یہی معاملہ پیش آتا ہے مرید ہو کر کمال کو پہنچا۔

وصال و انتقال آپ نے ۹۴ سال کی عمر ۱۷ ربیع الآخر ۷۲۵ھ کو وفات پائی۔ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور ربیع الاخر میں انتقال کیا حضرت رکن الدین ابوالفتح سہروردی عیادت کے لیئے آئے ہوئے تھے۔ انہی نے نماز جنازہ پڑھائی مخلوق کا ایک اژدہام تھا راستے میں ایک طوائف بڑے درد کے ساتھ گا رہی تھی کہ ؎

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا میروی

اسی وقت جنازہ سے ہاتھ باہر آ گیا حضرت نے دوڑ کر روکا کہ سمجھتی نہیں عاشق ربانی کا جنازہ ہے۔ قبر میں نعش اتاری گئی تو حضرت نے حضور رسول کریم ﷺ کو جلوہ گر دیکھا اتنا اثر تھا کہ باہر نکلتے ہی فرط تاثر سے بیہوش ہو گئے۔ شہزادی جہاں آرا بیگم نے ایک دفعہ بغداد جانے کا عزم کیا پہلے آپ کی زیارت کی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور غوث اعظم تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں جہاں آرا کہاں جا رہی ہو عرض کی کہ حضور کی زیارت کو اور چادر چڑھانے کو جا رہی ہوں فرمایا میں تو یہیں دہلی میں ہوں عرض کی حضور مجھے کیا علم ہے کہ آپ دہلی میں کہاں تشریف فرما ہیں فرمایا نظام الدین میں ہوں۔ جہاں آرا نے صبح ہی علماء و مشائخین کو بلا کر خواب بیان کیا انہوں نے کہا، حضور غوث پاک شب کو حضور محبوب الٰہی کے پاس تھے کہ سب نے رات عجیب عجیب برکات کا مشاہدہ کیا ہے چنانچہ جہاں آرا بیگم نے چادر اور تمام سامان جو بغداد ساتھ لیجانے والی تھیں سلطان المشائخ ہی میں چڑھا دی اور زر نقد فقراء اور اور مساکین کو تقسیم کر دیا مونس الارواح میں خود ہی جہاں آرا بیگم نے یہ خواب و واقعہ لکھا ہے یہ شہزادی خاندان چشتیہ ہی میں مرید تھیں بڑی صاحبدل اور باکمال

Marfat.com

شہزادی گذری ہیں۔

وصال سے کئی روز پیشتر رسول کریم ﷺ خواب میں فرماتے رہے تھے کہ نظام جلدی کر تیرا بہت اشتیاق ہے آج بھی مزار مبارک دہلی میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

سلاطین سے بحث و مقابلے

سلطان علاؤالدین خلجی بہت معتقد تھا اس نے اپنے بیٹے خضر خاں کو کئی بار بھیجا کہ حضور میرے کاشانہ پر قدم رنجہ فرمایا کریں اس میں میری سعادت ہے جواب دیا بادشاہ سے کہنا ایک گوشہ میں پڑا ہوں تیرا کچھ بگاڑ نہیں رہا بادشاہ اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کرتا رہتا ہوں اگر بادشاہ نے اصرار کیا تو میں دہلی سے چلا جاؤں گا خضر خاں یہ جواب لے کر گیا تو اس نے خود آنے کا ارادہ کیا فرمایا اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں میں یہیں سے مصروف دعا ہوں بلکہ غیب کی دعا زیادہ مؤثر ہوتی ہے میرے مکان کے دو دروازے ہیں۔ اگر بادشاہ ایک دروازہ سے آیا تو میں دوسرے سے نکل جاؤں گا۔ جب چنگیزیوں نے دہلی آکر یکایک گھیر لیا تو علاؤالدین بہت پریشان ہوا کہ تمام لشکر دہلی سے باہر گیا ہوا تھا آپ سے دعا کا خواستگار ہوا اور یہ آپ ہی کی دعا کا اثر تھا کہ رات کو خود بخود غنیم کے لشکر پر ہیبت طاری ہو گئی اور وہ محاصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے آپ کے مرید خضر خاں کو شہید کیا اور آپ کو بھی تکلیف دینی چاہی تمام امراء و وزراء نے معتقد و مرید ہونے کے باعث چندے صبر کیا ایک روز قاضی محمد غزنوی سے کہا کہ نظام الدین کے پاس خرچ کرنے کو اتنا روپیہ آکہاں سے جاتا ہے یہ بھی مخالف تھا۔ بولا آتا کہاں سے آپ کے امراء و ملازمین تو دیتے ہیں بھلا کہیں ٹھکانہ ہے کہ وہ ہزار تنکہ سرخ روز کا صرف ہے جو صرف لنگر کے لئے وقف ہے اس نے فوراً ایک فرمان صادر کر دیا کہ ہمارے ملازمین و امراء میں سے کوئی نظام الدین کے پاس نہ جائے اور نہ کچھ دے ورنہ سزا پائیگا آپ نے خبر پاتے ہی خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ آج سے لنگر خانہ کا طمع دگنا کر دیا جائے اور جو ضرورت ہو فلاں طاق سے بسم اللہ کہہ کر اور ہاتھ ڈال کر لے لیا کرے سلطان وقت کا حکم اہل شہر بھی خوف کے مارے نہ گئے سلطان نے جو خفیہ معلوم کرایا تو پتہ لگا کہ واقعی کسی نے کچھ نہیں دیا۔ یہ محض کرامت ہے تو دل میں بہت شرمندہ ہوا اور کہلا بھیجا کہ آپ شہر میں رہ کر مجھ سے نہیں ملتے حالانکہ شیخ رکن الدین جیسے بزرگ بھی میرے پاس

Marfat.com

آتے ہیں۔ اس میں میری تحقیر ہے۔ فرمایا میرے پیروں کا یہ طریقہ نہیں رہا سلطان نے غضبناک ہو کر کہلا بھیجا کہ آپ کو میرے حکم کی تعمیل کرنی ہو گی۔

آپ نے شیخ علی سنجری کو بادشاہ کے پیر شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھائیں فقیر کی ایذا رسانی میں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ وہ اتفاق سے بہت علیل تھے تیسرے روز وصال ہو گیا ان کی فاتحہ میں تمام امراء و مشائخ و اکابر جمع ہوئے آپ بھی تشریف لے گئے آپ کو دیکھتے ہی سب کے سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے مگر سلطان تلاوت قرآن میں مصروف رہا اور بالکل توجہ نہ کی۔ کچھ لوگ بولے کہ سلطان بھی شریک مجلس ہے سلام علیک کر لیجئے۔ فرمایا مصروف تلاوت ہے کوئی ضرورت نہیں سلطان نے پھر مشائخ سے کہا کہ انھیں سمجھائیے روز نہیں تو آٹھویں دن ورنہ ہر چاند رات کو مبارکباد دینے تو ضرور آیا کریں آپ واپس چلے گئے تھے۔ چنانچہ سید قطب الدین یہ پیغام لے کر گئے اور کہا سلطان کا ارادہ اچھا نہیں مصلحت یہی ہے کہ منظور کر لیں آپ نے صرف انشاء اللہ کہا اور خاموش ہو گئے۔

سب سمجھ گئے کہ حضور جائیں گے بادشاہ بھی خوش تھا عین چاند رات کو امیر خسرو اور خواجہ وحید آئے اور جانے کو پوچھا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ بولے سلطان منتظر ہے اور آپ انکاری یہ تو بڑا فساد ہو جائیگا۔ فرمایا سلطان مجھ پر غالب نہ ہو گا۔ ابھی ایک پہر ہی رات گذری تھی کہ امیر غیاث الدین تغلق نے سلطان اور قاضی دونوں کو کوشک ہزار ستون میں قتل کر دیا۔ (اخبار الاخیار۔ اخبار الاولیاء)

خلفائے سلطان المشائخ

حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء بکثرت اور باکمال ہوئے۔ حضرت مولانا بدر الدین بڑے امیر اور دولتمند تھے ترک علائق کر کے مرتبہ کمال کو پہنچے۔

شیخ وحید الدین یوسف جب سے مرید ہوئے مور کی چال چلا کرتے تھے۔ دعائے شیخ سے ہوا پر پرواز کرنے لگے۔ حضرت نے آپ کو چندیری میں تبلیغ ہدایت کے لئے مامور کیا تھا وہیں مزار ہے۔

شیخ حسام الدین ملتانی زہد و تقویٰ میں جواب نہ رکھتے تھے۔ مستغرق رہتے تھے۔ زیارت حرمین کو بھی گئے۔ پاک پٹن میں مزار ہے۔

Marfat.com

خواجہ فخر الدین رازی کتابت قرآن کیا کرتے تھے۔ لوگ زیادہ دیتے مگر آپ چار آنہ روز سے زیادہ نہ لیتے۔ بصارت جاتی رہی۔ تو ملک حمید الدین نے سلطان علاؤالدین سے سفارش کر کے سوا سو روپیہ ماہوار وظیفہ کرا دیا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ چار آنہ روز سے زیادہ نہ لوں گا۔ چار آنے میں کچھ کھاتے کچھ خیرات کرتے۔ بڑی مشکل و سعی سے دس آنے روز سلطان سے منظور کر لئے تھے۔ رجال بھی ملا کرتے تھے۔ بہت بزرگ تھے۔

مولانا ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی کے مصنف، امیر خسرو اور امیر حسن علائی یک جان سہ قالب دوست تھے۔ ایک روز سوچا کہ پہلے مشائخ مرید کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے میرے شیخ احتیاط نہیں کرتے نہ معلوم کیا حکمت ہے۔

فوراً حضرت نے فرمایا کہ ..

ہر زمانے کا رنگ اور حالات جدا ہوتے ہیں اور ان کے مطابق ہی عمل ہوتا ہے کسی کا مرید ہونا غیر حق سے منقطع ہونا ہوتا ہے پہلے بزرگ اس وقت تک ہرگز مرید نہیں کرتے تھے۔ جب تک کہ وہ مرید میں طلب صادق نہ دیکھ لیتے تھے مگر حضرت ابو سعید الخیر مرشد غوث پاکؒ کے عہد سے لیکر شیخ سیف الدین باخزری اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے زمانہ سے لیکر شیخ فرید الدین عطار کے وقت تک یہ حالت تھی کہ مشائخ کے دروازوں پر امراء و سلاطین واہل خلق کا اجتماع رہتا تھا اور سلاطین بھی باز پرس آخرت کے خوف سے خود کو انہی کی پناہ میں رکھتے تھے اور یہ بھی از راہ مہربانی ہر کسی کو مرید کر لیتے تھے۔ محبوبان خدا کے معاملات کسی کے قیاس میں نہیں آسکتے میں بھی اپنے پیر کی متابعت میں مرید کرنے میں احتیاط نہیں کرتا۔

اس میں متعدد فوائد بھی ہیں کہ میرے مرید نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ گناہ سے بچتے ہیں۔ نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر شرائط بزرگان قدیم ان کے سامنے پیش کی جاتی تو وہ شاید تکمیل نہ کر سکیں اور اتنے ثواب سے بھی محروم رہ جائیں پھر بیعت کرنا گناہ سے باز رکھنا ہے۔ پھر میرے پیر سے مریدان چشت کو بخشنے کا وعدہ ہو چکا ہے اس لئے جو آتا ہے مرید کر لیتا ہوں کہ مخلوق گنہگار ہے اور شائد وہ میرے ہی وسیلہ سے بخشی جائے۔

کتنا بہتر بیان ہے اور کتنی اعلیٰ توجیہ۔ یہ بھی بہت بزرگ تھے۔ حضرت ان سے بھی محبت کرتے تھے۔ مزار یاراں چبوترہ ہے۔

Marfat.com

شیخ برہان الدین اتنے مؤدب کہ تمام عمر غیاث پور کی طرف پشت نہ کی۔ بڑے صاحب ذوق و سماع تھے۔ دیوگری (دکن) میں مامور بہ تبلیغ ہوئے تھے۔ دور دور تک کرامت کا شہرہ تھا۔ شیخ زین الدین شیرازی سے آکر مرید ہوئے بہت سے مسلمان کئے اور اولیاء بنائے۔

شیخ اخی سراج الدین بدایونی زبردست اولیاء سے تھے۔ بنگال میں ہدایت خلق پر مامور ہوئے ہزارہا غیر مسلمان کو مسلمان کیا۔ وفات ۵۸ ۷ ھ میں ہوئی۔

خواجہ احمد بدایونی طریقہ ابدالی رکھتے تھے۔ بہت بزرگ تھے۔ ماں کے سوال پر فرمایا تھا۔ "خوشی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب جماعت سے نماز ملتی ہے" بیشمار خلفاء میں سے صرف چند خلفاء کے اسماء لکھ دیئے گئے ہیں۔ یہ سب تبلیغ و اشاعت میں مصروف تھے۔

تبلیغ و روحانی نظام

حضرت محبوب الٰہی درجہ قطبیت و غوثیت سے عبور کر کے درجہ محبوبیت پر فائز ہو گئے تھے۔ کعبہ شریف میں ہر جمعہ کی نماز پڑھتے تھے۔ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ بلاشبہ لاکھوں ہی انسانوں کو آپ سے فیض پہنچا اور لاکھوں ہی مرید ہوئے۔ وہ آپ ہی بزرگ تھے جنھوں نے دنیا کے اس عروس البلاد اور سلطنت ہند کے عظیم الشان پایہ تخت کی کایا پلٹ کر رکھدی تھی۔ یہ عالم تھا کہ جہاں چار آدمی ملتے اللہ اور رسول ہی کا ذکر کرتے۔ اور تو اور کنیزان شاہی تک کی محلوں میں ایک وقت کی نماز قضا نہ ہوتی تھی۔ غریب و امیر اور عورت و مرد بلا مبالغہ سب کے سب نمازی اور پابند مذہب بن گئے تھے۔ ہر جگہ نوافل و عبادت و تلاوت کے چرچے تھے۔ ضیائے برنی لکھتے ہیں کہ دہلی والے اس عہد میں قدوسیوں کی جماعت نظر آتے تھے۔ مساجد نمازیوں سے لبریز رہتی تھیں۔ دہلی سے غیاث پورہ تک کئی میل کا فاصلہ تھا۔ مگر راستہ میں ہر وقت لوگوں کی بھیڑ رہتی تھی اور راستہ گلزار تھا۔

اس عہد میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ خلفائے راشدین کا زمانہ آگیا ہے۔ روزانہ ہزارہا مرید ہوتے تھے۔ ایک طرف آپ ہدایت خلق، اصلاح مسلمین اور اشاعت اسلام میں مصروف تھے۔ اور ملتان میں شیخ رکن الدین دور دور تک نور پھیلا رہے تھے۔ دوسری طرف آپ کے خلفاء اطراف ہند میں یہی خدمات انجام دے رہے تھے شریعت مصطفوی ﷺ کا

Marfat.com

بول بالا تھا۔ عجیب مبارک زمانہ تھا کہ سلطان سے لیکر گدا تک سب مرید اور سب پابند مذہب تھے۔

سلاطین وامراء اور سلطان المشائخ

ہم لکھ چکے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں دو بادشاہوں نے آپ سے مخالفت کی اور جس شدت کے ساتھ مخالفت کی اسی شدت و سختی کے ساتھ تباہ ہوئے یہ دونوں سلطان قطب الدین مبارک شاہ اور سلطان غیاث الدین تغلق تھے۔ حالانکہ اوّل الذکر کا باپ سلطان علاؤ الدین خلجی آپ کا بیحد معتقد تھا۔ اتنا کہ اس نے ملک قراہیگ ترک اپنے مشیر خاص کو اس کام پر بطور خاص مامور کر رکھا تھا کہ وہ حضرت کی مجالس سماع میں خصوصیت کے ساتھ شریک ہوا کریں۔ اور جن ابیات واشعار پر حضرت کو وجد و حال رونما ہو لکھ کر حضور میں پیش کیا کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کو حدیقہ حکیم سنائی کے ان دو اشعار پر وجد ہوا۔

پیش منما جمال جاں افروز در نمودی بروسپند بسوز
واں جمال تو چیست؟ متی تو واں سپند تو چیست؟ ہستی تو

سلطان کے سامنے جو یہ ابیات پیش ہوئیں تو بار بار پڑھتا اور روتا تھا۔ قراہیگ خود بھی بہت صالح اور حضرت کا مرید تھا۔ عرض کی کہ تعجب ہے کہ آپ اتنے اعتقاد و تاثر کے باوجود حضرت کے دیکھنے کے لئے تشریف نہیں لے جاتے۔ سلطان نے کہا قراہیگ کا بادشاہ ہوں اور سر سے پاؤں تک گناہوں میں غرق ہوں۔ اپنی اس آلودگی میں کیونکر ایسے پاک و مطہر وجود کو دیکھ سکوں۔ البتہ میں اجازت دیتا ہوں کہ تو میرے دونوں فرزندوں خضر خاں اور شادی خاں کو لے جاکر حضرت کے قدموں پر ڈال دے۔ مرید کروالے اور دو لاکھ تنکہ خزانہ سے لے جاکر نذر پیش کر۔ چنانچہ یہ دونوں شہزادے حضرت کے مرید ہوگئے۔

پھر جب ۷۰۳ھ میں سلطان مہم چتوڑ سے واپس ہوا ہے تو افواج شاہی ملک کے مختلف حصوں میں فتوحات کے لئے بھیجی گئیں۔ ادھر دہلی خالی ہوئی ادھر سردار مغل طرفی ایک ٹڈی دل فوج لے کر دار السلطنت پر آچڑھا اور دو ماہ تک دہلی کا محاصرہ کئے پڑا رہا۔ بڑا نازک وقت تھا۔ شہر والے بھی پریشان وہ گئے۔ اور رسد کی بھی قلت ہوگئی۔ باہر سے کوئی چیز شہر میں آہی نہ سکتی تھی بدنامی بھی تھی۔ افواج دہلی پہنچ نہ سکیں مجبور ہو کر سلطان نے

Marfat.com

حضرت سے رجوع کیا۔ فرمایا سلطان سے کہدو کہ اطمینان کے ساتھ لطیفہ غیبی کا منتظر رہے۔ عین اسی شب کو مغلوں پر خود بخود کچھ ایسا خوف وہراس مسلط ہوا کہ وہ محاصرہ چھوڑ کر اس طرح بھاگے جس طرح کوئی لشکر شکست کھا کر بھاگتا ہے۔ پیچھے مڑ کر بھی تو نہ دیکھا اور سرحد کے پار جا کر دم لیا۔ الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ ہند میں اس واقعہ فرار کی طرف اشارہ کیا ہے اسی طرح ملک تائب کی زیر قیادت ایک عظیم الشان لشکر تلنگانہ کے مرکزی شہر ورنگل کی فتح کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ مگر کوئی خبر ایک مدت سے نہ آئی تھی۔ آپ سے رجوع کیا گیا تو مراقبہ کے بعد فرمایا کہ کل دو پہر سے پہلے پہلے سلطان کو فتح ونصرت کی خوشخبری مل جائیگی اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل ہو گا۔ نیز سلطان کو اس سے بھی کہیں زیادہ اپنے عہد میں سب سے زیادہ فتوحات حاصل ہوئیں اور سلطنت میں اتنی وسعت نصیب ہوئی جتنی اس سے پیشتر اور مابعد سلطان اورنگ زیب کے سوا اور کسی سلطان کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔ نہایت جاہ و جلال اور طنطنہ و طمطراق کا سلطان گذرا ہے۔ کشمیر سے اس کماری تک تمام براعظم ہند پر اس کی فرماں روائی کا سکہ رواں تھا۔ اور بڑے بڑے حکمران اور راجے مہاراجے اس کی صولت و جبروت کے تصور سے لرز اٹھتے تھے۔ یہ سب فقراء اور صوفیاء کی پابوسی و عقیدت اور دعاؤں ہی کے کرشمے تھے۔ سلطان کو جتنا اقتدار جتنی عظیم سلطنت جلالت نصیب ہوئی اللہ کے دوستوں کی دعاؤں کے صدقہ میں نصیب ہوئی حضرت شاہ کرک سہروردی کی دعا سے تخت نصیب ہوا جو اس وقت الہ آباد میں قطب وقت اور زبردست سالک مجذوب تھے۔ حضرت شیخ ضیاؤالدین رومی سہروردی کا مرید اور حلقہ بگوش ہو کر سلطنت کو محکم بنا سکا اور حضرت سلطان المشائخ کی دعاؤں سے وسعت سلطنت اور سطوت نصیب ہوئی۔ فقراء کا بہت معتقد تھا۔ ایک مرتبہ اس نے حاضری کا ارادہ بھی کیا۔ محنت کی۔ مگر منظور نہ کیا۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے پوتے اور وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت سلطان المشائخ نے وصیت فرمائی تھی کہ وہی میرے جنازے کی نماز پڑھائیں وہ سلطان علاؤالدین خلجی کے وقت میں صرف دو مرتبہ دہلی تشریف لائے۔ سلطان دونوں بار دور تک ان کی پیشوائی کے لئے گیا۔ اور دونوں مرتبہ آتے وقت دو دو لاکھ اور جاتے وقت پانچ پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ ظاہر ہے کہ جب دنیا کے اس مہتمم بالشان اور جبروت فرماں روا کی عقیدت و نیاز مندی کا یہ حال ہو تو شہزادوں اور

Marfat.com

امراء کا کیا عالم ہو گا پھر بالطابق اَلنَّاس عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ رعیت کی خدا پرستی کس درجہ پر ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں دہلی کے اندر بقول ضیائے برنی اسلام کی پوری شان جلوہ گر تھی۔ گھر کی کنیزیں تک تہجد قضانہ کرتی تھیں۔ ہر طرف قال اللہ اور قال الرسول کا شور تھا۔ رعیت شاد اور ملک آباد تھا۔ بائیس سال شکوہ و عدل کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔

سلطان قطب الدین کی مخالفت و تباہی

اس باہیبت و جبروت مگر فقیر دوست و عادل سلطان کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ تھا۔ اور گو یہ بھی حضرت ضیاؤالدین سہروردی کا مرید تھا۔ مگر باپ کے عمل کے خلاف اس نے حضرت سلطان المشائخ سے مفت کی عداوت خرید کر اپنی تباہی آپ مول لی۔ عداوت کی بناء بھی صرف اتنی تھی کہ خضر خاں اس کا بھائی حضرت کا مرید تھا۔ اسے قتل کر کے یہ تخت نشین ہوا اور کچھ سمجھ لیا کہ میرے اس فعل و عمل سے حضرت کو قدرے رنج پہنچا ہو گا۔ ایک مفروضہ قائم کر کے آپ ہی رکیک حرکتوں پر اتر آیا۔ حکم دے دیا کہ شہزادوں، امیروں، سرداروں اور ملازموں سے جو کوئی بھی شیخ کے ہاں حاضر ہو گا یا نذرانہ پیش کرے گا یا بھیجے گا۔ اس کی وجہ معاش اور جائداد بھی ضبط کر لی جائے گی اور برخاست بھی کر دیا جائیگا۔ جب دیکھا کہ یہ چال بھی کارگر اور مفید نہ ہوئی بلکہ مصارف خانقاہ دگنے ہو گئے اور غیب سے روپیہ ملنے لگا تو باوجود اس کے کہ عہد حکومت میں حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی صرف تین ہی مرتبہ دہلی آئے اور وہ بھی انہیں حضرت سلطان المشائخ کی محبت ہی ملتان سے کھینچ لائی۔ مگر اس نے لکھا کہ وہ تو مجھ سے ملنے ملتان سے یہاں آیا کرتے ہیں اور آپ یہیں رہتے ہوئے بھی مجھ سے نہیں ملتے۔ آپ رضامند نہ ہوئے تو کہلا بھیجا کہ انہیں ہمارا حکم ماننا پڑے گا اور کم از کم ہر شب ماہ کو تو ضرور ہی سلام کے لئے آنا ہو گا۔ بڑا نازک وقت تھا۔ امراء اور رؤسا تو ایک طرف شہر والوں نے بھی خوف کی وجہ سے آنا بند کر دیا تھا کہ سلطان قطب الدین پھر ہندوستان کا بہت بڑا اور مقتدر فرماں روا تھا۔ کس کا زہرہ تھا جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کر سکے۔ وہ فی الحقیقت حضرت کو چشم زخم پہنچانے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ سید قطب الدین غزنوی، شیخ عماد الدین طوسیؒ، شیخ وحید الدین چندیری، مولانا برہان الدین یزدوی اور دیگر اکابر نے غیاث پورہ جا کر سمجھایا اور عرض کی کہ سلطان جوان العمر ہے۔ اور آپ پھر فہیم اور

Marfat.com

عمر رسیدہ ہیں سلطان کا ارادہ اچھا نہیں۔ آپ ہر چاند رات کو ہو آیا کریں۔ اس میں ہرج ہی کیا ہے فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ دیکھئے کیا ظہور میں آتا ہے۔ یہ سمجھے کہ ہم نے حضرت کو راضی کر لیا سلطان بھی خوش ہو گیا کہ میرا حکم بالا رہا اور چاند رات کا انتظار کرنے لگا۔ دہلی بھر میں اس مصالحت پر خوشی کا اظہار کیا جانے لگا۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ سلطان کی عداوت کا ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ اس نے قلعہ کے اندر ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی اور تمام مشائخین کے نام احکام صادر کئے تھے کہ اوّل جمعہ کی نماز سب اسی مسجد میں آکر پڑھیں۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا تھا کہ میرے مکان کے قریب جو مسجد ہے اسی کا یہ حق ہے میں اور کہیں نماز پڑھنے نہیں جا سکتا اور آپ نہیں گئے۔ دوسرے ہر غرہ ماہ کو حکم شاہی کے مطابق علماء و مشائخ و اکابر تہنیت ماہ نو کے لئے خدمت سلطان میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ نے اسے بھی تسلیم نہ کیا تھا۔ بہر کیف ۲۷ر شوال کو خواجہ وحید قریشی اور عزیز الدین علی شاہ حاضر ہوئے دونوں امیر آپ کے مرید تھے۔ پوچھا کہ آپ تشریف لے چلیں گے؟ فرمایا ہرگز نہیں میں اپنے پیران کرام کی سنت کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاؤں گا۔ عرض کی سلطان تو منتظر بیٹھا ہے یہ تو بڑا فتنہ پیدا ہو گا۔ فرمایا گھبراؤ نہیں سلطان مجھ پر غالب نہ ہو گا۔ میں رات ہی یہ خواب دیکھ چکا ہوں کہ ایک نوکیلے سینگ والی گائے نے مجھ پر حملہ کیا ہے اور میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اس کو گرا دیا ہے۔ یہ سن کر وہ مطمئن ہوئے (اخبار الاولیاء)

اگلے روز شام کو آپ اپنی نابغۂ عصر والدہ بی بی زلیخا کی قبر پر حاضر ہوئے اور عرض کی پھر آپ کی زیارت کو نہ آؤں گا۔ انتیسویں شوال کو بعد نماز ظہر اور بعد عصر خدام آکر پوچھتے رہے کہ چلنے کا کیا انتظام کریں؟ کچھ جواب نہ دیا۔ اسی شب کو پہر رات گئے خسرو خاں نے جو غلام خاص اور پچاس ہزار سواروں کا منصب دار تھا۔ محل سلطانی میں داخل ہو کر سلطان کا کام تمام کر دیا۔ اسے محل میں وقت بے وقت چلے آنے کا رتبہ حاصل تھا اس وقت سلطان ہزار ستون والے محل میں تھا۔ سلطان مارا بھی گیا تو اس بُرے طریق پر کہ دنیا کو عبرت ہوئی۔ خسرو خاں نے قتل کر کے اس کی نعش جمنا کی ریت میں پھینکدی جو کئی روز بے گور و کفن پڑی رہی۔ یہ تھا آپ سے عداوت کا انجام۔ سلطان قطب الدین مبارک شاہ ۱۳۰۶ھ میں تخت نشین ہوا اور صرف چار سال ہی حکومت کر کے ۱۳۱۱ھ میں قتل ہو گیا۔

Marfat.com

سلطان غیاث الدین کا حشر

سلطان غیاث الدین تغلق دیپال پور کا صوبیدار تھا۔ دیپالپور ہی میں خواجہ علاؤالدین چشتی نبیرۂ حضرت بابا صاحب کا مرید ہو گیا تھا۔ خواجہ ہی کی دعا سے اسے تخت سلطنت نصیب ہوا۔ اس نے جو سنا کہ خسرو خاں نے سر بر آرائے حکومت ہو کر دہلی میں ایک شور محشر برپا کر دیا ہے۔ شہزادے کو قتل کر ڈالا ہے۔ بیگمات کی بے حرمتی شعائر اسلام کی بے توقیری اور امراء کی توہین کر رہا ہے۔ تو یہ جلد تیاری کر کے اور ایک لشکر عظیم لے کر دہلی پر حملہ کر دیا۔ اور خسرو خاں کو قتل کر کے بادشاہ ہو گیا۔ ظاہر امر تھا کہ امراء اور اہل شہر پر جو مصائب خسرو خاں کے مختصر عہد میں نازل ہوئے وہ اس خاموشی کا ثمرۂ تلخ تھے جو انہوں نے اللہ کے دوست و محبوب حضرت سلطان المشائخ کے خلاف سلطان قطب الدین مبارک شاہ کی زیادتیوں کے علی الرغم اختیار کئے رکھی اور اس بزرگ جلیل کو تکلیف پہنچی۔ سلطان غیاث الدین کو اس سے تنبہ حاصل ہونا چاہئے تھا کہ ۱۳۲۱ء ۷۲۰ھ میں سر بر آرائے حکومت ہوا۔ اور چار سال حکومت کر کے وہ بھی حضرت ہی کی معاندت کا شکار ہو گیا۔

اس کے سامنے سلطان قطب الدین مبارک شاہ کا انجام تھا اور صوفیاء ہی کی دعا سے اسے سلطنت ملی تھی۔ مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا اور حضرت سلطان المشائخ سے خصومت اور معاندت مول لے بیٹھا اور اتنا بڑھا کہ جب بنگال سے دہلی کی طرف لوٹے تو اس نے دور ہی سے ایک صبار فتار سوار کے ذریعے ایک حکم نامہ بھی ارسال کر دیا کہ میرے دہلی پہنچنے سے پہلے ہی آپ غیاث پور خالی کر دیں کیونکہ آپ کے ہاں خلقت کا ہجوم رہتا ہے اور اس سے میرے لواحقین کو گونہ تکلیف ہوتی ہے۔ اگر اس حکم کی خلاف ورزی کی گئی تو نتائج کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ آپ نے یہ حکم سنتے ہی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔ ''ہنوز دہلی دوراست'' خدام و جاں نثار بار بار سمجھاتے تھے کہ سلطان کا غضب اشتعال پر ہے آپ مصلحتاً ہی چند روز کیلئے دہلی سے باہر کسی دوسرے مقام پر تشریف لے جائیں ہر مرتبہ ''ہنوز دہلی دوراست'' فرماتے۔ ان دنوں طبیعت بھی علیل تھی۔ خدام بہت پریشان تھے بہت مضطرب تھے کہ خدا جانے غضب سلطانی کیا رنگ لائے۔ مگر آپ کو چنداں پرواہ نہ تھی۔

اسی اثناء میں خبر ملی کہ سلطان دہلی سے پانچ کوس کے فاصلے پر موضع افغان پور میں معہ لشکر عظیم پہنچ چکا ہے۔ اور زیادہ اضطراب بڑھا۔ اس کے بیٹے الغ خاں نے تغلق

Marfat.com

آباد کے قلعہ کے قریب ایک جدید محل تعمیر کرایا تھا جس کے تزئین و آرائش میں پورا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے سلطان کے اعزاز میں اس جدید محل کے اندر جو ضیافت خاص ہوئی اس میں شیخ بھی موجود تھے۔ انہوں نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ یہ محل گرنے والا ہے۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا مکان جدید ہے آپ اس سے باہر نکل آئیں سلطان نے کہا۔ عجلت کیا ہے کھانا کھا لیں۔ جب سلطان تین بار متنبہ کرنے پر بھی باہر نہ نکلا تو شیخ ہاتھ دھوئے بغیر باہر چلے آئے اور ان کے باہر آتے ہی محل دھڑام سے نیچے آرہا۔ سلطان اس کے نیچے دب کر ٹھنڈا ہو گیا اور آپ کی زبان سے یہ نکلے ہوئے الفاظ "ہنوز دہلی دوراست۔" روزگار پر منقوش اور مرتسم رہ گئے اور زبان زد عوام و خواص ہو کر ضرب المثل کی صورت اختیار کر گئے۔

مورخین نے اس حادثہ کو سلطان کے فرزند کی حرص سلطنت اور سازش عمیق سے منسوب کیا ہے اور شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ خاں نے تو اسی لئے آپ کے وصال کے بعد کے ایک سال کو اس کے انتقال کا سال قرار دیا ہے۔ اور آپ کا وصال ۷۲۵ھ میں ہوا ہے۔

مگر تاریخ فرشتہ تاریخ بدایونی اور تاریخ الفنسٹن صاحب میں بھی سن وصال ۷۲۵ھ ہی مرقوم ہے۔ جب آپ کو علم ہوا کہ اب سلطان آیا ہی چاہتا ہے اور وہ ضرور درپے آزار ہو گا تو آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور یہ قطعہ پڑھا۔

قصد ظالم بسوئے کشتن ما است　　دل مظلوم ما بسوئے خدا است

او دریں فکر تا بما چہ کند　　من دریں فکر تا خدا چہ کند

اسی وقت محل کو جنبش ہوئی اور سلطان اور اس کا عزیز چھوٹا بیٹا جسے وہ اپنا ولی عہد بنانے کی فکر میں تھا اور وہ تمام امراء جو حضرت کی مخالفت میں سلطان کے ہمراہی تھے نیچے دب کر مر گئے یہ تھا دوستان خدا سے دشمنی اور گستاخی کرنے کا ثمرہ تلخ۔ جب سلطان کے اس مرگ ناگہانی کی خبر آپ کو پہنچی تو آپ کی زبان پر حضرت شیخ سہروردی کا یہ شعر جاری ہو گیا۔

اے رد بہک چرا نہ نشستی بجائے خویش

باشیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

Marfat.com

غرض سلطان قطب الدین مبارک شاہ اور سلطان غیاث الدین تغلق دو ہی فرماں رواؤں نے اپنی شوکت خسروی اور ہیبت شاہی کے زعم میں آپ کی مخالفت کی اور دونوں محض چار ہی چار سال فرماں روائی و خسروی کر کے لقمہ اجل بن گئے۔ اپنے کیئے کی سزا پائی اور جنھوں نے آپ سے عقیدت و محبت رکھی وہ پھلے پھولے۔ مشہور سیاح اسلام ابن بطوطہ نے بھی "ہنوز دہلی دور است" کے مقولہ کو اپنے سفر نامہ میں آپ ہی سے منسوب کیا ہے۔

محمد تغلق و فیروز شاہ کو دعا

سلطان غیاث الدین تغلق کا بڑا بیٹا محمد تغلق آپ کا بہت معتقد تھا۔ محبت رکھتا تھا۔ وہ بھی اسی محل کے اندر تھا۔ لیکن آپ کی عقیدت اس کی کشتی حیات کی ناخدا بن گئی اور وہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح کے انتباہ پر چند لمحے پہلے ہی محل سے نکل آیا۔ محل اتنا مضبوط بنا ہوا تھا کہ اس کے منہدم ہونے کا کوئی امکان نہ تھا اور نہ کسی سازش کی کرشمہ کاری کہی جا سکتی ہے جیسا کہ ظاہر بین لکھتے ہیں نیچے کوئی بارود بچھا کر اسے بہ آسانی اڑایا جا سکتا تھا۔ مگر نہیں گری۔ اور صرف چھت گری اور حضرت کی بد دعا سے گری۔

سلطان محمد تغلق کا چتر شاہی آپ کی عقیدت ہی بنی۔ سلطان علاؤ الدین خلجی سکندر ثانی اور ارض ہند کا فاتح اعظم آپ ہی کی دعاؤں کے سائے میں بن سکا۔ اب اور سنئے سلطان فیروز شاہ تغلق ارض ہند کا کتنا بلند پایہ مشہور نیک دل اور نیک نام بادشاہ گذرا ہے۔ اس کی تمام شہرتیں تمام نیک نامیاں تمام امن و امان اور تمام کارہائے نمایاں صرف آپ ہی کی دعاؤ عقیدت کے ثمرہائے شیریں تھے۔ جب صغر سنی ہی میں سلطان آپ کی زیارت کو غیاث پورہ آیا ہے تو بہت ادب و تعظیم کے ساتھ نیاز مندانہ سامنے گیا۔ آپ کو اس کا یہ ادب و احترام بہت پسند آیا۔

دریافت کیا "بابا چہ نام داری؟" جواب دیا فدوی بہ اسم کمال الدین مشہور است۔" ارشاد فرمایا۔ "عمر بہ کمال دولت بہ کمال۔ نعمت بہ کمال اس ارشاد و دعا کا جو اثر تھا وہ دنیا کے سامنے ہے اور تاریخ شاہد ہے۔ سلطان کی زندگی کا ایک ایک ورق اس دعا کا پیکر صداقت رہا۔ سلطان محمد تغلق کی وفات کی بعد سندھ اور گجرات کے جملہ امراء عمائد نے اسے بہ اتفاق بادشاہ بننے پر مجبور کیا۔ اڑتالیس سال حکومت کی نوے برس کی عمر پائی۔ بہت

Marfat.com

نیک نام رہا بہت امن رہا۔ ہر قسم کی نعمتیں حاصل رہیں سب سے اہم ترین امر یہ ہے کہ درویشانہ آئین و عقیدت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ ضیائے برنی اس عقیدت اور درویشانہ زندگی کے متعلق اپنی تاریخ میں پوری تفاصیل دی ہیں۔

سلطان علاؤالدین کو عطائے سلطنت

تاریخ فرشتہ جلد اوّل مقالہ سوم میں مذکور ہے کہ سلطان علاؤ الدین حسن بہمنی کو بھی آپ ہی کی دعا کے زیر اثر سلطنت نصیب ہوئی حسن ایک نہایت مفلس و مفلوک شخص تھا۔ کچھ دنوں بعد دہلی ہی میں ایک برہمن کے ہاں کھیت جوتنے اور بونے پر ملازم ہو گیا اور دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد روکھی سوکھی ملنے لگی۔ ایک روز وہ خانقاہ کے دروازہ پر تصویر بے کسی بنا ہوا کھڑا تھا اور لوگ بہ کثرت کھانا کھا کر نکل رہے تھے۔ انہی نکلنے والوں میں شہزادہ محمد تغلق بھی تھا۔ شہزادہ ابھی کھانا کھا کر دروازہ سے نکلا ہی ہے کہ آپ نے خدام سے فرمایا۔ "یک شاہ برفت و دیگرے بر آستانہ موجود۔" "ایک بادشاہ نکلا ہے اور دوسرا دروازہ آستانہ پر موجود ہے۔" خدام سوچنے لگے کہ ایک بادشاہ تو شہزادہ محمد تغلق ہو سکتا ہے۔ مگر دوسرا کون ہے۔ باہر بھی دیکھ آئے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ استفسار پر فرمایا ضرور ہے پھر عرض کی کہ دروازہ پر تو ایک مفلوک و محتاج شخص ہے فرمایا۔ اسے اندر لے آؤ۔ وہی بادشاہ ہے۔ جب اندر آیا تو کھانا ختم ہو چکا تھا۔ ایک کلچہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کلچہ کو انگلی پر بشکل چتر رکھ کر حسن سے فرمایا کہ یہ اسی سلطنت کا چتر شاہی ہے جو ایک عرصہ کے بعد دکن میں تمہیں ملے گی۔ یہ کرامت ملاحظہ فرمائیے کہ اسی لمحہ سے حسن کے دن پھرنے لگے۔ غریب تھا مگر حضرت کی عظمت اور آپ کے الفاظ کی جلالت سے واقف تھا۔ اس لئے وہ پر امید ہو کر کچھ مدت کے بعد دکن روانہ ہوا۔ متعدد انقلاب کے بعد چتر شاہی اس کے سر پر تھا۔ اور تخت فرماں روائی اس کے قدموں کے نیچے۔ بادشاہ ہو کر اس نے نہایت شکوہ و طمطراق کے ساتھ سلطنت کی۔ اور اس کی اولاد بھی کئی صدیوں تک کامیابی و سطوت کے ساتھ حکومت کرتی رہی۔

گلبرگہ اس بہمنی سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ اس خاندان کے تمام فرمانروا فقیر دوست تھے۔ سلطان احمد خاں بہمنی کو بھی ایک بزرگ ہی کی دعا سے تخت ملا تھا۔

اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے جابجا یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ تقریباً پچانوے

Marfat.com

فی صدی فرماں رواؤں کی تخت نشینی صوفیاء اور فقراؤں ہی کی دعاؤں کی رہین منت رہی ہے۔ تیمور، بابر، ہمایوں، شیر شاہ، جہانگیر، شاہجہاں، اورنگ زیب، بہادر شاہ، اول التمش، بلبن، غیاث الدین، محمد تغلق، فیروز تغلق، علاؤالدین خلجی، بہلول لودی، سکندر لودی، حسن گنگو، احمد خان بہمنی اور احمد خاں بنگش وغیرہ پر شکوہ فرماں رواہونے کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔ مگر صوفیاء اور اولیاء کی دعاؤں نے انہیں فرش سے اٹھا کر تخت پر بٹھادیا۔ تقریباً تمام ہی فرماں روایان ہند اور امرائے سلطنت صوفیائے کرام کے مرید و معتقد بھی رہے ہیں۔ مگر آج یہ سب کچھ فضول سمجھا جاتا ہے۔ شرک ہے۔ بدعت ہے۔ افسوس وصد افسوس سلطان محمد تغلق نے بہت سے مشائخین کو ستایا اور قتل کیا۔ مگر اسے بھی آخر شیخ قطب الدین منور کے سامنے سر جھکانا اور معتقد ہونا پڑا۔

تعلیمات

فرمایا کرتے تھے۔ کچھ ملے تو جمع نہ کرنا نہ ملے تو فکر نہ کرنا کہ خدا ضرور دیگا کسی کی برائی نہ کرنا۔ قرض نہ لینا۔ جفا کے بدلے عطا کرنا۔ ایسا کرو گے تو بادشاہ تمہارے در پر آئیں گے۔ فقر و فاقہ رحمت الٰہی ہے۔ جس رات فقیر بھوکا سویا وہ شب اس کی شب معراج ہے۔

Marfat.com

فرد الافراد حضرت مخدوم

علاؤالدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

بچپن میں اظہار کرامات حضرت مخدوم علاؤالدین صابر کلیریؒ صحیح النسب سادات عظام سے ہیں۔ حضرت بابا صاحب کے بھانجے ہیں۔ ۱۹ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ شب پنج شنبہ بعد نماز منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے پیدا ہوتے ہی اظہار کرامات شروع ہو گیا۔ دایہ کی ہمت نہ پڑی کہ بے وضو آپ کو غسل کراتی کہ مادر زاد ولی تھے اور سراپا ایک جلال نمایاں تھا۔ (انوار لاشہور) والدہ محترمہ کا دودھ سوا دو سال نہیں صرف سات ماہ دس یوم پیا۔ اس دوران میں برابر عجائب و غرائب و کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ چوتھے سال بولنا آیا تو زبان مبارک سے پہلا لفظ اور پہلا جملہ لا موجود الا اللہ تھا۔ پانچ ہی سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر مبارک سے اٹھ گیا۔ ۵۹۷ھ میں یتیم تھے۔ اکثر خاموش رہنے لگے۔ ہمہ وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ سوچ رہے ہیں۔ ماں اور ماموں کی توجہ سے علم و فضل میں بھی کامل ہو گئے۔ ماں کے اصرار پر ماموں نے اپنی صاحبزادی سے شادی کر دی۔ اگرچہ وہ نہ چاہتے تھے۔ مگر بہن کی محبت نے مجبور کر دیا۔ ماں بھی ان کے جلال و جبروت کی راز دار تھیں مگر پھر ماں تھی۔ دلہن کو حجرے میں پہنچا کر باہر بیٹھ گئیں۔ آپ حسب معمول مراقبہ فنا میں مصروف تھے۔ فنا فی اللہ کے مراتب طے کر رہے تھے۔ نگاہ جو اٹھی تو پوچھا کون؟ عرض کی آپ کی بیوی فرمایا مجھے دوئی سے کیا غرض نظر تیز سے جو دیکھا تو وہیں جل کر خاکستر ہو گئی۔

ماں نے جا کر دو ہتھڑ سر پر مارا کہ بھائی کو کیا جواب دوں گی۔ انھیں بھی بخار آگیا اور وہ بھی جلال صابری کی نذر ہو گئیں۔ کیونکہ مرید ہونے کے بعد حالت ہی یہ تھی کہ ہر وقت

Marfat.com

جذب کے عالم میں رہتے تھے۔ لنگر کی خدمات سپرد ہو گئی تھیں۔ وقت پر حجرہ سے باہر نکل کر سب کو کھانا تقسیم کر دیتے اور خود یوں ہی بھوکے رہتے۔ عرصہ تک یہی رنگ رہا۔ مجال نہ تھی کہ کوئی حجرے کے قریب قدم رکھ سکتا۔ بابا صاحب کے دو فرزند آپ کے جلال ہی کی نذر ہو چکے تھے۔

کلیر کی رونق و عظمت

پاکپتن شریف میں آپ کا حجرہ آج بھی موجود ہے مگر بڑے بڑوں کی ہمت نہ پڑتی کہ اندر قدم رکھتے لکھا ہے۔ کہ ایک عرصہ تک آپ ہمہ وقت حجرے ہی کے اندر مستغرق اور مراقب رہے۔ ۶۲۳ھ یا ۶۲۵ھ میں بابا صاحبؒ نے خلافت عطا کر کے آپ کو دہلی کا شاہ ولایت مقرر کیا۔ مہر حضرت قطب جمال ہانسوی کے پاس تھی۔ حکم ہوا کہ مہر سند پر ان سے کرا لینا۔ ہانسی پہنچے تو کسی بات پر جلال آگیا اور سند ولایت پھٹ گئی آپ نے نسل منقطع کر دی واپس پاکپتن گئے تو بابا صاحب نے کچھ روز پاس رکھ کر شہر کلیر کی ولایت کی سند لکھ دی اور پیر کے حکم سے ۱۰ ذی الحجہ ۶۵۰ھ کو آپ کلیر شریف پہنچے۔ کلیر آج تو ایک ویرانہ ہے مگر اس عہد میں ہندوستان کا ایک مشہور بارونق اور ایک عظیم الشان شہر تھا علماء و امراء کی فراوانی تھی۔ دولتمندوں کا کوئی شمار نہ تھا بہ کثرت مسلم امراء یہاں آباد تھے وسیع مساجد و بازار تھے اور رفیع الشان اور آراستہ مکانات۔ یہ حالت تھی کہ جمعہ کے روز چار سو امراء و روسا چنڈولوں میں سوار ہو کر جامع مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتے تھے مگر اس درجہ مغرور اور متکبر تھے کہ تمام صفوف اولیں گویا ان کی میراث و جاگیر بن چکی تھی۔ غرباء و ضعفاء کی مجال نہ تھی کہ ان صفوف میں قدم رکھ سکیں اگر غرباء کچھ آگے آکر بیٹھ جاتے تو باقی امراء انہیں پیچھے ہٹاتے چلے جاتے تھے۔ مسجد بھی نہایت عظیم الشان تھی ہزارہا آدمی اس میں سما سکتے تھے۔ غرض اللہ کے گھر میں ان مغرور، نخوت پسند امراء نے غیر اسلامی امتیازات قائم کر رکھے تھے۔ ان کی نظر میں غرباء کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ علمائے ظاہری کی بھی یہی حالت تھی۔ حاکم و قاضی بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ غرباء گویا امراء کے غلام تھے۔ ان میں اخلاقی عیوب بھی پیدا ہو گئے تھے۔

جلال صابری کا ظہور

آپ اس عظیم الشان شہر میں پہنچے تو صرف دو آدمی معتقد ہوئے انہوں نے لوگوں سے کہا بھی کہ یہ اس شہر کے شاہ ولایت مقرر ہوئے ہیں کئی کرامات بھی دکھائیں۔ مگر علماء و امراء اور قاضی نے نہ مانا۔ سختیں شروع کیں۔

Marfat.com

بابا صاحب اور قاضی شہر میں مکاتبت بھی ہوئی آپ نے بڑے ضبط سے کام لیکر کئی بار قاضی کو لکھا مگر یہ نشہ غرور کے پتلے اور دولت مندی کے مست و بد افعال بھلا کب سننے اور ماننے والے تھے قاضی شہر اپنے رسوخ و اثر کی فناپذیری سے ڈر رہا تھا۔ غرض نہ آپ کی کوئی سنتا تھا اور نہ مانتا تھا بلکہ اور مذاق اڑایا جاتا تھا۔

ایک روز آپ جمعہ کی نماز کو جو گئے تو صف اوّل میں جا بیٹھے امراء جو آتے گئے وہ آپ کو برابر ہٹاتے گئے اور آپ صف اوّل کے ثواب سے محروم ہو گئے جب دو دفعہ یہی ہوا اور آپ کو مسجد سے بھی نکلنا پڑا تو آپ نے پھر بابا صاحب کو لکھا۔ جواب آیا۔ "کلیر تمہاری بکری ہے تمہیں اجازت ہے دودھ پیو یا اس کا گوشت کھاؤ۔" یہ اجازت پاکر آپ پھر ایک روز جمعہ کی نماز کو گئے اور وہی واقعہ پھر پیش آیا اور آپ مسجد سے باہر نکال دیئے گئے جس وقت خطبہ ختم ہوا آپ نے فرمایا اے مسجد امام تو اپنا کام ختم کر چکا اور تو ابھی تک کھڑی ہے تو بھی سجدہ کر اتنا کہتے ہی مسجد نیچے آرہی اور تمام رعونت پسندان کلیر اس کے نیچے دب کر رہ گئے۔ عظیم الشان عمارت تھی چند آدمی بھی تو اپنی جان سلامت لیکر نہ جا سکے۔ اب تو شمشیر جلال صابری بے نیام ہو چکی تھی شہر میں وبا پھیل گئی ایک ایک گھر سے دس دس جنازے نکلنے لگے حتیٰ کہ کوئی دفن کرنے والا نہ ملا لوگ بھاگنے لگے لیکن جدھر پہنچے وہیں ٹھنڈے ہو گئے اور چند روز کے اندر ہی اندر ہندوستان کا یہ دولت مند شہر ویرانے کا منظر پیش کرنے لگا اور اس کی رفیع الشان عمارتیں درندوں اور زاغ و بوم کا مسکن بن گئیں۔ اتنے بڑے شہر کی تباہی کچھ معمولی بات نہ تھی ہندوستان بھر میں ایک تہلکہ مچ گیا۔

استغراق و محویت کا عالم دور دور سے مخلوق عدا شہر کی ویرانی کا منظر دیکھنے کے لئے آتی تھی کہ یہ واقعہ ایسا نہ تھا کہ اس کی مثالیں تاریخ نبوت کے سوا تاریخ ولایت میں شاذ ہی مل سکتی تھیں انبیاء کے وقت میں تو اکثر ایسا ہوتا رہا ہے لیکن اولیاء کے عہد میں قریب قریب یہ پہلی بات تھی۔ (سیر الاقطاب)

شاہان دہلی نے کلیر کو پھر آباد کرنے کی سعی کی۔ مگر مخدوم صاحبؒ کے تصرف سے کسی کی ہمت نہ پڑی۔

ویرانی کلیر کے بعد آپ نے شہر سے دور ایک گولر کے نیچے قیام کیا اور پھر مستغرق شہود ہو گئے جذب و استغراق کا یہ عالم تھا کہ مسلسل بارہ برس تک گولر کی ڈالی پکڑے تحیر

Marfat.com

میں کھڑے رہے۔ اس دوران میں کچھ حرکت تھی اور نہ حس چڑیاں جسم مبارک پر آتیں۔ بیٹھتیں اور اڑ جاتیں شیر اور چیتے قریب ہی پھرتے رہتے۔ آخر حضرت کی خدمت میں حضرت شمس الدین ترک آکر رہنے لگے جنگل سے گولر توڑ کر لاتے اور انہی کو ابال کر دونوں کھالیتے بیس برس تک یہی طریقہ رہا حضرت امیر خسرو بھی حضرت سلطان المشائخ کی اجازت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند روز قیام کیا۔ مخدوم صاحب نے کہا شمس الدین ترک، خسرو آیا ہے اس کی خاطر کرنی چاہیے تاکہ یہ دہلی جاکر شیخ نظام الدین سے یہ نہ کہے کہ کلیر میں خاطر نہ ہوئی آج گولر میں تھوڑا سا نمک ڈال دینا۔

اللہ اللہ یہ بزرگوں کی خاطر ہے اس مدت میں آپ کی یہ حالت رہی کہ روز و شب مراقب رہتے تھے۔ بعض اوقات تو نماز کا بھی ہوش نہیں ہوتا تھا۔

حسن قوال کی حاضری

حضرت بابا صاحب کا قوال حسن بابا صاحب کے تمام اکابر مریدوں اور خلفاء کے پاس گیا اور جہاں پہنچا وہیں سے بہ کثرت انعام حاصل کیا اسی خیال سے وہ کلیر شریف بھی آیا مگر یہ تو مشاہیر خلفاء میں سے تھے دیکھا کہ گولر کے ایک بڑے درخت کے نیچے پھونس کی ایک جھونپڑی پڑی ہے اس میں رہتے ہیں مگر اس وقت موجود نہیں ادھر ادھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ گولر کی ایک شاخ پکڑے تحیر کے عالم میں بے خودی کی حالت میں کھڑے ہیں مؤدبانہ جا کھڑا ہوا۔ جب آپ نے آنکھ کھولی تو پوچھا:۔

تو کیستی؟ جواب ما قوال فرید الدین پوچھا فرید الدین کیست؟ اس نے کہا شیخ شما۔ اسم شیخ شنیدہ تبسم کرد و گفت۔ بگو کہ شیخ ما آیا خیریت است؟ بگفت خوش بخیریت است۔ من بزیارت شما آمدہ ام۔

پھر آپ حسن کو لے کر جھونپڑی میں آئے۔ شمس الدین ترک کہیں رفع حاجت کو گئے ہوئے تھے۔ گولروں کی ہانڈی چولھے پر چڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے یہ ابلے ہوئے گولر نکال کر حسن کو دے دیئے اور وہ یہ تحفہ لے کر اجودھن پہنچا۔ حاضر خدمت ہوا۔ تو بابا صاحب تمام مریدوں کا حال سنتے رہے۔ آخر میں پوچھا میرے صابر کا کیا حال ہے؟ اسے بھی دیکھا۔ بولا میں تو بڑی امیدیں لے کر گیا تھا۔ مگر وہاں تو آپ کی جھونپڑی بھی سلامت نہ پائی وہ تو بہت متکبر ہیں۔ جس کی انتہا یہ ہے کہ میں نے آپ کا نام لیا تو پوچھتے ہیں کون فرید

Marfat.com

الدین ؟اس کے بعد اس نے گولر نکال دیئے آپ انہیں لے کر بہت خوش ہوئے اور دو گولر تو اسی وقت کھا لئے اور باقی حاضرین کو تقسیم کئے جس نے کھائے اسی کے باطن میں نور پیدا ہو گیا۔

اسی طرح حضرت امیر خسرو بھی تبرکاً جو گولر لے گئے تھے انہیں حضرت سلطان المشائخ نے بڑے ذوق سے کھایا اور آنکھوں سے لگایا تھا۔

کشف و کرامات آپ کی وفات ۶۹۰ھ میں بعہد سلطان جلال الدین ہوئی حضرت شمس الدین ترک کو آپ نے جب خلافت دیکر رخصت کیا تو فرمایا تھا کہ جب تجھ سے کوئی واشگاف کرامت صادر ہو تو سمجھ لینا کہ میرا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ جب آپ سے کرامت صادر ہوئی تو سامان تجہیز و تکفین لے کر فوراً کلیر پہنچے نعش مبارک رکھی ہوئی تھی جس کی نگہبانی شیر کر رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر ہٹ گئے۔ نہلا دھلا کر دفن کر دیا۔

مرقد مبارک ہی کے مقابل ہنود نے ایک مندر بنالیا اور پوجا شروع کر دی وہ مرقد انور کو بھی منہدم کرنا چاہتے تھے مگر شیر نمودار ہوئے اور وہ اس ارادے سے باز رہے ایک روز مندر کے مالک نے جو بہت متعصب تھا مرقد منور کو منہدم کرنیکا ارادہ کیا۔ دیکھا کہ دو شیر بیٹھے ہیں۔ یہ کھڑا رہا اور وہ ہٹ گئے۔ سمجھا کہ یہ میرے ارادہ کی برکت ہے اور آگے بڑھا۔ ایک برق چمکی مگر پھر تھم گئی۔ سمجھا یہ بھی میرا کمال ہے۔ آخر اس نے مزار مبارک میں سوراخ کیا۔ اندر جو گردن ڈال کر دیکھنا چاہا تو گلا وہیں پھنس کر رہ گیا۔ خدام آستانہ کو حکم ہوا کہ ایک سور مرا پڑا ہے اسے پھینک دو۔ دیکھا تو واقعی سور تھا۔

آپ مراقب تھے کہ ایک برات ادھر سے شور کرتی گذری۔ حضرت شمس الدین نے دوڑ کر انھیں سمجھایا وہ نہ مانے۔ آپ نے آنکھ کھول کر پوچھا یہ کیسا شور ہے ؟انہوں نے واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے اسی وقت ایک پیالے کو زمین پر الٹ دیا۔ برات والے منتشر ہو کر راستہ بھول گئے۔ بڑھ ہی نہ سکتے تھے۔ آکر معافی مانگی تو معاف کیا۔ برسوں تک یہ حالت تھی کہ مزار مبارک کے گرد و پیش بھی کوئی نہ جا سکتا تھا جہاں گیا۔ اور مزار سے برق جلال چمکی۔ پھر بھی کوئی بڑھا تو جل کر خاک ہو گیا۔ آخر قطب عالم حضرت عبد القدوس گنگوہی بقصد زیارت عاجزانہ روانہ ہوئے۔ جب برق چمکتی آپ عاجزانہ منتیں کرتے کہ میں بڑی دور سے یہ شوق ارمان لایا ہوں۔ ہر کوس پر بجلی چمکتی اور آپ عاجزی کرتے۔ قریب مزار بھی ایسا ہی ہوا

Marfat.com

بھر کیف یہ چلے ہی گئے۔ مزار مقدس پر پہنچے تو آپ بہ شکل مجسم سامنے آئے۔ بغل میں لے لیا۔ اور فرمایا کہ تو میرے سلسلے میں ہے اس لئے بچ گیا۔ عرض کی کہ صدیاں گذر چکی ہیں۔ اب آپ برق جلال کو محجوب کر کے جمالی شان میں خلق اللہ کو زیارت کا موقع دیجئے۔ آپ نے فرمایا قدوس تیری خاطر اسے منظور کرتا ہوں۔ اس روز سے پھر برق نہ چمکی اور عرس شروع ہو گیا۔

فیض مرقد انوار

حضرت مخدوم صاحب ارض ہند میں کیا ارض عالم کے مشہور ترین اولیاء عشاق میں سے ہیں۔ آپ کو ولایت موسوی حاصل تھی۔ وقت پیدائش سے لے کر آج تک کرامات و فیوض کا سلسلہ جاری ہے ہمیں بھی نہ صرف زیارت کا بلکہ ۱۹۰۶ء میں اصل درخت کا گولر کھانے کا اتفاقیہ شرف حاصل ہو چکا ہے خود اپنے اوپر دد عجیب و غریب فیوض و کرامات کا مشاہدہ کیا ہے میرے مرشد گرامی و قدوۃ الواصلین حضرت شیخ عبد القادر خاں سہروردیؒ برابر حاضر دربار ہوتے رہتے تھے بہت محبت تھی اسی کا ثمرہ تھا کہ بطریق اویسیہ آپ کو مخدوم صاحب نے خرقہ ء خلافت عطا کیا تھا۔ اس سال حضرت قبلہ پر بھی جلالی کیفیت طاری رہی تھی۔ مزار مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔ ہر سال ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان عرس میں شریک ہوتے ہیں اور بڑی بڑی کرامات ظہور میں آتی رہتی ہیں۔ خود ہماری یہ حالت ہوتی ہے اور جب کبھی آپ کا ذکر کرتے یا لکھتے ہیں۔ لطائف میں ترقی وزندگی پیدا ہو جاتی ہے اور دل کی عجیب حالت ہوتی ہے۔ ہمیں عرصہ دراز سے اس وجود مقدس سے عقیدت و محبت رہی ہے۔

Marfat.com

مخدوم الملت

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ ہجویری

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ ہندوستان کے متقدمین اولیاء اللہ سے ہیں۔ آپ پانچویں صدی ہجری میں غزنی سے ہندوستان تشریف لائے۔ لاہور میں اقامت فرمائی اور لاہور ہی میں آپ کا وصال ہوا۔

وجہ تسمیہ گنج بخش کی وجہ تسمیہ خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ نے یہ تحریر فرمائی ہے، کہ حضرت خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین سنجری رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ عرصہ تک مزار فائز الانوار پر معتکف رہے، اور حضرت داتا کے فیوض باطنی سے مالا مال ہو کر مواجہ مرقد منورہ میں فاتحہ رخصتی کے لئے حاضر ہوئے تو زبان مبارک خواجہ پر بیساختہ یہ شعر آگیا جو نو سو سال سے زبان زد خلائق ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرت سلطان الہند غریب نواز کی زبان مبارک سے خدا معلوم کس مسعود و مقبول ساعت میں حضرت داتا کے لئے گنج بخش کا فقرہ نکلا کہ سارے ہندوستان میں آج تک آپ صرف گنج بخش کہے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو حضرت داتا کے اسم مبارک سے بھی ناواقف ہیں اور محض گنج بخش کے لقب سے حضرت کو یاد کرتے ہیں۔

نسب آپ سادات حسنی سے ہیں، آپ کا نسب مبارک چند واسطوں سے حضرت سیدنا امام زید شہید رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس طرح کہ حضرت سیدنا مخدوم علی

Marfat.com

الجلالی الہجویری ابن حضرت سید عثمان ابن سدی علی ابن سید عبد الرحمٰن ابن سید شاہ شجاع ابن سید ابوالحسن علی ابن سید حسین اصغر ابن حضرت سیدنا امام زید شہید ابن حضرت امیر المومنین سیدنا امام حسن رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

بیعت آپ کا خاندان اولیائے کرام کا خاندان کہا جاتا تھا۔ آپ نے معمولات خاندانی کے مطابق زہد و ریاضت میں اوج تقریب الٰہی کی منزلیں طے فرمائیں علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ حنفی مسلک کے سختی کے ساتھ پابند تھے، شرف بیعت آپ کو حضرت شیخ ابوالفضل بن حسن حنبلی الجلیدی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ جو حضرت سیدنا شیخ شبلی رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ با تمکین حضرت سیدنا خضرمی علیہ الرحمتہ کے محبوب خلیفہ تھے۔ حضرت پیر و مرشد کے علاوہ آپ کو حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی حضرت شیخ عظام کے فیوض صحبت سے بھی استفادۂ باطنی حاصل تھا۔ ان کے اکابر کے اسمائے گرامی طبقہ اولیائے متقدمین میں نمایاں ہیں اور آسمان معرفت کے مہر و ماہ کہے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر کہ حضرت داتا گنج بخش کی جلالت شان کتنی بلند و ارفع ہے۔

حضرت سخی داتا کا اصلی وطن غزنی تھا۔ ہجویر غزنی کے ایک محلے کا نام ہے، کوئی قصبہ یا گاؤں نہیں ہے، وطن مالوف سے جدا ہونے کے بعد آپ ارض ہندوستان میں ہجویری کی نسبت سے یاد کئے جاتے ہیں، اسی محلہ ہجویری میں جو منجملہ محالت شہر غزنی ہے آپ کے والد بزرگوار اور والدہ محترمہ کا مزار حضرت تاج الاولیاء جو کہ آپ کے خالو ہیں کے مزار کے قریب واقع ہے۔

ورود ہند آپ کے ہندوستان تشریف لانے کا واقعہ بھی آپ کی تقدیس ولایت پر دال ہے، آپ غزنی میں دن رات سکون قلب کے ساتھ عبادت و ریاضت میں مصروف تھے۔ سیاحی یا ترک وطن کا کوئی خیال بھی قلب مبارک میں نہ تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ ابوالفضل علیہ الرحمتہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ اے فرزند ہم نے تمہیں قطبیت لاہور پر مامور کیا، اٹھو اور لاہور کو روانہ ہو جاؤ آپ نے حالت خواب میں حضرت شیخ سے گذارش کی کہ حضور برادر طریقت خواجہ حسن زنجانی کو پیشتر آپ لاہور کی قطبیت پر مامور فرما چکے ہیں، ان کی موجودگی میں اس عاجز کی وہاں کیا ضرورت ہے، اور اس امر خاص کی حکمت کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ اے فرزند ہم سے حکمت

Marfat.com

دریافت نہ کرو اور بلا توقف لاہور روانہ ہو جاؤ، صبح کو جب آپ روانہ ہوئے پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل کی اور غزنی سے پنجاب کی سمت روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ آپ لاہور تک آگئے، رات ہو چکی تھی شہر سے باہر قیام فرمایا، صبح کو جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک جنازہ دیکھا کہ ایک جنازہ جس کے ہمراہ انبوہ کثیر ہے، سامنے سے آرہا ہے، معلوم ہوا کہ یہ جنازہ حضرت شیخ خواجہ حسن زنجانی کا ہے، جو شب کو واصل بحق ہو چکے تھے۔ آپ جنازہ کے ہمراہ ہوئے، نماز جنازہ اپنے برادر طریقت کی وصیت کے مطابق آپ ہی نے پڑھائی بعد دفن حضرت خواجہ حسن زنجانی رحمتہ اللہ علیہ آپ واپس ہوئے، اور بیرون حوالی شہر بجانب مغرب آپ نے قیام فرمایا۔ اس وقت جہاں مزار فائز الانوار حضرت داتا گنج بخش کا موجود ہے، یہی جگہ آپ کی یوم تشریف آوری سے اقامت گاہ رہی، اس واقعہ تشریف آوری کو حضرت خواجہ حسن علائی سنجری قدس سرہ نے ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ مندرجہ کتاب فوائد الفواد شریف میں درج ہے۔ سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ دارا شکوہ نے حضرت داتا گنج بخش کا یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ حضرت نے اقامت لاہور کے بعد خود اپنے لئے ایک خانقاہ اور ایک مسجد تعمیر کرائی، مسجد کی سمت مغرب (روبہ قبلہ) نہ ہونے کے متعلق علمائے موجودہ میں سوء ظن ہوا، کیونکہ دیگر مساجد شہر کے خلاف آپ کی مسجد کی سمت قبلہ کسی قدر مائل بہ جنوب سمجھی جاتی تھی۔ علمائے کرام کے اعتراضات آپ تک پہنچے، مگر آپ نے سکوت فرمایا، اور تعمیر کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ مسجد بن کر مکمل ہو گئی، مسجد کی رسم افتتاح میں، آپ نے تمام علماء و صلحاء و مشائخ کو دعوت دی، سارے شہر کے علماء و مشائخ و عمائد پہلی بار حضرت داتا صاحب کی نو تعمیر مسجد میں نماز گزاری کے لئے تشریف لائے۔ حضرت داتا نے خود امامت فرمائی، بعد نماز آپ نے تمام نمازیوں کو مخاطب ہو کر فرمایا اور ارشاد کیا کہ بعض حضرات کو مسجد کی سمت قبلہ پر کچھ شک معلوم ہوتا ہے۔ ان سے میری درخواست ہے کہ وہ ایک ساعت کے لئے آنکھیں بند کر کے مراقب ہو جائیں اور فیصلہ کریں کہ آیا سمت قبلہ صحیح ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی، لوگوں کی نگاہ سے حجابات اٹھ گئے، سب نے دیکھا کہ کعبہ شریف نظر کے سامنے ہے اور مسجد مبارک بالکل صحیح سمت پر تعمیر ہوئی ہے۔

مؤلف خزینۃ الاصفیاء جو لاہور کے ہی قدیم اکابر میں سے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ حضرت داتا گنج بخش کا مزار مبارک پیشتر بغیر گنبد کے تھا۔ بعد میں یعنی ۱۲۷۸ھ میں آپ کے مزار پر ایک صاحب دل اور صاحب ہمت بزرگ حاجی نور محمد فقیر نے قبہ مزار تعمیر کر لیا اور مسجد قدیم کو ایک دوسرے بزرگ گلزار شاہ فقیر نے دوبارہ خوبصورت انداز میں تعمیر کروایا۔ مزار پاک پر اکابر اولیائے ہند نے چلہ کشی کی ہے، حضور خواجہ غریب نواز اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہما کے چلے ابھی تک موجود ہیں۔

رائے راجو کی کہانی

ایک اور روایت کے مطابق رائے راجو ایک ہندو جوگی کا نام تھا۔ جس نے اپنی ریاضت سے کرشموں اور شعبدوں پر قابو پا لیا تھا۔ جس جگہ حضرت سید علی ہجویری مقیم تھے۔ اس سے چند گز کے فاصلے پر اس ہندو جوگی کی کٹیا تھی۔ آس پاس کے سب گوالے دودھ دوہنے کے بعد سب سے پہلے اس ہندو جوگی کو دودھ دے کر آتے تھے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرتا تو اگلے روز اس کی بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون نکلنے لگتا۔

ایک دن ایک بوڑھی عورت تازہ دودھ کی مٹکی لے کر حضرت سید علی ہجویری کے سامنے سے گذری آپ نے آواز دے کر اسے بلایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دودھ قیمت لے کر دے جاؤ بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ "شاید آپ جانتے نہیں۔ کہ یہ دودھ رائے جوگی کا ہے۔ اور اسے ہی دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کو نہ پہنچایا گیا تو ہمارے جانوروں کے تھنوں سے خون آنا شروع ہو جائیگا۔"

حضرت سید علی ہجویری یہ سن کر مسکرا دیئے اور پھر فرمایا "اگر تم یہ دودھ دے جاؤ گی تو جانوروں کا دودھ بڑھ جائے گا۔

بوڑھی عورت یہ سن کر رک گئی اور کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر یہ دیکھ کر کہ کہنے والی شخصیت بڑی پرکشش اور برگزیدہ ہے۔ اس کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ اس نے دودھ کا برتن حضرت سید علی ہجویری کی طرف بڑھا دیا۔

آپ نے بقدر ضرورت اس میں سے پی لیا۔ باقی دریا میں پھینک دیا۔ بوڑھی عورت شام کو جب دودھ دوہنے لگی۔ تو اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر چکے ہیں۔ لیکن تھنوں سے دودھ ختم ہونیکا نام ہی نہیں لیتا آناً فاناً یہ بات ہمسایوں میں اور گردونواح میں پھیل گئی۔

Marfat.com

اگلے روز سب لوگ اپنے اپنے دودھ کے برتن لے کر حضرت سید علی ہجویری کے حضور میں حاضر ہوئے آپ مسکرا کر ان کا دودھ لیتے۔ کچھ پی لیتے۔ اور باقی دریا میں پھینک دیتے۔ جب شام ہوئی تو ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ ان کے جانوروں کے تھنوں میں بے حد و حساب دودھ آگیا ہے۔

رائے راجو جوگی نے جب دیکھا۔ کہ اس کے پاس لوگوں نے دودھ لانا بند کر دیا ہے۔ تو اسے بڑا طیش آیا۔ اس نے فوراً حضرت سید علی ہجویری سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ کے پاس آکر اس نے کہا۔

آپ نے ہمارا دودھ تو بند کرا دیا ہے۔ لیکن یہ کوئی اتنا بڑا کمال نہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی اور کمال ہو تو مجھے دکھائیں۔

حضرت سید علی ہجویری اس کی بات سن کر مسکرا دیئے اور کہنے لگے۔ کہ

"میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ کوئی شعبدہ باز تھوڑا ہی ہوں۔ جو تجھے اپنے کمال دکھاتا پھروں۔ ہاں اگر تمہارے پاس کوئی کرشمہ ہے تو دکھلاؤ۔ جوگی نے جو لبد یا تو لو دیکھو میرا کرشمہ۔"

یہ کہا اور اپنے علم کے زور پر ہوا میں اڑنے لگا۔ حضرت سید علی ہجویریؒ اس کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ کر ہنسنے لگے۔ پھر آپ نے جوتیوں کو ہاتھ سے اٹھا کر ہوا میں پھینک دیا۔ وہ رائے جوگی کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑنے لگیں۔ جوگی نے جو یہ کرامت دیکھی تو فوراً نیچے اتر آیا۔ اور حضرت سید علی ہجویری کے پاؤں پر گر کر التجا کرنے لگا۔ کہ مجھے اسی وقت مسلمان کر لیجئے۔

حضرت علی ہجویری نے اسے مسلمان کر لیا۔ اور پھر اس کی روحانی تربیت کی۔ اس کا نام شیخ ہندی رکھا۔ وہ تمام زندگی سید علی ہجویری کا مرید خاص رہا۔ شیخ ہندی کے انتقال کے بعد اس کی اولاد حضرت سید علی ہجویری کے مزار مبارک کی مجاور بنی اور کہا جاتا ہے۔ کہ آج تک یہ سلسلہ قائم ہے۔

Marfat.com

ملک الشعراء محبوب اولیاء

حضرت امیر خسرو

خاندانی حالات

حضرت خواجہ امیر خسرو بڑے فاضل اور بڑے شیخ گذرے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ کے سب سے بڑے محبوب مرید و خلیفہ تھے۔ عجیب زندگی تھی۔ زندگی بھر وزارت و امارت کرتے رہے۔ دن کو بادشاہان مجازی کے دربار میں رہتے۔ اور رات کو بادشاہ حقیقی کے دربار میں سجدہ ریز ہو جاتے۔ دنیا و دین کی دونوں نعمتیں آپ کو میسر تھیں جسم دنیا کے ساتھ تھا اور دل اللہ کے ساتھ قصبہ پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے۔ کچھ ہی دیر بعد آپ کے والد صاحب محترم آپ کو ایک مجذوب کے پاس لے گئے جو مکان کے قریب ہی پڑا رہتا تھا۔ مجذوب نے بچہ پر ایک نظر ڈالی اور اسی وقت فرمایا، مبارک ہو کہ بچہ بہت سعید الفطرت ہے۔ بڑھ کر یگانہ روزگار ہوگا۔ قیامت تک ان کا نام روشن رہے گا۔ یہ ملک الشعراء ہے طوطی ہند اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انوار ولایت اس کی پیشانی سے عیاں ہیں۔ اپنے وقت کا بہت بڑا عارف ہوگا"

پھر دعا دی کہ اللہ اسے ہر دل عزیز رکھے۔ باپ کی باچھیں کھل گئیں۔ بڑے ناز و نعم سے پرورش کی۔ عالی خاندان تھے ذہین تھے خوش گلو تھے خوش آواز تھے اور نہایت شکیل و خوبرو بھی تھے تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دی تھیں۔ بڑھے تو محسوس ہوا کہ فطری طور پر بذلہ سنج اور حاضر جواب اور بلند طبع بھی ہیں۔

دنیاوی ترقیوں کی معراج

ابھی ہوش بھی نہ سنبھالنے پائے تھے کہ والد انھیں لے کر دہلی آگئے اور نانا عماد الملک سے تعلیم حاصل کرنی شروع کردی۔ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔" حضرت سلطان المشائخ سے سات ہی برس کی عمر میں بیعت ہو گئے اور نو برس کی عمر میں آپ کے باپ امیر سیف الدین جو خود بھی سلطان جی کے مرید تھے آپ کو داغ یتیمی دے گئے ان کی عمر چھیاسی سال کی ہو چکی تھی۔ بڑا خاندان

Marfat.com

تھا۔ زر و جواہر کی کمی کوئی نہ تھی یتیمی کا احساس بھی نہ ہوا اور اپنی ذہانت و محنت سے بہت جلد علوم متداولہ میں سند فضیلت حاصل کر لی۔ خاندان کا خاندان نور علی نور تھا سب ذی علم سب دولت مند اور سب دیندار و مرید۔ آپ کے بھائی عزالدین علی بڑے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ ابتداء میں اپنے کلام میں انھیں سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد اپنے عہد کے مشہور و مایہ ناز شاعر ہو گئے۔ اور آپ کی شہرت علمی ہندوستان کی حدود طے کر کے ممالک ایشیاء میں پھیل گئی۔ خسرو تخلص تھا۔ ہر جگہ خسرو کے کلام کی دھوم تھی۔ فارسی اور ہندی دونوں کے نامور شاعر تھے اس وقت اس دنیا میں آپ کے پانچ لاکھ اشعار مرتب صورت میں موجود ہیں ڈھیروں دیوان اور مثنویاں ہیں، علاوہ ازیں ننانویں کتب بلند پایہ کے مصنف بھی ہیں آپ کا خاندانی اعزاز، علمی شہرت اور شاعرانہ کمالات آپ کی انتہائی ترقی کے باعث بن گئے۔ وزارت عظمیٰ تک ترقی کی۔ اور ایک نہیں کم و بیش نصف درجن بادشاہوں کے دربار میں امیر الامراء اور وزیر اعظم رہے پھر لطف یہ کہ سب خوش تھے اور سب ہی کو آپ کے کمالات اور تدبر و فراست کا بھی اعتراف تھا۔

عشق و ادب ایام شباب ہی سے آپ نے عبادات و ریاضت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ جہاں سے آپ کو "ترک اللہ" خطاب ہوا تھا۔ مرشد گرامی کو آپ سے محبت تھی۔ بہت مہربان تھے۔ ہمیشہ اپنے دائیں طرف بٹھاتے اور سماع میں پہلے آپ ہی کی غزل قوال گاتے۔ اس لئے آپ کو حضرت "مفتاح السماع" بھی کہا کرتے تھے آپ اس دربار میں جس کی سفارش کرتے منظوری ہوتی۔ جسے جو کہلوانا ہوتا آپ ہی سے کہلواتا۔ آپ مرشد کے عاشق تھے۔ ایک سائل آگیا۔ فرمایا جتنی فتوح ہو گی۔ سب تجھے ہی دیدونگا۔ اتفاق سے دو روز تک کوئی فتوح نہ ہوئی۔ تیسرے روز حضرت نے اپنی نعلین اسے دیدیں۔ راہ میں امیر خسرو مل گئے۔ حضرت کی خبر پوچھی اور کہا کہ کیا تیرے پاس شیخ کی کوئی چیز ہے کہ بوئے شیخ آ رہی ہے؟ بولا مجھے نعلین عطا ہوئی ہیں امیر صاحب نے پورے پانچ لاکھ دے کر وہ نعلین خرید لیں۔ یہ حوصلہ بھی خسرو جیسے مرید کا تھا چونکہ یہ خرید و فروخت بالکل مخلصانہ تھی اللہ کے لئے تھی۔ اللہ کا کرم دیکھئے کہ جب آپ نعلین مبارک سر پر رکھے ہوئے خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا خسرو بہت ارزاں خریدیں۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں

Marfat.com

کیا تھا سب کچھ تھا جو خسرو نے صرف پانچ لاکھ ہی میں پالیا۔ آپ محبوب ترین خلیفہ تھے اور کامل ولی تھے۔

وقت رحلت پیر آپ سلطان تغلق کے ساتھ بنگال گئے ہوئے تھے۔ خبر سنتے ہی سیاہ پوش بڑی سرعت کے ساتھ دہلی پہنچے اور قرب مزار کھڑے ہو کر کہا۔ ''سبحان اللہ آفتاب زیر زمین شدہ، خسرو ہنوز زندہ است'' پھر مرقد سے چہرے کو رگڑا۔ اور رگڑتے رگڑتے بے ہوش ہو گئے چھ ماہ جئے مگر مفارقت سے بُرا حال تھا آخر ۷۲۵ھ میں آپ کا وصال ہو گیا سوز عشق الٰہی سے یہ حالت تھی کہ قلب کی جگہ سے پیراہن مبارک جلا ہوا رہتا تھا جو نیا کپڑا پہنا اس جگہ سے جل گیا۔ اس وزیر اعظم سلطنت ہند کا جو جواہرات میں کھیلتا رہا ہے۔ یہ عالم تھا۔ کہ چالیس برس تک برابر صائم رہا اور جب نماز کو کھڑا ہو گیا تو صبح ہی سلام پھیرا۔ یہ ہے زندگی اور اسے کہتے ہیں ''دست بکار اور دل بیار'' سچ ہے نہ کرنے والے جنگلوں میں بھی ترقی نہیں کرتے اور کرنے والے لوگ شاہی میں بھی شاہی کرتے ہیں۔

حضرت مخدوم کلیری سے ملاقات

حضرت سلطان المشائخ ہی کے ایک اور خلیفہ اور آپ کے دوست شیخ قطب الدین منور ہانسوی بھی تھے انہیں سلطان محمد تغلق نے بہت فریب دینا چاہا پہلے کئی گاؤں کی سند دی اور نذرانہ بھیجا جب انہوں نے منظور نہ کیا تو سلطان نے کہا کہ بہت مغرور معلوم ہوتا ہے تو جبراً ہانسی میں بلایا پھر بھی توجہ نہ کی۔ لشکر کے ساتھ ہی دہلی لے آیا اور بات تک نہ کی آخر کئی ماہ بعد سامنے طلب کیا تو دیکھتے ہی ہیبت سے لرز گیا اور تعظیم کو کھڑا ہو گیا۔ اور معتقد ہوا حالانکہ اس کے ہاتھوں سے بہت سے مشائخ کا خون بہہ چکا تھا کہا میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمایئے ارشاد ہوا بس یہی کہ مجھے ہانسی واپس کر دیجئے رخصت کے وقت ایک لاکھ کی نذر پیش کی۔ صاف انکار کر دیا۔ جب سلطان نے بہت منت کی تو صرف ایک ہزار منظور کر لیا جسے مرشد گرامی کے مزار پر آکر اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ ان کے خورد سال فرزند شیخ نور الدین بھی جب بلائے ہوئے سامنے آئے تو سلطان پر ہیبت طاری ہو گئی تھی اور وہ لرزنے لگا تھا قریب تھا کہ وہ خوف سے ٹھنڈا ہو جائے کہ شیخ قطب الدین کے تصرف نے فرزند کو روک دیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق آپ کا نہیں حضرت خواجہ علاؤالدین چشتی کا

Marfat.com

مرید تھا۔ اس نے پیر کا مقبرہ تیار کرایا تھا۔

حضرت خسرو مخدوم صابر کلیری اور حضرت بو علی شاہ قلندر کی خدمت میں بھی ملنے گئے تھے اور قیام کیا تھا اور انہوں نے دعائیں دی تھیں۔

حضرت خسرو کو موسیقی میں بھی وہ کمال حاصل تھا کہ اس وقت تک پورے ہندوستان میں آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔ سینکڑوں دھنیں آپ کی ایجاد کی ہوئی ہیں بہت بلند اخلاق غربأ پرور اور خوش مزاج تھے اور اپنے مرشد گرامی کی نصیحت کے موافق مشائخ کا کلام برابر دیکھتے رہتے تھے۔ عجیب مجمع الصفات ہستی گذری ہے جس میں تمام انسانی محاسن و ہنر مندیاں جمع تھیں۔

Marfat.com

شَیْخُ الْمَشَائِخ مُسْتَغْرِقِ بَحْرِ شُهُوْد شَمْسُ الْعَارِفِیْن

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی

ولادت و علم و فضل حضرت نصیر الدین چراغ دہلی حضرت سلطان المشائخ کے جلیل القدر خلیفہ و سجادہ نشین اور ہندوستان کے مشہور اور کامل ولی تھے۔ سلطان المشائخ کے بعد ولایت دہلی آپ ہی کو تفویض ہوئی تھی۔ صحیح النسب سید اولادِ رسول تھے۔ آپ کے جد سید عبداللطیف سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے اور لاہور قیام کیا جہاں آپ کے والد گرامی سید یحییٰ پیدا ہوئے۔ لاہور سے یہ بزرگ و محترم خاندان براہ راست اودھ پہنچ گیا۔ اسلامی عہد تھا اور سادات کرام کو سب آنکھوں میں جگہ دیتے تھے پھر علم و فضل میں بھی یگانہ تھے اس لئے بڑی عزت و عظمت اور ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی۔ آپ کا مولد پاک بھی اودھ ہی ہے۔ نو برس کی عمر میں آپ یتیم ہوئے اور آپ کی تربیت و تعلیم کا تمام بار آپ کی محترمہ والدہ گرامی کے دوش مبارک پر آگیا۔ بڑی نیک دل و عقیل سیدہ تھیں اپنی تمام تر توجہ اپنے یگانہ روزگار فرزند جلیل کی تربیت و تعلیم پر مرکوز کر دی۔ مولانا عبدالکریم شیروانی کے بھی درس میں تعلیم پاتے رہے اور بہت جلد علوم ظاہری میں کمال پیدا کر لیا۔ مولانا افتخار الدین گیلانی سے بھی بہت کچھ پڑھا۔

والدہ گرامی کی توجہ تو آپ کی تعلیم کی طرف تھی اور وہ اس میں کامیاب ہو گئیں مگر آپ کی حالت ہی اور تھی۔ ابتداء ہی ترک و تجرید کی طرف توجہ تھی یہ حالت تھی کہ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ کبھی نماز باجماعت قضا نہ ہوئی۔ ایک بزرگ کامل تھے جنکے ہمدوش سات برس تک جماعت سے نماز پڑھتے رہے پھر از خود ہی مجاہدات و ریاضت کی طرف مشغول ہو گئے۔ چالیس سال تک یعنی چالیس سال کی عمر تک یہی طریقہ زندگی رہا اور اسی طرح عبادت و مجاہدایت میں لگے رہتے۔

Marfat.com

زہد و عبادت

اس کے بعد دہلی آکر حضرت سلطان المشائخ کے مرید جو ہوئے تو گویا پیاسے کو پانی مل گیا۔ حضرت اس وقت کیاو کھری میں فروکش تھے۔ جب تک باہر رہتے ان کی خدمت میں دست بستہ مؤدب کھڑے رہتے ورنہ ایک بالا خانے پر جا کر مصروف عبادت ہو جاتے۔ ادب شیخ کا یہ عالم تھا کہ کچھ درویش جمنا پر نہار ہے تھے کہ ایک کے کپڑے گم ہو گئے آپ نے سرعت سے اتر کر اسے اپنے کپڑے دے دیئے کہ یہ پہن لے شور نہ مچا کہ شیخ کی مشغولیت میں خلل واقع ہو گا۔ حضرت پر معاملہ جو منکشف ہوا تو اگلے روز اپنے کپڑے پہنا دیئے۔ دستور تھا کہ کبھی اودھ ہو آیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے امیر خسرو سے کہلوایا کہ مجھے شیخ سے جنگل میں عبادت کرنے کی اجازت دلوا دو کہ شہر میں مشغولیت کامل نہیں ہوتی۔ فرمایا اس سے کہہ دو کہ ..

تجھے شہر ہی میں لوگوں کے ہجوم میں رہنا ہو گا اور ان سے جو تکلیف پہنچے اٹھانی ہو گی اور پھر ہر تکلیف کے بدلے میں احسان بھی کرنا ہو گا۔

پھر بلا کر فرمایا۔ آخر ہتا تیرے دل میں ہے کیا؟ چاہتا کیا ہے؟ مطمع نظر کیا ہے؟ جنگل میں رہ کر کیا کرے گا؟ تیرے باپ کا مشغلہ کیا تھا۔ عرض کی باپ میرے روئی کی تجارت کرتے تھے۔ مقصد میرا درویش کی کشف برداری اور آپ کی درازی عمر کی دعا کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس پر آپ نے محبت سے نصیحت و پند کی اور سمجھایا جس کام میں لگے ہو لگے رہو چنانچہ آپ عبادات و مجاہدات میں مصروف ہو گئے۔

اخلاق کریمانہ کے شاندار مظاہر

آخر آپ فیض مرشد سے درجہ کمال کو پہنچ گئے اور تاج خلافت سر پر رکھا آپ کے اخلاق بھی نہایت بلند تھے اور اتقا بھی بہت بڑھا ہوا تھا دشمنوں کے ساتھ وہ سلوک روا رکھتے تھے جو دوستوں کے ساتھ بھی کوئی کم ہی روا رکھتا ہے۔ ایک قلندر جس کا نام تراب تھا آپ کا جانی دشمن تھا اور آپ کی اذیت رسانی کی فکر میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ آپ تنہا اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے مصروف ذکر و شغل تھے کہ موقع پا کر تراب اندر گھس آیا اور چھری سے حملہ کر کے آپ کے گیارہ زخم لگائے اور اپنے نزدیک آپ کا کام تمام کر کے بھاگا مریدوں کی نظر پڑ گئی دوڑ پڑے اور گرفتار کر لیا سخت غضبناک تھے انہوں نے اسے پوری سزا دینے کا تہیہ کر لیا مگر آپ نے حکم دیدیا کہ اسے کچھ نہ کہا جائے۔ بزرگانہ اخلاق و کرم کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ ہے کہ

Marfat.com

اس حال میں کہ زخموں سے نڈھال ہو رہے تھے خون بہہ رہا تھا اسے سامنے لاکر کچھ انعام دیا اور فرمایا کہ بھائی اس کے ہاتھ کو بھی تو تکلیف پہنچی ہو گی اسی طرح ایک مرتبہ کوئی شخص آپ کی پوشاک چرا کر لے گیا۔ آپ نے کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔

عمر علی سمر قندی اور علی قندھاری مشائخ و اولیاء کے شدید دشمن تھے اور بڑا اقتدار رکھتے تھے انہوں نے سلطان محمد تغلق کو جو خود بھی انہی اوصاف کا حامل تھا آپ کے خلاف بھڑکایا اور تینوں کے مشورہ سے آپ شاہی ضیافت میں اس مقصد کے لئے طلب کے گئے کہ کھانا طلائی و نقرئی برتنوں میں پیش کیا جائیگا۔ کھالیا تو حیلہ شرعی انہیں تنگ کریں گے اور انکار کیا تو سلطان کی توہین میں دھرلیں گے۔ غرض کسی صورت نکلنے نہ دیں گے۔ آپ کو نور باطن سے ان کے ارادوں کا علم ہو گیا آپ شریک ضیافت تو ہوئے مگر عجیب ترکیب کی کہ کچھ کھانا برتنوں سے اٹھا کر ہاتھ پر رکھ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اسی کو کھانا شروع کر دیا جس سے سب شرمندہ ہو گئے۔

سلطان محمد تغلق کی مخالفت چلتے وقت اسی صحبت میں سلطان نے دو قیمتی تھان اور دو توڑے اشرفیوں کے پیش کئے آپ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور کھڑے ہو گئے۔ خواجہ نظام الدین سلطان کا عزیز تھا اور وزیر اعظم کے منصب پر فائز تھا۔ مگر وہ حضور سلطان المشائخ کا مرید صادق تھا اس نے سلطانی نظر دیکھ کر جھٹ توڑے تو اٹھا کر آپ کے خدام کے ہاتھ میں دیدیئے اور شیخ کی جوتیاں اٹھا کر اپنے رومال سے صاف کر کے آپ کے سامنے رکھ دیں اور دروازے تک الوداع کیا جو واپس آیا تو سلطان نے قہرناک لہجہ میں کہا تو عطیہ شاہی کو ہاتھ لگانے والا کون ہوتا تھا اور پھر یہ جرأت کہ ہمارے سامنے ہی اپنے رومال سے ان کی جوتیاں جھاڑیں میں اس جرم میں تیرا سر قلم کر دوں گا۔ وزیر اعظم نے کہا جو دل چاہے وہ کیجئے گا۔ میں حضور سلطان المشائخ کا غلام ہوں اور ان کے خلیفہ کی جوتیوں کا تاج بنانا میرے لئے باعث عزت و سرفرازی ہے۔ سلطان قتل کرنا چاہتا تھا۔ مگر آپ کی توجہ سے وہ کچھ نہ کر سکا اور خاموش ہو گیا۔ (سیر الاصفیاء)

ایک دفعہ آپ کو اس بیت پر حال آیا ؎

جفا بر عاشقاں گفتی نہ خواہم کرد ہم کردی
قلم بر دید لاں گفتی نہ خواہم راند ہم راندی

Marfat.com

مولانا مغیث نے اس پر ایک رسالہ لکھ مارا کہ شیخ کو اس شعر پر وجد طاری ہوا جس میں جور و جفا کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف کی گئی ہے اور عین کفر ہے۔ سلطان سے بھی جا لگائی۔ آپ نے مولانا مغیث کو بلا کر کہا اسے باہر نکال دو چنانچہ وہ تیسرے روز مر گیا (جوامع الکلم)

جواہر سنگھ جاٹ نے دہلی اور اس کے مضافات کو لوٹ کر تاراج کیا تو آبادی چراغ دہلی کا ایک برہمن لٹیا کو خوب صاف کر کے پانی بھر کر لایا اور مزار پر رکھ کر کہا کہ مجھ برہمن کی یہ نذر قبول کیجئے۔ دہلی لٹ رہی ہے۔ ہم تو آپ کی رعایا ہیں آپ کے سوا اس وقت اور وسیلہ نہیں۔ مدد کیجئے شب ہی کو خواب دیکھا فرماتے ہیں کہ تم دروازے بند کئے بہ اطمینان بیٹھے رہو۔ وہ ادھر آئے تو اندھے ہو جائیں گے۔ بار بار ادھر آتے مگر احاطہ نظر نہ آتا۔ آخر حقیقت معلوم کر کے معتقد ہوئے۔ اور خود آکر نذر چڑھائی۔

ایام غدر میں بھی یہی صورت پیش آئی۔ دھڑا دھڑ پھانسیاں لگ رہی تھیں باغیوں کی تلاش تھی چراغ دہلی میں بھی بہت سے پناہ گزین تھے اور ایسے بھی تھے جنھوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا مٹکاف صاحب کو پتہ لگا تو سوار لئے ادھر بڑھے لوگ گھبرا کر اسی برہمن کی اولاد میں سے ایک شخص کے پاس گئے کہ تیرے دادا پر کرم ہوا تھا اب تو بھی جا کر عرض کر۔ چنانچہ وہ بھی اسی طرح گیا اور رویا خواب میں فرمایا کہ دیکھو جو آچکے ہیں انہیں نہ نکالو اور دوسروں کو نہ آنے دو۔ تم سب بالکل محفوظ رہو گے چنانچہ ایام غدر کے زمانہ میں چراغ دہلی میں کوئی ایک شخص بھی گرفتار نہ ہوا۔

میر سید گیسو دراز کو جو علم ہوا تو وہ غسل کی چارپائی کا جھلنگا ہی گلے میں ڈال کر اور یہ فرما کر کہ یہی خرقہ ہے عازم دکن ہوئے راستے میں اس میں سے جسے بھی ذرا سا بان دیدیا وہ ولی ہو گیا۔ ہم تو پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ ہمارے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ جہاں بیٹھ جاتے ہیں قیامت تک وہاں تصرفات رہتے ہیں۔

۱۷ رمضان شب جمعہ ۷۵۷ ہجری کو وصال فرمایا۔ قریب دہلی آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔

خلفائے کاملین

آپ کے خلفاء بہ کثرت ہوئے اور سب کے سب یگانہ روزگار اولیاء تھے۔ چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خواجہ ملک زادہ احمد سوختہ آتش الٰہی تھے۔ خون آنے لگا تھا ناک سے جو قطرۂ خون

Marfat.com

چمکتا چاٹ لیتے۔ کہتے کہ میرا جسم سراپائے شیخ ہے زمین پر گرنا ترک ادب ہے کوئی قطرہ گر بھی جاتا تو شیخ کا نام صاف لکھا نظر آتا عشق ہی میں ختم ہو گئے۔ مزار چراغ دہلی میں ہے۔

شیخ سعد اللہ کیسہ دراز اولیائے کامل تھے۔ حضرت خضر نے ایک کیسہ نقش دیا تھا جتنا چاہے نکال کر خرچ کرتے کم نہ ہوتا تھا۔ وفات ۸۰۶ھ میں ہوئی۔

مولانا خواجگی مستجاب الدعوات تھے۔ مولانا معین الدین ان کے خلاف تھے۔ اور سب کو ان کے پاس جانے سے روکتے۔ دمہ کا مرض ہو گیا۔ نہ گیا تو مجبور ہو کر لوگوں کے کہنے سے آئے آپ نے بہت خاطر کی کھانا کھلایا جس میں سب نقصان رساں اشیاء تھیں کھاتے ہی آرام ہو گیا۔ امیر تیمور کے آنے کی خبر کشف سے معلوم کر کے دہلی سے چلے گئے تھے۔ کالپی میں مزار ہے ۸۱۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ احمد تھانیسری۔ امیر تیمور کے حملہ میں اہل و عیال سمیت گرفتار ہو گئے مگر تیمور بہت فقیر دوست تھا۔ اسے جو معلوم ہوا کہ حضرت چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں رہا کر کے بہ عزت تمام بلایا۔ کامل ولی تھے۔ کالپی میں جو چالیس روز زیارت کرے مراد پوری ہوتی ہے۔ عرس بھی ہوتا ہے۔

میر سید محمد گیسو دراز عظام اولیائے ہند سے ہیں۔ بڑے عالم اور صاحب ولایت تھے شیخ کو پالکی میں لے جا رہے تھے ڈنڈے میں گیسو پھنس گئے۔ بہت تکلیف ہوئی زخم ہو گئے۔ مگر ادب عشق شیخ میں گیسو نہ نکالے ایک سو پچاس برس کی عمر ہوئی۔ گلبرگہ شریف دکن میں مزار زیارت گاہ خلائق ہے ۸۲۵ھ میں وفات ہوئی۔ ہزارہا مرید تھے ہزارہا مسلمان کئے اشاعت اسلام و ہدایت خلق میں مصروف رہے۔

شیخ محمد متوکل کنتوری۔ ہدایت خلق و اشاعت اسلام کے لئے بہرائچ مامور ہو گئے تھے ہرات کے رہنے والے زبردست ولی تھے ایک جوگی ملنے آیا حجرہ سرخی سے لبریز نظر آنے لگا توجہ بھی نہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ اپنا جادو بھی نہ کر سکا۔ مرید ہو کر ولی ہوا۔

ایک اور شخص حزیرہ نے آکر کہا اکسیر جانتا ہوں۔ نذر ہے۔ فرمایا ضرورت نہیں۔ میرے پاس خود اکسیر ہے بہرائچ میں مزار ہے ۸۲۷ھ میں وفات پائی۔

نکات و تعلیمات

کسی بزرگ نے خواب میں پوچھا کہ اگرچہ خلفاء آپ کے صاحب ولایت و کرامت ہوئے۔ مگر خرقہ آپ نے کسی کو بھی نہ دیا۔ تمام

Marfat.com

تبرکات چشت ساتھ ہی دفن کرا لئے۔ فرمایا ضرور خلفائے عالی مقامات ہوئے مگر مجھے ان میں کچھ تعصب بھی نظر آیا۔ اس لئے میں نے کسی کو خرقہ دینا مناسب نہ سمجھا۔ البتہ بعض بعض مریدوں کو اپنا خرقہ دیا ہے۔ جس سے سلسلہ جاری رہے گا۔ مگر اب تو میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ان میں تعصب باقی نہیں رہا اور وہ کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ (مراۃ الاسرار)

ایک شخص نے آکر پوچھا کہ فقراء کو جو حال آتا ہے اس کی توجیہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حال صحت اعمال کا ثمرہ ہے اور اعمال دو اقسام پر مشتمل ہیں اعمال جوارح اور اعمال قلب اعمال جوارح کا توسب کو علم ہے عمل قلب مراقبہ کو کہتے ہیں عالم علوی سے جو انوار نازل ہوتے ہیں۔ پھر ان کا اثر قلب پر ہوتا ہے۔ اور جب قلب متاثر ہوتا ہے تو جوارح اسی کے مطیع ہونے کے باعث خود بخود متاثر ہو جاتے ہیں۔ پھر مزید فرمایا کہ صاحب وقت وہ ہے جو وقت کو غنیمت سمجھ کر نماز و تلاوت میں مشغول رہتا ہے کہ خدا جانے پھر موقع ملے یا نہ ملے۔ صاحب حال وہ ہے کہ حفظ اوقات میں محکم ہو جائے اور محنت کرتا رہے۔ مواہب بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ مواہب کے ساتھ انوار کا نزول بھی ہونے لگتا ہے یہ درجہ متوسط ہے۔ صاحب انفاس وہ ہے کہ "جو اس کے منہ سے نکلے اللہ تعالےٰ فوراً پورا کردے۔"

اتقاء کا یہ عالم تھا کہ مزامیر کے ساتھ ایک جگہ سماع شروع ہوا تو اٹھ کر چلے آئے سلطان جی سے شکایت ہوئی۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ اس کا اتقاء بہت بڑھا ہوا ہے (خیر المجالس) غرض عجیب بزرگ و کامل ہستی تھی۔

Marfat.com

حضرت مخدوم سید

محمد اشرف جہانگیر سمنانی

سلطنت وترک سلطنت حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی ارض ہند کے اعاظم اولیاء سے ہیں۔ سلطان ابراہیم سمنان کے ایک پر شکوہ فرمان روا تھے۔ ان کے انتقال پر آپ سریر حکومت پر فائز ہوئے تھے مادر زاد ولی اور بے انتہا ذہین تھے سات ہی برس کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے اور ابھی پورے چودہ برس کے بھی نہ تھے کہ علوم ظاہری کی تکمیل کر لی بچپن سے ہی مستغرق وذاکر رہتے تھے دنیا کی طرف گو توجہ نہ تھی باپ کے انتقال پر امراء ووزراء نے بہ جبر ومنت تخت پر بٹھایا۔ سلطنت بڑی قابلیت سے کرتے رہے۔ جب امور جہانبانی سے فرصت ملتی مشائخ سمنان کی خدمت میں پہنچ جاتے شیخ علاؤالدین سمنانی سے خاص عقیدت تھی۔ ایک روز حضرت خضر نے نمودار ہو کر فرمایا کہ تجھے کاروبار سلطنت سے پوری فرصت ملنی تو مشکل ہے کم از کم دل ہی سے ذکر اسم ذات کرتا رہ کہ کچھ توقف پیدا ہو۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت اویس قرنی نے خواب میں ایک طریقہ ذکر بتایا جسے آپ سات سال تک کرتے رہے۔ کوئی دس برس سلطنت و فرمانروائی کی ہو گی کہ ایک روز پھر حضرت خضر نے آکر فرمایا کہ اب اس جھگڑے کو ختم کر اور اپنا حقیقی کام شروع کر اور ہندوستان پہنچ کر شیخ علاؤالدین بنگالی کی خدمت کر، وہ تجھے نعمت باطنی عطا کر کے مرتبہ کمال کو پہنچائے گا۔

یہ علاؤالدین عبدالحق ابتداء میں نہایت متبحر عالم اور انتہائی متکبر ودولتمند وامیر تھے۔ اتنے بڑے عالم تھے کہ حضرت شیخ سراج اخی کو جب حضرت سلطان المشائخ نے تبلیغ وہدایت کے لئے بنگال میں مامور کیا ہے تو عرض کیا کہ مجھے اس سے گفتگو کی کیونکر

Marfat.com

تاب ہو گی اس کے علم و دولت کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں۔ فرمایا اندیشہ نہ کر۔ وہ تیرا ہی مرید بن جائیگا۔ مرید ہوئے تو یہ حالت تھی کہ سفر و حضر میں شیخ کی دیگ گرم گرم سر پر رکھے پھرتے جس سے سر کے بال جاتے رہے تھے۔ شیخ سوار ہو کر کہیں جاتے تو یہ برہنہ پا ساتھ ہوتے تمام اقرباء رؤساء عظام اور متمول تھے۔ راستے میں ملتے اور ہنستے۔ آپ کو پرواہ بھی نہ ہوتی تھی سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا تھا۔ آخر مرتبہ کمال پر پہنچ کر خلافت پائی خود سجادہ پر بیٹھے خانقاہ بنوائی لنگر جاری کیا۔ جس سے ہزار ہا انسان روزانہ شکم سیر ہوتے تھے۔ جو کوئی کچھ مانگتا فوراً عطا فرماتے۔ ذاتی آمدنی دو باغوں کی صرف آٹھ ہزار تھی اور خرچ لاکھوں کا۔ بادشاہ تک کو رشک و حسد پیدا ہوا۔ شہر سے نکل جانے کا حکم دیا آپ نے سنا۔ گاؤں پہنچ کر دگنا خرچ کر دیا۔ بہت مستجاب الدعوات اور قطب وقت تھے بیٹا بھی ابدال تھا بنگال بھر میں دھوم تھی۔ آپ کی سعی و جہد سے اشاعت اسلام و ہدایت خلق کا عدیم النظیر کام ہوا۔ بہت بڑی خانقاہ اور بہت بڑا آستانہ تھا۔ ۸۰۰ھ میں وصال ہوا۔ پنڈوہ میں مزار ہے۔

دشمنان مشائخ سے مقابلے آپ بنگال آکر انہی سے فیضیاب ہوئے اور خلیفہ ہوئے جب آپ نے سلطنت سلطان محمود کے حوالہ کر کے والدہ محترمہ سے اجازت سفر حاصل کی ہے۔ تو یہ عفیفہ اور بلند مرتبہ خاتون بولی۔ جا اپنے حقوق بخشتی ہوں کہ مجھے حضرت خواجہ احمد بسوی پہلے ہی بشارت دے چکے تھے کہ تیرے بطن سے وہ فرزند پیدا ہوگا جو اپنے نور ولایت سے جہان کو منور کرے گا۔ پہلے آپ نے اوچ میں پہنچ کر مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے نعمائے باطنی حاصل کیں اور بہت کچھ پایا پھر دہلی میں زیارتیں کرتے ہوئے بنگال پہنچ گئے شیخ کو اطلاع ہو چکی تھی باہر نکل کر پیشوائی کی اور بہت جلد صاحب ولایت بنا کر اور خلافت عطا کر کے جون پور متعین کر دیا۔ عرض کی۔

حضرت جونپور میں پہلے سے ایک شیر موجود ہے جسے دنیا شیخ چراغ ہند سہروردی کے نام سے موسوم کئے ہوئے ہے۔ شیخ رکن الدین ابو الفتح کے خلیفہ اجل ہیں ان سے کیونکر تاب مقابلہ ہو گی؟ فرمایا جا تجھے بھی اس سے مقابلہ کے لئے وہاں ایک شیر بچہ مل جائیگا۔

Marfat.com

جونپور پہنچے تو حضرت چراغ ہند کو کہ وہ اس وقت وہاں کے شاہ ولایت تھے اچھا معلوم نہ ہوا۔ یہاں ایک امیر زادہ شیخ کبیر مرید ہو گئے۔ جس پر آپ نے مریدوں سے کہا کہ یہ وہی شیر بچہ ہے جس کی طرف حضرت نے اشارہ کیا تھا۔ حضرت چراغ ہند نے سنا تو شیخ کبیر کو بددعا دی کہ جوان مریگا۔ آپ نے یہ سن کر شیخ کبیر سے کہا کہ تو بوڑھا ہو کر مریگا اور شیخ چراغ ہند تجھ سے پہلے وصال پائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

قصبہ محمد پور میں علماء و فضلاء جو آکر ملے تو چار یاران پیغمبر ﷺ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے بھی ایک رسالہ پیش کیا جس میں حضرت علیؓ کے متعلق مدحیہ الفاظ کچھ زیادہ تھے۔ لوگوں نے رفض کا احتمال کیا اور محضر سزا تیار کرنے کا مشورہ کیا۔

آخر مولوی سفیر خاں جوان کا سردار و سرگروہ تھا بولا کہ یہ سید ہے اس لئے اگر انہوں نے کچھ کلمے زیادہ لکھ دیئے تو جائے تعجب نہیں کیونکہ جامع علوم میں لکھا ہے لوگ تو ابن الدنیا ہیں اگر کوئی ان میں سے اپنے باپ کی زیادہ تعریف کرے تو ملامت نہ کرنی چاہئے رات ہی کو سید خاں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ فرمار ہے ہیں کہ سید اشرف میرا جگر گوشہ ہے۔ تم اس سے ہرگز بازی نہ لیجا سکو گے خیر چاہتے ہو تو توبہ کرو۔ چنانچہ مولوی صاحب توبہ کر کے حاضر ہوئے اور باقی سب آپ کی بددعاؤں کی نذر ہو گئے۔

کشف و کرامات

ظفر آباد جو پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے مذاق بنانا شروع کر دیا شہد پن جو سوجھا تو انہوں نے ایک شخص کو چارپائی پر لٹا کر اوپر سے چادر ڈالی اور جنازہ بنا کر اور لیجا کر آپ کے سامنے رکھ دیا کہ لیجئے اس کی نماز پڑھئے طے یہ پایا کہ جس وقت نماز کی تکبیر ہو بنا ہوا مردہ جنازہ سے اٹھ کر آپ کو سلام کرے اور کہے سبحان اللہ آپ بڑے صاحب کرامت ہیں کہ آپ نے مردہ کو زندہ کر دیا۔ یہ بڑا شاندار مذاق رہیگا۔ اور اس سے آپ کی بڑی بدنامی ہو گی۔

بدبختوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر یہ واقعی بزرگ نکلے تو انجام کیا ہو گا۔ آپ کو اپنے کشف سے حقیقت کا علم ہو گیا تھا۔ آپ نے بہت انکار کیا مگر جب نہ مانے تو آپ اپنے مریدوں سمیت نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے یہ بچارے پیچھے کھڑے ہنس رہے تھے اور متوقع تھے کہ اب مردہ اٹھ کر سلام کرتا ہے لیکن جب نماز ختم ہو گئی مردہ نہ اٹھا تو ہوش اڑ گئے چادر

Marfat.com

اٹھا کر دیکھا تو واقعی مردہ تھا۔ بہت مضطرب ہوئے روئے پیٹے اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی جب کہیں جا کر مردہ میں زندگی پیدا ہوئی (معارج الولایت) اس سے بہت شہرت ہو گئی اور لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ ظفر آباد سے کچھوچھہ شریف آئے وہاں ایک جوگی (جادوگر) رہتا تھا جو ہوا پر رہتا تھا۔ لوگ اس کے بہت معتقد تھے۔ اس سے بڑے بڑے مقابلے ہوئے۔ آخر آپ نے اس کا سب استدراج سلب کر لیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں ایک قلندر گھس آیا جس کا نام علی قلندر تھا اس کے ساتھ پانچ سو کفن پوش قلندر اور تھے۔ کہا کہ بتائیے آپ نے جہانگیری کہاں سے پائی؟ فرمایا اپنے پیر سے اس پر اس قلندر نے کہا کہ آخر اس کا ثبوت کیا ہے۔ اور اس کی تصدیق کیونکر ہو؟ یہ سنتے ہی آپ کو جلال آگیا اور غضبناک ہو کر فرمایا ثبوت یہی کہ میں جہانگیر و جہاں گر ہوں علی قلندر دھڑام سے گرا اور وہیں دم توڑ دیا۔ ہمراہی توبہ کر کے مرید ہو گئے۔

ہندو فقراء کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں آیا اور بت خانہ اور بتوں کے جواز و اہمیت پر بحث شروع کر دی۔ فرمایا تم انھیں پوجتے ہو ذرا ان سے اپنی تعریف تو کراؤ۔ پھر آپ نے قریب ہی بت خانہ میں جا کر ایک بت کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر فوراً آپ کے سامنے آگیا اور آپ کی تعریف کی یہ زندہ کرامت دیکھ کر تمام ہندو فقراء اور بہت سے ہندو اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ (معارج الولایت)

سیاحی عالم و زیارت مشائخ

کچھوچھہ شریف جوگی مڑھی پر آپ نے ایک شاندار خانقاہ اور ایک روح افزا باغ تعمیر کرایا۔ اس کا نام روح افزار کھا اور ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے ایک عرصہ کے بعد آپ حضرت بدیع قطب مدار کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کو روانہ ہو گئے قطب مدار صاحب تو زیارت کر کے اسی وقت واپس آگئے۔ مگر آپ سیاحی کو نکل کھڑے ہوئے اور سالہا سال سیاحت کرتے مشائخ کرام سے ملتے اور مزارات پر فاتحہ پڑھتے رہے۔ نجف اشرف کاظمین شریف اور کربلائے معلی گئے۔ پھر مدینہ پہنچ کر مولانا جلال الدین رومی سے ملے۔ شام میں پہنچ کر دمشق آئے اور شیخ فخر الدین عرلی سے ملاقات کی۔ پھر مکہ معظمہ پہنچے اور حج کر کے حضور غوث اعظم شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت امام ابو حنیفہ۔ امام احمد حنبل وغیرہ کے روضہ ہائے مبارک پر مراقبے کئے۔

Marfat.com

کاشان آکر شاہ عبدالرزاق کاشانی سے ملے۔ پھر اپنے وطن خاص سمنان آکر اپنی بہن کے پاس رہے۔ مشہد مقدس میں روضۂ پاک حضرت امام علی میں معتکف ہو گئے۔ یہیں امیر تیمور آپ سے معتقدانہ ملا کہ وہ بھی زیارت کو حاضر ہوا تھا۔ کئی دفعہ مؤدبانہ حاضر ہوا ہرات اور ماوراء النہر میں پہنچے تو حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی کی خدمت میں رہے اور انہوں نے بھی آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا۔

ترکستان میں آئے تو شیخ احمد بسوی کے فرزند سے شرف نیاز حاصل کیا۔ پھر بخارا غزنی کابل کی سیر کرتے ملتان اور ملتان سے پاکپتن آئے اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے روضہ ہائے مبارک کی زیارت کرتے ہوئے دہلی اور دہلی سے اجمیر زیارت کرتے ہوئے پہنچے۔ دکن پہنچ کر سید محمد گیسو دراز سے ملاقات کی۔ حوصلہ مندی ملاحظہ فرمایئے کہ پھر سراندیپ کی طرف چل دیئے پھر گجرات پہنچ گئے اور اس کے بعد کچھوچھہ شریف متصل جونپور تشریف لے آئے۔ کچھ ہی روز سکون سے بیٹھے ہوں گے کہ پھر میر کبیر سید علی ہمدانی دنیا کی سیر کے لئے چل کھڑے ہوئے۔

سالہا سال سیر کر کے واپس ہوئے تو حضرت مخدوم جہانیاں گشت سہروردی نے وہ تمام نعمتیں آپ کے سپرد کر دیں جو انہیں بھی ایسی ہی سیاحی عالم میں چار سو مشائخ سے حاصل ہوئیں اور پھر کچھوچھہ شریف آکر متمکن ہو گئے۔ اس عہد میں کہ نہ پختہ سڑکیں تھیں اور نہ ریلوے اور نہ یہ سرعت سفر پیش تھی۔ پچیس برس کامل دنیا بھر میں گھومنا ابن بطوطہؒ، حضرت مخدوم جہانیاں سہروردی اور حضرت سید اشرف جہاں گیریؒ جیسے بزرگوں کی ہمت کا کام تھا۔ آج تو دنیا میں کسی کے اندر بھی یہ حوصلہ نظر نہیں آتا۔

وجد و انتقال آپ نے ۲۷ محرم ~~۸۰۸~~ھ کو انتقال کیا پیشتر ہی تمام مریدوں اور دوستوں کو جمع کر کے ان کے سامنے حاجی عبدالرزاق کو خرقہ خلافت عطا کیا اور سجادہ نشین بنایا۔ ظہر کی نماز کے بعد قوالی جو شروع ہوئی تو آپ کو اس شعر پر حال آیا۔

گو بدست تو آمدہ اجلم
قدرے غنیا بما جرائے قلم

Marfat.com

حال ایسا حال وجد اور ایسا وجد کہ قیامت برپا تھی۔ شور پڑا ہوا تھا۔ کسی طرح سکون ہی نہ ہوا تو قوالوں نے یہ شعر پڑھے ؎

خوب تر زیں دگر چہ باشد کار! یار خنداں رو د بجانب یار!
سیر بیند جمالِ جاناں را! جاں سپارد نگار خنداں را!

آتش عشق کے شعلے اور شدت و شکوہ کے ساتھ بھڑکنے لگے۔ یہ عالم ہوا کہ بسمل کی طرح تڑپتے تھے۔ تڑپتے ہی تڑپتے ایک آہ جگر سوز کھینچی اور دم توڑ دیا۔ ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ کچھوچھہ شریف ہی میں مزار ہے۔ عرس ہوتا ہے۔ کسی پرند کی مجال نہ ہوئی جو آپ کے باغ میں بیٹ کر سکتا۔ نہ کبھی کسی نے حوض کے پانی کو گندہ اور خراب دیکھا۔ آسیب و جن تو مزار کی صورت دیکھتے ہی بھاگ جاتے ہیں۔ ایک فیض عام جاری ہے۔ باغ ہی کے اندر روضہ بنا ہوا ہے۔ بشارت المریدین اور کچھ "مکتوبات" آپ کی تصانیف ہیں (لطائف اشرفی)

Marfat.com

عاشق اللہ حضرت

بو علی شاہ قلندر پانی پتی

علم و فضل

حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر اکابر و اعاظم اولیائے ہند میں سے تھے انتہائی شہرت و عظمت کے حامل ہیں۔ تمام مشائخ آپ کی عزت و رفعت مدارج کے معترف رہتے ہیں۔ آپ حضرت امام ابو حنیفہ کی اولاد سے ہیں۔ خاندان چشت میں مرید ہوئے اور حضرت شیخ شہاب الدین چشتی عاشق خدا سے خلافت حاصل کی جو حضرت شیخ بدر الدین غزنوی خلیفہ حضرت قطب الاقطاب کے روحانی پوتے تھے۔ آپ کے والد گرامی پانی پت تشریف لائے اور آپ حضرت بی بی فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے بہت کم لوگوں کو آپ کے جذبہ و سکر اور محویت و استغراق کے پیش نظر یہ علم ہو گا کہ آپ معقولات و منقولات میں درجہ تبحر رکھتے تھے اور علوم ظاہری میں سند فضیلت حاصل کر چکے تھے جس کے بعد عالمانہ و بزرگانہ حیثیت سے پورے بارہ برس تک مسجد قوت اسلام میں وعظ فرماتے رہے۔ دہلی سے لیکر پانی پت کیا اس وقت ہندوستان بھر میں آپ کے واعظانہ کمالات و خطابات کی دھوم تھی جلسہ وعظ میں اتنے آدمی ہوتے تھے کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ ہدایت خلق کا فرض اپنی پوری ہوش مندی و کامیابی کے ساتھ انجام دے رہے تھے۔

مجاہدات و استغراق

وقت آگیا تھا کہ اب آپ کی فرزانگی و فراست، جذب و سکر سے تبدیل ہو جائے عین اس وقت کہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ وعظ فرما رہے تھے کہ دروازہ پر ایک فقیر آیا اور بہ آواز بلند کہا "شرف الدین افسوس ہے کہ تو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا تھا اسے بالکل فراموش کئے ہوئے ہے۔ کب تک "قال" میں مصروف رہے گا۔

Marfat.com

خدا معلوم ان الفاظ میں کیا برقی اثر تھا کہ وہ تو یہ کہہ کر چل دیا۔ اور آپ کے قلب میں عشق الٰہی کا ایک طوفان پیدا ہو گیا۔ آخر آپ حضرت شہاب الدین عاشق خدا کے مرید ہو گئے۔ اور مجاہدات و ریاضت میں اس شکوہ و شدت کے ساتھ مصروف ہوئے جس کی نظائر شاذ ہی دنیا میں ملتی ہیں اپنی تمام کتب غرق دریا کر کے حضرت کی کٹیا کے ساتھ ہی دریا میں جا گھسے اور بارہ برس کامل وہیں بے حس و حرکت جذب و استغراق کے عالم میں کھڑے رہے حتیٰ کہ آپ کی پنڈلیوں کا تمام گوشت مچھلیاں کھا گئیں مگر آپ کو خبر بھی نہ ہوئی۔ بارہ برس کے بعد ندا ہوئی کہ ہم نے تیری عبادت اور طاعت قبول کر لی جو مانگنا ہے اب مانگ لے۔ عرض کی بار الٰہا! تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ میں تو یہیں کھڑا کھڑا جان دیدوں گا اور تیری محبت ہی میں دم توڑ دوں گا۔ حکم ہوا کہ اچھا اب پانی سے نکل آ کہ ہمیں تجھ سے بہت کام لینے ہیں۔ عرض کی "تو خود نکال! آپ تو نکلوں گا نہیں۔"

حضرت علی سے استفاضہ

اسی وقت ایک بزرگ نے گود میں اٹھا کر کنارہ پر کھڑا کر دیا جھنجلا کر کہا اے شخص تو کون ہے جس نے میری بارہ سال کی محنت ضائع کی کہ میں منزل مقصود پر پہنچنے ہی والا تھا۔ فرمایا شرف الدین میں علی ہوں۔ دیکھ لے۔ آپ قدموں پر گر پڑے حضرت علی نے آپ کو نعمت باطنی سے مالا مال کر دیا۔ جس پر تمام دینی و دینوی علوم روشن ہو گئے اور دنیا و مافیہا سے غافل اور مست الست ہو گئے۔ اسی روز سے قلندر خطاب ہوا کہ قلندر وہی ہے جسے سردار سلاسل حضرت علیؑ سے فیض و شرف تعلیم حاصل ہو۔ شیخ جلال الدین پانی پتی نے بھی آپ سے بہت فیض پایا۔ آپ کی مونچھیں لمبی اور بڑی تھیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین سنامی نے ہمت کر کے اور رسول اللہ کا واسطہ دلا کر قینچی سے کتر دیں۔ ورنہ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ آپ بھی احترام شریعت میں خاموش رہے اور بہت خوش ہوئے۔

ایک مرتبہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے کچھ نذرانہ ارسال کرنا چاہا۔ آپ کا رعب بہت تھا کسی کی ہمت سامنے جانے کی نہ پڑتی تھی۔ آخر اس خدمت کے لئے حضرت امیر خسرو تجویز ہوئے۔ انہوں نے سلطان المشائخ سے آکر عرض کی۔ کچھ تامل کے بعد فرمایا۔ اچھا جاؤ۔ مگر خیال رہے کہ عاشق ایزدی ہے کہ ان کی کسی بات پر اعتراض ہرگز نہ کرنا مؤدب رہنا۔ امیر صاحب ڈرتے ڈرتے سامنے پہنچے۔

Marfat.com

امیر خسرو کی حاضری

فرمایا خسرو کچھ اپنے کلام سے سنا۔ امیر صاحب نے خوشنوائی سے ایک غزل سنائی جس کا مطلع و مقطع ہم تبرکاً درج کرتے ہیں۔

اے کہ گوئی ہیچ مشکل در جہاں دشوار نیست
گر امید وصل باشد ہجراں دشوار نیست

چند گو نیدم برد زنار ہند اے بت پرست
بر تن خسرو کدامی رگ کہ آں زنار نیست

بہت مسرور ہوئے فرمایا "خوش رہے گا اور خوش ہی جائے گا۔" پھر کچھ اپنے اشعار بھی پڑھے۔ جنھیں سن کر خسرو آبدیدہ ہو گئے۔ پھر یہ فرما کر نذر قبول کر لی۔ کہ اگر نظام الدین کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو میں ہرگز قبول نہ کرتا تین روز قیام کر کے امیر خسرو دو خط لئے ہوئے واپس ہوئے ایک سلطان المشائخ کے نام اور دوسرا سلطان کے نام جس میں لکھا تھا کہ "فوطہ دار دہلی مقرر داند کہ باہند گان خدائے تعالیٰ نیکو کند۔"

بعض امراء بولے سلطان کو "فوطہ دار" لکھنا اہانت سلطان ہے۔ خلیفہ اللہ لکھنا چاہیے تھا۔ بولا یہ بھی بڑی بات ہے۔ پہلے تو "شحنہ" ہی تھا۔ ان بے ادبوں کو کیا علم تھا کہ حضرت کا کیا درجہ ہے۔ اور اولیاء اللہ کے نزدیک سلاطین کی اہمیت کتنی ہے حقیقی سلطان تو اولیاء ہی ہیں۔ جن کے اقدام ہمیشہ سلاطین چومتے رہے ہیں۔ ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ کرنال دفن ہوئے تھے بعد کو نعش مبارک پانی پت لا کر دفن کی گئی۔ مگر قلندر صاحب کا تصرف دیکھئے کہ جہاں بیٹھ گئے ہیں وہاں بھی اب تک وہی تصرف واثر موجود ہے۔ کچھ کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ ہمارے مرشد گرامی بھی برابر زیارت کو جاتے رہتے تھے۔ اور عرصہ تک آپ کے روضۂ مبارک پر معتکف رہے ہیں۔

واقعہ حضرت بوعلی شاہ پانی پتی

ایک بار دہی بیچنے والی ایک عورت سر پر دہی کی ٹھلیاں رکھے ہوئے بوعلی کے قریب سے گزر رہی تھی۔ بوعلی نے اسے روک کر دریافت کیا "دہی بیچے گی؟"

عورت نے ٹھہر کے جواب دیا۔ "کیوں نہیں۔ دہی بیچنے کیلئے یہ بوجھ اٹھائے پھر رہی ہوں میاں جی! دہی قیمتی ہے۔ تم اسے خرید بھی سکو گے؟"

بُوعلی نے پوچھا۔ "کیا قیمت ہے؟"

عورت نے مسکرا کے کہا۔ "سونے کا ایک سکہ۔" بُوعلی شاہ نے اپنے زانو کے نیچے

Marfat.com

سے سونے کا ایک سکہ نکال کے عورت کی طرف اچھال دیا۔ اور بے نیازی سے کہا "جاؤ سکہ بھی تمہارا اور دہی بھی تمہارا۔ فقیر کو کچھ نہیں چاہئے۔" عورت نے انہیں حیرت اور تذبذب سے دیکھا۔ سکہ اس کے ہاتھوں میں تھا۔ جاتے وقت وہ مڑ مڑ کے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دو چار روز بعد وہ پھر ان کے پاس جھجکتے جھجکتے پہنچی۔ بوعلیشاہ نے اسے دوبارہ ایک سکہ دیدیا۔ اس کے بعد سے اس کا یہ معمول ہو گیا۔ کہ وہ اکثر ان کے پاس آتی اور ان سے سکہ لے جاتی پھر گھر پہنچ کے اپنے شوہر سے ان کی تعریفیں کرتی اتفاق سے وہ عورت بے اولاد تھی۔ ایک دن اس نے کہا۔ "تو ان میاں جی کی بہت تعریف کرتی ہے اور ان سے ہمیشہ سکہ لے کر آتی ہے۔ ان سے بیٹا بھی تو مانگ۔" دوسرے روز عورت نے بو علی شاہ کے پاس پہنچ کے بیٹے کی تمنا ظاہر کی اور اس سلسلے میں ان سے دعا کی طالب ہوئی بوعلیشاہ نے اس سے کہا۔ "جاؤ اپنے محلے میں منادی کرادو۔ کہ جس جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہاں آئے۔ عورت واپس چلی گئی۔

تیسرے روز وہ دوسری عورتوں کو ساتھ لے کر بو علی شاہ کے پاس پہنچی۔ بو علی شاہ نے پان کی ایک گلوری کے ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا تمام عورتوں کو کھلا دیا۔ ایک عورت کو چھوڑ کر ساری عورتوں نے پان کھا لیا۔ اور مقررمدت گذرنے کے بعد سب کی مرادیں بھر آئیں مگر جس عورت نے پان کا ٹکڑا نہیں کھایا تھا۔ وہ بدستور اولاد سے محروم رہی۔ اولاد حاصل کرنے والی عورتوں نے عقیدت کے طور پر دہی کی ایک ایک ٹھلیاں اپنے اپنے سر پر رکھی۔ اور بو علی شاہ نے ان کے نذرانے قبول کر لئے۔ ان عورتوں میں وہ عورت بھی شامل تھی جس نے پان نہیں کھایا تھا اور اولاد سے محروم رہی تھی۔ وہ بہت غمگین اور آزردہ کھڑی تھی۔ بو علی شاہ نے اس سے پوچھا "غمگین کیوں ہے؟"

عورت نے سارا ماجرا سنا دیا۔ کہنے لگی۔ میں نے آپ کا دیا ہوا پان اپنے منہ میں رکھنے کی بجائے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا۔ بو علی شاہ نے کہا۔ تو اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے جاؤ وہ پتھر اٹھا کے دیکھ۔ عورت نے ان کے کہنے پر یاد کر کے وہ پتھر اٹھایا جس کے نیچے پان دبایا تھا پتھر اپنی جگہ سے ہٹا تو تمام عورتیں دنگ رہ گئیں۔ پتھر کے نیچے ایک نوزائیدہ بچہ کھیل رہا تھا۔

عورت نے جوش مسرت میں بچہ فوراً ہاتھوں پر اٹھا لیا اور بو علی شاہ کو دعائیں دیتی

Marfat.com

ہوئی رخصت ہوگئی۔ کبھی کبھی بو علی شاہ پر استغراق کی ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ انہیں کسی چڑیا کا چہکنا بھی ناگوار گزرتا تھا۔ ایسے موقعوں پر ان کی نظر جس چیز پر بھی پڑ جاتی وہ خاک ہو جاتی۔ ایسے ہی استغراق کے عالم میں ایک برات ان کے قرب سے گذری۔ برات کا جلوس شان و شوکت سے رواں دواں تھا۔ ڈھول ناچوں کا شور بو علی شاہ کو سخت ناگوار گذرا۔ انھوں نے نظر بھر کے برات کی طرف دیکھا۔ ان کا دیکھنا تھا کہ دفعتۃً پوری برات غائب ہوگئی۔

دلہن کے گھر برات کا انتظار ہو رہا تھا۔ برات مقررہ وقت پر وہاں نہیں پہنچی تو پہلے انتظار کیا گیا۔ پھر جب انتظار کرتے کرتے مایوس ہونے لگے تو برات کی تلاش شروع ہوئی۔ ہرکارے ہر طرف دوڑائے گئے گلی گلی کوچے کوچے تلاش کیا گیا۔ مگر برات کیا ایک براتی بھی تلاش کرنیوالوں کو نہ ملا جب لوگ باربار شہادت دیتے تھے کہ انہوں نے برات گزرتے دیکھی ہے۔ سب کے لئے یہ حیرت کی بات تھی۔ کہ دولہا کے گھر سے دلہن کے گھر تک صاف راستے میں اتنی بڑی برات کہاں روپوش ہوگئی۔ طرح طرح کی قیاس آرائیاں جاری تھیں۔ تلاش کرنے والے لوگ سخت پریشان ہوئے۔ اور اس عقدے کے حل کیلئے ایک بزرگ شخص کے پاس پہنچے۔ اس نے پورا ماجرا سنا تو آب دیدہ ہوگیا۔ اور دقت سے بولا "غضب ہوگیا جاؤ جلدی کرو۔ فوراً علی شاہ کے پاس پہنچو۔" لوگ فوراً دوڑتے ہوئے علی شاہ کے پاس آئے۔ شام کا وقت تھا۔ بو علی شاہ تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے لہروں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو اپنے گرد جمع دیکھا تو ان سے پوچھا "کیوں آئے ہو؟" ایک سن رسیدہ شخص نے آگے بڑھ کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ لئے "ہماری برات غائب ہوگئی ہے دست گیری کیجئے۔" بو علی شاہ نے کہا۔ اللہ کی نذر اور اس فقیر کی نیاز قبول کرو انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی۔ اس کے حکم سے برات واپس آجائیگی۔ تین من کھانیکا نذرانہ دو۔" ہر ممکن عجلت سے تین من کھانا پکوا کر مستحقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ مضطرب لوگ پھر بو علی شاہ کے پاس پہنچے اور ان سے منت کی اب برات واپس کر دیجئے۔ بو علی شاہ نے ایک اشارہ کر کے بے نیازی سے کہا آنکھیں کھول کے دیکھو جس طرف بو علی شاہ نے اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے اضطراب سے اس طرف کا رخ کیا۔ مگر اس سے پہلے ہی ان کے کانوں میں ڈھول تاشوں کی آواز گونجنے لگی تھی۔ دیکھا کہ تمام برات ان کے سامنے موجود ہے اور خوش و خرم براتیوں کے چہرے مسرت سے کھلے جا رہے ہیں۔ دولہا گھوڑے پر سوار

Marfat.com

ہے اور کسی کو یہ احساس ہی نہیں کہ اسے چلے ہوئے دیر ہو گئی ہے اس حیرت انگیز واقع پر لوگوں نے بو علیشاہ کو قتال کا لقب دیاوہ عوام میں اسی لقب سے یاد کیے جانے لگے۔

ایک روز مخدوم جلال الدین بو علی شاہ کی قیام گاہ کے قریب سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بو علی شاہ کی جگہ ان کی بجائے ایک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ مخدوم کچھ دیر تک ہیبت زدہ کھڑے رہے پھر انہوں نے ہمت کر کے شیر سے کہا کہ "یہ شیروں کی جگہ نہیں ہے شیروں کو جنگل میں رہنا چاہئے۔" ان کا یہ کہنا تھا کہ دفعتہً چار شیر نمودار ہو گئے اور آپس میں کھیلنے لگے۔ مخدوم کی حیرانی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ وہ شیروں کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ بو علی شاہ وہاں پہنچ گئے۔ مخدوم نے انہیں سلام کیا بو علی شاہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا۔ "جلال الدین تم ہمارے محرم ہو۔ شیروں کا تماشا اطمینان سے دیکھو۔" شیر معاً آگے بڑھے اور مخدوم جلال الدین کے پیر چومتے ہوئے بلیوں کی طرح آپس میں کھیلنے لگے۔ مخدوم ششدر کھڑے تھے بو علی شاہ نے ان سے پوچھا جانتے ہو پانچواں شیر کون ہے مخدوم نے نفی میں سر ہلایا۔ بو علی شاہ نے کہا پانچویں شیر ہم ہیں۔ مخدوم پر اس انکشاف سے بہت اثر ہوا۔ وہ بو علی شاہ کے قدموں پر گر کر ان سے بیعت کے خواستگار ہوئے بو علی شاہ نے انہیں قدموں سے اٹھا کے ان کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور ان کی پیشانی چوم کر نرمی سے بولے۔ "تمہارا حصہ دوسرے کے پاس ہے اس کا انتظار کرو" کچھ مدت کے بعد جب شیخ شمس الدین ترک پانی پتی آئے۔ تو مخدوم جلال الدین نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

Marfat.com

امام الاولیاء حضرت

شمس الدین پانی پتی

خاندانی حالات

حضرت شیخ شمس الدین ترک حضور مخدوم کلیری کے خلیفہ اور اعاظم اولیائے ہند میں سے ہیں اور حضرت خواجہ احمد بسوی کی اولاد میں سے ہیں سید ہیں پانی پت کے شاہ ولایت ہیں۔ ترکستان ہی کے رہنے والے ہیں۔ وہیں پیدا ہوئے اور وہیں علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ریاضی، ہیئت، تاریخ، فلسفہ اور تفسیر و حدیث جملہ علوم میں درجہ تبحر حاصل تھا۔ (مراۃ الاسرار) پھر آپ کو تلاش مرشد شروع ہوئی۔ عشق الٰہی نے غلبہ کیا۔ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ ترکستان، ماوراءالنہر، ایران و افغانستان کے ایک بزرگ سے ملے۔ مگر حصہ تو آپ کا ہندوستان میں تھا۔ کہیں طبیعت نہ جمی۔ کسی جگہ دل نہ لگا۔ آخر ہندوستان آئے اور ملتان ہوتے ہوئے پاک پتن پہنچ گئے اس وقت حضرت مخدوم صابر بھی وہیں موجود تھے دیکھتے ہی دل میں ایک آگ لگی۔ قدموں پر گرے اور مرید ہو گئے۔ اس وقت مخدوم صاحب نے فرمایا تھا۔

"شمس الدین فرزندِ من است آرزو دارم کہ سلسلہ ام ازو جاری شود۔" تکمیل علوم کے بعد مجاہدات و ریاضات تو آپ نے ترکستان ہی میں شروع کر دیئے تھے اور یہ سلسلہ اب تک بدستور جاری ہے۔ مرید ہونے کے بعد تو دروازے کھل گئے۔ حجابات اٹھنے لگے اور تھوڑے ہی عرصہ میں کامل ہو گئے۔ بابا صاحب نے اہلیت پا کر وہیں خلافت نامہ عطا فرما دیا۔ اور کچھ روز بعد حضرت مخدوم صاحب نے نہ صرف یہ کہ آپ کو خرقہ ء خلافت عطا کر دیا۔ بلکہ اپنا جانشین بنا لیا اور پانی پت کا شاہ ولایت بنا دیا۔ آپ نے خلافت عطا کرتے وقت ہی اسم اعظم بھی تعلیم کر دیا جو سینہ بہ سینہ خاندان چشت میں چلا آتا ہے۔

Marfat.com

شاہی فوج میں ملازمت

خلافت لینے کے بعد حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اب تم میرے پاس سے جاؤ اور شاہی منصب داروں میں ملازمت کر لو۔ آپ حضرت مخدوم صاحب جیسے بزرگ جلیل کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہنے کے باعث قدوۂ عشاق بن چکے تھے۔ کلیر سے نکل کر دہلی پہنچے اور سلطانی افواج کے ایک اہم عہدے پر فائز ہو گئے کئی ہزار فوج آپ کے ماتحت تھی۔ کسی کو یہ علم نہ تھا کہ کرنیل فوج قطب وقت ہے آپ ایک عرصہ تک فوج میں ملازم رہے ایک دفعہ سلطان غیاث الدین بلبن نے باغیوں کی سرکوبی کیلئے مہم بھیجی۔ چونکہ قلعہ بہت مضبوط اور ناقابل تسخیر تھا۔ باغیوں کی قوت خوفناک صورت اختیار کر گئی تھی۔ اس لئے سلطان خود ایک عظیم الشان لشکر لے کر بڑھا اس لشکر میں آپ بھی تھے ہر چند قلعہ پر حملے کئے جاتے تھے۔ مگر قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ اور محاصرہ طول کھینچتا چلا جاتا تھا سلطان پریشان تھا۔ شدت کی سردی پڑ رہی تھی کہ ایک آندھی آگئی جو اتنی تند و تیز تھی کہ اس نے تمام لشکریوں کے خیمے گرا دیئے اور رسیاں ٹوٹ گئیں اس سے ایک ہی روز پیشتر سرہنگان شاہی رسیوں کے لیے سوت کی تلاش میں ادھر ادھر کے دیہات میں گھوم رہے تھے۔ گاؤں والے پریشان ہوئے تو انہی میں سے ایک شخص نے جو وہاں کا صاحب ولایت تھا اور بہ تبدیل ہیئت رہتا تھا ان سرہنگوں کو ایک نلکی دیدی تھی کہ انہیں نہ تنگ کرو اور جتنے سوت کی ضرورت ہو اس نلکی میں سے کھینچ کھینچ کر نکالتے رہو۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ بہت معتقد ہوئے۔ سلطان بھی پہنچا۔ اس نے کہا کہ یہ کام میری ہمت سے توبالاتر ہے۔ البتہ آپ ہی کے لشکر میں ایک قوی تر بزرگ ہے۔ وہ یہ کر سکتا ہے۔ نشان پوچھا تو کہا شب کو زور کی آندھی آئے گی۔ جس کے خیمہ میں چراغ جلتا دیکھو اسی سے کہہ دو۔

سلطان بلبن کی حاضری

آندھی اور بارش اس شدت کی تھی کہ فوج کی فوج پریشان ہو گئی۔ سامنے دشمن اور اوپر سے آسمان اور آندھی۔ ہر شخص اپنی جگہ مضطرب تھا۔ کسی کو خیال بھی نہ رہا۔ سلطان کا خادم رات ہی کو خیمہ سلطانی سے آگ کی تلاش میں نکلا جو ناپید تھی اور پانی گرم کرنے کے لئے ضرورت تھی ڈھونڈتا چلا جا رہا تھا کہ اسے ایک خیمہ کھڑا بھی نظر آیا اور اس میں چراغ جلتا بھی دیکھا۔

سامنے جو آیا تو دیکھا۔ آپ بیٹھے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ اتنی ہیبت تھی کہ

Marfat.com

اس کی زبان نہ کھل سکی۔ آخر آپ نے نگاہ اٹھا کر فرمایا آگ کی ضرورت ہے تو لے لے۔ یہ فرما کر آپ تو پھر تلاوت میں مشغول ہو گئے اور وہ چراغ سے کوئلہ سلگا کر لے گیا۔ رات زیادہ تھی کچھ نہ کیا۔ لیٹ رہا۔ لیکن صبح ہی اٹھ کر پھر گیا۔ آپ وہاں نہ تھے۔ دیکھا کہ آپ تالاب کے کنارے بیٹھے وضو کر رہے ہیں۔ چاہا کہ وہ بھی وضو کر کے آپ کے ساتھ ہی نماز میں مصروف ہو۔ تالاب پر جو گیا تو پانی گرم پا کر اس کی حیرت اور بڑھ گئی۔

اب تو تاب ضبط نہ رہی۔ اس نے سلطان سے جا کر تمام واقعہ کہہ سنایا دن اور رات جوں توں کر کے گذار دی۔ مگر صبح ہونے سے پیشتر سلطان اور وہ خادم دونوں پہلے تالاب پر گئے۔ دیکھا کہ پانی بہت خنک ہے۔ پھر دور ایک درخت کے سائے میں چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ حسب معمول آپ آئے وضو کیا اور چلے گئے۔ اب جو سلطان نے جا کر دیکھا تو واقعی تمام تالاب کا پانی گرم تھا۔ سلطان آخر حضرت بابا صاحب کا مرید تھا یہ دیکھ کر مسرور اور بے چین ہو گیا۔ نماز کے بعد آپ تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ سلطان آپ کے سامنے جا کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور دیر تک کھڑا رہا۔ آپ پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ نظر جو اٹھی سلطان کو کھڑا پایا۔ آپ تعظیم کیلئے اٹھے مگر سلطان نے کہا حضور تشریف رکھیں۔ مجھے تو اس امر کی بے حد مسرت ہے کہ میرے لشکر میں آپ جیسے خدا رسیدہ بزرگ موجود ہیں۔ حضور دعا کریں کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے۔ آپ نے اب بھی خود کو بہت چھپانا چاہا۔ مگر سلطان برابر منت واستدعا میں مصروف رہا آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور کہا جائیے حملہ کیجئے فتح ہو گی۔ سلطان کی باچھیں کھل گئیں۔ خوش خوش واپس ہوا اسی وقت قلعہ پر دھاوا بول دیا۔ اب کیا رکھا تھا۔ پہلے ہی حملہ میں قلعہ مسخر تھا۔ (سیرۃ الاقطاب)

اللہ اللہ بزرگوں کی بھی کیا شان ہے۔ حقیقت میں سلطنت ان ہی کی ہے بادشاہ بھی یہی ہیں۔ دیکھ لیجئے کہ پر شکوہ فرماں روائے ہند جس کی ہیبت و طنطنہ سے بڑے بڑے جواں مردوں کے زہرے آب ہوتے تھے۔ کس طرح ایک ماتحت کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔ اور جو مادی قوت چند ماہ میں نہ کر سکتی تھی روحانی قوت نے چند لمحوں میں کر دیا۔

کشف وکرامات

آپ اپنے وطن ترکستان سے نکل کر مدتوں تلاش مرشد میں پھرتے رہے۔ ایک دفعہ کہیں علماء وسادات کا اجتماع تھا۔ شہر کے معززین بھی

Marfat.com

جمع تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ خود کو سید تو بتاتے ہیں۔ مگر اس کا ثبوت بھی آپ کے پاس ہے؟ فرمایا میں نے اپنے والد سے یہی سنا ہے اور نسب نامہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ بولا واہ یہ سند تو آپ کی اپنی ہی ہے۔ اسے کون قبول کر سکتا ہے یہ سنتے ہی آپ کو جلال آ گیا۔ فرمایا سید کی ڈاڑھی کا بال آگ میں نہیں جلا کرتا۔ آؤ ہم تم دونوں آگ میں گھسیں اور وہ آپ ہی ہمارے تمہارے سید ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ کر دے گی۔ یہ کہا اور آپ ایک تنور میں کود گئے۔ کودتے ہی آگ سرد ہو گئی۔ نہ صرف جسم بلکہ آپ کے لباس پر بھی آنچ نہ آئی ساتھ ہی وہیں اسی وقت ایک چشمہ بھی جاری ہو گیا۔ جس سے وضو کر کے آپ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے معترض سے کہا کہ آیئے اب آپ بھی تنور میں اتریئے وہ ابھی قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی چیخنے لگا۔ آپ کو رحم آ گیا اور دوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا جس سے آگ بجھ گئی۔ تمام اہل مجلس نے معافی چاہی اور معتقد ہو گئے۔

جس وقت آپ سے میدان جنگ میں کرامت ظاہر ہوئی اسی وقت آپ کو حضرت مخدوم صاحب کی وصیت یاد آئی اور سلطان کے پہنچنے سے پیشتر ہی سب کچھ وہیں چھوڑ کر غائب ہو گئے اور سیدھے کلیر حاضر ہوئے۔ اپنے مرشد گرامی کی تجہیز و تکفین کر کے تین روز کے بعد پانی پت پہنچ گئے۔

پانی پت میں ورود جس وقت آپ کو پانی پت جانے کا حکم ہوا آپ نے عرض کی کہ حضور وہاں کی ولایت تو حضرت بو علی شاہ قلندر کے قبضہ میں ہے۔ ان سے کیونکر بنے گی؟ فرمایا خوف نہ کرو۔ ان کا وقت قریب آ چکا ہے کہا کہ میری تو تمنا تھی کہ حضور ہی کے آستانہ کی جاروب کشی میں عمر بسر کر دوں مگر حکم سے چارہ نہیں۔ غرض آپ حسبِ پانی پت گئے اور جا کر ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ آپ کو بھی اپنے کشف سے علم ہو گیا۔ اور اٹھ کر چل دیئے ایک شخص حلوہ فروش تھا۔ قلندر صاحب اس پر بہت مہربان تھے۔ فرمایا کہ یہاں کا شاہ ولایت دوسرا مقرر ہو گیا ہے۔ عرض کی کہ مجھے دکھا دیجئے۔ فرمایا جا دیکھ لے کہ فلاں محلہ میں ایک چرم پوش زیر دیوار بیٹھا ہے۔ مگر مؤدب رہنا۔ جا کر دیکھا تو دو شیر آپ کے اردگرد بیٹھے تھے بہر کیف قلندر صاحب پانی پت سے باگھونی چلے گئے۔ چونکہ کبھی کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلندر صاحب نہیں شیر بیٹھا ہے اسی لئے یہ جگہ اب تک باگھونی کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت شمس نے لکھا ہے کہ پانی پت

Marfat.com

کے توابع بھی ولایت میں شامل ہیں۔

یہ سن کر آپ بوڑھا کھیڑا چلے گئے اور وہاں سے کرنال پہنچ کر وصال پایا۔ آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی جس سے آپ کا ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو عہد شاہجہان میں اکبر آباد کا حاکم تھا۔ جب یہ صاحبزادے (سید صفدر خاں) معزول ہو گئے تو پانی پت قلندر صاحب کی زیارت کو آئے۔ وہاں آپ کو حضرت شمس الدین ترک کے انتقال کا حال معلوم ہوا۔ یہ سنتے ہی رونے لگے اور مجاوروں سے بولے مجھے تو علم نہ تھا۔ میں تو آپ ہی سے ملنے کیلئے ہندوستان آیا تھا کہ وہ میرے والد گرامی تھے مجھے کہیں پتہ نہ چلا تھا۔ شاہجہاں کو جو یہ معلوم ہوا تو اس نے انہیں کابل و قندھار کا صوبے دار مقرر کر دیا۔ حضرت چراغ دہلی آپ کے ہمعصر تھے۔ یگانہ روزگار ولی تھے۔ پانی پت میں مزار ہے۔ ۷۱۸ھ میں وصال ہوا۔

Marfat.com

کبیر الاولیاء حضرت

جلال الدین پانی پتی

دولت و ثروت کی انتہاء حضرت کبیر الاولیاء شیخ جلال الدین بہت امیر دولتمند اور امیر وقت تھے اور آپ کے والد خواجہ محمود کی دولت کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ علم و فضل میں ممتاز تھے۔ بچپن ہی سے یہ حالت تھی کہ کسی کی تکلیف سے بے چین ہو جاتے تھے۔ اور جب تک اس کی تکلیف رفع نہ کر لیتے تھے قرار نہ آتا تھا۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کی بہت مدد کرتے تھے۔ ابھی شباب میں قدم بھی نہ رکھا تھا کہ استغراقی کیفیت پیدا ہونی شروع ہو گئی تھی۔ جنگلوں میں نکل جاتے اور وہاں عبادات میں مصروف رہتے تھے۔ قلندر صاحب کی صحبت نے آپ کے قلب کو مجلّٰی کر دیا تھا۔ قلندر صاحب بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے قلندر صاحب کے انتقال کے بعد آپ ایک گھوڑے پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے گھوڑے کو دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ حضرت شمس الدین ترک اس وقت اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے نظر جو پڑی گھوڑا روک لیا اتر کر حاضر خدمت ہوئے۔ سر قدموں پر رکھدیا۔ اسی وقت دل میں محبت الٰہی کی ایک آگ لگ گئی۔

اس وقت تک یہ حالت تھی کہ بڑے عیش اور عشرت و شان و شکوہ کے ساتھ امیرانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ مگر مرید ہوتے ہی دنیا کی طرف سے دل سرد ہو گیا اور اب وہی نوجوان جس کے شب و روز عیش و نشاط اور آرام و آسائش میں گذرتے تھے جس نے کبھی تکلیف و محنت کی صورت نہ دیکھی تھی جو ہر اعتبار سے ایک عیش پسند مگر مخیّر امیر زادہ تھا۔ عبادات و مجاہدات میں مصروف ہو گیا اور تمام دنیوی راحتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔ مرشد

Marfat.com

گرامی کی خدمت و توجہ سے کچھ ہی عرصہ بعد خرقہ خلافت بھی عطا ہو گیا اور مرتبہ ء کمال کو پہنچ گئے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔

دین و دنیا کی بخشش حضرت شیخ شمس الدین ترک نے جب آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا ہے تو دعا دی تھی کہ :۔

"جلالی! تجھے یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا۔"

اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ تجھے دین اور دنیا دونوں عطا کئے۔ مرشد گرامی کی دعا مرید کے حق میں ہمیشہ مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ دین و عرفان میں بھی کامل تھے۔ اور دنیا کی دولت و ثروت کے بھی انبار آپ کے پاس موجود تھے۔ پانی پت کوئی اتنا بڑا شہر نہ تھا۔ پھر بھی مقبولیت و فتوح کا یہ عالم تھا کہ روپیہ اور اشرفیاں تو ایک طرف زر و جواہر تک نذر میں ملتے اور بکثرت ملتے۔ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر لاد لاد کر سامان لاتے اور آپ کو نذرانہ پیش کرتے۔ عظیم الشان لنگر خانہ بھی جاری تھا جس سے ہزار ہا آدمی روزانہ کھانا کھاتے تھے سینکڑوں مسافر پڑے رہتے تھے ہزار ہا روپیہ روزانہ کا خرچ تھا۔ نئی چیز یہ تھی کہ جو شخص جس برتن میں کھاتا وہ اسی کی ملکیت قرار دے دیا جاتا۔ ایک دنیا حیران تھی کہ اتنا برتن روزانہ کہاں سے آجاتا ہے۔ مگر آتے تھے۔ گو آپ امیر و امیر زادہ تھے۔ سب کی سب ثروت جوں کی توں موجود تھی۔ فتوحات کا بھی کوئی شمار نہ تھا مگر ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ یہاں تو خرچ کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا کہ کھانے سے زیادہ کے برتن ہوتے تھے۔ آج کل کے تہذیب زدہ کہیں گے کہ یہ لوگوں کو محنت سے کاہل بنانے والی چیز ہے کہ لوگ پڑے ہیں اور کھا رہے ہیں لیکن یہ بھی ایک عالمِ آشکارہ حقیقت ہے کہ "اس کام کے دور میں لاکھوں بیکار ہیں اور اس بیکاری کے زمانہ میں سب باکار تھے۔

لوگ اپنی کوتاہ فہمی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ضروریات زندگی سے صرف ایک کھانا ہی ایسی چیز ہے جو اگر کسی کو ملتا ہے تو وہ کام نہ کرے گا۔ حالانکہ یہ غلط ہے محض کھانے پر وہی شخص اکتفا کرتے ہیں جو مصیبت زدہ ہوتے ہیں۔ مسافر ہوتے ہیں غریب طلباء ہوتے ہیں اور انہیں کھلانا ہر درجہ کا ثواب ہے۔ رزاقی باری تعالےٰ کی خاص صفت ہے جب اہل اللہ کو کوئی کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ یہ انسان کی نہایت ابتدائی اہم ضرورت ہے۔ بندے بندوں کیلئے اور کچھ نہ کر سکیں تو کم از کم اتنا تو کریں کہ وہ انہیں روٹی کی تکلیف تو نہ

Marfat.com

ہونے دیں۔ بھوکا تو نہ مرنے دیں۔ فقراء یہی کرتے تھے اور یہی انسانیت کا اقتضاء ہے۔ آج کل تو انسانیت کی بجائے ہوس پرست زندگی کا دور ہے۔

عظمت و بزرگی اور ایک سادھو کا اسلام

اس جائداد اتنی ثروت اور فتوحات کے باوجود آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر اکثر فاقے گذرتے تھے۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ نفس کشی کیلئے روزے اور فاقے سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی فقر بہت پسند تھا اور اکثر فقراء فقر و فاقہ کو اس لئے پسند کرتے رہے ہیں۔ بھوک اور تنگی میں انوار و تجلیات کا نزول بہت زیادہ ہوتا ہے۔

آپ پر ہمہ وقت استغراق و جذب طاری رہتا تھا۔ آخر میں یہ حالت ہو گئی تھی کہ نماز کے وقت خدام شانے پکڑ پکڑ کر لاتے اور حق حق کرتے جب کہیں جا کر آنکھیں کھلتیں۔ نماز جمعہ آپ مدت ہائے دراز تک کعبہ شریف میں پڑھتے رہے۔ مگر لوگوں پر آخر ہی میں اس حقیقت کا انکشاف ہوا۔ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جلال تیرا کعبہ تیرے پاس ہے۔ وہاں میرا فرزند محمود موجود ہے اس کے پہلو میں نماز پڑھا کر۔ چنانچہ پھر آپ جمعہ کی نماز سید محمود کے مزار کے قریب ہی پڑھتے رہے۔ (سیرۃ الاقطاب)

لکھا ہے کہ چالیس برس تک آپ سیاحی بھی کرتے رہے ہیں۔ شہر میں دل گھبراتا تو جنگلوں میں نکل جاتے اور دس دس روز تک وہیں گھومتے رہتے۔ غیب سے کھانا آتا آپ اسے کھاتے رہتے۔ بعض اوقات اللہ اور کھانے والے بھی بھیج دیتا تھا۔

ہزار ہا مخلوق کو آپ سے فیض پہنچا۔ اسلام اور مقصد اسلام کو بہت تقویت ہوئی بکثرت ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ سیاحت کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر جو پہنچے تو دیکھا کہ ایک سادھو بھی میں آنکھیں بند کئے ہوئے بے حس و حرکت بیٹھا ہے۔ تھا بھی کامل۔ آپ نے قریب پہنچ کر اس کے قلب کو حرکت دی اس نے آنکھیں کھول دیں اور آپ کو پارس کا ایک ٹکڑا خوش ہو کر عطا کیا۔ جسے آپ نے مسکرا کر پانی میں پھینک دیا۔ اسے ناگوار گذرا۔ بولا تو نے اس گراں بہا شئ کی قدر نہ کی۔ میں نہیں جانتا۔ میرا پتھر مجھے دے۔ ورنہ میں تجھے یہاں سے ایک قدم بھی نہ اٹھانے دوں گا۔ آخر آپ برابر کے چشمے میں اتر گئے اور کہا لے پتھر اٹھا لے۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں اس قسم کے صدہا پتھر پڑے ہیں۔ فرمایا بے

Marfat.com

ادب! بندگان خدا جس پتھر پر نظر کرتے ہیں پارس بن جاتا ہے۔ وہ یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور پھر اس نواح میں اس کے جتنے چیلے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ یہ سادھو کامل ولی ہو گیا۔

کشف و کرامات

دوران سیاحت میں کچھ دیہاتیوں کو بھاگنے پر آمادہ دیکھ کر سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ حاکم ظالم ہے۔ پیداوار ہوئی نہیں اور وہ روپیہ مانگتا ہے۔ فرمایا تمہارے پاس جتنے ہل پھاؤڑے کدال کھرپے اور لوہے کا سامان ہو وہ لے آو۔ آپ نے اس انبار کو آگ میں رکھ دیا اور غائب ہو گئے صبح کو جو انہوں نے دیکھا تو تمام لوہا سونا تھا یا تو انتہائی غریب تھے یا انتہائی خوش حال ہو گئے سچ ہے کہ "اسے فضل کرتے دیر نہیں لگا کرتی۔"

آپ کے صاحبزادوں کے پاس ایک کیمیاگر نے آکر کہا کہ مجھے تم فاقوں سے معلوم ہوتے ہو بزرگ زادہ ہو میں تمہیں سونا بنانا سکھاتے دیتا ہوں۔ پھر سکون واطمینان سے زندگی بسر کرتے رہنا آپ نے دونوں کے یہ الفاظ سن لئے صاحبزادوں کو حجرے کے اندر بلا کر کہا کہ چھت کو تو دیکھو دیکھا تو سراسر سونے کی تھی پھر جس طرف نظر کی در و دیوار اور سقف و بام سونے کے نظر آئے۔ فرمایا بیٹا! یہ بات پیدا کرو اکسیر یہ ہے وہ اکسیر فقراء کا کام نہیں۔

ایک صاحب احمد قلندر ایران سے تلاش مرشد میں نکلے اور چلتے چلتے پانی پت کے قریب لکھی جنگل میں قیام کیا۔ اطراف کے تمام مشائخین و علماء کی ضیافت کی آپ بھی مدعو تھے خوانوں پر خوان پوش پڑے ہوئے تھے۔ جن کے اٹھانے پر سب کو نظر آیا کہ کھانا مشتبہ تھا۔ کسی رکابی میں بندر۔ کسی طباق میں گدھے کے پاؤں کسی قاب میں کتے کا گلہ۔ کسی طشتری میں بلی کا گوشت صاف دیکھا گیا سب حیران رہ گئے۔

فرمایا اللہ تعالے سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ اپنے حکم سے مشتبہ کھانوں کو دستر خوان سے جدا کرے زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی ہر جانور زندہ ہو کر کود کر بھاگ گیا۔ یہ رنگ دیکھتے ہی احمد قلندر نے دوڑ کر سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا کہ میں نے یہ ضیافت کی ہی اس غرض سے تھی کہ مجھے کوئی صاحب ولایت مل جائیں کہ ان سے کمال باطنی حاصل کروں۔ تمام مشائخین کو بہ اعزاز تمام رخصت کر کے وہ آپ کا مرید ہو گیا اور مرتبہء کمال کو پہنچا۔ (سیر الاقطاب)

Marfat.com

ایک دفعہ مفتی عبدالسمیع پانی پتی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ ادھر سے ایک ضعیف عورت گھڑا لئے ہوئے گذری آپ نے اس سے گھڑا لیکر خود پانی بھرا اور کہا کہ مائی تو نہ گھبرا۔ بہت ضعیف ہو گئی ہے جو کام ہوا کرے مجھ سے کہہ دیا کر۔ پھر دعا دی کہ الٰہی یہ غریب بڑھیا ہے اس کا پانی کم نہ ہو چنانچہ اس گھڑے کا پانی کبھی کم نہ ہوا۔

مخدوم جہانیاں سے ملاقات

غرض بڑے صاحب کشف و کمال بزرگ تھے۔ ۷۶۵ھ میں وفات ہوئی۔ پانی پت میں مزار مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔

ایک مرتبہ حکم ربانی ہوا کہ دہلی پہنچ کر حضرت مخدوم جہانیاں کو اپنی عمر سے دس برس عطا کر آپ نے اپنے فرزند کی آنکھیں بند کرائیں۔ دونوں ایک لمحہ کے اندر دہلی تھے۔ مخدوم صاحب عالم نزع میں تھے آپ کے پہنچتے ہی تندرست ہو گئے۔

سلطان فیروز شاہ مخدوم کا مرید تھا اسے جو معلوم ہوا تو بلایا نذر دینی چاہی نہ لی۔ تاہم اس نے آستانہ پر آکر کئی لاکھ اشرفیاں اللہ کی راہ پر لٹائیں۔

مخدوم صاحب نے بھی پانی پت مین آکر قیام کیا۔ کئی ماہ رہے۔ حجرہ اب تک حجرۂ مخدوم جہانیاں کے نام سے بنا ہوا موجود ہے۔ مخدوم صاحب کا انتقال ۷۸۵ھ میں ہوا۔ آپ کے بہت خلفاء ہوئے اور سب ہدایت خلق میں مصروف رہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ

احمد رودولوی

خاندانی حالات اور شاندار بچپن

حضرت شیخ احمد رودولوی بڑے گرامی قدر بزرگ گذرے ہیں حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کے محبوب ترین خلیفہ تھے ہلاکو خاں کی تباہ خیزیوں کے درمیان میں آپ کے جدِ بزرگوار داؤد ایک جماعت کے ساتھ بلخ سے ترک وطن کر کے عازم ہندوستان ہوئے کہ اس عہد میں صرف ہندوستان اور مصر ہی وہ اسلامی ممالک تھے جو تاتاری درندوں کی درندگی سے محفوظ اور گونہ مطمئن تھے سلطان علاؤالدین خلجی کا زمانہ تھا رودولی میں فروکش ہوگئے۔ چونکہ فاضل روزگار تھے اس لئے یہاں ہاتھوں ہاتھ لئے گئے اور حضرت چراغ دہلوی کے مرید ہو کر اچھی استعداد پیدا کر لی آپ کے والد شیخ عمر بھی بہت بزرگ تھے اور رودولی میں پیدا ہوئے آپ کے بڑے بھائی تقی الدین تو دہلی نقل وطن کر گئے آپ اپنی والدہ صاحبہ ہی کے پاس رہے۔ بزرگ ماں کے بیٹے ہمیشہ بزرگ ہی ہوا کرتے ہیں ماں تہجد پڑھتیں تو آپ بھی اپنی ماں کے ساتھ ہی اٹھ کر تہجد پڑھنے لگے۔ ماں کیسی ہو اولاد کی محبت سے اس کا قلب لبریز ہوتا ہے ایک روز کہنے لگیں بیٹا ابھی تم بچے ہو سات برس کی عمر بھی تو نہیں تم پر تو ابھی نماز روزہ فرض نہیں۔ بولے آپ کیسی ماں ہیں کہ خود تو خالق اکبر کی عبادت میں مصروف رہتی ہیں اور مجھے روکتی ہیں اسی وقت گھر سے نکل کر چلدیئے اور زبان پر حق حق جاری ہوگیا۔

جذب و مجاہدات

پیادہ پا سفر کرتے ہوئے دہلی میں جا پہنچے جہاں آپ کے بھائی شیخ تقی الدین موجود تھے۔ انہوں نے بہت ہی شفقت کی معلم کے پاس لے گئے جس نے میزان الصرف پڑھانی شروع کر دی فرمایا خوب! آپ تو عجیب قسم کے معلم ہیں

Marfat.com

کہ ضَرَبَ. ضَرَبَا میں میرا وقت ضائع کرتے ہیں۔ مجھے تو وہ علم پڑھایئے جس سے معرفت الٰہی حاصل ہو۔ معلم کو ایک بچے سے یہ الفاظ سن کر بہت تحیر ہوا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپ کے بھائی سے کہہ دیا کہ اس بچے پر تو عشق الٰہی غالب ہے میں اسے کیا تعلیم دے سکتا ہوں۔ چند ماہ رہے ہوں گے کہ پھر جوش اٹھا اور دہلی سے بھی چل کھڑے ہوئے عرصہ تک جنگلوں میں پھرتے اور بزرگوں سے ملتے رہے۔ بہت مجاہدات کئے بہت سی عبادتیں کیں۔ آخر آپ شیخ جلال الدین کے پاس پانی پت آئے پہلے تو آستانہ کا احتشام اور دستر خوان کی عظمت دیکھ کر بد دل ہوئے۔ واپس گئے جس سے راستہ پوچھتے۔ وہ خانقاہ کی طرف اشارہ کر دیتا۔ دن بھر چلتے پھر وہیں آنکلتے سمجھے اللہ کا حکم یہی ہے۔ آخر دردمندانہ آکر مرید ہوئے۔

ایک بزرگ بڑھیا اور تیمور کا حملہ

شیخ کی توجہ سے آپ مقتدائے روزگار بن گئے۔ یہ حالت تھی کہ مدت تک ایک گوشہ خانقاہ میں مستغرق بحر جمال میں بے خودانہ پڑے رہتے۔ پھر جو سلوک میں آئے تو بحکم مرشد سیاحت کو نکل کھڑے ہوئے۔ ایک شہر میں پہنچ کر دیکھا کہ رات کو لوگ اذانیں دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نازل شدہ بلا کے لئے یہ کیا جا رہا ہے۔ آپ سے کہا گیا۔ فرمایا مجھ سے تو یہ ہرگز نہ ہو سکے گا کہ اس کی طرف سے آئی ہوئی چیز کو روکنے کیلئے سعی کروں۔ چنانچہ روتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے قصبہ سنام میں آکر ایک بڑھیا کے ہاں مصروف مجاہدہ وریاضت ہو گئے۔ یہ بڑھیا خود بھی بہت بزرگ تھی اور اتنی ریاضت و عبادت کرتی تھی کہ آپ بھی اس سے زیادہ نہ کر سکتے تھے۔ بڑھیا کا نام فاطمہ تھا۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی حوض ہے۔ لوگ اس سے مچھلیاں مار رہے ہیں۔ آپ نے بھی اسی شب کو یہی خواب دیکھا تھا۔ فرمایا تیرے خواب کی تعبیر تو یہ ہے کہ سنام لٹ جائے اور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دہلی پر تباہی آئے چنانچہ امیر تیمور ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ وہیں ایک مجذوب رہتا تھا۔ وہ اور آپ دونوں سنام چل دیئے پانی پت پہنچے تو شیخ جلال الدین بھی آمادہ سفر تھے۔ فرمایا اب یہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔ شیخ تو کوہستان کی طرف چل دیئے آپ بدایوں شریف آئے اور چند دن قیام کر کے بہار اور بہار سے بنگال جا پہنچے حضرت شیخ علاؤالدین سے ملے اور ان کے بعد ان کے فرزند جلیل شیخ نور الدین قطب عالم بنگالی کے پاس رہے جو مشاہیر اولیائے ہند سے

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ جن کی حالت تھی کہ ایک روز لکڑیاں سر پر اٹھائے ہوئے خانقاہ کے لئے لا رہے تھے کہ ان کے بڑے بھائی شیخ عظیم خاں وزیر سلاطین نے کہا کہ باپ کے پاس رہ کر دیکھ لیا کب تک لکڑیاں ڈھوتا رہے گا۔ اب بھی مان لے اور میرے پاس چلا آ کہ عیش کرے گا۔ فرمایا وزارت تجھی کو مبارک ہو میرے لئے یہ ہیزم کشی ہی سعادت ہے۔ ۸۵۱ھ میں وفات پائی۔

خلفاء کے کمالات عرفانی

اس کے بعد وطن پہنچ کر نکاح بھی کیا اور ہدایت خلق میں مشغول ہو گئے۔ دیوار پر بیٹھے تھے کہ شیخ جمال گھوڑے پر سوار ادھر سے گذرا اور تعریضاً کہا کہ کیا دیوار گھوڑا ہے؟ فرمایا۔ ہاں تیرا گھوڑا نہ چلے گا۔ مگر میرا گھوڑا چلتا ہے۔ دیوار چلنے لگی۔ اور اس کا گھوڑا ایک قدم نہ چلا۔ ۸۳۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف رودولی میں ہے۔ شیخ جلال الدین کے اوّل خلیفہ آپ ہی تھے۔ دوسرے خلیفہ خواجہ شبلی علوم ظاہری و باطنی اور فقر و کرامات میں یگانہ روزگار تھے دونوں پاؤں قطعاً بے کار تھے۔ مگر جب حال آتا تھا تو تندرستوں کی طرح کھڑے ہو کر وجد کرتے تھے ایک روز چچا ادریس نے کہا شبلی تو جو کھڑا ہو جاتا ہے لوگ کہتے ہیں۔ کہ اپنی کرامت دکھاتا ہے پھر بیٹھے تو تاحیات نہ اٹھے۔ آپ حضرت کبیر الاولیاء کے فرزند تھے۔ اور خلیفہ بھی ۸۹۲ھ میں وصال ہوا۔ رودولی شریف میں مزار ہے۔ آپ کے ایک اور پیر بھائی شیخ شہاب الدین تھے جن کا مزار جھنجانہ میں ہے۔ مزار پر چراغ رکھ دیجئے۔ کتنی ہی تند و تیز ہوا ہو گل نہ ہو گا۔

تیسرے خلیفہ شیخ نظام الدین کی یہ حالت تھی کہ مسلسل تیس برس خدمتِ شیخ میں رہ کر سنام مامور ہوئے۔ انتقال کے بعد مزار پر ایک شعلۂ نور مدت تک نمایاں رہا۔ جب شیخ نے آکر کہا کہ یہ نور باہر نہیں اندر چاہئے تو پھر ظاہر نہ ہوا۔

Marfat.com

عارف ربانی

حضرت شاہ مینا چشتی

حضرت سارنگ سے استفاضہ

شیخ مینا چشتی مشاہیر اولیائے ہند سے ہیں۔ لکھنو کے شاہ ولایت مقرر ہوئے تھے۔ بڑے ذی رتبہ و کمال بزرگ تھے۔ آپ حضرت شیخ قوام الدین سارنگ چشتی و سہروردی کے خلیفہ تھے۔ یہاں یہ واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ قوام الدین کی حالت کیا تھی۔ چونکہ ان کی روداد دلچسپ و موثر ہے۔ اس لئے معرض تحریر میں لائی جاتی ہے۔ ابتداء میں بہت بڑے امیر تھے۔ ہندو تھے۔ مسلمان ہونے پر چونکہ فیروز شاہ کے بیٹے سلطان نے ان کی بہن سے شادی کرلی تھی۔ اس لئے دربار میں بھی ایک معزز عہدہ مل گیا۔ دکن میں اپنے نام پر شہر سارنگ آباد کیا۔ چونکہ بادشاہ وقت انہی کے ہاتھ حضرت مخدوم جہانیاںؒ اور شیخ راجن قتال سہروردیؒ کو خاصہ بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز شیخ راجن نے کہا کہ سارنگ اگر تو نماز پڑھنے لگے تو میں شیخ کا ادلش دے دیا کروں۔ اس کے بعد کہا۔ اب اگر تو نماز اشراق و چاشت بھی پابندی سے پڑھنے لگے تو میں اور تو ساتھ ہی ساتھ ایک ہی برتن میں کھالیا کریں چنانچہ تینوں بزرگ ساتھ ہی ساتھ کھانا کھانے لگے۔ جس سے ان کا سینہ از خود ہی تجلی گاہ انوار بن گیا۔ تمام زر و جواہر راہ خدا میں لٹادیئے۔ اور مرتبہ ولایت پر پہنچے۔ بعد کو حضرت شیخ راجن قتال سہروردیؒ نے بھی خلافت عطا کردی۔ ۸۴۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت شیخ مینا نے انہی کی خدمت سے مرتبہ ولایت حاصل کیا۔

مجاہدات و عبادات

جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوگئی۔ تو والدین کو آپ کی تعلیم کا خیال آیا اور آپ کو مکتب میں لے گئے۔ استاد نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہلوا کر قاعدہ سامنے

Marfat.com

رکھا اور کہا پڑھو الف آپ نے فرمایا الف۔ استاد نے کہا پڑھو "ب" فرمایا بس جناب جو پڑھنا تھا پڑھ لیا۔ میرے لئے ایک الف ہی بہت کافی ہے۔ مجھے "ب" پڑھنے کی نہ ضرورت ہے۔ اور نہ پڑھنا چاہتا ہوں میں تو صرف الف ہی سے محبت رکھتا ہوں جو کچھ ہے صرف الف ہے۔ باقی سب لغویات ہے۔ استاد ایک بچے کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بہت حیران ہوا۔ لیکن جب آپ نے اس صغر سنی کے باوجود الف کی تفسیر بھی کی تو وہ انگشت بدنداں رہ گیا۔

ولی مادر زاد تھے۔ بچپن ہی سے استغراق و محویت روز افزوں تھی۔ کرامات کا ظہور ہوتا چلا آرہا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ نے مجاہدات و ریاضات شروع کر دیں ذرا یہ رنگ ملاحظہ فرمائیے کہ غلبہ نیند دور کرنے کے لئے دونوں طرف پہلو میں نوکیلے کانٹے رکھ لیتے جن کے چبھنے سے جسم مبارک لہولہان ہو جاتا اور دنوں تک تکلیف رہتی پھر یہ کیا کہ رات کو دیوار پر بیٹھ جاتے اور عبادت شروع کر دیتے غنودگی آتی نیند کا غلبہ ہوتا گر پڑتے اور ہوشیار ہو کر آبیٹھتے۔ بہت چوٹیں لگیں مگر کبھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ عرصہ تک اسی عنوان و اسلوب سے مصروف مجاہدات و عبادت رہے۔

اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ شدت سرما میں خانقاہ کے صحن میں آئے اور کپڑے تر کر کے نماز میں مصروف ہو گئے ہیں۔

دعائے شیخ کا ثمر شیریں

آپ کے ایک اور بھائی تھے جو سلطان محمود کے دربار میں ایک معزز عہدہ دار تھے اور بہت مغرور ہو گئے تھے۔ شباب کا زمانہ شاہی ملازمت دولت کی فراوانی۔ دماغ چل گیا اور فقراء تک کی عزت کا بھی پاس نہ رہا۔ ایک دفعہ یہ شیخ قوام الدینؒ کی خانقاہ میں گھس آئے اور گھسے بھی اس طرح کہ گھوڑے پر سوار تھے اور بڑھے چلے آئے تھے اس پر شیخ نوجوان سے ناراض ہو گئے۔ ایسے ناراض ہوئے کہ پھر اس نے اور اس کے باپ نے بے حد سعی کی مگر انہوں نے اس گستاخی کو ہرگز نہ بخشا۔ نوجوان اسی ناخوش شیخ کی نذر ہو گیا اور گھوڑے سے گر کر جوان مرگ کے آغوش میں سو گیا۔ باپ کو اکلوتے بیٹے کی موت کا جو صدمہ بھی ہوتا، کم تھا شیخ کو اس کے بعد اپنے مرید کی اس محرومی و غمگینی کا بہت افسوس ہوا اور ایک روز آپ کے والد گرامی سے فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ کو جو منظور تھا وہ تو ہو گیا۔ اب وہ تمہیں اس کے بجائے ایک اور بیٹا عطا کرے گا۔ جو ہر طرح اس کا نعم البدل ہو کر تمہارا نام روشن کریگا مگر تم اس کا نام شیخ محمد رکھنا۔

Marfat.com

آپ کے والد گرامی یہ بشارت سن کر بہت خوش ہوئے اور دعائے شیخ سے جب آپ پیدا ہوئے تو نام محمد مینار کھا گیا۔ محمد مینا شیخ کی توجہ سے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے اور لکھنو کے شاہ ولایت بنے۔ زندگی میں بہت رجوعات خلق تھی ۸۷۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار لکھنؤ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

عشق کافر میں زنار بندی

شیخ سعد الدین فرید آبادی آپ کے خلیفہ تھے جو بہت بزرگ اور مقتدائے وقت گذرے ہیں۔ شیخ مبارک اور شیخ صفی دونوں انہی کے خلفاء تھے جو کاملین روزگار سے تھے مزار خیر آباد میں ہے۔ ۸۸۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابو الفتح علائی قریشی کانپوری اکثر آپ کے پاس آتے رہتے تھے۔ بہت تعلقات تھے سید محمد گیسو دراز کے تربیت یافتہ تھے ابتدا مین ان کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ جب یہ بزرگ سید بدا اللہ کی خدمت میں پہلے روز گئے ہیں تو انہوں نے پوچھا کہ پہلے اتنا بتادے کہ تو کہیں عاشق بھی ہوا ہے؟ عرض کی کہ عشق سیکھنے کو آیا ہوں میں تو اب تک اس سے واقف ہی نہیں۔ فرمایا سچ کہہ بولے کہ اتنا قصور ضرور ہوا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک پری جمال ہندو دوشیزہ پر شیدا ہو گیا جب کوئی تدبیر صورت دیکھنے کی نہ پیدا ہوئی اور اضطراب بہت بڑھا تو زنار گلے میں ڈال کر بت خانے کے اندر جا بیٹھا۔ وہاں وہ بے حجابانہ آتی تھی اور میں بیٹھا اسے دیکھتا رہتا تھا۔

شیخ نے فوراً آپ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ تو عجیب علی ہمت اور بلند حوصلہ شخص ہے مجھے ایسا مرید کہاں نصیب ہوگا۔ آاب تجھے عشق حقیقی سکھاؤں جلے ہوئے تو تھے ہی۔ بہت جلد کامل ہو گئے اور بڑا مرتبہ حاصل کرلیا۔ مشہور اولیاء میں سے گذرے ہیں۔

Marfat.com

قطب عالم مجدد طریقت

حضرت عبدالقدوس گنگوہی

بچپن کی عبادتیں

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس ممتاز وقت اولیاء سے ہیں۔ آپ کے جد بزرگوار شیخ صفی الدین سید اشرف سمنانی کے مرید تھے۔ شیخ صاحب اپنے سواماہ کے فرزند کو لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے سید صاحب نے بچے کو پیار کر کے فرمایا کہ یہ بھی مرید ہے اور اس کے صلب سے ایک قطب عالم پیدا ہو گا۔ آپ نے ہوش سنبھالتے ہی روضہ شیخ کی جاروب کشی شروع کر دی ایک روز بیٹھے ہوئے کتاب پڑھ رہے تھے کہ اندر سے حق حق کی آواز سنتے ہی بیہوش ہو گئے۔ دیکھا کہ شیخ فرما رہے ہیں کہ "علم ظاہری حجاب اکبر ہے" اب تو اصل کام میں مصروف ہو گئے پوری پوری راتیں عبادت میں بسر کر دیتے غنودگی طاری ہوتی تو شیخ کو بیدار کرتے دیکھتے۔ کیوں نہ ہو بچپن ہی سے اشتیاق غالب تھا۔ سب سے پہلے مسجد میں جا کر صف اوّل میں بیٹھ جاتے اور ہٹتے ہٹتے پیچھے آ جاتے اور نماز کے بعد نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھتے۔ (لطائف قدسی)

ترک تعلیم کا رنج آپ کے والد صاحب کو بہت تھا چنانچہ انہوں نے آپ کے ماموں سے شکایت کی۔ ماموں نے بہت تنبیہہ کی اس دوران ایک میراثن ادھر سے گاتی ہوئی گذری سنتے ہی کیفیت طاری ہو گئی بولے آپ فکر نہ کریں معلم کی ضرورت تو ہے۔ مگر "ہونا چاہئے اور نوعیت کا" آخر آپ خود ہی گھر سے نکلے اور ساڈھورہ میں مخدوم شیخ خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میں کچھ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ بالکل سادہ ورق ہوں۔

فرمایا تو شغل باطنی میں مصروف ہو جا کہ اگر اصول علم آ گیا تو فروعی کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی واقعی یہ درست بھی تھا جس قسم کا مسئلہ ہوتا اور آپ سے پوچھا جاتا آپ فوراً

Marfat.com

اس کا عالمانہ جواب دیتے۔

مجاہدات واستغراق بچپن سے عبادات و مجاہدات میں مصروف تھے۔ عشق کا غلبہ ہو چکا تھا دل میں آگ لگی ہوئی تھی یہ حالت تھی کہ در حقیقت "سانس" میں "کباب" کی بو آتی تھی۔ کھانا پینا قریب بالکل ترک ہو گیا تھا سینے میں عشق ایزدی کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ لوگوں نے خود آپ کے کاکلوں سے دھواں نکلتے دیکھا ہے۔ شیخ محمد صابری آپ کے مرشد تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر خود ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ عبدالقدوس تو عشق و مجاہدہ کی آگ سے سوختہ ہو چکا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے سر پر روزانہ سرد پانی بہایا جائے اور تقویت قلب کیلئے درود شریف کا ورد بکثرت رکھا جائے۔ (لطائف قدسی)

پیر کی خدمت بھی اس طرح کی کہ کوئی کم کر سکتا ہے گھر کا ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی آپ خود ہی انجام دیتے تھے۔ پچانوے برس کامل رودولی میں مجاہدات وریاضت میں مصروف رہے اس کے بعد اتنی ہی مدت شاہ آباد میں بسر کر دی اور آخر میں صرف چودہ برس گنگوہ شریف میں مستقل طور پر رہنے کا اتفاق ہوا۔

۹۴۵ھ میں بروز سہ شنبہ وقت چاشت بعارضہ بخار جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ علالت میں بھی نماز ترک نہ کی۔ آخر وقت نماز پڑھی "حق حق" کہا اور ۸۴ سال کی عمر میں آنکھیں بند کیں تین برس پیشتر از انتقال یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے اور مراقبہ و مشاہدہ ہی سے سروکار رہتا تھا اور آپ دنیا سے متنفر تھے اور چاہتے تھے کہ ویرانوں اور جنگلوں کی وسعتوں میں عبادت کریں۔ مگر آپ ہی کے قول کے مطابق مشائخ وقت اور ارواح پاک حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حضرت سلطان المشائخ اور شیخ احمد رودولوی نے بہ اصرار سجادہ پر متمکن کر دیا۔

آپ قادریہ چشتیہ سہروردیہ، مداریہ، صابریہ تمام سلسلوں میں بیعت تھے۔

ہندو جوگی سے مقابلہ جس وقت آپ تکمیل علوم باطنی کے بعد گنگوہ میں تشریف لاتے ہیں اس وقت یہاں ایک باکمال جوگی رہتا تھا جس کا مٹھ نہایت وسیع اور پر فضا تھا۔ آپ کو یہ جگہ بہت پسند آئی اور قیام کی خواہش پیدا ہوئی۔ اندر جا کر چیلوں سے پوچھا کہ بتلائیے۔ آپ کے گرو جی کہاں ہیں؟ بولے کہ وہ تو گپھا کے اندر گئے

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ ایک سال گزر چکا ہے۔ ہوا کے لئے ایک سوراخ ہے۔ کس کی مجال ہے جو اس کے قریب جا سکے۔ آپ اس روزن کے قریب ہی بیٹھ گئے مراقبہ جو کیا تو حالت ہی عجیب ہو گئی معلوم ہوا کہ وہ حبس دم کئے بیٹھا ہے اور اپنے کام میں مصروف ہے آخر آپ نے اس کی روح کو حرکت دی ساتھ ہی وہ ہوشیار ہو گیا پوچھا تو کون ہے ؟اور اندر کس طرح آگیا؟ فرمایا ہوتا کون اللہ کا بندہ ہوں اور اس کی قدرت سے اس سوراخ کے اندر آگیا ہوں۔ مگر ہتا تو کس حد تک ترقی کر چکا ہے ؟بولا بہت ترقی کر لی ہے جو صورت چاہوں اختیار کر سکتا ہوں دیکھ ابھی پانی ہوتا ہوں چنانچہ وہ اسی وقت پانی ہو گیا۔ آپ نے فوراً اس پانی میں ایک کپڑا تر کر کے رکھ لیا اس کے ہوش میں آتے ہی فرمایا کہ اب میں پانی ہوتا ہوں تو اس میں ایک کپڑا تر کر کے رکھ لینا۔ اس کے بعد سونگھے گئے تو ایک میں بدبو تھی اور دوسرے میں خوشبو ایک کی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا تھا اور دوسرے کی خوشبو سے معطر (اقتباس الانوار)

بولا کہ میں تو فن وہنر میں کامل تھا ہی آپ بھی کامل نکلے صرف خوشبو اور بدبو کا فرق رہا۔ فرمایا یہ کفر و اسلام کا فرق ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا اور مرید ہو کر جلد تکمیل کر لی۔ اس کے تمام چیلے بھی مسلمان ہو گئے۔ اس جوگی کو آپ نے صاحب ولایت مقرر کر کے کہیں اور بھیج دیا۔ حضرت کا روضہ اسی جگہ ہے۔ وصال کے بعد بھی قلب بدستور ذکر و حرکت میں مصروف تھا۔

Marfat.com

پیکر عظمت و جلالت

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری

علم و فضل اور معلّمی و فتویٰ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مرید و خلیفہ تھے آپ کی عمر صرف سات برس کی تھی جبکہ آپ اپنے والد گرامی قاضی محمود کے ساتھ بلخ سے ہندوستان آئے اسی عمر میں قرآن حفظ کر چکے تھے اس کے بعد قاضی صاحب نے آپ کو مدرسہ بھیج دیا۔ تھے بڑے ذہین۔ سترہ سال ہی کی عمر میں معقولات میں تبحر حاصل کر کے صاحب فتویٰ بن گئے اور وعظ شروع کر دیئے اس کے بعد اللہ تعالےٰ کا عشق جو پیدا ہوا تو عبادت میں مصروف ہو گئے دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر عبادت میں کھڑے رہتے اللہ تعالےٰ کو آپ کا یہ ذوق و شوق عبادت پسند آگیا اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو حکم ہوا کہ ہم جلال الدین تجھے بخشتے ہیں جا اور اسے تعلیم کر شیخ اٹھے اور گنگوہ سے تھانیسر کی طرف روانہ ہوئے۔ دیکھتے ہیں کہ ایک عظیم مدرسہ ہے اور سینکڑوں طلباء ہیں اور آپ بیٹھے درس دے رہے ہیں کیا شان بزرگی ہے کہ شیخ جا کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتے ہیں اور آپ دیکھتے رہتے ہیں۔ آپ تعلیم سے فراغت پاکر شیخ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ شیخ فرماتے ہیں کہ ایک غریب درویش ہوں چلتا پھرتا ادھر آگیا ہوں اور دم لینے کو یہاں آبیٹھا۔ باتیں کرتے کرتے ہی آپ نے دیکھا کہ شیخ سراپا نور ہیں اور آسمان تک انوار و تجلیات نمایاں نظر آرہے ہیں۔ دوڑے اور دوڑ کر قدموں پر گرے کہ بات کرتے ہی کرتے باطن صاف ہو گیا تھا۔ اسی وقت مرید ہو گئے۔

بزرگی و عظمت آپ نے وہیں تعلیم حاصل کی پھر تو کچھ سے کچھ ہوتے چلے گئے مجاہدات

Marfat.com

عظیم شروع کر دیئے ایک مدت تک ریاضتیں کرتے رہے اور مرتبہء کمال کو پہنچ گئے یہ حالت تھی کہ آخر میں ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے جب لوگ آکر کانوں میں آواز دیتے تو ہوشیار ہوتے اور نماز پڑھتے اسی برس تک روزانہ ایک قرآن ختم کرتے رہے نہایت مؤدب اور پابند شریعت تھے ایک دفعہ آپ بالاخانہ پر تشریف فرما تھے کہ کانوں میں کسی کے خوش الحانی سے گانے کی آواز آئی تڑپ گئے بے تاب ہو گئے اور لوٹتے لوٹتے نیچے گر پڑے۔

آپ کے ایک مرید کو اس امر کی بہت تمنا تھی کہ وہ تجلیات ذاتِ احدیت کو آنکھوں سے دیکھے اس آرزو میں بڑے بڑے مجاہدات کئے محنتیں کیں لیکن کشود کار نہ ہوا جب ایک مدت گذر گئی تو وہ مایوس ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب زمانہ اور ہے نجم الدین کبریٰ جیسے بزرگ آج کہاں ہیں جو یک نظر مبتدی کو منتہی بنا دیا کرتے تھے اور آن کی آن میں طالب کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتے تھے آپ کو کشف سے علم ہو گیا کہ مرید کے قلب میں یہ خطرہ گذر رہا ہے آپ نے اسے سامنے بلایا اور کہا کہ تیرے دل میں یہ خیال گذر رہا ہے اپنی اہلیت و استعداد پر نظر نہیں اور پیر کے متعلق بد گمانی کرتا ہے۔ حالانکہ پیر کی طرف سے خیالات ہمیشہ بہتر رہنے چاہئیں۔

تیری یہی آرزو ہے تو آ اور سامنے بیٹھ کہ میں تجھے نجم الدین کبریٰ کا رنگ دکھاؤں اور نظارہ کرا دوں۔ آگے تو جان اور تیرا کام۔

آپ نے ایک ہی عاشقانہ نظر ڈالی ہے کہ اس کے سامنے سے تمام حجابات اٹھ گئے۔ حوصلہ تھا نہیں۔ تاب نہ لا سکا انتقال ہو گیا۔

اکبر اعظم کی حاضری

جلال الدین محمد اکبر ارض ہند کا نہایت پر شکوہ اور مقتدر فرمانروا گذرا ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ مذہب کا پابند نہ تھا ضرور اس سے لغزشیں ہوئیں۔ مگر وہ لغزشیں دلی و قلبی لغزشیں نہ تھیں جو کچھ ہوا اور کیا وہ مقاصد جہاں بانی اور تقویت سلطنت کیلئے کیا اپنے تمام شاہانہ جاہ و جلال کے باوجود فقراء کے آستانوں پر جاتا اور مستمندانہ ملتا اور مؤدبانہ گفتگو کرتا۔ ۹۷۹ھ میں اپنے بھائی محمد حکیم کے خلاف جب اس نے لشکر کشی کی ہے تو دوسری محرم کو وہ تھانیسر پہنچا۔ امراء و عمائد اور عساکر ساتھ تھے۔ تھانیسر پہنچ کر آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا اور خانقاہ کے اندر آکر مؤدبانہ بیٹھ گیا اور مسئلہ توحید کے متعلق عرض کی کہ آپ مجھے سمجھا دیجئے۔

Marfat.com

علوم مفید بھی ہیں اور "حجاب اکبر" بھی۔ فیضی اور ابوالفضل جیسے عالموں اور فاضلوں سے صحبت رہتی تھی۔ جملہ مسائل پر گفتگو ہوا کرتی تھی حتی کہ وہ مسائل بھی زیر بحث آجاتے ہیں جن پر بحث کرنا علمائے ظاہر کی قابلیت سے بالاتر ہے۔ ان مباحث نے اکبر کے خیالات اور معتقدات کو اگر خراب نہیں تو گودرہم برہم ضرور کر دیا تھا اور اسے ایک الجھن سی پیدا ہو گئی تھی۔ اکبر کے سوال پر آپ نے یہ رباعی پڑھی۔

آفتاب در ہزاراں آبگینہ تافتہ پس برنگے ہر یکے تاب عناں انداختہ

جملہ یک نور است امار نگہائے مختلف اختلافے درمیان این و آں انداختہ

اس کے بعد نہایت عمدگی و خوبی سے تشریح کی اور اکبر کو سمجھاتے رہے اکبر اتنا متاثر ہوا کہ رونے لگا اور مؤدبانہ عرض کی کہ :۔

میں سلطنت ترک کرتا ہوں اس میں کوئی لطف نہیں مجھے تو آپ فقیر بنا کر تعلیم کریں۔ فرمایا پہلے کسی اپنے ہی جیسے شخص کو اپنا جانشین مقرر کر دے اس کے بعد پھر فقر و درویشی کا ارادہ کر کہ تیرا ایک لمحہ کا انصاف ہزار فقر و عبادت سے بہتر ہے۔ بادشاہوں کی درویشی یہی ہے کہ وہ مخلوق خدا کی نفع رسانی و خدمت میں منہمک رہیں۔ شاہی کی عظمت و حقیقت سمجھ پھر تیری بادشاہی تیری درویشی ہوگی یادِ خدا بھی کر اور سلطنت بھی کر۔ عبادت فقیر بن کر ہی نہیں ہوتی بادشاہی میں بھی ہو سکتی ہے۔

تعلیم و نصیحت یہ تعلیم اور نصیحت جو ارض ہند میں نہیں ارض عالم کے ایک باجبروت اور جلیل القدر فرمان روا کو ایک درویش اور اللہ کے دوست نے کی ہے اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اسے پڑھے اور ذہن نشین کرے اور اپنے اپنے دائرہ ہائے عمل پر اسے منطبق کرنے کی سعی کرے اگر سب ہی فقیر بن جائیں تو اللہ کی دنیا کا کام کیونکر چلے۔ حقیقت وہی ہے جس کا ہم بار بار اعادہ کرتے رہے ہیں کہ دولت و امارت اور غربت و افلاس اور شاہی و گدائی کے فروق محض ظواہر ہیں۔ کرنے والے شاہی میں بھی کرتے ہیں اور نہ کرنے والے غریبی میں بھی نہیں۔ سلطان نور الدین زنگی سلطان صلاح الدین ایوبی سلطان التمش اور سلطان اورنگ زیب کتنے عظیم الشان فرمانروا گذرے ہیں لیکن سب کے سب کاملین وقت تھے اور ان میں سے بعض تو ابدال وقت ہوئے ہیں۔ خوب یاد رکھئے کہ اہل اللہ کی خدمت اور بنی نوع انسان کی نفع رسانی مفوضہ فرائض کی انجام دہی بھی خواہ وہ کسی دائرہ میں ہو فقر و

Marfat.com

درویشی سے کم نہیں اور یہی حضرت کی نصیحت کا مفاد ہے۔

اس کے بعد اکبر نے اور بزرگوں کے مزارات کی زیارت کی اور پھر اپنے خیمہ گاہ میں واپس آگیا اس کے قلب پر حضرت کی ملاقات و نصیحت کا بہت اثر تھا حضرت محافہ میں سوار ہو کر حضرت سالار اسحٰق کی زیارت کو جارہے تھے کہ علامہ فیضی حاضر ہوا اور آتے ہی کہا کہ اللہ تعالےٰ نے جانوروں کو انسان کی سواری کے لئے پیدا کیا ہے اور آپ انسانوں پر سواری کرتے ہیں؟ آپ نے برجستہ جواب دیا کہ افسوس اس علم و تبحر کے باوجود اب تک تو اتنا بھی نہ سمجھ سکا کہ انسانوں میں بھی سب انسان نہیں ہوتے اور بعض انسان محض چوپائے اور حیوان ہوتے ہیں بلکہ حیوان بھی ان سے بہتر ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق خدا تعالےٰ قرآن میں اُولٰٓئِكَ كَالْاَ نعام بَلْ هُمْ اَضَلّ سَبِيْلاً ط فرمایا ہے یہ سن کر فیضی جیسا یگانہ روزگار علامہ نہ صرف یہ کہ دم بخود رہ گیا بلکہ شرمندہ بھی ہوا ہے اس لئے کہ اپنے نزدیک تو اس نے یہ سوال حضرت کو قائل کرنے کیلئے کیا تھا لیکن قائل ہو گیا خود دیر تک مؤدب خاموش بیٹھا رہا اور پھر سلام کر کے رخصت ہو گیا۔

راجہ بیر بل کی عقیدت راجہ بیر بل نے جو علامہ فیضی سے آپ کی تعریف سنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں پناہ اور یہ دونوں باریاب ہو چکے ہیں تو وہ بھی حاضر خدمت ہوا۔ کچھ باتیں کیں اور اٹھ کر چلا آیا۔ شیخ غوث محمد گوالیاری کے پاس گیا تو بہت تعظیم ہوئی۔ پوچھا شیخ جلال نے تو میری کوئی تعظیم نہیں کی۔ فرمایا بھائی جلال مرتبہ شہود ذات پر فائز ہے۔ ان کے نزدیک شاہ و گدا برابر ہیں۔

وہ کیا کسی کو خاطر میں لاتے ہیں۔ میرے اندر ہنوز دنیوی تعلقات کا اثر باقی ہے راجہ بیر بر نے فرمایا واقعی آپ نے ٹھیک فرمایا شیخ جلال بہت بزرگ ہے اقبال نامہ جہانگیری ان ملاقاتوں کا حال درج ہے جو ایک مستند تاریخ ہے۔ ۱۴ ذی الحجہ ۹۷۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار تھانیسر میں زیارتگاہ عوام و خواص ہے۔

خلفاء کرام اور ان کی عظمت

آپ کے متعدد خلفاء ہوئے اور سب نے مرتبہ ولایت پایا۔

شیخ نظام الدین بلخی آپ کے داماد اور بھتیجے بھی تھے اور خلیفہ بھی۔ علوم ظاہری و باطنی

Marfat.com

میں کامل صاحب تصانیف تھے شرح لمعات رسالہ بیان ہفت طبق، تفسیر مدنی، معاون حقانی آپ کی تصانیف ہیں۔ پابند شریعت تھے۔ شہنشاہ جہانگیر آپ کا بہت معتقد تھا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ ہی کی دعا سے اسے سلطنت اور تخت و تاج نصیب ہوئے ورنہ اکبر اتنا مخالف ہو چکا تھا کہ جہانگیر کے بادشاہ ہونے کی کسی کو توقع نہ رہی تھی اس کے بعد شاہجہاں بھی ایام شاہزادگی میں حاضر ہوا۔ نور جہاں بیگم کی شکایت کی اس کی بھی سلطان بننے کی کوئی توقع نہ تھی گو نور جہاں بیگم کے مقابلہ میں اس کی کیا چل سکتی تھی مگر جہاں اسے آپ نے سلطنت کی بشارت و دعا دی وہاں یہ بھی ہدایت کی کہ باپ کی اطاعت بہر صورت لازمی ہے جہانگیر سے لوگوں نے جا لگائی۔ چونکہ اسے بھی سلطنت انہی کی دعا سے ملی تھی اس لئے گھبرایا اور حکم دیا کہ شیخ ہندوستان سے ہمیشہ کے لئے تشریف لے جائیں کہ سلطنت کو ان سے خطرہ ہے ان کا ارادہ تو پہلے ہی تھا چنانچہ مکہ معظمہ روانہ ہوگئے اور وہاں سے حضور نبی کریم ﷺ کی ہدایت پر بلخ متمکن ہو گئے۔ سلطان امام قلی خاں ان کا مرید ہو گیا علمائے شہر کو حسد پیدا ہوا۔ دربار میں شکایت کی کہ شیخ نظام خانقاہ میں نماز پڑھتے ہیں مسجد میں نہیں آتے حالانکہ شہر میں جمعہ کی نماز دو جگہ جائز نہیں حکم پہنچا تو فرمایا امام جامع رافضی ہے امام اور علماء نے تمام شہر کو برانگیختہ کر دیا بادشاہ نے حاضر ہو کر اطلاع دی تو فرمایا مطمئن رہو عین اسی وقت امام صاحب بارہ ہزار مخلوق کے ساتھ درانہ خانقاہ میں آگھسے اور کہنے لگے تو نے مجھ پر تہمت رفض لگائی۔ تیرا خون مباح ہے۔ حضرت نے بادشاہ سے کہا کہ اس کے جوتے کا تلا چیر کر دیکھ۔ دیکھا تو ایک کاغذ پر شیخین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ امام تو وہیں قتل ہو گیا اور لوگ ہزارہا تعداد میں مرید ہوئے۔ صاحب اقتباس الانوار کی تحریر کے مطابق بادشاہ روزانہ حاضر ہوا کرتا تھا تمام شہر آپ کی عزت کرنے لگا تھا ایک شخص نے کہلا کر بھیجا کہ میرا آخری وقت ہے دست غیب اور کیمیا دونوں جانتا ہوں۔ آپ ان کے اہل ہیں۔ آ کر پوچھ لیں۔ فرمایا یہ کوئی چیز نہیں۔ معرفت سے کچھ آتا ہو تو کافی ہے اس نے پھر خادم کو بھیج کر بلوایا آپ گئے اور ایک نظر میں کامل بنا دیا۔ اور ولی کی موت مرا۔ اسی طرح ایک مردہ کو زندہ کر دیا تھا۔

۱۰۳۶ھ میں وصال ہوا مزار بلخ میں ہے۔ انہی کے خلیفہ شیخ پائندہ تھے جن کی یہ حالت تھی کہ جس نے ذکر جہر کرتے سنا بے ہوش ہو گیا۔ شکایت پر جنگل میں جا کر ذکر شروع کیا تو ذکر کرتے وقت تمام درخت سرنگوں جاتے۔

Marfat.com

آٹھ روز میں صرف ایک مٹھی کھلیں کھایا کرتے تھے۔ لاہور والے آپ کو حریص نماز کہا کرتے تھے لاہور ہی میں مزار ہے۔

شیخ عبدالشکور بلخی قاضی محمد سالم کبیران جی اور شیخ موسی وغیرہ آپ کے مقتدائے روزگار خلفاء تھے۔ حضرت کی یہ حالت تھی کہ زندگی بھر کبھی اپنے مرشد گرامی شیخ عبدالقدوس کے سامنے بے وضو نہ آئے۔ پیرزادوں کا ادب بھی بہت زیادہ کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۹۱ھ میں ہوئی۔

مقتدائے وقت احباب اور سلاطین

آپ کے تین معاصر واحباب بھی ممتاز وقت بزرگ ہیں۔

حضرت شیخ حسن محمد چشتی وسہروردی و قادری قطب وقت اور عالم تبحر گذرے ہیں۔ اکبر نے آپ کے نام بارہ گاؤں کا فرمان اور اس کے ساتھ بہت سا زر نقد بھیجا صاف انکار کر دیا کہ جب ہمیں بارہ گاؤں کی زمینداری مل گئی تو پھر فقیری کہاں رہی۔ رہا زر نقد میں اسے مشکوک سمجھتا ہوں اور نہ لے سکتا ہوں اور نہ تقسیم کر سکتا ہوں بادشاہ خود جسے چاہے دیدے رہی دعا تو میں اس کیلئے تیار ہوں اس کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں احمد آباد گجرات میں مزار ہے۔ ۹۹۰ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت شیخ حسن ہی کے خلیفہ حضرت شیخ محمد اعظم چشتی تھے علوم ظاہری وباطنی میں کامل "سہروردیہ" قادریہ چشتیہ خاندان میں مرید اور یگانہ زماں تھے۔ بڑے بڑے مجاہدے کئے زندگی بھر سونے چاندی کو ہاتھ نہ لگایا۔ جو فتوح ہوتی سب تقسیم کرا دیتے تقریباً پچاس کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کو بھی شاہجہاں نے پانچ گاؤں کا فرمان اور تین لاکھ روپیہ نقد نذر بھیجا۔ شاہجہاں نے اپنے ہاتھ کی سی ہوئی ایک کلاہ ترکی اور ایک گدڑی بھی بھیجی تھی۔ نور اسلام اسے لے کر گیا۔ حضرت نے کلاہ ترکی اپنے مرید خاص سید احمد بغدادی کے سر پر رکھ کر کہا کہ یہ وہ کلاہ ہے جسے اس بادشاہ نے روزے رکھ کر سیا ہے جس نے بلوغ سے لے کر آج تک کبھی بے وضو آسمان کی طرف نہیں دیکھا رزق حلال سے گذر کرتا ہے اسی وقت کاشغر کا شاہ ولایت بنا کر بھیج دیا۔ فرمان واپس کر دیا۔ زر نقد تقسیم کر دیا اور اپنی طرف سے سنگ موسیٰ کی ایک تسبیح عنایت کی۔

Marfat.com

احمد آباد میں بہت بڑی خانقاہ تھی اور بہت بڑا لنگر۔ ہزار ہا ہنود آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ اور آپ سے اسلام بہت پھیلا۔ ۹۴۲ھ میں انتقال ہوا۔ وہیں مزار ہے۔

تیسرے بزرگ شیخ علی متقی جون پوری۔ دربار شاہی میں ملازم تھے۔ شاذلی چشتی قادری بہت امیر تھے۔ سب کچھ لٹا کر فقیر ہو گئے۔ بڑے صاحب تصنیف ہیں۔

گجرات میں آئے تو سلطان بہاؤ الدین منت کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ ایک کروڑ سکہ گجراتی پیش کیا۔ بزرگی دیکھئے اسی وقت یہ سب روپیہ قاضی عبداللہ سندھی کو دیدیا جو شاہی پیغام لائے تھے۔ وزیر سلطان نے دعوت کی فرمایا اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ جو چاہوں کھاؤں گا اور جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا۔ چنانچہ ایک ٹکڑا خشک روٹی کا جیب میں ڈال کر لے گئے وہی کھایا۔ اور صدر دالان کے قریب زمین پر بیٹھے آپ بڑے کامل بزرگ تھے۔

مکہ معظمہ میں ۹۸۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کے صاحبزادے شیخ اجودھن جون پور میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

مقتدائے عارفین حضرت

شیخ سلیم چشتی

کرامت بوقت ولادت

حضرت سلیم چشتی اکابر اولیائے ہند سے تھے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں۔ پہلے یہ خاندان پاکپتن میں رہتا تھا۔ پھر لدھیانہ میں رہائش اختیار کی۔ لدھیانہ ہی میں آپ کو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا کہ دہلی جاؤ اور وہاں رہو۔ چنانچہ وہ اپنی اہلیہ بی بی احد کو ساتھ لے کر دہلی پہنچ گئے اور وہاں کے ایک محلہ میں جو اس وقت سرائے علاؤالدین زندہ پیر کے نام سے مشہور تھا فروکش ہو گئے۔ حضرت یہیں اور اسی خطہ پاک میں پیدا ہوئے۔ یہ ۸۷۷ھ کا ذکر ہے کہ یہی سنہ ولادت ہے۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ بطن مادر سے پیدا ہوتے ہی اوندھے منہ نیچے زمین پر گر پڑے دیکھنے اور سننے والوں نے اس گرنے کو خدا جانے کن کن اوہام کا مترادف قرار دیا۔ مگر یہ گرنا گرنا نہ تھا۔ بلکہ اظہار عبودیت اور سجدہ ریزی نیاز تھا۔ نو مولود بچہ تھا۔ نرم اعضاء تھے۔ کچھ بھی ہو والدین کے لئے فکرو تشویش کا سامان بن گیا۔ بالخصوص اس لئے کہ پیشانی مبارک میں دھان کا ایک دانہ چبھ کر پیوست ہو گیا تھا۔ جس سے خون بھی نکلا تھا۔ اور گونہ گہرا نشان بن گیا تھا جو زندگی بھر سیمائے مبارک پر قائم رہا۔ خود ہی فرمانے لگے جبکہ ایک دفعہ لوگوں نے اس نشان کے متعلق استفسار کیا کہ مجھے واقعی اس دھان کے چبھنے سے تکلیف بہت ہوئی تھی۔ چاہتا تھا کہ اسے اپنے ہاتھ سے نکال لوں۔ پھر خیال کیا کہ اگر ایسا کیا تو دنیا بھر میں رسوا ہو جاؤں گا۔

اس سے ظاہر ہے کہ آپ مادر زاد ولی تھے اور اس وقت بھی تمام عارفانہ طاقتوں کے حامل تھے۔

Marfat.com

علم و فضل وارادت

آپ چند ماہ کے ہی تھے کہ آپ کے والدین آپ کو لے کر فتح پور سیکری تشریف لے آئے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد ماں باپ دونوں کا انتقال ہو گیا اور آپ آنکھ کھولنے اور ہوش سنبھالنے سے پیشتر ہی یتیم ہو گئے۔ اس کے بعد آپ اپنے بھائی شیخ موسیٰ کی زیر سرپرستی آگئے اور انہوں نے آپ کو بڑی شفقت و محبت سے پرورش کرنا شروع کر دیا۔ ایک تو آپ کے بھائی تھے دوسرے یہ کہ بھائی کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے شیخ موسیٰ کی تمام محبتوں اور توجہات کے مرکز بن گئے۔ آخر ہوش سنبھالا اور اپنے معزز و محترم بھائی سے عرض کی کہ اب میں گھر سے نکلنا چاہتا ہوں۔ اور سفر و سیاحت کی آرزو رکھتا ہوں۔ شیخ موسےٰ نے آپ کو بہت روکا اور فرمایا کہ دیکھو میرے کوئی اولاد نہیں اور مجھے تمہارے چلے جانے کا بہت صدمہ ہو گا۔ میں تو تمہیں دیکھ کر جیتا ہوں۔ مجھے تمہاری مفارقت اور جدائی کیونکر گوارا ہو گی۔ آپ نے اسی وقت دعا کی اور فرمایا کہ گھبرایئے نہیں اللہ تعالےٰ آپ کو بھی ایک بیٹا عنایت کرے گا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے نو ماہ کے بعد ہی شیخ موسیٰ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

آپ فتح پور سے روانہ ہو کر ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھرتے اور مشائخین وقت سے ملتے ہوئے سرہند پہنچے۔ یہاں ملک العلماء سرہندی مسند ارشاد پر متمکن تھے۔ طبیعت میں لہر جو آئی تو آپ نے ان سے پڑھنا شروع کر دیا۔ ان کا نام محبوب الدین تھا اور بہت بڑے عالم تھے۔ جب فرصت ہوتی آپ سرہند سے بھدائی ہو آتے جو قریب ہی ایک قصبہ تھا اور جہاں شیخ بدرالدین کا مزار تھا۔

عرب و حجاز میں شہرہ

جب جاتے فاتحہ پڑھ کر آپ ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے۔ کئی سال تک آپ نے سرہند میں رہ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی اور بھدائی میں ذکر و شغل کرتے رہے۔ اکثر وہیں مراقب رہتے اور باطنی انوار کو اپنے سینہ میں مرکوز کرتے۔ ۹۲۱ھ میں آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور کئی سال تک وہاں بیت اللہ شریف کی مجاوری کرتے رہے پھر مدینہ منورہ پہنچ کر روضہ نبوی میں مجاور بن گئے۔ حجاز میں سات آٹھ سال بسر کر کے بلاد اسلامی کی سیاحت کیلئے عازم ہوئے عرب، عراق، شام، ایران، خراسان، ترکستان اور ماوراء النہر کی سیر کرتے اور مشائخین و اولیاء سے ملتے اور فیض حاصل کرتے رہے۔ اسی سیاحت میں آپ ایک بزرگ قطب العارفین شیخ ابراہیم چشتی کے

Marfat.com

مرید ہو گئے۔ اور ان ہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور پھر عرب واپس آ گئے اس مرتبہ عرب میں آپ نے شیخ محمود شامی شیخ رجب علی اور سید محمد ہوئی کو خلافت عطا کی۔ ہزارہا آپ کے اور مرید ہوئے۔ یہاں آپ "شیخ الہند" کے لقب سے مشہور تھے۔ شرفائے عرب بھی آپ کی بہت عزت اور بہت احترام کرتے تھے اور برابر حلقہ ارادت میں چلے جاتے تھے۔

اکبر کی عقیدت اور شہزادے کی ولادت

ایک عرصہ دراز اور مدت ہائے مدید کے بعد آپ ہندوستان واپس آئے اور پہاڑ سیکری پر آ کر بیٹھ گئے اور مجاہدات و ریاضات شروع کر دیں کئی سال کے بعد آپ نے نکاح بھی کر لیا۔ اسی دوران میں ہیمو بقال کا فتنہ بیدار ہوا۔ اور آپ پھر حرمین شریف کی زیارت کے لئے گئے یہاں بھی بہ سلسلہ ء مجاہدات ترک طعام کیا ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ تھوڑی سی روٹی کھا لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ فتح پور سیکری تشریف لے آئے۔

شہنشاہ اکبر آپ کی کرامت و عظمت کا شہرہ جو سنا تو وہ خود فتح پوری سیکری پہنچا۔ اس کے اولاد نرینہ پیدا نہ ہوتی تھی اور فقیروں کا بہت معتقد تھا۔ اس نے عرض کی کہ شیخ اللہ سے دعا کیجئے کہ میرے کوئی بیٹا پیدا ہو۔ تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ بادشاہ تیری قسمت میں کوئی بیٹا نہیں۔ فرمایا تقدیر میں ہوتا تو پھر آپ سے دعا کرنے کی استدعا کی ہی کیا ضرورت تھی۔ کچھ دیر تامل کیا اور فرمایا کہ کل بادشاہ بیگم کو میرے ہاں بھیجئے جو راجہ بہاڑا مل کچھواہا کی بیٹی تھی۔ اکبر نے دوسرے ہی روز بادشاہ بیگم کو بھیج دیا۔ آپ نے گھر میں آ کر اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم بادشاہ بیگم کے ساتھ پشت ملا کر بیٹھو۔ جب بیٹھ گئیں تو آپ نے دونوں کے اوپر چادر ڈال دی۔ مراقب رہے اور پھر فرمایا جاؤ اب گھر جاؤ۔ اکبر نے آپ کے اشارے سے اسی شب کو خلوت کی۔ اللہ تعالے کے فضل سے کچھ ہی روز بعد آثار حمل نمایاں ہوئے۔ پھر جو اکبر آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے مبارکباد دی کہ اللہ کا شکر ہے کہ تیرا فرزند پیدا ہو گا۔ لیکن اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔

چنانچہ آپ کی دعا سے ۹۷۷ھ میں اکبر کے ہاں شاہزادہ سلیم پیدا ہوا۔

اکبر نے اس کی خوشی میں تین کروڑ روپیہ نقد تین لاکھ بیگہ زمین اور تین سو گاؤں خیرات کئے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس وقت ہندوستان کے تمول کی کیا حالت تھی۔ شہنشاہ کس اعتقاد و عقیدت کے ہوتے اور اللہ کی راہ پر روپیہ لٹانے اور غرباء و ضعفا کی امداد

Marfat.com

کے بہانے کس طرح ڈھونڈتے رہتے تھے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ ایک مرتبہ شہزادہ کو موتیوں سے تولا۔ پانچویں بار فیروزہ سے تولا۔ چھٹی باریا قوت سے تولا اور ہر بار انھیں خیرات کر کے غرباء میں تقسیم کردیا۔ اب تو یہ اعتقاد یہ دولت مندیاں یہ غربانوازیاں اور یہ فیاضیاں افسانہء ماضی بن چکی ہیں۔

اکبر کو لوگ خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ مگر اکبر کی یہ حالت تھی کہ اللہ کے دوستوں اور مشائخوں کا انتہائی ادب کرتا تھا۔ اور جہاں کسی بزرگ کا حال معلوم ہوتا تھا وہیں پہنچتا تھا۔ تھانیسری میں حضرت جلال الدین تھانیسری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فتح پور میں حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کے ہاں مستمدانہ حاضر ہوتا رہا۔ خواجہ غریب نواز کے دربار میں گیا تو اس شان سے کہ بارہ منزل پیادہ پا گیا اور وہاں بھی لاکھوں روپیہ خیرات کیا اور بہت کچھ نذرونیاز کی۔

فتح پور سیکری کی آبادی و تعمیر

شہر فتح پور سیکری جیسی عظیم الشان تعمیر ہی اس عقیدت کی بنا پر ہوئی جو اسے حضرت شیخ سلیم چشتی کے ساتھ تھی۔ ایک قلیل وقفہ مدت میں فتح پور سیکری ارض ہند کا ایک مایہء ناز شہر اور عروس البلاد بن گیا اور شاہی محلات کے ساتھ امراء کے محل بھی وہاں بکثرت بن گئے۔ علاوہ ازیں شہزادہ سلیم کو تربیت کے لئے شیخ ہی کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ زر کثیر خرچ کر کے شیخ کیلئے فتح پور ہی میں ایک مہتمم بالشان خانقاہ اور ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی۔ یہ خانقاہ اتنی شاندار اور اتنی خوبصورت تھی کہ ہندوستان میں آج تک اتنی بڑی اور کوئی خانقاہ تیار نہیں ہوئی۔ یہ آپ ہی کے فیض صحبت کا اثر تھا کہ جہانگیر میں مے نوشی کی عادت کے باوجود مذہب کی محبت اور وارفتگی موجود تھی۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا رمضان کے پورے روزے رکھتا تھا اور عدل و دادگستری میں تو کوئی اس کا ثانی پیدا نہیں ہوا۔ انتہا یہ تھی کہ اس نے محض بربنائے مقتضیاتِ عدل نور جہاں بیگم تک کے قتل کا حکم دیدیا تھا۔ رقیق القلب بھی تھا۔ عاشقانہ و دردمندانہ طبیعت پائی تھی اور تاثرات اتنے قوی تھے کہ ایک لڑکے کی بے کسانہ موت اس کی رحلت کا پیغام بن گئی۔

آپ کی وفات ۹۷۹ھ میں ہوئی۔ فتح پور ہی میں آج تک آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق بنا ہوا ہے شیخ احمد اور شیخ بدرالدین آپ کے دو فرزند تھے اور دونوں خلیفہ ہوئے اور بدرالدین کو شرف سجادہ نشینی بھی حاصل ہوا۔

Marfat.com

سلطنت سور کی تباہی و کرامات ایک روز آپ کے خلیفہ قاضی غیاث الدین نے عرض کی کہ میں بہ ارادۂ ملازمت سلطان محمد عادل
اہ کے پاس جارہا ہوں۔ جس سے میرے قدیم تعلقات ہیں۔ طویلہ خاص سے مجھے اپنا
راقی گھوڑا دیدیجئے تاکہ میں اسے بطور نذر پیش کروں۔ فرمایا مجھے دینے میں تو کوئی تامل
یں۔ لیکن ملحوظ رہے کہ اگر سلطان نے اسے کسی وقت اپنے سے جدا کر دیا تو یہ جدائی
وجب وبال سلطنت بن جائیگی یہ سمجھا دینا۔ قاضی صاحب نے گھوڑا نذر پیش کیااور سمجھادیا
ہ اسے کسی کو عطا نہ کیاجائے کہ شیخ نے ہدایت کردی ہے۔ ورنہ یہ موجب تباہی اقبال ہوگا۔
لطان نے تو احتیاط رکھی مگر ایک امیر نے اس گھوڑے کوایک دوسرے امیر کے حوالے کر
یا۔ آپ نے کشف سے معلوم کر کے فرمایا کہ براہوااور میرے کہنے کا خیال نہ کیا گیا۔ اوراپنی
سلطنت کو آپ برباد کرلیا۔

چنانچہ چند ہی روز کے بعد ملک کے اندر ایک شور محشر برپا ہوگیا پہلے توابراہیم خاں
سور سپہ سالار نے بغاوت کردی جو اتنی شدید تھی کہ سلطان کو پسپا ہو کر قلعہ کالنجر کی طرف
وچ کرنا پڑا۔ اس کے خلاف سلطان کا بہنوئی احمد خاں سور کھڑا ہو گیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ
ہ ابراہیم خاں کو منہزم کر کے خود تخت سلطنت پر جلوس کرے۔ چنانچہ سندھ سے لے کر
نگا تک اس کا تسلط قائم ہو گیا تھا کہ ۹۶۲ھ میں ہمایوں نے بڑھ کر سلطنت پر قبضہ کرلیا۔
لکھا ہے کہ آپ اپنی سیاحت کے دوران میں جنات کے ذریعے اپنے اہل وعیال کو خرچ بھیج دیا
کرتے تھے۔ فتح پور کی آبادی کی پیشن گوئی بھی پیشتر کردی تھی۔

خلفائے کرام کی عظمت

آپ کے بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء ہوئے جن میں سے چند کے حالات تبرکاً
درج ذیل ہیں۔

حضرت شیخ فتح اللہ ترین سنبھلی محض امی اور نوشت و خواند سے قطعاً ناواقف تھے علماء اعتراض کرتے تھے کہ بے علم ولی نہیں ہو
سکتا۔ آپ کے مرید شیخ وجیہ اللہ کو ناگوار گذرا۔ شیخ سے بیان کیا۔ فرمایا معترضین کو یہاں لے
آؤ۔ ایک مولوی صاحب آئے فرمایا پڑھو؟ انہوں نے "ہدایہ" پیش کی۔ فرمایا اوّل سے پڑھوں

Marfat.com

آخر سے پڑھوں یا درمیان سے؟ پھر شیخ وجیہ الدینؒ سے کہا کہ خیر میں بلا دیکھے ہی ہدایہ" پڑھتا ہوں۔ تو لکھتا رہ اور علماء بھی آ گئے تھے۔ آپ نے صفحات کے صفحات لکھا دیئے علماء یہ کرامت دیکھ کر معتقد ہو گئے۔ فتح پور میں قحط پڑ گیا تھا۔ صاحبزادہ شیخ احمد نے دعا کیلئے لکھا۔ آپ خط پڑھتے ہی مسجد سے اٹھ کر دھوپ میں جا بیٹھے اور عرض کی بار الٰہا تو جب تک بارش نہ برسائے گا۔ یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ چند ہی لمحوں میں خوب بارش ہوئی۔ حضور غوث پاکؒ سے بھی فیض پہنچا تھا۔ ۹۹۹ھ میں وصال ہوا۔

حضرت شیخ پیارا صاحب۔ آگرہ" میں قلعہ سے تشریف لا رہے تھے۔ ہاتھی پانی پینے جا رہے تھے کہ ایک مست ہاتھی آپ پر دوڑا۔ آپ فوراً نماز کو کھڑے ہو گئے۔ ہاتھی اسی وقت واپس لوٹ گیا۔ شہزادہ سلیم کی ولایت آپ ہی نے پیر کے حکم سے سلب کی تھی۔ پیر کے حکم سے شہزادہ کے ساتھ اس کی حفاظت کے لئے آپ ہی اجمیر گئے تھے اکبر بہت معتقد تھا۔ بڑے باکمال بزرگ گذرے ہیں۔ آخر میں دریائے نربدا کے کنارہ مالودہ میں آ بیٹھے وہیں انتقال ہوا ۹۹۸ھ میں وہیں مزار ہے۔

شیخ طٰہٰ چشتیؒ جب مظفر شاہ ہوائی نے گجرات پر تسلط قائم کر لیا ہے تو اس نے آپ سے آ کر عرض کی کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ میں اکبر کے مقابلہ میں کامیاب ہو کر ارض ہند کا بادشاہ بن جاؤں۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہ ملک اکبر کو عطا کر دیا ہے۔ مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ اس نظام الٰہی کے بغیر میں کوئی سعی کروں۔ مظفر نے آگ بگولا ہو کر کہا تو بہتر ہے کہ اکبر سے مقابلہ کرنے سے پیشتر میں پہلے اپنی شمشیر کی برائی کی آزمائش تیری ہی گردن پر کروں۔ فرمایا بہتر ہے مگر صرف آٹھ روز اور صبر کر اس کے بعد جو دل میں آئے وہ کرنا۔ آپ کو سب کچھ علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اسی دوران میں اکبر ایک لشکر جرار لے کر آ پہنچا۔ مظفر بھاگ کھڑا ہوا۔ اکبر نے جو سنا کہ شیخ نے یہ جواب دیا تھا تو وہ بہت خوش ہوا۔ مؤدبانہ خدمت میں آیا اور زندگی بھر عزت کرتا رہا۔ (معارج الولایت)

مرشد گرامی نے آپ کو گجرات میں متعین کیا تھا۔ ہزارہا مرید اور ہزارہا مسلمان ہوئے زبردست بزرگ گذرے ہیں۔ ۱۰۰۰ھ میں وصال ہوا۔

بہر کیف حضرت شیخ سلیم چشتی ہندوستان کے نامور اولیاء میں سے ہیں۔ جنہوں نے بہت شاندار زندگی بسر کی اور ایک مخلوق عظیم کو آپ سے فیض پہنچا۔

Marfat.com

مقتدائے عارفین

حضرت محمد داؤد گنگوہی

بزرگی و عظمت

حضرت شیخ محمد داؤد گنگوہی یگانہ روزگار بزرگ گذرے ہیں بچپن ہی سے ایک استغراق کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ آخر تو شیخ محمد صادق جیسے کامل بزرگ کے فرزند تھے جن کی خود یہ حالت تھی کہ وجد و حال کے وقت جس پر بھی نظر پڑ جاتی تھی انوار ربانی پر تو فگن نظر آنے لگتے تھے۔ جنہوں نے شہر جگن ناتھ کی بازار میں سیر کرتے ہوئے جب ایک بت کو عام طور پر پجتے دیکھا۔ اور خود بھی وہیں کھڑے ہو گئے تو یہ کرامت دکھائی تھی کہ وہ بت آپ سے باتیں کرنے لگا تھا جس سے اس بت کدہ ہند میں بھی بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ اپنے صاحبزادہ داؤد کی روحانی تربیت پر خاص توجہ مرکوز رکھو۔ چنانچہ بزرگ باپ کی بزرگانہ اور پیرانہ توجہات سے نسبتاً ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں آپ مرتبہ بلند پر فائز ہو گئے تھے۔

بڑے بڑے مجاہدات کئے۔ رات رات بھر ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرتے رہتے تھے۔

گیارہویں شریف بڑی دھوم دھام اور خاص عقیدت کے ساتھ کرتے تھے ایک دفعہ کچھ پاس نہ تھا اور تاریخ آگئی تھی۔ اپنے مرید خاص شیخ سوندھا سے کہا کہ بھائی کیا کریں آج تو کچھ بھی پاس نہیں لیکن کسی مہاجن سے جا کر گیارہویں شریف کیلئے کچھ قرض نہ لینا کہ حضور غوث پاک نے خود مجھے مصارف عطا فرما دیئے۔ میں سو گیا تھا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور غوث پاک تشریف لائے اور ایک پڑیہ دے کر فرمایا کہ لے اس سے گیارہویں کر دے۔ بیدار ہوا تو یہ گیارہ روپے اور ایک اشرفی اس میں موجود تھی اس روز سے آپ کی تنگی و عسرت بھی فنا ہو گئی۔ فتوحات کا کوئی شمار نہ رہا۔ واقعی گیارہویں شریف بڑی برکت کی شے ہے۔

Marfat.com

دار اشکوہ سے محبت و مودّت نواب اسد خاں وزیر اعظم شاہجہاں بادشاہ اپنے عہد کا ایک فاضل روزگار عالم و مدبر گذرا ہے اس کے کانوں میں جو آپ کی شہرت و عظمت کا آوازہ پہنچا تو جہاں پناہ سے کہنے لگا کہ اس فقیر کو علم تو ہے نہیں اور ادعائے فقیری ہے۔ اگر اجازت ہو تو جا کر فرمائش کرلوں۔ فرمایا مجھے تو ان کے رتبہ و کمال میں کوئی شک ہی نہیں لیکن تمہیں تذبذب ہے تو شوق سے جاؤ اور اپنے شبہات دور کرلو۔ آپ اس وقت حضرت قطب الاقطاب کے عرس کی تقریب پر دہلی تشریف لائے ہوئے تھے۔ وزیر اعظم بھی وہیں حاضر ہو گئے اور بحث شروع کردی۔ آپ نے حضرت قطب الاقطاب کی طرف رجوع کیا تو دیکھا فرما رہے ہیں کہ میں نے تجھے بحر العلوم کیا نہ گھبراؤ اور تمام مسائل کے جوابات عطا کر دیئے۔ سعد اللہ خاں نے سولہ علمی مسائل پیش کئے تھے۔ آپ نے جو سب کا جواب دیدیا تو سعد اللہ خاں متحیر رہ گیا۔ معذرت کی اور شاہجہاں سے آکر کہا کہ واقعی شیخ کے علم کی کوئی انتہا نہیں ایسا کیوں نہ ہو۔ آخر مکتب الٰہی کے طالب علم ہیں۔

چونکہ شہزادہ دار اشکوہ آپ کا بہت معتقد تھا اور آپ کو بھی شہزادہ کے ساتھ محبت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ جب دہلی تشریف لے جاتے تو شہزادہ ہی کے ہاں قیام فرماتے اور دونوں برابر مصلے بچھا کر رات کو عبادت میں مشغول رہتے۔ اس لئے ۱۰۶۰ھ میں جبکہ اورنگ زیب سریر آرائے سلطنت ہوئے ہیں تو بعض دشمنان فقراء نے انھیں بھڑکایا کہ شیخ داؤد یہی ہیں جو کہ شب و روز سماع و بدعات میں مصروف ہیں۔ بلکہ شہزادہ دار اشکوہ کے بہت ہمدرد اور دوست ہیں کہ دونوں میں ایک عرصہ تک یک جائی و یک جہتی رہی ہے۔

اورنگ زیب کا اعتقاد اور بحث سماع اورنگ زیب بہت متبع شریعت شہنشاہ گذرا ہے۔ پھر اس پر یہ طرہ کہ بتانے والوں نے آپ پر دار اشکوہ کی ہمدردی کا خاص اتہام لگایا تھا۔ فوراً حکم صادر ہوا کہ ملا عبد القوی شیخ کے پاس جائے اور سماع کے متعلق بحث کرے۔ ملا صاحب زاہد خشک بھی تھے اور فقراء کے دشمن بھی، خوش ہو گئے۔

ان کے سوال پر آپ نے فرمایا کہ از روئے علم ظاہر جواب دوں۔ یا بروئے علم باطن ظاہرا تو یہ کہے دیتا ہوں کہ (لا ھله حلال و لغیره حرام) "سماع اہل کے لئے حلال اور نااہل کے لئے حرام ہے" اور باطن کی جو پوچھتے ہو تو تم پر ابھی ابھی خود اس کی حقیقت د

Marfat.com

صداقت کا اظہار ہو جائیگا۔ آپ نے قوال کو اشارہ کیا قوالی جو شروع ہوئی تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ اور اسی عالم میں فرمایا :۔

"جاہل ملا مجھ سے اباحتِ سماع کی دلیل پوچھنے آیا ہے۔ حالانکہ میں خود عالم اور ماہر شریعت غرائے اسلام ہوں۔"

زبان مبارک سے ان الفاظ کا صادر ہونا تھا کہ ملا عبدالقوی بالکل کورے ہو گئے تمام علوم بھول گئے۔ کچھ بھی تو یاد نہ رہا۔ یاد کرتے تھے یاد نہ آتا تھا۔ سوچتے تھے سوچ نہ سکتے تھے۔ یہ حالت تھی کہ زبان عربی بھی ختم ہو گئی۔ یہ صورت دیکھ کر ملا کے ہوش و حواس جاتے رہے دیوانگی طاری ہو گئی۔ ہیبت چھاگئی۔ اٹھے پاؤں پر گرے۔ منتیں کیں اور معافی مانگی رحم آگیا اور فرمایا کہ بابا مفتی ہے۔ عالم ہے۔ ملک العلماء ہے۔ سب کچھ ہے۔ مگر پھر یہ تو بتا آخر تو فقراء کو کیوں ستاتا ہے۔ خاموش تھا۔ نظر کرم جو ڈالی تو پھر تمام علوم مستحضر تھے، اسی وقت مرید ہو گیا۔

اورنگ زیب کے پاس جو ملا صاحب واپس آئے ہیں تو حالت ہی اور تھی رنگ بدلا ہوا تھا جہاں پناہ مسکرا دیئے اور کہا بے ادب! تو مجھے کاملین سے ٹکرا کر دونوں جہاں سے کھونا چاہتا ہے۔ حقیقت میں عالم یہی بزرگ ہیں۔ اور ان کا کوئی فعل و عمل بھی شریعت کے خلاف نہیں ہو سکتا ملا عبدالقوی کے مرید ہوتے ہی اور بھی بہت سے علماء مرید ہوئے۔

ایک مرید نے آکر عرض کی کہ حضور ۴۰ یوم ہو گئے کہ میں نے ایک لقمہ منہ میں نہیں ڈالا اور بھوکا رہا ہوں۔ فرمایا مجھ سے بھی جھوٹ کہتا ہے۔ کیا تو نے اس درخت کے پتے نہیں کھائے ؟ درخت کی طرف جو نظر کی تو اس نے بہ زبان فصیح اس کی شہادت دی۔

وصال

آپ کے ہاں ایک مور پلا ہوا تھا۔ جس سے آپ بہت محبت کرتے تھے۔ جس وقت جنازہ نکلا ہے تو سامنے درخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اتنی فریاد کی کہ مر کر گر پڑا۔

انتقال سے تین روز پیشتر ہی آپ نے مرنے کے انتظام شروع کر دیئے تھے اور اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد سے کہہ دیا تھا کہ تین روز سے رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھ رہا ہوں اور بلاوے کا اشارہ پاتا ہوں پانچویں شب تھی کہ آپ نے قوالوں کو بلا کر قوالی کرائی۔ دوسری صبح تمام تبرکات برادر خورد کے سپرد کئے اور ہدایت کی کہ یہ امانت ہے اسے شیخ سوندھا کے حوالے کر دینا۔ نماز میں مصروف ہوئے اور ۱۱۰۵ھ میں وصال پایا۔ بڑے ذی

Marfat.com

رتبہ بزرگ تھے۔ خانقاہ عالیہ فیض بخش عالم تھی۔ ہزاروں انسانوں نے فیض پایا۔ عہد عالمگیر کے مشہور شیخ گذرے ہیں (اقتباس الانوار)

خلفائے کرام اور شاہ عالمگیر شاہ ابو المعالی کا ایک ہمسایہ مر گیا آپ کئی روز تک روتے رہے اور بہت رنج کیا۔ مریدوں نے عرض کی حضرت وہ تو آپ کا دشمن تھا۔ بہت برائی کرتا رہتا تھا۔ ہم نے پہلے بھی اس کی گوشمالی کا ارادہ کیا تھا۔ مگر آپ نے باز رکھا اور آسائش پہنچاتے رہے اور اب اس کے لئے رو رہے ہیں۔ فرمایا اکثر اولیاء کا دامن عالم ناسوت میں غبار دنیا سے ملوث ہوتا ہے۔ اور اس کی صفائی کی یہی صورت ہوتی ہے کہ کچھ لوگ ملامت کرنے والے پیدا ہو جائیں یہ بدگوئی غیبت برائی اور ملامت کرنے والے لوگ ہی ہیں جو دھبے صاف کرتے ہیں اس بنا پر وہ میرا بڑا دوست تھا۔

مسلمان غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ شاہ صاحب کیا فرما گئے ہیں۔ کسی کو دشمنوں کی بدگوئی سے پریشان نہ ہونا چاہئے کہ غیبت وبدگوئی خوفناک گناہ ہے۔

ایک دفعہ فقیرانہ سج دھج میں کسی کھنڈ سال کے اندر پہنچ گئے۔ وہاں مزدور کولہو چلاتے ہوئے یہ دوہا گا رہے تھے ۔

تو چلیا جا اکتارا۔ تیری کہڑی ملا کی راہ
آدھی رات اندھیر تیری جوگی کی سی پھیری

آپ کو حال آگیا اور بیخودانہ کھڑے ہو گئے ''ہو'' کا ایک نعرہ لگایا اور دہکی ہوئی آگ کی بھٹی میں جا گرے مگر آپ کے ایک بال پر بھی تو آنچ نہیں آئی۔ اسی روز سے شہرت ہو گئی استغراق کا یہ عالم تھا کہ تین سال تک بالکل مدہوش رہے صرف نماز پڑھ لیتے اور پھر محو ہو جاتے شہود ذات احدیت میں مست رہتے تھے۔ ۱۱۱۴ھ میں وصال ہوا۔ انبیٹھ ضلع سہارنپور میں مزار ہے۔

حضرت شیخ سوندہا فوج شاہی میں ملازم رہے نکاح بھی کیا۔ مدت تک حالت کو چھپائے رکھا۔ برسوں مجاہدات کئے قاضی نے بہت ستایا تو فرمایا کہ عاشقان نبی ﷺ کو تنگ کرتا ہے۔ کتے کی بولی بول کر مریگا۔ سماع میں یہ حالت ہوتی کہ وجد کے عالم میں غائب ہو جاتے اور پہروں غائب رہتے۔ بوہر کے حاکم کے لڑکے کا انتقال ہوا۔ وہ جنازہ لئے ہوئے زار زار روتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ کو رحم آگیا سرہانے گئے اور فرمایا کہ اے

Marfat.com

لڑکے بحکم "حی القیوم" اٹھ بیٹھ اس نے اسی وقت آنکھیں کھول دیں۔

ایک روز قوالی میں آپ کو یہ شعر سن کر حال آیا اور ۱۱۹۲ھ میں انتقال ہو گیا۔

صحبت غیر نخواہم کہ بود عین قصور

باخیال تو چرا باد گراں پردازم

عہد اورنگ زیب میں بہت شہرہ تھا۔

سید غریب اللہ

سماع کے خلاف جب دہلی میں شور بلند ہوا اور علماء نے اورنگ زیب کو چشتیوں کے خلاف بھڑکایا تو اس نے اس کی اباحت کا ثبوت دینے کیلئے تمام مشائخین چشت کو حاضری کا حکم دیا محتسب نے ایک مکان کے اندر فرش بچھوا کر اس کے نیچے تلوار چھریاں اور کٹاریں چھپا کر رکھوا دیں اور حکم ہوا کہ یہاں حالت ہو تو سچائی کے معترف ہوں اور سمجھیں کہ صداقت ہے یا محض ریاکاری یہ سب خاموش تھے اور دست بدعا کہ اللہ شرم رکھے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ اگر سماع کی اجازت دی جائے تو ضرور حالت طاری ہو گی اور عاشقانِ خدا ضرور وجد کریں گے چنانچہ قوالوں نے خواجہ قطب الدین کی غزل شروع کی اور اس شعر پر آپ کو حال آیا۔

دل اگر دانا بود در ہر فن اسرار راست

چشم گر بینا بود یوسف بہر بازار ہست

سید صاحب کی یہ حالت تھی کہ لوٹتے پھرتے تھے مسلسل تین گھنٹے تک یہی حالت رہی مگر نہ جسم پر کہیں خراش آئی اور نہ بدن پر کوئی کپڑا پھٹا حضرت اورنگزیب بھی تشریف فرما تھے۔ یہ کرامت و حالت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سب کو عزت و تکریم کے ساتھ رخصت کیا ایک بڑی جاگیر سید صاحب کو دینی چاہی مگر آپ نے قطعاً انکار کر دیا اور فرمایا کہ بزرگوں کی چندبیگہ زمین میری قوت لایموت کیلئے کافی ہے۔

آپ کا مزار مبارک کرانہ میں ہے سید صاحب اور صاحب سیر الاقطاب دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

Marfat.com

مجدد شریعت و طریقت

کلیم اللہ جہاں آبادی

علم و فضل اور زہد و عبادت

حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی اکابر و اعاظم اولیائے ہند سے ہیں اور زہد و عبادت کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ بڑے نامور شیخ تھے علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے اور بڑے بڑے علماء آپ کے تبحر علمی کے معترف تھے۔ سند فضیلت حاصل کر کے جب آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو یہ عالت تھی کہ ہر طرف سے تشنگان علوم آپ کے مدرسے میں آتے اور علم حاصل کرتے تھے اس عہد میں آپ کا مدرسہ دہلی کا ایک ممتاز اور مشہور مدرسہ تھا۔ بلا مبالغہ اس مدرسے سے سینکڑوں اور ہزاروں افراد عالم و فاضل بن کر نکلے یک لخت آپ پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوا پہلے عبادت و طاعت کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر بتلاش شیخ نکل کھڑے ہوئے طلب صادق ضرور نتیجہ خیز ہوتی ہے آپ مجاہدات و ریاضات میں مصروف تھے کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے مزار کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ آواز آئی ہم نے تجھے اپنی تربیت میں لیا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک آپ حضرت سلطان المشائخ سے اویسی طریق پر تربیت و فیض حاصل کرتے رہے اور پھر انہی کے حکم و ہدایت پر چند شاگردوں کو ساتھ لے کر زیارت حرمین شریفین کیلئے روانہ ہو گئے مدینہ منورہ میں آپ کو ایک ممتاز وقت شیخ حضرت شیخ یحییٰ مدنی مل گئے جنہوں نے عرصہ دراز تک حضور نبی کریم ﷺ سے فیض اویسی حاصل کیا تھا آپ مدینہ ہی میں ان کے مرید ہو گے اور وہیں ایک مدت رہ کر اپنی تکمیل کی اور خلافت پائی۔

Marfat.com

سلطان دہلی کے مرشد گرامی کا آستانہ

پیر طریقت کے حکم کے مطابق ہندوستان تشریف لا کر دہلی میں متمکن ہو گئے۔

قلعہ معلی اور جامع مسجد کے درمیاں اس عہد میں ایک مسجد تھی وہیں آکر متمکن ہو گئے۔

عشق و مشک کہیں چھپائے چھپتے ہیں آپ عاشق ربانی تھے بہت جلد ہ شہرہ ہو گیا۔ مخلوق حاضر ہونے لگی رجوعات بڑھیں۔ امراء تک مرید ہو گئے۔ حتی کہ اورنگ زیب عالمگیر حاضر ہونے لگے اور پھر برابر حاضری دیتے رہے اور آپ سے بہت فیض پایا شہنشاہ نے دیکھا کہ ہمہ وقت ہجوم رہتا ہے اور مسجد اور اس کا حجرہ مختصر ہے اس لئے خود مصارف شاہی سے آپ کے لئے وہیں ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر کرا دی۔ جو بہت جلد عہد عالمگیری کی ایک عظیم الشان روحانی یونیورسٹی کی صورت اختیار کر گئی۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت شروع ہو گئی۔ فتوحات کے انبار لگ گئے۔ لنگر خانہ جاری کر دیا گیا۔ جس سے دونوں وقت بیشمار مخلوق فیض اندوز اور بہرہ اندوز ہوتی تھی۔

اپنے حجرہ خاص میں بہ غلبہ عشق رات رات بھر الٹے لٹک کر عبادات و مجاہدات کیا کرتے تھے۔ جذب و استغراق بھی بہت بڑھ گیا۔ ہزاروں اشخاص روزانہ مرید ہوتے تھے۔ فرزند اورنگ زیب محمد معظم بہادر شاہ بھی سریر آرائے حکومت ہونے کے چار سال بعد آپ کا معتقد و مرید ہو گیا اور عاجزانہ حاضر ہوتا رہا۔ محمد شاہ بادشاہ تک جتنے سلاطین بھی تخت دہلی پر متمکن ہوئے سب ہی اسی آستانہ پاک کے مرید و غلام تھے اس کے بعد تمام سلاطین بہادر شاہ ثانی تک، آپ کے عرس میں شریک ہوتے رہے ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ میں وصال پایا اور اپنی خانقاہ کے اندر ہی دفن ہوئے۔

غدر ۱۸۵۷ء میں جہاں قلعہ معلی اور جامع مسجد کے درمیان کی تمام عظیم الشان عمارات بحکم سرکار منہدم ہو کر میدان ہموار کیا گیا وہاں آپ کی عظیم الشان خانقاہ بھی مٹا ڈالی گئی صرف مزار باقی رہ گیا تھا جو آج بھی ایک کٹہرہ کے اندر اسی جگہ موجود ہے اور سلاطین مغلیہ کا یہ شیخ اعظم اس وسیع میدان میں آسودہ ہے اور بہت کم لوگ آپ کی عظمت کو سمجھتے ہیں۔

نظام الملک کی بیعت اور تھوک سے اکسیر

حضرت شیخ نظام الدین ولی اورنگ آبادی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے ہیں اور خرقہ ء خلافت آپ کو شیخ کلیم اللہ جہان آبادی سے ہی

Marfat.com

حاصل ہوا تھا۔ شیخ وقت اور یگانہ دہر بزرگ تھے جو آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ یتیم ہو کر دہلی آگئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد شیخ کلیم اللہ سے خرقہء خلافت حاصل کیا آپ پہلے تو معتقد نہ تھے حرکات و سکنات تعجب سے دیکھتے تھے۔ آخر دل ادھر مائل ہو گیا شیخ نے آپ کو اورنگ آباد کا شاہ ولایت بنا کر دکن بھیجدیا۔ تھے یگانہ عہد۔ مخلوق ٹوٹ پڑی۔ بے شمار مرید ہوئے حتیٰ کہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔

بہت کم لوگوں کو یہ علم ہو گا کہ نواب صاحب ولایت کے درجہ کو پہنچے ہوئے تھے آپ کی تربیت و تعلیم نے انہیں کہیں سے کہیں پہنچادیا تھا دن کو تخت سلطنت پر ہوتے تھے اور رات کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ سہروردی سلسلہ میں مرید ہوئے تھے۔ آپ کے آستانہ مبارک پر غلامانہ حاضری دیا کرتے تھے۔

ایک سنیاسی نے حاضر ہو کر فقیری اور مقامات فقر کے متعلق سوالات کرنے شروع کر دیئے بہت سمجھایا کہ تجھے کیا تعلق نہ مانا تو جلال آگیا۔ فرمایا تو پہلے آئینے میں اپنی اصل صورت دیکھ۔ آئینہ لیکر جو دیکھا گھبرا گیا کہ نصف چہرہ بندر کا اور نصف چہرہ خنزیر کا تھا استفسار پر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت تجھے تیری اصلی روح کی شکل تجھے دکھادی جنھیں پوجتے ہو انہی جیسی شکل ہے اور انہی کے ساتھ تمہارا حشر ہو گا۔ اسی وقت خوفزدہ ہو کر مسلمان ہو گیا کہنے لگا باون تولہ پاورتی والی کیمیا بناتا ہوں لے لیجئے۔ پھر جتنا چاہے خرچ کیجئے۔ اکسیر کا ایک نارمل بھی پیش کیا سامنے۔ بنائی تو فرمایا کہ یہ بکھیڑا ہے آسان طریقہ میں بتاتا ہوں۔ تانبہ گلا کر اس میں تھوک دیا۔ کندن ہو گیا۔ فرمایا یہ اکسیر اللہ کے نام کی برکت ہے جو فقیری میں حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ مرید ہو کر تعلیم حاصل کی۔ اکسیر پھینکوادی چند دنوں میں کامل بنا کر اور تبریز کا شاہ ولایت مقرر کر کے رخصت کر دیا۔ نام عبدالحق رکھا۔

شمالی و جنوبی ہند میں انوار الٰہیہ کی تجلیاں

صرف ایک لاکھ دکھنی ہی آپ کے مرید تھے مزار اورنگ آباد میں ہے۔ ۱۱۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کے اور بھی بہت سے مشائخ خلیفہ تھے جس میں شیخ نظام الدین دلی اورنگ آبادی اور مولانا فخر الدین بہت بزرگ اور بہت مشہور تھے جن کے سلاطین اور فرمانرواتک مرید تھے اور ارادتمندوں کا کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔

Marfat.com

یہاں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہئے کہ آپ کے مرشد گرامی حضرت شیخ یحییٰ مدنی مدینہ ہی میں رہے اور وہیں وصال فرمایا اور انہی نے حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کو ہندوستان واپس کر کے دہلی میں متعین کیا اور یہ بھی بتایا کہ ایک شخص نظام الدین تیرے پاس آئیگا وہ یگانہ ہوگا۔ اور اس سے تیر اسلسلہ قائم ہوگا۔ وہ دکن میں متعین ہوئے۔

ان تقریروں میں کتنی بڑی اسلامی اور ملیؔ مصالح مضمر تھیں اور ان میں کتنے رموز پوشیدہ تھے اور ان سے کتنا فائدہ پہنچا دہلی دکن کے تمام سلاطین مرید ہوئے ان کی ارادت کا اثر امراء و عمائد پر اور امراء کا عوام پر پڑا۔ غیر مسلم بتعداد کثیر مسلمان ہونے لگے اور مسلمان سچے مسلمان بن گئے صوفیاء و اولیاء کا اہم فریضہ کار یہی رہا ہے کہ وہ گم گشتہ بادیہ ضلالت کو راہ دکھائیں۔

حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ آبادی جہان شاہ کی کرامات

(۱) ایک مرتبہ دہلی کے چند بااثر علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط سالی اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی حضور شیخ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے کہا۔ اے رب اپنے بندوں پر رحم فرما اسی وقت بارش ہو گئی۔ اور ایک دن اور ایک رات متواتر ہوتی رہی۔

(۲) ایک دفعہ حضرت شیخ کسی صحرا کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک اندھے کو دیکھ کر فرمایا "اللہ اسے بصارت عطا کر" اللہ کے فضل سے اسی وقت اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

(۳) حضرت شیخ خواجہ محمد یوسف بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت شیخ کے ساتھ حج کو جا رہے تھے۔ راستہ میں بئر حسانی کے قریب پیاس کا غلبہ ہوا۔ جب ہم کنوئیں کے قریب پہنچے تو وہاں ڈول وغیرہ کچھ نہ تھا۔ حضور شیخ نے فرمایا جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو پانی پی لینا حضور شیخ جائے نماز بچھا کر نماز میں مصروف ہو گئے۔ ابھی حضور نے نیت باندھی ہی تھی کہ کنوئیں کا پانی اوپر تک آگیا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ ایک آدمی نے اپنا مشکیزہ بھر لیا پانی فوراً ہی نیچے اتر گیا۔ حضور شیخ نے نماز سے فارغ ہوتے ہی فرمایا افسوس تم لوگوں نے خدا پر بھروسہ نہیں کیا۔

(۴) ایک فلسفی حضور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے علوم معرفت پر چند

Marfat.com

اعتراضات کئے حضور اس وقت جو کی روٹی تناول فرمار ہے تھے۔ آپ نے روٹی کا ایک ٹکڑا فلسفی کو دیا۔ جو کی روٹی کھاتے ہی اس کا دل شبہات سے پاک ہو گیا۔ چشم زدن میں کایا پلٹ گئی۔ اور وہ معرفت کی حمایت میں تقریریں کرنے لگا۔

(۵) حضرت شیخ نعیم الدین چشتی کہتے ہیں کہ سفر حج کے موقعہ پر حضور کیساتھ تھا دن بھر سفر کرنے کے بعد ایک ایسی منزل پر قیام کیا جہاں زیادہ آبادی نہ تھی، حضور شیخ روزہ سے تھے۔ پانی سے روزہ افطار کیا۔ اسی وقت آسمان سے ایک طباق اُترا۔ جس میں چھ روٹیاں اور کھجوریں تھیں۔ حضور شیخ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ "اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ تو نے میری لاج رکھ لی مجھے اور میرے ساتھی کو غیب سے رزق عطا فرمایا۔"

(۶) ایک شخص حضور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے کسی عورت سے محبت تھی۔ وہ رات کو اپنی محبوبہ کے مکان کا طواف کیا کرتا تھا۔ حضور شیخ نے فرمایا کہ ہوائے نفسانی کی خاطر تم اتنی تکلیف برداشت کرتے ہو۔ اگر نماز میں ساری رات گزارتے تو کیا کچھ نہ ہوتا وہ شخص یہ الفاظ سن کر بے حد متاثر ہوا۔ اس نے فوراً توبہ کی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اور چند روز میں حضور شیخ کی دعا سے عارف کامل بن گیا۔

حضرت کی وفات ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔

Marfat.com

زبدۃ الاولیاء سیّد

میراں بھیک صابری

عبادت و مرتبت

سید میراں بھیک چشتی صابری اعاظم اولیائے ہند سے ہیں اصلی نام سید محمد سعید تھا۔ میراں بھیک کے نام سے مشہور ہو گئے تھے صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کے والد گرامی سید محمد یوسف آپ کو نو ہی برس کی عمر میں یتیم چھوڑ گئے تھے۔(ثمر الفواد)اس کے بعد آپ نے علوم متداولہ میں کمال پیدا کیا اور پھر حضرت شاہ ابو المعالی کے مرید ہو کر مجاہدات و ریاضات کیں مرتبہء ولایت پر پہنچے اور خرقہء خلافت حاصل کیا عشق و محبت اور وار فتگی و استغراق میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ ہندی زبان میں دوہے خوب کہتے تھے اور قطب وقت تھے واقف کاران حال کا بیان ہے کہ آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا اور غوثیت و لبد الیت کا درجہ رکھتے تھے۔ ۱۰۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور چوراسی برس کی عمر میں ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی مدت تک ہدایت خلق میں مصروف رہے اور دین قیم کو آپ سے بہت فائدہ پہنچا۔ اور آپ کے ذریعہ خوب اشاعت اسلام ہوئی۔ فتوحات بکثرت تھیں جب تک مرشد گرامی زندہ رہے اپنے خدام کے خرچ کے سوا باقی تمام فتوحات ان کی نذر کرتے رہے۔ عظیم الشان خرچ تھا اور وسیع لنگر خانہ جس سے ہر قوم و مذہب کے آدمی کو ہر وقت پکا پکایا کھانا ملتا تھا ہزار ہزار دو دو ہزار آدمیوں کو ایک ایک وقت میں کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ آپ کا حکم تھا کہ تمام مرید نصف شب کے بعد اٹھ کر ذکر جہر کریں۔ چنانچہ نصف شب کے بعد سے صبح تک خانقاہ میں بہ کثرت ذکر جہر ہوتا تھا۔ انتظام تھا کہ نصف شب گذرنے پر مریدین بیدار کر دیے جاتے تھے۔ ایک فیض عام جاری تھا۔ مزار مبارک قصبہ کھڑام میں ہے۔ جس سے آج تک برابر فیض پہنچ رہا ہے۔

Marfat.com

وقت ضیافت مردہ بچہ زندہ ہو گیا موضع لوندھن کا ایک نور باف آپ کا مرید تھا اس نے آپ کی ضیافت کی اللہ کی قدرت کہ ضیافت سے پیشتر ہی اس کا دو سالہ بیٹا قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ نور باف نے بیوی سے کہا کہ اگر اس وقت ہم گریہ و زاری میں مصروف رہے تو شیخ کی ضیافت کی عزت و سعادت سے محروم ہو جائیں گے۔ بیوی بھی نیک دل اور معتقد تھی۔ دونوں نے بچے کی نعش کو تو اندر کوٹھڑی میں بند کر دیا اور دونوں اہتمام ضیافت میں مصروف ہو گئے اور کسی سے ذکر نہ کیا اور عہد کیا کہ حضرت پر بھی اظہار نہ ہونے پائے۔ جس وقت آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا ہے آپ نے فرمایا تیرا بچہ کہاں ہے اسے بلا لے۔ عرض کی کہ وہ تو کہیں کھیلنے گیا ہے۔ اس وقت اُس کا ملنا مشکل ہے۔ فرمایا کچھ ہو میں تو اسی کے ساتھ کھانا کھاؤں گا کہ مجھے بھی اس سے محبت ہے۔ ماں باپ تھے آپ کے اصرار سے دونوں کے دل بھر آئے رقت پیدا ہوئی۔ ماں کی تو چیخ نکل گئی عرض کی وہ تو مر گیا۔ کوٹھڑی میں نعش پڑی ہے رحم آ گیا۔ اُن کے اس حُسنِ عقیدت کو بھی بہ نظر استحسان دیکھا۔ فرمایا جا کر دیکھو مرا نہیں سو رہا ہے اندر جا کر جگاؤ۔ کواڑ کھول کر جو گئے اور جگایا تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو گیا۔

ماں باپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے لائے۔ اس نے ساتھ کھانا کھایا یہ کرامت دیکھ کر ہزارہا اشخاص مرید ہو گئے۔

محمد شاہ بادشاہ کی درخواست و نذرانہ محمد شاہ بادشاہ بھی فقراء کا بہت معتقد تھا اس نے نواب روشن الدولہ بہادر کی معرفت آپ کو اعلیٰ درجہ کی شیرینی اور زر نقد بھیجا نواب صاحب نے نذر پیش کی اور کہا جہاں پناہ چاہتے ہیں کہ سلطنت انہی کے خاندان میں رہنے کیلئے دعا کی جائے۔ آپ نے تمام نذرانہ تو اسی وقت فقراء میں تقسیم کر دیا اور پھر مراقبہ کر کے فرمایا کہ محمد شاہ کو دہلی کا تخت اللہ تعالےٰ نے صرف چند پشت کیلئے دیا ہے۔ جس کیلئے صرف محبوب الٰہی سلطان المشائخ نے دعا کی تھی۔ اب میں اس حکم و سفارش کے خلاف کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

اسی بادشاہ کے عہد میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے کہا کہ اس زمانہ میں سید میراں بھیک مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔ ان سے دعا کرائیے۔ چنانچہ حاکم سرہند کے

Marfat.com

نام فرمان صادر ہوا کہ سید صاحب کو بہ اعزاز تمام دہلی بھیج دیا جائے بادشاہ نے خود بھی ایک نیاز مندانہ خط سید صاحب کے نام لکھا۔ آپ نے جواب دیا کہ میری جانب سے بادشاہ کو لکھ دو کہ میں ناچیز اس قابل نہیں کہ سلاطین کے درباروں میں پہنچوں رہی دعا تو میں بادشاہ اسلام اور جملہ مسلمین کیلئے کرتا ہی رہتا ہوں۔ مطمئن رہئے فکر نہ کیجئے اللہ تعالےٰ بہت رحیم ہے وہ ضرور اپنا فضل کرے گا۔ جس وقت یہ جواب بادشاہ کو ملا ہے اسی وقت ابر مطیر اٹھا اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ محمد شاہ نے پچاس ہزار نقد نذرانہ بھیجا جسے آپ نے بہ اصرار قبول کرلیا۔

کرامت وخوارق عادات

آپ دہلی میں نواب تہور خاں کے محل میں مقیم تھے شام کے وقت جو گلوریاں بن کر اندر سے آئیں وہ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اہل شہر کو تقسیم کر دیں۔ تہور خاں کو کوئی گلوری نہ دی گئی۔ اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوا ہی تھا کہ ایک گلوری اڑ کر اس کے ہاتھ میں بھی جا پڑی آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ کیوں نواب صاحب اب تو آپ کی آرزو پوری ہو گئی نواب صاحب تعظیماً کھڑے ہوئے اور مؤدبانہ شکریہ ادا کیا۔

موضع بی بی پور کا ایک مقتدر ہندو مسمٰی بیر بر فرزندان توحید کا جانی دشمن تھا اور مفسدہ پروازیاں کرتا ہی رہتا تھا۔ چنانچہ دربار سے اس کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا اس نے مقابلہ تو کیا مگر گرفتار ہو گیا۔ حاکم سرہند نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم صادر کیا۔ کوتوال شہر کا کارندہ اسے گرفتار کیئے ہوئے لے جا رہا تھا کہ راستہ میں شاہ صاحب کی سواری ملی بیر بر دوڑ کر آپ کے قدموں پر گرا۔ پاؤں پکڑ لیئے اور کہا کہ میں اپنے تمام گناہوں سے اور مظالم سے توبہ کرتا ہوں۔ اگر بچ گیا اور آپ کی دعا سے اس بلائے شدید سے مجھے خلاصی مل گئی جس کی بظاہر تو اب کوئی توقع بھی نہیں رہی ہے۔ تو میں ضرور مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ اہل اللہ ہیں خدا کیلئے اس وقت میری مدد کیجئے۔ موت کا حکم ہو ہی چکا تھا۔ زار زار رو رہا تھا۔ آپ کو رحم آگیا فرمایا جا کوئی اندیشہ نہ کر۔ شیخ کی توجہ سے قتل گاہ میں پہنچنے سے پیشتر ہی حاکم کا حکم نامہ پہنچا کہ بیر بر کو فوراً حاضر دربار کرو۔ سامنے پہنچتے ہی نہ صرف یہ کہ قصور معاف کر دیا۔ بلکہ خلعت بھی عطا فرمائی۔ یہ زندہ کرامت ایک بالکل عجیب واقعہ تھا۔ حکم ہو چکا تھا۔ سرکاری

Marfat.com

باغی تھا۔ مسلمانوں کا دشمن تھا۔ کوئی امکان معافیٔ تقصیر نہ تھا۔ پھر وہ تو مسلمان ہوا ہی اس کے ساتھ اس کی قوم کے سینکڑوں ہنود بھی اسلام لے آئے۔ اب اللہ کی دین ملاحظہ ہو کہ اس کا نام پیر شاہ ہوا خلافت ہوئی اور ولی بن گیا۔

آپ کے بہت سے خلفاء تھے جو طول و عرض پنجاب میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب باکمال تھے اور سب ہی نے اصلاح مسلمین اور ہدایتِ خلق کا فریضہ بوجہ احسان ادا کیا۔

وفات حضرت کی ماہ شعبان میں ہوئی ۱۳۱۱ھ تھا۔

Marfat.com

حضرت فخر جہاں مولانا

فخر الدین دہلوی

بزرگی و علم و فضل

حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی حضرت شیخ نظام الدین ولی اورنگ آبادی کے صاحبزادے تھے ۱۱۲۶ھ میں بمقام اورنگ آباد پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے چند دانے عطا فرمائے ہیں جو صبح کو موجود تھے۔ سولہ برس کی عمر میں تمام علوم متداولہ سے فراغت حاصل کرلی۔ اور اسی عمر میں یتیم ہوگئے۔ بعمر پچیس سال ۱۱۵۱ھ میں دہلی تشریف لے آئے۔ پھر پاکپتن لاہور اور اجمیر پہنچ کر بزرگوں کے مزارات پر اعتکافی کی۔ چلے کھینچے اور تمام بزرگوں کی زیارت کرتے ہوئے دہلی آکر بیرون دروازہ اجمیری ایک خانقاہ و مسجد تعمیر کر کے ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے کہ خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کر ہی چکے تھے کچھ ہی عرصہ میں شہزادگان دہلی اور امراء تک آپ کے مرید ہو گئے۔ کچھ افغانی طلباء دشمن تھے بازاروں تک میں مذمت کرتے پھرتے تھے۔ عرس قطب الاقطاب صاحب میں چھریاں لیکر موقع کے منتظر ہو کر جا بیٹھے اور چبوترہ قاضی صاحب سے برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ خدام نے کہا کہ علانیہ مذمت کررہے ہیں اب ہم میں برداشت کی طاقت نہیں۔ آپ نے ایک تیز نظر جو ڈالی بیہوش ہو کر ناچنے لگے۔ پاؤں پر گر کر قصور معاف کرایا۔ اسی طرح ایک روز مجلس سماع میں آپ کو حال آرہا تھا۔ دو بدمعاش بولے دیکھئے تو یہ بدعتی کس طرح ناچ رہا ہے۔ آپ نے یہ آواز سنتے ہی ایک نظر ڈالی یہ اسی طرح ناچنے لگے۔ ہوش میں آکر قصور معاف کرایا اور قدموں پر گر کر معافی چاہی۔

Marfat.com

سلاطین و بیگمات مغلیہ کی ارادت

ایک مرتبہ اکبر بادشاہ ثانی کے سر میں درد شدت کے ساتھ شروع ہوا۔ خواجہ سرانے آپ سے کلاہ مبارک لے جا کر بادشاہ کے سر پر رکھ دی۔ اسی وقت درد جاتا رہا۔ بادشاہ نے اس کلاہ کو سوبار مروارید سے تول کر وہ مروارید آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے۔ جنھیں آپ نے اسی وقت غرباء و فقراء میں تقسیم کر دیا۔ وصال سے کوئی دو برس پیشتر آپ ایک دفعہ سلطانی محل سرا میں بھی تشریف لے گئے۔ تمام بیگمات معتقدانہ قدمبوس ہوئیں چند مرید ہو گئیں۔ بہادر شاہ ظفر کی عمر اس وقت صرف آٹھ برس کی تھی۔ ان کی ماں خود بھی مرید ہوئیں اور شہزادہ کو بھی مرید کرا دیا۔ آپ نے اسی وقت ظفر پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور فرمایا اگر اس شہزادہ کی عمر اتنی چھوٹی نہ ہوتی تو میں اسے لے لیتا۔ اکبر نے کہا۔ اب بھی آپ ہی کا غلام ہے فرمایا کہ "خود ہی ہمارا ہو جائے گا۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک مرتبہ بہادر شاہ مہرولی میں عین دوپہر کے وقت ڈیوڑھی کے اوپر کے کمرے کی کھڑکی سے سر نکالے کھڑے تھے۔ لوگوں نے عرض کی ہوا بہت گرم ہے کھڑکی بند کر لیجئے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ میں تو اس لو کو خس خانہ سے بہتر سمجھتا ہوں کہ میں ایک روز اسی جگہ سے اپنی آنکھوں سے حضرت قطب الاقطاب اور اپنے مرشد کو جھرنے کی طرف آتے دیکھ چکا ہوں۔

اس روز سے روزانہ اسی آرزو میں بیٹھا رہتا ہوں۔ بہادر شاہ کو حضرت قطب الاقطاب صاحب اور حضرت فخر الدین کے مزارات سے عشق تھا۔

بہادر شاہ ظفر اور خرقہ درویشی

بہادر شاہ ظفر خود ایک صاحب نسبت بزرگ تھے۔ دنیا نے انہیں آخری چراغ خاندان تیموریہ اور ایک شاعر کی حیثیت سے جانا۔ لیکن بہت ہی کم لوگوں کو یہ علم ہو گا کہ بہادر شاہ ایک بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ فقیر اور صاحب سلسلہ بھی تھے اور تصوف و علوم باطنی میں ان کا رتبہ بہت بلند تھا۔ حضرت مولانا محمد فخر الدین کے خلیفہ تھے اور سلسلہ سہروردیہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ اور کبیرویہ میں نہ صرف یہ کہ مرید تھے بلکہ صاحب اجازت بھی تھے اور مرید بھی کرتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں جونہی غدر ہوا ہے آپ کو کشف اور نور باطنی سے انجام کا پتہ چل گیا تھا۔ اور جاننے والے جانتے ہیں کہ دورانِ غدر میں انہوں نے کوئی عملی حصہ ہرگز نہ لیا تھا

Marfat.com

اور نہ انھیں ایک کامل فقیر و شیخ کی حیثیت سے سلطنت و فرمانروائی کا کوئی ارمان تھا مگر باطنی و بزرگانہ حیثیت سے انہوں نے دفاعی امور میں بڑا حصہ لیا ایک روز فرمانے لگے کہ :-

گولے روکتے روکتے میرے ہاتھ جھلس گئے ہیں۔ دیکھ لو ان میں کس قدر سرخی ہے۔ سونگھنے سے تمہیں بارود کی بو بھی محسوس ہو گی۔ جتنا حکم تھا اتنا کر چکا مگر اب حکم ایزدی میں چارہ نہیں۔

حضرت بہادر شاہ ثانی نے اس دوران میں یہی نہیں کہا تھا بلکہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

میرے مرشد گرامی کے مریدین میں اس بد نصیب کے سوا اور کوئی بھی ایسا نہیں جو منزل مقصود تک پہنچا ہو اور اتنی باطنی ترقی کر چکا ہو۔ جو اں بخت کے ہوشیار ہو جانے پر اس نام کی بادشاہی کو بھی ترک کر کے اپنی تکمیل کی طرف مصروف ہو گئے۔ بعد کو یہ بھی فرمانے لگے تھے کہ میں خاتم نسل تیموریہ ہوں۔ اس شاہی کا خاتمہ میرے سامنے اور مجھی پر ہو گا۔ اور یہ جھلملاتا چراغ بھی گل ہو کر رہ جائیگا کہ حکم یہی ہے۔

غدر شروع ہوتے ہی خود بخود اور آپ ہی آپ تخت پر جلوس کرنا اور بیٹھنا بھی مسدود کر دیا تھا۔ شاہی لباس بھی پھر کبھی زیر بر نہ کیا۔ معمولات کی یہ حالت تھی کہ رات رات بھر نوافل و عبادات میں مصروف رہتے تھے۔ دن دن بھر تلاوت کرتے تھے اور اپنے حجرے سے بہت ہی کم باہر آتے تھے۔ آغاز سے بیس برس پیشتر سے یہ عادات کر لی تھیں کہ بہت ہی کم کھاتے تھے۔ غلہ کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ صرف پھل اور پھول کے رس پر گذارہ کرتے تھے۔ نواب اسد اللہ خاں نظام جنگ نے اپنی ایک نظم میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

در تو می پرسی کہ مرد راہ کیست ۔۔۔ جز سراج الدین بہادر شاہ کیست
در طریقت رہنمائے رہرواں ۔۔۔ در خلافت پیشوائے خسرواں
شبلی از منبر دہد آواز عشق ۔۔۔ شاہِ ما بر تخت گوید راز عشق
عشق دارد پایہ ء ہر کس نگاہ ۔۔۔ منبر از شبلی و تخت از بادشاہ
شاہ ما دارد بہم در رہ زدی ۔۔۔ خرقہ پیری و تاج خسروی
شاہی درویشی آنجا باہم است ۔۔۔ بادشاہ عہد قطب عالم است

Marfat.com

آپ نے رنگون سے حکومت کو ایک درخواست لکھی تھی کہ مجھے اس پنشن اور سامان کی بھی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا کیجئے کہ مجھے مہرولی میں رہنے کی اجازت دیجئے کہ بقیہ زندگی مزار پیر کی جاروب کشی میں بسر کردوں۔

جتنی امکانی خدمت ہوسکتی تھی انجام دیتے تھے۔ میاں کالے صاحب چاند رات کو مبارکباد کیلئے یا ویسے ہی کبھی آتے تو برابر تخت پر بٹھا لیتے اور سروقد کھڑے ہو کر تعظیم کرتے۔ حضرت کالے صاحب حج کو گئے ہیں تو ریزیڈنٹ صاحب کی معرفت تمام رؤسائے ہند کے نام فرمان صادر ہو گئے تھے۔ کہ بادشاہ کے پیرزادے حج کو جارہے ہیں ان کی ہر جگہ تعظیم ہو۔ اور ہوئی۔ مرشد گرامی کے بعد فرزند اکبر مولانا قطب الدین صاحب سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مختصر یہ کہ بہادر شاہ اس عہد کے بڑے بزرگ اور بہت بڑے ولی تھے۔

اکبر شاہ اور نظام الملک بحیثیت ولی

پھر یہ دنیا کے بہت کم افراد کو معلوم ہے کہ اکبر شاہ ثانی نہ صرف یہ کہ حضرت محمد فخر الدین کے خلیفہ تھے بلکہ مادر زاد ولی تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ ایام حمل میں قران کریم کی تلاوت کرتے ہوئے۔ اگر کہیں زیروزبر کی بھی غلطی کر جاتیں تو آپ بطن مادر سے بتادیتے۔ آخر ایک روز انہوں نے شاہ عالم سے کہا کہ خدا جانے میرے شکم میں کیا بلا ہے کہ قرآن کی تلاوت میں جہاں مجھ سے کوئی غلطی ہوئی اس نے اندر سے بتادیا شاہ عالم نے کہا اللہ کا شکر کرد تمہارے اندر اللہ کا ولی ہے۔

اس سے بھی بہت کم ہی لوگ واقف ہوں گے کہ اکبر شاہ بہت ہی خاموش اور کم سخن تھے اشد ضرورت ہی کے وقت بات کرتے۔ ہر وقت اور دن بھر درود شریف پڑھتے رہتے ایک دو بجے شب کو بلاناغہ اٹھتے تہجد پڑھتے اور صبح کی نماز تک نوافل و عبادت میں معروف رہتے تھے۔ کہنے کو بادشاہ تھے مگر در حقیقت ولی کامل کہ مولانا فخر الدین کا کوئی خلیفہ ایسا نہ تھا جو کامل نہ ہو۔

"نواب نظام الملک غازی الدین" بہادر ولی حیدر آباد دکن بھی حضرت مولانا کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے آپ کی شان میں ایک کتاب "مناقب فخریہ" بھی مدون و مرتب کی ہے۔ ان کی تعلیم باطنی بھی بہت تھی۔ اور انہیں بھی بہت بلند مرتبہ حاصل ہو چکا تھا۔ ۱۱۹۹ھ میں وفات ہوئی۔ مزار مبارک مسجد آستانہ خواجہ قطب الاقطاب کے برابر ہے۔

Marfat.com

کرامت و خوارق عادات

برناده کے ایک پیرزادہ نے خیال کیا کہ اب کسی کام سے دہلی جانا ہوا تو مولانا فخر کا مرید ہو جاؤں گا کبھی وہی ادھر آ نکلے تو زہے قسمت۔ اس خیال کے تھوڑی ہی دیر بعد کسی کام کیلئے جو باہر نکلے دیکھا کہ مولانا چلے آ رہے ہیں۔ اسی وقت دوڑ کر قدمبوس ہوئے اور مرید ہو گئے حالانکہ مولانا ایک عرصہ سے دہلی میں رہائش پذیر تھے۔ اور اس کے بعد بھی دہلی ہی میں رہے یہ محض کرامت ہی تھی کہ آپ برناوہ پہنچ گئے۔

آپ درس و تدریس میں مشغول تھے کہ ایک پٹھان چھری ہاتھ میں لئے آیا اور کہنے لگا کہ آپ اس فضیلت علمی کے باوجود جو سماع سنتے ہیں اس کی دلیل آپ کے پاس کیا ہے فرمایا واقعی میں قصوروار ہوں تو دعا کر۔ یہ سنتے ہی اس نے چھری ماری دوسرے وار پر خدام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ خدام سے کہا کہ اس کا ہاتھ چھوڑ دو اور سر سامنے جھکا دیا۔ وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

بارہا ایسا ہوا کہ سماع کے معاملہ میں لوگ آپ کے قتل کے لئے آئے۔ مذاق اڑاتے رہے۔ اور جہاں ایک تیز نگاہ پڑ گئی خود ہی ناچنے کودنے اور اچھلنے لگے۔

آپ کے خلیفہ حاجی احمد مدینہ میں رہا کرتے تھے۔ انھوں نے ایک روز آپ کو خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہیں۔ چنانچہ وہ اسی روز مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے اور دہلی پہنچ گئے اور آپ سے بیعت ہو گئے۔

اسی طرح دہلی کے ایک بے مثل عالم مولوی مکرم علی سماع کی وجہ سے آپ سے بہت حسد رکھتے تھے۔ ایک دفعہ عین اس وقت کہ مجلس سماع قائم تھی بحث و تمحیص کیلئے آ دھمکے آپ نے دیکھتے ہی جو ایک نگاہ ڈالی فوراً حالت ہوئی پاؤں پر گرے اور مرید ہو گئے پھر تو یہ حالت تھی کہ جب کبھی سماع ہوتا عجیب رنگ دکھاتے ناچتے اور کودتے رہتے آپ دیکھ دیکھ کر مسکراتے پھر تو عشق الٰہی کا وہ غلبہ ہوا کہ سب کچھ چھوڑ بیٹھے ساری کتابیں جلا دیں معلّمی و مولویت کو خیرباد کہا اور آخر میں ولی کامل ہو گئے۔

خلفائے کرام اور ان کی عظمت و خدمات

حضرت مولانا نور محمد بھیل مہاروی کی یہ حالت تھی کہ جو شخص سامنے آتا اس کا مافی الضمیر اسی وقت بیان کر دیتے آپکے مرید مولوی غلام حسین کی جب وفات ہوئی تو

Marfat.com

وہ سو میل کے فاصلہ پر تھے۔ مگر لوگوں نے انہیں نماز جنازہ میں شریک دیکھا ریاست بہاولپور میں ہدایت خلق کیلئے متعین ہوئے تھے ۱۲۰۵ھ وصال ہوا۔

مولانا ضیاء الدین جے پوری مولانا فخر نے آپ کو جے پور میں تقویت وترقی اسلام کیلئے مامور کیا تھا یہ بھی آپ کی محض ایک کرامت ہی تھی کہ راجہ جے پور پوجا کو جاتے جاتے چند لمحات کیلئے راستے میں ٹھہر گیا۔ پھر بولا کہ میں پوجا کو جارہا ہوں فرمایا ہم تمہارے بت کو یہیں بلائے دیتے ہیں آنکھیں بند کر کے جو کھولیں تو بت سامنے تھا۔ اپنے گلے کی مالا اس کے گلے میں ڈال دی۔ شعبدہ سمجھا۔ واپس جو گیا تو ایک شور تھا کہ بت بیکنٹھ کو گئے تھے غائب رہے اور وہاں کی ایک نشانی مالا ساتھ لائے ہیں۔ راجہ معتقد ہو کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو اللہ نے تمہیں راجہ بنایا ہے۔ ہندوستان کو ایک نظر سے دیکھو مسلمانوں کو مسجد نہ ہونے سے بہت تکلیف ہے اور جو یہاں ایک شاہی مسجد ہے وہ بھی تمہارا اصطبل بنا ہوا ہے راجہ نے اسی وقت مسجد کو واگذار کر کے بیس ہزار سے اس کی مرمت کا حکم دیا آپ نے فرمایا روپے کی ضرورت نہیں اللہ تعالےٰ اپنا کام آپ کرالیتا ہے یہ آپ ہی کے قدموں کی برکت ہے کہ جہاں ایک مسجد بھی نہ تھی وہاں اب بیس مسجدیں ہیں اسلام کو بہت فروغ ہوا مزار شریف جے پور میں ہے۔

سید شاہ نیاز احمد چشتی بہت بزرگ اور کامل ولی تھے بڑی خانقاہ تھی صغر سنی میں یتیم ہو گئے تھے والدہ تھیں بزرگ اور عفیفہ تمام توجہات آپ کو بلند مرتبہ بنانے میں صرف کر دیں سرہند کی رہنے والے تھے والدہ گرامی ہی نے آپ کو تربیت باطنی کیلئے مولانا فخر کی خدمت میں پیش کیا۔ سترہ برس کی عمر میں فاضل روزگار بن گئے۔ مرشد گرامی نے پھر روحانی تربیت کے بعد خرقہ خلافت عطا کر کے بریلی میں مامور کر دیا جہاں آپ ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے آپ کے مریدین کا سلسلہ ہندوستان سے لیکر بلخ، بخارا، کابل، قندھار، عرب، شام اور روم تک پھیلا ہوا تھا شاعر بھی بے مثل تھے۔ دیوان نیاز مشہور ہے بڑے جلیل القدر ولی گذرے ہیں مزار انوار بریلی میں ہے ۱۱۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

مستِ مئے الست

حضرت شاہ حسین لاہوری

مجاہدات و عباداتِ حضرت شیخ حسین لاہوری حضرت شیخ بہلول دریائی قادری سہروردی کے خلیفہ تھے جو بہلول شاہی جماعت کے سر سلسلہ ہیں اور بڑے زبردست بزرگ اور اولیائے پنجاب سے ہیں اور جن کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے یہ ان کی نظر کیمیا اثر کا کرشمہ تھا کہ شیخ حسین ممتاز وقت اور مقتدائے زمانہ بن گئے۔ آپ کے والد گرامی کاس رائے تھے۔ ذات کا ستھ تھی لاہور میں رہتے تھے عہد فیروز شاہ میں مسلمان ہوئے تو شیخ عثمان کے نام سے پکارے جانے لگے۔ کپڑا بن کر اپنا اور اپنے خاندان کا گذارا کرتے تھے انہی کے ہاں ۹۴۵ھ میں حضرت شیخ حسن پیدا ہوئے جن کی تجلیات سے پنجاب بھر میں ایک نور اور ایک روشنی پھیل گئی۔ شیخ ابوبکر نے لاہور ہی کے ایک مکتب میں بیٹھ کر تین برس کی مدت میں قرآن حفظ کر لیا۔ اب آپ کی عمر دس برس کی ہو چکی تھی انہی دنوں حضرت شیخ بہلول دریائی نے لاہور آکر شیخ ابوبکر لاہوری ہی کی مسجد میں قیام کیا اور وضو کیلئے آپ کو پانی لینے کیلئے بھیجا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس دس سالہ بچے کی کونسی ادا پیاری معلوم ہوئی کہ اسی وقت دعا کی کہ الہ العالمین اس بچہ کو اپنا عاشق بنالے وہیں مرید بھی کر لیا اور تراویح میں قرآن بھی اس بچہ سے سُنا۔

بہت خوش ہوئے اور چند سال میں آپ کے سینہ کو مطلع انوار الٰہیہ بنا کر قریب ہی ایک موضع میں چلے گئے۔ آپ کے قلب میں عشق الٰہی کی ایک آگ بھڑک چکی تھی۔ مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے۔ رات رات بھر حضرت داتا گنج بخش کے روضہء انوار میں مراقب رہتے اور صبح اٹھتے ہی اس گھنے جنگل میں چلے جاتے جو اس زمانہ میں کنارہ

Marfat.com

راوی تھا۔ اور وہیں ذکر و شغل کرتے رہتے چند ماہ یا چند سال کا ذکر ہی کیا پورے چھبیس سال اسی شان سے گذار دیئے۔ دنیا و مافیہا سے کوئی تعلق نہ تھا اپنے کام سے کام تھا۔ آخر ایک رات کے سناٹے میں حضرت مخدوم داتا گنج بخش آپ کے سامنے نمودار ہوئے۔ آگے بٹھا کر توجہ ڈالی۔ اسی وقت تمام مقامات کھل گئے اور خدا جانے کیا کیا آپ کے سامنے آگیا۔ مرتبہ فیض کا تانتا بندھ گیا اور اور خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کو کیا کیا دیا گیا۔ اور آپ نے کیا کیا پایا۔

کرامات و خوارق عادات

دوران طالب علمی کا ذکر ہے کہ تفسیر مدارک پڑھتے ہوئے آپ نے شیخ سعد اللہ لاہور سے وَمَا الْحیوٰۃُ الدُّنْیا کے معانی پوچھے استاد کی تقریر سن کر فرمایا کہ مجھے قال سے تعلق نہیں حال کی فرمایئے یہ کہتے ہوئے کیفیت طاری ہو گئی اور مستانہ وار جھومنے اور کودنے لگے کتاب بھی کنوئیں میں پھینک دی۔ ساتھیوں نے مذاق اڑانا شروع کر دیا آپ نے اسی وقت کنوئیں پر آ کر کہا کہ دیکھتا نہیں میرا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ میری کتاب مجھے دے۔ فوراً پانی اوپر آگیا آپ نے کتاب اٹھالی سب نے دیکھا کہ کتاب بالکل خشک تھی اور یہ محسوس بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ پانی میں گری ہے۔

ایک بار آپ راوی کی سیر کو گئے قحط کا زمانہ تھا۔ بہادر خاں سردار دیہہ نے پکڑ کر ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔ عرض کی اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک آپ بارش کی دعا نہ کریں گے وہ انواع و اقسام کے کھانے لایا آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔

گرفتاری اور کوتوال کا حشر

آپ کا طریق ملامتیہ تھا۔ ریش و بروت صاف ہاتھ میں جام و مینا۔ کبھی میخانہ میں کبھی مسجد میں کبھی ہنسنا کبھی رونا۔ بازاروں میں دیوانوں کی طرح دوڑتے اور کودتے پھرتے تھے۔ لباس بھی سرخ پہنتے تھے سب سے بڑھ کر یہ کہ حسین لڑکا جس کا نام مادھو تھا ہر وقت ساتھ رہتا تھا۔ ڈھول بجواتے اور مادھو کا ہاتھ پکڑ کر خوب ناچتے شہنشاہ اکبر کو شکایت لکھی گئی۔ حکم پہنچا فوراً گرفتار کر لو اور دربار میں حاضر کرو۔ صوبیدار لاہور نے آکر ملک علی کوتوال کو گرفتاری پر مامور کر دیا۔ اب لطف دیکھئے کہ لاہور کی تمام پولیس آپ کو ڈھونڈ رہی ہے چپہ چپہ پر پہرا ہے مگر آپ ہاتھ نہیں آتے حالانکہ شہر میں گھوم رہے جدھر سے پولیس تلاش کر کے جاتی وہیں آپ موجود ہو

Marfat.com

جاتے ادھر جاتی پھر غائب ہو جاتے اسی طرح کئی روز گذر گئے مکانوں میں نہیں سڑکوں پر پتہ چلتا ہے مگر ہاتھ نہیں آتا۔ جب پولیس کو خوب پریشان کر لیا تو آپ ایک ہجوم میں جا کر کھڑے ہو گئے جو ایک ڈاکو عبداللہ کی سزائے قتل دیکھنے کیلئے جمع تھا۔

کوتوال نے بڑھ کر اسی وقت گرفتار کر لیا اور ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر جیل خانے بھیج دیا۔ راستے میں بیڑیاں خود بخود کھل جاتیں کوتوال بولا جادو دکھاتا ہے شعبدے کرتا ہے ابھی میخیں ٹھکوادوں گا اور بہت برا بھلا کہا آپ کو جلال آگیا۔ فرمایا بچہ تو تو میرے میخیں کیا ٹھونکے گا۔ مگر تیرے تو میخیں ضرور ٹھونکیں جائیں گی۔ فرمان شاہی میں حکم تھا کہ وقت قتل عبداللہ ڈاکو جو کچھ کہے بجنسہ لکھ کر بھیج دو اس نے مغلظ گالیاں دی تھیں۔ تعمیل حکم میں وہی لکھ کر بھیج دیں۔ شہنشاہ کو پڑھ کر سخت غصہ آیا صوبیدار کے نام حکم بھیج دیا کہ اس بیوقوف اور گستاخ کوتوال کے زن و فرزند قید کر لئے جائیں مال و اسباب ضبط ہو اور اس کے جوتڑوں میں آہنی میخیں ٹھونک ٹھونک کر قتل کر دیا جائے آپ کی دعا رنگ لائی اور کوتوال کا یہی حشر ہوا۔

دربار اکبری میں حاضری

پھر حکم آیا شاہ حسین کو گرفتار نہ کرو ویسے ہی دربار میں بھیج دو۔ آگرہ پہنچ کر دربار میں پیش ہوئے تو اس ہیئت کذائی کے ساتھ کہ ڈاڑھی مونچھیں صاف لباس سرخ ایک ہاتھ میں صراحی اور دوسرے میں جام۔ اکبر نے کہا شاہ صاحب بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم قادریہ سہروردیہ خاندان میں ہو کر ایک عظمت و بزرگی کے حامل ہو اور یہ حرکتیں کرتے ہو۔ شاہ صاحب نے جواب کی بجائے صراحی سے ایک جام بھر کر اکبر کو پیش کیا۔ دیکھا تو محض آب خشک تھا۔ پھر دوسرا جام دیا تو وہ شربت پر مشتمل تھا۔ تیسرا دیا تو وہ دودھ سے لبریز تھا حالانکہ ہاتھ میں ایک ہی صراحی اور اسی سے جام بھر بھر کے دے رہے تھے۔

اسی وقت اکبر کے حکم سے شراب انگوری کی ایک صراحی آپ کے ہاتھ میں دی گئی آپ نے اسے بھی لے لیا۔ اس میں سے جو جام بھر کر دیا تو پھر شراب کی بجائے پانی نظر آیا پھر شربت اور پھر دودھ تمام درباری اس بزرگانہ اور صوفیانہ کرامت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ اکبر نے امتحان و آزمائش کیلئے حکم دیا کہ اچھا آپ کو لے جا کر جیل خانہ میں بند کر دو اور ہر قسم کی احتیاط کر کے سخت پہرہ قائم کر دیا گیا اور اکبر محل شاہی میں چلا گیا۔

Marfat.com

شام کے وقت اندھیرا ہو گیا تھا اکبر بادشاہ بیگم کے پاس جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ شاہ حسین ملکہ جہاں کے پاس کھڑے ہیں۔ فوراً داروغہ جیل سے کیفیت دریافت کی جواب آیا کہ ان کی کوٹھڑی غائب ہے شدید پہرے ہیں اور قفل و کنجی کے باوجود غائب ہو گئے ہیں تھوڑی دیر کھڑے ہو کر پھر جیل خانہ میں پہنچ گئے۔ اس سے اکبر کا اعتقاد بہت بڑھ گیا۔ اس نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ جیل خانہ سے نکال کر آپ کو اپنے پاس رکھا آپ سے تربیت اور فیض حاصل کیا لکھا ہے کہ یہی وجہ تھی کہ اکبر بھی ظاہر آرائی کی طرف قطعاً توجہ نہ کرتا تھا مگر اکبر کی باطنی حالت بہت اچھی تھی شاہ صاحب کی صحبت نے اسے ظاہر کی طرف سے بالکل بے پرواہ کر دیا تھا۔

قاضی لاہور سے مقابلہ ایک دفعہ لاہور کے قاضی صاحب مخدوم الملک بڑے طمطراق کے ساتھ بازار چلے جا رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ڈھول پر رقص کر رہے ہیں بہت غصہ آیا اور سزا دینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آپ نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کی عنان پکڑ لی اور کہا تجھے تو یہ علم ہی ہو گا کہ ارکان اسلام پانچ ہیں اقرار توحید و رسالت میں تو ہم دونوں شریک ہیں۔ رہے بقیہ چار ان سے دو حج اور زکوٰۃ کو تو نے ترک کیا۔ اور دو نماز روزہ میں نے چھوڑ دیئے کوئی وجہ نہیں کہ میں قصوروار قرار دیا جاؤں اور تو صاف چھوڑ دیا جائے۔ قاضی کو ہنسی آگئی اور چلا گیا۔ آپ کے مریدین بیشمار ہیں تقریباً ایک لاکھ افراد آپ کے مرید تھے۔ بعض نے لکھا ہے نو ہزار ہی تھے۔

یہاں ہم یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جب انسان فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کی منازل طے کر کے فنافی اللہ کی منزل میں داخل ہوتا ہے تو وہ صاحب انفاس ہو جاتا ہے اور جو اس کی زبان سے نکلتا ہے فوراً وقوع میں آجاتا ہے۔ شان ایزدی "کن فیکون" کہا اور ہو گیا۔ فنا فی اللہ کے درجہ میں بھی یہی عالم ہوتا ہے کہ صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے یہی وجہ تھی کہ ایک ہی صراحی سے آپ نے بیک وقت پانی شربت اور دودھ نکال کر دیدیا۔ رہا جیل خانہ سے نکل آنا تو صاحب انفاس ہونے کے بعد جب ہر امر ممکن ہو جاتا ہے۔ تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان روح اور جسم سے مرکب ہے جو لوگ جسمانی ترقی و تقویت کی طرف متوجہ رہتے ہیں ان کا جسم قوی اور روح کمزور ہوتی جاتی ہے اور جو روح کی تقویت کی طرف متوجہ رہتے ہیں ان کی روح برابر قوی ورنہ انسان سراپا روح ہوتا ہے روح کی غذا

Marfat.com

ہے عبادت کو جتنی غذا ملتی ہے اتنی ہی قوی ہو جاتی ہے تا آنکہ انسان پانی کی شکل اختیار کر سکتا ہے اور اس لطافت روح و جسم کی بنا پر ہر جگہ بیک آن پہنچ سکتا ہے دیکھ لیجئے کہ آپ کس طرح جیل خانہ سے نکل کر محل سلطانی میں پہنچ گئے عقول عوام کے لئے یہ تصریح کر دی ہے ورنہ یہ تو دنیا اسرار ہے صدہا مقامات اور صدہا درجات ہیں مثلاً "طے ارض" "طے ربانی" "طے مکانی" وغیرہ جنھیں عوام ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔

سنہ ۱۰۰۸ھ آپ کا وصال ہوا باہو پورہ (متصل لاہور) میں مزار ہے جس پر

عشق مرید اور راجہ مان سنگھ کی ملازمت

مخلوق خدا کا ہجوم رہتا ہے آپ کے خلفاء بھی بڑے باکمال و بزرگ ہوئے جو بیجاپور اور دکن تک پھیلے ہوئے تھے۔ ان سے چند کی زندگی کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری

حضرت شاہ حسینؒ آپ پر عاشق ہو گئے تھے کہ ایک برہمن زادہ اور نہایت خوبصورت و حسین تھے شاہدرہ میں رہتے تھے حضرت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے۔ شاہدرہ ہی میں جا بیٹھے۔ رات رات بھر گھر کا طواف کرتے جہاں بیٹھتے وہیں حضرت جا بیٹھتے۔ حضرت مادھو کو پرواہ بھی نہ تھی کئی سال گزر گئے۔ ہر طرف اس عشق کا شہرہ ہو گیا۔ اس کے بعد مادھو کو جو محبت ہوئی تو یہ حالت ہو گئی کہ ہر وقت آپ ہی کیساتھ رہنے لگے۔ برہمن باپ ننہال میں جو لیجانے لگا اور آپ کو علم ہوا تو فرمایا باپ سے کہہ دے وہ جائیں میں تجھے عین وقت پر پہنچا دوں گا۔ اس میں گونہ امتحان شیخ بھی تھا باپ بیٹے دونوں رضامند ہو گئے۔ عین غسل کے روز آنکھیں بند کر کے گنگا کے کنارے پہنچا دیا اور اسی طرح پھر شاہدرہ لے آئے شیخ مادھو اسی روز مسلمان ہو گئے۔ کچھ روز بعد ہولی پر خوب ناچ رنگ رہا۔ مرید ہو گئے اور اسی وقت ایک نظر میں آپ نے مادھو کو کامل کر دیا۔ حضرت مادھو کے بھی بہت خلفاء ہوئے۔ اس سلسلہ میں بسنت کے روز ناچ رنگ ہوتا ہے۔ چنانچہ بسنت ہی کے روز مزار مبارک پر اب بھی بہت ہجوم ہوتا ہے۔ آپ نے شیخ مادھو کو خلافت بھی دیدی اور حکم دیا کہ اب راجہ مان سنگھ کا ملازم ہو کر عازم دکن ہو مہم سخت تھی راجہ مان سنگھ (کچھواہا راجہ جے پور) نے شیخ سے استدعا کی۔

حضرت مادھو نے جو پیر سے رجوع کیا اسی آن میں وہ وہیں پہنچ گئے۔ فرمایا راجہ سے کہہ دے کہ حملہ کر فتح ہو گی۔ راجہ نے اپنی آنکھوں سے دلق پوشوں کی فوجیں آسمان سے

اترتی اور لڑتی دیکھیں اور فتح ہو گئے۔ بارہ برس راجہ مان سنگھ کے ملازم رہے پھر صاحب سجادہ بنے ۱۰۵۲ھ میں وصال ہوا۔ لاہور میں مزار ہے بڑے زبردست بزرگ اور عارف کامل گزرے ہیں۔

مدینہ میں اعتکاف اور لاہور میں ناچ رنگ

سید شاہ بلاول بھی آپ کے خلیفہ تھے جن کا شمار اکابر اولیائے پنجاب سے ہے اور جو بڑے زبردست شیخ اور صائم الدہر اور قائم اللیل ولی تھے ہرات سے ہمایوں کے ہمراہ آئے تھے شیخ پورہ جاگیر میں ملا ہوا تھا مادرزادولی تھے ابھی سات ہی برس کی عمر تھی کہ اپنے ایک ساتھی کی موت سن کر اس کے یہاں گئے اور کہا کہ یار اٹھ بھی یہ کوئی سونے کا وقت ہے وہ زندہ ہو گیا اور ساتھ جا کر کھیلنے لگا۔ ایک شخص درخت سے سوکھی لکڑیاں توڑنے لگا۔ فرمایا پیر سو رہے ہیں ذرا ٹھہر جانہ سنا تو آپ نے تیز نظر سے دیکھا فوراً مر گیا۔ لاہور میں بڑی خانقاہ تھی اور وسیع لنگر خانہ۔ لباس بھی مکلّف پہنتے تھے۔ مریدین کی تربیت کا بڑا اہتمام تھا ہر شخص کی حاجت روائی کو تیار رہتے تھے۔ شہنشاہ وقت تک کو سفارش برابر لکھتے رہے۔ ہزارہا مرید تھے۔ بڑے بڑے امراء مرید ہوئے اور ایک چشمہء فیض تھا جو برابر جاری رہتا تھا۔ ۱۰۴۲ھ میں وفات پائی۔ لاہور میں دہلی دروازہ کے قریب مزار ہے۔

مدینہ میں ایک صاحب حاجی محمد یعقوب رہتے تھے۔ وہ مدت تک شاہ حسینؒ کو روضہء نبوی پر معتکف دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ باہم دوستی ہو گئی۔ ہندوستان پہنچ کر لاہور آئے تو نئے رنگ میں دیکھا متعجب ہوئے۔ پوچھا تو معلوم ہوا۔ یہی حسینؒ ہیں۔ دریافت کیا کہ کیا تو وہی ہے جسے مدینہ میں دیکھا تھا؟ فرمایا آنکھیں بند کر۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اسی لباس میں مدینہ میں معتکف ہیں۔ مرید ہو گئے۔

Marfat.com

سلطان الاولیاء

حضرت میاں میر بالا پیر

حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کا اصلی نام شیخ محمد پیر صاحب تھا

عبادات و مجاہدات

شہر سیوستان میں ۱۱۵۷ھ میں کتم عدم سے پردۂ ظہور پر جلوہ گر ہوئے۔ باپ قاضی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے سب کچھ دے رکھا تھا۔ بڑے ناز و نعم میں پلتے ہوئے بڑھے ابھی سات برس کی عمر نہ ہونے پائی تھی کہ یتیم ہو گئے لیکن آپ کی والدہ گرامی بی بی فاطمہ نے جو خود بھی ایک قاضی ہی کی لائق و بزرگ بیٹی تھیں۔ نہایت توجہ و لیاقت سے آپ کو تعلیم کیا اور محبت پیدا کر دی۔ پھر آپ کوہ سیوستان پر جا کر شاہ خضر سیوستانی سے بیعت ہو گئے۔ اور انہی سے تعلیم باطنی حاصل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کر لیا اور لاہور میں متعین کیے گئے۔

بڑے بڑے مجاہدات کیے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ پہلے تو تیسرے ہی روز افطار کرتے تھے پھر یہ مدت بڑھا کر ایک ماہ کی کر دی۔ دن بھر روزہ دار رہتے اور رات بھر عبادت و نوافل میں مشغول رہا کرتے۔ لاہور میں آپ کی خانقاہ بہت عظیم الشان تھی جس میں مریدوں کی تربیت ہوتی اور طالبوں کو روحانی درس دیئے جاتے۔ بڑے بڑے سلاطین و امراء اس آستانہ پر حاضری دینا اپنا شرف سمجھتے تھے۔ نور محمد آپ کے خادم تھے۔ وہ رات کو وضو کیلئے پانی رکھنا بھول گئے نصف شب کے بعد آنکھ جو کھلی دوڑ کر پانی لئے حجرے میں گئے۔ دیکھا تو وہاں آپ نہ تھے۔ بہت ڈھونڈھا تلاش کیا۔ مگر آپ نہ ملے خیال ہوا کہ شاید رفع حاجت کیلئے گئے ہوں گے۔ وہاں آواز دی مگر صدائے برنخاست بے حد متحیر و متعجب تھے۔ فجر کی نماز کے وقت بلانے کی آواز جو آئی تو پانی لے کر دوڑے ہوئے گئے بہت ضبط کیا نہ رہا گیا تو سوال کر ہی دیا۔

Marfat.com

فرمایا خاموش رہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ میں غار حرا میں عبادت کے لئے چلا گیا تھا۔ کیونکہ میں نے سنا تھا کہ اس میں عبادت کرنے کا ثواب بہت ہوتا ہے۔ مگر دیکھ میری زندگی میں یہ راز افشاء نہ کرنا حقیقت یہ کہ اس عہد میں آپ قطب وقت اور شیخ زمان تھے۔

مجتہد ایرانی سے حضرت کی بحث

نور جہاں بیگم نے ایک روز جہانگیر سے کہا کہ اتنی محبت کے باوجود آپ میرا مذہب کیوں اختیار نہیں کر لیتے؟ فرمایا۔ "جان دادم ایمان نہ دادم" بولی تحقیق کر لیجئے کہ مذہب حق مذہب شیعہ ہی ہے۔ چنانچہ مشہد مقدس سے ایک فاضل روزگار مجتہد بحث کیلئے مدعو کئے گئے اور فرمان صادر ہو گئے کہ مجتہد صاحب جس طرف سے گذریں ان کی پوری عزت کی جائے اور لاہور میں تمام علماء ان سے بحث کیلئے حاضر ہوں سبھی جانتے تھے کہ نور جہاں کے اقتدار کا آفتاب خط استواء پر چمک رہا ہے۔ جہانگیر اس کے ہاتھ میں ہے۔ ابھی اکبر کی ہندویت نواز پالیسی سے اچھی طرح نجات ملی ہے۔ کہ شیعیت کا نیا فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ کسی نہ کسی طرح مجتہد صاحب کو فتح یاب کروا کر جہانگیر کو ضرور شیعہ بنا لیا جائیگا اور اس کے بعد سلطنت و فرماں روائی کی تمام قوتیں فروغ شیعیت پر مرکوز کر دی جائیں گی۔ اور بہت ممکن ہے کہ جبر و زور سے بھی کام لیا جائیگا۔

بہت سے لوگ جمع ہو کر آپ کے پاس آئے۔ فرمایا مطمئن رہو۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل کریگا اور مجتہد صاحب بے نیل مرام ہی واپس جائیں گے۔ یہ آپ کی بزرگی و کرامت ہی کا اثر تھا کہ مجتہد صاحب آپ کی صورت دیکھتے ہی اور سے اور ہو گئے۔ آپ کے قریب ہی میں رہنے کا عزم کیا۔ ایک روز تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا کہ کربلائے معلّٰی وہ مقدس مقام ہے جس کے ارد گرد بارہ بارہ کوس تک بسنے والوں پر آتش دوزخ حرام ہے آپ نے سر اٹھا کر بہ آواز بلند فرمایا۔ لوگو جہاں رسول کریم ﷺ اپنے تینوں دوستوں کے ساتھ جو ستون دین کی حیثیت رکھتے ہیں آرام فرماتے ہیں۔ اس مقام کی عظمت کا کیا حال ہو گا۔ یقیناً وہاں تو ارد گرد دو سو کوس تک کے بسنے والوں پر آتش دوزخ حرام ہو گی۔ یہیں حضرت ابو بکر، عمر فاروق اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی آسودہ ہیں۔ جنہیں شیعہ حضرات خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ اس جواب سے گویا آپ نے ناطقہ بند کر دیا۔ مجتہد صاحب دم بخود رہ گئے ہیبت طاری ہو گئی اور ناموافقت آب و ہوا کا عذر کر کے ہندوستان سے چل دیئے۔ اس طرح آپ

Marfat.com

نے ہندوستان کو ایک فتنہ عظیم کے چنگل سے نجات دلائی۔

کرامات وخوارق عادات

ایک امیر نے ازراہ حسد و عداوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ مرزا حسام الدین کی شکایت رنگ آمیزی کے ساتھ کی۔ جہانگیر اس وقت کشمیر میں تھا۔ طلبی کا فرمان صادر ہوا۔ دونوں پریشان تھے۔ لاہور پہنچ کر طالب دعا ہوئے۔ فرمایا فکر نہ کرو۔ اللہ مالک ہے۔ تمہیں کشمیر جانا ہی نہ پڑے گا۔ اور نہ کوئی تم سے پوچھے گا۔ دل چاہتا ہے تو واپس دہلی چلے جاؤ۔ ورنہ یہیں بیٹھ کر لطیفہ غیبی کا انتظار کرو۔ چوتھے ہی روز ۱۰۳۲ھ میں جہانگیر کے انتقال کی خبر مشہور ہو گئی۔

لاہور کے کسی امیر نے اپنے گھر میں ایک کنواں کھدوایا جس کا پانی کھارا نکلا۔ وہ دعا کیلئے آپ کے پاس آیا آپ نے اس کنوئیں سے تھوڑا پانی منگوا کر اس پر سورہ فاتحہ دم کر دی اور کہا اسے کنوئیں میں ڈال دے۔ پانی شیریں ہو گیا۔

آپ کے ایک مرید ملا سنگی بہت بڑے فاضل تھے اور آپ ہی کی خدمت میں رہتے تھے ایک روز فرمایا تم اپنے وطن روسناق چلے جاؤ اور سب سے مل کر واپس آ جاؤ دل تو نہ چاہتا تھا مگر مجبور ہو گئے۔ پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں دیگیں چڑھی ہوئی ہیں اور لوگوں کا ہجوم ہے۔ پوچھا کیا قصہ ہے۔ جواب ملا کہ بیس سال ہو گئے کہ ایک صاحب ملا سنگی ہندوستان گئے تھے ان کے مرنے کی اطلاع ملی تھی اس لئے عدت کے بعد ان کی بیوی کے عقد ثانی کیلئے یہ سامان ہو رہے ہیں۔ اسی اثناء میں کچھ عزیزوں نے ملا کو پہچان لیا اور نکاح کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ کچھ عرصہ رہ کر ملا صاحب واپس جو گئے تو مسکرا کر فرمایا۔ خوب وقت پر پہنچے ورنہ بیوی ہی ہاتھ سے نکل جاتی۔

قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ مدت سے ایک افسر کئے پڑا تھا۔ مگر فتح نہ ہوتا تھا وہ تھا آپ کا مرید مجبور ہو کر اس نے دعا کیلئے لکھا آپ نے اس خط کی پشت پر لکھ دیا کہ اللہ پر بھروسہ رکھ اور مطمئن رہ کہ فلاں روز تجھے فتح عظیم نصیب ہو گی چنانچہ اسی روز قلعہ فتح ہو گیا۔

ایک مرید کے ہاں سے اس کی کنیز ایک بڑی رقم لے کر فرار ہو گئی۔ رقم بھی دوسرے کی امانت تھی پریشانی ہوئی۔ آپ کی خدمت میں آکر طالب دعا ہوا فرمایا گھبراتا کیوں ہے۔ گھر تو جا کر دیکھ۔ واپس گیا تو کنیز گھر میں موجود تھی۔ کہنے لگی کہ واقعی میں تو

Marfat.com

بہت دور نکل گئی تھی۔ مگر ابھی ابھی کسی نے میرا بازو پکڑ کر یہاں پہنچادیا۔ مجھے خود حیرت ہے کہ کس طرح آگئی۔

ایک روز آپ باغ زین خاں میں مشغول عبادت تھے کہ ایک قمری سر پر آکر بیٹھی اور "حق سرہ" پڑھنا شروع کیا۔ ایک شخص جو آیا اس نے غلیل سے مار دیا۔ مری ہوئی گری۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ وہ زندہ ہو کر اڑ گئی۔ اس نے منع کرنے کی باوجود غلا مارا۔ سخت درد ہاتھ میں شروع ہو گیا۔ قدموں پر گرا۔ فرمایا یہ درد تیری بے دردی کا درد ہے۔ ہاتھ پھیرتے ہی اچھا ہو گیا۔

شاہجہاں اور دارا شکوہ کی ارادت

شاہ جہاں لاہور میں آیا۔ تو آپ کی قدم بوسی کیلئے بھی حاضر ہوا پچاس ہزار روپیہ نذر پیش کیا۔ انکار کر دیا۔ عرض کی کہ اہل خانقاہ ہی کو دیدیں فرمایا سلطنت والوں کا مال مشکوک ہوتا ہے۔ خود تو لیتا نہیں دوسروں کے حوالے کیوں کروں شاہجہاں یہاں سے اٹھ کر ایک اور بزرگ کے پاس گئے۔ اس نے وہ نذر لے لی۔ شاہ جہاں نے دوسرے جمعہ کو حاضر ہو کر کہا کہ آپ نے تو نذر نہ لی۔ مگر دوسرے بزرگ نے لے لی۔ فرمایا اس کا کیا ہے۔ وہ تو دریا ہے۔ میں ہوں ایک کوزہ جو ناخن ڈالنے سے بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرے بزرگ سے جا کر پوچھا یہ کیا اسرار ہے کہ میاں میر نے تو نذر نہ لی اور آپ نے لے لی۔ فرمایا میاں میر صاحبؒ کا اتقاء مجھ سے زیادہ بڑھا ہوا ہے شاہجہاں کو آپ سے ارادت تھی۔ جب آتا خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ دارا شکوہ کو بھی آپ سے ارادت تھی۔ اس لئے ان کے حکم سے نواب وزیر خاں صوبے دار لاہور نے آپ کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے دور حکومت میں تمام شاہی عمارتوں کا سنگ مرمر اکھڑ واکر "دربار صاحب" امرتسر کی تعمیر شروع کی آپ کے مقبرہ پر بھی اسی غرض سے گیا۔ جونہی اس نے مزدوروں کو مقبرہ مسمار کرنے کا حکم دیا یکایک گھوڑا بگڑا اور رنجیت سنگھ کو پھینک دیا رنجیت سنگھ ہنستا ہوا اٹھا اور کہا رہنے دو بادشاہوں کے پیر کا مقبرہ ہے۔ ساتھ ہی اس نے چھ سو روپیہ سالانہ مصارف عرس کیلئے مقرر کر دیئے۔ مزار لاہور چھاؤنی میں ہے۔ انگریزی حکومت بھی وہ روپیہ برابر دیتی رہی۔ انتقال ۷ ربیع الاوّل ۱۰۴۵ھ میں ہوا۔ مشائخ عظام قادریہ میں آپ کا شمار ہے اور اب تک فیض جاری ہے۔

Marfat.com

آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے جن میں چند کا
خلفائے کرام کی عظمت وشان مجمل حال ہم یہاں لکھتے ہیں شیخ شاہ محمد ملا شاہ۔
زندگی بھر نہ سوئے۔ نہ عورت کے پاس گئے۔ رات بھر مشغول عبادت رہتے۔ "لسان اللہ" مشہور تھے۔ کبھی گھر میں کچھ نہ پکا۔ گھر میں یہ حالت تھی کہ جسے چاہتے تھے رسول کریم ﷺ، غوث پاک اور اصحاب کبار کی زیارت چشم ظاہر سے کرادیتے تھے مرشد نے آپ کو کشمیر میں مامور کیا تھا۔ رجوع خلائق دیکھ کر کشمیر کے شیعہ آپ کے مخالف کیا دشمن ہوگئے۔ مگر جو سامنے آگیا توبہ کرتے ہی بن پڑی۔ ہندوستان بھر میں آپ کا شہرہ تھا اسلام کو آپ کی ذات سے بہت فروغ ہوا۔ ہزار ہا مسلمان ہوئے۔ امیر الامراء شیخ ولی نے سب کچھ لٹا کر آپ سے بیعت کی اور درجہء ولایت پر فائز ہوئے۔ دارا شکوہ نے تربیت آپ سے بھی پائی تھی۔ مگر خرقہء خلافت حضرت ملا شاہ سے پایا اور حضرت سرمد سے بھی حاصل کیا۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل بڑے عابد بڑے مجاہدے کرنے والے سنسکرت کے عالم فقر و تصوف کے رازداں رات رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ بہت سی معرکہ آرا کتابوں مثلاً اسرار العاشقین۔ مقامات الصالحین۔ اکسیر الطالبین۔ سفینۃ اولیاء۔ سکینۃ اولیاء اور جو لوگ یشت وغیرہ کے مصنف ہیں وہ شیخ محمد معصوم اور ان کے مریدوں کے دشمن ہوگئے تھے۔ اہل سرہند کے درپے آزار تھے شیخ نے روضہء نبوی پر شکایت کی۔ فرمایا جو تیرا دشمن وہ میرا دشمن اس کیلئے شمشیر قہر الٰہی کافی ہے۔ ظاہر بیں دارا شکوہ کے زوال و شکست کا باعث کچھ اور ہی سمجھتے ہیں۔ ان کے پاس سلطنت تھی۔ اورنگ زیب سے زیادہ قوت تھی مگر حضرت شیخ محمد معصوم کی بددعا لے ڈوبی۔

حضرت خواجہ بہاری بہت بڑے جید عالم بہت بڑے محدث فقیہ و عارف تھے ایک دفعہ توحید کے مسئلہ پر جو بحث چھڑی تو یہ فرما کر کہ قیل و قال کی ضرورت نہیں سامنے آگ روشن تھی اس میں جا بیٹھے اور تھوڑی دیر بعد اٹھ آئے۔ دارا شکوہ نے کہا مرزا آصفی بیگ والی ایران قندھار پر قبضہ کرنے کا آرزومند ہے۔ فرمایا نہیں اس کی کیا ہمت ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ مارا جائے گا۔ چنانچہ کسی نے زہر دیکر ماردیا۔ نماز میں لوگوں نے اکثر دست و پا جدا دیکھے ہیں۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ ہزار ہا مرید تھے۔ ۱۰۶۰ھ میں انتقال ہوا لاہور میں مزار ہے حضرت میاں میر کے بعد تمام خلقت آپ ہی کی طرف رجوع کرتی تھی۔

Marfat.com

شجر و حجر سے باتیں اور کمال باطنی نباتات و جمادات شجر و حجر سب آپ سے باتیں کرتے اور اپنے اپنے خواص بیان کرتے۔ ایک روز گنبد سے باہر آنا چاہتے تھے کہ آواز سنی۔ پوچھا کون ہے؟ جواب ملا۔ گنبد ہوں باہر نہ جایئے کہ بارش آنے والی ہے۔ آپ کو تکلیف ہو گی۔ (سکینۃ الاولیاء)

ایک بار شیخ نے پوچھا کہ کہاں مشغول رہتے ہو؟ فرمایا موضع چہرہ کے ایک باغ میں چلا جایا کرتا تھا۔ وہاں تمام درخت "سبحان اللہ" اور "الحمد للہ" کی تسبیح سے شور بلند کئے رہتے تھے اس لئے محلہ جنید کے ایک گوشہ میں مشغول رہتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت میاں میر مسکرائے۔

فرمایا دیکھو یہ تیلی کا لڑکا کیا کہتا ہے اور کہاں تک پہنچ گیا ہے۔

ایک روز تند ہوا چلی بارش آئی۔ حضرت میاں میرؒ اور ملا محمد سیالکوٹی دیوار کے سائے میں بیٹھے تھے۔ اٹھے عرض کی حکم ہو تو ہوا اور بادلوں کو ٹکرا دوں۔ حضرت کو ناگوار گذرا کہ تو اظہار کرامت کرتا ہے۔ آخر حجرے میں چلے جانے سے کیا نقصان ہے۔ کیوں اللہ کے کاموں میں دخل دیا جائے۔

انتقال ہوا تو حضرت نے بہ چشم پر نم کہا کہ فقیر خانے کی رونق میاں نتھا لے گئے اچھا مجھے بھی اس کے پاس ہی دفن کرنا۔

پیر کے عاشق تھے۔ عمر بھر خدمت ہی میں رہے۔ ایک غریب تیلی کے لڑکے تھے اور بالکل ان پڑھ۔ مگر سب کچھ پڑھ لیتے تھے۔ مستغرق رہتے تھے جو ایک دن عالم درویشی میں کہا اللہ نے ملکوت و جبروت و لاہوت کی کنجیاں مجھے دے دی ہیں جن سے دروازے کھول کر جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں۔ ادنیٰ انسان ہوں۔

Marfat.com

امام ربانی

حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی

ولادت و جلالت شان

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی بڑے نامور اور جامع الکمالات و مقتدائے ہند بزرگ گذرے ہیں ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے حضرت عمر فاروق کی اولاد میں سے ہیں۔ نسلاً کابلی ہیں۔ اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے موسس و امام ہیں۔ علم و فضل اور شریعت و طریقت کے ماہر تھے۔ بڑے بڑے مجاہدات کیئے۔ بڑے عابد و زاہد بزرگ اور بڑے عارف تھے۔ خرقۂ خلافت نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ سہروردیہ سلسلہ میں حضرت مخدوم عبداللہ اور قادریہ سلسلہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل کیا۔ صغر سنی ہی میں آپ سے کرامات کا اظہار شروع ہو گیا تھا جس وقت حضرت شاہ سکندر نے کیتھل سے آکر سلسلۂ قادریہ میں خلافت عطا کی تو آپ کو خیال پیدا ہوا کہ مرید تو ہوں خاندان نقشبندیہ کا اور خرقہ مل رہا ہے خاندان قادریہ میں مبادا پیران سلسلہ مجھ سے ناراض ہو جائیں۔ اسی وقت ایک حالت طاری ہوئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک خواجہ معین الدین غریب نواز۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی خواجہ بہاء الدین نقشبند شیخ نجم الدین کبری اور شیخ مدار صاحب تشریف فرما ہوئے اور اسی وقت ہر ایک بزرگ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اس روز مراقبہ کی حالت تھی صبح سے لیکر تا وقت ظہر سر جھکائے رہے اور ان بزرگان عظام کی زیارت ہوتی رہی اور اسی مجلس قدس میں تمام معاملات جانشینی و خلافت طے ہو گئے۔

رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ ہر صدی میں اللہ تعالے ایک مجدد پیدا کرتا ہے چنانچہ یہ مسلم امر ہے اور بہت سے بزرگوں نے اسے تسلیم بھی کر لیا ہے کہ

Marfat.com

گیارہویں صدی کے مجدد آپ ہی تھے حضور غوث پاک اور حضرت جنید بغدادی بھی اپنے اپنے زمانہ کے مجدد ہی گذرے ہیں۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز حضرت قطب الاقطاب صاحب اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر بھی بڑے زبردست مجدد ہی گذرے ہیں اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے متعلق بھی واقفان اسرار کا یہی بیان ہے آپ کے سات فرزند تھے اور ساتوں کاملین وقت ہوئے ہیں۔ صفر ۱۰۳۴ھ میں وصال پایا۔ مزار مبارک سرہند میں ہے۔ ہر سال دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے۔

جہانگیر کا عتاب و اعتقاد اور قید

اتنے بڑے جلیل القدر اور عارف کامل بزرگ بھی نیش زنی اور دشمنوں کی آزار رسانی سے مامون و محفوظ نہ رہ سکے شیعہ آپ کے جانی دشمن تھے اور وہ آپ کے اثر و اقتدار کو ایک آنکھ نہ دیکھ سکتے تھے۔ جہانگیر سے شکایات کرتے رہتے تھے کہیں آپ نے ایک رسالہ ردّ روافض لکھ دیا اس سے شیعہ لوگ اور بھڑک اٹھے تھے۔ علماء کا بھی ایک بڑا طبقہ آپ کا مخالف ہی نہیں بلکہ دشمن تھا۔ انتہا یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی دو برس کامل آپ کے شدید مخالف بنے رہے خود نور جہاں بیگم بھی اپنی جمعیت سمیت آپ کی دشمن تھی اس ہجوم معاندت میں ممکن نہ تھا کہ آپ کو چشم زخم نہ پہنچتا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ دربار میں طلب کئے گئے۔ جہانگیر اور علماء سے تلخ گفتگو ہوئی اور آپ قید کر دیئے گئے۔

دو برس تک آپ جیل خانہ میں محبوس رہے آخر جہانگیر پر صداقت روشن ہو گئی اس نے نہ صرف یہ کہ آپ کو رہا کر دیا بلکہ آپ کو اپنے پاس بلا کر معذرت کی بہت اعزاز و احترام کے ساتھ رکھا۔ یہ حالت تھی کہ پھر تو جہانگیر کو ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ جہانگیر مؤدبانہ حاضر رہتا اور ہر قسم کی خدمات بجالاتا شہزادہ خرم کو بھی آپ سے بیعت کرادیا اور اس کے بعد امراء و عمائد کی بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا بڑے بڑے ارکان دولت آپ کے مرید ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر معاندین کے حوصلے پست ہو گئے اور پھر کسی کو جہاں پناہ سے شکایت کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ عارف کامل تھے آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہ تھا قید ہونے سے کچھ روز پیشتر ہی اپنے مریدوں سے کہہ دیا تھا کہ :۔

گھبرانا نہیں مجھ پر عنقریب کوئی بلا نازل ہونے والی ہے مگر خوب سمجھ لو کہ بلا باعث ترقی باطنی ہوتی ہے اور بہت سے مقامات کھل جاتے ہیں۔ اس سے ڈرنا نہ چاہئے۔

Marfat.com

چنانچہ جیل خانہ ہی کے اندر ایک فیض جاری ہو گیا بکثرت قیدی تائب ہو کر آپکے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور اس عہد میں جتنے بھی ہندو اور سکھ قیدی جیل خانہ میں آتے اور چھوٹتے رہے وہ سب آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرتے رہے بہت سے تو ایسے تھے جنہوں نے زندان کی چار دیواری میں باطنی مراحل طے کرنا شروع کر دیئے حتی کہ ملازمین زندان تک آپ کے مرید و معتقد ہو گئے۔ جو آپ کے پاس جاتا اس کا قلب روشن ہو جاتا اور دنیا کی محبت سے دل سرد پڑ جاتا آپ بالکل بے قصور قید ہوئے تھے چاہتے تو شاہ حسین لاہوری کی طرح چار لمحے بھی جیل خانے میں نہ رہتے۔ بیڑیاں خود بخود کٹ جاتیں مگر آپ راضی برضا تھے اور یہاں برابر ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے کبھی اپنے دشمنوں اور جہانگیر کیلئے بد دعا بھی تو نہ کی۔

کرامات و خوارق عادات

ایک سید صاحب بھی آپ کے بہت دشمن ہو گئے تھے اسلئے کہ انہوں نے ایک روز آپ کے مکتوبات میں حضرت معاویہ کی تعریف دیکھ لی تھی اور بھڑک اٹھے تھے جس وقت یہ تعریف دیکھی تھی اسی وقت مکتوبات کو اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا۔ لطف ملاحظہ فرمایئے دن کو کتاب پھینکی اور شب کو خواب دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور ان سید صاحب کے دونوں کان اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کہا کہ بے ادب تیرے اندر اتنی جرأت پیدا ہو گئی ہے کہ اب تو میرے کلام پر بھی اعتراض کرنے لگا ہے۔ چل میں ابھی تجھے تیرے جد امجد حضرت علی مرتضےٰ کے پاس لے چلوں وہ تیری گوشمالی کریں گے چنانچہ کان پکڑے ہی پکڑے کھینچ کر انہیں حضرت مرتضےٰ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی کہ دیکھئے حضور میں نے جو مکتوبات میں حضرت معاویہ کی تعریف کی ہے اس پر یہ ناک بھوں چڑھاتا ہے اور اس نے یہاں تک گستاخی کی ہے کہ میری کتاب بھی اٹھا کر پھینک دی ہے چنانچہ یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تو کیوں ایسا کرتا ہے جانتا نہیں کہ حضرت معاویہ اصحاب رسول میں سے ہیں اور ان بزرگوں سے عداوت و عناد رکھنا ہرگز زیبا نہیں۔ شیخ احمد نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے، ابھی یہ جاہل ہے۔ اچھا اس کے سینہ پر ایک گھونسہ رسید کر دو اور چھوڑ دو۔

صبح اٹھے تو سید صاحب کے سینہ میں درد موجود تھا۔ اسی وقت توبہ کی اٹھ کر سیدھے آپ کی خدمت میں آئے اور مرید ہو گئے۔

Marfat.com

یہی سید صاحب آستانہ مبارک سے واپس آکر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پاس آئے اور رات کا خواب بیان کیا کہنے لگے سب لغویت ہے وہ کچھ نہیں جانتے۔ بولے آپ کو بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی کرامت سے ہرگز انکار نہ کرنا چاہئے کہ یہ اللہ کے دوست ہیں نہیں مانتے تو آؤ قرآن کریم سے پوچھ لیں وہ خود فیصلہ کردیگا چنانچہ دونوں نے وضو کیا اور پاک ہو کر قرآن مجید جو کھول کر دیکھا تو یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تجارةٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اس تفاؤل کے فوراً بعد حضرت شیخ عبدالحق نے توبہ اور حضرت سے معذرت خواہ ہوئے۔ شیخ محمد جالندھری کے دل میں ایک روز یہ خیال آیا کہ حضرت سے یہ کہنا چاہئے کہ غوث پاک کی زیارت کرادیں۔ مگر کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ حضرت نے کشف سے معلوم کر لیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا جان محمد تو قطب تارے کو پہچانتا ہی ہے نا پہچانتا ہو تو دیکھ وہ ہے۔ سامنے نظر جو اٹھائی تو اس تارے سے ایک سیاہ پوش سوار نکل کر سرعت کے ساتھ آپ کے سامنے آیا آپ نے جھک کر سلام کیا مؤدب ہو گئے اور فرمانے لگے لے زیارت کر لی حضور غوث پاک آپ ہی ہیں۔ چند لمحہ کے بعد جدھر سے تشریف لائے تھے ادھر ہی تشریف لے گئے۔ یہ تھی حضرت مجدد صاحب کی شان و کرامت۔

شیخ الاسلام مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے سخت دشمن تھے ایک روز آپ کو چند آیات قرآنی پڑھتے ہوئے خواب میں دیکھا آواز جو کانوں میں پڑی بے چین ہو گئے اور شوق کی آگ قلب میں بھڑک اٹھی۔ صبح جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ قلب ذاکر ہے۔ چند روز تک برابر ذاکر رہا۔ اس کرامت کو دیکھ کر بہت نادم اور متعجب ہوئے اور اسی روز خدمت میں آکر بیعت ہو گئے۔

کوئی صاحب آپ کا شہرہ کمال سن کر سرہند آئے۔ مگر جس گھر میں قیام کیا وہ آپ کے دشمن کا گھر تھا۔ اس نے آپ کو اس کے سامنے بہت برا بھلا کہا چنانچہ اسی شب مر گیا۔ صبح کو جب وہ آپ کی خدمت میں آیا تو اسے گلے لگا لیا اور فرمایا رات جو تو نے سنا تھا وہ بالکل لغو تھا اور اس نے اپنے جھوٹ کی سزا پائی۔

ایک صاحب سید محمد صالح کو آپ نے بہرائچ روانہ کیا اور فرمایا کہ راستہ میں سورۃ لایلاف بہت پڑھتے رہنا اور اگر کوئی مشکل آجائے تو مجھے یاد کرنا۔ ایک جنگل میں یکایک شیر غراں نکلا۔ انہوں نے گھبرا کر رجوع کیا تو آپ کو سامنے کھڑا پایا اور شیر بھگا دیا۔

Marfat.com

اورنگ زیب کے مرشد کی دعا سے داراشکوہ کو زحمت

حضرت شیخ محمد معصوم آپ کے فرزند و خلیفہ تھے۔ وصیت تھی کہ اپنی خانقاہ کو ہی سلطنت اور بوریہ کو مسند شاہی سے بہتر سمجھنا حضرت اورنگ زیب آپ کے مرید تھے اور بہت سے امرائے عالمگیر مرید ہو گئے تھے۔ حرمین شریفین کو گئے تو وہاں بھی بہت سے مرید ہو گئے داراشکوہ کو بھائی کے پیر ہونے کی حیثیت سے نہ صرف ان سے بلکہ ان کے مریدوں سے بھی سخت عناد پیدا ہو گیا تھا اور سرہندوالوں کے درپے آزار رہنے لگا تھا جب درازدستیاں بہت بڑھ گئیں تو انہوں نے روضہ ء نبوی پر شکایت کی کہ ولی عہد شاہجہاں سرہندوالوں کی تخریب کے درپے ہے۔ دربار رسالت سے حکم ہوا کہ نہ گھبرا کہ اس کی گوشمالی کیلئے خنجر ایزدی کافی ہے اور سمجھ لے کہ تیرا دشمن میرا دشمن ہے۔ اس شکایت کا ثمرہ تلخ تھا کہ داراشکوہ کو ناکامی کی موت نصیب ہوئی۔ (تذکرہ اوہمیہ)

حضرت شیخ عبدالخالق حضوری ان کے روحانی بھیجے اور حضرت ہنوری کے خلیفہ تھے خواجہ قطب خاں نے ایک دن آپ سے عرض کیا کہ اورنگزیب اور داراشکوہ میں جنگ چھڑ گئی ہے۔ آپ اورنگزیب کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔ اگر وہ بادشاہ ہو گئے تو ایک گاؤں خدام کی نذر کروں گا یہ سن کر شیخ حضوری نے تھوڑی دیر تامل کیا اور پھر مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ لیجئے داراشکوہ کو ہزیمت نصیب ہو گی اور تمہارا شاہزادہ اورنگ زیب کامیاب ہو کر سریر آرائے حکومت ہو گا۔

چند ہی روز بعد اورنگ زیب کامیاب ہو گیا۔ مگر شیخ حضوری نے نذر نہ لی۔ بہت بزرگ تھے۔ ۱۰۸۲ھ میں شیخ حضوری کا انتقال ہوا۔

مریدوں کی امداد کی ہر جگہ موجود

ملا پائندہ نے اصحاب ثلاثہ کو بُرا کہنے پر ایک شیعہ کے سینہ پر جو مکا مارا تو مر گیا۔ گرفتار کر لئے گئے۔ قتل کا حکم ہو گیا۔ سخت اضطراب میں شیخ معصوم کو یاد کیا تو سامنے کھڑا پایا اور انہوں نے حاکم سے کہا گواہ کی کیا ضرورت ہے مقتول کی قبر کھود کر دیکھ لو اگر مقتول کا منہ قبلہ کی طرف سے پھرا ہوا ہو تو ملا سچا ہے ورنہ جھوٹا۔ کھود کر دیکھا تو منہ پھرا ہوا تھا۔ چنانچہ حاکم نے رہا کر دیا۔

اسی طرح شیخ محمد صادق پشاوری کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا۔ جانور بھاگا کسی کے روکے نہ رکا۔ حضور کو یاد جو کیا تو دیکھا خود کھڑے پاؤں نکال رہے ہیں پھر غائب ہو گئے۔

Marfat.com

دوسری مرتبہ یہی صاحب دریا میں ڈوبنے لگے یاد کرتے ہی آئے اور نکال کر کنارے پر رکھ دیا۔ مکہ معظمہ میں بروایت میر عسکری ایک شخص کا لڑکا مر گیا۔ انہوں نے سرہانے بیٹھ کر توجہ ڈالی زندہ ہو گیا۔ ۱۰۷۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار سرہند میں ہے ان کے فرزند شیخ یوسف الدین کی بھی یہ حالت تھی کہ فاسق سامنے آتے ہی تائب ہو جاتا اور کوئی سامنے اللہ کہتا تو بیہوش ہو جاتے "محی السنۃ" مشہور تھے۔ شیخ یوسف الدین کے مریدوں میں سے کسی نے غذا بہت کم کردی۔ آپ نے فرمایا ہمارے طریقہ میں تقلیل غذا کی حاجت نہیں ہمارے پیروں کے ہاں مجاہدات، صحبت مرشد اور بصیرت قلب ہی سے تصرفات شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ :۔

"ہمیشہ سنت نبوی ﷺ پر عامل رہیں۔ اللہ کی طرف متوجہ رہیں اور انوار میں غرق رہیں۔"

نواب مکرم خاں مجددی بھی حضرت مخدوم صاحب کے خلیفہ اور امرائے عالمگیری سے تھے ان کا دستر خوان بھی بہت کشادہ تھا اور لباس بھی مکلّف پہنتے تھے اور کھاتے بھی اچھا تھے۔ جو شریک طعام ہوتا اس کا سینہ انوار سے منور ہو جاتا۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ قبر میں رکھا تو آنکھیں کھول دیں۔ فرمایا شیخ کی کلاہ میرے سر پر رکھ دو۔ اس کے بعد پھر آنکھیں بند کرلیں۔

خواجہ سید آدم بنوری بھی حضرت مجدد صاحب کے اعاظم خلفاء سے ہیں بالکل جاہل اور بے علم تھے آواز غیبی سنی کہ قرآن کیوں نہیں پڑھتا عاجزی سے کہا پروردگار تو قادر ہے اب کرم کر دے اسی وقت ایک نورانی ہاتھ نمودار ہو کر سینہ مبارک سے مس ہوا فوراً تمام علوم روشن ہو گئے بہت پابند سنت تھے۔ لنگر سے ایک ہزار طلباء کو روزانہ دونوں وقت کھانا ملتا تھا جس نے جہاں کہیں آپ کو یاد کیا وہیں موجود ہو گئے ۱۰۵۳ھ میں وفات ہوئی مدینہ منورہ میں مزار ہے "حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری" خلیفہ مجدد صاحب تھے اور زنار پہن لی تھی۔ حضرت مجدد کو آپ سے بہت محبت تھی کچھ دنوں بعد اللہ سے دعا کی کہ اللہ میرے طاہر کو اس بلائے کفر سے نکال چنانچہ پھر مسلمان مرید ہو کر درجہ ولایت پر فائز ہوئے اور لاہور میں مامور کئے گئے بڑے بزرگ و صاحب کرامت تھے بڑے بڑے مجاہدات کئے اور ہدایت خلق میں مصروف رہے۔

Marfat.com

قطب الاولیاء

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی بڑے بزرگ اور عارف وقت

عبادت و مجاہدات

گذرے ہیں علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور اپنے عہد کے قطب تھے کابل کے رہنے والے تھے اللہ نے سب کچھ دیا تھا۔ ناز و نعم میں پرورش پائی تھی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے سمرقند تشریف لے گئے جو اس وقت علوم وفنون کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اور جہاں فضل و کمال کے دریائے مواج رواں تھے آپ نے یہاں تمام علوم متداولہ کی تکمیل کی اور بہت جلد فارغ التحصیل ہو گئے۔ مذہب کا جوش دل میں بھرا ہوا تھا عبادت سے بہت ذوق وانہماک تھا۔ جواں جو ہوئے تو زیارت مزارات کا شوق پیدا ہو گیا۔ اس سے باطنی ترقی کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ بزرگوں کی خدمت میں جانے لگے۔ آخر خواجہ ملنگی کے مرید ہوئے جو اس وقت مقتدائے وقت تھے۔ پھر جو آپ نے مجاہدات شروع کئے اور عبادات و ریاضات میں مشغول ہوئے تو یہ حالت تھی کہ رات دن اسی میں مصروف رہتے تھے نہ سونے سے غرض نہ کھانے کی پرواہ رات بھر محنت شاقہ میں منہمک رہتے اور صبح ہوتی تو آپ کو گونہ ناگوار گذرتا اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے کہ بارالٰہا یہ کیا ہوا کہ رات اتنی جلدی گذر گئی میری تو ابھی حسرت بھی پوری نہیں ہوئی سیری بھی نہیں ہوئی۔ بہر کیف جو تیری مرضی۔ پھر رات کے سناٹوں کا انتظار صحبت پیر نے قلب اور سینہ کو جلد منور کر دیا اور خلافت حاصل کر لی صبح فرض اور سنتوں کے مابین روزانہ اکتالیس مرتبہ سورۃ مزمل شریف پڑھتے۔ نماز کے بعد سورہ یاسین شریف کی تلاوت کا آغاز کر دیتے پھر تلاوت قرآن میں مصروف ہوتے اشراق سے لیکر چاشت تک نہایت ذوق و شوق کے ساتھ قرآن

Marfat.com

کریم پڑھتے رہتے۔ چاشت کے بعد حاجتمندوں اور غریبوں کی سنتے اور ان کی دادرسی کرتے۔ دوپہر کے بعد نوافل میں مصروف ہو جاتے تھوڑی دیر لوگوں سے گفتگو کے بعد عصر کی نماز پڑھتے اور مغرب تک درود شریف پڑھتے رہتے۔ مغرب کے بعد مریدین کی تربیت و تعلیم میں مصروف ہو جاتے اور عشاء کی نماز تک یہی سلسلہ رہتا یہ وقت بہت فیض رساں اور منور ہوتا اور خانقاہ میں خاص رونق ہوتی۔

خانقاہ معلّٰی کی فیض رسانیاں خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے شیخ نے آپ کو دہلی روانہ کر دیا جہاں آپ کی خانقاہ اس وقت روحانیت و تصوف کا گہوارہ اور ایک شاندادارہ بن گئی تھی۔ دہلی میں آپ کو مزار حضرت قطب الاقطاب صاحب سے بھی بہت فیض پہنچا۔ آپ اکثر یہاں حاضر ہوا کرتے اور مراقب رہتے خواجہ عبداللہ احرار کے مزار سے بھی سمرقند میں آپ کو بہت کچھ حاصل ہوا تھا۔

دہلی میں یہ حالت تھی کہ آپ کی خانقاہ میں ہمہ وقت ایک ہجوم رہتا تھا یہی نہیں کہ ہندوستان کے ہر حصہ اور ہر گوشے سے طالبان طریقت حاضر ہوتے رہتے تھے بلکہ بلاد ایشیا و افریقہ تک سے طلباء آتے اور اس سرچشمہ سے فیض یاب ہوتے خانقاہ ہی کے ایک حصہ میں ایک عظیم الشان مدرسہ تھا جہاں علوم ظاہری کی اعلیٰ تعلیم ہوتی تھی اور جس میں کوئی ہزار طلباء زیر تعلیم رہا کرتے تھے اور جس سے بڑے بڑے نامور علماء پیدا ہوئے مکاتب و مدارس آج بھی ہیں۔ تعلیم آج بھی دی جاتی ہے مذہب اور کتب مذہب آج بھی موجود ہیں اور پڑھانے اور تعلیم دینے والے علماء اور معلم بھی موجود ہیں لیکن ہمیں انتہائی رنج و تأسف کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ انگریزی اسکول اور کالجوں کی تو خیر حالت ہی دوسری ہے فضا ہی اور ہے تعلیم و اسلوب تعلیم ہی مغربی ہے یہاں تو الحاد کے جھکڑ جس شدت و تیزی کے ساتھ بھی چلیں گے کم ہیں مگر ہماری عظمت گذشتہ اور ذوق علمی کی مٹی ہوئی یادگار جو مدارس دینی و مذہبی قائم بھی ہیں ان کا نظام بھی بگڑا ہوا ہے نہ اب وہ کمال ہے نہ وہ ذوق و شوق اور نہ وہ مذہب نہ اخلاق ہیں۔ انگریزی مدارس ہوں یا عربی درسگاہیں۔ باہم کچھ فرق ہو تو ہو مگر تربیت اور آراستگی اخلاق ناپید ہے اور حقیقی مذہبی روح کہیں بھی پیدا نہیں ہوتی۔

ہمارے بزرگوں نے مساجد کے ساتھ مکاتب و مدارس کا اہتمام اسی غرض سے کیا تھا کہ طلباء میں مذہبیت کی روح پیدا ہو۔ لیکن اب ایسے مکاتب میں بھی جو مساجد میں ہیں یا

Marfat.com

مساجد کے قریب واقع ہیں کوئی خاص تغیر محسوس نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اب ایسے معلم نہیں رہے۔ پہلے فضا اور معلم دونوں ضروری سمجھے جاتے تھے اب نہ وہ فضا اور نہ وہ معلم حقیقت میں معلم ایک نمونہ ہوتا ہے اور طلباء کی نظر اس کی حرکات و سکنات پر رہتی ہے۔ جس مدرسہ کے معلم حضرت سلطان المشائخ حضرت سماء الدین سہروردی اور حضرت خواجہ باقی باللہ جیسے بزرگ ہوں ان کی عظمت و سود مندی کی حدود کو کون دیکھ سکتا ہے یہی وجہ تھی کہ ان زمانوں میں یہی نہیں کہ مدرسوں سے سچے علماء پیدا ہوتے تھے۔ بلکہ اولیاء بن کر نکلتے تھے۔

مراقبہ میں حضرت ابو حنیفہ سے ملاقات

آپ ایک بار نماز باجماعت ادا کر رہے تھے کہ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے مراقبہ جو کیا دیکھا کہ حضرت امام ابو حنیفہ فرمارہے ہیں کہ خواجہ! دنیا میں بکثرت اولیاء و شیوخ گذرے ہیں جو میرے طریق پر تھے میری پیش کردہ راہ پر گامزن رہے۔ ان سب کا یہ دستور العمل تھا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھتے تھے مگر تم پڑھتے ہو تمہیں میرے طریق کا خیال نہیں مناسب یہ ہے کہ تم بھی سورہ فاتحہ نماز باجماعت میں امام کے پیچھے پڑھنا ترک کردو۔ دیکھو اور سمجھو کہ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" جمع کا صیغہ ہے جماعت کے اندر انفرادیت کو جذب کر دینا چاہیے۔ امام آخر تمہارا ہی امام تو ہے۔ جب وہ سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہے تو گویا سب پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ اس روز سے آپ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ترک کردی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کس عظمت و جلالت کے بزرگ تھے۔ کہ اولیائے متقدمین میں بھی آپ کا احترام تھا۔ اور وہ آپ کو اپنے طریقہ پر چلانے کی سعی کرتے تھے۔

حضرت غلام علی شاہ دہلوی رقم فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی زیارت کے لئے آپ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا اور مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ آپ مزار سے باہر تشریف لائے چونکہ گرمی شدید پڑ رہی تھی۔ دھوپ ہو گئی تھی۔ مزار مبارک پر قبہ ہے نہیں اس لئے میں اٹھ کر وہاں سے چلا آیا۔ اس روز سے میری حالت ہی کچھ اور ہے اور باطن میں حیرت انگیز ترقی مشاہدہ کر رہا ہوں۔ بعد افسوس ہے کہ میں نے یہ کیا غلطی کی کہ اپنی تکلیف کا خیال کیا اور وہاں سے چلا آیا۔ اگر کچھ دیر اور بیٹھا رہتا تو خدا جانے کیا حاصل ہوتا اور کیا ملتا۔

اسی طرح حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ حضرت مولانا بدر الدین اپنی تصنیف میں رقم فرماتے ہیں کہ میں جو دہلی گیا تو حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار پر مراقب

Marfat.com

ہوا۔ بہت فیض پہنچا اور بہت کچھ عنایت کیا۔ اس کے بعد پھر میں حضرت قطب الاقطاب حضرت سلطان المشائخ اور حضرت خواجہ غریب نواز کے مزارات پر حاضر ہو کر مراقب ہوا۔ ہر جگہ سے یہی ارشاد ہوا۔ کہ تجھے جو کچھ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ہاں سے عطا ہوا وہ گو نہ ہمارا ہی عطیہ تھا۔ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کو خاندان چشت سے بھی نسبت تھی۔ گو کہ کسی نے ایسا لکھا نہیں ہے۔

ایک نظر میں ولی بنا دیا

ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا اور خانقاہ میں ٹھہرا کئی روز تک آتا جاتا رہا۔ ایک روز آپ نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے؟ اور یہاں کس غرض سے آیا ہے۔ عرض کی کہ ایک غریب الوطن مسافر ہوں۔ آپ کا شہرۂ کمال سن کر حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا بہتر ہے میں تجھے تعلیم کرتا ہوں۔ خانقاہ میں قیام کر اور محنت و مجاہدہ میں مشغول ہو تاکہ تجھے کمال حاصل ہو جائے۔ میں نقشبندی طریقہ تلقین کروں گا۔ بولا حضور محنت تو مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ کمال چاہتا ہوں اور بے محنت چاہتا ہوں۔ دیجئے اور اپنی طرف سے دیجئے۔ "بادشاہ تو تھے ہی خیال آگیا۔ مگر پھر پوچھا کچھ تو محنت کر سکتا ہے؟ عرض کی کچھ نہیں۔ ملحوظ رہے کہ میں اگر اس آستانہ پاک سے محروم چلا گیا تو یہی سمجھوں گا کہ کتب تصوف میں عارفوں کے کمالات و کرامت کے متعلق جو لکھا ہے اس کی حقیقت ایک طلسم سے زیادہ نہیں۔ جوش آگیا اور ایک نظر جو اس پر ڈالی تڑپنے لگا۔ اور بے ہوش ہو کر ساکت ہو گیا۔ ہوش جو آیا تو ساتوں طبق روشن تھے۔

آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ یہ شخص امی محض تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر فضل کیا تمام علوم اس پر روشن کر دیئے۔ جس علم میں چاہو اس سے بحث کر لو۔ بحث جو کی گئی تو ثابت ہوا کہ وہ علم کا ایک دریائے گیا ہے۔ اس وقت اس نے ہوا پر پرواز کی اور غائب ہو گیا۔ یہ تھی قطبیت حضرت خواجہ باقی باللہ کی جو خاندان نقشبندیہ کے زبردست بزرگ گذرے ہیں۔

آپ کا وصال ۲۶ ر جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں ہوا۔ مزار مبارک دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

جہانگیر کے دربار میں تشریف آوری

حضرت سید امیر ابوالعلیٰ بھی نقشبندی ہی بزرگ تھے اور آپ پیران سلسلہ میں حضرت خواجہ احرار کی اولاد میں تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی دعا سے پیدا ہوئے۔ باپ بھی دربار اکبری کے بہت بڑے امیر تھے اور آپ بھی جوان ہو کر منصب امارت پر فائز ہو گئے

Marfat.com

ایک شب دیکھا کہ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ تو امارت کیلیئے پیدا نہیں ہوا۔ آنکھ کھلی تو قلب میں بے پناہ جوش تھا سب کو چھوڑ کر اجمیر شریف آئے اور اویسی طریق پر سرکار خواجہ سے فیضان حاصل کیا۔ سب کچھ تو مل ہی چکا تھا۔ تاہم آپ نے نقشبندی خاندان میں خواجہ امیر عبداللہ سے بھی بیعت کرلی۔ شہرہ سن کر جہانگیر نے بلایا۔ جام شراب پیش کیا۔ انکار کرنے پر کہا غضب سلطانی سے نہیں ڈرتا۔ فرمایا غضب الٰہی سے جو ڈرتا ہوں غضب سلطانی کیا چیز ہے ؟ جہانگیر نے اٹھ کر گلے لگالیا کہ یہ سب کچھ امتحاناً کیا گیا تھا۔ تمہاری آبائی جاگیر بھی واگذاشت کرتا ہوں اور معذرت بھی چاہتا ہوں۔ انکار کیا تو اصرار سے کہا مصارف مساکین کیلیئے رکھیئے۔ نہایت بزرگ اور جلیل القدر ولی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ :۔

میں تو اسی کو اچھا سمجھتا ہوں کہ میرے پاس دنیادار اور دنیا کے طالب آئیں کیونکہ کشائش دینوی ہی سے کشائش اخروی ہوتی ہے۔ فرماتے تو یہ تھے اور حالت یہ تھی کہ جو بھی طلب دنیا کیلیئے حریص بن کر ایک دفعہ سامنے آگیا۔ چند ہی روز کے اندر طالب عقبیٰ بن کر نکلا اور سب کچھ بن گیا۔ ولی ہو گیا نہایت رحم دل ایثار پیشہ اور کریم النفس تھے۔ دنیاو عقبیٰ کسی کام کا طالب آجائے۔ ہر وقت اس کی حاجت روائی کو تیار رہتے تمام محاصل جاگیر غرباء کی امداد میں صرف کردیا کرتے تھے۔ کسی کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ بہت بڑے ولی دعارف گذرے ہیں۔ ۹ صفر ۱۰۶۰ھ میں وصال ہوا۔ آگرہ میں مزار ہے۔

مرنے کے بعد تہبند باندھ لیا

حضرت خواجہ خاوند حضرت ایشان بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کے ہم عصر قطب وقت اور نقشبندی ہی تھے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی المتوفی ۷۹۰ھ سے بطریق اویسی فیض حاصل کیا تھا۔ مرید خواجہ ابواسحاق سعید کے تھے۔ جو الفاظ زبان سے نکلتے فوراً ظہور میں آتے۔ کشمیر گئے تو وہاں ہزارہا مرید ہو گئے۔ ایک شخص اشرف بیگ کا انتقال ہوا۔ بھائی نے آکر کہا کہ آپ کے مرشد خواجہ نقشبند نے مُردے زندہ کردیئے تھے آپ بھی میرے بھائی کو زندہ کیجیئے۔ مسکرا کر فرمایا گھر تو جا کر دیکھ مرا ہی کب ہے۔ دیکھا تو زندہ تھا۔

نواب افتخار خاں عالی جاہ سے چندروز پیشتر ہی فرمادیا تھا کہ پندرہ روز کے بعد جاؤں گا چنانچہ سولھویں روز سر سجدہ میں رکھا اور ۱۲ شعبان ۱۰۵۳ کو وصال ہو گیا۔ شاہجہاں نہایت معتقد تھا۔ اس نے صدر الصدور سید جلال الدین کو اہتمام تجہیز و تکفین کا حکم دیا۔ غسل کیلیئے

Marfat.com

تختہ پر لٹایا تو تہبند کی گرہ کھلنے لگے۔ آپ نے دونوں ہاتھوں سے تہبند پکڑ لیا۔ جب لحد میں رکھا تو لب جنبش کر رہے تھے۔ نواب سعید نے مقبرہ بنوایا جو لاہور میں ہے ایک شیعہ نے گنبد گرانا چاہا۔ اس کی بیٹی نے اسی شب زہر دے دیا۔ دوبار آپ کی دعا سے بارش ہوئی۔

امام عید گاہ بد دعا کا شکار

ایک روز عید گاہ لاہور میں آپ بھی کھڑے تھے۔ بہت ہجوم تھا۔ نمازی امام صوبیدار کا انتظار کر رہے تھے آخر آپ نے فرمایا دیر کیوں کر رہے ہو کہ زوال کا وقت ہوا جا رہا ہے۔ ملا اظہر صالح لاہوری نے سختی کے ساتھ جواب دیا۔ فرمایا اچھا تیرا شمس حیات بھی ابر ممات میں آگیا۔ نماز پڑھ کر عید گاہ سے نکلا ہے۔ کہ گھوڑے سے گرا اور مر گیا۔ ملا ذہنی شاعر غرائے کشمیر آپ کی خانقاہ کی تاریخ لکھ کر لائے۔ ہجوم زیادہ تھا۔ جیب میں رکھے رہا اور پیش نہ کر سکا مجبور ہو کر واپس جانے لگا آپ نے نام لے کر پکارا کہ بھائی تاریخ کا وہ پرچہ تو دیتا جا جو تیری جیب میں رکھا ہے۔ پھر آخر اور کب دیگا۔ اس تاریخ کا علم کسی کو بھی نہ تھا۔ وہ ششدر رہ گیا اور تاریخ پیش کر دی۔ بہت مستغرق اور عاشق ربانی بزرگ تھے۔ آپ کے چھ بیٹے بھی تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی کرامات

(۱) ایک شخص امتحان کی غرض سے آپکی خدمت میں زروجواہر لیکر آیا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا جب اصرار زیادہ بڑھا تو آپ نے اپنے مصلے کا کونا اٹھا کر اس سے کہا۔ دیکھ اس شخص نے دیکھا کہ مصلی کے نیچے سونے چاندی کا دریا لہریں لے رہا ہے۔ "آپ نے فرمایا فقیروں کا امتحان نہ لیا کر۔"

(۲) ایک عورت کا تین چار برس کا بچہ بلند دیوار سے گر پڑا۔ گرتے ہی اس کی حالت غیر ہو گئی۔ مشہور اطبا نے زندگی سے مایوسی ظاہر کی، وہ حضرت کی خدمت میں بچہ کو لے کر آئی اور دعائے صحت کی التجا کی آپ نے توجہ فرمائی اور بچہ ایک منٹ میں تندرست ہو کر اپنے پاؤں سے اپنی ماں کے ساتھ گھر روانہ ہو گیا۔ مسالک السالکین میں ہے۔ کہ دہلی کے ایک عالم سبب نامردی کے سخت نادم اور پریشان تھے۔ بیچاروں نے علاج معالجہ بہت کیا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مایوسی کے عالم میں گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیا۔ راستہ میں حضرت باقی باللہ سے ملاقات ہوئی۔ تعظیم کی نیت سے گھوڑے سے اُتر آئے۔ حضرت خواجہ نے ان سے معانقہ کیا۔ اور ان کو دو تین بار سینے سے خوب زور سے بھینچا وہ عالم صاحب اسی وقت مرد بن گئے۔ قوت رجولیت پیدا ہو گئی۔

Marfat.com

فردالافراد، غوث عالم

حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش قادری

بزرگی و عظمت حضرت حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخش سلسلہء نوشاہی کے امام اور بڑے بزرگ و شیخ زماں گذرے ہیں۔ ولی مادر زاد تھے۔ اور بچپن ہی میں آپ سے کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا آپ ابھی بچہ ہی تھے۔ مشکل سے عمر کوئی چار سال ہوئی ہو گی۔ پڑے سو رہے تھے۔ سر تکیہ سے ڈھلک گیا۔ اس وقت آپ کی والدہ مصروف کار تھیں آٹا گوندھ رہی تھیں اٹھ نہ سکتی تھیں ہمسائے کی بیوی پاس بیٹھی تھی ان سے کہا آپ کو تکلیف تو ہو گی میرے ہاتھ تو خالی نہیں آپ اٹھ کر ننھے کے سر کے نیچے ذرا تکیہ رکھ دیں۔ آپ تھے پیدائشی ولی ہمسائی تھی اس وقت ناپاک اور غیر صاف جو اٹھ کر گئی اور سر اُٹھا کر تکیہ رکھنا چاہا کیا دیکھتی ہے کہ آپ کے جسم سے ایک مار سیاہ لپٹا ہوا ہے تکیہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ خوف سے لرزنے لگی اور شور مچادیا کہ بچہ سے سانپ لپٹا ہوا ہے۔ ماں یہ سن کر تڑپ گئیں۔ اٹھ کر دوڑیں۔ گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ ڈھونڈا مگر سانپ کا کہیں وجود نہ تھا۔ وہ متحیر تھیں کہ یہ کیا واقعہ ہے اسی اثناء میں اور عورتیں بھی شور سن کر جمع ہو گئیں ہاتف غیب سے آواز آئی کہ ہمسائی جھوٹی ہے نہ اس میں تحیر و استعجاب کا کوئی موقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عورت ناپاک تھی۔ نہائی نہ تھی۔ ہمیں منظور نہ تھا۔ کہ اس بچہ کو جو ہمارا دوست ہے کوئی ناپاک ہاتھ لگائے اس لئے سانپ نمودار ہو گیا کہ اس کے خوف سے بچہ کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکے۔ یہ آواز سن کر سب عورتیں متحیر ہو گئیں اور کہنے لگیں مبارک ہو بہن تمہارا بیٹا ولی ہے۔ ماں یہ سن کر باغ باغ ہو گئی۔

مجاہدات و ریاضات پانچ برس کی عمر ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے حج بیت اللہ سے

Marfat.com

واپس آکر آپ کو ایک مکتب میں بٹھا دیا۔ یہاں یہ صورت تھی کہ استاد ایک سبق پڑھاتا۔ آپ دس سبق یاد کر لیتے تھے۔ وہ حیرت زدہ رہ جاتا تھا۔ قرآن ختم کرنا کیسا صرف تین ماہ کے اندر اندر آپ نے اسے حفظ کر لیا۔ اور چند ہی سال میں بہت کچھ پڑھ لیا دس گیارہ سال ہی کی عمر میں گھر سے نکل کر جنگلوں کی راہ لی۔ اور کوہ و بیابان میں عبادات و ریاضت کرتے رہے۔ مجاہدات کیئے اور اس شان سے کیئے کہ چھ برس کامل دن بھر تو مسجد میں مشغول رہتے اور رات بھر لب دریا کھڑے ہو کر ذکر کرتے رہتے۔ جذب و سکر کا عالم طاری تھا۔ اس حالت میں آپ نوشہرہ کی مسجد میں بیٹھے تلاوت قرآن کر رہے تھے۔ کہ کسی نے آکر کہا کہ پرگنہ جہیرہ میں ایک کامل فقیر رہتے ہیں جن کا اسم گرامی ملا عبدالکریم ہے خاص مقام بھلووال میں رہتے ہیں۔ اتنے کامل ہیں کہ صدہا افراد ان کی توجہ سے اولیاء بن چکے ہیں اگر آپ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوں تو یقین ہے کہ آپ کا دامن بھی گل ہائے مراد سے بھر جائے گا۔

اب کیا تھا یہ سن کر شعلہء عشق بھڑک اٹھا۔ وہاں جو گئے تو حکم ملا کہ شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہو کہ اس وقت وہ سر آمد روزگار ہیں۔ شاہ سلیمان نے جو انہیں دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تو ایک عرصہ سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ خوب آئے۔ چنانچہ اسی روز مرید ہو گئے۔ تزکیہ باطنی تو ہو ہی چکا تھا۔ محنتیں کر ہی چکے تھے۔ ایک ہی نظر میں کام ہو گیا۔ اور آپ نے ان کی خدمت میں رہ کر مراحل روحانیت طے کرنے شروع کر دیئے۔

کرامت و خواب کچھ عرصہ تک آپ شاہ صاحب کی خدمت میں رہے اور مرشد گرامی کے بچوں تاج محمد اور رحیم داد کی تربیت آپ کے سپرد رہی آپ کی اہلیت دیکھ کر اور مریدوں کی بھی تربیت و تعلیم آپ ہی کے ذمہ کر دی گئی اس کے بعد شاہ سلیمان صاحبؒ نے آپ کو خرقہء خلافت عطا کیا اور ساتھ ہی "نوشہ گنج بخش" کا خطاب بھی دیا۔ اس کے بعد آپ ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے خلیفہ شیخ معموری فرماتے ہیں کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ مریدین بھی ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے دل میں یکایک یہ خیال آیا کہ سنتے چلے آئے ہیں کہ قیامت کے روز خلقت کے گروہ اپنے اپنے سرگروہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے اور ہر جماعت اپنے قائد کے ساتھ ہو گی۔ خدا جانے یہ صحیح ہے تو یہ کیونکر ہو گا۔ میں پوچھنا

Marfat.com

چاہتا تھا۔ مگر میری جرأت نہ پڑی۔ بارگاہ معلّٰی سے اٹھ کر گھر چلا آیا۔ سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہے۔ خلقت کا وہ ہجوم ہے کہ جہاں تک نظر اٹھتی ہے آدمی ہی آدمی نظر آتے ہیں۔ نہ کوئی شمار ہے اور نہ کوئی حد۔ غور کیا تو مجھے ادھر ادھر جھنڈے بھی ہوا میں لہراتے ہوئے نظر آئے حضور غوث پاکؒ کا جھنڈا بہت بلند اور بہت شاندار ہے اور بھی جھنڈے تھے۔ میں نے تلاش جو کیا تو ایک طرف نوشاہی جھنڈا بھی نظر آیا۔ جس کے نیچے آپ اپنے دوستوں اور مریدوں کو لئے کھڑے تھے دیکھتے ہی مجھے آواز دی کہ کہاں کھڑا ہے۔ کیا ڈھونڈ رہا ہے۔ ادھر آ کہ تیری جگہ میرے قرب میں ہے۔

یہ خلیفہ صاحب کو اٹھا کر جو دربار نوشاہی میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ قیامت ضرور آئے گی۔ تو رات کو خواب میں دیکھ ہی چکا ہے اور جو کچھ جس طرح دیکھا ہے اسی طرح وہ وقوع پذیر ہو گا۔ اور ہر جماعت اپنے قائد جماعت کے جھنڈے تلے جمع ہو گی۔

اندھا بینا ہو گیا

ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا رونے لگا اور عرض کی حضور گھر میں کمانے والا تنہا ایک میں ہی تھا اندھا ہو گیا ہوں۔ اہل و عیال پر بہت تکلیف ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحت دے اور مجھے آنکھیں مل جائیں۔ آپ کو رحم آگیا۔ اور فرمایا اچھا منہ میری طرف کر اور مجھے دیکھ اس نے جو سر اٹھا کر دیکھا اسی وقت آنکھوں میں روشنی آگئی۔

ایک شخص آپ کا مرید تھا جس کا نام جیون تھا اور جو موضع ماہو کا رہنے والا تھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضور ذرا سی دیر کیلئے میرے کھیت پر تشریف لے چلیں کہ یہ امر میرے لئے برکت کا باعث ہو گا۔ موضع ماہو نوشہرہ سے دو کوس کے فاصلے پر تھا۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ مریدان اور خدام نے عرض کی کہ حضرت موضع دور ہے۔ عصر کا وقت ہو گیا ہے نماز کیونکر ادا ہو گی فرمایا فکر نہ کرو۔ واپس آجاؤں گا۔ اور یہیں آکر تمہارے ساتھ نماز با جماعت ادا کروں گا۔

چنانچہ تشریف لے گئے۔ بہت دیر ہو گئی۔ نماز کا خیال نہ رہا۔ اب یہ کرامت ملاحظہ فرمائیے کہ سورج جہاں تھا وہیں رک گیا۔ جب آپ کو فرصت ہوئی۔ واپس آئے تو نماز عصر ادا کی جب آپ نماز ادا کر چکے تو سورج غروب ہوا۔ بزرگی کا یہ عالم تھا کہ کسی

Marfat.com

مصیبت کے وقت جہاں بھی کوئی مرید آپ کو یاد کرتا۔ وہیں موجود ہو کر اس کی امداد کرتے۔ زندگی بہت عسرت سے بسر ہوتی تھی کوئی مہمان آجاتا تو آپ خود اُٹھتے اور لوگوں کے گھروں سے اس کیلئے کھانا مانگ کر لاتے۔ ۱۱۲۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے زندگی میں سات حج کئے تھے وہ بھی پیدل۔

ایک نظر میں قلب ذاکر

اسی زمانہ میں ایک بزرگ سید طٰہٰ تھے جنہوں نے صرف پاؤ سیپارہ ہی پڑھا تھا۔ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعلیم روحانی سے آپ پر تمام علوم روشن ہو گئے تھے۔ بڑے بزرگ بڑے عارف اور بڑے شیخ تھے اور زندگی میں سینکڑوں کو عارف بنادیا۔ یہ زمانہ بھی بڑا متبرک زمانہ تھا اور آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میرے وقت میں شیخ معصوم سرہندی شیخ پیر محمد۔ شیخ علاؤالدین برنادہ۔ شیخ ابراہیم رامپوری اور شیخ محمد صادق گنگوہیؒ جیسے عارفان خدا موجود ہیں۔ ان سے خط و کتابت بھی رہتی تھی روؤساء و امراء سے گونہ نفرت برتتے تھے۔ مگر غربا پروری اور ضعفاء نوازی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے نواب جعفر خاں آپ کے بہت معتقد تھے۔ برابر خدمت میں آتے رہتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی کسی سے کوئی نذرانہ نہیں لیا۔ اورنگ زیب نے ملنے اور نذرانہ دینے کی بہت سعی کی مگر آپ نے ہرگز منظور نہ کیا۔

بے حد پابند سنت تھے اور فیض پاش نظر کا یہ عالم تھا کہ جس پر نگاہ پڑ جاتی تھی اس کا قلب ذاکر ہو جاتا۔ ۱۱۸۴ھ میں وصال ہوا کوتانہ تحصیل باغپت میں مدفون ہوئے قبر میں رکھ کر آخری مرتبہ جو منہ سرکایا تو آپ نے انگلی سے منع کیا کہ منہ نہ کھولو۔

ایک دفعہ کچھ لوگ حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اہل شہر آپ کا بہت شکریہ ادا کر رہے ہیں کہ ایک کشتی میں بہت سے اہل شہر جمع تھے ڈوبنے لگی تھی مگر آپ کا نام لینے سے بچ گئی۔ فرمایا میاں شکریہ تو اللہ ہی کا ادا کرو کہ "می کند بہانہ بر غیر می نہد" اور جس کی شان اِنَّ اللّٰہ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ وہ بڑا پیارا ہے اور پیار کے قابل ہے اسی کو پیار کرو۔

آپ کا دوہا ہمیں بہت پسند ہے اکثر پڑھتے اور وجد کرتے ہیں ۔

طٰہٰ مر تک ہو رہو اوڑھ پریم کی سوڑھ
کبھی تو پی پوچھیں گے ہے کون موا اس ٹھور

Marfat.com

جیل خانہ میں نگاہ ڈالتے ہی چکیاں چلنے لگیں

بادشاہ محمد شاہ نے ایک دفعہ حکم دیا کہ جو فقیر بھی کہیں ملے فوراً گرفتار کرلو۔ سید شاہ صاحب دہلوی جو ایک بڑے عارف بزرگ گذرے ہیں گرفتار ہوگئے اور جیل خانہ میں چکی پیسنے کو دی گئی آپ نے جو چکی پر نظر کی فوراً چلنے لگی۔ یہ دیکھ کر دوسرے قیدیوں نے بھی منت کی کہ ہمیں بھی اس مصیبت سے رہائی دلوائیے۔ آپ نے حکم دیا کہ اے چکیوں! میری چکی چل رہی ہے۔ اللہ کے حکم سے تم بھی چلو اور ان غریب درویشوں کو تکلیف نہ دو۔ تمام چکیاں خود بخود چلنے لگیں محمد شاہ کو جو معلوم ہوا فوراً جیل خانہ آگیا قدم بوسی کی اور کہا کہ میں نے صرف کامل درویش کی تلاش میں فقراء کی قید کا حکم دیا تھا اللہ کا شکر ہے کہ میری آرزو پوری ہوگئی۔ اس نے آپ کو تو اپنے پاس رکھ لیا باقیوں کو بہت سارو پیہ دیکر رخصت کردیا۔

محمد شاہ نے خانقاہ بنوا دینے کی استدعا کی تو آپ نے عین وسط جمنا میں بنوانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اب بھی وسط میں لگم بودھ کے سامنے آپ کا تکیہ موجود ہے اور وہیں مزار ہے طغیانی میں بھی پانی وہاں تک نہیں چڑھتا۔

زندگی میں آپ سے ہزارہا کرامات سرزد ہوئیں۔ ہر وقت مخلوق خدا کا ایک ہجوم لگا رہتا تھا۔ آپ ہی کے سجادہ نشین میاں قادر بخش مجذوب کی یہ حالت تھی کہ دن بھر شہر میں پھرتے جس کے گھر میں دل چاہتا گھس جاتے اور جو چاہتے اٹھا لیتے کوئی منع نہ کرتا۔

نادر شاہ کی لوٹ میں ایک ماہ پارہ کا انجام

اسی عہد میں نادر شاہ کی لوٹ میں ایک سپاہی کی ماہ پیکر بیوی بھی لٹ کر ایران پہنچ گئی۔ یہ غریب تڑپ گیا۔ قادر بخش کے پاس گیا بولے لاہور جاؤ وہاں فلاں بزرگ تیرا کام کرسکتے ہیں۔ لاہور گیا تو جواب ملا میری قوت سے بالاتر ہے۔ کشمیر کے پہاڑ پر جا۔ کئی بزرگوں سے ملتا ہوا وہاں پہنچا۔ ایک غار میں دیکھا کہ ایک بہت بوڑھے جو پلکیں اٹھا کر دیکھتے ہیں مشغول عبادت ہیں۔ بولے بھائی میری قوت سے یہ کام غیر ممکن ہے۔ دہلی میں اس رتبہ کا ایک عارف موجود ہے جو بھانڈوں کے بھیس میں رہتا ہے اور کلن نام ہے۔ میں لکھے دیتا ہوں چنانچہ ایک ٹھیکری پر کوئلے سے کچھ نشان کر کے دیدیئے۔ کلن سے یہ سپاہی واقف تھا۔ نرا مسخرا معلوم ہوتا تھا۔ مایوس ہوگیا کہ جب اتنے اور ایسے بزرگوں سے کام نہ ہوا تو اس

Marfat.com

سے کیا ہو گا۔ گھر آکر ٹھیکری طاق میں پھینک دی اور صبر کر کے بیٹھ رہا۔ ایک روز محلہ میں کہیں قریب ہی بھانڈوں کی نقل تھی آواز سنکر سوچا حرج کیا ہے۔ چلو ٹھیکری کو آزمالیں۔ ٹھیکری لیکر پہنچ گیا۔ کلن ناچتا ہوا جو سامنے آیا وہ ٹھیکری سامنے کر دی۔

فوراً اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور ہاتھ پکڑ کر آگے جو کیا وہ بھی ناچنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بولا بھیا گیاں گیاں ہو جاؤ سب دو دو ہو گئے۔ یہ تمنارہ گیا اور بیساختہ زبان سے نکلا اور میری گیاں۔ ہاتھ جو بلند کیا تو نہائی ہوئی عورت سامنے موجود تھی کہا لے اپنی گیاں اور خود غائب ہو گئے۔

عورت سے پوچھا بولی مجھ سے شادی کیلئے اصرار تھا کہ سپاہی مر گیا میں نے کہا اچھا سال بھر کی مہلت دو۔ آج آخری روز تھا۔ میں نے صبح دعا مانگ کر نکاح کیلئے غسل کیا کہ اسی وقت میری چٹیا کو ایک جھٹکا لگا اور میں یہاں تھی۔ یہ تھا ولایت کا کمال۔

مصنوعی جنازہ اصلی جنازہ بن گیا

اسی سلسلہ میں نوشاہی کے ایک بزرگ خواجہ محمد فضیل قادریؒ کے سامنے ایک زندہ شخص کو چارپائی پر ڈال کر مردہ بنا کر لائے اور مذاقاً کہا جنازہ کی نماز پڑھ دیجئے۔ آپ کے تکبیر کہتے ہی اس کی روح قبض ہو گئی۔

علماء نے اصرار کر کے نماز کو کہا۔ مگر وضو کے لئے جب پانی کو اپنے ہاتھ پر ڈالتے خشک ہو جاتا۔ آپ فرماتے کہ میں کیسے پڑھوں کہ بے وضو نماز ناجائز ہے۔ سب معتقد ہو گئے۔ بڑا مشہور سلسلہ ہے۔ تذکرہ نوشاہی میں اس کے حالات لکھے ہیں۔

حاجی محمد قادری نوشاہ گنج بخش کی کرامات

ایک مرتبہ آپ مسجد تعمیر کرارہے تھے استاجانی نامی نجار لکڑی چیر رہا تھا۔ لکڑی میں فانہ لگا رہا تھا۔ کہ اچانک اس کا سر اس میں پھنس گیا۔ اور وہ مر گیا۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی چادر اس پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور فرمایا۔ اے شخص اگر تو ہمارے گھر مرے تو ہمارے لئے طعن کا موجب ہو گا۔ مرنے کے واسطے اور کافی وقت ہیں۔ پھر کسی وقت مر جانا آج اللہ تعالےٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ چنانچہ یہ ارشاد فرمانا تھا کہ وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بعد ازاں چند سال تک باحیات رہا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ایک سادھو **مندو مذہب** حضرت نوشاہ عالیجاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ دریائے چناب کے کنارہ پر سیر کو تشریف لے گئے ہوئے تھے سادھو نے کہا کہ آپ یا کرامت دیکھیں یا دکھائیں۔ آپ نے فرمایا میں تو درویش آدمی ہوں تم ہی کوئی کرامت دکھاؤ اس نے پہلے اپنے آپ کو بچے کی صورت میں دکھایا۔ پھر جوان بن گیا۔ پھر ضعیف کی شکل بن گیا اور کہا کہ میں نے بارہ بارہ سال کے تین چلے کئے ہیں۔ اور یہ مرتبہ حاصل کیا ہے۔ کہ تین طرح کی شکلیں تبدیل کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے شکل کا تبدیل کرنا سیکھا تو کیا کمال حاصل کیا ہے۔ بلکہ عمر ضائع کر دی ہے۔ آپ نے دریا کی طرف منہ کر کے اللہ ہُو کا نعرہ لگایا تو دریا کے پانی سے ہُو کی آواز آنے لگی۔ بلکہ درختوں کے پتوں اور فضا سے بھی یہی گونج اٹھی چنانچہ یہ تصرف و کرامت دیکھ کر وہ سادھو بمعہ چیلوں کے مسلمان ہو گیا۔ اور آپ کے مریدوں میں داخل ہوا۔

منقول ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخش اپنے ایک مرید کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اور قبر کے نزدیک کھڑے ہو کر اُسے آواز دی۔ حضور نے جب آواز دی تو اُس کی قبر پھٹ گئی۔ اور وہ قبر سے نکل کر آپ کے قدموس ہوا۔

حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری لکھتے ہیں۔ کہ خوشاب شریف کے ایک بلوچ نے بارگاہ نوشاہی میں حاضر ہو کر التماس کی۔ کہ میری بیوی دونوں آنکھوں سے نابینا ہے۔ آپ نے فرمایا اُسے سامنے لاؤ۔ حافظ نور محمد سیالکوٹی فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ عورت حاضر ہوئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بی بی! میری طرف دیکھ۔

جب اُس نے آپ کے چہرہ مبارک کی طرف توجہ کی تو حضور نے پوچھا کہ اب کیا حال ہے۔ اس نے التماس کی کہ حضور میری آنکھیں اب پہلے کی طرح روشن ہو گئی ہیں۔

Marfat.com

شہیدِ محبت

حضرت مرزا جانجاناں رحمتہ اللہ علیہ

علم و فضل

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا اصلی نام شمس الدین حبیب اللہ ہے آپ صحیح النسب سادات علوی ہیں۔ آپ کے جد امجد عبدالسبحان تو خاندان چشتیہ میں مرید تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ اسد خان وزیر اعظم کی بیٹی اور شاہ عبدالرحمٰن قادری کی مرید تھیں۔ یہ دونوں بزرگ ہستیاں ترک علائق کر کے اور لباس درویشی پہن کر مصروف عبادات و مجاہدات ہو گئے تھے ظاہر ہے کہ ان نفوس قدسیہ سے جو اولاد پیدا ہوئی ہو گی اس کا پایہ کتنا بلند ہو گا۔ چنانچہ آپ کے والد گرامی بھی صاحب دل تھے اور والدہ محترمہ بھی روشن ضمیر تھیں آپ پیدا ہوئے تو گویا تجلیاں اور انوار کی فراوانیاں وراثت میں ملیں باپ اور دادا دونوں بلند مرتبہ ہوں تو پوتا کیونکر اس میدان طریقت میں فروتر رہ سکتا تھا چنانچہ یہ ہلال افق پر نمودار ہو کر بدر بن گیا جس کی روشنی سے فضائیں منور ہو گئیں۔ مکتب میں بٹھائے گئے تو ذہنی کمالات نے معلم کو حیران کر دیا مدرسہ میں گئے اور علوم متداولہ کی طرف متوجہ ہوئے تو تمام علماء اور اساتذہ کو اپنے شوق و ذہانت سے انگشت بدنداں کر دیا سب سے خراج تحسین حاصل کرنے لگے اور ابھی پندرہ برس کی عمر بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ آپ نہ صرف تفسیر و حدیث فقہ و معانی تاریخ و سیر اور ریاضی و منطق میں فارغ التحصیل اور کامل ہو گئے تھے بلکہ دل میں علوم باطنی کے حصول کی آتش کے شعلے بھی پوری شدت و شکوہ کے ساتھ بھڑک رہے تھے۔

ادھر صاحبزادہ نے سند فضیلت حاصل کر کے دوسرے میدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ادھر سولہ ہی برس کے ہونے پائے تھے کہ پدر بزرگوار کا انتقال ہو گیا۔ یتیم ہوئے اور

Marfat.com

باپ کی مفارقت دائمی کا داغ دل پر کھانا پڑا۔

بیعت اور ہدایت خلق

گھر سے نکل کر آپ سیدھے حضرت سید نور محمد بدایونی کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئے جو قطب وقت تھے اور اورنگ زیب کے پیر شیخ محمد معصوم کے فرزند جلیل شیخ سیف الدین مجددی کے باکمال خلیفہ تھے اور جن کی یہ حالت تھی کہ جس طرف نظر کرم سے دیکھ لیتے تھے وہ طالب مولےٰ اور عاشق ایزدی ہو جاتا تھا اوّل تو یہ دربار دُربار ہی کیا کم تھا پھر اس سے پیشتر حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت خواجہ نقشبند سے اویسیہ طریق پر آپ کو ابتدائی تعلیم ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ حاجی محمد افضل حافظ سعد اللہ اور محمد عبداللہ سے بھی بہت کچھ فیض حاصل کیئے ہوئے تھے۔ یہ سب بزرگ اپنے زمانہ کے شیخ وقت اور حضرت شیخ محمد معصوم خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔

بہر کیف آپ حضرت سید نور محمد بدایونی سے بیعت ہو گئے اور کچھ عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور اس کے بعد دہلی پہنچ کر جو آپ کا آبائی وطن تھا۔ خدمت خلق میں، ہدایت بنی نوع انسان میں مصروف ہو گئے آپ کا آبائی مکان آج تو ناپید ہے۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ جامع مسجد دہلی کے بالکل قریب جہاں اب ہندوؤں کا محلہ درپیبہ ہے وہاں آپ اور آپ کے آباؤ اجداد رہا کرتے تھے اور وہیں آکر آپ نے بھی رہنا اور اپنے فیض سے سب کو مستفیض کرنا شروع کر دیا۔

کرامت و خوارق عادات

ایک روز آپ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص آیا اور آتے ہی نہایت گستاخانہ الفاظ میں آپ سے کہا جانتے ہو کہ میں کیوں آیا ہوں؟ فرمایا مجھے کیا علم ہو سکتا ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے یا تجھے اپنے ارادہ و خواہش کا علم ہو گا۔ بولا میں اسلیئے آیا ہوں کہ دیکھوں کہ آپ کا طنطنہ رحمانی ہے یا شیطانی آپ کو اس کی یہ جسارت سخت ناگوار گذری اور گزرنی چاہیئے تھی جلال آگیا۔ ایک تیز نظر جو ڈالی دھڑام سے زمین پر گرا تڑپنے لگا اور چلایا کہ ہائے میرے جسم میں آگ لگ گئی خدا کے لئے مجھے بچایئے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالیے۔ میں توبہ کرتا ہوں رحم آگیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سر پر صرف ہاتھ رکھ دیا۔ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

آپ کا ایک مرید تھا جس کا نام تھا محمد قاسم وہ کسی کام کیلیئے آپ سے اجازت لیکر عظیم آباد گیا کچھ عرصہ تک خیریت معلوم نہ ہو سکی۔ ایک روز اس کا بھائی گھبرایا ہوا خدمت

Marfat.com

عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ آج میرا بھائی عظیم آباد میں گرفتار ہو کر قید ہو گیا ہے۔ اس کی رہائی کیلئے دعا فرمائیے کہ وہ آپ ہی کا خادم ہے اسی وقت مراقبہ کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ جاؤ گھبرانے کی بات نہیں۔ اتنا ضرور تھا کہ دلالوں سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا اور بس کل ہی تمہارے پاس اس کی خیریت کا خط آجائے گا چنانچہ خط آگیا۔

ایک اور شخص تھا جسے اولیاء اللہ کی عظمت و کرامات سے انکار تھا خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ذرا میرے ساتھ قبرستان چلئے تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو ایک قبر دکھائی اور بولا کہ یہ قبر میرے ایک دوست کی ہے۔ ذرا توجہ فرما کر یہ بتا دیجئے کہ صاحب قبر کا کیا حال ہے اور میرے دوست پر کیا گذری ہے؟

فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی جھوٹ بولتا ہے۔ یہ قبر تیرے دوست کی ہرگز نہیں یہ تو ایک عورت کی قبر ہے۔

اتنا سنتے ہی وہ قدموں پر گر پڑا۔ معافی مانگی اور اسی وقت آپ کا مرید ہو گیا۔

نواب مصطفےٰ خاں کی اہلیہ آپ سے بیعت تھیں آپ نے اچھی تعلیم کر دی تھی۔ روزانہ مراقبہ کرتیں اور اس کی کیفیت اپنے خادم کے ذریعہ آپ سے کہلا بھیجتیں۔ ایک روز خادم از خود ہی چلا گیا کہ خدا جانے کس وقت بھیجیں اور آپ کو معلوم ہی کیا ہو گا۔ مگر آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ابھی تو بیگم صاحبہ مراقبہ میں بیٹھی نہیں اور تو پہلے ہی چلا آیا۔ خادم نے اسی وقت معافی مانگی۔

قبائے زربفت میں ٹاٹ کا پیوند

فرماں روائے اودھ نے بنارس میں نہایت اہتمام سے زربفت کے دو اعلیٰ تھان تیار کرائے اور ان دونوں تھانوں کو شاہ عالم بادشاہ کے حضور میں بطور نذر کے پیش کیا۔

شاہ عالم آپ کا بہت معتقد تھا اس نے ان تھانوں کو ذاتی استعمال میں لانے کی بجائے انہیں فقرائے کاملین کیلئے وقف کیا۔ ایک تھان سے کلاہ درویشی تیار کرا کر مختلف فقراء کو بھجوا دیں اور دوسرا تھان پورا کا پورا آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔

دربار میں جو شیعہ امراء تھے انہیں ناگوار گذرا کہ اتنی بیش بہا اشیاء جو بڑے اہتمام وسعی سے تیار کرائی گئی تھیں بادشاہ نے فقراء اور حضرت کو کیوں عطا کر دیں۔ حالانکہ یہ حق تو امراء کا تھا۔

Marfat.com

انہوں نے خفیہ طور پر علماء و فضلاء کو کہلا بھیجا کہ زربفت کا ایک قیمتی تھان بادشاہ نے حضرت کو عطا کر دیا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ حضرت ضرور اس تھان کی قبا تیار کرا کر اور پہن کر دربار میں آئیں گے تاکہ بادشاہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ یہی علماء کا بھی خیال تھا اور ظاہر بین اور مادیت دوست افراد اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا خیال قائم نہ رکھ سکتے تھے چنانچہ سب موقع کے منتظر رہے کہ جس وقت حضرت زربفت کی قبا پہن کر آئیں اس وقت انھیں آڑے ہاتھوں لیا جائے۔

آپ کو جب بادشاہ کی طرف سے زربفت کا تھان ملا تو آپ بھی بہت مسرور ہوئے اسی وقت خیاط کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس تھان کی ایک قبا ہمارے لئے تیار کر کے لے آو۔ اتفاق کہو یا کرامت کہ کاٹتے وقت پردہ لینا بھول گیا۔

گھبرا کر دست بستہ عرض کی مجھ سے بڑا قصور ہو گیا اور پیس خراب ہو گیا کہ پردہ لینا بھول گیا ہوں فرمایا تو حرج کیا ہے بازار سے جتنے کپڑے کی اور ضرورت ہو منگوالو۔ دہلی کی تمام بڑی دوکانوں پر تلاش کیا گیا مگر کہیں ایسا زربفت نہیں ملا خیاط بہت پریشان تھا آپ نے فرمایا دیکھو اگر کوئی اور کپڑا خرید کر اس کا پردہ لگایا گیا تو یہ چغلی کھائیگا اور فضول قیمت ضائع ہو گی یہ جو ٹاٹ کا فرش بچھا ہوا ہے۔ اس میں سے تھوڑا سا تراش کر اس کا پردہ لگادے خیاط کو حکم میں کیا عذر ہو سکتا تھا۔ اس نے یہی کیا اور قبا تیار کر کے آپ کے حوالہ کر دی جمعہ کے روز آپ نے اس قبا کو پہن کر وعظ فرمایا۔

علماء وامراء تو کچھ اور خیال کر کے آئے تھے۔ انہوں نے جو یہ صورت دیکھی تو بہت شرمندہ ہوئے اور دم بخود رہ گئے۔

وصال و شہادت

آپ جب دوستوں اور مریدوں میں بیٹھتے تو فرمایا کرتے اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام نعمتیں عطا فرمائیں۔ ساری مرادیں ایک ایک کر کے حاصل ہوئیں۔ صرف ایک شہادت ظاہر رہ گئی یہ قرب ربانی کا ذریعہ ہے اس کی اور تمنا باقی ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کا بھی کوئی سبب پیدا کر دے اور میری یہ آرزو بھی پوری ہو جائے وصال سے چند روز پیشتر ہی آپ نے دوستوں کو الوداعی خطوط لکھے اور پھر مریدوں سے فرمایا کہ دیکھو حوصلہ وہمت سے کام لینا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا کہ میرا وقت قریب آچکا ہے۔ لوگوں کو تعجب ہوا اس لئے کہ آپ بالکل تندرست تھے اور ہرگز گمان نہ ہو سکتا تھا کہ

Marfat.com

آپ چند ہی روز میں واصل بحق ہو جائیں گے۔

۷ / محرم ۱۱۹۵ھ کو بہ شب چہار شنبہ بوقت بارہ بجے خانقاہ کے دروازہ پر دستک کی آواز آئی۔ خادم نے باہر جا کر جو دیکھا تو چند اشخاص کھڑے ہوئے تھے کہا کہ ہم حضرت سے ملنا چاہتے ہیں اور زیارت کے مشتاق ہیں۔ خدام نے یہی الفاظ جا کر آپ سے دہرائے آپ سنتے ہی مسکرائے تبسم کیا۔ پھر فرمایا اچھا بلا لو۔ چنانچہ تین اشخاص اندر چلے آئے۔ ایک نے پوچھا کہ مرزا جان جاناں کون ہے؟ بقیہ دونوں نے کہا کہ یہی ہیں جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس مردود ازلی نے پستول کا فائر کیا۔ گولی قلب مبارک میں پیوست ہو گئی۔

قلب پر گولی پڑنے کے بعد بھی چند دن زندہ رہنا محض بزور ولایت تھا ورنہ اس حالت میں کون بچتا اور سانس لیتا۔ ادھر آپ گرے ادھر قاتلین بھاگے۔ ایک شور محشر برپا ہو گیا۔ صبح ہی نجف خاں شاہی سرجن کو لے کر حاضر ہوا۔ فرمایا سرجن کی کیا ضرورت ہے۔ جراح کیا کر سکتا ہے۔ شفا صرف باری تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ گواہ رہو کہ میں نے اپنے قاتلوں کو بھی بخشتا ہوں اور خون معاف کرتا ہوں۔

اس واقعہ کے تین روز بعد تک زندہ رہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھی اور "اَلْحَمدُ اَلْحَمدُ" کہتے ہوئے جاں حق آفرین کے سپرد کر دی اور ۹ / محرم ۱۱۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔ گویا پیدائش ۱۱۱۱ھ میں اور وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے شہید کرنے والے شیعہ تھے جنہیں آپ سے سخت عداوت تھی۔

نازک مزاجی و فضائل اخلاق

آپ ہر جمعہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے جس میں ہزارہا مخلوق شریک ہوتی تھی اہل دنیا کو آپ کی ذات گرامی سے بہت فائدہ پہنچا۔ وعظ میں یہ حالت ہوتی تھی کہ لوگوں پر بکتہ کا عالم طاری رہتا تھا۔ بعض اوقات چیخیں نکل جاتی تھیں۔ سینکڑوں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور سینکڑوں فاسقوں نے اپنے اعمال قبیحہ سے توبہ کر کے نیک زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔

نہایت نازک مزاج اور لطیف طبع تھے۔ لباس بھی مکلّف پہنتے تھے۔ اس سے زیادہ لطافت طبع کا ثبوت اور کیا فراہم کیا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کلاہ مبارک جو درزی سی کر لایا اور اسے آپ نے سر پر رکھا تو سر میں درد شروع ہو گیا حاضرین نے کہا کہ آپ سر مبارک

Marfat.com

سے ٹوپی اتار دیں تاکہ ہوا لگے۔ درد سر کی کوئی وجہ بظاہر نہ معلوم ہوتی تھی۔ غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کلاہ میں بخیہ ٹیڑھا ہو گیا تھا جس سے وہ کسی قدر تنگ ہو گئی تھی۔

لباس آپ اچھا اور مکلّف پہنتے اور کھاتے تھے۔ مگر عبادت واستغراق کا یہ عالم تھا کہ رات رات بھر عبادت کرتے رہتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں روحانی تربیت کا خاص اہتمام تھا اور عام وخاص دونوں قسم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لنگر خانہ بھی جاری تھا۔ دہلی میں مزار ہے۔

آپ کے کاشانہ معلےٰ کے سامنے ہی ایک بھڑ بھونجے کی دکان تھی۔ آپ کی عادت تھی کہ علی الصباح اٹھ کر نماز کیلئے جامع مسجد تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بھڑ بھونجے کی چارپائی ٹیڑھی دیکھتے تو صبر نہ ہوتا اور آپ اسے روزانہ سیدھا کر دیا کرتے تھے ایک روز اس نے کہا کہ نصف شب کو تو سونا نصیب ہوتا ہے۔ دن بھر مزدوری کرتا رہتا ہوں۔ صبح ہی آپ اٹھا دیتے ہیں فرمایا کیا کروں ٹیڑھی چارپائی دیکھ کر دل بے چین ہوتا ہے۔ بولا نیند لگی ہوتی ہے کسے ہوش ہوتا ہے جو چارپائی سیدھی کرے جیسی پڑی دیکھتا ہوں ویسے ہی پڑ رہتا ہوں اس روز سے آپ نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ اس کی چارپائی خود بچھا دیا کرتے تھے۔

نواب عسکری خاں کے والد آپ کے مرید تھے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد انہوں نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا جب تک مجھے فرزند نہ عطا ہو گا میں آپ کا دامن نہ چھوڑوں گا۔ تھوڑی دیر سکوت کیا پھر فرمایا کہ جاؤ اطمینان رکھو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں بیٹا عطا کرے گا۔ نہایت رحم دل کریم النفس خلیق اور شریف طبع بزرگ تھے۔

مریدوں کی امداد کو ہر جگہ موجود

شاہ عبداللہ غلام علی شاہ صاحب کے بعد سجادہ نشین ہوئے کہ آپ کے اکمل خلیفہ تھے۔ بہت بزرگ وصاحب کرامات تھے جو آپ کی خانقاہ میں آ جاتا تھا۔ کامل ہو کر نکلتا تھا۔ مدتوں کوہ دراغ میں ریاضتیں کیں۔ بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

آپ کے ایک مرید کی اکلوتی اور جواں بیٹی نذر اجل ہو گئی۔ آپ تعزیت کیلئے گئے اور فرمایا صبر کر۔ اللہ تعالےٰ تجھے اس کی عوض میں بیٹا عطا کرے گا۔ بولے حضور ہم

Marfat.com

میاں بیوی دونوں سن یاس میں ہیں اب اولاد کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ تو بالکل غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ ہر امر پر قادر ہے۔ اس کے کام میں عقول بشری کو کوئی دخل نہیں۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ نو ماہ گذرنے پر اس کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔

ایک تاجر کابل سے تجارتی مال لئے ہوئے ہندوستان آرہا تھا۔ کہ دریائے سندھ میں اس کے اسباب سے لدے ہوئے اونٹ ڈوب گئے۔ نہایت مضطرب ہوا اور آپ کی طرف رجوع کر کے بولا کہ حضور اگر میرے یہ اونٹ مال سمیت دریا سے نکل آئے تو میں روغنی روٹی نذر دونگا۔ اور درویشوں کو کھلاؤں گا۔ وہاں بات ہی کیا تھی۔ ابھی یہ الفاظ ختم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ اونٹ اسباب سمیت چادر آب سے نمودار ہوئے۔ وہ خوش خوش دہلی آیا۔ خانقاہ میں حاضر ہوا اور روغنی روٹی نذر کی اس کے بعد خانقاہ کے اندر جتنے درویش تھے سب کی ضیافت کی اور روغنی روٹی کھلائی۔

ایک مرتبہ آپ وعظ فرمارہے تھے کہ ایک نو عمر برہمن تھا وہ بھی مجلس میں آگیا۔ سب اس کی طرف دیکھنے لگے کہ متمول بھی تھا اور خوبصورت بھی۔ خیال ہوا کہ کیا اچھا ہو کہ یہ برہمن اسلام لے آئے۔ آپ نے نور باطن سے لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر کے اس پر نگاہ جو ڈالی اسی وقت جینو توڑ ڈالی اور مرید ہو گیا۔

ایک اور شخص نے آکر عرض کی کہ دو ماہ ہو گئے میرا بیٹا غائب ہے پتہ ہی نہیں چلتا یہ کہہ کر رونے لگا۔ رحم آگیا۔ فرمایا گھر جا کر تو دیکھ تیرا بیٹا گھر ہی میں موجود ہے۔ گھر آکر دیکھا تو بیٹا موجود تھا۔ دریافت کرنے پر کہنے لگا کہ میں یہاں سے بہت دور تھا۔ ابھی ابھی ایک جھٹکا لگا۔ آنکھیں بند ہو گئیں۔ دیکھا تو میں اپنے گھر میں تھا۔

رکن الدولہ وزیر اعظم کا ثمرۂ غرور

ایک شخص دربار میں عہدۂ امارت پر فائز تھا۔ آکر عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ میرا منصب اور بلند ہو جائے۔ اور مجھے تقریب شاہی نصیب ہو فرمایا کہ اچھا جا۔ تین روز تک نماز عشاء کے بعد "اللہ الصمد" پڑھا کر۔ اس نے اسی روز رات کو گھر جا کر یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اور تین روز کے اندر اندر اس کی آرزو پوری ہو گئی۔ ظرف عالی نہ تھا تقرب جو حاصل ہوا تو اپنی حیثیت کو بھول گیا۔ دماغ پھل گیا اور مغرور ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے ایک

Marfat.com

شخص کیلئے سفارش جو لکھی، تو اس نے اس کی بھی پرواہ نہ کی۔ وہ شخص جس کی سفارش کی گئی تھی۔ واپس آکر بولا کہ حضور کام کرنا کیسا اس نے تو میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور پرواہ نہ کی۔ سلام تک بھی نہ کیا۔ فرمایا تو کیوں پریشان ہے۔ اللہ تیرا کام تو کر ہی دیگا۔ مگر اس امیر نے سلام نہیں لیا تو اطمینان رکھ کہ اب اس کا سلام بھی کوئی نہ لیگا۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر اندر بہ الزام تغلب گرفتار ہو کر تباہ ہو گیا اور ذلت سے دوچار ہوا۔

ذکر قلب اور انوار و تجلیات: یہ حالت اور شان تھی کہ جب مریدوں پر توجہ ڈالتے اور ان کی باطنی تعلیم میں مصروف ہوتے تو تمام حجرہ انوار و تجلیات سے معمور نظر آتا۔ اللہ اللہ جس کے مبتدی یہ تھے اس کے منتہیوں کے متعلق تو کچھ کہنا اور عرض کرنا ہی لاحاصل ہے آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میر اکبر علی آپ کے ایک مرید تھے جن کی تعلیم کوئی بہت بڑی تعلیم نہ تھی ایک روز انہوں نے آکر آپ سے عرض کی کہ حضور میری ایک عزیزہ ہے جو بہت بیمار ہے۔ آپ اس کی صحت کیلئے دعا فرمایئے۔ خاموش رہے۔ کوئی جواب نہ دیا پھر عرض کی اب بھی آپ کچھ نہ بولے۔ تیسری مرتبہ جو استدعا کی تو ارشاد ہوا کہ اس کی عمر پوری ہو چکی ہے۔ صرف پندرہ روز کی مہمان ہے۔ اس کے متعلق اب کچھ کہنا عبث ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اور وہ عورت پندرہ روز کے بعد فوت ہو گئی اس کی تجہیز و تکفین میں آپ بھی شریک ہوئے۔ فرمایا اکبر علی کیا تو نے اس عورت پر کسی وقت توجہ ڈالی تھی؟ عرض کی بے شک میں نے ایسا کیا تو تھا۔ فرمایا یہی وجہ ہے کہ میں اس کی قبر پر انوار و تجلیات کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور اس کا قلب لحد میں بھی جاری ہے۔ شیخ جمال اللہ نوشاہی کا قلب بھی ہر حالت میں ذاکر رہتا تھا۔ اتنا کہ کبھی کبھی لوگ بھی اس کی آواز سن لیا کرتے تھے۔ ہم تو عرض ہی کر چکے ہیں کہ خانقاہ معلٰی کی شان ہی عجیب تھی کہ جو بھی اخلاص و شوق کے ساتھ اندر آگیا۔ یہاں سے کامل ہو کر نکلتا تھا۔

تعلیمات و نکات: فرمایا بیعت کی تین اقسام ہیں۔ اوّل برائے توسل پیران کبار۔ ثانیاً برائے توبہ ثالثاً برائے کسب نسبت فرمایا مرد چار قسم کی ہوتے ہیں۔ طالب دنیا نامرد۔ طالب عقبٰی و مولا جواں مرد اور طالب مولا فرد۔ فرمایا طالب حق کو چاہیے کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی یاد مطلوب سے غافل نہ ہو۔ فرمایا دنیا کی دوستی ہر گناہ کی جڑ ہے۔ جب یہ دل میں جاگزین ہو جاتی ہے تو گناہ بھی یقیناً سرزد ہونے لگتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دل ایک ہی

Marfat.com

تو ہے جب اس میں دنیا کی محبت آ گئی پھر اللہ کی محبت کہاں رہ سکتی ہے۔ ۲۲ر صفر ۱۲۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ وصیت تھی کہ میرے جنازہ کیساتھ حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبندی کی یہ رباعی ضرور پڑھی جائے ؎

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو! شیئاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بر دست و بر بازوئے تو

حضرت مرزا جان جاناں کے دوسرے مایہ ء ناز خلیفہ حضرت مولوی ثناء اللہ پانی پتی تھے جو اپنے عہد کے یگانہ روزگار عالم و فقیہ و محدث و مفسر ہوئے شیخ نے آپ کو علم الہدیٰ خطاب عطا فرمایا تھا۔ اور آپ کے متعلق اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھ سے کل بروز محشر پوچھے گا کہ دنیا سے میرے لئے کیا تحفہ لایا؟ تو میں کہہ دوں گا مولوی ثناء اللہ پانی پتی کو لایا ہوں۔ آپ کی بہت سے گراں مایہ تصانیف ہیں۔ ۱۲۱۶ھ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

سلطان العاشقین

حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی

خاندانی حالات اور بزرگان سلسلہ

حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ مارہروی اپنے عہد کے قطب وقت اور اعاظم اولیائے ہند سے تھے۔ آپ کا نسب بواسطہ حضرت زید شہید حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ پہلے آپ کے اجداد میں سے حضرت ابو الفرح ہندوستان تشریف لائے اور وصال کیا اسکے بعد ان کے پوتے حضرت سید محمد صغری عازم ہند ہوئے۔ سلطان التمش نے سید صاحب کی نہایت عزت کی اور انہیں راجہ بلگرام کے مقابلہ پر ایک فوج دے کر بھیج دیا۔ بلگرام فتح ہو گیا تو سلطان نے اسے سید صاحب کو بطور جاگیر عطا کر دیا تھا اور اس کے تمام توابع بھی دے دیئے۔ سید صاحب دہلی واپس جا کر حضرت قطب الاقطاب صاحب کے مرید ہو گئے اور اپنے تمام اعزا کو لے کر بلگرام اپنی جاگیر میں چلے آئے۔ حضرت عبد اللہ واحد کے وقت تک تو سب بلگرام ہی میں رہے۔ مگر ان کے بڑے صاحبزادے سید عبد الجلیل مارہرہ تشریف لے آئے۔

سید عبد الجلیل قطب

بڑے زبردست شیخ گذرے ہیں۔ ۲۰ رجب ۹۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی کے منتہی تھے اپنے والد گرامی ہی سے خلافت حاصل کی۔ جذبہ عشق الٰہی جو طاری ہوا۔ تو گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مسلسل بارہ سال تک کوہ و دشت اور صحرا و بیابان میں پھرتے رہے۔ جنگلوں کی سنسان فضاؤں میں سخت سے سخت مجاہدات کئے کسی کو کوئی علم نہ تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ اور آپ کو بھی کسی کی کیا اپنی خبر نہ تھی۔ اس مدت میں صرف پھلوں اور پتوں پر گذارہ کرتے رہے جنات آکر برابر

Marfat.com

سلام کرتے رہتے تھے۔ پھرتے پھراتے آپ مارہرہ سے تین کوس دور ایک مقام اترنجی کھیڑہ میں پہنچے۔ یہ اترنجی کھیڑہ ایک زبردست راجہ بین کا پایہ تخت تھا پر تھوی راج کے زوال کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اس کے اطاعت قبول نہ کرنے پر اس کے خلاف پرزور حملہ کر کے قلعہ کو بارود سے اڑادیا۔ اور اب تک اسی حالت میں بصورت زمین مرتفع موجود ہے۔ یہیں ایک بزرگ حسین شہید کا مزار ہے جو اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ سید صاحب اسی مزار پر آکر بیٹھ گئے۔ یہیں حضرت خضر نے تشریف لا کر آپ کو شیر برنج کھلائے اور فرمایا کہ آپ مارہرہ کے قطب مقرر کئے گئے ہیں۔ وہاں چلے جائیے۔ ادھر اسی شب کو رسول کریم ﷺ نے چوہدری وزیر خاں صاحب زبیری کمبوہ کو خواب میں بشارت دی کہ اترنجی کھیڑہ جا کر ہمارے دوست اور اپنے قطب کو لے آؤ۔ چنانچہ ۱۰۱۷ھ میں سید صاحب مارہرہ آگئے یہ عہد، عہد جہانگیر تھا۔

بلگرام سے اپنی اہلیہ محترمہ کو بھی بلالیا۔ زبیریوں نے مرید ہو کر مسجد و خانقاہ تعمیر کرادی۔ یہاں سید شاہ بدرالدین شاہ ولایت کی دختر سے بھی شادی کرلی۔ اور پورے اکتالیس برس مارہرہ میں مصروف ہدایت خلق رہے۔ دور تک شہرہ ہو گیا۔ آخر پچاس سال کی عمر میں ۸ صفر ۱۰۵۷ھ کو واصل بحق ہو کر اپنی خانقاہ معلّی میں دفن ہوئے مزار مبارک کو پیلو کا درخت گھیرے ہوئے ہے۔ جس کے پتوں میں عجیب و غریب اثرات ہیں سید صاحب کے فرزند میر سید اویس بھی بہت بزرگ تھے اور حضرت سلطان العاشقین انہی کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ جو بزرگ باپ کے انتقال کے بعد مارہرہ تشریف لائے۔

علم و فضل اور تصانیف

حضرت سلطان العاشقین ۲۹؍ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ میں بمقام بلگرام پیدا ہوئے اور آپ کے جد بزرگوار سید عبدالجلیلؒ کے وصال کے بعد مارہرہ کے قطب اور صاحب ولایت بنے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل بلگرام ہی میں اپنے والد محترم سے کی اور انہی سے چشتیہ نظامیہ خاندان میں خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد اپنے عم مکرم سید مرلی سے سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ میں خلافت پائی۔ پھر سید العارفین سید لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامیؒ سے خلافت حاصل کی۔

عشق الٰہی غالب تھا۔ ہر دم "هَلْ مِنْ مَزِيدٍ" کے نعرے بلند تھے کہ اسی اثناء میں

Marfat.com

آپ نے حضرت سید فضل اللہ شاہ کا شہرۂ کمال ولایت سنا۔ چنانچہ کالپی ضلع جالون پہنچے۔ کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر نہ صرف یہ کہ بہت سے فیوض باطنی حاصل کئے۔ بلکہ ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ اور امدادیہ میں خلافت و اجازت حاصل کی اور عارف کامل ہو کر اور مرتبہ ولایت پر پہنچ کر مارہرہ آگئے۔ اور پھر وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ حضرت سید شاہ فضل اللہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا تھا۔ ''دریابہ دریا پیوست۔'' چلتے وقت ''صاحب البرکات'' کا خطاب بھی مرحمت ہوا اور حکم دیا کہ ''اب آپ مارہرہ جاکر سجادہ آبائی پر متمکن ہو جایئے اور طالبان ایزدی کو راہ دکھایئے۔ معرفت کے سبق پڑھایئے اور کسی طالب کو ہمارے پاس نہ بھیجئے کہ آپ خود پورا عرفان حاصل کر چکے ہیں۔''

یہی نہیں کہ آپ تفسیر و حدیث فقہ و معانی ریاضی، منطق اور تاریخ و سیر میں اپنے عہد کی ایک یگانہ روزگار بزرگ تھے۔ بلکہ ادب و انشاء اور شعر و سخن میں بھی بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ بے مثل شاعر تھے۔ فارسی میں عشقی اور ہند میں پریمی تخلص کرتے تھے۔ بھاشا زبان میں جو دیوان ہے اس کا نام پریم پرکاش ہے دیوان فارسی، دیوان عشقی کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں دیوان بہت سرشار و مؤثر و ضخیم ہیں۔ عوارف ہندی۔ رسالہ جواب و سوال۔ ریاض العاشقین۔ بیاض باطن۔ بیاض ظاہر۔ وصیت نامہ۔ رسالہ تکبیر۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ روائح بزبان اردو۔ رسالہ واردات۔ اسرار التوحید۔ ارشاد السالکین۔ تحقیق روح۔ رسالہ المقصا۔ رسالہ عقائد صوفیاء اور رسالہ معمول وغیرہ آپ کی گراں مایہ تصانیف ہیں۔ جنہیں مطالعہ کرنے سے آپ کے تبحر علمی کا کسی قدر اندازہ ہو جاتا ہے۔ اعمال و اشغال کے متعلق بھی متعدد مختصر رسائل موجود ہیں۔

مجاہدات و عبادات نواب خیر اندیش خاں زبیری عالمگیری کے فرزند جلیل نواب روح اللہ خاں زبیر آپ کے خلیفہ تھے انہوں نے اپنے والد کے توشہ خانہ سے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت حسینؓ کے موبہائے مبارک اور خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر تبرکات بھی لاکر آپ کے حوالہ کر دیئے۔ جس کی سند آثار احمد میں مفصل موجود ہے اور جن کی زیارت ہر سال عرس کے موقع پر اب بھی عوام و خواص کو کرائی جاتی ہے۔ آپ کے ملبوسات عمامے اور تسبیح وغیرہ بھی ابھی تک محفوظ ہیں آپ کو

Marfat.com

حضرت غوث اعظم سے اویسیہ طریق پر بھی فیضان حاصل ہوا تھا۔

واقفانِ اسرار کا بیان ہے کہ آپ کی تکمیل حضور غوث مآب ہی نے خود کی تھی اور تاج قطبیت بھی آپ کے سر پر حضور ہی نے رکھا تھا۔

آپ مسلسل چھبیس (۲۶) برس تک صائم رہے۔ دن بھر روزے سے رہتے اور شام کو صرف ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے۔ تین سال تک تو یہ حالت رہی کہ شب و روز میں صرف دو قاس غذا تناول فرماتے اور چاولوں کا پانی پیتے جذبات اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ ہفتوں محویت طاری رہتی اور خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ خانقاہ معلّی میں کیا ہو رہا ہے۔ مدت تک رات رات بھر بیدار اور مشغول رہے۔

معمول تھا کہ ظہر کے بعد تلاوت قرآن فرماتے اور عصر کی اذان ہونے پر اٹھتے نماز فجر سے لے کر اشراق تک وظائف و اوراد میں رہتے۔ چاشت کے وقت مدرسہ میں آتے اور طلباء اور مریدوں کو درس دیتے۔ مغرب کے بعد سے لیکر عشاء کے وقت تک بادۂ عرفان کے جام چھلکتے۔ یہ وقت خاص توجہ اور خاص تعلیم کا ہوتا۔ تیس برس کامل اپنے سجادہ سے نہ ہٹے اور مارہرہ چھوڑ کے کہیں اور تشریف نہ لے گئے حیرت ہے کہ ایسی مصروف اور مستغرق زندگی میں آپ نے کس طرح اتنی سینکڑوں تالیفات مکمل کر لیں کیونکر فارسی اور بھاشا کے ضخیم دیوان مرتب ہو گئے۔ جن کی ایک ایک غزل ایک ایک شعر عشاق حقیقی کے قلوب میں آگ لگا دینے کیلئے کافی ہے۔ عجیب مطلع انوار ذات تھی۔

قوم گوندل پر بد دعا کا اثر

مارہرہ کی قطبیت کا تاج آپ کے سر پر جگمگایا ہے اور آپ اس مردم خیز مشہور اور متبرک خطہ میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے جد بزرگوار حضرت سید عبدالجلیلؒ ہی کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ اسی وقت اس خانقاہ کے اردگرد قوم گوندل کے مکانات تھے۔ چونکہ قصبہ مارہرہ اور اس کے توابع سب کے سب زبیریوں (کینوہوں) کی جاگیر تھی۔ اس لئے یہ قوم اعلانیہ تو کوئی شرارت نہ کر سکتی تھی۔ پھر بھی ضلع کا ضلع ہنود سے لبریز تھا۔ تاہم فطری شرارت پسندی کے باعث شر انگیزیوں سے باز نہ آتے تھے۔ سب سے زیادہ یہ کہ اس قوم میں فسق و فجور انتہا کو پہنچ گیا تھا خوش حال لوگ تھے۔ کسی طرح باز نہ آتے تھے۔ خفیہ طریق پر تنگ کرتے رہتے تھے اور باز پرس پر صاف مکر جاتے تھے۔ کچھ مدت تو آپ ان کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے۔ کبھی

Marfat.com

قصبہ کے مقتدر رؤسا سے شکایت نہ کی۔ مگر جب ایک دن انہوں نے اسفل بھنگ عین اس وقت جب کہ آپ نماز میں مشغول تھے خانقاہ معلّٰی میں پھینک دیا تو عنانِ ضبط ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ جلال آگیا اور فرمایا کہ :-

"یہ جوان مرگ اپنی شرارتوں سے باز ہی نہیں آتے۔"

ان الفاظ کے ساتھ سے گوندلوں پر نزول آفات کا آغاز ہو گیا۔ مصائب کا دور شروع ہو گیا۔ اور ایک عرصہ دراز تک یہ حالت رہی کہ ان میں سے جہاں کسی کی عمر جوانی میں پہنچی مر گیا۔ بہت سے خاندان تو بالکل تباہ ہو گئے۔ آخر شاہ ظہور اللہ کو ان کے باپ کے انتقال کے بعد شاہ آل رسول احمدی کے قدموں پر لا کر ڈال دیا۔ انہی کو دے دیا جب کہیں جا کر ان پر سے یہ بات ٹلی۔ مگر یہ مفسد قوم آپ کی دعا سے بالکل تباہ ہو گئی۔

حضور غوث اعظمؒ کی ہدایت

اسی وقت آپ کو حضور غوث اعظمؒ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم اس قوم کی ہمسائیگی چھوڑ دو۔ چنانچہ قصبہ کے باہر آپ نے ایک جگہ مکانات خانقاہ اور مسجد تعمیر کرائی جس کی وجہ سے یہاں آبادی بڑھ گئی اور اس کا نام آپ کے تخلص کی نسبت سے پریم نگر رکھا گیا۔ اور اب بستی کے نام سے مشہور ہے۔ رفتہ رفتہ آپ کی خانقاہ کی شہرت طول و عرض ہند میں پھیل گئی۔ دور دور سے طالبان حق آنے اور فیض حاصل کرنے لگے اور بہت سے یہیں سے اولیاء ہو کر نکلے۔ یہ جدید خانقاہ ۱۱۱۸ھ میں تعمیر ہوئی۔ سلاطین مغلیہ میں سے اورنگ زیب بہادر شاہ فرخ سیر۔ جہاندار شاہ اور محمد شاہ اپنے نیاز نامے آپ کی خدمت میں بھیجتے رہے۔ آپ کے خلیفہ اوّل شاہ عبد اللہ کہیں دہلی پہنچ گئے۔ محمد شاہ نے بلایا نہ گئے اور آخر وہ خود حاضر ہوا۔ ایک گاؤں اور بہت سا زر نقد نذرانہ میں دیا۔ آپ کا ان پر سخت عتاب ہوا۔ دوڑے ہوئے آئے معذرت کی فرمایا۔

"مانا کہ تمہاری خواہش نہ تھی مگر جب بادشاہ کے آنے کی خبر ملی تھی تو وہاں سے چل کیوں نہ دیئے تھے۔ فقیر تو بوقت تمام اللہ کے نام سے تمہارے دلوں کو روشن کرتا ہے اور تم اپنے دل پر محمد شاہ بادشاہ کا نام ثبت کرتے ہو۔ غرض بڑی سفارش سے معاف کیا۔

آخر محمد شاہ بادشاہ نے بڑے اصرار و منت سے خانقاہ کے خرچ کیلئے ۱۱۴۱ھ میں چار گاؤں وقف کر دیئے۔

Marfat.com

بڑے بڑے امراء اور شہزادے آپ کے مرید ہو چکے تھے اور نواب ثابت خاں کولوی۔ نواب نصرت خاں ناظم اکبر آباد اور نواب جمال خاں جیسے امراء برابر سعی کرتے رہتے تھے کہ ان کی نذریں قبول ہو جائیں۔ مگر آپ منظور نہ کرتے تھے۔ عام مریدین کو سلسلہ ء جدید کالپیہ میں اور اہل خاندان کو سلسلہ ء قدیم میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ مارہرہ ایسے مقام پر تھا۔ جہاں سینکڑوں کوس تک ارد گرد ہندو آبادی تھی اس لئے تبلیغ و ہدایت کیلئے بزرگوں نے اسے مرکز قرار دیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی سے اسلام کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

نواب غضنفر جنگ فرمانروائے فرخ آباد آپ کی دعا ہی سے اس منصب جلیل پر فائز تھا۔ مرید تھا۔ اور غلامانہ حاضر ہوا کرتا تھا۔ آپ کی شادی بلگرام میں ہوئی۔ جس سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ میں وصال ہوا۔ مارہرہ میں مزار ہے۔

نواب بنگش اور پچیس گاؤں کا عطیہ شاہ میم کشمیری المتوفی ۱۱۵۰ھ شاہ شامیؒ شاہ عین الحق چین بیراگی اور کشن داس بیراگی وغیرہ بہت سے خلفاء ہوئے۔ مگر صاحب سجادہ حضرت استاد المحققین سید آل محمد فرزند اکبر ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی میں فاضل روزگار اور زبردست عارف تھے۔ مجاہدات کی یہ شان تھی کہ اٹھارہ برس کامل ریاضات میں مصروف رہے اور تین برس تک اعتکاف میں بیٹھے رہے جو کی خشک روٹی سے افطار کرتے۔ سر میں گڑھا پڑ گیا تھا۔ اور تالو تک گر گیا تھا نواب نجیب الدولہ۔ نواب علی محمد خاں نواب غازی الدین خاں عماد الملک اور نواب ابو المنصور خاں صفدر جنگ اور شاہان عہد نے ہر چند مساعی کیں کہ انھیں قدمبوسی یا کم از کم نذرانے بھیجنے کی اجازت ہو۔ مگر آپ نے صاف کہہ دیا کہ فقیر یہیں سے دعا کر رہا ہے۔ آنے کی ضرورت نہیں۔

البتہ خاں غالب جنگ والی فرخ آباد ساختہ پرداختہ ہی سرکار کا تھا۔ اس کے فرمانروا ہونے کا کوئی بعید ترامکان بھی نہ تھا۔ مگر یہ دعا کرانے میں کامیاب ہو گیا اور صد ہزار مایوسیوں کے ہجوم کو چیر کر یہی فرماں روا ہوا۔

اسی احمد خاں غالب جنگ نے ۱۱۸۵ھ میں شان دار درگاہ اور خانقاہ تیار کرائی

Marfat.com

اور بارہ مُسلَّم گاؤں کے محاصل خانقاہ کیلئے وقف کئے۔ چار سو روپیہ سالانہ نذر مقرر کیا۔ ۱۱۸۹ھ میں شاہ عالم بادشاہ نے اپنی طرف سے پانچ اور گاؤں نذر میں پیش کئے۔

غرض پچیس گاؤں خانقاہ درگاہ مارہرہ کیلئے۔ سلاطین و امراء کی طرف سے مختلف اوقات میں عطا ہوئے اور شاہی مصارف ہی سے مہتم بالشان درگاہ تعمیر ہوئی۔ جو اس وقت بھی اسی شان کے ساتھ مارہرہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ احمد خاں والی فرخ آباد تو غلام آستانہ رہا۔ ۱۱۶۴ھ میں وصال ہوا۔ اطراف ہند میں خلفاء پھیلے ہوئے تھے۔

ایک ضیافت میں سو سو قسم کے کھانے

شاہ آل محمد کے بعد حضرت اسد العارفین شاہ حمزہ صاحب سجادہ ہوئے۔ علم و فضل میں یکتا۔ مایہ ء ناز مصنف، عدیم النظیر عارف اور اکابر اولیاء اللہ سے تھے۔ کاشف الاستار جیسی معرکہ آرا اور متبرک کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ بڑے بڑے مجاہدات کئے۔ شان استغناء کا یہ عالم تھا کہ :-

> باوجود قلت اسباب ظاہری وزرائے سلطنت، امرائے حکومت اور نوابان ہند تن تنہا نہیں اپنے تمام خدم و حشم اور فوج و لشکر سمیت قدمبوسی کو مارہرہ آتے ہفتوں نہیں مہینوں مہمان رہتے۔ مگر سب کو روزانہ آستانہ ء عالیہ سے انواع و اقسام کے طعام و تحائف مرحمت ہوتے۔ لیکن یہ سب اژدہام شاہ آلِ محمد ﷺ کے عرس میں ہوتا تھا کسی کو باریابی کی اجازت کبھی نہ ملتی تھی۔ درگاہ شریف میں زیارت کرتے اور چلے جاتے۔ ہزارہا مہمانوں کو بلا مبالغہ عرس میں سو قسم کا کھانا تقسیم ہوتا جس میں عوام و خواص کی کوئی تخصیص نہ ہوتی۔ ایک سال تو عرس میں باغات آستانہ کے بیر اور آم تقسیم ہوئے۔ سب کو ایک ایک آم اور ایک ایک بیر ملا جو شمار میں (۲۴۰۰۰) ہوئے اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ مارہرہ میں بیک وقت کتنی مخلوق جمع ہوتی تھی اور عرس کسی شان و اہتمام کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس وقت ہندوستان بھر میں اس عرس کی شہرت تھی۔ دور دور تک میدانوں میں اور باغوں میں خیمے ہی خیمے نظر آتے تھے۔ آخر عہد میں حضرت نے مصارف

Marfat.com

میں بہت تخفیف کر دی تھی تاہم مہمانوں کو پچیس قسم کا کھانا برابر اور ہر سال تقسیم ہوتا رہا۔ عرس کے مواقع پر علماء و مشائخ کا بھی مارہرہ میں بڑا ہجوم ہوتا تھا۔

کاسگنج کی آبادی کا حکم

بلاشبہ عرس میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا تھا۔ جس میں بطور فتوح کے ایک پائی نہ ہوتی تھی۔ سلاطین اور امراء تک سو سو قسم کے کھانوں اور لاکھ دو لاکھ کے ہجوم کو دیکھ کر متحیر رہ جاتے تھے پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ اتنے مصارف کیلئے کہاں سے خزانے آجاتے تھے۔ یہ سب حضرت شاہ حمزہ کی کرامت تھی کہ بوریہ اٹھا اٹھا کر خدام کو خرچ کیلئے جو مانگتے دیتے چلے جاتے تھے۔ یہ تمام مستند حالات ہیں جو خاندان برکاتیہ کی قلمی اور مطبوعہ کتابوں میں معتبر حضرات نے لکھے ہیں اور جنھیں ہم اپنے بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں۔ کہ ہمارے اجداد اور اہل برادری سب اسی آستانہ عالیہ کے غلام و مرید رہے ہیں۔

دنیا کو شاید علم نہ ہو کہ وہ "کاسگنج" جو آج جنکشن اور ایک مشہور تجارتی مرکز اور پر رونق قصبہ ہے اور جس میں تین چوتھائی ہنود آباد ہیں۔ اسے حضرت کے ہی حکم سے ایک مرید خادم سردار یاقوت خاں نے آباد کیا تھا کہ پہلے یہ ایک صحرائے ویران اور رہزنوں کی پناہ گاہ تھی۔ ضلع ایٹہ کے اندر پٹیالی۔ سہادر۔ گنج ڈنڈواڑہ اور جلیسر وغیرہ میں جو اسلام پھیلا وہ آپ اور آپ کے خلفاء ہی کی مساعی کا ثمرہ ہے۔ اشاعتِ اسلام اور اصلاح مسلمین کیلئے آپ کی مساعی وقف تھیں۔ دس برس کی عمر سے تہجد کی نماز جو شروع کی روز وصال تک ناغہ نہ کیا۔ طبیب بھی کامل تھے۔ ۱۱۹۸ھ میں وصال ہوا۔

پیر لاکھوں میں مرید کو پہچان لیتا ہے

حضرت شمس الدین شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب نے اپنے پدر بزرگوار شاہ حمزہ صاحب ہی سے خلافت پائی اور سجادہ نشین ہوئے تو یہ حالت تھی کہ خلفاء و مریدین کی تعداد حصر و شمار سے زائد ہو گئی تھی۔ عرب، مصر، شام، فارس اور روم تک سے طالب آتے اور فیض پا کر اور کامل ہو کر واپس جاتے۔ حضور غوث اعظم سے بطریق اویسیہ خاص طور پر فیضان پایا تھا۔ درحقیقت محبوبیت کے درجہ رفیع پر فائز تھے۔ کرامات و تصرفات میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں بے ہمتا تھے۔ بدایوں میں آج بھی جو سب سے بڑا سجادہ ہے اور

Marfat.com

قادری سلسلہ کا دریا بہہ رہا ہے وہ آپ ہی کی نگاہ کرم کا ایک کرشمہ تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ :۔

بدایوں تو ہماری جاگیر ہے جو ہمیں حضور غوث اعظم سے عطا ہوئی ہے۔ یہاں مریدوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ مولانا عبدالمجید عین الحق سر سلسلہ قادری بدایونی آپ ہی کے خلیفہ تھے۔

صاحب گلشن ابرار بھی آپ ہی کے خلیفہ تھے۔ ایک دفعہ عرس میں خیال ہوا کہ سرکار سے روزانہ ہزار ہا مرید ہوتے ہیں۔ بھلا کیا یاد ہوگا کہ میں بھی آپ کا مرید ہوں۔ سامنے جو گئے تو قریب بلایا اور خیریت دریافت کر کے پوچھا کہ میاں تمہارے ہاں سینکڑوں مویشی ایک ساتھ جنگل میں چرتے ہوں گے بتاؤ تو ان میں تم اپنا جانور کیسے پہچان لیتے ہو پھر جس طرح تم اپنا پرایا پہچان لیتے ہو اسی طرح فقیر بھی اپنے گلے کو پہچان لیتا ہے۔ کہ ان کے گلے میں محبت کی ایک ڈوری بندھی ہے آپ طبیب بھی کامل تھے اور فارسی اور بھاشا کے شاعر بھی تھے۔ معمولی پتیوں اور بوٹیوں سے علاج کرتے تھے۔ لکھنؤ۔ داغستان۔ جھجر۔ رامپور۔ بجنور۔ شاہجہان پور۔ بریلی اور پنجاب تک میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے تھے۔ ۱۷ ربیع الاوّل ۱۲۳۵ھ میں انتقال ہوا۔

ایک لمحہ میں بیس سال گذر گئے

اس سلسلہ عالیہ قادریہ کے آخری ممتاز بزرگ اور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول تھے۔ جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں انتقال ہوا۔ حضرت اچھے میاں کے خلیفہ اور سجادہ نشین تھے تہجد کی نماز بھی قضا نہ ہوتی نہایت کریم النفس اور عیب پوش تھے۔ ایک مرتبہ مفتی عین الحسن بلگرامی نے جن کا مکاشفہ بہت بڑھا ہوا تھا جماعت میں شریک ہو کر نیت توڑ دی اور سلام کے بعد امام صاحب سے کہا کہ پیش خدا نماز میں بازار جانے اور سودا خریدنے کی کیا ضرورت داعی ہوئی تھی۔ ہم کہاں کہاں تمہارے پیچھے پریشان پھریں۔

حضرت نے مفتی صاحب پر سخت عتاب کیا اور فرمایا کہ یا تو آپ خود ہی نماز پڑھائیں یا امام صاحب کے ساتھ ساتھ پھریں اور شریعت سے استہزاء نہ کریں۔ آپ کو خود تو نماز میں حضور قلب حاصل نہیں دوسرے پر اعتراض کرتے ہو۔ تمہیں حضوری ہوتی تو دوسرے پر نظر ہی نہ جاتی۔ ایک بدایونی صاحب کے مرید خاص تھے سوچنے لگے کہ معراج چند لمحوں میں کس طرح ہو گئی۔ آپ وضو کر رہے تھے فرمایا میاں ذرا اندر سے تولیہ اٹھا لاؤ۔

Marfat.com

اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی۔ دیکھا پر فضا باغ ہے۔ اُتر گئے۔ سیر کرتے ایک عظیم الشان شہر میں پہنچ گئے۔ کاروبار شروع کر دیا شادی کی۔ اولاد ہوئی بیس برس گذر گئے۔ یک بیک حضرت کی آواز سنی گھبراکر کھڑکی میں آئے۔ تولیہ لئے ہوئے دوڑے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ہنوز قطرات آب چہرۂ مبارک پر موجود ہیں۔ وہیں بیٹھے ہیں۔ دست مبارک تر ہیں۔ ششدر اور انتہائی ششدر تھے۔ آپ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ میاں وہاں بیس برس رہے۔ شادی بھی کی اور یہاں ابھی وضو خشک نہیں ہوا۔ اب تو معراج کی حقیقت کو سمجھ گئے۔

مکاشفہ سے بہت ہی کام لیتے۔ لوگ مصنوعی ضروریات جتا کر جب چاہتے روپیہ مانگ لے جاتے جو حاجتمند آتا اُس کی حاجت روائی کرتے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اپنے کپڑے تک اتار کر دیدیئے ہیں۔ چور بدمعاش مسافروں کی صورت میں آتے اور لے لوا کر چل دیتے۔ بی بی صاحبہ عرض کیا کرتیں کہ آپ ولی ہیں سب کو ولی سمجھتے ہیں۔ ذرا تو احتیاط کیجئے۔ مگر آپ خود گھر میں جا کر بستر بچھاتے اور ضروریات کی اشیاء لاکر دیتے۔ حاجی رضا خاں صاحب مارہروی نے بعد فراغ حج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہاجرؒ سے بیعت کی استدعا کی۔ فرمایا تم نے شاہ آل رسول صاحب ہی سے بیعت کیوں نہ کر لی وہ تو اب تک ہمارے ساتھ تھے۔ مارہرہ آکر ذکر کیا تو فرمایا میاں انھیں شبہ ہوا ہوگا۔ میں تو اب تک سجادہ چھوڑ کر نہیں گیا۔ عرض کی کہ حضرت وہ بہت متقی بزرگ ہیں فرمایا اچھا مرید ہو جاؤ۔ اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

خادم رات کو پاؤں داب رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا غائب ہیں۔ ادھر اُدھر دیکھا چند لمحوں کے بعد پھر موجود ہو گئے۔ یہ تھی بزرگی اور آپ کی شان و عظمت۔

نکات و تعلیمات

سلسلہ عالیہ کی برکات کرامات اور تصرفات و تعلیمات لکھنے کیلئے ایک دفتر چاہیے تاہم چند نکات ہم پیش کرتے ہیں۔ فرمایا راہ سلوک میں ادب و محبت ترک رعونت ایک لازمی امر ہے۔ فرمایا علماء و فقراء و مساکین کی تعظیم کی پوری سعی کرتے رہو۔ اور جو خشک و تر میسر ہو پوری تواضع کے ساتھ سامنے رکھ دو۔ قبول کر لیں تو بہتر نہ کریں۔ تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ فاتحہ و نیاز میں ہرگز تکلف نہ برتیں کہ شرع میں تکلف روا نہیں اور صرف سوا پاؤ بتاشوں پر فاتحہ دلانے پر اکتفا کریں۔ مردان اہل زمانہ کہ نہ اہل دین اند در حقیقت اہل کین اند۔ اگر دیندار ان بودندے شفقت باہمی کردندے وراہ نفاق

Marfat.com

نہ درزید ندے بلکہ بہ اتفاق بودندے۔ فرمایا بہ چرب زبانی شیریں لسانی کسے فریفتہ نہ شوند۔

فرمایا۔ "درویش کا ظاہر تو ابو حنیفہ کی مانند ہونا چاہئے اور باطن مثل منصور"

فرمایا۔ "دعا ہیگانہ نہ وخویش لے بردھن جھو نپڑ نت اٹھ کرتی راڑ"

فرمایا۔ دنیا گذشتنی وگذار اشتنی لہٰذا باہمہ کس پرداختنی است۔ اگر کسے از اہل او تعالے بہ نظر آید دست شمار دامنِ او۔ کیں دریں زماں "اہلیت مفقود وجنسیت موجود۔" لہٰذا ہوشیار باید زیست۔ فرمایا ہر حالت میں ہمت بلند دل قوی اور امید صادق رکھنی چاہئے تاکہ ظہور دولت اس جگہ سے ہو جہاں عقلاء کی عقلوں کی بھی رسائی نہیں۔

ایک روز حضرت شاہ حمزہ صاحب کو خیال ہوا کہ ہر چند سیادت سادات مُسلّم و مشہور ہے۔ لیکن کچھ یقینی وثوق نہیں۔ دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس سنگی چوکھٹ کے دودونوں بازو تھامے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم ہمارے بیٹے ہو اور پیارے ہو۔ وقت رحلت لوگوں نے حضرت شاہ آل رسول سے استدعا کی کہ کچھ وصیت فرمایئے۔ بہت اصرار پر فرمایا۔ "مجبور کرتے ہو تو لکھ لو۔ یہ ہمارا وصیت نامہ ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ۔ بس یہی کافی ہے اور اس میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔"

Marfat.com

قتیلِ عشق

حضرت سرمد شہید

عظمت و جلالت شان حضرت سرمد شہید ارض ہند کے ایک نہایت جلیل القدر اور گراں مایہ بزرگ ہیں۔ جنھوں نے عہد عالمگیر میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر عالمگیر شہرت حاصل کی اور مرجع خلائق بنے رہے آپ کا شمار اُن بزرگ عارفین میں ہے جن کے اسمائے گرامی سے خاکدان ہند کا بچہ بچہ واقف ہے اور جن کے حالات اور جن کی مؤثر رباعیاں ہر پڑھے لکھے فرزند توحید کی زبان پر ہیں۔

جن اولیائے کرام کے اسماء ہندوستان کی سرحدیں عبور کر کے ممالک غیر تک پہنچ چکے ہیں اور جن کی شہرت پوری اسلامی دنیا میں پھیل چکی ہے ان میں اور ان کی نورانی فہرست میں آپ کا اسم گرامی بھی بحروف جلی لکھا ہوا ہے۔

خاندانی حالات آپ کے آباؤ اجداد مسائی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور سواحل شام کے رہنے والے تھے۔ ان کا مذہب صیہونیت تھا والدین بھی یہودی تھے۔ یہودیت کی آغوش میں آپ نے آنکھ کھولی اور یہودیت ہی کی فضا میں آپ پل بڑھ کر جوان ہوئے۔

یہود تقریباً ہر زمانہ میں ایک دولت مند اور تجارت پیشہ قوم رہے ہیں۔ تجارت ان کی فطرت میں داخل ہو چکی ہے۔ عہد قدیم سے یہ قوم تجارت اور مہاجنی میں نمایاں رہی ہے آپ کے خاندان میں بھی تجارت ہوتی تھی۔ آپ نے بھی ہوش سنبھالا اور کاروباری مشاغل میں مشغول ہو گئے۔ بڑے پیمانہ پر خرید فروخت کرنے لگے دور دور جاتے اور کثیر دولت پیدا کرتے۔

Marfat.com

اسی اثناء میں خدا جانے کہ خدائے قدوس کو آپ کا کونسا عمل پسند آ گیا۔

قبولیت اسلام

شاید یہ ادا بھا گئی کہ یہودی ہونے کے باوجود آپ تجارت کرتے اور نہایت دیانتداری سے کرتے تھے اور خاص امر یہ ہے کہ اپنی دولت اور اپنے روپے سے حتیٰ الامکان غرباء اور فقراء کو بھی فائدہ پہنچاتے تھے۔ ایک روز اتفاق سے کسی بزرگ کو فضائل اسلام پر وعظ کہتے سن لیا۔ سنتے ہی قلب کی حالت دگر گوں ہو گئی۔ یہودیت کی ظلمت سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ کھڑے ہوئے کلمہ ء شہادت پڑھا اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ خاندان کی طرف سے مخالفت ہوئی۔ مگر آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

کاروباری مشاغل

اسلام لانے کے بعد آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے اور امر و نواہی قرآن کی بھی حتی المقدور پابندی کرتے رہے اور ساتھ ہی اپنا کاروبار جاری رکھا۔ اس عہد میں ریلوے لائن تو موجود نہ تھی اور نہ نقل و حرکت کے وسائل اتنے سہل الحصول اور سہل العمل تھے۔ تاہم اور تمام آسانیاں حاصل تھیں۔ اتنی کہ جن پر دور حاضر کے بڑے بڑے تاجر بھی رشک کی نظریں ڈال سکتے ہیں۔ تمام ایشیاء میں پُر رونق اور آباد سڑکوں کے جال بچھے ہوئے تھے۔ جن کی دونوں طرف پر میوہ اور سایہ دار درخت نصب ہوتے تھے۔

ہر منزل پر مسافروں اور قافلوں کے قیام کیلئے عظیم الشان قیام گاہ بنی ہوتی تھی جن میں جملہ سامان آسائش فراہم ہوتے تھے۔ تجارتی قافلے برابر گھومتے اور خرید و فروخت کرتے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں میل نکل جاتے اور بیش از بیش فوائد حاصل کرتے تھے۔ جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اسلامی فرماں روا تاجروں کی بڑی عزت و وقعت کرتے تھے۔ ہر شہر کے والیوں کو یہ ہدایت ہوتی تھی کہ وہ تاجروں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی میں سرگرم رہیں۔ چنانچہ جہاں جاتے تھے ان کی عزت ہوتی تھی۔ ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے تھے۔ اور دستور ایک اخلاقی فریضہ کی حیثیت اختیار کر گیا تھا کہ عمائدین شہر باہر سے آنے والے تاجروں کی ضیافتیں بھی کریں۔ ان کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کریں ان کی آسائش کے کفیل بنیں۔ انھیں اپنا مہمان بنائیں اور ان کا مال خریدیں۔

اگر شاذ و نادر ایسا ہوتا کہ کسی تاجر کا مال فروخت نہ ہوتا تو ولی اور حاکم شہر کا فرض ہوتا کہ وہ خود اس کا مال خریدے۔ بہر کیف اس سرکاری سرپرستی نے تجارت کو بے حد ترقی

Marfat.com

عطا کر دی تھی۔ اور اس عہد میں یہ پیشہ نہایت شریف اور یقینی فائدہ کا پیشہ سمجھا جاتا تھا اور تجارت دولت کا پیش خیمہ سمجھی جانے لگی تھی۔

عشق مجازی عشق حقیقی بن گیا

حضرت سرمد شہید تو خاندانی اور تجربہ کار تاجر تھے۔ اسی سلسلہء تجارت میں گھومتے اور خرید و فروخت کرتے ہوئے ہندوستان کی ایک بندرگاہ ٹھٹھہ میں پہنچ گئے جو اس عہد میں سندھ کا ایک عظیم الشان اور پر رونق شہر تھا اور اس پر اسلامی پھریرا اُڑ رہا تھا۔

یہاں کچھ عرصہ رہے کامیابی کیساتھ خرید و فروخت کی کہ یکایک ایک روز ایک ہندو کے ایک خوبصورت بچہ پر نظر پڑ گئی۔ ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ قلب کی دنیا میں آگ لگی اور ایسی لگی کہ جو تھا جل گیا۔ اور ویراں ہو کر رہ گیا۔ ''مہمان عزیز'' کو اپنے مقام کیلئے ٹوٹا اور اُجڑا ہوا گھر ہی پسند خاطر ہوتا تھا۔ بخت بلند تھا۔ یک بیک انوار الٰہی چمک اٹھے اور عشق مجازی عشق حقیقی کا زینہ بن گیا۔ بلکہ سحر حلال تھا۔ وہ لڑکا بھی متاثر ہو گیا۔ اتنا کہ اپنا گھر بار عیش و آرام اور دولت و زر چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو لیا۔ اس کے والدین اور اہل خاندان نے بہتیری سعی و جہد کی مگر اس نے ایک نہ سنی اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر آپ کے ساتھ ہو لیا۔ اور دونوں عاشق و مجذوب دہلی پہنچ کر حضرت ہرے بھرے صاحب کے مرید ہو گئے۔

جذب و استغراق

حضرت سرمد شہید پر جذب کی کیفیت ٹھٹھہ ہی میں طاری ہو چکی تھی۔ زمین ہر طرح تیار تھی۔ تخم ڈالنے یا ایک نظر کی ضرورت تھی وہ یہاں پڑ گئی۔ آن کی آن میں کچھ بن گئے کہیں سے کہیں پہنچ گئے جذب و استغراق کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ سر و تن کا ہوش نہ تھا۔ لباس مجازی کو خیرباد کہہ کر لباس فطری میں برہنہ رہنے لگے۔ ننگ دھڑنگ پھر رہے تھے۔ خوب صورت لڑکا ساتھ ہے۔ جذب کا عالم طاری ہے۔ شاہجہاں صاحب قرآں کا زمانہ ہے۔ بہت شہرہ ہوا تو ایک روز حاکم نے اس لڑکے کو پکڑ کر بلایا۔ اور اس کے کوڑے لگائے کہ تو اس مجذوب کے ساتھ نہ رہ کہ عوام کی اشتباہی نگاہیں پڑ رہی ہیں۔ پھر آپ کو بلایا دھمکایا آپ نے دلیرانہ کہا کہ تو ظاہر میں کیا سمجھتا ہے۔

وہ کوڑے تو نے اس کو نہیں مارے میرے مارے ہیں۔ عدالت میں لباس پہنا کر بلائے گئے تھے۔ آپ نے ثبوت میں اپنی پشت کھول کر دکھا دی اور فرمایا کہ دیکھ لے۔ ان

Marfat.com

کوڑوں کے نشانات میری پشت پر مجلسہ موجود ہیں۔ اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ وہ اور میں ایک ہیں۔

ہر دل عزیزی اور رجوع خلائق

یہ واقعہ آپ کی شہرت کمال کا باعث بن گیا۔ شہزادہ داراشکوہ آپ کا معتقد بن گیا اور آپ کی صحبت میں رہنے لگا۔

اب تو ایک مخلوق تھی کہ ٹوٹ پڑی تھی۔ رفتہ رفتہ پوری دہلی آپ کے حیطہء اعتقاد میں شامل ہو گئی۔ ہمہ وقت ہجوم رہنے لگا۔ لاکھوں انسان بندۂ بے دام بن گئے اور اورنگ زیب شہزادہ داراشکوہ کے اس عقیدت کو خطرے سے دیکھتے ہوئے دکن میں مامور ہو گیا سال پر سال گذرتے چلے گئے۔ شہرت برابر بڑھتی چلی گئی۔ اور دہلی میں آپ کا طوطی بولنے لگا۔ صاحب کمال بزرگ تھے۔ کرامات بھی بکثرت صادر ہوتی تھیں۔ دور دور سے ایک مخلوق جو زیارت کے لئے چلی آتی تھی۔

آپ اسی عالم میں بالکل برہنہ جامع مسجد کے سامنے پڑے رہتے تھے اور ایک بے پناہ ہجوم آپ کو گھیرے رہتا تھا۔ بعض اوقات آپ غائب ہو جاتے تھے اور پھر نمودار ہوتے تھے۔

عنایت خاں کوتوال کی تفتیش

ایک دفعہ شاہزادہ داراشکوہ کی ترغیب سے شاہجہاں نے تفتیش کیلئے عنایت خاں کوتوال کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جاکر تحقیقات کرو کہ یہ فقیر کس مرتبہ کا انسان ہے اور آیا واقعی یہ اس قابل ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی جیسی کہ شہرت سنی جاتی ہے۔ ویسا ہے بھی یا نہیں؟ چنانچہ عنایت خاں تفتیش کیلئے نکلا۔ یا تو آپ علانیہ جامع مسجد کے سامنے پڑے رہتے تھے۔ یا یہ حالت ہوئی کہ عنایت خاں نے ہر چند جستجو کی ہر جگہ تلاش کیا پتہ پتہ چھان مارا برابر ڈھونڈتا رہا۔ ہفتے گذر گئے۔ لیکن آپ کا پتہ نہ چلا۔ اور جس روز تفتیش ختم کی ہے۔ پھر وہیں موجود تھے۔ غرض کوتوال اور کوتوالی کے سپاہیوں اور سرہنگوں کو ہر ممکن سعی پر بھی آپ کا پتہ نہ چلا۔

حضرت سرمد دربار شاہجہانی میں

ایک روز جب آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ تلاش کر کے تھک گئے تو آپ خود دربار شاہجہانی میں جا پہنچے۔ شاہجہاں بھی بڑا خدا پرست اور دیندار تھا اس نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ کے روحانی

Marfat.com

کمالات کا علم ہے۔ آپ کی عظمت و کرامت کا معترف ہوں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ نے سب کچھ جانتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے یہ خلاف شریعت وضع کیوں اختیار کی ہے اور آپ کیوں برہنہ تن اور ننگے رہتے ہیں اور لوگوں کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔ شریعت کا احترام تو ہر مسلمان پر لازم ہے۔

اس وقت آپ نے شاہجہاں کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

بر سرمد برہنہ کرامت تہمت است!
کشفے کہ ظاہر است ازاں کشف عورت است

بادشاہ نے فرمایا کہ "دہن تواندوخت۔"

کچھ بھی ہو۔ آپ نے نہ شاہجہاں کے کہنے کی پرواہ کی اور نہ علماء کے اعتراض کو درخوار اعتناء سمجھا۔

حضرت سرمد درباری عالمگیری میں

اسی عالم میں ایک زمانہ گذر گیا بڑے بڑے انقلاب ہو گئے شاہجہاں بھی نظر بند ہو گیا اور اورنگ زیب سریر آرائے حکومت ہوا۔ اس نے ایک مرتبہ حضرت سرمد کو دربار میں طلب کیا اور فرمایا کہ تمہیں اس طرح شاہراہ عام پر برہنہ و عریاں نہیں رہنا چاہئے کہ ہزارہا نگاہیں تمہاری بے ستری پر پڑ کر جھک جاتی ہیں۔ یہ بہت بڑی بے حیائی ہے۔ شریعت مصطفوی ﷺ کے قطعاً مخالف ہے میں اسے ایک لمحہ کیلئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ عہد کرو کہ آئندہ تم کپڑوں میں ملبوس رہو گے۔ حضرت سرمد شہید دلیرانہ سامنے کھڑے رہے اور جواب میں آپ نے صرف یہ ایک رباعی پڑھ دی۔

آن کس کہ ترا سریر سلطانی داد مارا ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہر کرا پے دید! بے عیباں را لباس عریانی داد

بڑے نکتہ کی بات کہہ گئے تھے۔ ایک لطیف چوٹ بھی تھی۔ اورنگ خاموش ہو گیا اور اورنگ زیب شریعت کا پابند بھی تھا اور محافظ و پاسبان بھی۔ ساتھ ہی حضرت کے مرتبہ سے بھی واقف تھا۔ وہ بظاہر بے راہ روی کا متحمل نہ ہو سکتا تھا۔ بار بار کوشش کرتا تھا۔ بعد کو پھر کچھ دنوں بعد ملا عبد القوی کو آپ کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے بادشاہ کے اشارہ سے آپ کو سامنے بلا کر سوال کیا کہ :۔ سرمد اچرا عریاں می باشی؟ آپ اس سوال کا مختصر جواب دیکر

Marfat.com

خاموش ہو گئے۔ "شیطان قوی است۔"

شاہزادی زیب النساء اور حضرت سرمد

سرمد کی شہرت ہر خاص و عام کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ شاہزادے اور شاہزادیاں تک آپ کی معتقد تھیں مرجع خلائق بنے ہوئے تھے۔

ایک دفعہ شاہزادی زینب النساء بیگم کی سواری کہیں جارہی تھی۔ دور سے دیکھا کہ جنگل میں ایک طرف کوئی فقیر بیٹھا ہوا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ سرمد ہیں شاہزادی کے دل میں شرف نیاز حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا قریب گئی۔ دیکھا کہ بے خیالی میں تنہا بیٹھے ہوئے کچھ گھروندے بنا رہے ہیں۔ مٹی کے چھوٹے چھوٹے گھر ہیں جن میں کنگورے بھی بنے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر کھڑی غور سے دیکھتی رہی۔ اس کے بعد پوچھا سرمد چہ مسکینی؟ فرمایا "قصرِ خلد می سازم۔" پوچھا "برائے فروخت سازی؟ فرمایا "بلے" پوچھا "بچہ قیمت خواہی فروخت یک قصر؟" پوچھا "بیک سلفہ ء تمبا کو۔"

شاہزادی نے فوراً سوار دوڑا کر ایک سلفہ منگوایا اور دیدیا۔ حضرت سرمد نے سلفہ لے لیا اور ایک گھروندے کے گرد انگلی سے حلقہ کھینچ کر اس کے برابر لکھدیا کہ "من ایں قصر خلد بنام شاہزادی زیب النساء بیگم بسلفہ فروخت کردم۔"

ایک سلفہ میں قصر خلد کی فروخت

اس کے بعد ہاتھ مار کر وہ تمام گھروندے مٹا دیئے۔ اور مجذوبانہ ایک طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ شاہزادی بھی واپس چلی آئی اور محل میں آگئی اس شب کو کوئی تین بجے کے وقت چوبداروں نے آکر شاہزادی زیب النساء بیگم کے محل پر دستک دی اور بیدار کرایا۔ شاہزادی گھبرا کر اٹھی پوچھا کیا معاملہ ہے؟ عرض کی کہ جہاں پناہ بلا رہے ہیں۔ طلبی کا فرمان صادر ہوا ہے بلانا اور پھر جہاں پناہ کا بلانا۔ وہ بھی ایسے وقت اور چوبداروں کے ذریعے۔ شاہزادی کے حواس جاتے رہے کہ خدا معلوم کیا واقعہ ہے۔ کیا صورت پیش آئی؟ کسی نے شکایت کی؟ کسی بغاوت میں متہم ہوئی؟ بادشاہوں کا بلانا اور اس طرح اچانک بلانا واقعی معمولی بات نہیں ہوتی۔ بڑی خطرناک اور خوف کی چیز ہوتی ہے۔ اضطراب میں ہونا ہی چاہئے تھا لرزتی ہوئی پہنچی۔ اورنگ زیب تہجد میں مشغول تھے دست بستہ مؤدب کھڑی رہی۔ سلام پھیر کر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر پوچھا کہ آج تم نے کوئی خرید

Marfat.com

و فروخت کی ہے ؟ شاہزادی کا ذہن بھی حضرت سرمد کے معاملہ کی طرف منتقل نہ ہوا کہ بہت معمولی بات تھی۔ ایک مجذوبانہ کھیل تھا۔ اورنگ زیب بھی سمجھ گیا۔ اور فرمایا کہ کوئی "قصر خلد" خریدا ہے ؟ اب شاہزادی کو احساس ہوا لیکن ساتھ ہی خوف بھی طاری ہو گیا کہ علم تھا جہاں پناہ سرمدؒ کے مخالف ہیں۔ خاموش کھڑی تھی زبان یاری نہ کرتی تھی۔ منہ سے کچھ نہ نکلتا تھا۔

اورنگ زیب نے فرمایا "نہیں نہیں لخت جگر بولو۔ ڈرومت بیان کرو میں خواب میں وہ قصر دیکھ آیا ہوں جس پر ثبت تھا کہ شاہزادی زیب النساء کے ہاتھ ایک سلفہ میں بیچا گیا ہے۔ میں نے اندر جانے کی سعی کی مگر کسی نے داخل نہ ہونے دیا۔"

شاہزادی نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔

کشف و کرامات کی دھوم

صبح ہی خود اورنگ اٹھ کر سرمد کی طرف گیا۔ وہی الفاظ کہے۔ فرمایا اورنگ زیب جا خرید و فروخت روز نہیں ہوا کرتی۔ ہماری اپنی چیز تھی۔ ہم نے جس کے ہاتھ چاہی فروخت کر دی۔ دل چاہا۔ پھر فروخت شروع کر دوں گا۔ کئی بار اورنگ زیب گیا۔ مگر وہ بات حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اب عظمت کا معترف ہو چکا تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ جامع مسجد میں لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں نے زبردستی پکڑ کر اور کپڑے پہنا کر جماعت میں کھڑا کر دیا تھا۔ دوسری رکعت میں نیت توڑ کر چلا اٹھے کہ "جو امام کی نیت وہ میرے پاؤں کے نیچے۔" اس جماعت میں اورنگ زیب بھی شامل تھا۔ لوگ گھبرا اٹھے پوچھا یہ کیا حرکت تھی۔ فرمایا۔ ایسے امام کے پیچھے کیا نماز پڑھوں جسے حضور قلب حاصل نہ ہو اور جو یہ خیال کرتا ہو کہ آج بادشاہ جماعت میں شامل ہے اچھی طرح نماز پڑھاؤں گا تو انعام میں بہت دولت ملے گی۔ حالانکہ یہ دولت تو میرے قدموں کے نیچے تھی۔ بادشاہ غضبناک ہو رہا تھا۔ تصدیق کیلئے وہ جگہ کھدوائی تو واقعی وہاں ایک بہت بڑا خزانہ برآمد ہوا۔ امام شرمندہ ہوا۔ اورنگ زیب خاموش رہ گیا اور آپ کی کرامت و کشف کی دھوم مچ گئی۔

حضرت سرمد کی شہادت

آپ منازل باطنی سرعت کے ساتھ طے کر رہے تھے۔ فضائے لاہوت اور ہاہوت میں بلند پرواز کر رہے تھے۔ جذب بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ "من خدا ایم۔ من خدا ایم من خدا"

Marfat.com

کے نعرے لگانے لگے۔ کلمہ ء شریف میں مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰہ پڑھنا ترک کر دیا علماء کے حلقے میں ایک شور مچ گیا۔ بظاہر واقعی یہ ایک بڑا فتنہ تھا۔ اورنگ زیب سب کچھ جانتا تھا سب کچھ سمجھتا تھا۔ مگر یہ خیال تھا کہ اس سے عوام گمراہ ہو جائیں گے۔ شریعت میں رخنہ پڑ جائیگا۔ بہت سمجھایا۔ مگر اورنگ زیب کی کسی نصیحت کا کوئی اثر سرمد پر نہ ہوا آخر گرفتار کر لئے گئے مقدمہ چلا۔ کہا۔ لا الہ الّا اللّٰہ کے بعد کیا ہے؟ فرمایا کچھ نہیں۔ اللہ ہی اللہ ہے مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰہ ہرگز نہ کہا۔ علماء نے ارتداد اور رسالت کے عدم تسلیم کا فتویٰ دے کر قتل کا حکم صادر کر دیا۔

مقتل میں پہنچے ہیں تو آپ نے فرمایا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ باما یار بود
قصہ کوتاہ گشت ورنہ درد سر بسیار بود

لکھا ہے کہ جونہی آپ کا سر کٹ کر گرا ہے۔ آپ نے دوڑ کر اسے اٹھالیا۔ اور ہتھیلی پر رکھے ہوئے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھتے چلے گئے۔ خلقت کا ایک بے پناہ ہجوم آپ کے پیچھے تھا اندر سے آپ کے مرشد گرامی حضرت ہرے بھرے صاحب تشریف لا رہے تھے۔ پوچھا سرمد! یہ کیا کر رہے ہو؟ عرض کی دربار نبوت میں اورنگ زیب کی شکایت و فریاد کرنے جا رہا ہوں۔ فرمایا میں بھی وہیں سے چلا آ رہا ہوں۔ اورنگ زیب کو بیٹھا چھوڑ آیا ہوں۔ اب تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔ اس نے میرے سامنے عرض کی کہ حضور شریعت کے احترام میں میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ ورنہ مجھے اس کے رتبہ و عظمت کا احترام تھا۔ اتنا سن کر حضرت نے سر پھینک دیا اور گر پڑے۔ یہ واقعہ ۱۰۷۰ھ میں ہوا۔

زیرِ جامع مسجد بجانب شرق دفن ہوئے۔ دہلی اُس روز ماتم کدہ بنی ہوئی تھی ایک کہرام مچا ہوا تھا۔ یہ عالم تھا کہ اگر اُس دن اورنگ زیب کے سوا اور کوئی فرماں روا ہوتا تو یقیناً بغاوت ہو جاتی اور قتل کر دیا جاتا اور یہ اسی کی قدرت تھی جو امن قائم رکھ سکا مزار کا رنگ بھی سرخ ہے۔ آج تک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

ان حالات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت سرمد کس پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ اور نیز یہ کہ خود اورنگ زیب کا مرتبہ روحانی اعتبار سے کتنا بلند تھا۔

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین

محمد باھُوؒ

آپ کے والد کی سرکاری عہدے سے کنارہ کشی

مغل فرمانروا شاہ جہاں کے عہد کا ذکر ہے۔ گیارہویں صدی ہجری میں بازید محمد نامی ایک سرکاری عہدے دار اپنے فرائض سے کنارہ کش ہوا اور کوہستان اعوان کی چوٹیوں میں کہیں روپوش ہو گیا وہ شاہی سپاہ کا ایک آزمودہ کار معتبر اور جرأت مند سردار تھا اس لئے اُس کی روپوشی نظر انداز نہیں کی جاسکتی تھی دلی دربار کو فی الفور یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ "سردار بازید محمد حیرت انگیز طور پر اچانک مفقود الخبر ہو گئے ہیں۔" دربار میں جیسے ہی یہ اطلاع پہنچی، شاہی فرمان جاری ہو گیا۔ کہ "بازید کے مفرور یا گم شدہ ہونیکا اعلان اُس کے حلئے سمیت ملک کے طول و عرض میں چپے چپے پر عام کر دیا جائے اور اُسے تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کیا جائے۔"

شاہی فرمان کی تعمیل میں بے شمار تیز رفتار گھوڑے حرکت میں آگئے۔ سرکاری کارندے مستعدی اور سرگرمی سے دور دور کی مسافتیں سر کرنے لگے۔ ہندوستان کی مختلف سمتیں اور مختلف جہات بیک وقت ٹاپوں کے شور سے گونجنے لگیں اور زمین سے گرد و غبار کے مرغولے اٹھ اٹھ کر آسمانوں کی جانب پرواز کرنے لگے۔ راستوں میں نظر آنے والا ہر مسافر گم شدہ سردار بازید کے حلئے کی کسوٹی پر کسا جانے لگا۔ اُس کا حلیہ ہر شہر کے دروازے کی چوکی میں موجود تھا۔

تمام ممکنہ مقامات چھانے گئے۔ آخر ملتان کے نواح میں ڈھونڈنے والے دستے نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ شخص گرد و پیش سے بے نیاز دریا کے کنارے اپنے آپ میں گم بیٹھا تھا۔

Marfat.com

اُس کی آنکھیں مندی ہوئی تھیں لیکن زبان کھلی ہوئی تھی اور "اللہ ہُو اللہ ہُو" کی ولولہ انگیز صداؤں سے دریا کا پانی لہر لہر جھوم رہا تھا۔ سرکاری اہل کاروں نے گود گود کے گھوڑوں کی زینیں خالی کر دیں گمشدہ سردار کا حلیہ انھیں ازبر تھا۔ انہوں نے ہر رُخ سے اُس شخص کا جائزہ لیا۔ اُن کی آنکھیں چمکنے لگیں اور مسرت کی سرخی نے ان کے چہروں سے تھکن کی پیلاہٹ زائل کر دی۔ انہوں نے اطمینان سے گہری سانسیں لیں اور ایک دوسرے سے آنکھوں آنکھوں میں تبادلہ خیال کیا پھر یہ انتظار کرنے لگے کہ وہ شخص اپنا ذکر ختم کر کے اُن کی طرف متوجہ ہو۔

انھیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ پھر جب اس شخص نے اپنی زبان بند کر کے آنکھیں کھولیں اور چہرے پر ہاتھ مل کے ادھر ادھر دیکھا تو اپنے ارد گرد کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اس طرح استعجاب سے دیکھنے لگا جیسے انھیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ اک معمر سپاہی نے آگے بڑھ کر ادب سے دریافت کیا۔ "اگر ہمارا قیاس درست ہے تو سردار بازید محمد ہمارے سامنے ہیں؟"

وہ شخص چند لمحوں تک پلکیں جھپکاتا رہا۔ پھر یکبارگی اس کے لبوں پر تبسم ابھرا۔ اس نے نرمی سے کہا۔ "سپاہی! ہاں بازید محمد ہمارا نام ہے مگر ہم سردار بازید محمد نہیں ہیں، فقیر بازید محمد ہیں۔ تم سردار کی تلاش میں فقیر کی جانب کیسے نکل آئے۔"

سپاہی نے کہا۔ "محترم بزرگ! آپ کی بزرگی اور فقر میں کلام نہیں لیکن ہمیں جو حلیہ بتایا گیا ہے، اس کی رو سے میں اصرار کروں گا۔ کہ سردار بازید محمد آپ ہی ہیں۔" بازید خاموش رہے۔ سپاہی نے کہا۔ "کیا یہ غلط ہے کہ آپ دلّی کی سلطنت کے منصب دار ہیں؟"

"ہاں غلط ہے۔" بازید نے متانت سے جواب دیا۔ "ہم دلّی کی سلطنت کے منصب دار تھے لیکن اب نہیں۔ اب ہم نے اس منصب اور ساری امارت و حشمت سے کنارہ کر لیا ہے۔ دیکھ نہیں رہے ہو کہ ہم نے اپنے سب ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ اور اپنا گھوڑا آزاد کر دیا ہے۔ تم نے آنے میں دیر کر دی، اب بھلا وہ بازید کہاں جس کی تلاش میں تم نکلے ہو۔"

"آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔" سپاہی نے کہا۔ "لیکن گذارش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیئے اپنا یہ عذر ملتان کے ناظم کے سامنے بیان کر دیجئے۔ آپ کو ناظم کی خدمت میں

Marfat.com

پیش کر کے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

"کوئی مضائقہ نہیں۔" بازید نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم تیار ہیں۔"

ناظم شہر کے دربار میں تشریف آوری

وہ سپاہیوں کی معیت میں وہاں سے روانہ ہوئے اور شہر کے ناظم کے پاس پہنچے۔

ناظم انھیں دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ اس نے تپاک سے اُن کا استقبال کیا اور انھیں اپنے پہلو میں بٹھایا۔ یہاں بھی بازید نے وہی بات کی جو وہ دریا کے کنارے کر چکے تھے۔ شہر کے ناظم نے تحمل سے اُن کی بات سنی پھر انہیں مشورہ دیا کہ وہ جس بلندی پر پہنچ گئے ہیں وہاں سے لوٹ آئیں اور اپنا منصب دوبارہ سنبھال لیں۔ بازید نے ناظم کا مشورہ مسترد کر دیا۔ ناظم نے بہت اصرار کیا لیکن وہ اُس کا اصرار خاطر میں نہ لائے اور کہنے لگے۔ "اب ہم اپنا ٹھکرایا ہوا منصب سنبھالنے کیلئے اعوان میں نہیں جائیں گے۔ یہیں ملتان میں رہیں گے یہ اللہ والوں کی زمین ہے۔ ہمیں یہیں پناہ ملے گی۔"

ناظم نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔ "اچھا، اگر آپ ملتان ہی میں رہنے پر مصر ہیں تو فبہا۔ میں اسے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں اور آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں لیکن پہلے وعدہ کیجئے کہ آپ میری درخواست رد نہیں کریں گے۔"

بازید نے کچھ سوچا اور وعدہ کر لیا۔ ناظم نے انہیں اپنی ملازمت کی پیش کش کر دی۔ بازید تذبذب میں مبتلا ہو گئے مگر چونکہ وعدہ کر چکے تھے اس لئے بادل ناخواستہ انہیں اس کی پیشکش قبول کرنی پڑی۔ انہیں اس وقت ایک محفوظ فوجی کی حیثیت سے ملازم رکھ لیا گیا جسے ضرورت پیش آنے پر طلب کیا جا سکتا تھا۔ سر دست انہیں کوئی خدمت تفویض نہیں کی گئی۔ دو در ہم ان کا روزینہ مقرر ہوا۔ بازید نے کہا۔ "ہم ملازم تو ہو گئے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ نہ ہم کسی کے ماتحت ہوں گے، نہ کوئی ہمارا افسر ہو گا۔ ہم خود پر کسی کو سلام کرنے کی پابندی بھی عائد نہیں ہونے دیں گے۔" اُن کی شرائط بھی بے چون و چرا تسلیم کر لی گئیں۔

بازید کو ملتان کے ناظم کی بامراعات آزادانہ ملازمت اختیار کئے ہوئے ابھی زیادہ مدت نہیں ہوئی تھی، ایک روز اچانک بازید کو خبر ملی کہ اُن کے آقا ملتان کے ناظم اور راجہ مروٹ کے درمیان جنگ چھڑنے والی ہے کیونکہ بیکانیر کے ریگستان کے سوال پر دونوں میں شدید اختلاف ہو گیا ہے۔ یہ خبر ملتے ہی بازید "اللہ ہو" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت ناظم

Marfat.com

کے پاس پہنچے۔ ملتان کا لشکر اپنی مہم پر روانگی کیلئے تیار کھڑا تھا۔ کوچ کا نقارہ بجنے ہی والا تھا۔ بازید نے ناظم سے ملاقات کی اور از خود یہ درخواست کی کہ انہیں بھی مہم میں شرکت کی اجازت دی جائے تا کہ وہ فوج کے نمک کا حق ادا کر سکیں۔ ناظم نے اُن سے دریافت کیا کہ وہ فوج کے کس دستے سے متعلق ہونا اور کس سردار کی قیادت میں جانا پسند کریں گے؟ بازید نے اُسے اپنی یہ شرط یاد دلائی کہ وہ نہ کسی کے ماتحت ہوں گے، نہ کوئی اُن کا سردار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ "ہم خود اپنا دستہ ہیں اور خود اپنے سردار۔ ہمیں تنہا جانے کی اجازت دی جائے۔"

بازید محمد کی غیر معمولی شجاعت پر ناظم شہر کی حیرانگی

ناظم نے اب تک کسی سپاہی سے ایسی بات نہ سنی ہوگی۔ وہ حیران رہ گیا۔ اُس نے کوشش کی کہ بازید تنہا جا کے خواہ مخواہ ہلاکت کا خطرہ مول نہ لیں بلکہ کسی دستے میں شامل ہو جائیں اس طرح وہ نسبتاً محفوظ رہیں گے مگر اُس کے سمجھانے بجھانے کے باوجود بازید اپنے موقف پہ قائم رہے۔ "ہم یہ مہم اپنے ذمے داری پر اور اپنے طور پر سر کرنے کے خواہشمند ہیں۔" انہوں نے استقلال اور استقامت سے کہا۔ ان کا یہ جملہ سن کے کئی لوگ زیر لب مسکرائے مگر اُن کے احترام کے باعث کسی نے کچھ کہا نہیں ناظم نے چند لمحوں تک غور کیا پھر اُنہیں مایوسی اور اداسی سے تنہا روانہ ہونے کی اجازت دیدی۔ بازید نے راجہ مروٹ کی تصویر طلب کر کے ذہن نشین کی، راستہ دکھانے کیلئے ایک رہبر ساتھ لیا، تلوار سنبھالی، گھوڑے پر سوار ہوئے اور کسی تاخیر کے بغیر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ان کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ مروٹ پہنچنے میں جب کچھ فاصلہ باقی رہ گیا تو انہوں نے رہبر کو رخصت کر دیا اور شہر کی حدود میں داخل ہو کر سیدھے راجہ کے دربار کی طرف روانہ ہو گئے۔ دربار کے نزدیک پہنچ کر انہوں نے گھوڑا ایک جگہ باندھا اور دربار میں داخل ہو گئے۔ دونوں حکومتوں کے مابین قاصدوں اور ایلچیوں کی آمدورفت جاری تھی۔ محافظوں اور پہرے داروں نے انھیں بھی ملتان کا کوئی ایلچی تصور کیا اسلیئے روکا نہیں۔ بازید کسی کی طرف توجہ دیئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے راجہ کے قریب پہنچ گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی ان کے خطرناک ارادے کا اندازہ لگا تا اور مزاحم ہونے کی کوشش کرتا، انہوں نے یکایک تلوار بلند کی دوسرے ہی لمحے ایک بھیانک چیخ سے درودیوار لرز اٹھے اور راجہ کا سر اُس کے قدموں پر جا پڑا۔ بازید نے وہ سر فوراً اپنی تحویل میں لے لیا۔ پورے دربار میں شور مچ گیا۔

Marfat.com

امراء اور مسلح سپاہی پھرتی سے بازید کی طرف جھپٹے تاکہ انھیں بے قابو کر کے گرفتار کر لیں یا قتل کر دیں۔ مگر بازید ایک لمحے کیلئے بھی غافل نہیں ہوئے تھے۔ اور راجہ کی گردن سے انہوں نے اپنی تلوار بھی صیقل کر لی تھی اس لئے وہ اپنا دامن بچاتے اور مارتے کاٹتے اُسی طرح تیزی کے ساتھ دربار سے نکل گئے۔ جس طرح آئے تھے۔ دربار سے باہر پہنچ کے بھی اُن کی مستعدی اور تیزی میں کمی نہیں آئی۔ اُن کی تلوار بجلی کی طرح کوندرہی تھی اسلئے کسی کو اُن کا راستہ روکنے کی ہمت نہیں ہوئی جو شخص جہاں تھا وہیں ٹھٹھر کے رہ گیا۔ بازید دوڑتے ہوئے عجلت میں گھوڑے کے قریب پہنچے۔ گھوڑا گویا اُنھی کا منتظر تھا۔ ایڑی لگنے کی دیر تھی، وہ سرپٹ دوڑنے لگا۔

ملتان کی فوج مروٹ کی جانب روانہ ہو چکی تھی۔ بازید نے اسے راستے ہی میں جا لیا۔ ملتان کا ناظم بھی فوج کے ساتھ تھا۔ بازید سیدھا اس کے پاس پہنچے۔ انہوں نے راجہ مروٹ کا کٹا ہوا خون آلود سر اُس کے قدموں میں ڈال دیا۔ لوگ پہلے تو انگشت بدنداں رہ گئے پھر معاً فوج میں فتح کے نعروں کا غلغلہ بلند ہوا اور سپاہی گھوڑوں سے اتر اتر کے مسرت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغل گیر ہونے لگے۔ بازید نے انھیں اسی حالت میں چھوڑا اور اپنے مسکن کی راہ لی۔ مسکن پہنچ کے وہ پہلے کی طرح پھر خشوع و خضوع سے اورادو وظائف میں مشغول ہو گئے۔

راجہ مروٹ کا خاتمہ کرنا بازید کا ایک غیر معمولی کارنامہ تھا للذا اُن کا نام ایک بار پھر لوگوں کی زبانوں پہ عام ہو گیا اور عوام و خواص جوق در جوق اُن کی طرف رجوع کرنے لگے دلّی دربار سے بھی تحسینی پیغامات بھیجے گئے اور ایک خصوصی شاہی قاصد یہ حکم لے کر آیا کہ وہ اپنی شجاعانہ صلاحیتوں سے خلق کو فائدہ پہنچائیں اور اعوان جا کے دوبارہ اپنا عہدہ سنبھال لیں۔ بازید نے جھنجلا کے جواب دیا۔ "ہم دنیا کو بھولنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کم بخت ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی۔" انہوں نے قاصد کے ذریعے دربار میں یہ عریضہ بھیجا کہ "ہم نے اپنی آئندہ زندگی خدا اور صرف خدا کیلئے وقف کر دی ہے چنانچہ ہمیں یاد خدا کیلئے ہر ذمے داری اور ہر خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔"

یاد خُدا کے لئے وقف

چاروناچار اُن کا یہ عریضہ منظور کر لیا گیا اور انہیں یہ اجازت دے دی گئی کہ وہ جہاں مناسب سمجھیں وہاں رہیں۔ انھیں

Marfat.com

آیندہ نہیں چھیڑا جائے گا تاہم معاشی کفالت کیلئے کچھ جاگیر ضرور قبول کرنی ہو گی یہ ہندوستان کے حاکم شاہجہاں کا اصرار تھا اس لئے کافی ردّو قدح کے باوجود آخر بازید کو جاگیر قبول کرنی پڑی۔ انہوں نے اس کیلئے قریبی پرگنے میں شور کوٹ کا مقام منتخب کیا اور جاگیر کی آمدنی وہاں کی خانقاہ اور مدرسے کیلئے وقف کر دی۔

اُن کے خدام مدت سے اُن کی تلاش میں تھے۔ اب ان کا شہرہ پھیلا تو خدام کو بھی ان کا سراغ مل گیا وہ بے تابانہ اپنے آقا کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے بازید سے گذارش کی کہ وہ گھر واپس چلیں اُن کے بغیر گھر سُونا ہے اور اُن کے متعلقین کی آنکھیں سوج چکی ہیں۔ اور آنسوؤں کا تمام ذخیرہ کام آچکا ہے۔ بازید نے مختلف جوازوں سے خدام کو محروم و نامراد رخصت کر دیا۔ اُن لوگوں کی آمد اُن کے شغل میں خلل کا باعث ہوتی تھی، وہ سخت الجھن میں گرفتار تھے

خبر ہوتی کہ یوں چھپتا پھروں گا
تو اپنے آپ میں روپوش رہتا

خدام نے گھر واپس پہنچ کے ان کی واپسی کے سلسلے میں قطعی مایوسی کا اعلان کر دیا۔ گھر والے تاسف اور تشویش سے ایک دوسرے کی صورتیں تکنے لگے۔ پھر ایک آخری کوشش کے طور پر ان کی بیوی اور بھائیوں نے اُن سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ ان کی بیوی کا نام بی بی راستی تھا۔ بی بی راستی کے بھائی بڑی امید سے بہنوئی کے مسکن کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کے انہوں نے بھی بازید کو طرح طرح واپسی کی ترغیب دی اور کہا۔ "ہم بڑے ناز سے آئے ہیں کہ آپ ہماری درخواست رد نہیں کریں گے۔"

بازید کیلئے خدام کی طرح اپنے نسبتی بھائیوں کو ٹالنا آسان نہیں تھا اور وہ اُن کے دل توڑنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ "عزیزو! اگر تمہاری ہمشیرہ بی بی راستی بھی یہی فرمائش کریں کہ لوٹ آؤ تو یقین کرو، ہم ضرور لوٹ آئیں گے۔ جاؤ اور اس سلسلے میں اپنی ہمشیرہ کا عندیہ معلوم کرو۔"

یہ شرط سن کے بی بی راستی کے بھائی پھر گھر پہنچے اور انہوں نے اپنی بہن سے کہا کہ وہ خود شوہر کیلئے واپسی کا پیغام بھیجیں۔ بی بی راستی خاموش ہو گئی۔ وہ ایک پرہیزگار خاتون تھیں اور اپنی شوہر کی مزاج شناس تھیں اور حقیقت یہ ہے کہ بازید نے انہی کی پرہیزگاری سے متاثر ہو کے دنیوی آلائشیں ترک کی تھیں۔ بی بی راستی کے بھائی بے چینی سے ان کے

Marfat.com

جواب کے منتظر تھے۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بی بی راستی نے کہا "مشیت کا بھید یہی ہے وہ جس راہ پر گامزن ہیں۔ انھیں اسی پر گامزن رہنے دو۔ یہی سعادت ہے۔ یہی مشیت۔ یہ کہہ کے انہوں نے کچھ دیر تک سکوت کیا پھر جھکی ہوئی پلکوں اور سرخ عارضوں کیساتھ دبی زبان میں اپنے بھائیوں کو بتایا کہ "تمہاری بہن کے پاس اللہ کی ایک امانت پرورش پارہی ہے۔ اسے مادر زاد ولی ہونا ہے۔ اس کا ظہور چناب میں ہوگا۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ اس کی خاطر دنیا ترک کردیں۔ ہمیں اب دنیا کی طرف آواز نہ دو۔ غور سے سن لو کہ تمہارے بہنوئی اب واپس نہیں آئیں گے اور مجھے بھی وہیں پہنچ کر ان کی رفاقت کا حق ادا کرنا ہے۔"

حضرت سلطان العارفین کی ولادت

نتیجۃً بی بی راستی کے بھائیوں کو بہنوئی کے علاوہ بہن کا فراق بھی قبول کرنا پڑا۔ جلد ہی بی بی راستی اپنے شوہر کے پاس شور کوٹ پہنچادی گئیں اور اس طرح شور کوٹ کی فضا میں دو آوازیں مل کے "اللہ ہو" کا ورد کرنے لگیں۔ زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ ان آوازوں سے ایک نوازائدہ بچے کا رونا بھی ہم آہنگ ہو گیا اور اللہ کی نادیدہ امانت مجسم ہو کے بی بی راستی کی آغوش میں ہمکنے لگی۔ تارک الدنیا باپ کا سر تشکر سے زمین پر جھک گیا۔

بی بی راستی خدا کی عبادت سمجھ کے اس پودے کی آب یاری کرنے لگی۔ بچے کے فطری اور پیدائشی جواہر گہوارے ہی میں چمکنے لگے۔ شیر خواری میں اس کا یہ عالم تھا کہ اگر رمضان کے دن ہوتے تو روزے کے اوقات میں وہ ماں کا دودھ پینے سے عمداً اجتناب برتتا۔ بی بی راستی عبادت یا تلاوت کرنے کیلئے بیٹھتیں تو انھیں یہ اطمینان اور یقین ہوتا تھا کہ ان کا بچہ عام بچوں کی طرح ان کے شغل میں نہیں حارج ہوگا۔ بچے نے بھی ان کے اس اطمینان اور یقین کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی۔ وہ گہوارے میں لیٹے لیٹے اپنی ماں کے وظائف یا تلاوت توجہ، انہماک اور خاموشی سے سنتا رہتا اور جب ماں شغل ختم کر کے اس کی طرف متوجہ ہوتیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا جیسے معصوم بچہ اپنی توتلی زبان میں ان کا وظیفہ دہرا رہا یا انہیں قرآن سنا رہا ہے ان کی آنکھیں مسرت سے اشکبار ہو جاتیں اور ان کے بے قرار لب بچے کی پیشانی پر نگینے ثبت کرنے لگتے۔

ماں کی تربیت

بچہ اسی فضا میں پرورش پاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے گھٹنوں گھٹنوں چلنا شروع کر دیا پھر ماں کی انگلی تھام کے اپنے پیروں پہ چلنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ

Marfat.com

وہ وقت بھی آگیا کہ وہ گھر سے نکل کے گلی میں جانے کے قابل ہو گیا۔ وہ جب بھی گلی میں پہنچتا، محلے کے دوسرے بچوں سے صاف الگ پہچانا جاتا۔ اس کی آنکھوں میں ستاروں کی اور پیشانی میں چاند کی چمک تھی۔ وہ دیکھنے والوں کیلئے عجیب مقناطیسی کشش کا حامل تھا۔ جس شخص کی بھی اس پر نظر پڑتی وہ بے اختیار اس کی طرف کھنچتا چلا جاتا اور خواہ اجنبی ہی کیوں نہ ہو۔ اسے اٹھا کے بازوؤں میں بھرے بغیر نہ رہتا کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کے ماتھے پر نور کی غیر معمولی اور مسحور کن دمک تھی۔ یہ دمک نور اور حسن پیدا کرنے والے کی ناقابل تردید حقانیت کا اظہار تھی۔ مناقب سلطانی کے مؤلف نے لکھا ہے کہ بازید محمد اور بی بی راستی کا یہ بچہ طفولیت میں گھر سے باہر نکلتا تو جو بھی غیر مسلم اس کی طرف دیکھتا اس کی حالت میں اچانک ایک حیرت انگیز تغیر پیدا ہوتا اور وہ کسی ظاہری ترغیب و تبلیغ کے بغیر بے اختیار کلمہ پڑھ کے خود بخود اسلام قبول کر لیتا۔ اس طرح بیشمار غیر مسلم اسلام کے پرچم تلے جمع ہو گئے۔ یہ ایک عجیب و غریب بات تھی۔ اس بچے کے باعث شہر کے غیر مسلم جب اپنے بہت سے ہم مذہبوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تو ان میں تہلکا مچ گیا اور وہ بے حد تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ ایک روز باہم مشورے کیلئے وہ سر جوڑ کے بیٹھے اور خاصے غور و فکر کے بعد انہوں نے بچے کے باپ بازید محمد سے ملنے کا فیصلہ کیا۔

جلد ہی انہوں نے ایک وفد کی صورت میں بازید محمد سے ملاقات کی۔ بازید محمد ان کے ساتھ نہایت خوش خلقی سے پیش آئے اور ان کی تواضع کرنے لگے۔ وفد کے لوگوں نے شکایت آمیز انداز میں ان کے سامنے اپنا مدعا رکھا اور اپنے مذہب کی حفاظت کے پیش نظر یہ مطالبہ کیا کہ "آپ کا بچہ جب بھی گھر سے باہر نکلے، براہ کرم پہلے سے منادی کر دی جائے تاکہ ہم وقت سے پہلے مطلع ہو کر اپنے لوگوں پر باہر نکلنے کی پابندی عائد کر سکیں۔"

بازید محمد مسکرائے۔ انہوں نے خندہ پیشانی اور سیر چشمی سے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اس کے بعد یہ معمول ہو گیا کہ جب بھی ان کا بچہ گھر سے باہر جانے کا ارادہ ظاہر کرتا۔ یا وہ خود اسے سیر کے لئے لے جاتے تو شہر کے تمام کوچوں میں اس کے نکلنے کا اعلان کروا دیتے۔ اعلان ہوتے ہی غیر مسلم لوگ اپنے اپنے گھروں یا دکانوں میں چھپ کے بیٹھ جاتے تاکہ کہیں غلطی سے بچے پر ان کی نظر نہ پڑ جائے۔

بچہ ان تمام باتوں سے بے نیاز اپنے اندر سفر کر رہا تھا۔ اندر کا سفر کرتا ہوا وہ شعور

Marfat.com

اور تمیز کی منزل میں پہنچا تو والدین نے اس کیلئے مروجہ تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا لیکن اس پر تو جذب و مستی کا غلبہ تھا۔ والدین کی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ اس کی یہ روش دیکھ کر ایک روز بایزید نے اپنی بیوی سے کہا۔ "راستی! تمہارا بیٹا ازلی فیض سے سرفراز کیا گیا ہے۔ اسے نہ چھیڑو۔ اس کی تعلیم و تربیت ہمارا نہیں، اس کا ذمہ ہے۔ جس نے آبشاروں کو بہنا اور طائروں کو چہکنا سکھایا ہے۔"

حضرت علیؓ سے ملاقات

بازید محمد کی توقع غلط ثابت نہیں ہوئی۔ انہی دنوں کا ذکر ہے، ان کا بچہ ایک روز شور کوٹ کے نواح سے گذر رہا تھا۔ اچانک اس پر بے خودی طاری ہوئی۔ بے خودی میں اس نے دیکھا کہ ایک نورانی صورت، صاحب جلال و حشمت سوار اس کے سامنے نمودار ہوئے اور انہوں نے نہایت اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھام کے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ بچے پر تعجب بھی طاری ہوا اور خوف بھی مگر نووارد سوار نے دل نشین لہجے میں اس کی ہمت بندھائی اور یہ انکشاف کر کے اسے مبہوت کر دیا کہ وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ بچہ کم عمر ضرور تھا۔ لیکن کم علم نہیں تھا کہ اس نام سے واقف نہ ہوتا اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ کہ حضرت علی سے اس طرح ملاقات ہو سکتی ہے۔ وہ وفور مسرت میں مچل کے خود کو ان پر قربان کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن ان کی قربت کے احساس نے اسے یہ اذن تک نہیں دیا کہ وہ جنبش کر سکے۔ اس کا جسم ساکت تھا، زبان گنگ تھی اور پتلیاں متحرک تھیں۔ اس کی کیفیت دیکھ کر حضرت علی نے اس پر توجہ کی تو اسے کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے سادگی اور معصومیت سے دریافت کیا "اے فرزند! تمہاری طلبی رسول ﷺ کے دربار سے ہوئی ہے۔ وہیں چل رہے ہیں۔"

وقت کی نبضیں تھم گئیں اور بچے نے لمحوں میں خود کو رسول مقبول ﷺ کی بارگاہ میں شرف یاب دیکھا۔ اس بارگاہ میں اہل بیت کے علاوہ صدیق اکبر نے بچے پر توجہ کی اور رخصت ہو گئے پھر فاروق اعظمؓ نے توجہ دی اور رخصت ہو گئے۔ صرف اہل بیت محفل میں موجود رہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بچے سے پہلے خود بیعت لی پھر اسے حضرت علی کے سپرد کر دیا۔ اس حیرت ناک واقعے کے بعد بچے نے معاً خود کو دوبارہ شور کوٹ کے نواح میں پایا، جہاں سے اسے لے جایا گیا تھا۔

پھر تو اس کی دنیا ہی بدل گئی اور جب وہ بڑا ہوا تو سلطان العارفین شیخ سلطان باہو کے

Marfat.com

نام سے مشہور و معروف ہوا۔ سلطان باہو اپنی کتاب "عین الفقر" میں اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "مرشدِ کامل آں حضرت ﷺ نے مجھے تلقین فرمائی تو میری آنکھوں کے سامنے درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ اوّل و آخر یکساں ہو گیا اور میں تلقین سے مشرف ہوا تو دخترِ رسول فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ تو ہمارا فرزند ہے۔ پھر میں نے امام حسن اور امام حسین کے قدم چومے اور اپنی گردن میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ محبوب خدا نے تلقین کے بعد مجھے ہدایت دی کہ خدا کی مخلوق سے محبت کرنا۔ تمہارا درجہ روز بروز بلکہ لمحہ بہ لمحہ ترقی پر ہوگا اور ابد الآباد تک ایسا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ یہ سروری اور سرمدی حکم ہے بعد ازاں آں حضرت ﷺ نے مجھے غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد کیا۔ غوثِ اعظم نے سرفراز کرنے کے بعد مجھے خلقت کیلئے رشد و ہدایت کا حکم دیا۔"

اس فیض یابی کے بعد سلطان باہو ہر وقت اور ہر لمحے وحدانیت کے سمندر میں مستغرق رہنے لگے وہ ہمہ وقت حق کے مشاہدوں سے مشرف اور ذات مطلق کے جلال و جمال میں مست رہتے۔ والہانہ زندہ مشائخ کے پاس پہنچے اور بے تابانہ اولیاء کی مقبروں پر جاتے۔ ماں راستی اپنے بیٹے کی یہ شیفتگی اور فدائیت دیکھتیں تو سر بسجود ہو جاتیں۔ وہ اپنے بیٹے کیلئے گھر میں تین بہوئیں لائیں مگر تین تین بیویاں ہونے کے باوجود سلطان باہو کا گھر میں دل نہیں لگتا تھا۔ کیونکہ انھیں تو حقیقی نسبت کسی اور سے تھی اور ان کے دل میں تو کسی اور کی محبت بسی ہوئی تھی۔ وہ محبت جو دل کی دنیا میں اپنے سوا کسی کی گنجائش نہیں چھوڑتی۔

دعوت قبور

سلطان باہو اولیاء کی قبروں پر قبر کی دعوت کیلئے اکثر سواری کرتے تھے۔ علم دعوت وہ علم ہے جو اولیاء کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔ جو درویش دعوت کیلئے قبر پر سواری کرتے ہیں۔ وہ دیدار کی طلب میں مست ہوتے ہیں اور فانی زندگی سے ہاتھ دھو کے جاودانی زندگی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اسی جذبے سے ایک بار سلطان باہو ایک پیر کی قبر پر سوار ہوئے۔ وہ پیر ایک تجریدی، تفریدی اور جلالی پیر تھے لہٰذا ان کی قبر پر سوار ہونے سے سلطان باہو کے دونوں تلووں میں آبلے پڑ گئے سلطان باہو تکلیف کی حالت میں قبر سے اترے اور ان کے منہ سے نکلا۔ "یہ کوئی نامراد یعنی لاولد فقیر ہے ہم اولاد والے ہیں۔ اب ہماری اولاد میں سے کوئی بھی اس قبر پر نہیں آئیگا۔ یہ جملہ ان کی زبان سے جذب کے عالم میں ادا ہوا تھا۔ اس لئے اس کا اثر اب تک باقی ہے۔ آج بھی اگر ان کی اولاد میں سے کوئی شخص اس

Marfat.com

قبر پر چلا جائے تو جانی و مالی نقصان اٹھاتا ہے۔

اسی طرح ایک بار سلطان باہو ملتان میں شیخ بہاؤالدین زکریا کے مزار پر سوار ہوئے۔ اچانک مزار میں جنبش ہوئی۔ قریب تھا کہ سلطان باہو کو کوئی ضرر پہنچ جاتا مگر فوراً غوث اعظم کی صدا ابھری بہاؤالدین! یہ ہمارا محبوب ہے۔ اس سے الفت کرو۔ اجتناب کرو۔ اس کی مراد سنو اور پوری کرو۔ اس صدا کے ساتھ ہی بہاؤالدین زکریا نے مزار سے بر آمد ہو کے سلطان باہو سے بالمشافہ ملاقات کی اور شفقت سے ان کی مراد دریافت کرنے لگے۔ سلطان باہو نے کہا۔ "کوئی مراد نہیں ہے۔"

بہاؤالدین زکریا نے اصرار سے پھر مراد دریافت کی۔ سلطان باہو نے کہا۔ "مجھے اپنے شہر سے کسی پاکیزہ ہستی کا باز و عنایت کیجئے۔" یہ کہہ کے وہ جذب و مستی کے عالم میں درگاہ سے نکلے اور شمال کی جانب روانہ ہوئے چلتے چلتے وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ اچانک کہیں سے ایک خوبصورت دوشیزہ آئی اور ان کے قریب کھڑے ہو کر رونے لگی۔ دوشیزہ کے پیروں میں آبلے پڑے ہوئے تھے اور اپنی جوتیاں اس نے ہاتھوں میں لے رکھی تھیں۔ سلطان باہو نے حیرانی سے پوچھا۔ "تو کون ہے؟ دوشیزہ نے ایک ساہوکار کا نام لے کر بتایا کہ "میں ان کی بیٹی ہوں۔"

سلطان باہو نے پوچھا۔ "یہاں کیوں آئی ہے۔"

وہ بولی۔ "آپ شیخ بہاؤالدین زکریا کے مزار پر گئے تھے تاجب آپ وہاں سے نکلے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئی۔ کیونکہ شیخ بہاؤالدین زکریا نے مجھے یہی حکم دیا تھا۔"

سلطان باہو فوراً حکم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے۔ لمحوں میں حکم الٰہی ہو گیا لہٰذا انہوں نے اپنے باطنی تصرف سے اسی وقت ارد گرد کی آبادیوں کے معززین کو جمع کیا اور ان کی گواہی میں اجنبی دوشیزہ سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی چوتھی شادی تھی۔

سلطان باہو اسی لباس میں اپنی دلہن کے ساتھ منزل بہ منزل شور کوٹ پہنچے۔ گھر میں ان کی والدہ اپنی تینوں بہوؤں کو پہلے ہی بتا چکی تھیں کہ "آج میرا بیٹا تمہاری ایک سوکن لے کے آرہا ہے۔"

سلطان باہو نے نئی بیوی کے ساتھ گھر میں داخل ہو کے ماں کی قدمبوسی کی۔ بی بی راستی نے چوتھی بہو کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور بیٹے سے قدرے ناراضی کے انداز

Marfat.com

میں بولیں۔ "بیٹا! تم دنیا میں بہت سی عورتیں جمع کرنے کیلئے پیدا کئے گئے ہو یا معرفت کے حصول کیلئے؟"

سلطان باہو نے آخر الذکر امر کی تائید میں گردن ہلادی۔ بی بی راستی نے کہا۔ "تو سنو۔ یہ راہ روشنی کے بغیر طے نہیں ہو گی۔ روشنی تلاش کرو۔" سلطان باہو نے کہا۔ "ماں میرے مرشد تو خود رسول اکرم ﷺ ہیں اب مجھے کسی ظاہری مرشد کی کیا ضرورت؟"

بی بی راستے نے انھیں سینے سے لگا لیا۔ "بیشک۔ رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر کامل مرشد کون ہو گا۔ لیکن بیٹا! معرفت کی دنیا کا نظام یہی ہے کہ ظاہری رہبر کی رہبری ضرور حاصل کی جائے۔ اس کے بغیر حقیقی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ جیسے ظاہری شریعت کی پیروی کے بغیر باطنی سربلندی نہیں ملتی۔"

بی بی راستی نے انھیں حضرت موسیٰ کا واقعہ سنایا۔ "ان کے کامل ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ انھیں تو خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل تھا۔ پھر بھی ظاہری واسطہ لازم قرار پایا اور انہوں نے حضرت خضر کی پیروی کی اسی خاطر مجمع البحرین گئے پھر ان پر وہ اسرار بھی منکشف ہوئے جو پہلے منکشف نہیں ہوئے تھے۔"

ماں کی ترغیب سلطان باہو کے دل کو لگ گئی۔ انہوں نے سینہ مسلتے ہوئے بے قراری سے پوچھا۔ "روشنی کہاں ہے ماں؟ میں کس سمت میں جاؤں؟" بی بی راستی نے کہا۔ "مجھے معرفت کی خوشبو مشرق کی سمت سے محسوس ہوتی ہے۔"

مرشد کی تلاش

سلطان باہو نے ماں سے اسی وقت رضا لی اور نئی نویلی دلہن کو جس حالت میں لائے تھے، اسی حالت میں چھوڑ کر گھر سے نکل گئے۔ انہوں نے تلاش کا سفر مستانہ وار طے کرنا شروع کر دیا۔ قریے قریے اور بستی بستی کی خاک چھانی، پہاڑ ناپے، خارزاروں میں آبلہ پائی کی اور جنگلوں کی کڑی مسافتیں طے کیں لیکن کہیں بھی کوئی کرن ان کے لئے زنجیر نہ بن سکی۔ اسی سفر میں ایک روز وہ چولستان سے گزر رہے تھے۔ ایک مقام پر دور سے ان کی نظر ایک لکڑہارے پر پڑی۔ لکڑہارا ایندھن کیلئے لکڑیوں کا گٹھا باندھ رہا تھا۔ سلطان باہو گزرتے چلے گئے۔ دوسرے روز چند ہمراہیوں کے ساتھ اتفاق سے وہ پھر اسی مقام سے گزرے تو معاً ٹھٹک کے رہ گئے اور محویت کے عالم میں دیر تک ایک جگہ کھڑے رہے۔ جب خاصا وقت بیت گیا تو ایک ہم راہی نے انھیں چونکایا اور

Marfat.com

اس طرح ایک جگہ کھڑے ہو جانے کا سبب دریافت کیا۔ سلطان باہو نے گویا کچھ سونگھتے ہوئے جواب دیا۔ "رفیقو میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہاں ضرور کسی ولی کا مسکن ہے۔ زمین سے آسمان تک نور ہی نور نظر آ رہا ہے۔"

یہ کہہ کے وہ چند قدم آگے بڑھے تو انہیں کوئی شخص بے ہوش پڑا ہوا نظر آیا۔ اس کے پاس لکڑیوں کا گٹھا بھی پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے غور سے دیکھا تو یہ وہی لکڑ ہارا تھا جسے وہ کل دیکھ چکے تھے۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے آہستگی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ شخص اسی وقت ہوش میں آگیا۔ سلطان باہو نے اس سے اس کا حال پوچھا۔ لکڑ ہارے نے وارفتگی سے کہا۔ "حضرت! اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو کل یہاں سے حضور ہی گزرے تھے؟" سلطان باہو نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔ لکڑ ہارے نے ان کی دست بوسی کی اور عاجزی سے کہا۔ "مجھے یاد ہے، آپ نے مجھ پر ایک سرسری نظر ڈالی تھی۔ جیسے ہی آپ کی نظر پڑی، مجھے اپنی سُدھ بُدھ نہ رہی۔ آپ کی ایک اچٹتی نگاہ نے مجھے نہ جانے کہاں پہنچا دیا تھا کہ وہاں سے واپس آنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ اسی باعث میں کل سے اب تک یہیں ہوں۔" وہ دست بستہ ہو گیا۔ "آپ نے مجھے واپس کیوں بلا لیا؟ خدارا پھر وہیں پہنچا دیجئے۔"

سلطان باہو نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں لکڑ ہارا ان کی نگاہ کی تاب نہ لا سکا اور چشم زدن میں پھر بے ہوش ہو گیا۔ سلطان باہو نے اسی طرح ایک لحظے میں اور صرف ایک قدم پر ان گنت طالبوں کی کایا پلٹ دی۔ ان کا شمار نہ تھا۔

کوچہ گردی، صحرا نوردی کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک روز وہ اپنے خلیفہ سلطان حمید کے ساتھ ایک ویران ٹیلے پر پہنچے تو انہیں کچھ تھکن محسوس ہوئی۔ انہوں نے ٹیلے پر بیٹھنے کا ارادہ کیا مگر دوسرے ہی لمحے یہ ارادہ بدل دیا اور خلیفہ سے کہا۔ "حمید! جلدی کرو۔ اس ٹیلے سے فوراً اترو۔ یہاں سے ظلم کا تعفن اٹھ رہا ہے۔"

بعد میں تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہ ٹیلا کسی زمانے میں ایک ایسے شخص کی ملکیت تھا جو نہایت ظالم و جابر تھا۔ ٹیلے سے اتر کے سلطان باہو نے ریت کے میدان میں قیام کیا اور خلیفہ حمید کے زانو پر سر رکھ کے لیٹ گئے۔ اس طرح ان کا لباس اور جسم خاک آلود ہو گیا۔ خلیفہ کو اپنے پیر کی یہ حالت دیکھ کے بہت قلق ہوا۔ اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کاش میرے پاس دنیوی دولت ہوتی تو آج میں اپنے پیر کے لئے اطلس و مخمل کا نرم بستر بنواتا۔

Marfat.com

اسی وقت سلطان باہو نے اس کے زانو سے سر اٹھا کے پوچھا۔ "حمید! کیا سوچ رہے ہو؟" خلیفہ نے جو سوچا تھا، وہ بتادیا۔ سلطان باہو نے مسکرا کے کہا۔ "آنکھیں تو بند کرو۔"

خلیفہ نے حکم کی تعمیل میں آنکھیں بند کیں تو عجیب منظر دیکھا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک خوش نما اور معطر باغ میں پایا۔ وہاں ایک جگہ روش دیبا کے فرش و فروش سے آراستہ تھی اور ایک نہایت حسین و جمیل عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے سلطان حمید سے رغبت ظاہر کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ "مجھ سے نکاح کر لو۔" حمید نے دبلی زبان سے اس سے کہا۔ "دور دور" "کیا غضب کر رہی ہو۔ میں اس وقت اپنے ہادی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ کیا مجھے ان کی نظروں سے گراؤ گی۔ میرے پاس نہ آؤ۔ ہٹو۔" اسی اثنا میں اس کی آنکھ خود بخود کھل گئی اور شرم و ندامت سے اس کی پلکیں جھک گئیں۔ سلطان باہو نے اس سے پوچھا کہ "کیا دیکھا؟" اس نے جو کچھ دیکھا تھا، وہ تفصیل سے بیان کیا۔ سلطان باہو نے پوری بات سنی پھر کہا "ارے ابھی تو تم دنیا کی طمع کر رہے تھے۔ یہ دنیا ہی تو تھی۔ تم نے اسے قبول کیوں نہیں کیا؟ اگر اسے قبول کر لیتے تو دنیا کا مال و زر تمہارے گھر سے کبھی ختم نہ ہوتا۔"

حمید نے دست بستہ کہا۔ "مرشد! خادم مال و دولت کا نہیں، فقر کا متمنی ہے۔"

سلطان باہو بولے۔ "مناسب ہے۔ فقر کا اثر تمہارے خاندان سے کبھی نہیں جائے گا۔"

تجسس کی مسافت کے ان راستوں میں سلطان باہو کئی مجذوبوں، درویشوں اور فقیروں سے ملے لیکن نگاہ کی کسوٹی پر کوئی پورا نہ اترا وہ بڑھتے رہے کہ ؎

دیکھیں، ادائے فرض ہو کس روز، کس جگہ
ہوتا ہے راستوں کی ندی پر وضو ہنوز

البتہ مختلف فقراء سے انہوں نے بغداد کے شاہ حبیب اللہ قادری کا تذکرہ جگہ جگہ سنا اور ان کے دل میں بغداد جانے کا شوق جڑ پکڑتا رہا۔ آخر اسی شوق کی رہنمائی میں انہوں نے رختِ سفر باندھا اور ہندوستان سے عراق تک اپنی زندگی کی سب سے طویل مسافت طے کی اور بغداد میں داخل ہو کے کہیں رکے نہیں، سیدھے شاہ حبیب اللہ کی خانقاہ پہنچے۔ خانقاہ درویشوں، زائروں اور خدام سے بھری ہوئی تھی۔ شاہ حبیب اللہ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنی خانقاہ میں پانی کی ایک دیگ نرم آنچ پر ہر وقت گرم رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جو بھی اس دیگ

Marfat.com

میں ہاتھ ڈالتا، وہ صاحب کشف ہو جاتا تھا۔ سلطان باہو نے دیکھا کہ طالبین جوق در جوق آ رہے ہیں۔ سلطان باہو ایک طرف بیٹھ کے خاموشی سے یہ منظر دیکھتے رہے۔ کچھ دیر بعد دفعتہً شاہ حبیب کی نظر اس پردیسی پر پڑی۔ انہوں نے سلطان باہو سے کہا۔ "درویش! وضع قطع اور چہرے مہرے سے تو یہاں کا باشندہ معلوم نہیں ہوتا شاید کہیں دور سے آیا ہے مگر تو علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اُٹھ اور یہاں آ کے دیگ میں ہاتھ ڈال تاکہ اپنی مراد کو پہنچے۔" سلطان باہو اٹھ کے ان کے پاس گئے اور ادب سے بولے۔ "بابا! میری مراد ایسی نہیں ہے جو اس طرح بر آئے۔ کشف و کرامت کے یہ کھلونے مجھے متاثر نہیں کر سکتے۔ میں وہ طائر ہوں جس کی علو ہمتی سدرہ پر پہنچ کر بھی قانع نہیں ہو سکتی میرا شوق لاہوت کی بسیط فضا چاہتا ہے میری انتہائی منزل تنزیہ کا وہ مقام ہے جہاں ذات حق کے سوا کوئی نہ ہو۔

شاہ حبیب چونک پڑے۔ انہوں نے سر کو خفیف سی جنبش دے کر کہا۔ "درویش! بیشک تیری آرزو بلند ہے مگر جانتا ہے، بلند آرزو اور مراحل کتنی سختی مانگتے ہیں؟"

سلطان باہو نے پامردی سے کہا۔ "یہ مسافت بے سبب طے نہیں کی ہے بابا! حکم دیجئے۔"

اچھا۔ "شاہ حبیب نے کہا۔ "تو کچھ روز مجاہدہ کر۔ فی الحال پانی بھر اکر" انہوں نے ایک خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے ایک مشکیزہ لا کے سلطان باہو کے حوالے کر دیا۔

سلطان باہو نے رضا اور غبت سے مشکیزہ سنبھالا، اسے پانی سے بھر ا اور پانی لے جا کے خالی حوض میں انڈیل دیا۔ حاضرین نے حیرانی سے دیکھا کہ سلطان باہو کے پہلے ہی مشکیزے میں حوض لبالب بھر گیا اور نہ صرف حوض بھر گیا بلکہ خانقاہ کا صحن بھی بھیگنے لگا۔ شاہ حبیب نے تحمل کے ساتھ یہ ماجرا دیکھا اور اپنے قریب کھڑے ہوئے مریدوں سے کہا۔ "یہ درویش کوئی کم مایہ طالب معلوم نہیں ہوتا۔" انہوں نے ہاتھ ہلا کر سلطان باہو کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا۔ "آزمائش کیلئے آمادہ ہے؟" سلطان باہو نے بے تامل آمادگی ظاہر کر دی شاہ حبیب نے سوال کیا۔ "تیرے پاس دنیا کا کچھ مال و متاع ہے۔" سلطان باہو نے اثبات میں جواب دیا۔ شاہ حبیب برجستہ بولے۔ "فقر اور مال کا کیا میل؟ ایک میان میں کہیں دو تلواریں بھی سماتی ہیں اور ایک دل میں کہیں دو محبتیں بھی جمع ہوتی ہیں۔" یہ سننا تھا کہ سلطان باہو یکایک پلٹے اور قریب قریب دوڑتے ہوئے خانقاہ سے باہر نکل گئے۔ بغداد میں انہوں

Marfat.com

نے کہیں قیام نہیں کیا۔

مال سے نفرت

شور کوٹ میں بی بی راستی نے ایک صبح اپنی چاروں بہوؤں کو بلا کے اپنے سامنے بٹھایا اور ملائمت سے بولیں۔ "بیٹیو! آج میرا بیٹا واپس آرہا ہے۔" بہوؤں کی گردنیں جھک گئیں لیکن بی بی راستی کے دوسرے ہی جملے نے انہیں گردنیں اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ بی بی کہہ رہی تھیں۔ تمہیں اپنے شوہر کے آنے کی غایت معلوم ہے؟ وہ سارا مال و متاع گھر سے باہر پھینکنے کیلئے آرہا ہے لیکن میں تمہیں وقت سے پہلے ہوشیار کر رہی ہوں لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ تم چاروں اپنے اپنے زیورات اور نقدی وغیرہ کہیں چھپا دو۔"

بی بی راستی کی بہوؤں نے ساس کی ہدایت کے مطابق تمام زیور تمام نقدی اور تمام دوسری قیمتی اشیاء زمین کھود کے دفن کر دیں اور مطمئن ہو گئیں۔

شام کا وقت تھا۔ سلطان باہو نے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ بی بی راستی نے دروازہ کھولا۔ دونوں ماں بیٹے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ سلطان باہو کی بیویاں ان کے ارد گرد جمع ہو گئیں اور مدت سے بچھڑے ہوئے ماں بیٹے کی ملاقات کا منظر اشک بار نظروں سے دیکھنے لگیں۔ ماں سے جدا ہو کے سلطان باہو اپنی بیویوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کے منہ سے سب سے پہلا سوال نکلا کہ "گھر میں جتنا بھی مال و متاع ہے۔ وہ سب نکال کے ایک جگہ ڈھیر کر دو۔"

بیویوں نے بیک وقت جواب دیا کہ "آپ اتنی مدت بعد لوٹے ہیں۔ گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

سلطان باہو نے غائر نظروں سے پورے گھر کا جائزہ لیا اور ایک ایک کونہ چھان مارا مگر کچھ نظر نہیں آیا۔ البتہ گہوارے میں ان کا شیر خوار بچہ سو رہا تھا۔ اس کی انگلی میں سونے کی ایک انگشتری چمک رہی تھی۔ سلطان باہو نے آگے بڑھ کے بچے کی انگلی سے انگشتری اتاری اور گھر سے باہر اچھال دی پھر اطمینان سے چارپائی پر دراز ہو گئے۔ سفر کی تھکن کے باعث ان کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں بہت جلد نیند آجانی چاہئے تھی لیکن سونے کے بجائے صرف چند لمحوں میں وہ سخت مضطرب نظر آنے لگے۔ بار بار اٹھ کے بیٹھتے، اِدھر اُدھر دیکھتے اور دوبارہ لیٹ جاتے یہ عمل انہوں نے دو تین بار دہرایا پھر آخر چارپائی سے اتر گئے اور کچھ سونگھنے کی کوشش کرتے ہوئے اضطرار سے بولے۔ مال کی بو آرہی ہے، مال کی بو آرہی ہے۔"

Marfat.com

یہ جملہ انہوں نے مسلسل کہنا شروع کر دیا۔ نتیجتہً ان کی بیویوں کو مجبور ہو کے یہ بتانا پڑا کہ مال کہاں دفن ہے۔ سلطان باہو نے فی الفور زمین کھود ڈالی اور تمام مال نکال کے نہایت بے نیازی کے ساتھ گھر سے باہر پھینک آئے۔

دوسری صبح ہندوستان سے عراق تک کی طویل مسافت دوبارہ شروع ہو گئی اور منزلوں پر منزلیں سر کرتے ہوئے وہ ایک بار پھر شیخ حبیب کی خانقاہ میں پہنچ گئے۔ شیخ حبیب نے انہیں دیکھا تو کھڑے ہو کے سینے سے لگا لیا پھر ان کی پشت تھپکتے ہوئے بولے۔ ''درویش! بیشک تم نے دنیوی مال سے تو نجات حاصل کر لی۔ مگر ابھی تک عورتوں سے آزادی حاصل نہیں کی۔ ان کا حق ادا کرو گے یا خدا کا؟'' یہ سننا تھا کہ سلطان باہو شیخ حبیب سے علیحدہ ہوئے اور پہلے کی طرح آج پھر یکایک پلٹے اور قریب قریب دوڑتے ہوئے خانقاہ سے باہر نکل گئے راہ میں پھر انہوں نے کہیں قیام نہیں کیا۔

شور کوٹ میں ایک صبح بی بی راستی نے پھر اپنی چاروں بہوؤں کو اپنے سامنے بٹھایا اور رقت سے بولیں۔ ''میرا بیٹا آج پھر آرہا ہے اور آج اس کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اس نے مال و متاع سے نجات حاصل کی ہے، اسی طرح تم چاروں سے بھی دست بردار ہو جائے۔'' بہوؤں کے چہرے فق ہو گئے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ بی بی راستی نے فوراً سنبھل کے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ''مگر بیٹیو فکر نہ کرو۔ ابھی میں زندہ ہوں۔ تم ایک بار اس گھر میں قدم رکھ چکی ہو۔'' ''اب یہ گھر تمہارا ہے۔ تم یہیں رہو گی۔'' بی بی راستی چند لمحوں تک کچھ سوچتی رہی پھر بولیں۔ ''تم چاروں اس کے سامنے نہ پڑنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں دیکھ کے وہ ایک دم کوئی حتمی بات منہ سے نکال بیٹھے۔''

شام کو سلطان باہو گھر پہنچے تو بی بی راستی نے ان سے پہلا سوال یہ کیا۔ ''بیٹا! اب کیسے آنا ہوا؟'' سلطان باہو نے آنے کا مقصد بیان کر دیا۔ بی بی راستی نے انھیں بٹھا لیا اور نرمی سے کہا۔ ''بیویوں کے جو حقوق تمہارے سپرد ہیں۔ آج سے تم ان سے بری الذمہ ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں۔ وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت حاصل کر کے گھر آگئے تو بہتر ہے۔ ورنہ تمہیں محض بیویوں کے حقوق کی خاطر گھر آنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ایسی صورت میں انہیں طلاق دینے کا خیال دل سے نکال دو۔

ماں کی تجویز نے سلطان باہو کو متاثر کیا پھر بھی وہ مصر ہوئے کہ یہ تجویز ان کے

Marfat.com

لئے اس وقت قابل قبول ہو گی جب یہ بات ان کے سامنے خود ان کی بیویاں کہیں۔ بی بی راستی نے آواز دے کے اپنی بہوؤں کو بلوایا اور اپنی تجویز دہرا دی۔ چاروں بہوؤں نے بغیر تامل اپنے شوہر کے سامنے اس تجویز سے قطعی اتفاق ظاہر کیا۔ سلطان باہو نے انھیں تشکر کی نگاہ سے دیکھا اور ماں سے اجازت لے کے تیسری بار ہندوستان سے عراق تک کی طویل مسافت طے کرنے کیلئے گھر سے نکل گئے۔

سلطان باہو چونکہ اب اس راہ کے عادی ہو گئے تھے اس لئے اس دفعہ عراق پہنچنے میں انہیں پہلے جیسی دقتیں پیش نہیں آئیں، نہ اتنی مدت صرف ہوئی جتنی پہلی اور دوسری بار صرف ہوئی تھی۔ بغداد پہنچ کے وہ خانقاہ گئے تو اس مرتبہ شیخ حبیب نے غیر معمولی تپاک کا مظاہرہ کیا اور کامل نظر سے ان پر توجہ دی۔ ان کی توجہ کے باعث سلطان باہو قلبی واردات سے دوچار ہو گئے اور دیر تک دوچار رہے۔ واردات کے القا کے بعد شیخ حبیب نے ان سے پوچھا۔ "سلطان! مراد پوری ہوئی! کچھ مشاہدہ کیا؟ سلطان باہو نے دست بستہ ہو کے انکسار سے کہا۔ "شیخ! جو مقامات مجھ پر اس وقت منکشف ہوئے ہیں۔ ان سے تو میں گھوارے ہی میں گزر چکا تھا۔ میری تمنا اس سے کہیں سوا ہے۔"

شیخ حبیب نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ امتحان کی طور پر بیٹھے بیٹھے سلطان باہو کی نظروں سے اچانک اوجھل ہو گئے۔ سلطان باہو نے بھی تاخیر نہیں کی۔ وہ بھی پرواز پر مائل ہوئے اور شیخ حبیب کا تعاقب کرتے کرتے ایک کھیت میں جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے ایک ضعیف کاشتکار کو دیکھا کاشت کار بیلوں کی جوڑی لئے ہوئے ہل چلانے میں مصروف تھا۔ سلطان باہو نے ایک خرقہ پوش درویش کا روپ دھارا اور کاشتکار کے پاس جا کے کہا۔ "بابا! یہ ضعیفی اور اتنی مشقت؟ مجھے ترس آرہا ہے۔ آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ جائیے آپ آرام کیجئے اور ہل مجھے دیجئے۔

ضعیف کاشتکار کے بھیس میں دراصل شیخ حبیب ہل چلا رہے تھے۔ وہ سلطان باہو کی یہ پیشکش سن کے ہنس دیئے اور دوبارہ اپنی اصل صورت میں لوٹ آئے۔ پھر وہ دونوں ایک ساتھ وہاں سے واپس ہوئے لیکن واپسی کا راستہ ابھی صرف چند قدم طے ہوا ہو گا کہ شیخ حبیب چلتے چلتے پھر کہیں غائب ہو گئے۔ سلطان باہو نے بھی ان کی پیروی کی اور پیروی کرتے ہوئے ہندوؤں کی ایک دور دراز آبادی میں پہنچ گئے وہاں انہوں نے ایک بوڑھے برہمن کو دیکھا۔

Marfat.com

برہمن کے ہاتھ میں زعفران اور رنگ سے بھرا ہوا ایک برتن تھا اور بازار سے گزرنے والوں کے ماتھوں پر تلک لگا رہا تھا۔ سلطان باہو نے بھی ایک نوجوان کی ہیئت اختیار کر لی اور جب برہمن ان کے قریب سے گزرا تو اس کے سامنے پہنچ کے کہا۔ "بابا! میرا ماتھا بھی خالی ہے۔"

دوسرے ہی لمحے سلطان باہو کے سامنے برہمن کے بجائے شیخ حبیب کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے سلطان باہو کا ہاتھ تھام لیا اور آگے بڑھ گئے مگر صرف چند قدم چلنے کے بعد وہ تیسری بار کہیں غائب ہو گئے۔ اس بار ان کے غائب ہونے کی رفتار خاصی تیز تھی۔ سلطان باہو نے بھی سرعت دکھائی اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے ایک مسجد میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک معمر استاد بچوں کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ سلطان باہو نے خود کو ایک خورد سال بچے میں تبدیل کیا اور ہاتھ میں قاعدہ لے کے استاد کے پاس پہنچے اور دوزانو بیٹھ گئے پھر ایک حرف پر انگلی رکھ کے پوچھنے لگے۔ "بابا! یہ کیا ہے؟"

اس بار شیخ حبیب نہ ہنسے بلکہ انہوں نے آبدیدہ ہو کے سلطان باہو کو سینے میں سمیٹ لیا اور بولے۔ "بس بس۔ بہت ہو چکا۔" سلطان باہو نے قاعدے کے حرف سے انگلی نہیں ہٹائی تھی۔ انہوں نے دوبارہ معصومیت سے پوچھا۔ "بابا! یہ کیا ہے۔"

شیخ حبیب بولے "بھلا میں تجھے کیا بتا سکتا ہوں کہ یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ سلطان! تو میرے بس کا نہیں ہے۔"

دونوں خانقاہ لوٹ آئے۔ یہاں آ کے شیخ حبیب نے سلطان سے کہا۔ "برادر! تو جس نعمت کا مستحق ہے، وہ میرے امکان میں نہیں ہے۔ ہاں، میرے شیخ عبدالرحمان قادری کی خدمت میں جا۔ وہ ہند کے مشہور شہر دہلی میں فروکش ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، تیرا حصہ وہیں ہے۔"

دہلی میں خانقاہ پر حاضری

دہلی میں شیخ عبدالرحمان قادری کی خانقاہ کا گوشہ گوشہ درود و وظائف سے گونج رہا تھا۔ فرداً فرداً بھی عبادت میں مصروف تھے اور اجتماعی طور پر بھی۔ شیخ عبدالرحمٰن ایک کونے میں بیٹھے ہوئے مراقبہ کر رہے تھے۔ چند مرید اور خدام ان کے دائیں بائیں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ یکایک شیخ نے مراقبہ ختم کیا۔ آنکھیں کھولیں اور اپنے خاص خادم سے مخاطب ہو کے بولے۔ "دیکھو، جلدی کرو اور باہر دوڑو کچھ فاصلے پر پہنچ کے تمہیں سفر کی گرد میں اٹا ہوا ایک گریبان چاک شکستہ حال

Marfat.com

درویش نظر آئیگا۔ جلد از جلد اس کے پاس پہنچو اور اسے مکمل عز و احترام سے یہاں لے آؤ۔ وہ ہمارا لباہو ہے۔"

خادم ارشاد کی تعمیل میں باہر لپکا اور راہ گیروں کے تعجب و تمسخر کی پرواہ کیئے بغیر اپنی پوری رفتار سے دوڑتا ہوا اس مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں سے سلطان باہو آرہے تھے۔ شیخ عبدالرحمان کے خادم کو قرائن سے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ وہ اسی درویش کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کے سلطان باہو کے پاؤں چومے اور احتراماً ان سے ایک قدم پیچھے ہو کے خانقاہ کے راستے کی طرف اشارہ کیا۔ "حضرت! ادھر چلنا ہے۔"

خادم کی معیت میں سلطان باہو شیخ عبدالرحمان کے روبرو گئے تو شیخ فوراً ان کا ہاتھ تھام کے انھیں تخلیے میں لے گئے۔ تخلیے میں پہنچتے ہی انہوں نے کسی قیل و قال کے بغیر سلطان باہو کو صرف ایک دم اور ایک قدم میں وہ نعمت عطا کر دی جس کی انہیں مدتوں سے طلب تھی اور جس کیلئے مجاہدات کے ہزار ہا دریا سالہا سال تک عبور کرنے پڑتے ہیں۔ ان پر حال کا غلبہ ہوا اور لمحوں میں صد ہا اسرار و رموز منکشف ہو گئے نیز ان کا دل فیض رسانی کے شدید جذبے سے لبریز ہو گیا۔

شیخ عبدالرحمان نے انہیں اپنے پاس نہیں روکا، اسی وقت خانقاہ سے رخصت کر دیا۔ سلطان باہو سرشاری و سرمستی کے عالم میں خانقاہ سے نکلے اور مختلف بازاروں سے گزرتے ہوئے، ہر خاص و عام پر توجہ دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ جس پر بھی ان کی توجہ ہو جاتی، وہ ایک دم بے خود و بے حال ہو جاتا۔ شیخ کی صرف ایک نگاہ نے سلطان باہو میں فیض رسانی کی غیر معمولی استعداد پیدا کر دی تھی۔

مناقب سلطان کے مصنف سلطان حامد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۳ اور ۴۴ پر ایک عجیب واقعہ لکھا ہے جو کچھ اس طرح ہے کہ سلطان باہو چلتے چلتے اتفاق سے جامع مسجد پہنچ گئے۔ جمعے کا دن تھا اسلئے جامع مسجد میں ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ رعایا کے علاوہ بادشاہ بھی سلطنت کے دیگر ارکان کیساتھ بہ نفسِ نفیس موجود تھا۔ بھیڑ کی وجہ سے سلطان باہو کو وہاں جگہ ملی جہاں نمازیوں کے جوتے رکھے ہوئے تھے سلطان باہو وہیں بیٹھ گئے اور جب نماز ختم ہوئی تو انہوں نے بیک وقت پورے مجمع پر توجہ کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جامع مسجد "یا حق یا حق" کے نعروں سے گونجنے لگی۔ لوگ مسلسل وجد کے عالم میں "یا حق

Marfat.com

یا حق" کی صدائیں لگا رہے تھے۔ معمولی سے معمولی شخص پر جذب و حال کی کیفیت طاری تھی لیکن بادشاہ، قاضی اور کو توال اس کیفیت سے محروم و محجوب رہے۔ پھر جب سلطان باہو نے توجہ منقطع کی اور مجمع کی حالت معمول پر آئی تو بادشاہ، قاضی اور کو توال نے سلطان باہو کے قریب جا کے پوچھا۔ "بابا! ہماری کیا تقصیر تھی کہ ہم اس نعمت سے محروم رکھے گئے ؟"

سلطان باہو نے بر ملا کہا۔ "ہم نے تو سب پر یکساں توجہ کی تھی مگر تم تینوں پر اثر نہیں ہوا۔ یہ بارش کا قصور نہیں ہے۔ کہ باغ میں لالہ و گل اگتے ہیں اور صحرا میں خس و خاشاک۔ تم تینوں پر اثر نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ تمہارے دل سخت ہیں۔ معرفت کی لطافت آسانی سے قبول نہیں کر سکتے۔"

انہوں نے سر جھکا کے دست بستہ استدعا کی۔ "ہمیں فیض کی لذت سے محروم نہ رکھئے۔"

سلطان باہو نے ان کی استدعا قبول کرتے ہوئے بادشاہ سے کہا۔ "ہماری دو شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ تو اور تیری اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کیلئے مال و متاع کی رعایت کبھی نہ کرے۔ دوسری یہ کہ تو اور تیری اولاد ہمارے مکانوں پر کبھی نہ آئے۔"

بادشاہ نے اقرار کر لیا۔ سلطان باہو نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو خاص توجہ سے فیض یاب کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان سے کسی یادگار کی فرمائش کی۔ سلطان باہو نے وہیں کھڑے کھڑے ایک کتاب املا کروائی۔ وہ بولتے جا رہے تھے اور شاہی محرر ان کے الفاظ قلم بند کرتے جا رہے تھے۔ کتاب لکھوا کے سلطان باہو پھر بازاروں میں نکلے اور راہ گیروں پر توجہ صرف کرنے لگے۔ اس صورت حال سے شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلقت کے انبوہ سے راستے بند ہونے لگے۔ کسی نے دوڑ کے شیخ عبدالرحمان کو یہ خبر پہنچائی کہ ایک ولی نے دہلی کے بیشمار لوگوں کو وجد و حال میں مبتلا کر رکھا ہے۔ شیخ عبدالرحمان نے اطمینان سے کہا۔ "جا کے دریافت کرو کہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس خاندان سے اور کس سلسلے سے تعلق رکھتا ہے؟"

شیخ کے خدام نے موقع پر پہنچ کر سلطان باہو کو دیکھا تو فوراً پہچان گئے اور الٹے قدموں شیخ کے پاس پہنچے "سرکار! وہی درویش ہے جسے آج آپ نے فیض بخشا تھا۔" شیخ عبدالرحمان نے حکم دیا۔ "اسے فوراً یہاں لے آؤ۔"

اس طرح سلطان باہو دوسری بار شیخ کے پاس پہنچے۔ شیخ نے انھیں دیکھتے ہی ملول

Marfat.com

لہجے میں کہا۔ "باہو! کیا ہم نے یہ نعمت تجھے اس لئے دی تھی کہ تو اسے عام کرتا پھرے؟"

سلطان باہو نے ادب سے کہا "سیدی! کوئی عورت بازار سے توا بھی خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کے دیکھ لیتی ہے کہ کیسا ہے اور کوئی لڑکا لکڑی کی کمان بھی خریدتا ہے تو کھینچ تان کے اس کی لچک دیکھ لیتا ہے کہ درست ہے یا نہیں پھر بھلا خادم نے آپ سے جو نعمت حاصل کی ہے، کیا اس کی آزمائش نہ کرتا؟"

شیخ عبدالرحمان متبسم ہوئے۔ "میں منع نہیں کرتا۔ یہ نعمت اسی لئے ہے کہ عام کی جائے لیکن اسے ارزاں نہ کر۔ اس کا متحمل ہر کس و ناکس نہیں ہو سکتا۔" یہ کہہ کے انہوں نے سلطان باہو پر مزید توجہ دی اور انہیں وطن واپس جا کے رشد و ہدایت کی محفل سجانے کا حکم دیا۔

شور کوٹ پہنچ کر تبلیغ

سلطان باہو نے شور کوٹ پہنچ کے زور و شور سے تلقین و تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تاریک راہوں کے بھٹکے ہوئے مسافر قافلوں کی صورت میں آتے اور قافلے کا ہر شخص آنکھوں میں مشعلیں روشن کر کے واپس جاتا۔ سلطان باہو کی خانقاہ میں ہر وقت درویشوں کا ہجوم رہتا۔ لنگر خانے کا اہتمام و انصرام ملی راستی نے سنبھال لیا تھا۔ جاگیر اور کھیتی باڑی کا انتظام سلطان باہو نے اپنے معتمد مریدوں کے سپرد کر دیا تھا۔ اپنی ذات کیلئے وہ آبائی جاگیر سے ایک حبہ بھی نہیں لیتے تھے۔ روکھا سوکھا کھاتے، موٹا جھوٹا پہنتے اور اسی پر قانع رہتے انہوں نے اپنی زندگی میں صرف دو دفعہ بیل خرید کے کھیتی باڑی شروع کی لیکن فصل پکنے سے پہلے ہی کھیت چھوڑ کے چلے آئے۔ بیل بھی جس کا دل چاہا، لے گیا۔ شور کوٹ کے کسی قریبی علاقے کا ایک خاندانی رئیس قلاش ہو گیا تھا۔ اس نے ایک مقامی بزرگ سے اپنی پتا بیان کی کہ "اب صرف سفید پوشی رہ گئی ہے، فاقوں نے گھر دیکھ لیا ہے، دروازے پر قرض خواہوں کا جمگھٹا رہتا ہے۔ بچوں کی شادیاں اور دوسرے فرائض مفلسی کے سبب التوا میں پڑے ہوئے ہیں، سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟"

بزرگ نے قلاش رئیس سے کہا۔ "چناب کے کنارے شور کوٹ جاؤ۔ وہاں سلطان باہو ملیں گے۔ اپنی مشکلات ان سے بیان کرنا۔"

وہ شخص اپنے رفیقوں اور ملازموں کے ساتھ کئی میل کا سفر کر کے شور کوٹ

Marfat.com

پہنچا۔ وہاں اس نے لوگوں سے سلطان باہو کا پتہ دریافت کیا۔ سلطان باہو اس وقت اپنے کھیت میں تھے۔ لوگوں نے اسے کھیت کا پتہ بتادیا۔ وہ کھیت میں گیا تو سلطان باہو ہل چلا رہے تھے۔ اس شخص نے انہیں ہل چلاتے ہوئے دیکھا تو سخت مایوس ہوا اور سوچنے لگا کہ جو آدمی مفلسی میں گرفتار ہے اور ہل چلا رہا ہے، وہ بھلا میری مدد کیا کرے گا یہ سوچ کے وہ وہاں سے لوٹنے لگا۔ اچانک پشت سے کسی نے اسے اس کا نام لے کے پکارا۔ وہ بہت متعجب ہوا کہ یہاں تو میں قطعاً اجنبی ہوں، میرا نام کسے اور کیسے معلوم ہو گیا؟ وہ مڑا تو اس نے دیکھا کہ سلطان باہو اسے بلا رہے ہیں۔ اس کے دل میں امید کی بجلی کوندی وہ سلطان باہو کے قریب گیا انہوں نے اس سے کہا۔ "تو سفر کی سختیاں سہتا ہوا اتنا فاصلہ طے کر کے آیا ہے، ہم سے ملاقات کئے بغیر کیوں جا رہا ہے؟"

اس شخص نے دست بستہ ہو کے اپنی خستہ حالی کی داستان سنادی۔ سلطان نے اسی وقت زمین سے ایک ڈھیلا اٹھا کے دوبارہ زمین پر دے مارا۔ اس شخص نے زمین پر نظر ڈالی تو انگشت بدنداں رہ گیا۔ کیونکہ زمین پر پڑے ہوئے تمام ڈھیلے اور پتھر سونے کے ہو گئے تھے۔ سلطان باہو نے نہایت بے نیازی سے کہا۔ "اپنی ضرورت کے مطابق سونا اٹھا لے۔"

اس شخص نے اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں بلوا لیا۔ ان سب نے اپنے اپنے گھوڑوں پر وافر سونا لاد لیا پھر سونے اور سلطان باہو کے احسان کے بوجھ میں دبے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے۔

سلطان باہو نے کتابی علم حاصل نہیں کیا تھا لیکن ان کا روحانی علم ایک مواج سمندر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فقر، تصوف اور معرفت پر ان کے ملفوظات کا ذخیرہ آج بھی طالب کیلئے ایک جیتے جاگتے مدرس کی حیثیت رکھتا ہے۔ شریعت، طریقت اور حقیقت جیسے دقیق اور نازک موضوعات پر کم وبیش تیس تالیفات ان سے منسوب ہیں۔ ایک کتاب میں وہ کہتے ہیں "لوگو میں نے جو کچھ دیکھا، ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا جو سر میں ہوتی ہیں اور اس ظاہری جسم سے دیکھا اور مشرف ہوا۔"

وہ اپنی تالیف "عقل بیدار" میں فقر کے متعلق کہتے ہیں۔ "فقر کی ابتدا یہ ہے کہ جسم پر شریعت کا لباس پہنا جائے اور حقیقت سے واقف ہو کے معرفت کے دریا میں غوطہ لگایا جائے اور فقیر خود کو فراموش کر کے فنافی اللہ ہو جائے۔"

Marfat.com

جذب و سلوک کے شیدائی فیض و برکت کیلئے دور دور سے سلطان باہو کے پاس آتے تھے۔ کیونکہ ان کی شہرت اطراف و جوانب میں کوسوں تک پھیل چکی تھی۔ سندھ کے موضع گھوٹکی کے ایک کلال یعنی مے فروش نے بھی سلطان باہو کا شہرہ سنا تھا۔ اسے آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے کاروبار سمیٹا اور سندھ سے پنجاب کا رخ کیا۔ شور کوٹ پہنچ کے وہ سیدھا سلطان باہو کے پاس آیا۔ سلطان باہو نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ "کلال! اب تک تو تو دوسروں کو شراب پلاتا تھا۔ لیکن آج ہم تجھے شراب پلائیں گے۔" یہ کہہ کے انہوں نے اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔ ان کی نگاہ کے فیضان سے کلال کی دنیا چشم زدن میں بدل کے رہ گئی اور وہ اس کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔

پھر جب وہ شور کوٹ سے گھوٹکی واپس پہنچا تو اس کے متعلقین تک اسے شناخت نہیں کر سکے کیونکہ اب وہ ایک نفع خور اور فاسق و فاجر کلال نہیں رہا تھا۔ بلکہ ایک قانع اور عابد و زاہد شخص ہو گیا تھا ویسے تو گھوٹکی کے سبھی باشندے اس کی قلبی تبدیلی پر حیران تھے مگر خصوصاً ایک بیوہ عورت اس کی اس تبدیلی سے بے حد متاثر تھی۔ اس بیوہ کا ایک لڑکا مومن شاہ تھا ایک روز وہ بیوہ اپنے یتیم لڑکے کو لے کر کلال کے پاس گئی اور بولی۔ "بھیا! جنھوں نے تمہاری دنیا بدلی ہے، اب تم ان کے پاس دوبارہ جاؤ تو میرے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا اور مجھ دکھیاری کی طرف سے میاں سے کہنا کہ میاں! میں بہت مسکین ہوں۔ فاقوں اور محتاجی کا بوجھ اٹھائے تنگ آگئی ہوں۔ میرے بیٹے کو مفلسی سے نجات دلایئے اور اس کی آخرت بھی سنوار دیجئے۔

کلال نے وعدہ کر لیا کہ وہ مومن کو شور کوٹ ضرور لے جائیگا۔ پھر جب وہ دوسری بار سلطان باہو کے پاس روانہ ہوا تو اپنے وعدے کے مطابق مومن کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ سلطان باہو کے پاس پہنچ کے اس نے مومن کو ان کے سامنے پیش کیا اور اس کی ماں کا پیغام دہرا دیا۔ سلطان نے مومن پر شفقت کی نظر ڈالی اور کہا۔ "اس کی ماں سے کہہ دینا کہ دینی اور دنیوی، دونوں نعمتیں ہمیشہ اس کے گھر میں رہیں گی۔ لیکن بچے کی عمر ابھی کم ہے اس لئے فی الحال اسے اپنے پاس رکھے اور پہلے اسے ظاہری تعلیم کے زیور سے آراستہ کرے۔ اس کے بعد ہمارے پاس بھیجے۔"

مومن واپس گھوٹکی لے جایا گیا۔ اس کی ماں نے اسے مدرسے میں داخل کرا دیا۔

Marfat.com

لڑکا بہت ذہین ثابت ہوا۔ وقت گزر تا رہا۔ وہ دل جمعی سے پڑھتا رہا۔ چند سال بعد وہ مدرسے سے فارغ التحصیل ہو گیا۔ چنانچہ اس کی ماں نے اسے کلال کے ساتھ پھر سلطان باہو سے ملنے کے لئے روانہ کر دیا۔ مومن اور کلال شور کوٹ جانے کیلئے گھوٹکی سے نکلے مگر ابھی رنگ پور کھیڑا ہی پہنچے تھے کہ اچانک ایک دل دوز خبر بجلی بن کے ان کے اعصاب پر گری۔ معلوم ہوا کہ سلطان باہو رحلت فرما چکے ہیں۔ کلال اس جاں کاہ خبر کی تاب نہ لا سکا، وہ کھڑے کھڑے زمین پر ڈھیر ہوا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ناچار مومن شاہ اکیلا ہی روتا دھوتا، گرتا پڑتا آگے بڑھا اور کسی نہ کسی طرح سلطان باہو کے مزار پر پہنچ گیا۔ سلطان باہو کے بیٹے فرش ماتم بچھائے بیٹھے تھے۔ مومن شاہ نے مزار پر سینہ کوبی شروع کر دی اور رو رو کے کہنے لگا کہ ''حضرت! اگر جانا ہی تھا تو مجھے کیوں بلایا تھا؟ مجھے کیوں بلایا تھا؟ مجھے کیوں بلایا تھا؟

اس کی سینہ کوبی اور فریاد نے سلطان باہو کے فرزندوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیا ''ان کے ایک فرزند نے قریب پہنچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے دلاسا دیتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا تمہارا نام مومن شاہ ہے؟ مومن شاہ نے آنسو پونچھتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی۔ سلطان باہو کے فرزند نے اسے اطمینان سے بٹھایا اور کہا۔ ''مومن شاہ! واویلا نہ کرو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرے والد نے تمہیں کیوں بلایا تھا۔ وصال سے پہلے انہوں نے کہا تھا۔ کہ جنوب کی طرف سے مومن شاہ نامی ایک طالب آرہا ہے، وہ خاص نعمت کا مستحق ہے اسے خاص نعمت دینا میرے منہ سے نکلا کہ ابا جان! خاص نعت کے طور پر اسے کیا دینا چاہئے؟ ان کے پاس وقت کم تھا۔ انہوں نے چٹائی پر لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھایا اور زمین پر کچھ لکھ دیا۔ ان کے لکھے ہوئے پر میں نے مٹی کی رکابی ڈھانک دی تاکہ تیز ہوا سے محفوظ رہے۔ یہ کہہ کے سلطان باہو کے بیٹے نے قریب ہی زمین پر الٹی ہوئی رکابی ہٹائی تو مومن نے دیکھا کہ وہ اسم ذات کا نقش ہے نقش دیکھتے ہی مومن بے ہوش ہو گیا۔ سلطان باہو کے فرزند نے نقش دوبارہ رکابی سے ڈھانک دیا۔ مومن شاہ مسلسل تین دن اور تین رات تک وہیں بے ہوش پڑا رہا اور جب ہوش میں آکے اس نے دوبارہ اسم ذات کے نقش پر نظر ڈالی تو پھر بے ہوش ہو گیا۔ یہ بے ہوشی دو دن اور دو رات طاری رہی۔ بعد ازاں اس نے تیسری دفعہ نقش دیکھا تو پھر ایک دن اور ایک رات مست رہا۔ مگر چوتھی مرتبہ اس نے نقش دیکھا تو مستی غالب نہ آسکی۔ گویا نعمت نے دل میں قرار پکڑ لیا تھا۔

Marfat.com

سلطان باہو کے فرزندوں کو جب یقین ہو گیا کہ نعمت مومن شاہ کے دل میں قرار پکڑ چکی ہے تو انہوں نے نقش کی خاک پانی میں گھول کے انہیں پلادی۔ اس طرح مومن شاہ ارشاد و تلقین کی دولت حاصل کر کے وہاں سے رخصت ہوئے اور گھوٹکی پہنچ کے مخلوق کو فیض پہنچانے لگے۔ کہتے ہیں۔ مومن شاہ نے تقریباً ایک لاکھ تشنہ کاموں کو رشد و ہدایت کے مشرب سے سیراب کیا۔ ان کے لنگر خانے میں ہر وقت اژدہام رہتا تھا۔ وہ سلطان باہو سے شدید محبت کرتے تھے۔ سچا مجنوں وہی ہوتا ہے۔ جسے لیلا تو لیلا، لیلا کی گلی کا کتا بھی عزیز ہو۔ مومن شاہ کا حکم تھا کہ جب بھی چناب کی جانب سے کوئی مہمان آئے تو انہیں فوراً مطلع کیا جائے مرشد کے علاقے سے آنے والے مہمانوں کی خدمت وہ اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ کھانا کھلانا، بستر بچھانا، پاؤں دبانا، غسل وغیرہ کیلئے پانی بھرنا اور اسے گرم کرنا نیز دیگر خدمات۔ اس کام میں انھیں بے انتہا فرحت حاصل ہوتی تھی۔

مومن شاہ کے بعد ان کے فرزند صالح شاہ سجادہ نشین ہوئے۔ صالح شاہ کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کسی مقدمے کے سلسلے میں حیدر آباد کے حاکم میاں غلام شاہ کلہوڑا نے انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔ صالح شاہ نے قید سے رہائی کی بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوئی۔ آخر صالح شاہ ایک رات سلطان باہو کی روح سے فریاد کناں ہوئے کہ حضرت! غلام کی دستگیری کیجئے۔ اسی رات سلطان باہو حیدر آباد کے حاکم غلام شاہ کے خواب میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے اسے شاہی بستر سے کھینچ کے اس کے گال پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ غلام شاہ منہ کے بل فرش پر گرا، ساتھ ہی اس کی بینائی زائل ہو گئی۔ سلطان باہو نے اس سے باز پرس کی کہ "آخر صالح شاہ کو تو نے کیوں قید کیا؟

حاکم نے کوئی جواز پیش کرنے کی بجائے گڑگڑا کر معافی مانگی اور التجا کی کہ اس کی بینائی بحال کر دی جائے۔ سلطان باہو نے اس کی التجا قبول کرتے ہوئے کہا۔ "تو نے ایک بے قصور کو تکلیف دے کر اسے اور ہمیں سخت اذیت پہنچائی ہے۔ تو انصاف کی مسند کے لائق نہیں جا، تخت تیرے خاندان سے اٹھ گیا۔

غلام شاہ نے یہ سنا تو گھبرا کے بیدار ہو گیا اور شدید بے چینی سے صبح کا انتظار کرنے لگا۔ صبح ہوتے ہی اس نے صالح شاہ کو رہا کر دیا اور غیر معمولی اکرام و نوازش کے ساتھ رخصت کیا۔

Marfat.com

سلطان باہو کی پیشن گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ غلام شاہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکا اور جلد ہی کلہوڑا خاندان کو زوال آگیا۔ اس کے بعد تالپور خاندان اقتدار کی کرسی پر بیٹھا اور کلہوڑا خاندان پھر کبھی حکمران نہیں ہو سکا۔

وفات کے بعد فیوض

سلطان باہو نے ۱۱۰۲ھ میں اس دنیا سے پردہ کیا تھا لیکن ان کے فیوض کا چشمہ وصال کے بعد بھی جاری رہا۔ مثلاً ڈیرا اسماعیل خاں کے حاکم ہوت بلوچ کا واقعہ ہے، وہ کسی خوب رو لڑکے پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے زمانے کے مقتدر علماء کو بلوایا اور ان سے اصرار کیا کہ وہ ایک مرد کیلئے لڑکی کی بجائے لڑکے سے نکاح کرنے کا فتویٰ دے دیں۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کی کہ اگر انہوں نے فتویٰ نہ دیا تو انہیں دار پہ لٹکا دیا جائیگا۔ علماء بے حد سٹ پٹائے دربار سے نکل کے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور مشورے کے بعد حاکم کو اطلاع بھجوائی کہ انہوں نے اس مسئلے کا ایک حل تلاش کر لیا ہے۔ فوراً طلبی ہوئی۔ علماء دربار میں پہنچے اور سب نے متفقہ طور پر ہوت بلوچ سے کہا کہ یہاں ایک بزرگ عالم نور محمد موچی رہتے ہیں۔ انہیں طلب کیا جائے، اس نازک اور پیچیدہ معاملے کا کوئی جواز وہی پیدا کر سکتے ہیں۔

نور محمد موچی سلطان باہو کے سلسلے سے وابستہ تھے۔ ہوت بلوچ نے انہیں بلوایا اور اپنا مدعا ان کے سامنے رکھ دیا اور انہیں بھی قتل کی دھمکی دی مگر نور محمد نے نہایت بے خوفی سے کہا۔ "بد مست حاکم! ہوش میں آ۔ مرد کیلئے لڑکی کی بجائے لڑکے سے نکاح کرنا مطلق حرام ہے۔"

ہوت بلوچ یہ صریح جواب سن کر چراغ پا ہو گیا۔ اس نے اسی وقت تالی بجا کے سپاہیوں کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ "مولانا نور محمد کو گرفتار کر لیا جائے۔"

نور محمد فوراً حراست میں لے لئے گئے۔ ہوت بلوچ نے گرج کر ان سے کہا۔ "مولانا! یاد رکھو اگر تم نے جلد ہی میری منشا کے مطابق فتویٰ نہ دیا تو تمہیں سخت ترین عذاب میں مبتلا کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

نور محمد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ قید خانے پہنچ کے انہوں نے سلطان باہو کی روح سے رجوع کیا اور فریاد کے طور پر پنجابی میں ایک نظم لکھی۔ ان کی فریاد رائیگاں نہیں گئی۔ ہوت بلوچ جلد ہی معزول کر دیا گیا اور شاہی سپاہیوں نے اسے قید کر لیا۔ اس کی موت قید

Marfat.com

خانے ہی میں واقع ہوئی۔ دوسری طرف نور محمد آزاد کر دیئے گئے۔

شیخ سلطان باہو موضع قہرگان میں پکی اینٹوں کے ایک قلعے میں مدفون تھے۔ ایک بار دریائے چناب میں زبردست طغیانی آئی۔ پانی بڑھتے بڑھتے قلعے تک پہنچ گیا۔ مریدوں نے پانی کے خوف سے نہایت عجلت میں سلطان باہو کا مزار کھودا تاکہ ان کی باقیات کسی محفوظ جگہ منتقل کر دیں۔ مگر جب مزار کھد چکا تو حاضرین ششدر رہ گئے۔ وہاں شیخ کی باقیات کا نام و نشان نہ تھا۔ ان کے مرید مایوس ہو کے رونے لگے مگر اس سے پہلے کہ ان کے آنسو دریا کے پانی میں اضافہ کرتے، شیخ بہ نفس نفیس ظاہر ہوئے اور بولے "نادانو! بھلا یہ رونے کا وقت ہے؟ کچھ ہوش بھی ہے یہ مقام جلد غرقاب ہونے والا ہے۔ اگر ہمارے نشانات مٹ گئے تو تمہاری جماعت پریشان و پراگندہ ہو جائے گی۔ لہٰذا ہم باہر ضرور نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے نئے مدفن کا انتخاب کرنے اور ہمارا جسم چھونے کے لائق ہے۔ وہ صبح طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔ اس کا انتظار کرو۔"

مرید بے قراری سے صبح کا انتظار کرنے لگے۔ پھر جب صبح کی پہلی کرن پھوٹی تو انہوں نے سبز پوش کو آتے ہوئے دیکھا۔ اس کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ سبز پوش قریب آیا اور کسی سے مخاطب ہوئے بغیر کھلی قبر میں اتر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ باہر نکلا تو اس کے ہاتھوں میں سلطان باہو سو رہے تھے انہیں پہلے سے تیار شدہ ایک تابوت میں لٹا دیا گیا۔ پھر سبز پوش کی رہنمائی میں تابوت ایک ویران حویلی تک لے جایا گیا۔ یہ حویلی آسیب زدہ مشہور تھی۔ سبز پوش کے اشارے پر تابوت حویلی کے وسط میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے قبر کھودنی چاہی لیکن سبز پوش نے منع کر دیا چنانچہ زمین کی سطح ہی پر مزار تعمیر کر دیا گیا۔ آج تک وہی مزار شیخ باہو کی آرام گاہ ہے۔

باہو پہنچے تو وہ ویران حویلی جو آسیب زدہ مشہور تھی۔ انتہائی بارونق ہو گئی۔ آج بھی وہاں جذب و مستی کا غلغلہ ہوتا ہے اور خوشبوؤں کے جھونکے چلتے ہیں۔ اور ان کی جستجو میں روزانہ ہزارہا سائل وہاں پہنچتے ہیں۔ باہو کسی کو محروم نہیں لوٹاتے۔

حضرت سلطان العارفین کی وفات جمعہ کی رات جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

ایمان وعقائد کو سنوارنے والی چند مفید کتابیں

تصنیفات فقیہ ملت

مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ

فتاوی فیض الرسول ۲ جلد مکمل

فتاوی برکاتیہ

انوار الحدیث

فقہی پہیلیاں

خطبات محرم

بزرگوں کے عقیدے

حج وزیارت

احکام نیت

علم اور علماء

انوار شریعت

تعظیم نبی علیہ السلام

معارف القرآن

سید الاولیاء (سید احمد کبیر رفاعی)

مساجد سے غیر مقلدوں کا اخراج

باغ فدک اور حدیث قرطاس

گلدستۂ مثنوی

محققانہ فیصلہ

ضروری مسائل

غیر مقلدوں کے فریب

بدمذہبوں سے رشتے

نورانی تعلیم قاعدہ

نورانی تعلیم اول

نورانی تعلیم دوم

نورانی تعلیم سوم

نورانی تعلیم چہارم

نورانی تعلیم پنجم

فتاوی مرکز تربیت افتاء اول

فتاوی مرکز تربیت افتاء دوم

فتاوی مرکز تربیت افتاء سوم

فتاوی مرکز تربیت افتاء چہارم

فتاوی مرکز تربیت افتاء پنجم

فتاوی مرکز تربیت افتاء ششم

فتاوی مرکز تربیت افتاء ہفتم

مثل مطبوعات

فتاوی مصطفویہ مکمل

ازالۂ فریب (بجواب تقلید شخصی کے آسیب)

عرس کی شرعی حیثیت

جدید مسائل زکاۃ

پانی اور تحقیقات رضویہ

امجدی اچھی نماز پاکٹ

تاریخ مسجد نبوی

سوانح اعلیٰ حضرت

ایمان کامل مجلد

لطائف اعظمی

خطبات نیپال

سیرۃ المصطفیٰ

جنتی زیور

سیرت رسول اکرم

اسلامی اخلاق وآداب

ملنے کا پتہ: کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ فون: ۲۳۲۴۳۱۸۷

Marfat.com

Marfat.com

KUTUB KHANA AMJADIA
425/7, Matia Mahal Jama Masjid,
Delhi- 110006 Ph: 23243187

Marfat.com

KUTUB KHANA AMJADIA
425/7, Matia Mahal Jama Masjid,
Delhi- 110006 Ph: 23243187

Marfat.com